

حیات الفکری

استاد اظہار خیریت انا محمد بن عبدالحق دہلوی

و دیگر متفکران خیر الدار سے

علمی و تحقیقی فتاویٰ کا منتخب مجموعہ

مترجمہ

مولانا مفتی محمد انور رحیم آبادی

مکتبہ اسلامیہ

لاہور

پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

افتار ایک اہم اور نازک ذمہ داری ہے جس کا تعلق انسانیت کی ہدایت اور دنیوی و اخروی فلاح کے ساتھ ہے۔ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات ماننے والا مسلمان قدم قدم پر اس سے رہنمائی کا محتاج و مامور ہے۔

انسانی زندگی میں عبادات و معاملات اور اعمال و اخلاق کی ہزاروں بلکہ لاکھوں جزئیات ایسی ہیں جن کے اصول و ضوابط اگرچہ کلی طور پر قرآن و حدیث میں بیان کر دیئے گئے ہیں لیکن ان ضوابط کا افراد پر انطباق اور اصول سے جزئیات کا استخراج نہ ہر شخص کا کام ہے اور نہ ہر شخص اس کے صلاحیت، ہمت اور استطاعت رکھتا ہے۔ عہد رسالت سے عصر حاضر تک ہر دور میں اپنے دور کے لحاظ سے علم و عمل اور دیگر فضائل و صفات میں ممتاز ترین شخصیات اس منصب پر فائز رہیں اور امت کی رہنمائی کے فرض عظیم کو مکمل ادا کیا۔

مفتی ایک حیثیت سے خدا اور بندے کے درمیان ترجمانی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ اس لئے فقہاء اسلام نے اس منصب کے حامل کے لئے عام صاحب علم و معتد کی نسبت زیادہ کڑی شرائط عائد کی ہیں۔

مفتی نہ صرف اپنے علم و فن میں حاذق و بصیرت و صلاحیت کا مالک ہو بلکہ دیانت و عفت، علم و وقار، تدبیر و تقویٰ، عقل و فہم، دور اندیشی و بیدار مغزی، بلند نظری و بلند کرداری کے ساتھ عصری تقاضوں کو جاننے اور جانچنے میں بھی معاصرین سے ممتاز و فائق ہو۔ غرضیکہ اسے اپنے زمانہ کے اہل علم میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہو جو ایک مجتہد کو اپنے مقلدین و تلامذہ میں حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن الہمامؒ نے ”فتح القدیر“ میں ”مفتی“

کے لئے ” مجتہد “ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔

وقد استقر رأی الاصولیین علی ان المفتی هو المجتہد فاما

غیر المجتہد ممن یحفظ اقوال المجتہدین فلیس بمفتی

(رد المحتار : ج ۱ : ص ۶۴)۔

اصولیین کی یہ نکتہ رائے ہے کہ مفتی وہی ہے جو مجتہد ہے۔ غیر مجتہد جو صرف مجتہد کے اقوال یاد رکھتا ہے (حقیقی) مفتی نہیں ہے۔

مجتہد کے لئے علوم میں جس تعمق، مہارت، تامل اور رسوخ کی ضرورت ہے وہ شرائط اجتہاد سے ظاہر ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں۔ ناظرین اسی سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عام تالیفات اور ” فتاویٰ “ کے مجموعہ میں قدر و قیمت کے لحاظ سے کیا نسبت ہے۔

انسانی ضروریات کے تحت پیش آنے والے مسائل اور ان کے جوابات جو ” فتاویٰ “ کی شکل میں جلوہ گر ہوئے درحقیقت فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون پر عمل کا حسین ثمرہ ہے۔ جس پر امت قرن اول سے قائم چلی آرہی ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں جس جس طرح جدید مسائل پیدا ہوتے چلے گئے فقہاء اسلام اور مفتیان عظام قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے جوابات دیتے چلے گئے۔ اس راہ میں نہ کوئی جمود آیا نہ کوئی تساہل برتا گیا۔ آج بھی دنیا کی رنگارنگ بوقلمونیوں اور معاشرت کے عجیب و غریب اور حیران کن مسائل کے باوجود دنیا میں بحمد اللہ ایسے سینکڑوں ” دارالافتاء “ موجود ہیں جن سے تشنگان علوم اپنی سیرابی کا سامان پاسکتے ہیں۔ ہدایت کے لئے چلنے والے ان چراغوں میں ایک روشن وجود ” دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان “ کلہے۔ جس سے اب تک لاکھوں افراد زبانی اور تحریری طور پر اپنے مسائل و اشکالات کے جوابات سے آگاہ ہو کر اپنی علمی پیاس بجھا چکے ہیں۔ آج سے چار سال قبل ۱۴۲۷ھ میں اس علمی ذخیرہ سے ایک دقیق انتخاب ” خیر الفتاویٰ جلد اول “ کے نام سے اہل علم و نظر سے داد پاچکا ہے۔ اس سلسلہ میں اصحاب فن نے جن آراء کا اظہار کیا ان کے طویل تذکرہ سے خود ستائی کا پہلو مانع نہ ہوتا تو ہم اسے ضرور اپنے محترم قارئین کی خدمت میں پیش کرتے۔ تاہم تحدیث بالنعمة کے طور پر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ الحمد للہ اس مجموعہ کو نہ صرف عام مسلمانوں نے اپنے لئے نافع اور گرہ القدر علمی تحفہ سمجھا اور مختصر مدت میں اس کے دو ایڈیشنوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا بلکہ اصحاب علم و افتاء نے

بھی اسے علماء دیوبند کے مسلک اعتدال کا نمایاں نمونہ قرار دیا۔ اور "فتاویٰ" کے اس مجموعہ کو جامعہ خیر المدارس کی دیگر تمام تالیفی و تدوینی علمی خدمات کے برابر تولا۔

اس سلسلۃ الذہب کی یہ دوسری کڑی "نخسۃ الفتاویٰ جلد دوم" کی شکل میں ناظرین کے سامنے موجود ہے۔ انشاء اللہ العزیزہ قدر دانوں کے ہاں یہ نقش ثانی "نقش اول" سے زیادہ قبولیت و محبوبیت حاصل کرے گا۔

یہ مجموعہ فتاویٰ

جس میں صرف فقہی مسائل ہی نہیں بہت سی احادیث پر سیر حاصل اور اطمینان بخش تشریحات و مباحث بھی آگئی ہیں۔ آٹھ سو سے زائد صفحات پر نو سو چھ (۹۰۶) استفسارات کے علمی و فقہی اور تحقیقی جوابات کا یہ خزانہ عقلی و نقلی دلائل سے مزین ہے۔ بعض جوابات اپنی جامعیت و اہمیت کے باعث مستقل تالیف کہلائے جانے کے قابل ہیں۔ ترتیب میں یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ قدیم فتاویٰ جن مسائل سے کسی داعیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے معزاً ہیں اس مجموعہ فتاویٰ میں ان پر مفصل بحث کر دی گئی ہے تاکہ تشنگی کا احساس نہ رہے۔ اسی طرح قدیم فتاویٰ میں جن مسائل سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان تھا یا بعض مسائل دلائل کی روشنی میں مروج یا قابل رجوع تھے انہیں سلیس یا راجح دلائل کے مطابق کھ دیا گیا ہے۔

"نخسۃ الفتاویٰ" کی اس جلد کے تعارف میں جو ضروری باتیں تھیں وہ تو عرض کر دی گئیں باقی اس کی قدر و قیمت اور تحقیق و تدقیق کا صحیح فیصلہ تو اصحاب علم و فن کی نظر ہی کرے گی کہ وہی حقیقی فیصلہ ہے۔ اور ویسے بھی

» مشک آنست کہ خود بہوید نہ کہ عطسار بگوید «

اس دوسری جلد کو منظر عام پر لانے کے لئے حسب سابق مرتب فتاویٰ حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب مدظلہ مفتی جامعہ خیر المدارس نے جس غیر معمولی محنت و جانفشانی اور تندہی سے کام کیا ہے۔ اس پر وہ ہم سب کے خصوصی شکریہ کے علاوہ ناظرین خیر الفتاویٰ کے شکریہ کے بھی مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائیں۔

ان کے تمام رفقا و کار باکخصوص مولانا مست از احمد قاسمی (فاضل جامعہ ہذا) اور قاری سیف اللہ خاں بھی کلمات و جذبات شکر کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے خدمت دین کے جذبہ کے ساتھ شبانہ روز

محنت سے اس کام کی تکمیل کی۔

اور یہ تمام محنتیں اور کوششیں بار آور نہ ہوتیں اگر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب صاحب مدظلہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا کی رہنمائی، عنایات اور مشاوریات ہماری سرپرستی نہ کرتی ہاں پوری ترتیب میں المسترح کی توجہات پوری طرح شریک کار رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو تمام مسلمانوں کے لئے نافع اور ذریعہ عمل بنائیں۔ اور مفتیانِ عظام بالخصوص جدِ امجد استاذ العلماء عارف باللہ حضرت مولانا خیس محمد صاحب جالندھری اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کے لئے ذخیرہ آخرت اور رفیع درجات کا ذریعہ بنائیں جن کے قیمتی فتاویٰ سے اس مجموعہ کی افادیت و علمی حیثیت دوچند ہوئی۔ امید ہے کہ ”فتاویٰ“ سے منتفع ہونے والے حضرات اپنی مخلصانہ دعاؤں میں ارباب افتاء، مرتبین اور منتظمین کو فراموش نہ کریں گے۔

راقم السطور
محمد حنیف جالندھری
رئیس جامعہ غیر المدارس ملتان پاکستان



اجمالی فہرست نمبر ۱۰۰ الفتاویٰ جلد دوم

کتاب الطہارة

۱	ما يتعلق بالوضوء والغسل	از ۴۴ تا ۹۱
۲	ما يتعلق بالأبواب والحياض	از ۹۲ تا ۱۱۸
۳	فصل في التيمم	از ۱۱۹ تا ۱۲۶
۴	المسح على الخفين والجوربين والجباغر	از ۱۲۷ تا ۱۳۵
۵	ما يتعلق بالحيض والنفاس والاستحاضة	از ۱۳۶ تا ۱۴۶
۶	ما يتعلق بتطهير الانجاس	از ۱۴۷ تا ۱۵۱
۷	فصل في الاستنجاء	از ۱۵۲ تا ۱۵۵

کتاب الصلوة

۸	ما يتعلق بالمواقيت	از ۱۵۱ تا ۱۹۸
۹	ما يتعلق بالاذان والاقامة	از ۱۹۹ تا ۲۳۹
۱۰	ما يتعلق بصفة الصلوة	از ۲۴۰ تا ۲۹۶
۱۱	ما يتعلق بالقراءة وزلة القاری	از ۲۹۷ تا ۳۲۲
۱۲	ما يتعلق بالامامة والجماعة	از ۳۲۳ تا ۴۰۳
۱۳	ما يتعلق بالمسبوق	از ۴۰۴ تا ۴۱۰
۱۴	ما يفسد الصلوة وما يكره فيها	از ۴۱۱ تا ۴۶۸
۱۵	ما يتعلق بالسنة والنوافل	از ۴۶۹ تا ۵۰۲
۱۶	فصل في الوتر	از ۵۰۳ تا ۵۲۰
۱۷	فصل في التراويح	از ۵۲۱ تا ۵۶۱
۱۸	خير المصابيح	از ۵۶۲ تا ۶۰۲
۱۹	ما يتعلق بقضاء الفوائت	از ۶۰۳ تا ۶۱۷
۲۰	ما يتعلق بسجود السهو	از ۶۱۸ تا ۶۵۰
۲۱	ما يتعلق بسجود التلاوة	از ۶۵۱ تا ۶۶۲
۲۲	ما يتعلق بصلوة المسافر	از ۶۶۳ تا ۷۰۱
۲۳	ما يتعلق باحكام المسجد	از ۷۰۲ تا ۸۰۳

فہرست مضامین ”غیر الفستاولی“ جلد دوم

کتاب الطہارۃ

ما يتعلق بالوضوء والغسل

۴۷	کیا بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے؟	۱
۴۸	معذور وضو کرانے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے	۲
۴۸	انجن پالش کی حالت میں وضو کا حکم	۳
۴۹	ریح قبل ناقض وضو نہیں	۴
۴۹	بدبو دار پانی سے وضو کا حکم	۵
۵۰	کان اور ناک میں جہاں زیور پہنتے ہیں اس سوراخ میں پانی پہنچانے کا حکم	۶
۵۱	معذور کا وضو کب تک رہتا ہے	۷
۵۲	پاؤں دھوئے وقت تلواروں کو دیکھنا ضروری نہیں	۸
۵۲	شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا	۹
۵۲	وضو میں پاؤں بائیں ہاتھ سے دھوئے جائیں	۱۰
۵۳	برسش استعمال کرنے کا حکم	۱۱
۵۳	برہنہ وضو کرنے سے بھی وضو ہو جاتا ہے	۱۲
۵۴	دوران وضو بار بار شک کرنے والا کیسے کرے	۱۳
۵۵	وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھے اور انگلی اٹھائے	۱۴
۵۵	مسواک ہر نلید کے بعد مستحب ہے رات کو سوتے ہوں یا دن کو	۱۵
۵۶	داڑھی کے غسل و خلل کے بارے میں قول فیصل	۱۶

۵۷	مسواک کے ساتھ کلی کرنے کا طریقہ اور تین بار پانی لینے کا مطلب	۱۷
۵۸	مریضہ سیال کے متعلق چند مسائل	۱۸
۶۰	احلیل کے اندر روئی کا تر ہونا ناقض وضو نہیں	۱۹
۶۰	صرف عمامہ پر مسح درست نہیں	۲۰
۶۱	اگر شرعاً معذور ثابت ہو جائے تو ایک وقت میں ایک ہی وضو کرنا پڑیگا	۲۱
۶۲	سلسل بول ولے کے وضو اور کپڑے کی طہارت کا مسئلہ	۲۲
۶۳	معذورین کے لئے مختصر ترین نماز	۲۳
۶۴	بار بار پیشاب آتا ہو تو وضو کیسے کریں	۲۴
۶۵	خروج الدودة من الدبر ينقض الوضوء	۲۵
۶۵	گلے کا مسح بدعت ہے	۲۶
۶۶	پاؤں پر داد چنبیل ہونے کی وجہ سے وضو ساقط نہیں ہوگا	۲۷
۶۶	غسل فرض میں ناف میں انگلی ڈالنے کا حکم	۲۸
۶۷	وضو اور تیمم دونوں ممکن نہ ہوں تو نماز کیسے پڑھی جائے	۲۹
۶۷	قرآن مجید کے صفحہ میں جو جگہ خالی ہو اسے بھی بے وضو نہیں چھو سکتے	۳۰
۶۸	دوران وضو سر کا مسح یاد نہ رہا تو دوران نماز داڑھی کی تری سے مسح کر سکتا ہے یا نہیں	۳۱
۷۰	عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے	۳۲
۷۱	وضو کے ہر ہر عضو کی دعا	۳۳
۷۲	ادعیہ مذکورہ کا ترجمہ	۳۴
۷۳	جونکیں لگوانے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں	۳۵
۷۳	نماز جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے دیگر فرائض ادا کرنا	۳۶
۷۴	حقہ یا سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹنے کا حکم	۳۷
۷۴	ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ابتداء کہاں سے کریں	۳۸
۷۵	خون زخم کی جگہ پر ہی رہے تو ناقض وضو نہیں	۳۹
۷۵	خروج مسہرہ بواسیر ناقض وضو ہے	۴۰

۴۵		۴۱	ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کب کرے
۴۶		۴۲	داڑھی کے خلال کے بارے میں متعدد اہم مسائل
۴۷		۴۳	گھڑی سختی سے باندھی ہوئی ہو تو وضو میں ملانا ضروری ہے
۴۸		۴۴	جسم پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو تو غسل کا حکم
۴۸		۴۵	برہنہ غسل کر رہا ہو تو بسم اللہ زبان سے نہ پڑھے
۴۹		۴۶	جانور کے ساتھ وطی کی تو بدوں انزال غسل واجب نہ ہوگا
۴۹		۴۷	صغیرہ غیر مشہدۃ کے ساتھ جماع سے غسل واجب نہ ہوگا تا وقتیکہ انزال نہ ہو
۴۹		۴۸	غسل میں پانی سونگھ کر ناک میں چڑھانے کا حکم
۸۰		۴۹	غسل میں کلی کرنا یاد نہ رہا تو جب یاد آئے کر لے
۸۰		۵۰	بدوں غسل کے دوسری بار جماعت کا حکم
۸۱		۵۱	اذا التقى المختانان فقد وجب الغسل
۸۱		۵۲	غسل فرض میں تاخیر کر سکتے ہیں یا نہیں
۸۲		۵۳	منی اپنے مقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہو تو جب بھی خارج ہوگی غسل واجب جائیگا
۸۳		۵۴	غسل میں مصنوعی دانت نکالنے کا حکم
۸۳		۵۵	زخموں کی وجہ سے نہانا ممکن نہ ہو تو کیا کریں
۸۴		۵۶	غسل کا سنون طریقہ
۸۵		۵۷	جنبی کے کھانے پینے کا حکم
۸۵		۵۸	برہنہ غسل کر رہے ہوں تو استقبال قبلہ نہ کریں
۸۶		۵۹	زخم کے اوپر جبے ہوئے خون کا حکم
۸۷		۶۰	کھڑے ہو کر وضو کرنے کا حکم
۸۷		۶۱	جس کے دانت نہ ہوں اس کے لئے مسواک کا حکم
۸۷		۶۲	جنبیہ دودھ پلا سکتی ہے
۸۸		۶۳	جنبی کا پسینہ پاک ہے
۸۸		۶۴	مسواک مسنون کے فوائد کی تفصیل

۸۹	کان سے نکلنے والی پیپ ناقض وضو ہے	۶۵
۹۰	جنہی آدمی دعائیں وغیرہ پڑھ سکتا ہے	۶۶
۹۰	پانی مٹھوڑا ہو تو میست اور جنہی میں سے کس پر صرف کیا جائے	۶۷
۹۱	وضو اور غسل میں کتنا پانی استعمال کیا جائے	۶۸

ما يتعلق بالأبار والحياض

(کنوئیں اور تالاب کے مسائل)

۹۲	کنوئیں سے بدبو آنے لگے تو پاک ہے یا ناپاک	۶۹
۹۳	چھڑیا کنوئیں میں گر کر لاپتہ ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے	۷۰
۹۴	کنوئیں میں جوتا گر جائے تو کیسے پاک کیا جائے	۷۱
۹۵	خنزیر کنوئیں میں گر کر گل سڑ کر نہ نشین ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے	۷۲
۹۵	کنوئیں سے پانچ فٹ دور نلکا کنوئیں کی پلیدی سے متاثر ہوگا یا نہیں	۷۳
۹۶	کنوئیں سے خنزیر زندہ نکل آئے تو بھی سارا پانی نکالا جائے	۷۴
۹۷	کنوئیں میں آدمی گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے	۷۵
۹۷	پلید کنوئیں کے قریب لگے ہوئے نلکے کا حکم	۷۶
۹۸	کنوئیں سے مردہ چوزہ نکلا تو کب سے پلید سمجھا جائے	۷۷
۹۸	کنواں پلید ہو جائے تو ساتھ والا کنواں پلید نہیں ہوگا	۷۸
۹۹	کنوئیں سے پھولا ہوا چوہا نکلا تو کب سے ناپاک سمجھا جائے	۷۹
۱۰۰	بڑے تالاب میں کتا گر جائے تو پلید نہیں ہوگا	۸۰
۱۰۱	بڑے حوض کے ساتھ متصل چھوٹا حوض کیسے پاک کیا جائے	۸۱
۱۰۲	کنواں پاک کرنے کے تین طریقے	۸۲
۱۰۵	مرغی کنوئیں میں گرنے کے بعد زندہ نکال لی گئی تو کنوئیں کا حکم	۸۳
۱۰۶	مرغی کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا	۸۴

۱۰۷	کنوئیں میں پاک جھاڑو گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا	۸۵
۱۰۷	مینڈک کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنوئیں کا حکم	۸۶
۱۰۸	جراثیم کش ادویہ ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۸۷
۱۰۹	جتنے ڈول پانی نکالنا ضروری ہو، وقفہ وقفہ سے بھی نکال سکتے ہیں	۸۸
۱۰۹	سانپ کنوئیں میں مر جائے تو کنواں پاک رہے گا یا نہیں	۸۹
۱۱۰	چھپکلی کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں	۹۰
۱۱۱	کتا گرنے کے چار سال بعد کنوئیں کے پانی کا حکم	۹۱
۱۱۲	غیر مسلم کے پانی لینے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا	۹۲
۱۱۲	چالیس مربع فٹ کا تالاب نجاست گرنے سے پلید نہیں ہوگا	۹۳
۱۱۳	مینگنیاں کنوئیں میں گر جائیں تو ناپاک ہوگا یا نہیں	۹۴
۱۱۴	پرندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا	۹۵
۱۱۵	جس کنوئیں سے جب نور پانی پلتے ہوں وہ معمولی گوبر، لید سے پلید نہ ہوگا	۹۶
۱۱۷	ہر کنوئیں کو پاک کرنے کے لئے دو سو ڈول نکالنے کا حکم صحیح نہیں	۹۷

فصل فی التیمم

۱۱۹	سخت سردی کی وجہ سے تیمم کا حکم	۹۸
۱۲۰	دوسرے سے تیمم کرانے کا حکم	۹۹
۱۲۰	نک پر تیمم کرنے کا حکم	۱۰۰
۱۲۱	فالج کے مریض کو پانی نقصان دے تو تیمم کر سکتا ہے	۱۰۱
۱۲۱	قیدی کو پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اس کا اعادہ کرے	۱۰۲
۱۲۲	تیمم کے چند اہم مسائل	۱۰۳
۱۲۴	ایک ہی جگہ سے بار بار تیمم کرنا درست ہے	۱۰۴
۱۲۴	پچی اینٹ پر تیمم کا حکم	۱۰۵

۱۲۵	انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو تیمم میں اس کو ہلانے کا حکم	۱۰۶
۱۲۵	تیمم میں نیت کس طرح کی جائے	۱۰۷
۱۲۶	راکھ پر تیمم کرنے کا حکم	۱۰۸
۱۲۶	پانی ایک میل دور ہو تو تیمم جائز ہے	۱۰۹

المَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرِبَيْنِ وَالْجَبَائِرِ

۱۲۷	موزوں پر پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کا حکم	۱۱۰
۱۲۷	پلستر پر مسح کرنے کے احکام	۱۱۱
۱۲۸	مجلد جرابوں پر مسح جائز ہے	۱۱۲
۱۲۹	جوربین منغسلین پر مسح کا حکم	۱۱۳
۱۳۰	بار بار پٹی اتارنا زخم کو مضر ہو تو نہ اتاری جائے	۱۱۴
۱۳۱	موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ	۱۱۵
۱۳۱	زخم کے ارد گرد بھی ہوئی دوا کو ہٹانے کا حکم	۱۱۶
۱۳۲	عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں	۱۱۷
۱۳۳	معروف جرابوں پر مسح کا حکم	۱۱۸
۱۳۵	سافریت اقامت پوری ہونے کے بعد مقیم ہو جائے تو مسح کا حکم	۱۱۹

مايتعلق بالحيض والنفاس والاستحاضة

۱۳۶	ایام حیض میں ہر رنگ کا خون حیض شمار نہ ہوگا	۱۲۰
۱۳۷	سبب ابتداء حیض	۱۲۱
۱۳۸	ایام حیض کے بعد آنے والے خون کا حکم	۱۲۲
۱۳۹	حائضہ ادعیہ وغیرہ پڑھ سکتی ہے	۱۲۳

۱۳۹	حیض میں مستعمل کپڑے کا حکم	۱۲۴
۱۴۰	حائضہ قرآن حکیم کلمۃ کلمۃ پڑھ سکتی ہے	۱۲۵
۱۴۰	نامہ بچے کی ولادت کے بعد آنے والے خون کا حکم	۱۲۶
۱۴۱	جنسبہ کے پکائے ہوئے کھانے کا حکم	۱۲۸
۱۴۱	حائضہ سے مباشرت کی صورت	۱۲۹
۱۴۲	مستحاضہ کے ساتھ مباشرت کا حکم	۱۳۰
۱۴۳	دوران نفاس طہر بھی نفاس کے حکم میں ہے	۱۳۱
۱۴۳	مستندہ کا حکم	۱۳۲
۱۴۴	حائضہ نماز کے اوقات میں ذکر و اذکار کا معمول رکھے	۱۳۳
۱۴۴	حائضہ سے جماع کرنے کی صورت میں صدقہ کا حکم	۱۳۴
۱۴۵	حیض بند ہونے پر غسل کو مؤخر کرنا	۱۳۵
۱۴۶	اپریشن کے ذریعہ ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم	

ما يتعلق بتطهير الانجاس

۱۴۷	راستہ کا کیچڑ وغیرہ کپڑوں پر لگ جانے نو کپڑے کا حکم	۱۳۶
۱۴۷	گوبر کے ایلے بنانا اور انہیں جلانا جائز ہے	۱۳۷
۱۴۸	مردار کی چربی سے صابن بنایا گیا تو وہ پاک ہے	۱۳۸
۱۴۸	پلیہ دہی سے نکالے ہوئے مکھن کا حکم	۱۳۹
۱۴۹	فرش پاک کرنے کا طریقہ	۱۴۰
۱۵۰	وضو کا پانی لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا	۱۴۱
۱۵۱	چھپکلی گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا	۱۴۲
۱۵۱	شراب کے لئے استعمال کی گئی بوتل پاک کرنے کے بعد استعمال کر سکتے ہیں	۱۴۳
۱۵۲	آٹا ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ	۱۴۴

۱۵۲	کٹا گوشت کو منہ لگا جائے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا	۱۴۵
۱۵۳	عضو کا حصہ پلید یا دنہ ہو تو کہاں سے دھوئے ؟	۱۴۶
۱۵۳	کتے کا لعاب نجاست رقیق ہے	۱۴۷
۱۵۴	گلقدنہ پلید ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ	۱۴۸
۱۵۴	دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں	۱۴۹
۱۵۵	خنزیر کے بالوں والے برش سے رنگی ہوئی دیواروں کو پاک کرنے کا طریقہ	۱۵۰
۱۵۶	چوہا گھی سے زندہ نکل آئے تو گھی ناپاک نہیں ہوا	۱۵۱
۱۵۶	پلید پانی جانوروں کو پلانے کا حکم	۱۵۲
۱۵۷	شہ پاک کرنے کا طریقہ	۱۵۳
۱۵۷	انسان کا جو ٹھٹھا پاک ہے	۱۵۴
۱۵۸	مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے مگر ایسی چربی کی خرید و فروخت حرام ہے	۱۵۵
۱۵۹	مردار کی کھال دباغت کے بعد استعمال کر سکتے ہیں	۱۵۶
۱۶۰	نک لگانے سے کھال بدلو سے محفوظ ہو جائے تو یہ بھی دباغت ہے	۱۵۷
۱۶۱	بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا حکم	۱۵۸
۱۶۱	کٹا کپڑے کو منہ لگا دے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک	۱۵۹
۱۶۱	زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے	۱۶۰
۱۶۲	جنی کے غسل سے چھینٹیں پانی میں پڑ جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا	۱۶۱
۱۶۲	جس ٹوٹھ پیسٹ میں خنزیر کا کوئی جزء شامل ہو	۱۶۲
۱۶۳	نجس جگہ پر بہت سا پانی بہا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی	۱۶۳
۱۶۴	ہڈی پاک ہوتی ہے اس کو لگنے سے کپڑا یا ہاتھ پلید نہیں ہوگا	۱۶۴
۱۶۵	نجاست سے اٹھنے والا دھواں نجس نہیں	۱۶۵
۱۶۵	دم غیسر مسفوح نجس نہیں	۱۶۶
۱۶۶	جس پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر آجائے وہ بالاجماع ناپاک ہے	۱۶۷
۱۶۹	کپڑے کا ناپاک حصہ معلوم نہ ہو تو کیسے پاک کریں	۱۶۸

۱۶۹		اٹٹے میں چوسہ کی ٹینگنیاں ہوں تو کھانے کا حکم	۱۶۹
۱۷۰		مآکول اللحم جب انوروں کا جو ٹھا پاک ہے	۱۷۰
۱۷۰		ناپاک مٹی کے برتنوں کا حکم	۱۷۱
۱۷۱		بلی کا جو ٹھا مکروہ ہے	۱۷۲

فصل فی الاستنجاء

۱۷۳		نجاست غلیظہ کشیفہ کس قدر معاف ہے	۱۷۳
۱۷۴		استبراء معروف کی شرعی حیثیت	۱۷۴
۱۷۴		قضاء حاجت کے وقت استقبال و استدبار قبلہ سے حتی الوسع بچا جائے	۱۷۵
۱۷۵		اوراق منطلق سے استنجاء کرنے کا حکم	۱۷۶
۱۷۶		صرف ڈھیلے سے استنجاء کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی	۱۷۷
۱۷۷		صرف ڈھیلے سے استنجاء کیا ہو تو نماز کا حکم	۱۷۸
۱۷۸		قیمتی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے	۱۷۹
۱۷۹		استنجاء کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم	۱۸۰
۱۸۰		گھاس یا درخت کے پتوں سے استنجاء کرنا	۱۸۱
۱۸۰		بالکل چھوٹے بچوں کے لئے استقبال و استدبار کا حکم	۱۸۲

کتاب الصلوة

مَا يَتَعَلَّقُ بِمَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ

۱۸۱		جہاں چھ ماہ کا دن ہو وہاں نماز کیسے پڑھی جائے ؟	۱۸۳
۱۸۲		سایہ صلی معلوم کرنے کا طریقہ	۱۸۴

۱۸۳	ضحوة کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھی جائے	۱۸۵
۱۸۴	ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم	۱۸۶
۱۸۴	نصف النہار سے کیا مراد ہے	۱۸۷
۱۸۵	سورج کے صرف پہاڑ کی اوٹ میں چلے جانے سے غروب مستحق نہیں ہوگا	۱۸۸
۱۸۶	مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تغیر موسم سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے	۱۸۹
۱۸۷	جہاں سورج کے طلوع و غروب کا پتہ نہ چلے وہاں نماز کیسے ادا کریں؟	۱۹۰
۱۸۸	آخر وقت مغرب کے بارے میں مفتی بر قول	۱۹۱
۱۸۹	سفر کی وجہ سے عصر کو مثل ثانی میں پڑھنا	۱۹۲
۱۹۰	عشاء کا وقت سفیدی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے	۱۹۳
۱۹۲	جمع بین الصلوٰتین کی تمام روایتیں جمع صوری پر محمول ہیں	۱۹۴
۱۹۲	عصر کا مکروہ وقت کب شروع ہوتا ہے	۱۹۵
۱۹۵	عشاء کو نصف رات کے بعد پڑھنا مکروہ ہے	۱۹۶
۱۹۶	عصر کا وقت در مثل کے بعد شروع ہونے پر احادیث سے دلائل	۱۹۷
۱۹۷	عصر میں دوران نماز سورج غروب ہو جانے تو نماز کا حکم	۱۹۸

ما يتعلق بالاذان والاقامة

۱۹۹	اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹی بجانے کا حکم	۱۹۹
۱۹۹	ہیضہ کی حالت میں اذانیں دینا بدعت ہے	۲۰۰
۲۰۰	ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے	۲۰۱
۲۰۰	ننگے سر اذان دینے کا حکم	۲۰۲
۲۰۱	فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے	۲۰۳
۲۰۱	اذان کے لئے مخصوص جگہ کا ثبوت	۲۰۴
۲۰۲	راستہ میں نماز کی دعوت دیتے ہوئے آنے کا حکم	۲۰۵

۲۰۳	اذان تہجد کا حکم	۲۰۶
۲۰۳	لاؤڈ سپیکر پر اذان دینے کی تحقیق	۲۰۷
۲۰۶	تہجد کے لئے اذان خلاف سنت ہے	۲۰۸
۲۰۶	بالغ کا اذان دینا افضل ہے	۲۰۹
۲۰۶	داڑھی منڈے کا اذان کہنا مکروہ ہے	۲۱۰
۲۰۷	کثرت بارش کے وقت اذان دینا	۲۱۱
۲۰۷	اذان دے کر مسجد سے نکلنے کا حکم	۲۱۲
۲۰۸	جنسبی کا اذان دینا مکروہ ہے	۲۱۳
۲۰۸	ولد الزنا اذان دے سکتا ہے	۲۱۴
۲۰۸	تبکیر کے ہر کلمہ کے آخر میں جزم پڑھی جائے	۲۱۵
۲۰۹	موذن کی اجازت کے بغیر اقامت کہنے کا حکم	۲۱۶
۲۰۹	چودہ سالہ لڑکے کی اذان کا حکم	۲۱۷
۲۱۰	فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے	۲۱۸
۲۱۰	قبل از وقت کہی گئی اذان دوبارہ کہی جائے	۲۱۹
۲۱۱	اللہ اکبر کی راہ کو لام کے ساتھ ملانا	۲۲۰
۲۱۱	مسجد کے اندر بھی اذان دینا درست ہے	۲۲۱
۲۱۱	جمعہ کی دوسری اذان معمول و متواتر ہے	۲۲۲
۲۱۱	اقامت میں بھی "حیعلتین" کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرا جائے	۲۲۳
۲۱۲	دورانِ غلط اذان شروع ہو جائے تو غلط بند کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے	۲۲۴
۲۱۳	تبکیر کس وقت کہی جائے	۲۲۵
۲۱۳	ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانے والی نماز کے لئے تبکیر کی حاجت نہیں	۲۲۶
۲۱۴	معدور بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے	۲۲۷
۲۱۴	اذان کے بعد رفع ایدی کے ساتھ دعا کرنے کا حکم	۲۲۸
۲۱۵	داڑھی منڈانے والا مستقل موذن نہ رکھا جائے	۲۲۹

۲۱۵	مکبر کا امام کے پیچھے ہونا ضروری نہیں	۲۲۰
۲۱۶	صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر	۲۳۱
۲۱۶	تشویب کے بارے میں ایک روایت کی تصحیح	۲۳۲
۲۱۷	دعا بعد الاذان میں "والدرجۃ الرفیعة" کے الفاظ احادیث میں منقول نہیں	۲۳۳
۲۱۸	اذان میں "شہادتین" اور "حیلتین" کو کھینچ کر پڑھنے کا حکم	۲۳۴
۲۱۹	اذان کے بعد جماعت سے پہلے پسک پر بلند آواز سے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا	۲۳۵
۲۲۰	بوقت اذان کاذول میں انگلیاں دینا	۲۳۶
۲۲۱	بلالی اذان یا بدعتی اذان	۲۳۷
۲۲۲	اذان پر اجرت لے سکتا ہے یا نہیں	۲۳۸
۲۲۳	اذان کا جواب تمذن کے ساتھ ساتھ دے یا بعد میں	۲۳۹
۲۲۳	نوملود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور اس کا فائدہ	۲۴۰
۲۲۴	"قد قامت الصلوة" کے وقت "اقامہ اللہ دادا ہما" کہنے کا ثبوت	۲۴۱
۲۲۵	مسجد سے باہر اکیلے نماز پڑھنے والا اذان کہے یا نہ	۲۴۲
۲۲۵	ٹیسپ سے نشر کی ہوئی اذان معتبر نہیں	۲۴۳
۲۲۶	چلتے ہوئے اذان سنائی دے تو کیسے جواب دے	۲۴۴
۲۲۶	تشویب کی عادت ڈالنا مکروہ ہے	۲۴۵
۲۲۷	عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے یا نہیں	۲۴۶
۲۲۷	عورت کیلئے تکبیر کہنا مکروہ ہے	۲۴۷
۲۲۸	اہل تشیع کی اذان کا جواب نہ دیا جائے	۲۴۸
۲۲۸	اذان فجر میں "ہصلوۃ خیر من النوم" کا اضافہ ارشاد نبوی سے ہوا ہے	۲۴۹
۲۲۹	اذان کے ساتھ "صلوۃ و سلام" پڑھنے کا رد اجماع کب سے ہے	۲۵۰
۲۳۰	قرآن کا درس پڑھنے کے دوران اذان ہو جائے تو جواب کا حکم	۲۵۱
۲۳۱	اذان کے بعد کی دعا مانگنے کا فائدہ	۲۵۲
۲۳۲	اذان سے پہلے "اعوذ باللہ" اور "بسم اللہ" پڑھنا	۲۵۳

۲۳۲	مغرب کی "اذان" اور "اقامت" میں کتنا وقفہ ہونا چاہئے	۲۵۴
۲۳۳	بے وضو اذان کہنے کا حکم	۲۵۵
۲۳۴	جمعہ کی اذان ثانی کا جواب	۲۵۶
۲۳۴	مغسوم کے لئے کان میں اذان کہلوانے کا حکم	۲۵۷
۲۳۵	"لا الہ الا اللہ" کے جواب میں "محمد رسول اللہ" ملانے کا حکم	۲۵۸
۲۳۵	جنبی کو اذان کا جواب دینا چاہئے	۲۵۹
۲۳۶	تجکیر میں "قد قامت الصلوة" کے دونوں کلمے ایک سانس سے کہئے	۲۶۰
۲۳۷	اذان میں حی علی خیر العمل کا اضافہ اہل تشیع کی بدعت ہے	۲۶۱

ما يتعلق بصفة الصلوة

۲۴۰	پہلے ہاتھ اٹھائیں پھر تجکیر کہیں	۲۶۲
۲۴۱	صلوات خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے	۲۶۳
۲۴۲	مرد و عورت پر نیت کرنے کا حکم	۲۶۴
۲۴۳	ریل گاڑی میں بھی قیام فرض ہے	۲۶۵
۲۴۴	فرمان نبویؐ "لا یخیر فی دین لیس فیہ رکوع" کا حوالہ	۲۶۶
۲۴۵	بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کتنا جھکے	۲۶۷
۲۴۵	منقش جلنے نماز پر نماز ادا کرنا	۲۶۸
۲۴۶	کوزہ پشت رکوع کیسے کرے	۲۶۹
۲۴۶	امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب "ارسال" ہی کا ہے	۲۷۰
۲۴۷	امام بھی آہستہ آہستہ کہئے	۲۷۱
۲۴۷	بیمار کو نماز کے لئے کس طرح لٹایا جائے	۲۷۲
۲۴۸	جوتے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۷۳
۲۴۸	دروہ پاک میں "سیدنا" کے اضافے کا حکم	۲۷۴

۲۵۰	جو کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرے	۲۷۵
۲۵۰	ایام علالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز ٹوپی سے ادا کی یا عمامہ سے	۲۷۶
۲۵۱	امام سے پہلے نماز شروع کر دی پھر امام کی تکبیر کے بعد دوبارہ تحریم کی تو نماز کا حکم	۲۷۷
۲۵۱	جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ کا حوالہ	۲۷۸
۲۵۲	نماز کا موس کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں	۲۷۹
۲۵۳	نماز میں بار بار شک ہو تو کیا کرے	۲۸۰
۲۵۳	اگر مقتدیوں نے عمامہ باندھا ہو اور امام نے صرف ٹوپی پہنی ہو تو نماز کا حکم	۲۸۱
۲۵۵	اپریشین کی وجہ سے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم	۲۸۲
۲۵۵	سانس ٹوٹ جانے کی وجہ سے اہیت کو دہرانے کا حکم	۲۸۳
۲۵۶	تجکیرت انتقال کی ابتداء و انتہاء کا سنون وقت	۲۸۴
۲۵۶	کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تبلیغی لصاب پڑھنا	۲۸۵
۲۵۷	اشارہ بالاسبابہ مشہور احادیث سے ثابت ہے اور یہی احناف کا مفتی بہ قول ہے	۲۸۶
۲۶۰	کسی وجہ سے انگشت شہادت سے اشارہ ممکن نہ ہو تو کسی اور انگلی سے نہ کریں	۲۸۷
۲۶۱	تشہد میں انگلی کب اٹھائے اور کب رکھے	۲۸۸
۲۶۱	اشارہ کرنے کے لئے حلقہ کب بنائے	۲۸۹
۲۶۲	نمازی کے آگے بیٹھا ہوا اٹھ کر جا سکتا ہے	۲۹۰
۲۶۲	بائیکل، سکوتر، اور موٹر کار پر نماز کا حکم	۲۹۱
۲۶۳	نماز میں نیت کے ضروری ہونے پر حدیث ”انما الاعمال بالنیات“ سے استدلال	۲۹۲
۲۶۳	حرکت پر مجبور معذور سمجھا جائے گا	۲۹۳
۲۶۴	کسی نماز کے بعد ختم خواجگان کو معمول بنالینا	۲۹۴
۲۶۵	شلوار ٹخنوں سے نیچے ہونے کی حالت میں پڑھی جانے والی نماز واجب الاعادہ ہے	۲۹۵
۲۶۵	فوجی وردی اور بوٹوں میں نماز کا حکم	۲۹۶
۲۶۸	نماز کی نیت میں استقبال قبلہ کی نیت ضروری نہیں	۲۹۷
۲۶۸	درود شریف کے بعد کئی دعائیں پڑھنے کا حکم	۲۹۸

۲۶۹	بوقت قیام دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ	۲۹۹
۲۶۹	نماز میں وسادس کی وجہ سے "لا حول" پڑھنا	۳۰۰
۲۷۰	بیٹھ کر نماز پڑھنے والا کیسے بیٹھے	۳۰۱
۲۷۰	چارپائی پر نماز پڑھنے کا حکم	۳۰۲
۲۷۱	جو اشارے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو اسے نماز معاف ہے	۳۰۳
۲۷۱	دو پیسے کے بدلہ میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا	۳۰۴
۲۷۲	خفتی رکوع و سجود کیسے کرے	۳۰۵
۲۷۳	ساتھ ولے کو دیکھ کر نماز پوری کرنا	۳۰۶
۲۷۳	تجکیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں	۳۰۷
۲۷۴	ناہینا آدمی قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے قبلہ رو کر دیا جائے	۳۰۸
۲۷۵	ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد اقتداء درست نہیں	۳۰۹
۲۷۵	فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے	۳۱۰
۲۷۶	فرائض کی موجودہ رکعات کا منکر گمراہ ہے	۳۱۱
۲۷۷	تعوذ و تسمیہ صرف امام و منفرد پڑھے	۳۱۲
۲۷۸	نمازیوں کو فساد نماز کی اطلاع بالکل ممکن نہ ہو تو تلافی کی ایک صورت	۳۱۳
۲۷۹	قوم و جلسہ کی صحیح مقدار	۳۱۴
۲۸۰	تشہد عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجوہ ترجیح	۳۱۵
۲۸۱	ہاتھ باندھنے کا حدیث سے ثبوت	۳۱۶
۲۸۲	تشہد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ صحیح روایات میں منقول نہیں	۳۱۷
۲۸۳	اولیٰ کبیل پر نماز پڑھنا	۳۱۸
۲۸۳	جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے	۳۱۹
۲۸۴	جسے رکعت مل جائے اسے تجکیر افتتاح کا ثواب مل جائے گا	۳۲۰
۲۸۵	موٹر میں وضو سے نماز ممکن نہ ہو تو جیسے ہوا اشارہ سے پڑھ لے بعد میں اعادہ کر لے	۳۲۱
۲۸۶	نماز میں وسادس سے بچنے کی ایک ترکیب	۳۲۲

۲۸۶	یجب الاشیان بالترمیستہ قائماً	۳۲۳
۲۸۷	رکوع و سجود سے ہوا خارج ہو جاتی ہو تو اشارے سے نماز پڑھ لے	۳۲۴
۲۸۷	جن حثائثوں پر قص کیا گیا ہو ان پر نماز پڑھنے کا حکم	۳۲۵
۲۸۸	جس کا پچھ درلیقہ آمد نا جائز ہو اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہو گا یا نہیں	۳۲۶
۲۹۰	حی علی الصلوۃ کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں ایک تحقیق	۳۲۷
۲۹۲	استقبال قبلہ کس حد تک ضروری ہے	۳۲۸
۲۹۵	عورت اور مرد کی نماز میں فرق کا حدیث سے ثبوت	۳۲۹
۲۹۶	بار بار کپڑا بچس ہو جاتا ہو تو تبدیل نہ کریں	۳۳۰
۲۹۶	نماز کے بعد پتہ چلا کہ رُخ صحیح نہ تھا	۳۳۱

ما يتعلق بالقراءة وزلة الفتاری

۲۹۷	سائس ٹوٹ جائے تو جملہ کا تکرار درست ہے	۳۳۲
۲۹۸	بڑی آیت کو تقسیم کر کے تین رکعات میں پڑھا جائے تو نماز کا حکم	۳۳۳
۲۹۸	”مجرمین“ کی جگہ ”مُحْسِنِین“ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی	۳۳۴
۲۹۸	نماز میں سورۃ توبہ کے شروع میں ”اعوذ باللہ من النار“ پڑھنے کا حکم	۳۳۵
۲۹۹	”خیر اَیْرہ“ کی جگہ ”شَرَّ اَیْرہ“ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی	۳۳۶
۲۹۹	”القیافہ جہنم کلّ“ الایۃ میں ”کلّ“ کو مرفوع پڑھنے کا حکم	۳۳۷
۳۰۰	”ص“ کی جگہ ”س“ پڑھ دیا تو نماز کا حکم	۳۳۸
۳۰۰	”سلمین“ کی جگہ ”مسرفین“ پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی	۳۳۹
۳۰۱	”لولا“ کا تکرار مضرب صلوۃ نہیں	۳۴۰
۳۰۱	”من مکان قریب“ میں ”قریباً“ منصوب پڑھنے کا حکم	۳۴۱
۳۰۱	”اکید کیدا“ کی جگہ ”یکید کیدا“ پڑھنے کا حکم	۳۴۲
۳۰۲	”خیر البریۃ“ کی جگہ ”شَرَّ البریۃ“ پڑھ دینے سے نماز کا حکم	۳۴۳

۳۰۲	”ثم لم يتولوا“ کو بوجہ وقف دوبارہ ”یتولوا“ پڑھا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں	۳۴۴
۳۰۳	”فاما من ثقلت موازينه فاتمه ما ویه“ پڑھنے کا حکم	۳۴۵
۳۰۳	”مقتاً عند الشر“ کے بعد ”علی الشر“ کے اضافہ سے نماز فاسد نہیں ہوگی	۳۴۶
۳۰۴	”یوم تشقق الارض عنهم سرّاً“ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی	۳۴۷
۳۰۵	سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں ”ان الذین کفروا“ والی آیت چھوڑ دی تو نماز کا حکم	۳۴۸
۳۰۵	”لا یملکون منه الاخطا با“ پڑھنے سے نماز نہ ہوگی	۳۴۹
۳۰۶	امام نے پہلی رکعت میں سورہ والناس ”پڑھی تو دوسری میں کون سی پڑھے	۳۵۰
۳۰۶	”وصدق باحسنی“ پر وقف کے بعد ”فسیسترہ للعسری“ پڑھا تو نماز کا حکم	۳۵۱
۳۰۷	”ار آیت الذی نہیں“ پر وقف کر کے اگلی رکعت میں ”عبدا اذا صلی“ پڑھا	۳۵۲
۳۰۸	قرآنہ خلف الامام کی ممنوعیت انہی صحابہ کرام رض سے منقول ہے	۳۵۳
۳۰۸	ہر رکعت میں مختلف سورتوں سے کچھ کچھ حصہ پڑھنا	۳۵۴
۳۰۹	بالغہ عورت جہراً قرأت کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں	۳۵۵
۳۰۹	”ولا یتنونه“ کی جگہ ”لن یتنوه“ پڑھا تو نماز کا حکم	۳۵۶
۳۰۹	گو نگا نماز کیسے پڑھے	۳۵۷
۳۱۰	موجودہ ترتیب قرآن کے خلاف قصداً پڑھنا مکروہ ہے	۳۵۸
۳۱۰	پانچوں نمازوں میں سنن قرأت	۳۵۹
۳۱۱	سورہ فاتحہ میں ”ایاک نعبد وایاک نستعین“ چھوڑ دیا تو نماز کا حکم	۳۶۰
۳۱۱	آخر بقرہ میں ”ورسلہ“ کے بعد ”والیوم الآخر والقدر خیرہ“ کے اضافے کا حکم	۳۶۱
۳۱۲	ایک رکعت میں ایک روایت اور دوسری میں دوسری روایت پڑھنے کا حکم	۳۶۲
۳۱۴	فرائض میں حفص عن عاصم کے علاوہ کوئی اور روایت پڑھنا	۳۶۳
۳۱۵	”ان ربک لعلم سے لے کر“ و ما تقدوا لانی من خیر“ تک پڑھنے سے واجب قرآنہ ادا ہوگئی یا نہیں	۳۶۴
۳۱۵	”لیفجر امامہ“ کو لیفجر پڑھنے کی صورت میں نماز کا حکم	۳۶۵
۳۱۶	مقیم مسافر کی اقتداء کرے تو بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے	۳۶۶

۳۱۶	نماز میں سورۃ فاتحہ ایک سانس میں پڑھنے کا حکم	۳۶۷
۳۱۷	پہلی رکعت کی طرح بقیہ رکعات میں تقوٰذ کیوں نہیں پڑھتے	۳۶۸
۳۱۸	نماز میں سہواً خلاف ترتیب پڑھنے کا حکم	۳۶۹
۳۱۸	یسین سے یسین تک پڑھنے سے واجب قرات ادا ہو گئی	۳۷۰
۳۱۹	”أَحَدُ اللَّهِ اَلْعَمَدُ“ پڑھنا بھی جائز ہے	۳۷۱
۳۱۹	فراقن کی آخری رکعتوں میں سورۃ نہ ملائے کی وجہ	۳۷۲
۳۲۰	”اَسْتَمَاتَا لِرُؤَا“ کو ”لِرُؤَا“ پڑھنے کا حکم	۳۷۳
۳۲۰	”رَبِّ الْعَالَمِينَ“ الرحمن الرحیم پڑھنے کا حکم	۳۷۴
۳۲۱	قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی سنے	۳۷۵
۳۲۲	”قَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ“ اور ”فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ“ کے بارے میں ایک سوال و جواب	۳۷۶
۳۲۲	ایکے نماز پڑھنے والے کیلئے مسنون قرأت : ۱۔ مفسر معنی غلطی مفسد صلوٰۃ ہے	۳۷۷

ما يتعلق بالامامة والجماعة

۳۲۵	اقتدار فاسق مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی	۳۷۸
۳۲۷	امامت الایض لفسیرہ	۳۷۹
۳۲۷	غلط خوان کی اقتدار کا حکم	۳۸۰
۳۳۰	افضل مفضول کی اقتدار کر سکتا ہے	۳۸۱
۳۳۰	قلعی بھرے ہوئے دانتوں سے امامت کرانا	۳۸۲
۳۳۱	مسند و رک کی اقتدار کا حکم	۳۸۳
۳۳۱	سنن قبلیہ پڑھے بغیر امامت کرانا	۳۸۴
۳۳۲	امام کے لئے ضروری ہے کہ متدین و متورع ہو	۳۸۵
۳۳۲	۱۹۵۳ء کی تحریک میں معافی مانگنے والے کی امامت	۳۸۶
۳۳۳	کبھی شیعہ کبھی سنی بن جانے والے کی امامت	۳۸۷

۳۳۳	مزامیر کے ساتھ قرالی سننے والے کی امامت	۳۸۸
۳۳۴	استاد کی ہتک کرنے اور تصویر کھینچنے والے کی امامت	۳۸۹
۳۳۵	محکمہ اوقاف سے تنخواہ پانے والے کی امامت	۳۹۰
۳۳۵	نسب بدلنے والے کی امامت	۳۹۱
۳۳۶	دارطہی کے بارے میں سود و سودی ائمہ کی غلط فہمی کا مدلل و مفصل جواب	۳۹۲
۳۳۷	مقتدی امام کے سلام سے پہلے سلام پھیر دے تو نماز کا حکم	۳۹۳
۳۳۷	دفتری اوقات میں آنیوالی نمازیں افسرانِ بالا کے رکعتوں کے باوجود بھی وقت میں ادا کیجائیں	۳۹۴
۳۳۷	جماعت ثانیہ کا حکم	۳۹۵
۳۳۷	منکوحہ غیر کو گھر رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے	۳۹۶
۳۳۷	حقہ ساز کی امامت	۳۹۷
۳۳۷	جس کا لٹہ کا کالج اور لٹہ کی نارمل سکول میں پڑھتی ہو اس کی امامت کا حکم	۳۹۸
۳۳۸	جھوٹے تلے والی کلاہ پہننے والے امام کا حکم	۳۹۹
۳۳۸	اغوا شدہ کے خاوند کی امامت درست ہے	۴۰۰
۳۳۸	یک چشم کی امامت	۴۰۱
۳۳۹	صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا	۴۰۲
۳۳۹	تعویذ فروش کی امامت	۴۰۳
۳۵۰	منکر حدیث کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت	۴۰۴
۳۵۰	اہل سنت و الجماعت کے خلاف عقائد رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہئے	۴۰۵
۳۵۱	عباسی صاحب کے معتقد کی امامت	۴۰۶
۳۵۲	امامت کے لئے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں	۴۰۷
۳۵۳	قاتل عسکری کی امامت	۴۰۸
۳۵۳	اقتدارِ صہبی بمثلہ	۴۰۹
۳۵۴	اکلی صف پوری کرنے کے لئے نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے	۴۱۰
۳۵۴	گھریا دوکان میں جماعت کرنے سے صرف جماعت کا ثواب ملے گا	۴۱۱

۳۵۵	نماز میں ٹخنے سے ٹخنا اور کندھے سے کندھا ملانے کا حکم	۴۱۲
۳۵۶	جماعت فجر میں شمولیت کیلئے تیار وغیرہ چھوڑنے کا حکم	۴۱۳
۳۵۸	تنہا فرض ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہو تو فرض کون سے شمار ہوں گے	۴۱۴
۳۵۸	اقتدار قائم بقتاعد یرکح ولسجد	۴۱۵
۳۵۹	پردیزی کا جنازہ پڑھنے والا لائق امامت نہیں	۴۱۶
۳۵۹	جس کی لڑکی بیوہ ہو اس کی امامت	۴۱۷
۳۶۰	جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا	۴۱۸
۳۶۱	شطرنج کھیلنے والے کی امامت	۴۱۹
۳۶۲	بیٹوں کے بدکردار ہونے سے باپ کو یہ کہنا کہ امامت کے لائق نہیں درست نہیں	۴۲۰
۳۶۲	سود و خور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے	۴۲۱
۳۶۳	افیون کھانے والے کی امامت	۴۲۲
۳۶۳	زبردستی امام نہیں بننا چاہئے	۴۲۲
۳۶۴	منکرہ شفاعت کی امامت کا حکم	۴۲۴
۳۶۵	اہل تشیع سے وسیع تعلقات رکھنے والے کی امامت	۴۲۵
۳۶۸	سیلاب میں قیام کرنے والے کی امامت	۴۲۶
۳۶۸	گیا رہویں کو ضروری کہنے والے کی امامت	۴۲۷
۳۶۹	یزید کو اچھا سمجھنے والے کی امامت	۴۲۸
۳۷۰	کبھی دائیں کبھی بائیں ٹانگ پر زور دینے والے کی امامت	۴۲۹
۳۷۰	نابینا کی امامت کے بارے میں ایک حدیث پر شبہ اور اس کا ازالہ	۴۳۰
۳۷۱	داڑھی منڈا یا غیر مسنون داڑھی والے کی امامت	۴۳۱
۳۷۱	داڑھی منڈے کی امامت حدیث کی روشنی میں	۴۳۲
۳۷۲	مردوں کی علامات رکھنے والے خنثی کی امامت	۴۳۳
۳۷۲	گھٹنوں کے بل کھڑا ہونے والے کی امامت	۴۳۴
۳۷۳	ملا دھ کرے والے کی امامت	۴۳۵

۳۶۳	دائمًا سگریٹ نوشی کی امامت	۴۳۶
۳۶۴	۲ غاخان کا جنازہ پڑھنے والے کی امامت	۴۳۷
۳۶۴	مرزا یوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم	۴۳۸
۳۶۵	وجوب کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کی امامت	۴۳۹
۳۶۵	مشرک کی اقتدار جائز نہیں	۴۴۰
۳۶۶	جبراً کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت	۴۴۱
۳۶۶	سلسلہ بیعت کا قائل نہ ہونے والے کی امامت	۴۴۲
۳۶۷	جمہور امامت کی تکفیر کرنے والے کی اقتدار مکروہ ہے	۴۴۳
۳۶۸	ڈاکٹر عثمانی کے تابعین کی اقتدار میں پڑھی جانے والی نمازیں واجب الاعداء ہیں	۴۴۴
۳۶۹	داڑھی مونڈنے کو پیشہ بنانے والے کی امامت	۴۴۵
۳۶۹	ہیرا پھری کرنے والے کی امامت	۴۴۶
۳۷۰	خلا پر کرنے کے لئے بحالت نماز پھلی صف سے اگلی صف میں آنا	۴۴۷
۳۷۱	جماعت کے وقت کوئی بزرگ آجلے تو کون نماز پڑھائے	۴۴۸
۳۷۱	نماز کے بعد نمازیوں کا آپس میں یا امام صاحب سے مصافحہ کرنا بدعت ہے	۴۴۹
۳۷۲	اجنبیہ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کی امامت	۴۵۰
۳۷۲	امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے اٹھ جائے تو مقتدی پورا کر کے اٹھے	۴۵۱
۳۷۲	حافظ وقاری میں امامت کے لئے قاری کو ترجیح دی جائے	۴۵۲
۳۷۲	ایکلا آدمی اگلی صف سے کسی کو کھینچ لے یا ایکلا کھڑا ہو جائے	۴۵۳
۳۷۵	ثالث بالخیر کی امامت کا حکم	۴۵۴
۳۷۶	ایک حدیث سے عورت کی امامت پر استدلال کا جواب	۴۵۵
۳۷۷	حسین و جمیل امرد کی امامت	۴۵۶
۳۷۸	محقق نامشکک کی امامت	۴۵۷
۳۷۸	امام میں ان امور کا ہونا ضروری ہے	۴۵۸
۳۷۹	صرف نابالغ بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت کرائی جائے	۴۵۹

۳۹۰	مقتدی "الشرکبر" کہہ کر سیدھا رکوع میں چلا جائے تو رکعت کا حکم	۴۶۰
۳۹۱	سجدہ سہو کے بعد جماعت میں شریک ہونے والے کا حکم	۴۶۱
۳۹۱	صحبت اقتدار کے لئے اتحاد مکان ضروری ہے	۴۶۲
۳۹۲	ایکے نماز پڑھنے والے کی اقتدار کا حکم	۴۶۳
۳۹۳	مردوں کے نہلانے والے کی امامت	۴۶۴
۳۹۳	مقتدی امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھالے تو کیا کرے	۴۶۵
۳۹۴	مقتدی کے تین تسبیحات پڑھنے سے پہلے امام رکوع یا سجود سے اٹھ جائے تو کیا کرے	۴۶۶
۳۹۴	بازو پر نام گد دانے والے کی امامت	۴۶۷
	پہلی جماعت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ کرائی جائے تو اس میں نئے بھی شریک ہو سکتے ہیں	۴۶۸
۳۹۵	عدد رکعات میں امام و مقتدی کے اختلاف کا حکم	۴۶۹
۳۹۶	امام ادبچا ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو نماز کا حکم	۴۷۰
۳۹۷	امام کو حدیث لاحق ہو جائے تو کیا کرے	۴۷۱
۳۹۸	مقتدی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ساتھ کہے	۴۷۲
۳۹۸	امام رکوع و سجود میں کتنی بار تسبیحات پڑھے	۴۷۳
۳۹۹	درود یا دعاء مکمل نہیں کیا کہ امام نے سلام پھیر دیا	۴۷۴
۳۹۹	شافعی و مالکی و ائمہ کرام کی اقتدار کا حکم	۴۷۵
۴۰۰	اہل حدیث ائمہ کی امامت کا حکم	۴۷۶
۴۰۳	مرد جو جرابوں پر مسج کرنے والے کی امامت	۴۷۷
۴۰۳	کوزہ پشت کی امامت	۴۷۸

ما جاء في المسبوق

۴۰۴	مقتدی سو گیا اور امام دوسری رکعت میں پہنچ گیا تو وہ نماز کیسے پوری کرے	۴۷۹

۴۸۰	مسبقوق پہلی رکعت میں شمار و تعوذ پڑھے	۴۰۴
۴۸۱	جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی وہ باقی نماز کیسے پڑھے	۴۰۵
۴۸۲	مسبقوق نے امام کے ساتھ عمداً سلام پھیرا تو نماز فاسد ہو جائے گی	۴۰۶
۴۸۳	مسبقوق ادا پر مافات کے لئے کب اٹھے	۴۰۷
۴۸۴	امام جہراً قرأت کر رہا ہو تو مسبوق شمار نہ پڑھے	۴۰۸
۴۸۵	مسبقوق کے شریک ہوتے ہی امام نے سلام پھیر دیا تو یہ تشہد پڑھے یا نہ	۴۰۸
۴۸۶	امام رکوع میں ہو تو نئے شامل ہونے والے کے لئے شمار کا حکم	۴۰۸
۴۸۷	مسبقوق امام کے آخری قعدہ میں تشہد کہاں تک پڑھے	۴۰۹
۴۸۸	مسبقوق باقی ماندہ ادا کرتے ہوئے ضم سورۃ بھول جائے تو سجدہ سہو کرے	۴۱۰

ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا

۴۸۹	بلا ضرورت سجدہ سہو کر لیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں	۴۱۱
۴۹۰	نماز میں سپیکر استعمال کرنے کا حکم	۴۱۱
۴۹۱	سجدہ میں پاؤں سرین کے ساتھ لگانے سے نماز فاسد ہو جائے گی	۴۱۲
۴۹۲	قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی	۴۱۲
۴۹۳	جنازہ سامنے ہو تو نماز مکروہ ہے	۴۱۳
۴۹۴	دوران نماز جیب سے ٹوپی نکالنے کا حکم	۴۱۳
۴۹۵	نماز میں کلام کرنا منسوخت ہے	۴۱۳
۴۹۶	بلا ضرورت کھنکھارنے سے حروف پیدا ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی	۴۱۴
۴۹۷	صرف دو چادر میں نماز پڑھنے کا حکم	۴۱۴
۴۹۸	طلار دار کلاہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۴۱۵
۴۹۹	میاں بیوی ایک مصلے پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم	۴۱۶
۵۰۰	آمین بالجہر کے بارے میں چند اہم سوال اور ان کے جواب	۴۱۷

۴۱۹	پھوٹی سورۃ کا فصل مکروہ ہے	۵۰۱
۴۲۰	سجدہ ثانیہ بالکل نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی	۵۰۲
۴۲۰	سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پیچھے والدہ دامن درست کرنا	۵۰۳
۴۲۰	تشہد میں دونوں ہاتھوں سے دامن پھیلانا	۵۰۴
۴۲۱	خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے نماز فاسد ہونے کا حکم	۵۰۵
۴۲۱	سر پر کپڑے کر نماز پڑھنا افضل ہے	۵۰۶
۴۲۲	باریک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم	۵۰۷
۴۲۳	قعدہ اخیرہ نہیں کیا گیا تو نماز کا اعادہ کیا جائے ۲۔ آواز سے رونا مفسد صلوٰۃ ہے	۵۰۸
۴۲۳	تکبیر تحریمہ کے بعد نصف کھجور نگلی تو نماز نہیں ہوئی	۵۰۹
۴۲۴	دوران نماز گھڑی پر وقت دیکھنا	۵۱۰
۴۲۴	صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۱۱
۴۲۵	مسجد میں پڑھی ہوئی ٹوپیوں سے نماز کا حکم	۵۱۲
۴۲۵	چوڑی دار پانچامہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۱۳
۴۲۵	اسٹیل کا چین پہنا ہوا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی	۵۱۴
۴۲۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمامہ صرف نمازوں کے لئے رکھا ہوا تھا۔	۵۱۵
۴۲۶	از راہ تبرج چادر کو ٹخنوں سے نیچے رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۱۶
۴۲۶	سمجھ دار بچے کے لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی	۵۱۷
۴۲۸	تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے تو نماز مکروہ ہوگی	۵۱۸
۴۲۸	کہنی نشی کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۱۹
۴۲۸	اگر پودے سجدہ میں پاؤں زمین سے نہ لگے تو نماز نہیں ہوگی	۵۲۰
۴۲۹	نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز بلا کراہت درست ہے	۵۲۱
۴۳۰	متعدد دفعہ لقمہ دینے سے نماز فاسد نہ ہوگی	۵۲۲
۴۳۰	عورت کی کلائی کا پھوٹا حصہ نماز میں کھلا رہا تو نماز نہیں ہوگی	۵۲۳
۴۳۱	محراب میں لگے ہوئے شیشے خشوع میں نفل ہوں تو وہاں نماز مکروہ ہے	۵۲۴

۴۲۲	کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم	۵۲۵
۴۳۲	ٹمائی باندھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۲۶
۴۳۳	والدین بلائیں تو نماز توڑنے کا حکم	۵۲۷
۴۳۳	سینہ قبضہ سے پھر جائے تو نماز کا حکم	۵۲۸
۴۳۴	گھڑی چوری ہونے کے اندیشہ سے نماز توڑنا	۵۲۹
۴۳۵	ایڑیوں پر بیٹھنے کا حکم	۵۳۰
۴۳۶	تصویر حسیب میں ہو تو نماز کا حکم	۵۳۱
۴۳۶	مصور کپڑے میں نماز پڑھنا	۵۳۲
۴۳۷	فرضوں میں بلا عذر تکرار آیت مکروہ ہے	۵۳۳
۴۳۷	سردی کی وجہ سے محراب سے ایک طرف ہو کر جماعت کرانے کا حکم	۵۳۴
۴۳۸	نمازیوں کی کثرت کے وقت مجبوروں کا انتظام بہتر ہے یا آلہ منجر الصوت کا	۵۳۵
۴۳۸	غیر مسلموں کے متردک معبد میں نماز پڑھنے کا حکم	۵۳۶
۴۳۸	چھینکنے والے کا جواب دینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں	۵۳۷
۴۳۹	رودھ پی کر نماز سے پہلے کلی کرنا سنون ہے	۵۳۸
۴۴۰	مسجد کے بالائی حصہ میں عورتیں اور نیچے مرد اقتدار کر رہے ہوں تو یہ مفسدہ صلوٰۃ ہے یا نہیں	۵۳۹
۴۴۰	عورت مردوں کی صف میں آکھڑی ہو تو کس کس کی نماز فاسد ہوگی	۵۴۰
۴۴۱	نماز میں انگلیوں کو مسلسل حرکت دیتے رہنا	۵۴۱
۴۴۲	دوران نماز کبھی کوچہرے سے ہٹانا۔ ۲ نماز میں آنحضرت علیہ السلام کا خیال لانے اور آنے کا سلسلہ	۵۴۲
۴۴۳	کتنی دیر کشف ستر مفسدہ صلوٰۃ ہے	۵۴۳
۴۴۳	نوافل میں تکرار آیت کا حکم	۵۴۴
۴۴۴	نماز کے متصل بعد سجدہ میں دعا کرنا	۵۴۵
۴۴۴	گرمی کے عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۴۶
۴۴۵	امام نے پانچویں رکعت شروع کر دی مقتدیوں نے سلام پھیر دیا تو نماز کا حکم	۵۴۷
۴۴۶	نماز میں قہقہہ، نماز و وضو دونوں کے لئے مفسدہ ہے	۵۴۸

۴۴۹	غلطی سے بچنے کے لئے سورتوں کو معین کر لینا مکروہ نہیں	۵۴۹
۴۵۰	ایک رکعت پڑھنے کے بعد از خود یاد آنے سے کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی تو نماز فاسد نہیں ہوئی	۵۵۰
۴۴۷	جیب میں ناپاک کپڑا ہوتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم	۵۵۱
۴۴۸	امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے	۵۵۲
۴۴۹	ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۵۳
۴۵۰	صفیں متصل ہوں تو درمیان میں سڑک کا گزرنا اقتدار سے مانع نہیں	۵۵۴
۴۵۱	جس کمرے میں تصاویر ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۵۵۵
۴۵۲	سلام کے متصل بعد اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا	۵۵۶
۴۵۳	رومال بغیر باندھے سر پر ڈال کر نماز پڑھنا	۵۵۷
۴۵۴	سوئے ہوئے آدمی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا	۵۵۸
۴۵۵	نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا	۵۵۹
۴۵۵	قبر زمین کے برابر کر دی گئی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنے کا حکم	۵۶۰
۴۵۶	معمولی انحراف عن القبۃ مفسد نہیں	۵۶۱
۴۵۷	آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا	۵۶۲
۴۵۸	محاذات مفسدہ کی شرائط	۵۶۳
۴۵۹	نماز میں دعاء اردو میں مانگی تو نماز کا حکم	۵۶۴
۴۶۰	مسجد اور مقتدیوں کے درمیان وسیع پلاٹ حائل ہو تو اقتدار درست نہیں	۵۶۵
۴۶۰	امام قعدۃ اخیرہ کے بغیر پانچویں رکعت کا سجدہ کرے تو سب کے فرض ختم ہو گئے	۵۶۶
۴۶۲	محاذات مفسدہ میں قدم عورت کا اعتبار ہے نہ کہ دوسرے اعضاء کا	۵۶۷
۴۶۲	زمین کثیرتین دفعہ ” سبحان اللہ “ کہنے کی مقدار ہے یا تین دفعہ ” سبحان بلی العظیم “ کہنے کی	۵۶۸
۴۶۳	کتنی مالیت کی چیز ضائع ہو رہی ہو تو نماز توڑنا درست ہے	۵۶۹

ما يتعلق بالسنة والنوافل

۴۶۹	عشاء کی دو سنتوں اور وتروں کے درمیان دو نفل کا ثبوت	۵۷۰
۴۷۰	کیا صلوٰۃ الاوابین چاشت کی نماز ہے؟	۵۷۱
۴۷۰	دعائے استسقاء میں ہاتھوں کی کیفیت	۵۷۲
۴۷۱	سنة و نوافل گھر میں افضل ہیں یا مسجد میں	۵۷۳
۴۷۲	نوافل کی چار یا اس سے زائد رکعات ایک ہی قعدہ سے ادا کرنے کا حکم	۵۷۴
۴۷۳	سنة قبلہ اور فرائض کے مابین دنیوی گفتگو سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے	۵۷۵
۴۷۴	صلوٰۃ التبیح پڑھنے کا طریقہ	۵۷۶
۴۷۴	دعائے استسقاء الٹے ہاتھ سے ہو یا سیدھے ہاتھ سے	۵۷۷
۴۷۵	وتروں کے بعد نوافل کا ثبوت	۵۷۸
۴۷۷	صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا حکم	۵۷۹
۴۷۸	صلوٰۃ التبیح روایات حسنہ سے ثابت ہے	۵۸۰
۴۷۹	قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ باندھے جائیں یا کھلے رکھے جائیں	۵۸۱
۴۷۹	ظہر کی قبلہ سنتیں درمیان میں چھوڑ دیں تو چار کی قضا لازم ہوگی	۵۸۲
۴۸۰	صلوٰۃ الاستسقاء کا سنون طریقہ	۵۸۳
۴۸۲	تہجد کی رکعات جتنی پڑھ سکیں پڑھ سکتے ہیں	۵۸۴
۴۸۲	تہجد کے نوافل کے لئے کوئی سورۃ مخصوص نہیں	۵۸۵
۴۸۳	صلوٰۃ التبیح جماعت کے ساتھ پڑھنا مکرمہ ہے	۵۸۶
۴۸۳	صلوٰۃ التبیح کے پہلے قعدہ میں درود و دعاء پڑھنے کا حکم	۵۸۷
۴۸۴	صلوٰۃ التبیح میں تیسرا کلمہ کہاں تک پڑھا جائے	۵۸۸
۴۸۴	صلوٰۃ التبیح ایک دن میں ایک دفعہ سے زیادہ پڑھنا بھی ثابت ہے	۵۸۹
۴۸۵	سنة غیر مؤکدہ اور نوافل کے ہر قعدہ میں شہد کے ساتھ درود و دعاء کو بھی شامل کیا جائے	۵۹۰

۴۸۵	صلوٰۃ الحاجت کے نوافل باجماعت پڑھنا منقول نہیں	۵۹۱
۴۸۶	ظہر سے قبل سنت مؤکدہ چار ہیں یا دو۔۔۔۔۔	۵۹۲
۴۸۷	چاشت کی کتنی رکعات افضل ہیں	۵۹۳
۴۸۷	قنوت نازلہ جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں	۵۹۴
۴۸۸	سنت مؤکدہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے کا حکم	۵۹۵
۴۸۹	صلوٰۃ الاستسقام کی کتنی رکعت ہیں	۵۹۶
۴۸۹	مکروہ وقت میں نوافل پڑھنے کی نذر مانی تو کب پڑھے	۵۹۷
۴۹۰	دُتروں کے بعد دلے نفل کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر	۵۹۸
۴۹۱	تحیۃ المسجد پڑھنے کا وقت نہ ہو تو کیا پڑھے	۵۹۹
۴۹۱	مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے نوافل کا حکم	۶۰۰
۴۹۲	نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل کا حکم	۶۰۱
۴۹۲	جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم	۶۰۲
۴۹۲	اذانِ مغرب کے دوران تحیۃ الوضوء پڑھنا۔۔۔۔۔	۶۰۳
۴۹۵	فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے	۶۰۴
۴۹۶	نوافل میں تسبیح کے بعد اذعیۃ مآثورہ پڑھ سکتے ہیں	۶۰۷
۴۹۶	عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت	۶۰۸
۴۹۸	سنن مؤکدہ ادا بین میں شمار ہوں گی یا نہیں	۶۰۹
۴۹۸	فجر کی سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرنا	۶۱۰
۴۹۹	ظہر کی قبلہ سنتیں رہ جائیں تو بعد والی دو کے بعد پڑھے	۶۱۱
۴۹۹	نوافل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں	۶۱۲
۵۰۰	فرائض و سنن کے ضمن میں تحیۃ المسجد کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے	۶۱۳
۵۰۱	طول قیام افضل ہے یا کثرت رکعات۔۔۔۔۔	۶۱۴
۵۰۲	قرآن مجید اچھی طرح یاد نہ ہو تو سامع کا انتظام ضروری ہے	۶۱۵
۵۰۲	داتا دربار پر جب اگر نوافل کی نذر مانی تو وہاں پڑھنا ضروری نہیں	۶۱۶

فصل فی الوتر

۵۰۳	وتروں میں تعدہ اولیٰ کا مفصل ثبوت	۶۱۷
۵۰۴	دلائل وجوب تعدہ برہر دو رکعت	۶۱۸
۵۰۹	ایک حدیث سے عدم وجوب وتر پر استدلال کا جواب	۶۱۹
۵۱۰	وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ	۶۲۰
۵۱۱	وتر کی نیت میں واجب کی تصریح ضروری نہیں	۶۲۱
۵۱۱	فرض عشاء ادا کرنے سے پہلے وتر نہیں پڑھ سکتے	۶۲۲
۵۱۲	جس نے فرض و جملہ تراویح علیحدہ پڑھی ہوں وہ وتر بھی علیحدہ پڑھے	۶۲۳
		۶۲۴
۵۱۲	تہجد گزار بھی رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں	۶۲۵
۵۱۳	وتروں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو نماز کا حکم	۶۲۶
۵۱۳	تکبیر قنوت واجب ہے یا نہیں	۶۲۷
۵۱۴	جس کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے؟	۶۲۸
۵۱۴	دعا بر قنوت سے پہلے تکبیر و سرف یسین کا ثبوت	۶۲۹
۵۱۵	قنوت وتر میں وضع یدین سنت سے ثابت ہے	۶۳۰
۵۱۶	وتروں کی جماعت صرف رمضان المبارک میں کرائی جائے	۶۳۱
۵۱۷	مسبوق امام کے ساتھ ہی قنوت پڑھے	۶۳۲
	جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے ہوں حنفی ان کی اقتدار	۶۳۳
۵۱۷	نہ کریں	
۵۱۸	امام مقتدی کے قنوت مکمل کرنے سے پہلے رکوع میں چلا جائے	۶۳۴
۵۱۹	وتروں میں دعا بر قنوت کی جگہ تین دفعہ " قل ہو اللہ " پڑھنے کا حکم	۶۳۵
۵۲۰	دعا بر قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا	۶۳۶

فصل التراويح

۵۲۱	ہر چار تراویح کے بعد معروف دعاء مستحب ہے	۶۳۷
۵۲۲	نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا حکم	۶۳۸
۵۲۲	عورت کا اپنے بیٹے کے پیچھے تراویح پڑھنا	۶۳۹
۵۲۲	تراویح کا جو شفعہ فاسد ہو جائے اس میں پڑھی گئی منزل کا اعادہ کیا جائے	۶۴۰
۵۲۳	جس شفعہ میں سجدہ سہو نہیں کیا گیا وہ دوبارہ پڑھا جائے	۶۴۱
۵۲۴	درمیانی قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھنے کا حکم	۶۴۲
۵۲۵	تراویح میں پورے قرآن میں کسی ایک سورت کے شروع میں بسم اللہ جہرا پڑھ لیں	۶۴۳
۵۲۵	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس تراویح کا ثبوت	۶۴۴
۵۲۶	چار تراویح ایک سلام سے پڑھنے کا حکم	۶۴۵
۵۲۷	تراویح بیس رکعت ہی سنت ہیں	۶۴۶
۵۲۹	تراویح میں سپیکر استعمال کرنا درست نہیں	۶۴۷
۵۳۰	تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بالجہر کے بارے میں ایک اہم فتوے	۶۴۸
۵۳۳	تراویح کے اولین دو گانہ سے پہلے تسبیح کا حکم نیز "صلوٰۃ بر محمد" کا لغزہ بدعت ہے	۶۴۹
۵۳۳	حافظات کے لئے تراویح کی جماعت کرانے کا حکم	۶۵۰
۵۳۵	تراویح کے بعد دعاء کا حکم، نیز ختم قرآن کے موقع پر لمبی دعاء مانگنے کا حکم	۶۵۱
۵۳۵	رمضان المبارک میں حفاظ کو پیسے اور کپڑے دینا اجرت کے مشابہ ہے	۶۵۲
۵۳۶	تراویح میں امام صاحب قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھیں تو تراویح کا حکم	۶۵۳
۵۳۷	تراویح میں "قل ہو اللہ" کا تکرار	۶۵۴
۵۳۸	تراویح میں حصر دور کرنے کے لئے بسم اللہ جہر سے پڑھنا	۶۵۶
۵۳۹	تراویح میں نفل کی نیت سے شرکت کرنے کا حکم	۶۵۷
۵۴۰	چار رکعت تراویح ایک سلام سے پڑھائیں اور درمیانی قعدہ نہیں کیا تو پہلی دو رکعت	۶۵۸
۵۴۰	تراویح ہوں گی یا آخری	

۵۴۱	ستائیس رمضان کی رات کو ختم کرنا زیادہ بہتر ہے	۶۵۹
۵۴۲	امام کے رکوع کے انتظار میں بیٹھے رہنا	۶۶۰
۵۴۳	رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کا حکم	۶۶۱
۵۴۴	دو پر قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھ لیں تو دو شمار ہوں گی یا چار	۶۶۲
۵۴۴	اگر دو پر قعدہ کئے بغیر تین رکعت پڑھ لیں تو کوئی بھی شمار نہ ہوگی	۶۶۳
۵۴۵	کوئی ازراہ اخلاص قرآن سنانے والے کی خدمت کرے تو لینے کی گنجائش ہے	۶۶۴
۵۴۵	اصل یہ ہے جو فرض پڑھائے وہی وتر پڑھائے	۶۶۵
۵۴۶	تراویح کی ابتدائی رکعات میں زیادہ منزل پڑھنے کا حکم	۶۶۶
۵۴۷	پہلی چار رکعتوں میں پورا پارہ اور باقی میں ایک پاؤ پارہ پڑھنے کا حکم	۶۶۷
۵۴۸	عورتوں کا تراویح کے لئے مسجد میں آنا	۶۶۸
۵۴۸	تسبیح سنونہ کے بعد " الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ " پڑھنا	۶۶۹
۵۴۹	تراویح میں " ماکان محمد " کے بعد درود شریف پڑھنا	۶۷۰
۵۵۰	تراویح میں بدون قعدہ اولیٰ تیسری کی طرف کھڑے ہو گئے تو سجدے سے پہلے پہلے لٹ سکتے ہیں	۶۷۱
۵۵۱	ایک اہل حدیث عالم کا علماء و محققین کی عبارات سے آٹھ تراویح پر استدلال کا مفصل جواب	۶۷۲
۵۵۷	تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر متفرق آیات پڑھنا بدعت ہے	۶۷۳
۵۵۸	ہر چار تراویح کے بعد پڑھے گئے قرآن شریف کا خلاصہ بیان کرنا	۶۷۴
۵۶۰	تراویح کی نیت میں سنت رسول اللہ ﷺ کے حکم	۶۷۵

خیر المصابیح فی عدد التراويح

۵۶۳	مقدمہ	۶۷۶
۵۶۳	بارہ سو سال تک مسلمانوں کا کیا عمل رہا	۶۷۷
۵۶۶	قول و فعل نبوی سے کوئی عدد معین تراویح کا حتمی طور پر صحیح روایت سے ثابت نہیں	۶۷۸
۵۶۸	اہل حدیث کے دو دعوے	۶۷۹

۵۶۸	اہل حدیث کا پہلا دعویٰ اور اس کے جوابات	۶۸۰
۵۷۲	تہجد اور تراویح الگ الگ نماز میں ایک نہیں	۶۸۱
۵۷۶	اہل حدیث کا دوسرا دعویٰ اور اس کے جوابات	۶۸۲
۵۷۹	بیس تراویح کا ثبوت	۶۸۳
۵۸۰	خلفاء راشدینؓ کا عمل سنت ہے	۶۸۴
۵۹۰	چاروں امام بیس تراویح سے کم کے قائل نہ تھے	۶۸۵
۵۹۱	فقہاء کے کلام سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت	۶۸۶
۵۹۳	تعاقل و قوارث	۶۸۷
۵۹۴	اہل حدیث علماء سے بیس تراویح کا ثبوت	۶۸۸
۵۹۷	بیس رکعت کے متعلق دوسرے علماء امت کے اقوال	۶۸۹
۶۰۱	خاتمہ	۶۹۰

ما يتعلق بقضاء الفوائت

۶۰۳	بجز تین اوقات کے ہر وقت فوت شدہ نمازیں ادا کر سکتے ہیں	۶۹۱
۶۰۴	نمازوں کا اضافی ثواب اصل نمازوں میں محسوب نہیں ہوگا	۶۹۲
۶۰۴	قضاء نماز پڑھنے والا وقت پر پڑھنے والے کی اقتداء نہیں کر سکتا	۶۹۳
۶۰۵	نمازوں کے فدیہ میں قیمت ادا کرنا بہتر ہے	۶۹۴
۶۰۶	صاحب ترتیب پہلے قضاء پڑھے پھر وقت پر ادا کرے	۶۹۵
۶۰۶	فدیہ کی رقم اپنے بھائیوں کو دینے کا حکم	۶۹۶
۶۰۷	متعدد نمازوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے	۶۹۷
۶۰۷	قضاء نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر کرنا	۶۹۸
۶۰۸	قضاء نمازوں کا فدیہ اصول و فروع کو دینا جائز نہیں	۶۹۹
۶۰۸	طویل بیہوشی میں رہی ہوئی نمازیں معاف ہیں	۷۰۰

۶۰۹	مروجہ قضا عمری کسی نیت سے بھی جائز نہیں	۷۰۱
۶۱۱	احتیاط کی بناء پر نمازیں قضا کر رہے ہوں تو مغرب اور وتر چار رکعت پڑھیں	۷۰۲
۶۱۲	ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ بارہ سیر گندم ہے	۷۰۳
۶۱۲	قضا فرائض کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے	۷۰۴
۶۱۳	قضا نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ توبہ بھی ضروری ہے	۷۰۵
۶۱۴	قدیم فرائض بھی مسقط ترتیب ہیں	۷۰۶
۶۱۵	قضا فرائض کے سلسلہ میں صاحب ہدایہ کی ایک عبارت کی توضیح	۷۰۷
۶۱۶	نوت شدہ نمازیں بہت ہوں تو نیت کیسے کریں	۷۰۸

ما يتعلق بسجود السهو

۶۱۸	دردوں کے قعدہ اولیٰ میں درود پڑھ لیا تو سجدہ سہو کا حکم	۷۰۹
۶۱۹	فاتحہ سے پہلے سورۃ شروع کر دی تو سجدہ سہو کا حکم	۷۱۰
۶۱۹	مفرد سہری نماز میں جہراً قرأت کرے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا	۷۱۱
۶۲۰	قیام چھوڑ کر درمیانی قعدہ کی طرف آئیں تو سجدہ سہو کا حکم	۷۱۲
۶۲۱	فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا	۷۱۳
۶۲۱	شائر تعوذ اور تسمیہ کے چھوڑنے سے سجدہ سہو کا حکم	۷۱۴
۶۲۲	سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے	۷۱۵
۶۲۳	پہلے بائیں طرف سلام پھیرنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا	۷۱۶
۶۲۳	رکوع میں فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم	۷۱۷
۶۲۴	فاتحہ کی جگہ تشہد پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۷۱۸
۶۲۵	چار رکعت پوری کر کے پانچویں کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے	۷۱۹
۶۲۶	فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا جائے تو ترک باقی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا	۷۲۰
۶۲۶	عشاء کی پونہی رکعت میں جہر کرنے سے سجدہ سہو کا حکم	۷۲۱

۶۲۲	سجدہ سے تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر سجدہ میں چلے جانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں	۶۲۷
۶۲۳	دو کی بجائے تین سجدے کر لے تو سجدہ سہو کا حکم	۶۲۸
۶۲۴	مسافر امام کا مقیم مقتدی بقیہ نماز میں سہو اقرأت کر لے تو سجدہ سہو کا حکم	۶۲۸
۶۲۵	دوسری اور تیسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے شمار پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۶۲۹
۶۲۶	فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملائے سے سجدہ سہو کا حکم	۶۳۰
۶۲۷	دعا ر قنوت کے بعد کوئی سورت پڑھ لینے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۶۳۱
۶۲۸	دوسری نماز میں ایک دو آیت بھرا پڑھ لیں تو سجدہ سہو کا حکم	۶۳۱
۶۲۹	وجوب سجدہ سہو میں شک ہو تو غلبہ ظن کا اعتبار کریں	۶۳۲
۶۳۰	مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہونے والا بقیہ نماز میں صرف ایک قعدہ کرے	
۶۳۱	تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں	۶۳۲
۶۳۲	۱ نثری قعدہ کے بعد سہو اکھڑا ہو گیا تو واپس لوٹنے کی صورت میں سجدہ سہو کرے	۶۳۳
۶۳۳	تراویح میں بھی سجدہ سہو کیا جائے	۶۳۳
۶۳۴	قعدہ میں دعا مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم	۶۳۴
۶۳۵	دعا ر قنوت مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا	۶۳۵
۶۳۶	سجدہ سہو کرنے کے بعد شک ہو تو کیا کرے	۶۳۵
۶۳۷	ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانیوالی نماز میں نئے فرض پڑھنے والے شامل نہ ہوں	۶۳۵
۶۳۸	عیدین میں مجمع کثیر نہ ہو تو سجدہ سہو کیا جائے	۶۳۶
۶۳۹	مقدار رکن خاموش کھڑے سوچتے رہنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم	۶۳۷
۶۴۰	رکوع و سجود میں تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا	۶۳۸
۶۴۱	پہلی یا تیسری رکعت پر معمولی دیر قعدہ کرنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا	۶۳۸
۶۴۲	وجوب کے بعد سجدہ سہو نہ کیا جائے تو اس نماز کا اعادہ واجب ہے	۶۳۸
۶۴۳	بدون سلام سجدہ سہو کرنے کا حکم	۶۳۹
۶۴۴	سجدہ سہو میں سہو کا حکم	۶۴۰

ما يتعلق بسجود التلاوة

۶۵۱	ایک ہی جگہ بیٹھ کر پورا قرآن مجید پڑھا تو کتنے سجدے واجب ہوں گے	۶۴۴
۶۵۲	سجدہ تلاوت وجوب سے پہلے ادا کرنے کا حکم	۶۴۵
۶۵۲	سجدہ تلاوت نماز کے سجدہ میں بلا نیت بھی ادا ہو جائے	۶۴۶
۶۵۲	آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جائے گا	۶۴۷
۶۵۳	سجدہ تلاوت کے احکام	۶۴۸
۶۵۲	آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا علم ہو یا نہ ہو	۶۴۹
۶۵۵	سجدہ تلاوت رکوع میں ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے	۶۵۰
۶۵۵	ٹپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے کا حکم	۶۵۱
۶۵۵	دوران نماز غیر نمازی سے آیت سجدہ سننے تو سجدہ کب کرے	۶۵۲
۶۵۶	اساتذہ حفظ کے لئے سجدہ تلاوت کا ایک حکم	۶۵۳
۶۵۶	سجدہ تلاوت کے لئے قبلہ رو ہونا ضروری ہے	۶۵۴
۶۵۶	سجدہ تلاوت رکوع یا سجدہ میں ادا کرنے کا معمول نہ بنایا جائے	۶۵۵
۶۵۷	ترادج میں آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہ کیا تو	۶۵۶
۶۵۸	مکروہ وقت میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کب کرے	۶۵۷
۶۵۸	سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں تاخیر کرنا	۶۵۸
۶۵۹	سجدہ تلاوت کے لئے بھی وضو ضروری ہے	۶۵۹
۶۶۰	محفل قرأت میں آیت سجدہ پڑھنا	۶۶۰
۶۶۰	سجدہ تلاوت کا طریقہ	۶۶۱
۶۶۱	سجدہ تلاوت فوراً ممکن نہ ہو تو یہ کلمات پڑھ لیں	۶۶۲
۶۶۱	سوئے ہوئے سے آیت سجدہ سنی تو سجدہ کرنا لازم ہے	۶۶۳
۶۶۱	سجدہ سے بچنے کے لئے آیت سجدہ کو چھوڑنا	۶۶۴
۶۶۲	آیت سجدہ کی کتابت سے سجدہ کا حکم	۶۶۵

مايتعلق بصلوة المسافر

۶۶۳	مسافت قصر کتنی ہے	۶۶۶
۶۶۴	مسافت قصر کے بارے میں تحقیق انیق	۶۶۷
۶۶۸	عورت شادی کے بعد میکے میں قصر کرے یا اتمام	۶۶۸
۶۶۹	مسافر آخری قعدہ میں شرکت کرے تو بھی اتمام کرے	۶۶۹
۶۶۹	سفر کے ارادہ سے اسٹیشن پر پہنچ جائیں تو اسٹیشن پر اتمام کریں یا قصر	۶۷۰
۶۷۰	سفر میں سنن مؤکدہ ادا کرنے نہ کرنے کے بارے میں تفصیل	۶۷۱
۶۷۱	جو نماز سفر میں ادا نہیں کر سکے حالت اقامت میں اس کی قضاء کیسے کریں	۶۷۲
۶۷۲	مقیم مدرک بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے	۶۷۳
۶۷۲	فوجی کا قیام ایک جگہ پر نہ ہو تو اتمام کرے یا قصر	۶۷۴
۶۷۳	مسافر کو خلیفہ بنانے کا حکم	۶۷۵
۶۷۴	سفر میں تکلیف نہ ہو تو بھی قصر کریں	۶۷۶
۶۷۴	مسافت قصر اڑتالیس میل شرعی ہے نہ کہ انگریزی	۶۷۷
۶۷۴	سفر شرعی تک جانے کا غلبہ ظن ہو تو قصر واجب ہے	۶۷۸
۶۷۵	ملازمت والا وطن اقامت، وطن اصلی کے حکم میں ہے	۶۷۹
۶۷۶	فوجی جنگل میں ٹھہرے ہوئے ہوں تو نیت اقامت کے باوجود قصر کریں	۶۸۰
۶۷۷	جنگی قیدی دارالحرب میں قصر کریں یا اتمام	۶۸۱
۶۷۷	کم از کم مسافت جس پر احکام سفر شروع ہو جاتے ہیں	۶۸۲
۶۷۸	مسافر چار رکعت کی نیت کر کے نماز شروع کر دے تو کیا کرے	۶۸۳
۶۷۹	اسلامی فوج نے دارالحرب کے کسی علاقہ پر قبضہ کیا ہو تو وہاں قصر کریں یا اتمام	۶۸۴
۶۸۰	وطن اقامت مشابہ بر وطن اصلی میں ایک دفعہ بے نیت اقامت پندرہ دن ٹھہرنا ضروری ہے	۶۸۵
۶۸۰	مسافر امام نے اتمام کیا تو مقتدیوں پر بہر حال اعادہ واجب ہے	۶۸۶
۶۸۱	مسافر اتمام کرے تو اس کی نماز کا حکم	۶۸۷

۶۸۲	صرف زمین یا مکان کا باقی رہنا وطن اصل کے ختم ہونے کے لئے مانع نہیں ہے	۷۸۸
۶۸۳	ملازمست کی جگہ کبھی ہفتہ سے زائد نہ ٹھہرے ہوں تو قصر کریں یا اتمام	۷۸۹
۶۸۴	نذرعی زمین کی دیکھ بھال کے لئے جائیں تو وہاں قصر کریں یا اتمام	۷۹۰
۶۸۴	ایک ہی شہر میں رہ کر مختلف مساجد میں تبلیغی کام کرنا ہو تو بصورت نیت اقامت اتمام کریں	۷۹۱
۶۸۵	قریب قریب کے مختلف دیہاتوں میں پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو قصر کریں	۷۹۲
۶۸۵	بحری جہاز میں نیت اقامت درست نہیں	۷۹۳
۶۸۶	مقیم بننے کے لئے پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت ضروری ہے	۷۹۴
۶۸۷	مستقل وطن اقامت سفر سے باطل نہیں ہوتا	۷۹۵

ما يتعلق باحكام المسجد

۷۰۳	مساجد میں جہر معتدل کے ساتھ اجتماعاً یا انفراداً ذکر کرنا	۷۹۶
۷۱۵	مسجد کا پیسہ ذاتی ضروریات میں استعمال کرنے کا حکم	۷۹۷
۷۱۶	مسجد اگر معروف مربع شکل پر نہ ہو تو اسے گرانے کا حکم	۷۹۸
۷۱۸	کنوؤں پر بنی ہوئی پرانی مساجد کا حکم	۷۹۹
۷۱۹	مسجد میں رد مال وغیرہ رکھ دینے سے جگہ مخصوص ہوتی ہے یا نہیں	۸۰۰
۷۱۹	سینما کے مالک کو مسجد کیٹی کا صدر بنانا	۸۰۱
۷۲۰	زیر تعمیر مسجد میں سگریٹ پلینا	۸۰۲
۷۲۰	محراب والی دیوار کو شیشے کے ٹکڑوں سے آراستہ کرنا	۸۰۳
۷۲۱	مسجد کی الماری مستقل طور پر ذاتی استعمال میں رکھنا	۸۰۴
۷۲۱	مسجد میں پڑھانے کا حکم	۸۰۵
۷۲۲	مسجد کی دیوار کو مسجد کی دوکان کے لئے استعمال کرنا	۸۰۶
۷۲۳	فضاء مسجد میں گھراور بیت الخلاء بنانے کا حکم	۸۰۷

۸۰۸	گوبر ملی ہوئی مٹی سے مسجد کی لپائی کرنا	۷۲۳
۸۰۹	مساجد میں ملکی حالات پر تبصرہ کرنے کا حکم	۷۲۴
۸۱۰	ہندوؤں کی متروکہ زمین کو بلا اجازت مسجد بنانا درست نہیں	۷۲۴
۸۱۱	مسجد تنگ ہو تو جبراً کسی کی زمین مسجد میں شامل کرنے کا حکم	۷۲۶
۸۱۲	مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کا حکم	۷۲۶
۸۱۳	مسجد میں بیٹھ کر انگریزی کتب پڑھنا پڑھانا جائز نہیں	۷۲۷
۸۱۴	مسجد بن جانے کے بعد اس پر رہائشی مکان بنانے کا حکم	۷۲۸
۸۱۵	تعمیر مسجد میں اہل تشیع سے چندہ لینے کا حکم	۷۲۸
۸۱۶	مسجد کا پیسہ بنک میں رکھنے کا حکم	۷۲۹
۸۱۷	محراب مسجد کے لئے راستے کا کچھ حصہ لینے کا حکم	۷۲۹
۸۱۸	ملحق برآمدے کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم	۷۳۰
۸۱۹	مسجد کے لئے وقف قرآن مجید کو مدرسہ میں لے جانے کا حکم	۷۳۰
۸۲۰	مسجد کی جگہ کو راستہ کے لئے لینا جائز نہیں	۷۳۱
۸۲۱	مسجد کے قریب خالی جگہ میں ہسپتال بنانے کو ترجیح دی جائے یا مدرسہ کو	۷۳۱
۸۲۲	مسجد کا سپیکر شادی بیاہ کے لئے دینے کا حکم	۷۳۲
۸۲۳	مسجد کبھی بھی فردخت نہیں ہو سکتی	۷۳۲
۸۲۴	رد افض کو اہلسنت کی مساجد میں ہرگز نہ داخل ہونے دیا جائے	۷۳۳
۸۲۵	طائفہ نے جو مسجد اپنے مہر کی رقم سے تعمیر کرائی ہو اس میں نماز کا حکم	۷۳۴
۸۲۶	مسجد کے کلاک کو سپیکر سے اس طرح جوڑنا کہ گھنٹے کی آواز سپیکر سے نشر ہو	۷۳۵
۸۲۷	میوزیکل کلاک مسجد میں لگانے کا حکم	۷۳۵
۸۲۸	شیعہ کی دی ہوئی گھڑی مسجد میں نصب کرنا	۷۳۶
۸۲۹	پانچ سال کے بچوں کو مسجد میں لانے کا حکم	۷۳۶
۸۳۰	محض کپڑے کے ذریعہ جگہ پر قبضہ کرنے والوں کو اس سے منع کرنا چاہئے	۷۳۶
۸۳۱	مسجد کی کوئی چیز ضائع کر دی تو اس کی تلافی کی صورت	۷۳۷

۴۳۸	مسجد میں ذی روح کی تصویر آویزاں کرنا ناجائز ہے	۸۳۲
۴۳۸	مسجد میں چٹائی کی ٹوپیاں رکھنے کا حکم	۸۳۲
۴۳۹	مسجد میں سائیکل کھڑی کرنا	۸۳۲
۴۴۰	مساجد کے لئے چند سے کامعروف طریقہ جائز نہیں	۸۳۵
۴۴۰	مسجد کے پرانے بنے کا حکم	۸۳۶
۴۴۱	جائے نماز زائد از ضرورت ہوں تو فروخت کرنے کا حکم	۸۳۷
۴۴۱	مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا	۸۳۸
۴۴۱	جوار یوں سے چھپنی ہونی رقم مسجد میں لگانے کا حکم	۸۳۹
۴۴۲	بیت اللہ کی تصویر والا قالین مسجد میں آویزاں کرنے کا حکم	۸۴۰
۴۴۳	مال حرام سے بنی ہوئی مسجد کو منہدم کرانے کا حکم	۸۴۱
۴۴۳	”یا محمد“ لکھی ہوئی اینٹیں مسجد میں نصب کرنا	۸۴۲
۴۴۴	مسجد میں مٹی کے تیل کا چراغ جلانا جائز نہیں	۸۴۳
۴۴۴	راستہ کی صرف اتنی مقدار مسجد میں شامل کر سکتے ہیں جس سے لوگوں کو ضرر نہ ہو۔۔۔	۸۴۴
۴۴۵	اعلان گم شدگی کے ممنوع ہونے میں بچہ اور سامان برابر ہے	۸۴۵
۴۴۶	متولی مسجد کسی کو مسجد میں آنے سے روک سکتا ہے یا نہیں	۸۴۶
۴۴۷	مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو سلام کرنے کا حکم	۸۴۷
۴۴۷	غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں	۸۴۸
۴۴۹	ماتندہ کارکنان جس حصے کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کر دیں تو وہ ہمیشہ اسی کے لئے وقف رہے گا۔۔۔	۸۴۹
۴۴۸	غضب شدہ زمین پر بنائی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے	۸۵۰
۴۵۱	مسجد کی بجلی ذاتی استعمال میں لانے کا حکم	۸۵۱
۴۵۲	سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مسجد کا حکم	۸۵۲
۴۵۲	مسجد کی بوسیدہ صفوف کا حکم	۸۵۳
۴۵۳	مساجد میں پرائمری سکول کھولنا ناجائز ہے	۸۵۴

۸۵۵	مسجد میں سونا	۷۵۲
۸۵۶	مسجد کے لئے زمین وقف کر دینے کے بعد واقف اس میں اپنی قبر نہیں بنوا سکتا	۷۵۵
۸۵۷	جو جگہ ایک دفعہ مسجد بن جائے تو پھر وہاں دکانیں نہیں بن سکتیں	۷۵۵
۸۵۸	مسجد میں نماز جنازہ کا اعلان کرنے کا حکم	۷۵۶
۸۵۹	مسجد کو چندہ دینے کے بعد واپس نہیں لے سکتے	۷۵۷
۸۶۰	مسجد میں روزانہ غریبوں کو لگولنے کا حکم	۷۵۷
۸۶۱	مملوکہ دوکانوں کے اوپر بنائی گئی مسجد کا حکم	۷۵۷
۸۶۲	مسجد کی ناقابل استعمال اشیاء منتظمہ کمیٹی کی اجازت سے فروخت کر سکتے ہیں	۷۵۸
۸۶۳	مسجد کے ہال کے نیچے مسجد کی ضروریات کے لئے تہ خانہ بنانا	۷۵۸
۸۶۴	جو جگہ نماز کے لئے وقف تھی اس پر متولی رہائشی کمرہ بنادے تو اسے گرانا ضروری ہے	۷۵۹
۸۶۵	قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں	۷۶۰
۸۶۶	میونسپل کمیٹی کی اجازت سے کوچے کے کچھ حصے کو مسجد کے بالائی حصے میں شامل کرنا	۷۶۱
۸۶۷	مساجد و مدارس میں اپنا کتبہ لگانے کا حکم	۷۶۲
۸۶۸	جو مسجد قبلہ سے معمولی منحرف ہو اس کو گرنے کا حکم	۷۶۲
۸۶۹	مسجد کی دیواروں پر ایسا رنگ کرنا جس سے بدبو آئے	۷۶۲
۸۷۰	فرش کی گرمی سے بچنے کے لئے پاک جوتے پہن کر مسجد میں چلنا	۷۶۲
۸۷۱	مسجد کے لئے مال کی وصیت کرنے کے بعد اس میں کمی کرنا	۷۶۵
۸۷۲	متولی مشورہ سے امام دمؤذن مقرر کرے	۷۶۵
۸۷۳	مسجد کی صفائی سے جمع ہونے والا کوڑا کرکٹ کہاں پھینکا جائے	۷۶۶
۸۷۴	مسجد میں مجلس نکاح منعقد کرنے کا حکم	۷۶۷
۸۷۵	مسجد سے پڑیلوں کے گھونسے اتارنے کا حکم	۷۶۸
۸۷۶	مسجد میں افطار کرنے کا حکم	۷۶۸
۸۷۷	مسجد کا ایک مینار بہت بلند و بالا تعمیر کرنا	۷۶۹
۸۷۸	رمضان المبارک میں ختم قرآن کے قریب مسجد میں رنگ دروغن کرنا	۷۶۹

۸۷۹	کسی عالم کی تقریر ریکارڈ کرنے کے لئے مسجد کی بجلی صرف کرنا	۷۷۰
۸۸۰	سجری کے وقت مسجد کے سپیکر سے وقت کا اعلان کرنا	۷۷۰
۸۸۱	بیت الخلاء نماز کی جگہ سے کتنے دور ہوں	۷۷۱
۸۸۲	مسجد کو کسی نام سے موسوم کرنا	۷۷۱
۸۸۳	مستطلم مسجد ضرورت کے وقت اجرت معرودہ لے سکتا ہے	۷۷۲
۸۸۴	دھلے ہوئے کپڑے مسجد میں خشک کرنا	۷۷۲
۸۸۵	مسجد میں انگلیاں پٹھانے کا حکم	۷۷۳
۸۸۶	مسجد میں سر اور داڑھی میں لٹکھا کرنا	۷۷۳
۸۸۷	مسجد کی رقم متولی سے چوری ہو جائے تو ضمان کا حکم	۷۷۳
۸۸۸	فرضوں کے بعد دعا سے پہلے چندہ کرنے کا حکم	۷۷۴
۸۸۹	تحفظ کے لئے مساجد و مدارس کو جبرٹ کرانا	۷۷۴
۸۹۰	مساجد کے لئے فساق و فجار سے چندہ لینے کا حکم	۷۷۵
۸۹۱	حضور کے بعد اعضاء مغسوکہ سے گرنے والے قطرات سے مسجد ناپاک ہوگی یا نہیں	۷۷۶
۸۹۲	جو مسجد فخر و ریا کاری کے لئے بنائی جائے وہ مشابہ مسجد ضرار ہے	۷۷۷
۸۹۳	ذبح سے حاصل شدہ رقم مسجد پر لگانے کا حکم	۷۷۸
۸۹۴	عید گاہ کے درختوں کو مسجد کے لئے استعمال کرنے کا حکم	۷۷۹
۸۹۵	ائمہ اوقاف کے لئے محکمہ سے تنخواہ لینے کا حکم	۷۸۰
۸۹۶	واجب التصدق مال مسجد میں لگانے کا حکم	۷۸۱
۸۹۷	مسجد میں دینی کتب کے مطالعہ کا حکم	۷۸۱
۸۹۸	امام متعین کرنے کا اختیار باقی مسجد کو ہے یا اہل محلہ کو	۷۸۲
۸۹۹	متولی مسجد کے فنڈ میں کیا کیا تصرف کر سکتا ہے	۷۸۳
۹۰۰	مسجد کی دوکان بنک کو کرایہ پر دینا	۷۸۴
۹۰۱	سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مساجد کو گرنے کا حکم	۷۸۵
۹۰۲	حرم قربانی کی قیمت مسجد پر لگانا جائز نہیں	۷۹۵
۹۰۳	غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً مسجد ہے	۷۹۸
۹۰۴	نیچے مسجد اور اوپر دوکانیں بنانے کا حکم	۸۰۲
۹۰۵	ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد پر لگانا	۸۰۳

کِتَابُ الطَّهْرَةِ

مَا يَتَعَلَّقُ بِالْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ

کیا بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے؟

ہمارے خطیب صاحب نے جمعہ کے دن مسئلہ بیان کیا کہ جو عورتیں ناخن پالش لگاتی ہیں ان کا وضو صحیح نہیں لہذا اگر وہ ایسے وضو سے نماز پڑھیں گی تو وہ کافر ہو جائیں گے کیوں کہ فقہاء کرامؒ نے فرمایا ہے کہ بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے۔ تو کیا خطیب صاحب کا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟

یہ درست ہے کہ اگر ناخن پالش لگی ہوئی ہو اور نیچے پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا اور ایسے وضو سے نماز بھی نہیں ہوگی۔ البتہ ان پر کفر کا حکم لگانا درست نہیں۔ کیوں کہ بے وضو نماز پڑھنا اس وقت کفر ہے جب کہ بطور استخفاف ایسا کرے۔

وبهذا ظہرات تعدد الصلوة بلا طہر غیر مکفر فلیحفظ
وقد مرّ (در مختار) (قوله وقد مرّ) ای فی ادل کتاب
الطہارة وقد منا هناك عن الحلّیة البیہقیة فی هذه العلة و
ان علة الکفار انما هی الاستخفاف۔ (شامیہ ج ۱، ص ۸۵)
فقط واللہ اعلم

أَحَقُّرُ الْحَقِّ وَالْوَرَعُ عَنِ اللَّهِ عَنْهُ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

معذور وضو کرانے کیلئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے

۱۲ سال کے لڑکے کا کمر سے لے کر نیچے کا حصہ بالکل بے حس ہے۔ لیٹا ہوا خود اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا اور کمزور بھی اس قدر ہے کہ ایک پانی کا گلاس خود اٹھا کر چار پانی سے نہیں پی سکتا۔ پاخانہ، پیشاب بھی دوسرا آدمی اس کو کرتا ہے۔ وہ قریب البیروغ ہے اور خوب سمجھ دار ہے اس پر نماز کا کیا حکم ہے؟ کپڑا بالکل پاک نہیں رکھتا۔ وضو بھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ اگر معذور آدمی کے بغیر وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ کیا وہ ایسے ہی بغیر وضو نماز پڑھ لے یا اسے وضو کرانا ضروری ہے۔

استفتیٰ محمد رفیع الرحمن ۵: ۷۷ آر سا ہیواں

اس لڑکے پر بعد از بلوغ نماز فرض ہوگی گھر کے لوگوں میں سے کوئی آدمی اس کا وضو کر دیا کرے۔ اگر اس لڑکے کی ملک میں کوئی مال یا جائیداد ہو تو وضو کر لے کر لے کر ایک تنخواہ دار آدمی مقرر کر دیا جائے یعنی خادم کا انتظام کر دیا جائے۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہو سکتی ہوں تو یہ لڑکا تیمم کر کے نماز ادا کر لیا کرے۔ اصل یہ کہ نماز کے وقت کوئی وضو کرانے والا ہو تو وضو کرانا ضروری ہے ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔

وان وحید غیرہ ممن لو استقامت بہ اءانہ ولو زوجتہ

فظاہر المذہب انہ لا یتیمم ایضا بلا خلاف۔ (شامی: ۱۷: ص ۲۱۵)

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفی عنہ نائب مفتی

خیر المدارس کس ملتان: ۱۵/۱/۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس کس ملتان

ناخن پاش کی حالت میں وضو کا حکم

ہمارے ملک میں اکثر ستورات ناخن پاش استعمال کرتی ہیں کیا اس کے ناخنوں پر لگے ہونے کی حالت

میں وضو ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اسی حالت میں غسل کرنے سے جنابتہ رفع ہو جائے گی یا نہیں؟

عبد الرشید لاہور

اگر یہ پالش اتنی موٹی ہو کہ اس کے نیچے پانی سرایت نہ کرے تو اس صورت میں نہ وضو
صحیح ہوگا اور نہ ہی غسل جنابت صحیح ہوگا۔

الجواب

بخلاف نحو عجین ۱۵ (در مختار) (قوله بخلاف نحو عجین) ای کعلک
وشمع وقشر سمک وخیز مصنوع مستلبد ۱۵ (شامی ج ۱ ص ۴۳)
ولا بد من زوال ما يمنع وصول الماء للجسد كشمع و عجین -
(مرآتی الفلاح ۱ ص ۵۵) - فقط والله اعلم

افتقر محمد الورد عفا الله عنه
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ریح قبل ناقض وضو نہیں
ریح قبل میں جب اتنا وقت بھی نہ ملے کہ وضو کر کے دو فرض
ہو سکیں اس کو سسل بول پر قیاس کرنا کیسا ہے ؟

ریح اور سسل بول کا ایک ہی حکم ہے در مختار میں ہے۔

الجواب

وصائب عذر (من به سسل بول) لا يمكنه امساكه

او استطاع بطن او انفلات ریح او استحضات الخ) - (ج ۱ ص ۲۲۳
در مختار علی الشامیہ)۔

یہ حکم ریح دبر کا ہے جو کہ عام حالات میں تو ناقض وضو ہے معذرتاً ریح کیلئے ناقض وضو نہیں۔
ریح قبل ناقض وضو نہیں لیکن جس عورت کا پیشاب و پاخانہ کا راستہ ایک ہو گیا ہو اسے
احتیاطاً وضو کر لینے کا حکم ہے۔ مرآتی میں ہے۔

(ماخرج من السيلين الاريح قبل في الاصح) فينقض ریح

المفضاة احتیاطاً - (ص ۴۷) - فقط والله اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ، ۳ : ۱۲۰۶ھ

نائب مفتی

بدبودار پانی سے وضو کا حکم
ایک مسجد میں سرکاری پائپ آتا ہے۔ کبھی کبھی اس پانی سے بدبو
آنے لگتی ہے اندیشہ یہ ہے کہ وہ پائپ کہیں سے پھٹا ہوا ہے

گندا اور ناپاک پانی اس میں شامل ہوتا ہے۔ کیا اس بدبودار پانی سے وضو کر سکتے ہیں ؟
اس بدبودار پانی سے وضو نہ کریں۔

الحاج محمد

وينبجس الماء القليل بحوت مائي معاش سوي مولد و

بتغير احدا و صافه من لون او طعم اوريدح ينجس الكثير ولو جاريا

اجماعا ۱۱ (در مختار على الشاميه : ج ۱ : ص ۱۷۱)۔

فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ : ۲۷ : ۲ : ۱۴۰۷ھ



کان اور ناک میں جہاں زیور پہنتے ہیں اس سوراخ میں پانی پہنچانے کا حکم

جہاں تک میں نے دینی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور مجھے جو بات سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ غسل ضروری میں عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ناک کے سوراخ میں جہاں وہ تیلی لونگ اور کانوں کے سوراخوں میں جہاں وہ کانٹے وغیرہ جیسے زیور پہنتی ہے ان سوراخوں کے اندر پانی کو نہ پہنچانے تو غسل کے فرائض پورے نہیں ہوں گے۔ پھر خاص کر تیلی کے سوراخ یعنی ناک میں پانی کا پہنچانا تو مشکل بھی ہے۔ بخونکہ وہ تو اندر باہر سے چپکی ہوتی ہے اسے ہلایا بھی نہیں جاسکتا چونکہ گنجائش باقی نہیں ہوتی پچھلے دنوں جب غسل کے فرائض اور شرائط پر بات ہوئی تو ایک دوست نے جو تبوک میں رہتا ہے یہ کہہ کر شک میں ڈال دیا کہ مذہب اسلام اتنا سخت اور پیچیدہ مشکل نہیں ہے جتنا کہ تم لوگوں نے بنا دیا ہے جو اب کتاب و سنت کی رو سے فتوے ارشاد فرمائیں کہ ہم دونوں میں سے کون صحیح ہے۔ اور پھر اسلام کی احتیاط سے کون کون سے زیور موزوں و موافق ہو سکتے ہیں تاکہ کسی لحاظ سے غسل ناقص نہ رہے ؟ اگر زیور پہنا ہوا ہے اور تنگ ہے تو اسے ہلانا ضروری ہے تاکہ پانی پہنچ جائے

الحاج محمد

اگر پہنا ہوا نہ ہو تو سوراخ کے اوپر پانی بہانے سے اندر خود پانی اندر چلا جائے تو بھی فرض ادا

ہو گیا در نہ پانی پہنچائیں البتہ کسی تنکے وغیرہ کے ذریعہ سے پہنچانے کا تکلف نہ کریں اور اسے تنگی کہنا جہالت ہے بسا اوقات انہی جگہوں پر میل کچل جمع ہو کر سخت پھوڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے لہذا طبی تعاضا بھی یہی ہے کہ ان جگہوں کو صاف رکھا جائے۔

رجب تحريك القرط والخاتم الضيقين ولو لم يكن قرط
فدخل الماء الثقب عند مروره اخراة والا ادخله ولا يتكلف
في ادخال شئ سوى الماء من خشب ونحوه كذا في البحر
الرائق - اهنديه : ج ۱ ص ۱۲ - فقط والله اعلم

محمد النور عفا الله عنه مفتي خیر المدارس ملتان ۲۲/۴/۱۴۰۸ھ

معذور کا وضو کب تک رہتا ہے
ایک آدمی جس کا ریح کے خارج ہونے سے وضو پانچ
منٹ بھی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تو مکمل

وضو کا وقفہ بھی نہیں ملتا۔ اسے ریح تنگ کہتی ہے۔

۱ : کیا وہی حالت میں وضو کرے ؟

۲ : وہ وضو تہجد اور صبح کی نماز کے لئے کافی ہوگا یا صبح کی نماز کے لئے جدید وضو کرے ؟

۳ : اگر صبح کو وضو کیا نماز کے بعد تلاوت و ذکر میں مصروف رہا یا کسی دنیاوی کام میں کیا اشراق
کے لئے دونوں صورتوں میں جدید وضو کرنا ہوگا یا وہی صبح کی نماز والا وضو کافی ہوگا ؟

۴ : نماز کے لئے وضو کیا ، نماز کے بعد دیگر عبادت بھی اس وضو سے کر سکتا ہے ؟ مثلاً
وظائف وغیرہ۔

اگر ریح اتنی دیر بھی نہیں رکتی کہ وضو کر کے دو یا چار رکعت فرض ادا کر لے تو یہ
شخص شرعاً معذور بن جاتا ہے۔ فرض نماز کے وقت کے اختتام پر یہ شخص

الحاج

بے وضو ہوگا۔ وقت کے اندر فرض ، نفل ، تلاوت اور دیگر جملہ وظائف کر سکتا ہے۔

ویبطل الوضوء عند خروج وقت المفروض بالحدث السابق۔

اهنديه : ج ۱ ص ۲۱ -

ائمہ کے اختلاف کے پیش نظر بہتر یہ ہے کہ تہجد کے وضو سے فجر کی نماز نہ پڑھے اگرچہ امام ابوحنیفہ

اور امام محمدؒ کے نزدیک تہجد کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

لو توضأ المفذور لصلوة العيد له أن يصلي الظهريه عند

إلى حنيفهؒ ومحمدؒ وهو الصحيح لأنها بمنزلة صلوة الضحى۔

(ہندیہ ۱ ج ۱ ص ۲۱)۔

فجر کے وضو سے اشراق کی ناز نہ پڑھے۔ فقط واللہ اعلم
 بکواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ریس الافکار
 نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۹/۱۴۰۷ھ
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا ضروری نہیں
 کیا پاؤں دھوتے وقت تلووں کو دیکھنا
 بھی ضروری ہے؟ بغیر دیکھے کیسے علم
 ہوگا؟ کبھی پاؤں کو ایسی چیز بھی لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے پانی پاؤں تک نہیں پہنچتا۔

حافظ عباس سیوالی رابوٹ
 عام حالات میں چونکہ تلوے کو ایسی چیز لگی ہوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جوتے کے ذریعے
 حفاظت ہوتی رہتی ہے اس لئے ہر وضو میں تلووں کو دیکھنا واجب نہ ہوگا۔ و
 علیہ العمل۔ البتہ ایسا شخص جو جوتا نہیں پہنتا اور ایسی جگہ کام کرتا ہے جہاں ایسی چیز تلوے کو لگ جاتی
 ہے تو اس کے لئے احتیاط دیکھ لینے میں ہے۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۷/۷/۱۳۸۲ھ

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا
 زید نے بکر سے کہا کہ وضو کرنے کے بعد ذکر
 کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

زید نے کئی حدیثوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہذا شرع محمدی میں اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں مفسر
 ثبوت دیں؟ محمد یوسف خانیوال

شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ ہاتھوں کا دھونا مستحب ہے۔
 اور جن احادیث میں اس ذکر سے وضو کرنے کا حکم آتا ہے ان کی مراد بھی ہاتھوں
 کا دھونا ہے وضو متعارف نہیں۔ کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا (جس نے وضو کرنے کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ
 لگایا ہو) تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هل هو الا بضعه منك شرم گاہ بھی

دوسرے اعضاء کی طرح ایک عضو ہے جب دوسرے اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو شرم گاہ کو بھی ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (شامی : ج ۱ : ص ۱۳۶) فقط واللہ اعلم۔

بجواب صحیح
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

وضو میں پاؤں بائیں ہاتھ سے دھوئے جائیں
وضو میں دونوں پاؤں یا ایک پاؤں دھونے
ہاتھ سے دھونا جائز ہے یا نہیں ؟

محمد شفیع کالی مور می حیدر آباد

بائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا آداب وضو سے لکھا ہے لہذا دائیں ہاتھ سے پاؤں دھونا
خلاف ادب ہے۔ درمختار میں آداب وضو میں لکھتے ہیں۔

و غسل رجلیه بيساره ۱۵ (درمختار علی الشامیہ ج ۱ : ص ۱۲۱)۔

فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح ۱ غیر محمد عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

برش استعمال کرنے کا حکم
مرد جبہ بالوں کا برش استعمال کرنے سے سنت مسواک ادا ہو جائے
گی یا نہیں ؟

اگر اتفاقاً لکڑی کی مسواک نہ ہو تو برش سے دانت صاف کر لئے جائیں۔ اصل
سنت لکڑی کی مسواک ہے بلا ضرورت برش سنت مسواک کے قائم مقام
نہ ہوگا۔ اور اگر برش خنجریر کے بالوں کا ہو تو استعمال قطعاً حرام ہے مشکوک ہو تو بھی ترک

اولیٰ ہے۔ (امداد المفتیین : ج ۱ : ص ۱۹۳) فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲۲ : ۱۱ : ۱۳۹۹ھ

برہنہ وضو کرنے سے بھی وضو ہو جاتا ہے
اگر برہنہ نہ ہو کر غسل کیا جائے تو غسل ہو جاتا ہے
یا نہیں ؟ اور اگر اسی حالت میں وضو بھی کر

لیا جائے تو وضو نہ ہو جائے گا یا نہیں ؟ - محمد شفیع از خانگڑھ

نذکرہ صورت میں غسل درست ہے ایسے ہی وضو بھی درست ہے اب نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يتوضأ بعد الغسل اه (ترمذی شریف ج ۱) فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور حفظہ اللہ عنہ : ۲۹ / ۱۱ / ۱۳۹۹ ھ

دوران وضو بار بار شک کرنے والا کیسے کرے

گنہگار شمس ہے کہ بندہ تجنیز کا مریض ہے جب وضو کرنے بیٹھتا ہوں تو ہوا نیچے کو یعنی خارج ہونے کی جگہ پر غموٹا اور اکثر آجاتی ہے جیسے اب نکلی اب نکلی۔ کئی دفعہ وضو کرتا ہوں۔ مثلاً ہاتھ دھونے کے بعد شک پڑ جاتا ہے کہ کہیں ہوا خارج نہ ہو گئی ہو۔ پھر دوبارہ ہاتھ دھونے شروع کرتا ہوں۔ کبھی منہ تک پہنچنے کے بعد شک پڑ جاتا ہے کبھی ایک پاؤں باقی ہوتا ہے کہ پھر نئے سرے سے وضو کرتا ہوں۔

غرض تجنیز کا مرض بھی ہے اور کوئی چیز شک بھی ڈال دیتی ہے۔ یہی حالت نماز میں پیش آتی ہے۔ کبھی اس طرف دھیان جاتا ہے کہ ہوا خارج نہ ہو گئی ہو۔ جب اکیلا نماز پڑھتا ہوں تو کوئی چیز کبھی دل میں یہ شک ڈال دیتی ہے کہ ”سبحانک اللہ“ نہیں پڑھی گئی۔ کبھی یہ شک پڑ جاتا ہے کہ ”الحمد للہ“ نہیں پڑھی گئی۔ غرض طرح طرح اور موڑ موڑ پر شک پڑ جاتی ہے۔ شرعاً ایسے مریض کو کیا کرنا چاہئے وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔

وشك في بعض وضوءه وهو اول ما عرض له

غسل ذلك الموضع وان كثر شكك لا يلتفت اليه

وكذا لو شك انه كبر للافتتاح وهو في الصلوة - او احدث

او مسح رأسه ام لا فان كان اول ما عرض استقبل وان

كثر يمضي۔

(مراقب علی ہامش اللامحطاوی ص ۲۶)

مقعد کے قریب محض ریح کے جمع ہو جانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اس کے نکلنے کا یقین نہ ہو محض شک کی بناء پر تجدید ہرگز نہ کریں اس سے مرض بڑھے گا۔

نماز میں بھی اگر کسی سورۃ وغیرہ کے چھوٹنے کا خیال آوے تو اس کی طرف التفات نہ کریں جو سورۃ پہلے سے پڑھ رہے ہوں اسی کو پڑھ کر نماز پوری کر لیں ایسے خیالات کو شیطانی وسوسہ سمجھئے۔ اسی طرح خروج ریح کا جب تک یقین نہ ہو محض شک کی بناء پر نماز نہ توڑیں۔ ایسے شک اور وسوسہ کا علاج یہی ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ دفع کرنے کا بھی ارادہ نہ کریں کیونکہ اس سے یہ زیادہ چمٹے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس : ملتان

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھے اور انگلی اٹھائے

وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے انگلی شہادت کو آسمان کی طرف اٹھانا کیسا ہے؟
شامی جلد اول : ص ۱۱۹۔ میں آسمان کی طرف دیکھنے کا ذکر ہے انگلی اٹھانے کا نہیں۔ وان يقول بعد فرائضه الى قوله ناظرا الى السماء۔ (شامی ج ۱ ص ۱۱۹)

البتہ طحاوی میں علامہ غزنوی ؒ سے منقول ہے کہ انگلی کا اشارہ کرے۔ ذکر الغزنوی انہ یثیرو بسبابتہ حين النظر الى السماء۔ (ص ۲۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مسواک ہر غنید کے بعد تحب سے رات کو سوئے ہوں یا دن کو

سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے کا ثواب صرف رات کو سوکر اٹھنے پر ملے گا یا کسی بھی وقت سوکر اٹھنے کے بعد مسواک کرنے پر بھی وہی ثواب ملے گا ؟

الجواب بندگان سے اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے۔ حضرات فقہاء نے غیند کو مطلق رکھا ہے جو بظاہر عام معلوم ہوتا ہے کہ خواہ دن کے وقت ہو یا رات کے وقت۔ مراقی میں ہے۔

ويستحب لتغير الفم والقيام من النوم - (ص ۳۷) -

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۸ : ۱۲ : ۱۴۰۹ھ

داڑھی کے غسل و خلل کے بارے میں قول فصیل

خلل یا غسل لحیہ کا حکم شرعی کیا ہے۔ پہلے تو یہ سنایا پڑھا تھا کہ داڑھی گھنی ہو تو صرف خلل مسنون ہے ورنہ جہاں سے چہرہ کی کھال نظر آئے اس کا دھونا فرض ہے۔ دریافت کرنے پر ایک سالتے مفتی دلیو بند نے اس کا طریقہ اس طرح دکھا کر سمجھایا تھا کہ چہرہ دھوتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں نیچے کی جانب سے داڑھی میں داخل کر کے خلل کیا جائے۔

پھر ایک عالم مدرس نے بتایا کہ ایک چلو میں پانی لے کر نیچے سے داخل کیا جائے۔ اور بعض لوگوں نے غسل لحیہ کو ضروری کہا۔

پھر ایک بڑے عالم نے کہا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اس بارے میں آٹھ قول منقول ہیں اور گز میں گھنی داڑھی کا خلل اور غیر گھنی کا غسل جو لکھا ہے یہ تسامح ہے بلکہ ہر صورت غسل لحیہ ہی ضروری ہے بحر الرائق میں یہی کہا گیا ہے۔

ان مختلف جوابات سے تردد واقع ہو گیا۔ مہربانی فرما کر تشفی بخش جواب دیں۔

الجواب ۱۔ بحیثیت کثہ کا دھونا فرض ہے لیکن یہ سارے بالوں کے بارے میں نہیں۔ بلکہ یہ صرف شعر غیر مسترسل کے متعلق ہے۔ صاحب بحر مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔
وهذا كله في غير المسترسل واما المسترسل فلا يجب غسله

ولا مسح له لكن ذكر في منية المصلي انه سنة -

(بحر الرائق : ج ۱۱ ص ۱۶)

۲ : جو داڑھی کچھ گھنی اور کچھ خفیف ہو اس کا حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ کٹھ کے نیچے کا دھونا فرض نہیں اور خفیف والے حصے کے نیچے کا دھونا فرض ہے کیونکہ سقوط غسل کی علت جزم الاستتار بالشعر ہے۔

كما في الدر المختار والشامية. وفي البرهان يجب غسل بشوة لم يسترها الشعر اه. وفي الشامية تحته اما المستورة تساقط غسلها

للحرج - (ج ۱۱ ص ۹۴) -

الحاصل یہ کہ کٹھ کے بارے میں صحیح اور مفتی برہی قول ہے کہ اس کے ظاہر کا دھونا فرض ہے اور باطن و داخل کا غلغلا سنت ہے۔ كما في الاعتبار - فقط والله اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸/۱۰/۱۳۸۲ھ

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافکار

مسواک کے ساتھ کلی کرنے کا طریقہ اور تین بار پانی لینے کا مطلب

مسواک میں جو ہر بار پانی لینا ہے اس سے کیا مراد ہے آیا مسواک کو دھونے کے لئے ہر بار نیا پانی لینا مراد ہے یا ایک بار مسواک کر کے پھر پانی لے کر کلی کرنا مراد ہے ؟ اور کلی کس طرح مسنون ہے ؟ آیا تین بار مسواک کر کے بعد میں تین بار کلی کرے یا ہر بار مسواک کرنے کے بعد کلی کرے۔ اس طرح تین بار کلی کرنے کی سنت کو پورا کرے۔ یا ہر بار مسواک کے ساتھ کلی کرنے کے علاوہ آخر میں مسواک سے فارغ ہو کر پھر تین بار اور کلی کرے۔ ان تینوں صورتوں میں سے کون سی صورت مسنون ہے ؟

حافظ رحمت اللہ مدرسہ رائیونڈ

ہر بار نیا پانی لینے سے مراد یہ ہے کہ ہر بار مسواک کرنے کے بعد اسے دھوئے اور

الجواب صحیح

نئے پانی سے تر کرے (بعیاہ ثلثہ) بان یسئلہ ف کل مرة ۱ھ

(مشامی : ج ۱ ص ۱۰۶)۔ تین دفعہ اس طرح مسواک کرنے کے بعد تین دفعہ کلی کرے۔

كما يظهر من هذه العبارة دهل يدخل اصبعه في فمه وانفذه الاولى

نعم قہستانی (مدحار) ظاہرہ ولو تسوئک لاحتمال ان یتخلل من اجزاء
السواک شیء ۱۵ (شامی، ج ۱، ص ۱۰۸) - فقط واللہ اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۲۸ : ۵ : ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

مریضہ سیلان کے متعلق چند مسائل

۱۔ مجھے لیکوریا (سیلان الرحم) کی بیماری ہے جس کی وجہ سے بار بار وضو ٹوٹ جاتا ہے تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے ؟

ب : اگر میں بیٹھ کر نماز ادا کروں تو پانی کم خارج ہوتا ہے یا بعض وقت ہوتا ہی نہیں۔ کیا میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہوں ؟

ج : اگر میں کوئی دہشت کی آواز سنوں تو زیادہ اخراج ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھوں تو خواب میں رطوبت خارج ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر خواب میں اخراج ہو جائے

خواہ کسی نفسانی خواہش کے تحت نہ بھی ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے ؟
د : نیز میں نے پڑھا ہے کہ ایسا ویسا خواب نہ بھی دیکھا ہو اگر سو کر اٹھیں تو رطوبت موجود ہونے پر غسل کر لیا جائے۔ مبادا وہ منی ہو۔ عورتوں میں کچھ پانی موجود ہوتا ہے۔ خاص کر میرے اندر بیماری کی شکایت ہے کیا میں ہر روز غسل کروں ؟

۲۔ بعض صورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اجازت دی ہے کہ بیمار یا معذور نماز کے آخری وقت میں وضو کر کے اس وقت کی اور اگلے وقت کی نماز دونوں ایک ہی وضو سے پڑھ سکتا ہے۔ ایسی رعایت کن مریضوں کے لئے ہے۔ نیز معذور کے لئے حکم ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے جب تک اس نماز کا وقت رہے گا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

۳۔ کسی کی صبح کی نماز قضا ہو گئی اب اس قضا کو پڑھے بغیر ظہر کی نماز ادا کرتا ہے تو یہ نماز ہوئی یا نہ۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر وہ صبح کی نماز دوسرے دن کی صبح کے ساتھ پڑھ لی جائے تو ٹھیک ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر بغیر کسی عذر کے چاروں نمازیں پڑھ لے اور پھر دوسرے

دن صبح کے وقت قضا پڑھی تو ان چاروں نمازوں کو لوٹانا چاہئے کیا یہ درست ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگرچہ نمازیں بغیر قضا شدہ کے پڑھے تو صرف قضا پڑھے باقیوں کو نہ لوٹائے کیا یہ بھی درست ہے ؟ - ایک خاتون از سیالکوٹ -

ا : اس رطوبت کے نکلنے سے احتیاطاً وضو کر لینا چاہئے ۔
 ب : اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے رطوبت خارج نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا ضروری ہے
 ج : جب یہ یقین ہو کہ یہ رطوبت دہی ہے جو جاگتے میں بھی بوجہ بیماری خارج ہوتی رہتی ہے تو ایسی صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا ۔ جس مسئلہ کا سوال میں ذکر ہے وہ غیر مریض کے بارے میں ہے ۔

۲ : معذور ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ نماز کے پورے وقت میں اسے اتنا وقت نہ مل سکے کہ با وضو ہو کر نماز کے فرض ادا کر لے ۔ ایسا شخص معذور درجہ کا ہے ۔ یہ نماز کے وقت میں وضو کر کے نماز فرض وغیرہ پڑھ سکتا ہے اسی عذر (مثلاً سیلان رطوبت) سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اس نماز کا وقت ختم ہونے ہی وضو ٹوٹ جائے گا ۔ آئندہ نماز کے لئے دوسرا وضو کرنا ہوگا ۔ مگر جو شخص بیٹھ کر غالی از عذر ہونے کی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے وہ معذور نہیں ۔

کما فی الشامیۃ والدر المختار : ج ۱ ص ۲۸۳ - وخروج مبرورہ عن ان یمکن صاحب عذر -

۳ : قضا شدہ نماز یاد آنے پر فوراً اسوائے اوقات مکروہہ کے پڑھ لینا ضروری ہے یاد ہوتے ہونے اگر وقتیہ کو ادا کیا جائے تو نماز وقتیہ کی ادا صحیح نہ ہوگی اس کا اعادہ واجب ہے ۔ یہ صاحب ترتیب کے لئے ہے ۔ اگر قضا یاد نہ ہونے کی صورت میں وقتیہ پڑھ لی تو وقتیہ کی ادا صحیح ہوگئی ۔ قضا کی ادائیگی کو مؤخر نہ کرنے ۔ چھ نمازوں کی قضا کا مسئلہ کسی محرم رشتہ دار کے ذریعہ محقق عالم سے زبانی دریافت کر لیا جائے ۔ فقط واللہ اعلم ۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

نائب مفتی - ۱۱۸ / ۲۸۳ھ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ریس الافکار

احلیل کے اندر روئی کا ترہونا ناقض وضو نہیں

ایک آدمی پیشاب کا مرض ہونے کی وجہ سے سوراخ ذکر میں روئی رکھتا ہے اگر روئی اندر غائب کر لی جائے کہ خارج میں نشان باقی نہ رہے اور اندر ہی اندر مرطوب ہو جائے لیکن رطوبت سوراخ سے باہر نہ آئے تو وضو ٹوٹا یا نہیں ؟

احلیل کے اندر روئی بالکل غائب کر دینے کی صورت میں جب رطوبت باہر نہیں نکلی یا مرطوب روئی کو باہر نہیں نکالا گیا تب تک وضو نہیں ٹوٹا۔ ہاں اگر مرطوب روئی باہر نکلی یا نکالی گئی تو اس وقت سے وضو ٹوٹا ہوا سمجھا جائے گا۔ فتاویٰ قاضی خانہ ج ۱ ص ۱۸ میں ہے۔

إذا أدخل في أحليله قطنه وغيبها ثم خرجت أو أخرجها نقص الوضوء ۱۸ھ۔

اور اگر احلیل میں روئی کو بالکل غائب نہیں کیا بلکہ ایک طرف داخل اور ایک طرف ظاہر رہی تو طرف داخل کے ترہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ طرف ظاہر پر تری نمودار نہ ہو جائے فتاویٰ قاضی خانہ میں ہے۔

وإذا خاف الرجل خروج البول فحشي أحليله بقطنه ولولا القطنه لخرج منه البول فلا بأس به ولا ينتقض وضوؤه حتى يظهر البول على القطنه وإن ابتل الطرف الداخل من القطنه فكذلك ما لم يبتل الطرف الظاهر منها ۱۸ھ۔ (ج ۱ ص ۱۸) فقط واللہ اعلم

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ

مستم خیر الممدار کس ملتان

۲۸ / ۱ / ۱۳۶۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الرحمن عفا اللہ عنہ

مدس خیر الممدار کس ملتان

صرف عامہ پر مسج درست نہیں "بلوغ المرام" میں لکھا ہے کہ مسح علی العمامۃ جائز ہے۔ عبارت یہ ہے "مسح بناصیتہ و علی العمامۃ"

وعلى الخفين اه اس کے متعلق جواب ارشاد فرمائیں۔

حافظ عبد الجبار مدرسہ دار الہدیٰ خانیوال

الجواب عدم جواز لمس قرآنی سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ و امسحوا برؤوسکم اللہ اور ظاہر ہے کہ مسح علی العمامۃ ، مسح علی الرأس نہیں۔

احادیث مسح علی العمامۃ مختلف طرق سے مروی ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ و مسح بناصیتہ و علی العمامۃ اه اور بعض روایات میں صرف عمامہ کا ذکر ہے۔ لہذا نص قرآنی اور احادیث صحیحہ دالہ بر وجوب مسح رأس کو مد نظر رکھتے ہوئے احادیث جواز کا صحیح محمل متعین کیا جائے گا۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے ربع رأس پر مسح فرمایا جو مقدار ناصیہ کے تقریباً برابر ہے۔ لیکن عمامہ سر سے اتار کر رکھا نہیں۔ باقی سر پر عمامہ کے اوپر سے ہاتھ پھیر لیا جس کو راوی نے کبھی مکمل نقل کرتے ہوئے ”مسح بناصیتہ و علی العمامۃ“ ذکر کیا۔ اور کبھی صرف عمامہ ذکر کر دیا۔

الحاصل مسح ربع رأس پر کیا گیا تھا۔ عمامہ پر مسح ادا لئے فرض کے لئے نہ تھا۔ علاوہ ازیں علامہ ابن عبد البر مالکی نے مسح علی العمامۃ کی تمام روایات کو سہل قرار دیا ہے۔

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۳ / ۱ / ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اگر شرعاً معذور ثابت ہو جائے تو ایک ہی وقت میں ایک ہی وضو کرنا پڑے گا

اگر پیشاب کے بعد قطرات کی بیماری ہو تو ایک ہی استنجا کرنا پڑے گا یا قطرات آنے کے بعد دوبارہ استنجا کرنا پڑے گا؟ اور یہ قطرات اگر شلوار پر پڑ جائیں تو ان کا دھونا ضروری ہے یا ویسے ہی نماز ادا ہو جائے گی؟ ایسے ہی ریح کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

۱ ۲ اگر کوئی امام کے متعلق برائی بیان کرتا ہے اور عیب پر نظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق باتیں کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جائے گی؟

۳ : اگر کوئی کسی کے سامنے کسی کی غیبت کرے اور سننے والا اسے رد کرنے پر قادر نہ ہو اور مجبور اس لیتا ہو تو کیا وہ بھی گناہگار ہوگا ؟

الجواب صحیح شرعاً معذور وہ شخص ہے جسے پورے وقت میں عذر سے خالی اتنا وقت بھی مہیا نہ ہو کہ جس میں وضو کر کے صرف فرض ادا کر سکے۔ اگر طہارت حاصل کر سکے بعد فرض کی مقدار وقت مل جاتا ہے تو وہ شخص معذور نہیں۔ اسے خرد چقطرہ یا خرد چربچ کی صورت میں وضو کا اعادہ کرنا ہوگا۔ بدن یا کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ نیز اگر اکیلا بدون جماعت بغیر عذر نماز ادا کر سکتا ہے تو جماعت چھوڑ دے۔ بلکہ اگر بیٹھ کر یا اشارہ سے ادا کرنے سے عذر سے بچاؤ ہو سکتا ہے تو ویسے ہی ادا کرے۔

قال فالدرا المختار يجب رد عذره او تقليله بقدر قدرته ولو بصلوته مؤمياً - (شامیہ ص ۲۸۳ ج ۱)۔

البتہ جو شخص مذکورہ بالا تعریف کے مطابق معذور ہو جائے اس کے لئے عذر کی موجودگی میں نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ نماز شروع کرنے سے قبل بدن اور کپڑے سے نجاست و معلوینی چاہئے۔

۲ : امام کی برائی بیان کرنا اچھا نہیں، نماز ہو جاتی ہے۔

۳ : غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں مجرم ہیں۔ البتہ اگر زبان سے رد کرنے پر قدرت نہ ہو اپنی بے عزتی اور ضرر کا اندیشہ ہو، تو دل سے بُرا جاننے کی صورت میں غیبت کے گناہ سے مامون ہونے کی امید ہے۔ انشاء اللہ گناہگار نہ ہوگا۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ ہذا

الجواب صحیح
بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سلسلہ البول والے کے وضو اور کپڑے کی طہارت کا مسئلہ

بندہ بالکل چھوٹی عمر سے سلسلہ البول کی بیماری میں مبتلا ہے اب عمر پچیس سال سے آرام بالکل ہی نہیں۔ بعض اوقات میں قطرات ٹھہراتے ہیں۔ بعض اوقات میں قطرات سلسلہ جاری رہتے ہیں۔

حتیٰ کہ وضو بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نماز پڑھ سکوں۔ مثلاً صبح صادق سے عام طور پر جب قطرات شروع ہوتے ہیں تو سورج نکل آتا ہے نماز بعد میں قضا کرتا ہوں الخ

دوسری عرض یہ ہے کہ فقیر آدمی ہوں دو تہ بند رکھتا ہوں ایک تہ بند ہر وقت باندھتا ہوں جو کہ پلید رہتی ہے اور دوسرا نماز کے وقت باندھتا ہوں مگر وہ بھی نماز کی حالت میں بول سے نجس ہو جاتی ہے تو کیا اس حالت میں جب کہ کپڑا نجس ہو نماز ٹوٹانی پڑے گی ؟

جسے نماز کے ابتدائی وقت سے قطرات شروع ہوئے اور آخری وقت تک اتنی دیر کے لئے بھی نہیں رہے کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو یہ شخص شرعاً معذور ہے کہ اس کا وضو ایک دفعہ کر لینے سے وقت کے اندر قطرات کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اگرچہ دوران وضو یا نماز قطرات ٹپکتے رہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرے وقت آنے پر پھر تازہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر کپڑا اتنی دیر بھی پاک نہیں رہتا کہ فرض ادا کر سکے تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی ورنہ دھونا ضروری ہو گا جب کہ قدر درہم کو پہنچ جائے۔

کما فی الدر المختار، ج ۱، ص ۲۸۲

وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم جازلہ ان لا یغسلہ ان کان
لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منها ای الصلوۃ والایتنجس قبل فواغہ
فلا یجوز ترک غسلہ هو المختار للفتویٰ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد التبار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
غیر محمد غفرلہ ۲۶، ۲، ۱۳۸۵ھ

معذورین کیلئے مختصر ترین نماز
بندہ پیٹ کی تکلیف کا دائمی مریض ہے ریاخ خارج
ہوتی رہتی ہیں اگر وضو کے بعد ریاخ کو اتنی دیر روک
لیا جائے کہ نماز مکمل پڑھی جاسکے تو پیٹ میں تکلیف پیدا ہو کہ دل کی طرف آ جاتی ہے۔ اگر ریاخ کو نہ روکا
جائے تو کئی دفعہ وضو ٹوٹ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نماز دھرائی پڑتی ہے۔ یہ صورت متواتر پریشان
کن ہے۔ شرعی لحاظ سے بندہ معذور ہے یا نہیں ؟

محمد فاروق ملتان

الجواب

وضو کر کے اگر صرف نماز کی فرض رکعتیں بغیر وضو ٹوٹے پڑھ سکتے ہوں تو آپ شرعاً معذور نہیں ہوں گے۔ گو اس دورانِ ریح کو معمولی طور پر روکنا بھی پڑے یہ فرض رکعتیں بھی اس طرح سے پڑھیں کہ صرف نماز کے فرض و واجبات ادا ہو جائیں گو سنن و مستحبات رہ جائیں اس طرح یہ رکعتیں مزید مختصر ہو جائیں گی۔

مثلاً قیام میں صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ کوثر یا اخلاص۔ رکوع اور سجود میں ایک ایک دفعہ تسبیح اور التحیات کے بعد اللہم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد مختصر درود اور اللہم اغفر لی دعا رکافی ہے تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں صرف تین تین مرتبہ سُبْحَانَ اللہ گو سورۃ فاتحہ نہ پڑھیں۔ امید ہے کہ اس طرح سے آپ با وضو نماز پڑھ سکیں گے۔ اگر آپ بھی دشواری ہو تو تفصیل لکھ کر دوبارہ جواب حاصل کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر الدار اسلمان ۲۲/۸/۸۸ھ



بار بار پیشاب آتا ہو تو وضو کیسے کرے میری عمر تہتر (۳۷) برس ہے بار بار پیشاب آتا ہے

صبح کو ایک ڈیڑھ گلاس پانی دو اگے طور پر پیتا ہوں

ظاہر ہے کہ پیشاب بار بار آئے گا۔ اگر پانی نہیں پیتا تو جڑوں میں درد ہونے کا امکان ہے۔ کئی سال سے یہ تکلیف ہے اب کھانسنے پر یا کسی ایسی جگہ پر گزرنے سے جو کہ سڑک کی سطح سے نیچے ہو تو پیشاب کا قطرہ نکل جاتا ہے۔ رات کو سوتا ہوں تو مشہور رہتا ہے کہ شاید کوئی قطرہ نکل گیا ہو۔ رات کو کئی مرتبہ اٹھتا ہوں اس خیال سے کہ قطرہ نکل گیا ہو تو پاک کر لوں۔ عرصہ کئی سال سے صبح سویرے نچلا دھڑ اپنا اچھی طرح سے دھو کر پاک کرتا ہوں، پھر وضو کرتا ہوں، پھر نماز پڑھتا ہوں اور پھر نوافل و وظائف کے لئے کئی بار وضو کرتا ہوں اور پیشاب بھی رک رک کر آتا ہے۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے اور پیشاب بار بار کرنے کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہے یا نہ؟

بہتر یہ ہے کہ آپ لنگوٹ باندھ لیا کریں اس سے قطرہ سوراخ ذکر سے باہر نہیں آئے

الجواب

گا۔ اگر کسی وقت آ بھی جائے تو صرف کپڑا بدل لینا کافی ہوگا۔ استبراء کر کے وضو

کر لیں۔ نچلا دھڑ پورا دھونے کی ضرورت نہیں۔ بار بار وضو کرنے کی صورت میں وقت ہو تو جلدی جلدی

بھی کر سکتے ہیں لیکن فرائض و ضرور کا ہر حال میں اہتمام رہے ۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

۶ : ۶ : ۱۴۰۵ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

خروج الدودة من الدبر ينقض الوضوء

میں نے جب سے بواسیر کا آپریشن کرایا ہے
کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاخانہ میں جو

سفید رنگ کے کیڑے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے حالت نماز میں مقعد میں خارش سی محسوس ہوتی ہے مگر وہ کیڑا مقعد
سے بالکل باہر نہیں آتا جب تک کہ میں خود نہ کھلاؤں ۔ ہاں حالت نماز میں مجھے اتنا ضرور محسوس ہوتا
ہے کہ کیڑا خروج کرتا ہے اگرچہ بالکل باہر نہیں آتا ۔ ایسی حالت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟ اور کیا
نماز باقی رہتی ہے یا نہیں ؟

۲ : یوں بھی سمجھیں کہ پیٹ کے اندر سے تو نکلتا ہے مگر بالکل باہر نہیں آتا اگرچہ مجھے یہ معلوم
ہو جاتا ہے کہ اب خروج کرتا ہے ۔

محمد سلیمان ، نواں شہر ملتان

جب مقعد کے سوراخ سے کیڑا باہر نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز نہ ہوگی
اور سوراخ سے باہر نکلنے سے پہلے اندر اندر پھرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور
نہ ہی وضو ٹوٹے گا ۔

الجواب صحیح

وينقضه خروج نجس منه الخ قوله وخروج غير نجس مثل
ريح او دودة او حصاة من دبر .

(تنوير الابصار مع الدر المختار على الشامية ج ۱ ص ۱۲۲ تا ۱۲۶)

محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۵/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

بعض لوگ گردن کا مس کرتے ہوئے حلقوم یعنی گلے کا بھی مس
کرتے ہیں ۔ آیا شرعاً یہ صحیح ہے یا نہیں ؟ بلینوا تو جرمدا ۔

گلے کا مس بدعت ہے

گر دن کا مسح مستحب ہے مگر حلقوم کا بدعت ہے یہ نہ کیا جائے۔
 ”والثانی مسح الرقبة وهو بظهر الیدين واما مسح الحلقوم
 فبدعة اه كذا في البحر الرائق - (عالمگیری، ج ۱، ص ۴۷)۔
 فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا۔

پاؤں پر داد چنبیل ہونے کی وجہ سے وضو ساقط نہیں ہوگا !

ایک امام مسجد کے پاؤں پر داد چنبیل ہے۔ جس کی وجہ سے تقریباً چار ماہ سے وضو نہیں کر رہا
 ہے اور تیمم سے امانت کر رہا ہے۔ اور تیمم بھی مسجد کی سینٹ سے پلستر شدہ دیوار سے کر لیتا ہے۔
 کیا وہ درست کر رہا ہے۔ مقتدیوں کی نماز ہونی یا نہیں ؟
 سائل اللہ رکھا۔ بستی شریف پورہ

پاؤں پر داد چنبیل ہونے کی وجہ سے وضو ساقط نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں تیمم
 جائز نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ پانی نقصان دیتا ہو تو پاؤں پر مسح
 کر لیا جاتا۔ لہذا جتنی نمازیں مذکور امام کے پیچھے اس تیمم کی حالت میں ادا کی گئی ہیں ان کو دوبارہ ادا
 کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

۱۵ : ۱۵ : ۱۴۰۰ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس افتاء

غسل فرض میں ناف میں انگلی ڈالنے کا حکم
 غسل کرتے وقت ناف میں انگلی ڈالنا فرض غسل
 میں ضروری ہوگا یا نہیں ؟ بینوا تو جہودا۔

فرض غسل میں ناف کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ
 انگلی پھیر لی جائے تاکہ پانی پہنچنے کا یقین ہو جائے۔

”و يجب ایصال الماء الى داخل السرة وينبغي ان يدخل اصبعه

فیہا بالمبالغة كذا في محيط السرخسی ۱۵ (عالمگیری ۱ ج ۱ ص ۷۰).

فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر اللہ ارس ملتان

وضو اور تیمم دونوں ممکن نہ ہوں تو نماز کیسے پڑھی جائے

حالیہ دردناک واقعہ میں حبیب ہائی جیکر نے پاکستان کا بھارتی اغوا کر لیا تھا تو ان پندرہ دنوں میں نمازیں کیسے ادا کی جاسکتی تھیں؟

سائل محمد انور، مسلم کمرشل بینک منگلا کالونی۔ جہلم
اگر وضو اور تیمم دونوں ممکن نہیں اور کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ کر سکتا ہے تو اس وقت ایسے ہی نماز پڑھ لے اور اگر قیام کی بھی اجازت نہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھ لے۔ بعد میں ان تمام نمازوں کی قضا کی جائے۔ فقط واللہ اعلم
بندرہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۴، ۵، ۱۴۰۱ھ

قرآن مجید کے صفحہ میں جو جگہ خالی ہو اسے بھی بے وضو نہیں چھو سکتے

الف : ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اگر ہوا خارج ہو جائے تو ورق الٹنے کے لئے تنکا استعمال کرتے ہیں۔

ب : یا پھر جو سفید جگہ ہوتی ہے جہاں پر لفظ لکھے ہوئے نہیں ہوتے معمولی سی نگلی لگا کر ورق الٹتے ہیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ تو قرآن نہیں ہے۔ آیا یہ عمل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبردار۔
سائل قاری محفوظ احمد، حال مقیم راولپنڈی۔

ورق پلٹنے کے لئے تنکا وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ صفحہ کی جس جگہ پر آیات وغیرہ نہ لکھی ہوں اسے بھی بے وضو نہیں چھو سکتے۔

الف : (قوله وحل قلبه بعود) اے قلب اور اوراق المصحف بعود ونحوہ

لعدم المس عليه اه (شامی ج ۱ ص ۱۶۱)۔

بک : فلا يجوز مس الجلد و موضع البياض منه وقال بعضهم يجوز
وهذا اقرب الى القياس والمنع اقرب الى التعظيم كما في البحر
ای والصحيح المنع كما نذكره اه (شامی ج ۱ ص ۲۶۰)۔

(۲) : والصحيح منع مس حواشی المصحف والبياض الذي لا كتابة
عليه كذا في التبيين اه (عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۰)۔
فقط والله اعلم

محرم محمد النور عفا الله عنه مفتی جامعہ ندوۃ العلماء ۱۴۱۲ھ

دوران وضو سر کا مسح یا نہ رہا تو دوران نماز داڑھی کی تری سے مسح کر سکتا ہے یا نہیں

اگر کوئی آدمی فرض وضو میں سے ایک فرض یعنی مسح رأس کو بھول جائے پھر اس کو نماز کے
ضمن میں یاد آجائے کہ میں نے مسح نہیں کیا تھا تو کیا وہ اپنی داڑھی کی تری سے نماز کے اندر ہی مسح
کر سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر کر سکتا ہے تو اشکال یہ ہے کہ اس کی نماز کا بعض حصہ با وضو اور بعض بے وضو
گزرے تو یہ بنا ریح علی الفاسد ہوئی۔ یہ درست نہیں۔

شق ثانی یعنی اگر نماز کے اندر مسح نہیں کر سکتا تو ان مندرجہ ذیل آثار کا صحیح محمل کیا ہے ؟

۱۱ عن ابی بکر بن عیاش عن صفیرہ عن ابراہیم قال اذا نسی
ان یمسح رأسه وفي لحيته بلل فذكر وهو في الصلوة فان كان
في لحيته بلل فليمسح رأسه ۔

۱۲ عن حفص ابن غیاث عن عبد المالك عن عطاء قال اذا نسی مسح
رأسه فوجد في لحيته بللا اجزأه ان یمسح به رأسه ۔

۱۳ عن ابی علیہ عن یونس عن الحسن فی قوله فی الرجل یذكر
فی الصلوة انه لم یمسح رأسه وفي لحيته بلل قال یمسح رأسه
من بلل لحيته ۔

۴ یزید ابن ہارون عن حماد بن سلمة عن قتادة عن فلاس
 فيما يسلو حماد عن علي قال اذا توضأ الرجل فمسي ان يمسح
 برأسه فوجد في لحيته بلا اخذ من لحيته فمسح رأسه
 فهداه الآثار ماثورة في مصنف ابن أبي شيبة ص ۱۰
 ان آثار کا صحیح محل بیان فرما کر اجر عظیم حاصل کریں۔

محمد انور کلیم لائلپوری

متعلم دورہ حدیث خیر المدارس ملتان

اثر ثانی و رابع میں تذکر فی الصلوٰۃ کی تصریح نہیں بلکہ مطلق تذکر ہے
 پس مفید نہیں۔ اور اوّل و ثالث میں یہ تصریح نہیں کہ ایسی صورت میں سابقہ
 نماز بھی درست ہوگی پس اشکال نہیں۔ ممکن ہے کہ مقصود یہ بتلانا ہو کہ اس صورت میں سارے
 وضو کا اعادہ نہیں بلکہ صرف مسح رأس کافی ہو جائے گا۔ اور اگر یہ تصریح مل جائے کہ صورت مذکورہ
 میں یہ ائمہ صحت صلوٰۃ سابقہ کے قائل ہیں تو اس میں تنگی نہیں۔ مسئلہ اجتہادی ہے۔ طہارت شرط نماز
 ہے۔ شروط کے لئے تقدم لازم نہیں جیسا کہ صوم نیت متاخرہ من الشروع سے بھی درست ہے
 بلکہ امام صاحب ر تو آخر نماز کے بارے میں بھی جو از وصحت تاخیر نیت کے قائل ہونے میں یعنی
 اگر کسی نمازی نے تکبیر تحریمہ کے بعد نیت کر لی تو نماز درست ہو جائے گی۔ (دعرج ۱ ص ۲۹۱)۔

بندہ عبد الستار عفی عنہ

تیسری توجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ نسیان کی وجہ سے متروک مسح کو منوثر اور مضربہ سمجھا گیا ہو۔
 چنانچہ ارشاد نبوی ہے رفع الله علی امتی ثلثا وذكر منها الخطاء والنسيان۔
 یعنی تذکر سے قبل وضو کو بدیں وجہ درست تسلیم کیا گیا ہو کہ ترک مسح ناسیاً ہوا ہے اور نسیان
 معاف ہے۔ ہنص حدیث وجہ ہے کہ حدیث مذکور کی بناء پر امام شافعی ر نماز میں کلام ناسیاً کو
 مفسد نہیں مانتے اور روزہ میں افطار ناسیاً کا مضربہ ہونا تو اجماعی مسئلہ ہے۔ پس کوئی اشکال
 نہیں۔

چوتھی توجہ یہ بھی محتمل ہے کہ مسح مذکور سے مراد مسح زائد علی القدر المفروض یعنی (مسح سنت ہو)
 پہلے وضو میں مسح قدر مفروض جس کی ادنی مقدار امام شافعی ر کے نزدیک تین بال ہیں ہو چکا۔

پس اشکال نہیں۔ فقط۔ عجلہ التار۔

پانچویں توجہ یہ بھی محتمل ہے کہ اکثر اوقات شیطان نماز میں دسوسہ ڈالتا ہے کہ تو نے مسح نہیں کیا۔ ایسی صورت میں دفع دسوسہ کے لئے داڑھی کی تری سے ہاتھ گیل کر کے سر پر پھیر لے۔ اب یہ مسح دفع دسوسہ کے لئے ہوا کہ تجدید وضو یا اصلاح وضو کے لئے۔ فلا یرد علیہ الاشکال۔
الاجوبہ صحیحہ

محمد عبداللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۴ / ۴ / ۱۳۸۰ھ

عورتوں کیلئے بھی سواک کرنا سنت ہے
۱: بوقت وضو عورت کے لئے سواک کرنا سنت ہے یا نہیں؟

۲: ان کے لئے بھی ایک بالشت سنت ہے یا نہیں؟
۳: عورتوں کی خاص ایک سواک ہوتی ہے اس سے سنت ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ بیٹو! توجہ دوا۔
عورتوں کے لئے بھی سواک سنت ہے اگر سخت لکڑی سے تکلیف ہو تو دنداسہ استعمال کر لیں اس سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

ومنها السواك وينبغي ان يكون السواك من اشجار مرة
لانه يطيب نكهة الفم ويشد الاسنان ويقوى المعدة و
ليكن رطبا في غلظ الخنصر وطول الشبر ولا يقوم الا صبع
مقام الخشبة فان لم توجد الخشبة فيقوم الا صبع
من يمينه مقام الخشبة كذا في المحيط والظهيريه و
العلك يقوم مقامه للمرأة اه (عالمگیری ج ۱: ص ۲۷۰)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عرف اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

وضو کے ہر عضو کی دعا
جناب حضرت مفتی صاحب زید مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا کہ وضو کرتے وقت سارے وضو
کے دوران کچھ دعائیں پڑھتے رہتے تھے مجھے بھی شوق ہے براہ کرم وہ دعائیں لکھ دیں ؟
محمد اقبال از ساہیوال

عالمگیری ج ۱ ص ۵ - میں آداب وضو میں لکھا ہے کہ ہر ہر
عضو کو دھوتے وقت بِسْمِ اللہ پڑھی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ
کلی کرتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

۱ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ
عِبَادَتِكَ۔

— ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ پڑھیں۔

۲ اَللّٰهُمَّ اَرْحِنِيْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرَحِّنِيْ رَاحَةَ النَّارِ۔

— چہرہ دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۳ اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌُ۔

— وایاں بازو دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۴ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبْنِيْ حِسَابًا يُّسِّرُا۔

— بایاں بازو دھوتے وقت یہ پڑھیں۔

۵ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَرَآءِ ظَهْرِيْ۔

— سر کا مسح کرتے وقت یہ پڑھیں۔

۶ اَللّٰهُمَّ اَظْلِلْنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ۔

— کانوں کا مسح کرتے ہوئے یہ پڑھیں۔

۷ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ۔

— گہراں کا مسح کرتے ہوئے یہ پڑھیں۔

۸ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ۔

— دایاں پاؤں دھوئے وقت یہ پڑھیں۔

۹ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِيْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَنْزِلُ الْاَقْدَامُ۔

— بائیں پاؤں دھوئے وقت یہ پڑھیں۔

۱۰ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْضُوْرًا وَ سَعْيِيْ مَشْكُوْرًا وَ تِجَارَتِيْ لَنْ تَبُوْرَ۔

اور پھر ہر عضو کو دھونے کے بعد درود شریف بھی پڑھیں۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰، ۵، ۹ / ۱۴۰۹ھ



ادعائے مذکورہ کا ترجمہ

۱ : اے اللہ تلاوت قرآن اور اپنے ذکر و شکر کرنے کی توفیق

عطا فرما۔

۲ : اے اللہ ! جنت کی خوشبو نصیب فرما اور دوزخ کی بدبو سے بچا۔

۳ : اے اللہ ! میرا چہرہ اس دن چمک دار بنا جس دن کہ کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہونگے۔

۴ : اے اللہ ! مجھے میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور مجھ سے ہلکا بچلکا حساب

فرما۔

۵ : اے اللہ ! مجھے میرا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور نہ پشت کے پیچھے سے۔

۶ : اے اللہ ! مجھے اس دن اپنے عرش کے سائے میں لے لینا جس دن کہ آپ کے عرش

کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

۷ : اے اللہ ! مجھے ان لوگوں سے بنا جو اچھی سنی ہوئی بات پر عمل بھی کرتے ہیں۔

۸ : اے اللہ ! میری گمراہی کو آگ سے آزاد فرما۔

۹ : اے اللہ ! مجھے پل صراط پر ثابت قدم رکھنا جس دن کہ بہت سے قدم پھسل جائیں گے۔

۱۰ : اے اللہ ! میرے گناہوں کو بخش دے میری کوشش کو قبول فرما اور میری تجارت کو

نفسار سے بچا۔



جو نکلیں لگوانے سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں بعض اوقات ورم کی جگہ پر اطباء جو تک لگوانے کا مشورہ دیتے ہیں تو اگر وضو کی حالت میں جو نکلیں لگوائی جائیں تو وضو باقی رہے گا یا نہیں؟

اگر جو تک بڑی ہو اور اتنا خون چوس لے کہ وہ دم سائل کے حکم میں ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

و كذا ينقضه علقه مضت عضوا و امتلأت من الدم اه (در مختار) (قوله و امتلأت) كذا في الخانية وقال لانها لو شقت يخرج منها دم سائل اه والظاهر ان الامتلاء غير قيد لان العبرة للسيلان كما افاده اه (شامية : ج ۱ ص ۱۲۹) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه
مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس ملتان

نماز جنازہ کیلئے کئے گئے وضو سے دیگر فرائض ادا کرنا

نماز جنازہ یا تلاوت وغیرہ کے لئے وضو کیا جائے تو اس سے فرض نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

وضو طہارت مطلقہ ہے جب ایک دفعہ وضو کر لیا تو طہارت حاصل ہو گئی۔ اب جب تک یہ وضو نہ ٹوٹے اس سے جو عبادت چاہیں ادا کر سکتے ہیں۔ لہذا جنازہ کے لئے کئے ہوئے وضو سے فرائض وغیرہ ادا کرنا بلا کراہت درست ہے۔ عالمگیری میں ہے کہ اگر جنازہ کے لئے تیمم کیا جائے تو اس سے فرائض ادا ہو سکتے ہیں۔ تو جنازہ کے لئے کئے گئے وضو سے بدرجہ اولیٰ فرض ادا کر سکتے ہیں۔

لوتيمم لصلوة الجنابة او لسجدة التلاوة اجزاه ان يصلي به المكتوبة بلا خلاف كذا في المحيط اه (عالمگیری : ج ۱ ص ۱۳) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه مفتی نعیمیہ المدارس ملتان

حقہ یا سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹنے کا حکم حقہ و سگریٹ پینے سے وضو ٹوٹ

جاتا ہے یا نہیں؟ بدلو کی وجہ سے

اگر کراہت ہو تو کُل کرنے سے یہ نقصان ختم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

سائل محمد نواز حال مقیم شادمان لاہور

وضو کرنے کے بعد جب تک کوئی نجاست وغیرہ خارج نہ ہو وضو نہیں

ٹوٹتا۔ لہذا حقہ و سگریٹ پینے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ ان کا بلا ضرورت

پینا مکروہ ہے اور نماز سے پہلے منہ سے بدلو کو زائل کرنا ضروری ہے۔

ان الطهارة ترفع بصددها وهي النجاسة القائمة بالخارج

لان الصند هو المؤثر في رفع ضده (مشامی: ج ۱: ص ۱۲۴)

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ابتداء رکھناں سے کریں؟

وضو میں جب ہاتھوں یا پاؤں پر پانی ڈالا جائے تو کس حصہ سے ابتداء کی جائے؟

مفتی حافظ مقبول احمد قادر آباد فارم، ضلع ساہیوال

دونوں کی انگلیوں سے ابتداء کی جائے۔

ومن السنن البدایة من رؤس الاصابع

فی الیدین والرجلین کذا فی فتح القدیر۔ ۱ھ

(عالمگیری، جلد ۱، ص ۱۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۱۱ھ

خون زخم کی جگہ پر ہی رہے تو ناقض وضو نہیں ایک زخم گول ساسہ سے درمیان میں معمول سنا بیرون

ہے جس سے خون وغیرہ نکل کر اس گول دائرہ میں جمع ہو جاتا ہے لیکن اس گول دائرے سے باہر نہیں بہتا۔ یعنی اگرچہ سوراخ سے تو بہہ چلا ہے لیکن زخم والی جگہ سے آگے نہیں نکلتا کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا ؟

عبد المجید : مدرسہ عربیہ اسلامیہ

الدم السائل على الجراحة اذا لم يتجاوز قال بعضهم هو طاهر الخ وهو الاظهر الخ ومقتضاه انه غير ناقض للوضوء (شامی ج ۱ ص ۹۵)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

خروج منہ بوا سیر ناقض وضو ہے ایک آدمی غونی بوا سیر کا مریض ہے۔ نماز میں منہ جلے مقعد

سے باہر نکلا مگر اس کے ساتھ خون وغیرہ کچھ نہیں نکلا پھر منہ خود بخود گم ہو گیا۔ کیا وضو ٹوٹ گیا یا نہیں ؟

الجواب اگر یہ معذورین کے حکم میں نہیں ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

لعموم وینقض الوضوء كل ما خرج من السبيلين

عامگیری میں ہے۔

وذكر الشيخ شمس الأئمة الحلواني ان بنفس خروج الدبر

ينقض وضوءه اه (ج ۱ ص ۵) فقط والله اعلم۔

محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۸ : ۴ : ۱ : ۹۶ : ۱۳ ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کب ہے ؟ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کب کرنا سنون ہے ؟ گٹ تک ہاتھ دھونے کے بعد یا پورے ہاتھ

دھونے کے بعد ؟

عربی کتب میں تصریح نہیں ملی بہشتی زیور سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے ہاتھوں کو دھوتے وقت خلال کرے۔ واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عطاء اللہ عمر : ۵، ۲۴، ۱۳۸۴ھ

دارِ طہی کے خلال کے بارے میں متعدد اہم مسائل
۱۔ وضو میں دارِ طہی کا خلال
تین بار سنت ہے یا ایک بار ؟

- ۲۔ صرف ٹھوڑی کے نیچے خلال کرنا ہے یا دائیں بائیں بھی ؟
۳۔ دائیں بائیں ہو تو کس طرح کرے ؟ ہتھیلی کی جانب کس طرف رہے ؟
۴۔ تیمم میں خلال کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟ کس طرح اور کتنی بار سنت ہے ؟
۵۔ گھنی دارِ طہی میں صرف اوپر ہی کے حدِ چہرہ کے اندر ولے بالوں پر پانی بہانا فرض ہے یا اندرونی بالوں کو جو کہ جڑ سے اوپر ہوں دھونا فرض ہے ؟

حافظ حرمت علی خان : مدرسہ عربیہ رانیونڈ : لاہور۔

۱۔ ایک بار وهو ظاهر لسكوته من بيان التكرار
في موضعه۔

۲۔ وتخليل اللحية هو تقريظ شعرها من اسفل الى فوق۔

(بحر الشامية ج ۱ ص ۸۲)

اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوری دارِ طہی کا مع جانبین کے خلال ہونا چاہیے کیونکہ دارِ طہی میں جانبین کے بال بھی داخل ہیں ورنہ دارِ طہی کے کچھ حصہ کا خلال لازم آئے گا۔ صاحب بحر و سرے مقام پر لکھتے ہیں۔

وظاهر كلامهم ان المراد باللحية الشعر النابت على الخدين
من عذار وعارض والذقن . ربحر : ج ۱ ص ۸۲۔ ويجوز
ان يكون حديث النس رضي الله تعالى عنه مشعرا الى خلاف ذلك
ولفظه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توضأ اخذ
كفاه من ماء تحت حنكه فخلل به لحيته (الجديث) (شامية ج ۱ ص ۱۰۹)

۳: پانی کا چلوے کر دڑھی کے بالوں میں پہنچائے اس وقت مٹھیلی گردن کی جانب ہوگی پھر بوقت
خلال مٹھیلی کی پشت گردن کی جانب کر کے خلال کرے۔ کما ف الطحاوی شرح
المراقی: ص ۳۹۔

۴: تیمم میں خلال کرنا نظر سے نہیں گزرا بس صرف بالوں کے اوپر ہاتھ پھیرے۔
وفی الحلیۃ یمسح من وجہہ ظاہر البشۃ و ظاہر الشعر علی
الصحیح ۱ھ (عالمگیری: ج ۱: ص ۱۲)۔

۵: گھٹی دڑھی میں چہرے کے اندر والے بالوں پر پانی بہانے سے فرض ادا ہو جائے گا گو جڑوں کے
قریب تک پانی نہ پہنچے کیونکہ داخل شعر اللحیۃ محل فرض نہیں۔
قال فی المراقی و ابو حنیفۃ رحمہما یدخلانہ لعدم المواظبۃ ولانہ لکمبال
الفرض و ادخلہا لیس محلاً لہ ومثله فی الہدایۃ۔ (مراقی ص ۳۹)
فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۱/ ۵، ۸۲، ۱۳ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

گھڑی سختی سے باندھی ہوئی ہو تو وضو میں ہلانا ضروری ہے اگر گھڑی ہاتھ پر اس قدر
سختی سے باندھی جائے کہ

اپنی جگہ سے نہ ہلے تو اس صورت میں وضو کر لے سے وضو ہوگا یا نہیں؟

گھڑی کے نیچے ملے حصہ جسم پر پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوگا۔

الجواب صحیح

ولو کان خاتمہ ضیقاً نزعہ او حرکہ وجوباً ھ

(درمختار علی الشامیہ: ج ۱: ص ۱۲۳)

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس

۲۰ / ۳ / ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

جسم پر کوئی تصویر گدی ہوئی ہو تو غسل کا حکم

آج کل سوتی وغیرہ سے اپنے جسم پر کوئی شکل یا کوئی تحریر کرتا ہے تو آیا اس سے غسل ہو جائے گا یا نہیں ؟

جسم گوندھنے والے اور گوند والے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة۔ (ابوداؤد ۱ ج ۲ ص ۵۷۷)۔

یہ فعل اگرچہ حرام ہے لیکن غسل سے مانع نہیں۔ فقط واللہ اعلم
 الجواب صحیح
 محمد انور عفا اللہ عنہ
 نائیب مفتی جامعہ ندوۃ ۲۳، ۲، ۱۴۰۶ھ

برہنہ غسل کر رہا ہو تو ”بسم اللہ“ زبان سے نہ پڑھے

بجیسے وضو کے شروع میں تسمیہ سنت ہے ایسے ہی غسل کے شروع میں بھی ہے۔ تو کب جب برہنہ غسل کر رہا ہو اس وقت ”بسم اللہ“ پڑھ سکتا ہے ؟
 عبد الحمید ممتاز آباد ملتان

برہنہ غسل کرنے کی صورت میں زبان سے ”بسم اللہ“ نہ پڑھے۔ عالمگیری میں ہے۔

ولا یسمی فحال الانکشاف ولا فی محل النجاسة هكذا فی فتح القدیر ۱ھ (عالمگیری ج ۱ ص ۳)۔

فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲، ۲، ۱۴۱۰ھ

جانور کے ساتھ وطی کی تو بدول انزال غسل واجب ہوگا

ایک شخص نے جانور کے ساتھ وطی کی ہے۔ کیا اس پر غسل فرض ہے یا نہیں؟ وضاحت سے جواب ارشاد فرمائیں۔

اگر انزال ہو گیا ہے تو غسل فرض ہے وگرنہ نہیں۔

الحاج محمد

والایلیک فی البہیمۃ والمیتۃ والصغیرۃ التی

لا یجامع مثلھا لا یوجب الغسل بدونہ الانزال ۱۵۔

(عالمگیری ج ۱ ص ۸)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ ۲۵ / ۵ / ۱۳۶۹ھ

صغیرہ غیر مشتمہ کے ساتھ جماع سے غسل واجب ہوگا تا وقتیکہ انزال نہ ہو

بہشتی زیور، ص ۸۶۵۔ میں لکھا ہے کہ اگر مرد کسی کسن لڑکی سے جماع کرے تو غسل واجب نہیں ہوگا تا وقتیکہ انزال نہ ہو۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ جب کہ دخول حشفہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو؟

در مختار میں یہ مسئلہ ایسے ہی لکھا ہے گویا کہ یہ وطی بہیمہ یا وطی میستہ کے مشابہ ہے۔ صرف ایلاج سے غسل نہیں بلکہ انزال سے غسل فرض ہوگا کیونکہ محل میں

الحاج محمد

مشہوت کاملہ موجود نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقامہ ۲۱ / ۸ / ۱۳۹۵ھ

غسل میں پانی سونگھ کر ناک میں چڑھانے کا حکم

”فتاویٰ افریقہ“ مصنفہ : احمد رضا خان بریلوی : صفحہ ۳۱۔ پر تحریر ہے کہ غسل کا دوسرا فرض ناک کے دو نتھنوں میں پورے نرم بانسے تک پانی پہنچانا ہے۔ مگر اس کے لئے پانی سونگھ کر چڑھانا

درکار ہے جسے وہ قطعاً نہیں کرتے (غیر مسلم) بلکہ آج لاکھوں جاہل مسلمان اس سے غافل ہیں جس کے سبب ان کا غسل نا درست اور نمازیں باطل ہیں۔ حوالہ ”محیط“ کا دیا ہے۔

پانی سونگھ کر چٹپٹھا نا کیسے ہوتا ہے؟ روزے میں خطرہ ہے اور یہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر انگلی ترک کر کے ہلستے تک لے گئے تو یہ درست ہے یا نہیں؟

ناک میں پانی ڈالنے اور تر انگلی کو جس سے پانی ٹپک رہا ہو ناک کے اندر لیجانے سے

بھی غسل ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱/۲۴، ۱۰/۱۳۹۵ھ

غسل میں کلی کرنا یا نہ رہا تو جب یاد آئے کر لے

ایک شخص نے غسل جنابت کیا لیکن دوران غسل کلی کرنا بھول گیا غسل کے بعد اس کو یاد آیا۔ اب آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں فرمائیں کہ آیا اس کا غسل ہوا یا نہیں؟

جس وقت بھی یاد آجائے کلی کر لے دوبارہ غسل کرنے کی حاجت نہیں۔

الجواب

ولو تركها اي المضمضة ناسيا فصلی ثم تذكره مضمض

ويعيد ماضی - (منية المصلی، ص ۳۸) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المذاہب سہیلان ۱۱/۱۴۰۴ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

بدون غسل کے دوسری بار بماعت کا حکم

بدون غسل بار دیگر مباشرت جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ اسے حرام کہتے ہیں؟

مستحب یہی ہے کہ معاودت سے پہلے غسل کر لیا جائے۔ لیکن اگر غسل کے بغیر

بھی چلا جائے تو جائز ہے اسے حرام کہنا درست نہیں۔

الجواب

واللہدی ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم دار علی نساء فی غسل

واحد و ورد انه طاف على نسائه واغتسل عندهذه و عندهذه - اه
(شامی ج ۱ ص ۱۶۳) - فقط واللہ اعلم -

محمد نور عفا اللہ عنہ ۹۱، ۲، ۸، ۱۴۰۸ھ

اذا لقی الختانان فقد وجب الغسل

۱ : عضو تناسل عورت کے اندام نہانی میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے پہلے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

۲ : عضو تناسل کسی مرد کی دبر میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے قبل علیحدگی اختیار کر لی جائے
۳ : عضو تناسل کسی جانور کے پیشاب کے راستہ میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے قبل علیحدگی اختیار کر لی جائے۔

۴ : عضو تناسل کسی مردہ جانور کے پیشاب کے راستہ میں داخل کرنے سے جب کہ انزال سے قبل علیحدگی ہو جائے۔ کیا حکم ہے ؟

۲ : ۱ : ہر دو صورت میں غسل واجب ہوگا۔

الحوالہ

” وكذا الايلاج في احد السبيلين من التوجل والمرءة

اذا توارت الحشفة انزل اولم ينزل وجب الغسل على الفاعل

والمفعول اه (منیہ ۱ ص ۱۳)۔

۳ : ۲ : غسل واجب نہیں ہوگا۔ ولا عند وطئ بهيمة او ميعتة الى قوله بلا انزال اه (شامی ج ۱ ص ۱۶۴)۔

فقط واللہ اعلم : محمد نور عفا اللہ عنہ نائب مفتی - ۱۱، ۹، ۲، ۱۴۰۸ھ -

غسل فرض میں تاخیر کر سکتے ہیں یا نہیں

اگر غسل فرض ہو جائے تو فوراً غسل کرنا ضروری ہے یا کچھ تاخیر بھی کر سکتے ہیں؟

بینوا تو جروا۔

الجواب اصل تو یہی ہے کہ جس قدر جلد طہارت حاصل کر لی جائے بہتر ہے معہذا اگر نماز کے وقت تک تاخیر ہو جائے تو گناہ نہ ہوگا۔

«الجنب إذا أخر الاغتسال الى وقت الصلوة لا يأثم كذا في المحيط»
(عالمگیری ج ۱: ص ۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

منی اپنے مقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہو تو جب بھی خارج ہوگی غسل واجب جائے گا

ایک شخص وطی فی الدبر کرے لیکن انزال نہ ہو۔ یا نابالغہ سے زنا کرے۔ یا مشت زنی کرے لیکن انزال نہ ہو۔ یا وہ کسی طرح منی خارج ہونے سے روک لے بذریعہ مسک دوا یا اساک کے ذریعہ یا رگ دبا کر۔ تو ان تینوں صورتوں میں اس پر غسل واجب ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ محل زنا نہیں۔ اور انزال بھی نہیں ہوا۔ آیا دخول سے یا ہاتھ لگالے سے (مشت زنی) سے غسل واجب ہوگا؟ اگر کچھ دیر کے بعد اس شخص کو پیشاب کے دوران سفید رطوبت آئے تو ان تینوں صورتوں میں سے کس میں غسل واجب ہوگا؟ یا اسے جریاں سمجھا جائے گا۔ یا تین چار گھنٹے کے بعد پیشاب میں رطوبت آئے؟

۱۔ دخول کے بعد غسل واجب ہو جائے گا انزال ہو یا نہ ہو۔

الجواب ۲۔ اگر عورت اتنی کس ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے مل جانے کا خوف ہو تو تا وقتیکہ انزال نہ ہو غسل فرض نہ ہوگا۔ مشت زنی میں غسل کے لئے انزال ضروری ہے۔

۳۔ اگر اس شخص نے مذموم میں منی اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو گئی مگر کسی وجہ سے خروج سے رکاوٹ پیدا کر لی تو یہ منی جب خارج ہوگی غسل فرض ہو جائے گا۔ وقتبیر الشہوة عند انفصاله عن مكانه لا عند خروجه من رأس الاحليل (عالمگیری ج ۱: ص ۸)۔

فقط واللہ اعلم

ابواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
محمد انور عفا اللہ عنہ

غسل میں مصنوعی دانت نکلانے کا حکم

جب آدمی کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں تو وہ نئے دانت بنواتا ہے۔ جن کو منہ سے نکالا بھی جاسکتا ہے۔ تو کیا غسل کرتے وقت ان دانتوں کو نکالنا ضروری ہے یا کہ منہ میں بہوتے ہوئے بھی غسل ہو جائے گا۔ اگر غسل کرتے وقت ان کو اتارا جائے تو دانتوں کے کھلا ہونے کا خطرہ ہے جس سے بعد میں دقت اور تکلیف ہوتی ہے کہ وہ منہ میں جم کر قائم نہیں رہتے۔ کیا اس عذر کی وجہ سے ان کے منہ میں رہنے کی صورت میں غسل کر سکتا ہے؟ واضح طور پر تفصیل سے بیان کریں۔ بنیوالوجہ وا۔

بہتر اور احتوط یہی ہے کہ ان کو اتار کر غسل کیا جائے۔ اگر ایسے بھی غسل کر لے گا تو بھی صحیح ہو جائے گا۔ کذا فی فتاویٰ دارالعلوم، ج ۱، ص ۱۳۳۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

زخموں کی وجہ سے نہانا مسکن نہ ہو تو کب کریں

بندہ مٹرسائیکل پر جا رہا تھا کہ اتفاقاً ایکسڈنٹ ہو گیا جس سے جسم کے کافی حصہ پر خراشیں آگئیں اور کچھ زخم ہو گئے۔ خراشوں اور زخموں پر ہر وقت دوا چھڑکتے رہتے ہیں۔ اسی دوران اگر مجھ پر غسل واجب ہو جائے تو کیسے غسل کروں؟ واضح رہے کہ زخم والی جگہ پر پانی لگنا سخت نقصان دے گا۔

عبد الوحید بوہڑ گیٹ ملتان

اگر زخمی حصہ کو بچا کر باقی کو دھو سکتے ہوں تو غسل کر لیں اور اگر غسل کی صورت میں زخمی حصہ پر پانی پہنچنا ناگزیر ہو تو غسل نہ کریں تیمم کر لیں۔

الجواب

تیمم لو كان اكثره اى اكثر اعضاء الوضوء عددا وفى الفصل
مساحة مجروحاً او به جدرى اعتباراً للاكثر وبعكسه
يفصل الصحيح ويمسح الجريح - (در مختار)۔

(قوله وبعكسه) وهو ما لو كان أكثر الأعضاء صحيحاً يغسل الخ
 لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح والا
 تيمم حلية فلو كانت الجراحة بظهره مثلاً وإذا صب الماء
 سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها كما بحثه
 الشرنبلالي في الامداد وقال ولم أره وما ذكرناه صريح فيه.
 (شامی ۱ ج ۱: ص ۲۳۰) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۸ / ۱۲ / ۱۴۱۰ھ



غسل کا سنون طریقہ ایک مسئلہ قابل دریافت ہے وہ یہ کہ غسل جنابت کا مکمل طریقہ کیا ہے اور جو کچھ پڑھنا ہوتا ہے وہ بھی تحریر فرمادیں؟

الجواب پہلے استنجا کیا جائے۔ پھر جسم کے کسی حصہ پر اگر نجاست لگی ہو تو اسے صاف کیا جائے۔ پھر وضو کیا جائے۔ اگر پانی نہیں نکلتا اور پاؤں میں جمع ہوتا ہے تو پھر پاؤں آخر میں دھوئے در نہ مکمل وضو کر لے۔ اس کے بعد پورے بدن پر پانی اس ترتیب سے بہائے کہ پہلے سر پر، پھر دائیں کندھے پر، پھر بائیں کندھے پر، پھر سارے جسم پر۔ غسل کے تین فرض ہیں۔ کلی کرنا، ناک کے نرم حصے سے سخت حصے تک پانی پہنچانا، سارے بدن پر پانی بہانا۔ غسل کے لئے کپڑے کھولنے سے پہلے بسم اللہ بھی پڑھ لے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

۶ / ۴ / ۱۴۱۰ھ

لہ وسندہ كسفن الوضوء البداءة بغسل يديه وفرجه وان لم يكن به خبث وخبث بدنه ان كان شوي توضأ ثم يفيض الماء على كل بدنه ثلاثا بادئا بمنكبه الايمن ثم الايسر ثم برأسه ثم على بقية بدنه مع دلحكه ندبا وقيل يثنى

بالرأس وقيل يبدأ بالرأس وهو الأصح وظاهر الرواية و

الاحاديث - اه - (تنوير مع الدر على هامش الشاميه : ج ۱ : ص ۱۱۵) -

احقر محمد نور عفا الله عنه مرتب خير الضاوي

جنبي کے کھانے پینے کا حکم زید کو سفر میں احتلام ہو گیا۔ اب وہ رشتہ داروں کو شرم کی وجہ سے بتا بھی نہ سکا اور اسی حالت میں کھاتا پیتا رہا۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ بیٹو! تو جسروا۔

اگر ہاتھ دھو کر کلی کر کے کھایا پیسا ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔ اور ہاتھ منہ دھوئے بغیر کھانا پینا مکروہ تنزیہی ہے۔

کما فی الشامیۃ ۱ ج ۱ : ص ۱۶۳ - ولا أكله وشوبه بعد غسل یدوئم (در مختار) اما قبلہ فلا ینبغی لانه یصیر مشارباً للماء المستعمل وهو مکروه تنزیہاً ویدہ لا تخلو عن النجاسة فینبغی غسلها ثم یأکل - اه فقط والله اعلم -

الجواب صحیح ۲۲ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافاء ۱۳۸۴ھ نائب مفتی غیر المسدس ملتان

برہنہ غسل کر رہے ہوں تو استقبال قبلہ نہ کریں

برہنہ ہو کر غسل کرنے کی صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
برہنہ ہو کر غسل کرنے کی صورت میں قبلہ رو ہونے سے بچیں۔

وسننہ کسفن الوضوء سوی الترتیب وآدابہ

کآدابہ سوی استقبال القبلة لانه یكون غالباً مع

کشف عورۃ - اه (در مختار) -

(تولہ مع کشف عورۃ) فلو کان متزراً فلا بأس به - اه

(دشامی: ج ۱، ص ۱۱۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۲/۱۴۰۹ھ

زخم کے اوپر جمے ہوئے خون کا حکم

۱۔ اس خیال سے کہ درہم سے زیادہ خون، پیپ اور زخم کا نجس پانی مانع صلوٰۃ ہے۔ یا اس خیال سے کہ ان نجاسات کو زخم سے دور نہ کیا جائے تو یہ نفس زخم کے دھونے سے مانع ہوگا۔ جس کا دھونا فرض تھا۔ کیا ان دو خیالوں کی وجہ سے درہم سے زائد صرف زخم کے اوپر والی جہی ہوئی نجاست کا چھڑانا واجب ہوگا یا نہ؟

۲۔ زخم پر پانی مضر تو نہیں لیکن دوائی کی جہی ہوئی تہہ کو اگر مل کر چھڑاتے ہیں تو زخم کے بہہ پڑنے کا ڈر ہے۔ ورنہ اصل زخم نہیں دھلے گا۔ کیا جب کہ زخم پر پٹی نہ ہو تو جہی ہوئی دوائی کی تہہ قائم مقام زخم کے دھلنے کے نہ ہوگی؟

حافظ سلیمان میواتی، عربی مدرسہ، ریلوے ونڈ، لاہور

۱۔ جب تک خون، پیپ وغیرہ زخم سے بہہ کر جسم پر نہیں آتا اس وقت تک اس کو نجس نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ معدن میں ہے۔ پس ایسے غول وغیرہ کا زخم سے ازالہ

الجواب

کرنا ضروری نہیں۔ ہدایہ میں ہے: "ما لا یكون حدثا لا یكون نجسا" (مذا) اور اگر زخم اس حالت میں ہے کہ موجودہ خون وغیرہ دور کرنے کے بعد نیچے سے تندرست جسم ظاہر ہوگا یا اس کے قریب، تو ایسی صورت میں اس کا چھڑانا ضروری ہونا چاہئے۔

۲۔ صورت مسئلہ میں جب کہ زخم کے بہنے کا اندیشہ ہو تو سفوف کی تہہ کا زائل کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ بھی حذور میں داخل ہے۔ دوسری صورت میں اگر زخم بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور تہہ مذکورہ کے ازالہ سے زخم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا تو اسے اکھڑ دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

کھڑے ہو کر وضو کرنے کا حکم کیا نکلے وغیرہ پر کھڑے ہو کر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

وضو کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اونچی جگہ پر قبلہ رو بیٹھ کر وضو کیا جائے۔ فأداب الوضوء الجلوس في مكان مرتفع تحزرا

عن الغسالة واستقبال القبلة - اه (مراقی الفلاح، ص ۲۲) - فقط واللہ اعلم
 الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۹۰ھ نائب مفتی نیر الدین مدرس ملتان

جس کے دانت نہ ہوں اس کے لئے مسواک کا حکم

اگر کسی کے دانت نہ ہوں تو کیا مسوڑھوں پر مسواک کرنا سنت ہے یا نہیں؟
 ”مراقی“ میں ہے کہ۔

و فضله يحصل ولو كان الاستيالك بالاصبع او خرقنة خشنة عند فقه اعي السواك او فقد اسنانه او حذر بضمه - الخ: (ص ۳۸)۔

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ دانت نہ ہونے کی صورت میں فضیلت مسواک انگلی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ مسواک کا استعمال سنت نہیں رہتا۔ درمختار میں ہے۔

”و يستاك عرضا لا طولا“ اس پر علامہ شامی رحمہ فرماتے ہیں کہ

لانه يجرح لحم الاسنان - (شامیۃ ج ۱، ص ۸۷) - فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی نیر الدین مدرس ملتان

جنوبیہ دودھ پلا سکتی ہے جنبی عورت بچے کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟ بلا عذر یا عند میں کئی فرق ہے یا نہیں؟
 غلام اکبر چانڈیہ ڈی جی بخان۔

جائز ہے پلا سکتی ہے۔

الجواب

وفیه جواز مصافحة العجب واتفقوا علی طهارة عرق

العجب والحائض۔ ۱ھ (حاشیہ مشکوٰۃ ۱ ص ۲۹ ج ۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۱۶۱، ۳، ۵، ۱۳۹ھ



جنبی کا پسینہ پاک ہے یا نہیں ؟ بنیوا تو جبروا۔
استفتی خالہ محمود اہلم

جنبی کا پسینہ پاک ہے

جنبی کا پسینہ پاک ہے۔ لان المسلم طاهر ومن لوازم

الجواب

طهارتہ طهارة عرقہ۔ ۱ھ (بخاری ج ۱ ص ۲۲۔ حاشیہ ۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مسواک بنون کے فوائد کی تفصیل

علماء کرام سے سنا ہے کہ مسواک کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اس کے فوائد کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ اس کے ستر فوائد سے ہیں۔ اور جب شمار کرتے ہیں تو دو چار فوائد ہی بیان کرتے ہیں کچھ نہیں فرماتے۔ دوسرے فوائد کیا ہیں۔

اسی طرح بعض کتب میں بھی جب مسواک کے فوائد کا بیان آتا ہے تو وہ ہاں پر بھی چند ہی فوائد بیان کرتے ہیں۔ تو عرض یہ ہے کہ اگر پورے ستر فوائد جو کہ بیان کئے جاتے ہیں کہیں ثابت ہوں تو باحوالہ پورے کے پورے ہی تحریر فرمائیں۔ بنیوا تو جبروا

استفتی قاری سیف اللہ خالہ قادری لاہور

بلاشبہ مسواک میں بہت ہی فوائد ہیں۔ عارف باللہ حضرت شیخ احمد زاہد رحمہ اللہ

الجواب

نے ان پر مستقل ایک تصنیف لکھی ہے جس کا نام ”تحفة السائل في فضائل السواک“ ہے۔ علامہ سید احمد طحاوی رحمہ اللہ نے ان میں سے تقریباً ساٹھ حاشیہ

فضائل السواک ؟ ہے۔ علامہ سید احمد طحاوی رحمہ اللہ نے ان میں سے تقریباً ساٹھ حاشیہ

مراقی الفلاح میں نقل کئے ہیں جن میں سے خاص خاص یہ ہیں۔

- ۱ : مسواک کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
- ۲ : اس پر ہمیشگی کرنے سے غنا اور رزق میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔
- ۳ : منہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔
- ۴ : بلغم کی زیادتی کو فائدہ مند ہے۔
- ۵ : اس سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔
- ۶ : بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔
- ۷ : قوت فصاحت بڑھتی ہے۔
- ۸ : اس کی مداومت بوقت وفات شہادتین یاد دلاتی ہے۔
- ۹ : کھد میں وحشت دور کرتی ہے۔
- ۱۰ : اعمال کے ثواب کو بڑھاتی ہے۔

پوری تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے ”طحاوی“ ص ۳۸۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس سہیلان ۲۲/۲/۱۴۱۱ھ

کان سے نکلنے والی پیدِ ناقض وضو ہے

کان بننے سے کان کے اندر سے جو سفید پید نکلتی ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

اگر کان سے سفید پید باہر کو آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

فقط واللہ اعلم ۱ بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

سہ واذا خرج من اذنه قيح او صديد ينظر ان خرج بدون

الوجع لا ينتقض وضوءه وان خرج مع الوجع ينتقض وضوءه

لانه اذا خرج مع الوجع فالظاهر انه من الجرح۔ ۱۱ (عللگیری ج ۱ ص ۲)۔

فقط واللہ اعلم۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

جنبی آدمی درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جنبی آدمی درود شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اذان کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں؟ کوئی اور عربی کی دعا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر پڑھ لے تو اسے گناہ تو نہیں ہوگا؟ سوال میں ذکر کی گئی تمام چیزیں پڑھ سکتا ہے۔ عربی دعائیں قرآنی ہوں تو ان کو برنیت تلاوت نہ پڑھے بلکہ برنیت دعا پڑھے۔

ويجب من سمع الاذان ولو جنبا - ۱۷ (در مختار علی الشامی ص ۲۹)
ويحرم قراءة اية من القرآن الا بقصد الذكر اذا اشتملت عليه لا على حكم او نحو - (مرآة الفلاح) -

(قوله الا بقصد الذكر) اي او الشاء او الدعاء ان اشتملت عليه فلا بأس به في أصح الروايات قال في العيون ولو انه قرأ الفاتحة على سبيل الدعاء او شيئا من الآيات التي فيها معنى الدعاء ولم يرد به القرآن فلا بأس به واختاره الحلواني وذكر في غاية البيان انه المختار كما في البحر والنهر - ۱۷
(مخطاوی ص ۲۷) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح ۲۵
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدائن کس ملتان
اتقر محمد النور عفا اللہ عنہ

پانی تھوڑا ہو تو میت اور جنبی میں سے کس پر صرف کیا جائے

دو مرد اور ایک عورت ایک ایسی جگہ پر مجبوس ہیں جہاں پانی مفقود ہے۔ ان کے پاس صرف اس قدر پانی ہے کہ ایک آدمی غسل کر سکتا ہے۔ عورت حیض سے پاک ہوئی۔ مرد جنبی۔ پھر دو مردوں میں سے ایک مر جاتا ہے۔ اب یہ پانی کس پر صرف کیا جائے؟ میت پر، جنبی پر، یا حلقہ پر؟
حافظ محمد افضل اذکار

الجنب اولی بمباح من حائض او محدث ومیت
ولو لاحدهم فهو اولی ولو مشترکا ینبغی صرفه

الحجۃ

للہیت۔ ۱۱۱۔ در مختار علی الشامی ج ۱، ص ۱۸۶۔

اگر یہ پانی کسی کا مملوک ہے تو وہی استعمال کرے۔ سب کا مشترک ہے تو میت پر صرف
کیا جائے۔ اور اگر مباح ہے تو جنبی اولی ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۲/۱۳۹۶ھ

وضوء اور غسل میں کتنا پانی استعمال کیا جائے

وضوء اور غسل کے لئے پانی کی کوئی مقدار مقرر ہے کہ اس سے زائد یا کم استعمال نہ کیا جائے؟
اس بات پر اجماع ہے کہ وضوء اور غسل کے لئے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر
نہیں جس سے کم یا زیادہ استعمال کرنا درست نہ ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے
کہ ضرورت سے زائد استعمال نہ کیا جائے۔ اور مقدار سنون سے کم بھی نہ ہو۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا اپنا معمول یہ منقول ہے کہ آپ غسل ایک صاع پانی سے کرتے تھے اور وضوء میں ایک مد
پانی استعمال فرماتے تھے۔ مروجہ اوزان کے مطابق مد کا وزن ۶۸ تولہ ۳ ماشہ ہے۔ اور صاع کا
۲۶۰ تولہ ہے۔

الحجۃ

واعلم انه نقل غیر واحد الاجماع علی عدم التقدير فی ماء الوضوء

والغسل بل هو بقدر الکفاية لاختلاف طباع الناس وعن

عائشة رضی اللہ عنہا حوت السنة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی الغسل من الجنابة صاع ثمانية ارطال وفي الوضوء رطلان وهما

مد فالمد ربع الصاع۔ ۱۱۱۔ (طحاوی ص ۴۵) فقط واللہ اعلم۔

امقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۲/۱۴۱۱ھ

مَا يَتَعَلَّقُ بِالْإِبَادِ وَالْخِلَافِ (کنوئیں اور تالاب کے مسائل)

کنوئیں سے بدبو آنے لگے تو پاک ہے یا ناپاک؟

۱۔ ایک کنوئیں کے اندر اوپر سے کوڑے نے گوشت کا ایک ٹکڑا کہیں سے لاکر گرا دیا ہے۔ اس گوشت کے بارے میں کچھ علم نہیں کہ کس قسم کا تھا۔ یہ مذبووح کا بھی ہو سکتا ہے اور مردار کا بھی ہو سکتا ہے۔ اس واقعہ کو کافی عرصہ ہوا ہے۔

۲۔ ابھی ابھی پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہے کہ ایک کنوئیں سے بدبو آنے سے پتہ چلا کہ اس میں گوشت کی ایک ٹہنی جس میں کچھ گوشت بھی تھا گر چکی تھی اور اب بدبو آنے لگی ہے اس ٹہنی کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

۳۔ کیا مذبووح کا پاک اور حلال گوشت تعفن کی وجہ سے نجس ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی دوسرے ماکولات مثل حلویہ، ساگ وغیرہ کیا تعفن کی وجہ سے یہی چیزیں حرام ہو جاتی ہیں؟

۲۱۱ حدیث پاک ہے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال لا وضوء الا من صوت اور یح - قال ابو عیسیٰ

ہذا حدیث حسن صحیح - وقال ابن المبارک اذا شک

فی الحدث فانه لا یجب علیہ الوضوء حتی یستیقن استیقانا

بقدر ان یحلف علیہ - (ترمذی شریف ج ۱ ص ۷۷)۔

اس حدیث سے فقہاء کرامؒ نے ایک قاعدہ مستنبط کیا ہے ایسے لایزول بالشک۔ لہذا جب تک وقوع نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک کنواں نجس نہیں ہوگا۔ اور تغیر باحسب اوصاف ثلاثہ سے مراد مطلق تغیر نہیں بلکہ تغیر بالنجاست ہے۔ ہو آنا نجاست یا نجس ہونے

کی دلیل نہیں کہ سیاتی ۔

۳۔ مذبوہہ کا پاک اور حلال گوشت لعفن کی وجہ سے نجس نہیں ہوتا ۔ یوں ہی دوسرے ماکولات اور پھر بعض متعفنہ چیزوں کا کھانا حرام ہو جاتا ہے ایذا کی وجہ سے نہ کہ نجس ہونے کی وجہ سے ۔ کافی الطحاوی ص ۲۲ ۔

قال في النهاية الاستحالة الى فساد لا توجب نجاسة فان سائر الاطعمة تفسد بطول المكث ولا تنجس اهل لكن يحرم الاكل في هذه الحالة للايذاء لا للنجاسة كالحكم اذا انتن يحرم اكله ولا يصير نجسا بخلاف السمن واللبن و الدهن و الزيت اذا انتن لا يحرم وكذا الاشربة لا تحرم بالتغير كذا في البحر - (طحاوی ص ۲۲) -
فقط والله اعلم



چٹریا کنوئیں میں گر کر لاپتہ ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے

ایک کنوئیں میں تین چٹریاں گر کر گرہ ہو گئی ہیں باوجود تلاش کرنے کے ان کا نام و نشان نہیں ملتا ۔ تو شریعت مطہرہ میں اس کنوئیں کو کس طرح پاک کیا جائے ؟

عبد الصمد جھنڈیرہ امام مسجد

اگر چٹریاں کنوئیں میں مرنے کے بعد لاپتہ ہو گئی ہیں تو عند الشریعت کنوئیں کو پٹرلیں کے گل گارا ہونے تک معطل رکھا جائے ۔ شریعت مطہرہ کی رو سے اس کی مقدار شش ماہ بھی ہے ۔ بعد میعاد مذکور کے کنواں پاک کرنے سے پاک ہوگا ۔

الحمد لله

درجہ اہر گشتہ مکعب کود کے افتاد و نئے یا بند اگر پاک است پاک نہ ۔ و اگر پلید است و بعد نزع تمامی آب اورا نیا بند مضر نہ ۔ عصفورے افتاد و خراج او متعذر است تا در میان است پاک نشود و طریق آن است کہ چاہ را معطل سازند تا داند کہ گل شدہ باشد و بعضی وقت یہ شش ماہ کر رہ اند فقط فتاویٰ برہنہ مصنفہ فاضل اجل شیخ نصیر الدین مینائی ۔

حررہ : محمد اسحاق کوٹلی جھنڈیر : شجاع آباد

۲۷، محرم ۱۳۷۷ھ : مطابق ۲۳، اگست ۱۹۵۷ء

الجواب صحیح : اخراج نجاست کے بعد نزع مار کا اعتبار ہے۔ کذا فی العینی وینزع ماء البئر بعد اخراجها منها من ای نوع کان من النجاسة۔
محمد واصل عفی عنہ

الجواب صحیح : المحیب مصیب : بندہ عبد العزیز عفی عنہ : مہتمم عزریہ العلوم شجاع آباد۔

الجواب صحیح : لیکن یہ اس وقت ہے کہ یہ محقق ہو کہ چڑیاں کنوئیں میں گر چکی ہیں اور نکلی نہیں تو وضع بات یہ ہے کہ اس صورت میں میت نجسہ کے موجود ہوتے ہوئے پانی قطعاً پاک نہیں ہو سکتا۔ البتہ جب اتنا عرصہ گزر جائے کہ ان چڑیوں کا گوشت و پوست مٹی ہو جائے اور حقیقت میں انقلاب اچائے تو پھر موجودہ پانی نکال دیا جائے اور کنوئیں کو استعمال کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

محمد عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۸ / ۱ / ۱۳۷۷ھ

مفتی خیر المدائن سس ملتان

کنوئیں میں جوتا گر جائے تو کیسے پاک کیا جائے ایک کنواں جس کا پینڈا بہت

گہرا ہے۔ ایک دس سالہ لڑکے کے کہنے

کیطابق اس میں جوتا گر گیا ہے جو کہ کئی بار کوشش کرنے سے نہیں ملا اور غوطہ زن بھی جواب دے چکے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

صورت مسئلہ میں جب تک جوتے کے نجس ہو نہ گیا علم نہ ہوا اصولاً تو کنواں ناپاک نہیں ہو لیکن احتیاطاً دو گرو

الجواب

ڈول نکال دیں تو بہتر ہے۔ قال فی البحر وقیدنا بالعلم لانہم

قالوا فی البقرة ونحوہ یدخرج حیالاً یجب نزع شیء وان کان الظاہراً اشتمال بولہا علی افخاذہا لکن یحتمل طہارتہا بان سقطت عقیب دخولہا ماء کثیرا

مع ان الاصل الطہارة۔ (البحر الرائق) (حکاک)۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ محمد انور عفا اللہ عنہ ۵ / ۲ / ۱۴۰۱ھ

خنزیر کنوئیں میں گر کر گل سڑ کر تہ نشین ہو جائے تو کنواں کیسے پاک کیا جائے

ایک کنواں جس میں خنزیر گر کر مر گیا ، اور گل کر تہ نشین ہو چکا ہے ۔ اس کا پیندا بہت گھرا ہے
مالکان بہت غریب ہیں ۔ نیا کنواں تیار کرانے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ اس کے پاک کرنے کا کسی
طریقہ ہے ؟

اگر وہ گل سڑ کر مٹی گا رہا بن گیا ہو تو اب ایک دفعہ کنوئیں کا سارا پانی نکال دیے
اس سے کنواں پاک ہو جائے گا ۔

الجواب

عن الجواہر لو وقع عصفور فیہا فعجزوا عن اخراجه فما
دام فیہا فنجسة فترك مدة يعلم انه استحبال وصار حماة
(مشایح ج ۱ ص ۱۹۶)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۵ / ۴ / ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

کنوئیں سے پانچ فٹ دور نلکا کنوئیں کی پلیسے متاثر ہو گا یا نہیں

ایک ناپاک کنوئیں کے قریب پانچ فٹ کے فاصلے پر ایک نلکا ہے جس کی گہرائی تیس فٹ سے
زیادہ ہے آیا اس کنوئیں کے ناپاک ہو جانے سے نلکا ناپاک ہوا یا نہیں ؟

اگر کنوئیں کے پانی کا اثر رنگ ، بو ، مزہ ، نلکے میں ظاہر ہو جاتا ہے تو نلکا ناپاک
ہو جائے گا ۔ ورنہ ناپاک نہ ہو گا ۔ (حکما فی الشامیہ ج ۱ ص ۱۰۷)۔

الجواب

تحت قول الدر المختار فی مقدار البعد المانع الی قوله قال
الحلوی للعتبر الطعم او اللوک او السویح فان لم یتغیر حار والّا
لا وفی الخلاصة والخانیة والتعویل علیہ اھ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۲ / ۳ / ۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

کنوئیں سے خنزیر زندہ نکل آئے تو بھی سارا پانی نکالا جائے

ایک کنوئیں میں خنزیر گر پڑا ، اور حبیب نکالا گیا تو زندہ تھا۔ تو اس کنوئیں کا پانی کس طریقے سے پاک کیا جائے ؟ اگر مرجاتا تو کیا حکم تھا ؟ بعض کہتے ہیں کہ دو سو ڈول نکال دیئے جائیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مذکورہ کنوئیں کو مٹی ڈال کر بند کر دیا جائے۔ اسی طرح دیگر طریقے بھی بتلاتے ہیں۔

خنزیر گرنے کے بعد زندہ نکال لیا جائے یا مر جائے ، دونوں صورتوں میں کنوئیں **الجلج** کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

قوله وليس بنجس العين اى بخلاف الخنزير وكذا الحلب على القول الاخر فانه ينجس البئر مطلقا -
(مشاح ج ۱ : ص ۱۹۶)۔

اب اگر پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے سارا پانی نہیں نکالا جاسکتا تو اندازے سے پانی نکالا جائے اور اندازے کی یہ صورت ہے کہ پہلے کنوئیں کا پانی مپ لیا جائے اور اس کے بعد کنوئیں سے جلدی جلدی پانی نکالا جائے ، تھوڑی دیر نکال کر پھر پانی مپا جائے تو جستنا کم ہو جائے اسے حساب سے اتنے ہی ڈول نکال دیئے جائیں۔ مثلاً کسی کنوئیں کا پانی پانچ ہاتھ تھا تو جلدی جلدی کچھ دیر پانی نکالنے سے ایک ہاتھ ٹوٹ گیا باقی چار ہاتھ باقی رہ گیا تو جتنے ڈول ایک ہاتھ پانی کے نکلے ہیں اسی حساب سے چار ہاتھوں کے ڈول نکالے جائیں۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں مشکل ہوں یعنی نہ کنواں خالی ہوتا ہو نہ اس کا پانی کچھ نکالنے سے ٹوٹتا ہو تو پھر اتنے ڈول نکالے جائیں کہ دو عادل آدمی کہہ دیں کہ اب سارا پانی نکل گیا ہو گا تو یہ کنواں پاک ہو جائے گا۔

كذا في الدر المختار وان تعذر نزح كلهما لكونها معينا
فبقدر ما فيها وقت ابتداء النزح قاله الحلبي يؤخذ ذلك
بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى
(مشاح ج ۱ : ص ۱۹۷)۔

دو سو ڈول پر علی الاطلاق فتوے دے دینا ٹھیک نہیں۔

(کمافی فتاویٰ املائیہ ج ۱ ص ۳۸)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ : ۲۶، ۵، ۱۳۷۹ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

کنوئیں میں آدمی گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے

علمائے ربانی کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کنوئیں میں آدمی گر کر مر گیا ، تو اس کی پاکیزگی کے لئے کیا کرنا چاہئے ۔

الاجواب : کنواں ناپاک ہو گیا اس کا تمام پانی نکالنا ضروری ہے ۔ حکما فی الہدایۃ ص ۱۱۱
وان مات فیہا شاۃ او ادمح او کلب نزم جمیع ما

فیہا من السماء لان ابن عباس وابن الزبیر افتیا بنزع السماء
حکله حین مات رنجی فی بئر زمزم ۔ فقط واللہ اعلم ۔

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس عثمان

۲۵ / ۷ / ۸۴ ۱۳

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

پلید کنوئیں کے قریب لگے ہوئے نلکے کا حکم
ایک کنواں اٹھائیس فٹ گہرا تھا ۔ جس میں انیس فٹ خالی اور آٹھ فٹ

فٹ پانی تھا اس کنوئیں میں ایک بچی گر کر مر گئی ۔ کنوئیں کا پانی استعمال کرنے سے بند کر دیا گیا ۔ اس کنوئیں سے چودہ فٹ کے فاصلے پر بہتر فٹ کی گہرائی پر ایک نل نصب کیا گیا ہے ۔ اب صورت یہ ہے کہ اس کنوئیں میں گندرا پانی گرتا رہتا ہے ۔ اور چودہ فٹ کے فاصلے پر نل ہے کیا اس کا پانی استعمال کر سکتے ہیں جب کہ پانی کا مزہ ، بو ، رنگ صحیح ہے ۔

الاجواب : تل کے پانی کا مزہ ، بو ، رنگ صحیح اور درست ہے تو پھر نل کا پانی پاک اور طاہر ہے ۔ فکر نہ کریں ۔ حکما فی الشامیۃ ، ج ۱ - ص ۲۰۰ : مختلف فی

فمقدار البعد المانع من وصول نجاسة البالوعة الى البئر الى قوله
قال الحلواني المعتبر الطعم او اللون او الريح فان لم يتغير جاز والا لا۔ وفي
الخلاصة والخانية والتعويل عليه وصححه في المحيط۔

فقط والله اعلم

محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

الجواب صحیح، بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

کنوئیں سے مردہ چوزہ نکالا تو کب سے پلید سمجھا جائے

ایک کنوئیں میں سے مردہ چوزہ نکلا۔ وقوع کا کوئی علم نہیں۔ اب اس سے جو کھانا پکایا گیا
ہے یا پک رہا ہے ابھی تک تیار نہیں ہوا ہے۔ اس کے کھانے کا کیا حکم ہے؟ حلال ہے یا حرام
فقراء و اغنیاء کے لئے مساوی ہے یا فرق ہے؟

جو پانی اس مردہ چوزے کے نکلنے اور دیکھنے سے پہلے چاہ سے نکالا گیا ہے
وہ پاک ہے۔ اس سے جو کھانا وغیرہ پکایا گیا ہے وہ بھی پاک و حلال ہے
بعد دیکھنے مردہ چوزہ کے کنواں ناپاک تصور ہوگا۔ اس کو نکالنے کے بعد دیکھا جائے۔ اگر پھولا
پھٹا نہ ہو تو ساٹھ ڈول نکالے جائیں یہ مستحب ہے۔ اور چالیس ڈول نکالنا واجب ہے۔
در مختار میں ہے۔

ويحكم بنجاستها الى قوله وقاد من وقت العلم
فلا يلزمهم شئ قبله قيل وبه يفتي۔ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۱۶۱)۔

اور اگر پھولا پھٹا تھا تو تمام پانی نکالنا ضروری ہے۔ فقط والشر اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس سن ۱۴۰۸

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۵/۱۶/۱۳۹۲ھ

شرح النقایہ ج ۱ ص ۱۷۰

کنواں پلید ہو جائے تو ساٹھ والا کنواں پلید نہیں ہوگا

وفي شرح الوقایة انما قدرنا

الغدير بعشر في عشر بناء على قوله صلى الله عليه وسلم
ومن حفر فله حريمها اربعون ذراعا فيكون له
حريمها من كل جانب عشرة ذراع ففهم من منع غير
صاحب البئر عن حفر بئر في العشر لا نجذاب الماء
اي ما يحفره من عدم منعه عن الحفر فيما وراء ذلك
لعدم انجذاب الماء اليه -

اس سے معلوم ہے کہ دوسرا کنواں یا کوئی نلکا دس ہاتھ کے اندر لگایا جائے تو جب ان میں سے کوئی پلید ہوگا تو دوسرا بھی پلید ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر کنواں پلید ہوگا تو نلکا بھی ہو کہ دس ہاتھ کے اندر اندر ہے پلید ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ مسئلہ بئر بالو سے ماخوذ کیا جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک کنوئیں کے پلید ہونے سے دس ہاتھ کے اندر واقع نلکا اور کنواں بھی پلید ہو جائیں گے۔

میاں سعید احمد کھگہ قصبہ سٹرل ملتان

صاحب شرح وقایہ نے جو استدلال من حفر بئرا سے کیا ہے، اس کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تین چار قوی اعتراض کئے ہیں اور استدلال کو ضعیف قرار دیا ہے۔ جب یہ استدلال ضعیف ہوا، تو زمین کی تہ میں کنوئیں کی نجاست اور طہارت کا دس ہاتھ کے اندر واقع نلکا تک سرایت کرنا بھی ضعیف ہوا۔ اس لئے یہ استدلال معتبر نہیں۔

اگر کنواں نجس ہو جائے تو ساتھ والا کنواں جو دس ہاتھ کے اندر واقع ہے نجس نہیں ہوگا۔ جب تک حضرات فقہاء پر کسی حجت نہ میں قول بالنجاست کی تصریح نہ کریں۔ نجاست کا حکم لگانا معتبر نہیں۔ فقط والشرع

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
خیر محمد عفا اللہ عنہ، ۱۴ رجب ۱۳۷۰ھ

کنوئیں سے پھولا ہوا چوہا نکلا تو کب سے ناپاک سمجھا جائے

ہماری مسجد کے کنوئیں میں سے کبھی کبھی بدبو آتی ہے۔ ایک مرتبہ کنواں بند کر دیا گیا۔ پھر

کافی عرصہ کے بعد اس کا پانی چالو کیا گیا۔ تو کئی دن بدبو آتی رہی ابھی طرح دیکھ کر اطمینان نہ لیا گیا کہ کوئی گنجائش نہ تھی۔ اب حال ہی میں یہ واقعہ ہوا کہ پانی میں سے بدبو آئی اور ذائقہ مستغیر ہو گیا۔ ہم نے سمجھا کہ یہ بات حسب معمول ہے۔ اس کے بعد میں خود اس پانی سے دھنوا کر تاربا نہ مجھے بدبو آئی نہ کسی نے بدبو کی شکایت کی۔ لیکن پانچ سات روز کے بعد کنوئیں میں سے پھولا ہوا چومہ برآمد ہوا۔ درمیانی وقفہ پانچ چھ دن کا تھا یا سات آٹھ یوم کا، کچھ یاد نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ گزشتہ ایام کی نمازیں قضا کی جائیں یا نہ؟ اگر کی جائیں تو کتنے یوم کی۔ اس بدبو کو جو چند روز پہلے آئی تھی اس چومے کی وجہ سے سمجھا جائے یا نہ؟ پھر یہ وقت ہے کہ مسجد کی صفیں اور قالین جو بہت موٹے موٹے ہیں۔ اور سردی کا لباس کوٹ اور چوغے کیسے پاک کئے جائیں؟

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کا فتوٰ ہے کہ کنوئیں کو اس وقت سے ناپاک سمجھا جائے گا جب سے چومہ دیکھا گیا۔ اور سابقہ نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں اس فتوٰ پر عمل کی گنجائش ہے؟

نمازوں کے معاملہ میں احتیاط کر لیں تو بہتر ہے۔ اور دیگر اشیاء کے بارے میں فتوٰ صاحبین رحمہم کے قائل پر ہی ہوگا کہ وقت علم سے اس کو ناپاک سمجھیں گے۔

قال في البحر و كان الصباغي يفتي بقول ابو حنيفة فيما يتعلق بالصلوة وبقولهما فيما سواه كذا في معراج الدراية وفي غاية البيان وما قاله ابو حنيفة احتياط في امر العباد وما قاله عمل باليقين ورفق بالناس وفي تصحيح الشيخ قاسم وفي فتاوى المتأخرين المختار قولهما -

(بحر ج ۱ ص ۱۲۲) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۰/۴/۲۰۱۴ھ

بڑے تالاب میں کتا گر جانے کی توہین نہیں ہوگا

ایک شخص نے ایک کتے کو زہر پلائی۔ وہ کتا بھاگتا ہوا ایک تالاب میں گر گیا جس کی لمبائی چھ کتال ایک سو بیس میٹر ہے۔ چوڑائی پندرہ میٹر ہے۔ گہرائی آٹھ فٹ ہے۔ جس میں پانی پانچ فٹ تھا۔ وہ کتا اس میں داخل ہوا۔ اور نزدیک ہی دو لڑکے کھڑے تھے جب لڑکوں نے کتے کو تالاب میں دیکھا تو دوڑے، لیکن کتا تالاب میں مر گیا۔ جلدی فوراً لڑکوں نے کتے کو نکال لیا جب کہ وہ کتا بالکل کنارے کے ساتھ مر گیا تھا۔ وہ پانی کے اندر ڈوب گیا تھا۔ دلائل کے ساتھ وضاحت سے لکھیں کیونکہ پانی کافی دور ہے کم از کم پانچ فرلانگ ہے۔ چاروں طرف سے۔

مذکورہ تالاب مارکشیر ہے لہذا صورتِ ستولہ میں تالاب ناپاک نہ ہوگا۔ کیوں کہ فوراً نکال دینے کی وجہ سے اوصافِ مار پر اثر انداز نہیں

ہوگا۔

ہوا۔ ہندو میں ہے۔

الماء الواحد اذا كان كثيرا فهو بمنزلة الجارية لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه الا ان يتغير لونه او لحمه او ريحه وعلى هذا اتفق العلماء وبه اخذ عامة المشايخ - (ج ۱، ص ۱) - فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

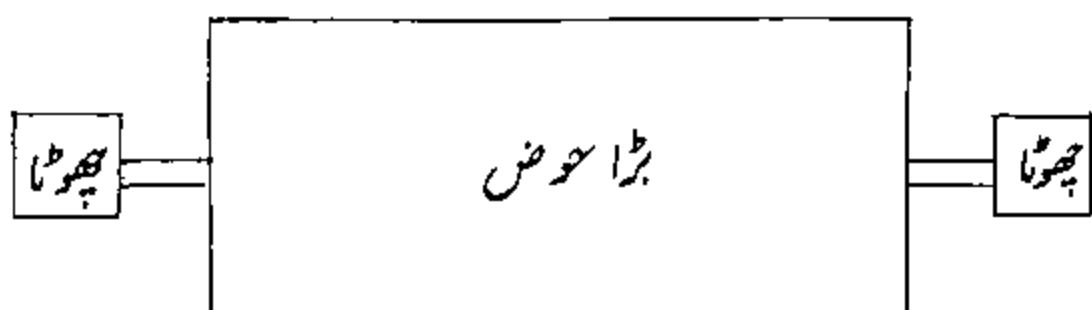
خیر المدارس ملتان ۳۰/۲/۱۴۰۴ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

بڑے حوض کے ساتھ متصل چھوٹا حوض کیسے پاک کیا جائے

ہمارے چک نمبر ۱۱/پی۔ میں ایک بڑا حوض ہے جو ہر چار طرف سے نمبری گز سے بیس بیس گز ہے۔ اور اس کی شمالی اور جنوبی جانب بھی ایک ایک چھوٹا حوض ہے جو نمبری گز سے تقریباً ڈیڑھ گز ہر چار طرف سے ہے۔ بڑے حوض سے چھوٹے حوضوں میں ایک سوراخ

سے پانی آتا ہے۔ اور چھوٹے حوضوں میں سے ہی پانی نکالا جاتا ہے۔ اور بڑا حوض اور چھوٹے حوضوں کے قعر برابر ہیں۔ گویا جس درجہ کا پانی بڑے حوض میں ہوگا اسی درجہ کا پانی چھوٹے حوض میں ہوگا۔ اگر بڑے حوض سے ختم ہو جائے تو چھوٹے حوضوں میں بھی ختم ہو جائے گا۔ نیز چھوٹے حوض بڑے حوض کی دیوار کے ساتھ متصل نہیں ہیں بلکہ ایک حوض تقریباً ڈیڑھ گز نمبری کے فاصلے پر اور دوسرا تقریباً ایک گز نمبری کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ فاصلہ سطح زمین کے اعتبار سے ہے۔ کیونکہ بڑے حوض کی دیواریں ایسی ترچھی ہیں کہ قعر سے فاصلہ کم بیش پونا گز زیادہ ہو جاتا ہے۔ حوضوں کی شکل یہ ہے۔



ایسے حوضوں کے متعلق دو باتیں قابل دریافت ہیں۔

۱۔ ایک یہ کہ کیا بڑے حوض اور چھوٹے حوض کا حکم پاکی اور پلیدی میں ایک ہوگا یا یہ تین پانی سمجھے جائیں گے اور حکم بھی مختلف ہوگا ؟

۲۔ دوسری یہ کہ اگر چھوٹے حوضوں کا حکم بڑے حوض سے مختلف ہو اور ان میں کوئی پلیدی گر جائے اور سوراخ بند کر کے سارا پانی نہ نکالا جائے بلکہ ویسے ہی پانی نکالا جاتا رہے اور جتنا پانی پلید شدہ حوض میں ہے اس سے کئی گنا زیادہ پانی نکل گیا ہو تو ایسے طور پر یہ حوض پاک ہو جائے گا یا نہیں ؟

مستفتی: محمد یونس حسیم یار خان

صورتِ مسئلہ میں جب کہ دو چھوٹے حوض بڑے حوض سے متصل نہیں ہیں

الجواب

بلکہ ایک ایک گز یا زیادہ فاصلہ پر واقع ہیں اور ان میں پانی بڑے حوض سے

بند علیہ سوراخ آتا ہے تو یہ تینوں حوض الگ الگ پانی ہیں۔ اور ان کا حکم بوجہ چھوٹے بڑے ہونے

کے جدا ہوگا۔ یعنی بڑا حوض وقوع نجاست سے نجس نہیں ہوگا۔

لکون الماء فيه كثيرا الا ان يغلب النجاسة على الماء

باب تفسیر احد اوصاف الماء في الحوض الكبير بوقوع
النجاسة ينجس ماء الحوض الكبير وينجس ماء
الحوض الصغير ايضا ولا عكس -

اور چھوٹے حوض بوجہ مار قلیل ہونے کے وقرب نجاست سے نجس ہو جائیں گے۔ ان چھوٹے
حوضوں کی نجاست بڑے حوض میں موثر نہ ہوگی۔

۲ : چھوٹے حوضوں کی طہارت کا طریق حسب کہ ان میں نجاست واقع ہو جائے ، یہ ہے
کہ سوراخ بند کر کے ان کا تمام پانی نکال لیا جائے۔ یا بڑے حوض سے اتنا پانی چھوڑا
جائے کہ پانی چھوٹے حوضوں کی دیواروں سے اوپر ہو کر باہر کو بہہ پڑے۔ تو پاک ہو جائیں
گے۔

اور یہ جو آپ نے تحریر کیا ہے کہ نیچے کے سوراخ بند کئے بغیر لوگوں نے اتنا پانی نکالا کہ
کئی امثال پانی خارج ہو گیا، یہ صورت تطہیر کی کنوؤں میں منقول ہے اور حوضوں کی تطہیر میں یہ
صورت دیکھی تو نہیں لیکن فقہاء کی عبارتیں کنوؤں اور حوضوں کی تطہیر میں تو وسیع پر دلالت
کرتی ہیں۔

ففي الفتاوى الشامية ج ۱ ص ۱۵۵ - نقل عن شرح للنية
المعلوم من قواعد اثمتنا التسهيل في مواضع الضرورة
والبلوغ العامة كما في مسألة آبار الفضلات ونحوها
الحق قوله ان المشقة تجلب التيسير ومن انه اذا ضاق
الامر اتسع -

پس ان حوضوں کو حسب کہ وقرب نجاست پر زمانہ مدید گزر چکا ہے اور کئی امثال پانی
نکل چکا ہے پاک کہیں گے۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔ اور طریق مذکور سے پاک کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ



کنواں پاک کرنے کے تین طریقے

ہمارے علاقہ میں بعض کنوئیں چشمہ دار ہوتے ہیں۔ جتنا پانی نکالیں اتنا پانی اور نکل آتا ہے۔ پیدا پانی نکالنے کی صورت میں سخت مشکل پیش آتی ہے امید قوی ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مشکل کو حل فرمائیں گے۔ مینوا تو جبروا۔

سائل مطیع الرسول۔ بلوچستان

ایسے کنوؤں کا بھی یہی حکم ہے کہ پلید ہونے کی صورت میں ان کا سارا پانی نکالاجائے پانی کی کل مقدار کا اندازہ لگانے کی فقہاء نے تین صورتیں تحریر فرمائی ہیں۔

الجبہ

۱۔ جو لوگ کنوؤں کے معاملہ میں تجربہ و مہارت رکھتے ہوں ان میں سے دو عادل آدمیوں کو دکھا کر ان سے معلوم کر لیں کہ اس کنوئیں میں کتنا پانی ہے۔ جتنا وہ کہیں اتنا پانی نکال دیں۔

۲۔ کنوئیں میں موجود پانی کی گہرائی اور کنوئیں کے طول و عرض کا حساب کر کے اس کے برابر اتنا ہی گڑھا کھود لیں اور پانی نکال کر اس میں ڈالتے جاتے جب گڑھا بھر جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا۔

۳۔ کنوئیں میں موجود کل پانی کی پیمائش کر لیں پھر اس میں سے مثلاً سٹو ڈول نکال کر پھر پیمائش کریں اور دیکھیں کہ کتنا پانی کم ہوا ہے۔ اس حساب سے پورا پانی نکال دیں۔ مثلاً اگر وہ پانی دسٹس فٹ ہو اور سٹو ڈول نکالنے سے پانچ فٹ کم ہو گیا تو سٹو ڈول اور نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

وان كانت البئر معينة لا يمكن نزحها الا بعسر و حرج عظيم
اخرجوا مقدار ما كان فيها من الماء وقت ابتداء النزح
ثم ان المشائخ اختلفوا كيف يقدر ما كان فيها اذ ذاك قال
بعضهم تحفر حفرة مثل عمق الماء وطوله وعرضه و
وتجصص فينزع الماء حتى تملأ الحفرة وقال بعضهم يرسل
فيها قصبه ويجعل لمبلغ الماء علامة ثم ينزع منها عشرة دلاء
مثلاً ثم تعاد القصبه فينظر كم نقص فينزع لكل قدر منها

عشر دلاء و هذان القولان مرويان عن الجيوسف وعن
 ابی حنیفہ ؓ ینزح حتی یغلبہم الماء و قال بعضهم و هو رواية
 عن الجی حنیفہ ؓ ایضا یحکم ذوا عدل من اهل البصارة
 بالماء فینزح منها بحکمہما فان قالوا ان ما فیہا ذلک الوقت
 الف دلو مثلاً نزح ذلک قال صاحب الہدایہ و هذا الی الاخذ
 بقول العدلین اشبه بالفقہ قال فی الکافی انه الاصح اذا الرجوع
 الی اهل البصیرة اصل فی کثیر من الصور کما فی الحکمین و
 الشاہدین و تقویم المتلف قال اللہ تعالی فاسئلوا اهل الذکر
 ان کنتم لا تعلمون ----- و روی
 عن محمد ؓ انه قال ینزح منها مائتا دلو الی ثلاث مائۃ
 دلو و انما اجاب بذلک بناء علی کثرة الماء فی ابار بغداد
 کذا فی المبسوط و المروی عن الجی حنیفہ ؓ انه اذا نزح
 منها مائۃ دلو ینکفی و هو بناء علی ابار الکوفة لقلۃ الماء
 فیہا کذا فی الکفایۃ فعلى هذا لا ینبغی الفتوی بالمائتین
 و نحوہا مطلقاً بل ینظر الی غالب ابار البلد و هو الایسر علی
 الناس و الاول و هو اعتبار مقدار الماء فی کل بئر علی حدة
 احوط - (کبیری : ص ۱۶۱) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مرغی کنوئیں میں گرنے کے بعد زندہ نکال لی گئی تو کنوئیں کا حکم

ایک کنوئیں میں مرغی گر گئی پھر زندہ نکل آئی یا نکال لی گئی ہو تو پانی کے کتنے ڈول نکالنے ضروری
 ہیں۔ بینوا تو جردا۔ سائل ممتاز احسن نیو ملتان

الْحَمْدُ لِلَّهِ
اگر مرغی کھلی نہ پھرتی ہو بلکہ مرغی خانہ میں بند رہتی ہو، جسم پر کوئی ظاہری نجاست بھی نہ لگی ہو تو کنواں ناپاک نہیں ہوا۔ البتہ دل کو مطمئن کرنے کے لئے سببِ نیک ڈول نکال دینا مستحب ہے۔

لو وقعت الشاة وخرجت حية ينزح عشرون دلوا للتكفين
القلب لا للتطهير حتى لو لم ينزح وتوضأ جاز وكذا الحمام
والبغل لو خرج حيا ولم يصب فمه الماء وكذا ما يؤكل
لحمه من الابل والبقر والغنم والطيور والدجاج المحبوسة.
(شامی ج ۱ ص ۱۵۶)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۶/۱۰/۱۴۱۰ھ

مرغی کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا

اگر مرغی کی بیٹ کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا یا پاک ہی رہے گا اگر ناپاک ہو جائے گا تو پاکی کی کیا صورت ہے ؟

سائل مولوی عبدالرحیم، لیسہ
مرغی کی بیٹ کنوئیں میں گرنے سے کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ پاک کرنے کے لئے سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ

وان وقع خرو الحمام او العصفور في البير لم يفسد ماءها لانه
طاهر وهذا مذهبنا خلافا للشافعية كما تقدم وان وقع
خرو الدجاج افسده لانه نجس وليس في ضرورة لا مكان الاحتراز۔

(غنیۃ المستملی : ص ۱۶۰)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

کنوئیں میں پاک جھاڑو گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا

ہم نے اپنے گھر میں ایک چھوٹا سا کنواں بنایا ہوا ہے جس کو کھولی کتے ہیں۔ اکثر اوقات اس پر تختے پڑے رہتے ہیں۔ کسی وقت ضرورت کے تحت تختہ ہٹایا گیا تو ایک بچے نے گھر میں استعمال ہونے والا جھاڑو اس میں پھینک دیا جھاڑو پاک تھا جو کہ کدوں وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ جھاڑو بیت الاخلاص وغیرہ میں استعمال نہیں کرتے۔ تو کیا وہ کنواں ناپاک ہو گیا؟ اگر ناپاک ہو گیا تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

مولوی محمد اسماعیل علی واہ ملسی

اگر وہ جھاڑو پاک تھا تو پاک چسڑا کرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ حسب معمول اس کنوئیں کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

الحمد لله

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی نعیم الدار کس ملتان : ۲۷ / ۹ / ۱۴۰۶ھ

مینڈک کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنوئیں کا حکم

کنوئوں کے اندر عام طور پر جو مینڈک پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور پلتے ہیں تو ان کے مرجانے سے شرعاً کنواں ناپاک ہو جاتا ہے یا پاک ہی رہتا ہے۔ اگر ناپاک ہو جاتا ہے تو یہ تنگی ہے۔ حالانکہ علماء سے سنا ہے کہ شریعت میں آسانی ہی آسانی ہے۔ نیز یہ بھی واضح کریں کہ کسی مینڈک کے مرجانے سے کنواں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

سائل عبد المجید مستعلم جامعہ ہذا آف دہاڑی

خشکی کا مینڈک اگر انا بڑا ہو کہ اس میں بھنے والا خون ہو تو اس کے کنوئیں میں گر کر مرجانے سے کنواں پلید ہو جائے گا۔ پانی کے مینڈک کے پانی میں مرجانے

الحمد لله

سے پانی پلید نہیں ہوتا۔

و یجوز رفع الحدث بما ذکر وان مات فیہ غیر دموہ
کونبور و مائی مولد - ۱ھ (تنویر علی الشافی، ص ۱۳۵)۔

ولو کلب الماء و خنزیره کسملک و سرطان و ضفدع الا بریا له
دم سائل و هو مالا سترة له بین اصابعه فیفسد فی الاصح کحیة
سبویة ان لها دم و الا لا - (در مختار)۔ (قوله والا) ای وان لم یکن
للضفدع البریة و الحیة البریة دم سائل فلا یفسد - (شامیہ ج ۱ ص ۱۳۶)۔
فقط واللہ اعلم

اتحریر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱ / ۱۶ / ۹ / ۱۴۰۴ ھ



جرثیم نجس ادویہ ڈالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا

ہمارے ہاں سال میں ایک دو دفعہ سرکاری طور پر جرثیم مارنے کے لئے کوئی دوا کینوؤں میں
ڈالی جاتی ہے اس دوا کی وجہ سے پانی کا رنگ بھی بدل جاتا ہے۔ تو کیا وہ پانی پاک ہے۔ اس سے
وضو اور غسل وغیرہ درست ہے یا نہیں؟

جب تک اس دوا کا نجس ہونا معلوم نہ ہو کینوئیں کو پاک سمجھا جائے۔

الجواب

» لان الاصل فی الاشیاء الطہارة اور تفتیرا و صاف

سے پانی اس وقت نجس ہوتا ہے جب کہ وہ تغیر کسی شئی نجس سے ہو۔ در مختار میں ہے۔

» لا (ای لا ینجس) لو تغیر بطول مکث فلو علم نتنہ بنجاسة

لم یجز ولو شک فالاصل الطہارة الخ و کذا یجوز بماء خالطه

طاهر جامد مطلقا۔ ۱ھ (در مختار)۔

(قوله مطلقا) ای سواء کان المخالط من جنس الارض کالتراب

او یقصد بخلطه التنظیف کالاشنان والصابون او یكون

شیئا اخر کالزعفران ۱ھ - (شامیہ ج ۱ ص ۱۳۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۷ : ۲ : ۱۳۱۰ھ



جتنے ڈول پانی نکالنا ضروری ہو وقفہ وقفہ سے بھی نکال سکتے ہیں

ہمارا ایک کنواں ہے جس سے ساٹھ ڈول نکالنے ہتھے تو چالیس نکالنے کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کیا اس کے بعد بقیہ ڈول نکالے۔ تو کنواں پاک ہو گیا یا نہیں ؟

سائل صوفی طالب حسین ضیاء

جامع مسجد صحابہ کرام ، پیپلز کالونی ملتان

کنواں پاک ہو گیا جتنا پانی نکالنا ضروری ہو اس کا ایک ہی دفعہ لگا کر نکالنا ضروری نہیں۔ وقفہ وقفہ سے نکالیں تو بھی کنواں پاک ہو جائے گا۔

الحمد للہ

ولو نزع بعضہ ثم زاد فی الغد نزع قدر الباقی فی الصحیح خلاصۃ ائمہ (درمختار)۔

(قولہ خلاصۃ) و مثله فی الخانیۃ وهو منبئی علی انہ لا یشرط التوالی وهو المختار کما فی البحر والفہستائی۔ ائمہ (شامیہ ج ۱ ص ۱۵۶)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۳ / ۲ / ۱۴۰۷ھ



سانپ کنوئیں میں مر رہے تو کنواں پاک رہے گا یا نہیں

اگر سانپ کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنواں پاک رہتا ہے یا ناپاک ہو جاتا ہے اگر اس مسئلہ میں تفصیل ہو تو واضح فرمائیں۔ بنیوا تو جردا۔

سائل: نصیر بخش محلہ رسول پورہ میلسی
 اگر سانپ خشکی کا ہو اور اتنا بڑا ہو کہ اس میں خون ہو تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ اور پانی کا سانپ پانی کو پلید نہیں کرتا۔

« اما الحیة البریة التي لا تعيش في الماء اذا ماتت في الماء فانها تفسده - اه (کبیری ۱ ص ۱۶۴) - ويجوز رفع الحدث بما ذكر وان مات فيه غير دفوی كنسور ومات مولا (تویر) - ولو كلب الماء ونجس زیره كسك وسرطان وصدع الا بویا له دم سائل وهو مالا سترة له بين اصابه فيفسد في الاصح كحیة بریة ان لها دم والا لا - اه (درمختار) - (قوله والا لا) ای وان لم یكن للصدع البریة وللحیة البریة دم سائل فلا یفسد - اه (شامی ج ۱ ص ۱۳۶) - فقط والله اعلم
 احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴ / ۹ / ۱۴۰۴ھ

چھپکلی کنوئیں میں گر جسے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں؟

بعض دفعہ کنوئیں میں چھپکلی گر کر مر جاتی ہے تو شرعاً کنواں کیسے پاک ہوگا۔ نیز یہ بھی واضح کریں کہ پھولنے پھٹنے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ بنیوا بالدلیل تو جبر و اعتدال بجلیل۔
 سائل ممتاز احمد قاسمی

حال مقیم جامع مسجد مدنی محلہ عارف پورہ ملتان
 چھپکلی اگر اتنی بڑی ہو کہ اس کے اندر خون ہو تو کنواں پلید ہو گیا۔ بیس سے تیس ٹول تک پانی نکال دیں اور اگر پھول پھٹ گئی ہو تو سارا پانی نکالنا ضروری ہے۔

و كذا الوزغة اذا كانت كبيرة ای بحيث یكون لها دم فانها

تفسد الماء لما تقدم في الصنف دع البری والحیة البریة اه
(کبیری ۱ ص ۱۶۴)۔

واذا وقع فی البئر سام ابرص ومات ينزح منها عشرون
دلوانی ظاهر الروایة اه (عالمگیری ۱ جز ۱ : ص ۳۰)۔
اور اگر چھپکلی چھوٹی ہو تو بھی پھٹنے کی صورت میں اس کنوئیں کا پانی پینا مکروہ ہے۔
و ذکر الاسبیجالی فی شرحه ما یعیش فی الماء مما لا
یؤکل لجه اذا مات فی الماء وتفتت فانه یکره شرب
الماء وهو مروی عن محمد لاختلاط الاحیاء المحرم
اکلها بالماء فربما ابتلعت بشربه مع انها حرام وما یحتمل
فیه تناول الحرام یکره تناوله و یجب التحرز عنه
لانه رعی حول الحمی اه (کبیری : ص ۱۶۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ، ۱۲ / ۳ / ۱۳۹۸ھ

کتا گرنے کے چار سال بعد کنوئیں کے پانی کا حکم

اگر کنوئیں میں کتا گر پڑے۔ کتا گرنے کے بعد چار سال تک کنواں بے آباد پڑا رہے۔ اس
مدت کے بعد اس کا پانی کھیتی وغیرہ کو ایک سال تک لگاتے رہیں اور کنواں کے اندر داخل ہو کر
کنے کی تلاش بھی کی گئی لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ اور کنوئیں کی کھدائی وغیرہ کر کے مٹی نہیں نکالی گئی اور
پانی بھی اس قدر ہے کہ اس کا نکالنا اہل علاقہ کو بہت مشکل ہے۔ مندرجہ بالا صورت میں کنوئیں
کے پانی کا کیا حکم ہے ؟

ففي القهستانی عن الجواهر لو وقع عصفور فيها فجزوا

عن اخواجه فما دام فيها فنجسته فترك مدة

يعلم انه استحال وصار حمة وقيل مدة ستة اشهر۔

د شامی ۱ ج ۱ : ص ۱۹۶

جزمیہ ہذا سے معلوم ہوا کہ یہ کنواں اب پاک ہو چکا ہے لہذا اس کے پانی کو استعمال کرنا درست ہے کوئی شبہ نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۳/۴/۱۳۸۱ھ

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

غیر مسلم کے پانی لینے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا

ہمارا ایک کنواں مشترک ہے مسلمانوں اور عیسائیوں میں۔ عیسائی بھی پانی نکالتے ہیں تو شرعاً یہ کنواں پاک سمجھا جائے گا یا ناپاک؟ بلیو تو جروا۔ سائل محمد اویس طبرہ سلطان

غیر مسلم کے پانی نکالنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا تا وقتیکہ یہ علم نہ ہو کہ ان کے نکالنے سے کسی قسم کی نجاست کنوئیں میں پڑتی ہے۔

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۹/۱۲/۱۴۰۲ھ

چالیس مربع فٹ کا تالاب نجاست گرنے سے پلیس میں ہوگا

ایک تالاب کی لمبائی چالیس مربع فٹ ہے اور گہرائی سولہ فٹ ہے تالاب میں پہلے پانی موجود تھا بعد میں بارشیں ہونے کی وجہ سے کھیتوں کا پانی تالاب میں پڑ گیا۔ دوسرے دن تالاب کا وارہ تھا وہ پانی بھی تالاب میں پڑ گیا لیکن تالاب کے پانی کی رنگت و بو و ذائقہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو کیا یہ پانی پاک ہے؟

مذکورہ تالاب کا پانی پاک ہے اسے ضروریات کے لئے استعمال کرنا درست

الجواب صحیح

ہے۔ وکذا يجوز براكه كثير كذا لك اي وقع فيه

نجس لم یسراشوه اھ (در مختار علی الشامیہ : ج ۱ ، ص ۶۷۱) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۰ / ۸ / ۱۳۹۸ ھ

مینگنیاں کنوئیں میں گرجائیں تو ناپاک ہو گایا نہیں

اگر کنوئیں میں اونٹ یا بکری کی مینگنیاں یا گائے بھینس کا گوبر، یا گھوڑے، خچر اور گدھے کی لید گر پڑے تو کیا حکم ہے۔ اور تھوڑی یا بہت خشک یا تر ٹوٹی ہوئی یا ثابت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور کنوئیں کے جنگل یا شہر میں ہونے کا کچھ فرق ہے یا نہیں؟ کتے یا بلی وغیرہ جانور یا حلال جانوروں میں اگر کوئی بغیر ذبح کئے مر جائے اور ان کی ہڈی یا سینگ وغیرہ پر گوشت نہ ہو اور تری بھی نہ ہو تو کنوئیں میں گر جانے سے پانی نجس ہو گا یا نہیں۔

اگر مستقل پانی پاک پانی میں پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

تھوڑی مینگنیوں کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ ہاں اگر زیادہ مینگنیاں کنوئیں میں گرجائیں تو کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ جب کہ دیکھنے والا بھی ان مینگنیوں کو سمجھے کہ زیادہ ہیں۔ اور کوئی ڈول ایک دو مینگنیوں سے خالی نہ آئے۔ اور کنوئیں کا جنگل یا شہر میں ہونا اور مینگنی کا ٹوٹا ہوا ہونا یا سالم ہونا سب برابر ہیں۔ باقی کتے یا بلی کے مرجانے سے کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔ اور صاف ہڈی جس پر دوسرے (چکنائی) وغیرہ نہ ہو اس کے گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

اگر مستقل پانی نصف یا زیادہ ہو تو اس سے وضو ٹھیک نہیں۔ اگر نصف سے کم ہو تو اس

سے وضو ہو سکتا ہے فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ اصغر علی غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

(۱) حاشیہ آئندہ صفحہ پر

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار غفرلہ

له ولا تنزح فی بول فارة فی الاصح فیض ولا بخرء حمام وعصفور
وکذا سباع طیر فی الاصح لتعذر صونها عنه ولا بتقاطیر بول
کرؤس ابر و غبار نجس للعفو عنهما و بروتی ابل و
غنم اه (در مختار)۔

قال فی الفیض فلا ینجس الا اذا کان کثیرا سواء کان رطبا
او یابسا صحیحا او منکسرا ولا فرق بین ان یتکون للبئر
حاجز کالمدن اول کالفلوات هو الصحیح - اه
(شامی ج ۱: ص ۲۰۲) - فقط والله اعلم -

الحق محمد النور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ



پزندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا

حرام پزندوں کی بیٹ اگر کنوئیں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہوگا یا نہیں ؟ بیوا تو جروا۔
سائل محمد سلیمان اختر کھڑکیا۔

پزندوں کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ حلال گوشت والے
ہوں یا حرام گوشت والے۔ کیوں کہ ان سے کنوؤں کو بچا نا بہت مشکل ہے۔

الحق محمد

وان وقع خروء الحمام او العصفور فی البئر لم یفسد ماءها لانه
طاهر وهذا مذهبنا خلافا للشافعی رحمہما تقدر وان
وقع خروء الدجاج افسده لانه نجس وليس فی ضرورة لا مکان الاحتراز
وکذا خروء البط والاوز الاھلی بخلاف البری الطیار فان فیہ
ضرورة لانه یدرق من الهواء وکذا خروء الخفاش وبولہ
لا یفسده للضرورة وکذا ذرق مالا یؤکل لحمہ من الطیور
فانه طاهر عندھما فی روایۃ خلافا ل محمد وهو یناقض

قوله فيما تقدم وقال محمد كلاهما طاهر يعني بول ما يؤكل وخبر ما لا
يؤكل من الطيور لكن الذي هنا هو الصحيح وقال بعضهم
روى عن ابن حنيفة «والج يوسف» أن ذرق سباع الطير نجس
نجاسة مخففة لا يفسد الثوب إلا إذا فحش و يفسد الماء
وأن قل كسائر النجاسات الخفيفة فإن حكمها يخالف الفليضة
في الثياب دون الماء ولا يفسد الماء الكثير ما لم يغيره
كسائر النجاسات و يفسد إلا والحق وأن قل لا مكان صونها
عنه ولا يفسد ماء البئر لتعذر صونها عنه (غنية المستمل ص ۱۸)
فقط والله اعلم -

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۳/۲/۱۴۱۰ھ

جس کنوئیں سے جانور پانی پیتے ہوں وہ معمولی گوبر لید سے پلید نہ ہوگا

ہمارے ہاں گاؤں سے متصل ایک کنواں ہے جس کے آس پاس کافی درخت ہیں۔ لوگ
اپنے بولشی ان درختوں کے نیچے باندھتے ہیں اور اس کنوئیں سے پانی پلاتے ہیں۔ پانی پلانے کے بعد
کبھی گوبر یا لید وغیرہ کنوئیں میں گر جاتی ہے تو وہ کنواں پاک ہے یا ناپاک ؟

حافظ عبد الشکور

اشرف شاہ تحصیل سیسی

جس کنوئیں سے جانوروں کو پانی پلانے کا معمول ہو اور وہاں گوبر و لید سے حفاظت
ممکن نہ ہو تو گوبر اور لید کی قلیل مقدار گرنے سے وہ کنواں ناپاک نہ ہوگا اور
جہاں حفاظت ممکن ہو جیسے اندرون آبادی کے کنوئیں تو وہاں قلیل مقدار بھی معاف نہیں اور قلت
و کثرت کا فرق متبلیٰ برکی صوابدید پر ہے۔

الحمد لله

واذا وقعت بكرة او بعرتان في البئر من بحر الابل او الغنم
لم يتنجس البئر استحسانا والقياس ان يتنجس لوقوع

النجاسة في الماء القليل وجه الاستحسان ان ابار
الفلوات ليس لها رؤس حاضرة و تبعد المواشي حولها فتلقى
الرياح بعض ذلك فجعل القليل عفو للضرورة ولا ضرورة
في الكثير كذا في الهداية وفيه اشارة الى ان حكم ابار
الا مزار خلوات ذلك

وفي الرطوبة والمنكسرة اليابسة اختلاف بين المشايخ بعضهم
افتي فيهما بالتنجس لشيوع النجاسة في الماء للرطوبة وللرخاوة
في المنكسر بخلاف الصحيح اليابس وبعضهم سوى احب
بين الرطب واليابس والمنكسر والصحيح واختاره في الهداية
وفي الكافي قال لا فرق بين الرطب واليابس والصحيح والمنكسر
والروث والخثي والبزلات الضرورة تشتمل الكل انتهى -
والاروات بمنزلة المنكسرة لتخلخلها ورخاوتها وكذا الاخشاء
واكثر المشايخ على انه لا تطلق التسوية في كل موضع بل تعتبر
فيه الضرورة العامة والبلوى ان كان فيه ضرورة يتعذر
الاحتراز عنه ووقع الحرج في الحكم بالنجاسة كأبار الفلوات
الغير المحفوظة الكثيرة الطارق والاستعمال لا يحكم بالنجاسة
للضرورة وان كان الاحتراز غير متعذر كأبار البيوت والأماكن
المحفوظة القليلة الطارق والاستعمال فهي بمنزلة الاناء لا
يعفى فيه القليل وهذا الذي ينبغي ان يعتمد عليه فان الجميع
يستدلون بالضرورة فينظر الى ماهي فيه - (كبيرى : ص ١٥٨) -

فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتي خير المدارس بلقان - ٣ / ١٢ / ١٣٠٤ هـ

ہر کنوئیں کو پاک کرنے کیلئے دوسو سے تین سو ڈول نکالنے کا حکم صحیح نہیں

اگر کنوئیں میں کتا گر جائے اور زندہ نکل آئے تو تین سو ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو گا یا نہ اور تین سو ڈول نکالنا سارا پانی نکالنے کے مساوی ہو گا یا نہیں ؟
الجواب جن جانوروں کے کنوئیں میں گر جانے سے کنواں نا پاک ہو جاتا ہے اور پاک کرنے کے وقت سارا پانی نکالنا پڑتا ہے۔ منجملہ ان میں سے ایک کتا بھی ہے جیسا کہ مجمع الانہر جلد اول صفحہ ۳۴ پر مذکور ہے۔

وكله بنحو كلب او شاة او آدمى او انتفاخ الحيوان الدموى
 او تفسخه ولو صغيراً لا ينتشر البلة في اجزاء الماء اه
 اور اگر کتا کنوئیں سے زندہ بھی نکال لیا جائے اور اس کتے کے منہ کو پانی پہنچ جائے تو بھی کنوئیں سے سارا پانی نکالنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ پر مرقوم ہے۔
 وموت الكلب ليس بشرط حتى لو انغمس واخرج ينزح جميع
 الماء وكذا كل ما سوره نجس او مشكوك الخ
 پس ثابت ہوا کہ کنوئیں میں کتا گر لے سے اور زندہ نکال لینے سے کنواں نا پاک ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنے کا حکم ہے بشرطیکہ کتے کا منہ سارا پانی میں ڈوب گیا ہو۔ اور تین سو ڈول نکالنے سے نہ تو کنواں پاک ہوتا ہے اور نہ ہی یہ سارا پانی نکالنے کے قائم مقام ہوتا ہے دوسرے تین سو ڈول نکالنا یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور یہ حکم بغداد کے کنوؤں کے لئے مختص ہے نہ کہ تمام ملک کے کنوؤں کے لئے یہ فتویٰ ہے۔

جیسا کہ کتب فقہ میں اور خاص کر مجمع الانہر، جلد ۱ ص ۳۵ پر مسطور ہے۔
 ویفتی بنزح مائتی دلو الی ثلاثمائة وهو مروی عن محمدؒ کانہ
 بنی قوله علی ما شاهد فی بلدة بغداد فانہ آبارها لا تزيد علی
 ثلاثمائة دلو۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا مقصود اصلی یہی تھا کہ کنوؤں سے سارا پانی نکالا جائے۔ لیکن عدد مخصوص ڈول نکالنے کے عنوان سے حکم فرماتے تھے۔ علماء متاخرین امام محمدؒ کی اس

روایت کو ایسر علی الناس فرمایا ہے لیکن اس وقت جب کہ مبتلی پہ گاؤں کے اکثر کنوؤں میں تین سو ڈول سے زائد پانی نہ ہو۔ پھر تمام کنوؤں میں ایک ہی حکم جاری کرنا اس میں لوگوں کے لئے آسانی ہے۔ اگر اس گاؤں کے اکثر کنوؤں کا پانی ملاحظہ کر لیا گیا ہے کہ ان میں کتنا پانی ہے تو پھر علی الاطلاق عدد مخصوص پر فتوے دینا اس مقام میں درست ہے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں اور خاص کر ”کبیری مع الصغیری“ ۱۶۲ پر ہے۔

وروی عن محمد انه قال ينزح منها ما ثلثا دلو الى ثلثمائة دلو
وانما اجاب بذلك بناء على كثرة الماء في آبار بغداد كذا في
المبسوط والعمروى عن ابى حنيفة انه اذا نزح منها مائة
دلو يكفي وهو بناء على آبار الكوفة لقلة الماء فيها كذا في
الكفاية وعلى هذا لا ينبغي الفتوى بالمائتين ونحوها مطلقا
بل ينظر الى غالب آبار البلد وهو الايسر على الناس والاول وهو
اعتبار مقدار الماء في كل بئر على حدة أحوط - اهـ

اس روایت سے ثابت ہوا کہ مطلقاً ہر مقام کے کنوؤں میں جہاں سارا پانی نکالنے کا حکم ہے
عدد مخصوص ڈول نکالنے کا فتوے دینا درست نہیں۔ جو صاحب ہر ایک جگہ اور ہر ایک کنوئیں
میں جہاں سارا پانی نکالنے کا حکم ہو۔ وہاں پر دو سو ڈول سے تین سو ڈول پانی نکالنے کا حکم
علی الاطلاق دیتے ہیں اور عدد مخصوص ڈول نکالنے کو سارا پانی نکالنے کے قائم مقام سمجھتے ہیں ان
پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ امام محمدؒ کی جانب سے یہ روایت پیش کریں کہ جہاں امام محمدؒ نے بغداد
کے علاوہ کسی اور جگہ کے کنوئیں سے عدد مخصوص ڈول کے نکالنے کا حکم فرمایا ہو۔ اور دوسری بات
ان صاحبوں پر یہ ضروری ہے کہ امام محمد صاحبؒ سے ایسی روایت پیش کریں جس میں انہوں نے یہ
حکم مطلقاً فرمایا ہو کہ جو کنواں ناپاک ہو اور سارا پانی نکالنا پڑے تو وہاں عدد مخصوص ڈول نکال
لینے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے۔ اگر امام صاحبؒ کی جانب سے اس طرح کی روایت پیش
نہ کر سکیں تو پھر مطلقاً ہر ایک کنوئیں میں فتوے مذکور دینا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ ہاتوا برہانکم
ان كنتم صادقين - فقط والله اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فصل فی التیمم

سخت بستی کی وجہ سے تیمم کا حکم
ایک مرد اپنی زوجہ سے ہمبستی کرتا ہے یا اس کو احتلام ہو جاتا ہے
سردی بھی سخت ہے وہ سا فر بھی ہے، پانی گرم میسر نہیں ہے۔ وہ آدمی ساٹھ سال سے کچھ نماز عمر کا
ہے۔ کیا وہ بغیر غسل تیمم کر کے نماز تہجد اور نماز فجر کی امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ دوسرا آدمی
نماز پڑھانے والا نہیں ہے۔ اس کا تجربہ ہے کہ اگر غسل کرے تو اس کو دردِ شقیقہ اور اعضاء میں درد ہو
جاتا ہے۔ لہذا وہ نماز وغیرہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور وضو کرنے والوں کی اقتدار اس کے پیچھے جائز
ہوگی یا نہیں؟

جواز تیمم کے لئے پانی کے استعمال سے عاجز ہونا شرط ہے۔ خواہ وہ اس
وجہ سے ہو کہ پانی مفقود ہے یا پانی کے استعمال سے مرض کی زیادتی اور امتداد کا
خوف ہو یا سردی کی وجہ سے ہلاکت اور بیماری کا اندیشہ ہو۔ نیز گرم پانی میسر نہ ہو۔ پس اگر ان امور
میں سے کوئی امر ہو تو تیمم جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ وضو کرنے والے کی اقتدار تیمم کرنے والے کے پیچھے
درست ہے۔

وصح اقتداء متوضی بمتمیم اھ در مختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۵۵۔
شہر دل میں چونکہ گرم پانی اور کحاف وغیرہ مل سکتے ہیں لہذا تیمم نہ کرے کیونکہ اس کا جواز انتہائی ضرورت
کے وقت ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
فائب مفتی جامعہ خیر المدارس
۲۸
الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
۶
۱۳۸۸ھ

دوسرے سے تیمم کرنے کا حکم میں لاہور سے واپس آ رہا تھا کہ اتفاقاً حادثہ پیش آ گیا۔

دایاں بازو ٹوٹ گیا باایاں بازو صحیح ہے۔ اب میں تیمم کرتے ہوئے بائیں ہاتھ سے چہرے اور دائیں ہاتھ کا سرخ کر لیتا ہوں مگر بائیں ہاتھ کا مسح نہیں کر سکتا۔ تو کیا بائیں ہاتھ کا مسح کسی دوسرے شخص سے کر سکتا ہوں؟ قاری نور الحق قریشی ملتان

بائیں بازو پر کسی دوسرے سے مسح کر سکتے ہیں۔

الجواب

وإذا لم يقدر المريض على الوضوء والتيمم وليس عنده من يوضئه وييممه فإنه لا يصلي عندهما قال الشيخ الإمام محمد بن الفضل: رأيت في الجامع الصغير للحرخي أن مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلي بغير طهارة ولا يتيمم ولا يعيد وهذا هو الأصح - (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۸)

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

نمک پر تیمم کرنے کا حکم اگر نمک کا بڑا ڈھیلہ رکھا ہوا ہو تو اس پر تیمم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

بنیوا تو جسروا۔

سمندری نمک کے ڈھیلے پر نہیں کر سکتے، پہاڑی نمک پر تیمم کر سکتے ہیں۔

الجواب

ولو تيمم بالملح نظر ان كان ما شيا اى كان ماء فجد لا يجوز لانه ليس من اجزاء الارض وان كان جبليا اى معدنيا وهو ما استحال ملحا من اجزاء الارض يجوز به التيمم لانه من جنس الارض وقال قاضي خان واختلفوا في الجبل والصحيح هو الجواز - اه (كبرى ۱ ص ۷۶) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

فانج کے مریض کو پانی نقصان دے تو تیمم کر سکتا ہے

ہمارے والد صاحب کو فانج ہو گیا ہے۔ سردی کا موسم ہے۔ حکیم حنیف اللہ صاحب نے کہا ہے کہ جسم کو پانی بالکل نہ لگنے دیں۔ تو وہ تیمم کر کے نماز ادا کریں یا ایسے ہی پڑھتے رہیں ؟

اگر حکیم صاحب نے کہا ہے کہ وضو کرنا ضرر ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

الحمد للہ

ولو كان يجرد الماء الا انه مريض يخاف ان يستعمل

الماء اشتد مرضه او ابطأ بؤه يتيمم الخ (الى قوله) ويعرف

ذلك الخوف اما بغلبة الظن عن اماره او تجربه او اخبار

طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق كذا في شرح منية المصلي

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۵) - فقط والله اعلم -

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قیدی کو پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اسکا اعادہ کرے

بکر جیل میں قید ہے۔ جیل کا دستور ہے کہ پانچ بجے کے بعد قیدیوں کو کوٹھڑیوں میں بند کر دیتے ہیں اور وہ مغرب، عشاء اور فجر اندر ہی پڑھتے ہیں کبھی کبھی رات کو پانی نہیں ہوتا۔ تو کیا بکر تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے ؟ اور پھر اس نماز کا اعادہ بھی کرے یا نہ کرے ؟

محمد شفیع کالی سوری حیدرآباد

ایسی صورت میں وضو کے لئے پانی بھر کے رکھ لیا کریں۔ اگر کبھی ایسا نہ ہو سکے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیں مگر بعد میں اس نماز کا اعادہ کریں۔

الحمد للہ

والمحبوس في السجن يصلی بالتيمم ويعيد بالوضوء لان

العجز انما تحقق بصنع العباد و صنع العباد لا يؤثر في اسقاط

حق الله تعالى - (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ غبار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

تیمم کے چند اہم مسائل

۱۔ تیمم کے لئے پاک پتھر پر ہاتھ مار کر چہرے پر پھیرا۔
ہاتھ چہرے سے الگ کر لیا۔ کچھ جگہ مسح ہونے سے رہ

گئی۔ دوبارہ اسی الگ شدہ ہاتھ سے ان جگہوں پر مسح کرے یا دوبارہ انگلیوں وغیرہ کو پتھر پر مار کر پھر
ان جگہوں پر مسح کرے اس خیال سے کہ ہاتھ چہرے پر پھر گیا اور الگ کر دیا تو یہ ہاتھ مستعمل ہو گیا۔ کیا یہ
صحیح ہے ؟

۲۔ دوسری ضرب جو مارے گا اس میں بوقت خلال انگلیوں کے جو حصے دوسری انگلیوں کے اندر کے
حصہ کا مسح کرتے ہیں۔ یعنی مسح کرنے والی انگلیوں کی کرٹیں وہ خود ہی پتھر پر مسح نہ ہونے کی وجہ سے
غیر مسح ہیں۔ پھر بوقت خلال یہ انگلیوں کے پتھر سے نہ لگے ہونے سے ایک دوسرے کا مسح کیسے کر
سکتے ہیں۔ پھر تیمم کیسے درست ہوگا ؟ جب کہ مسئلہ ہے کہ بال برابر جگہ اگر رہ جائے تو تیمم نہ
ہوگا۔ ؟

۳۔ ہاتھوں کا مسح کرتے وقت ناخنوں کے بالکل قریب دلے پورے ناخنوں کے کونوں والے حصے
تھمیل کے بالکل بیچ دلے حصے وغیرہ پر نہ تو بوقت مسح ہاتھ اور نہ یہ پتھر سے مسح ہوتے ہیں ان کا مسح
کیسے کریں ؟

۴۔ ”مفتاح الجنۃ“ میں لکھا ہے کہ اگر انگلیوں کے درمیان غبار نہ پہنچا تو قیسری بار ہاتھ مار کر پھر
انگلیوں کا خلال کرے۔ کیا یہ قیسری ضرب صحیح ہے ؟

۵۔ جس طرح وضو میں اگر داڑھی کی جلد نظر آتی یا بالوں میں سے جلد مھلکتی ہو تو نیچے پانی پہنچانا فرض ہے
کیا اسی طرح تیمم میں بھی انگلیاں ڈال کر نیچے جلد کو رگڑنا فرض ہوگا ؟

حافظ محمد ابراہیم، مدرسہ عربیہ اسلامیہ

۱۔ قال فی الفتح ہذا یفید تصور استعمالہ وهو مقصور

على صورة واحد وهو ان يمسح الذراعين بالضربة التي مسح بها

بجواب

وجہ لاغیر۔ (طحاوی ۱ ص ۶۵)۔

فتح القدیر کے حوالہ بالا سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صورتِ ستولہ میں ہاتھ مستعمل نہیں ہوں گے بدول
ضربِ جدید کے یہی ہونی جبکہ کاسح کر لے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ بدول ہاتھ اٹھائے اچھی طرح
سے مسح کر لے کہ کوئی جبکہ بدول اس کے ذرہ جلے۔

۲ : وف الدر المختار مع الشامی بمطہر من جنس الارض وان لم یکن

علیہ تقع اک غبار فلولم یدخل اصابعہ لم یحتج الی ضربة

ثالثة للتحلل ای بل یخلل من غیر ضربة۔ (ج ۱ ص ۱۶۴)۔

عبارت ہذا سے ظاہر ہے کہ تحلیلِ اصابع کے جواز کے لئے ان میں غبار کا داخل ہونا یا مٹی سے مس کئے
ہوتے ہونا ضروری نہیں۔ پس ایسی صورت میں اگر پورے ہاتھ کا مسح اچھی طرح سے کر لیا گیا ہے اور
انگلیوں کا خلل بھی کر لیا گیا ہو تو تیمم درست ہو جائے گا۔ گواں میں غبار داخل نہ ہوا ہو۔ ایک بال
برابر جبکہ کا بغیر مسح کئے رہ جانا مضر ہے۔ غبار پہنچے بغیر رہ جانا قاذح نہیں۔ پس شہرہ نہ کیا جائے۔

۳ : ان جگہوں پر ذرا خیال سے ہاتھ پھیر لے زیادہ تکلف میں نہ پڑے۔

۴ : مفتاح الجنۃ میں ضریبہ ثالثہ کا حکم امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت کی بنا پر ہے۔

حکما فی الدر المختار ج ۱ ص ۱۶۴۔ ظاہر مذہب وہی ہے جو جواب نمبر ۲ میں
مذکور ہے۔

۵ : وف الحلیۃ یمس من وجہہ ظاہر البشۃ وظاہر الشعر علی الصحیح

(عالمگیری ج ۱ ص ۱۲)۔

عبارت ہذا کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کے بالوں پر مسح کر لے اتنا کافی ہے۔ لیکن خفیہ
کا الگ حکم نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ علامہ طحاویؒ نے شرحِ مراقی میں اس صورت کا الگ تذکرہ فرمایا
ہے لیکن حکم نہیں بتایا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نامب مفتی جامعہ خیر المدارس

ملتان ۲۲/۱۲/۸۲ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک ہی جگہ سے بار بار تیمم کرنا درست ہے

والد صاحب بہت زیادہ عمر رسیدہ ہیں وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایک بڑا سا مٹی کا
ٹھیلہ ان کے پاس رکھا ہوا ہے جس پر وہ بار بار بوقت نماز تیمم کرتے رہتے ہیں۔ کیا بار بار اس ایک ہی
ٹھیلے پر تیمم کرنا جائز ہے یا اسے بدلنا چاہئے؟ بیسوا تو جسروا۔

العبد سیف اللہ خالد قادری لاہور

ایک ہی ٹھیلے پر بار بار تیمم کرنا درست ہے۔ و اذا تیمم مرارا من
موضع واحد جاز كذا في التاتارخانية اه (عللگیری ج ۱)۔

الجواب

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۲۶، ۷، ۱۳۹۸ھ

پکی اینٹ پر تیمم کا حکم کیا پکی اینٹ جو جھٹھ میں پکی ہوئی ہو اس پر تیمم کرنا جائز ہے
یا نہیں؟ بیسوا تو جسروا۔ محمد رفیق ٹھیکیدار لاہور

جائز ہے۔ واما التیمم بالاجر فعند الج حنیفۃ رحمہ
اللہ تعالیٰ يجوز مطلقا دق اوله لانه من اجزاء الارض

الجواب

وان شوی وتصلب بمنزلة النورة - (کبیری، ص ۷۵)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۵/۵/۲۰۰۸ھ

والظاهر ان مات تحت الخاتم الواسع ان اصابه
الغبار لا يلزم تحريره والا لزم كالتخلييل المذكور - اج
(شامية ج ١١ ص ١٥١) - فقط والله تعالى اعلم -

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۳، ۲۴، ۲۵

تَیْمَم میں نِیَّاتِ کس طرح کی جائے

جب تبلیغی جماعت کیساتھ جاتے ہیں تو مسائل کے مذاکرہ میں بتاتے ہیں کہ تیمم میں نیت کرنا فرض ہے تو اس سے کیا مراد ہے ؟ کیا یہ مطلب ہے کہ نیت کرے کہ میں تیمم کر رہا ہوں یا کچھ اور ؟

تیمم میں نیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں یہ تیمم نماز پڑھنے کے لئے کر رہا ہوں۔ یا طہارت حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ یا حدث کو زائل کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ صرف تیمم برائے تیمم نیت کافی نہیں۔

وفي البحر وشرطها ان ينوي عبادة مقصودة النية او الطهارة
او استباحة الصلوة او رفع الحدث او الجنابة فلا تكفي نية
التيمم على المذهب - اهـ (شاه ١ ج ١ : ص ١٨١) فقط والله اعلم
احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۷/۷/۱۴۰۹ھ

راکھ پر تیمم کرنے کا حکم گوبر کی راکھ پر تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ جب کہ سنا ہے کہ راکھ پاک ہوتی ہے۔ محمد طیب طاہر نقشبند کالونی ملتان راکھ پاک ہے۔

السرقین اذا احرق حتی صار رمادا فعند محمد یحکم بطہارتہ وعلیہا الفتویٰ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۳)۔
مگر اس پر تیمم اس لئے جائز نہیں کیونکہ یہ جنس ارض سے نہیں۔

کل ما یحترق فیصیر رمادا کالخطب والحشیش ونحوهما
او ما ینطبع ویلین کالحدید والصفیر والنحاس والزجاج
وعین الذهب والفضة ونحوها فلیس من جنس الارض
..... الا قوله ولا یجوز بالرماد والعنبر (عالمگیری ج ۱ ص ۱۳)

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پانی ایک میل دور ہو تو تیمم جائز ہے پانی ایک میل دور ہو تو تیمم جائز ہے اس سے میل شرعی مراد ہے یا میل انگریزی۔ نیز یہ بھی بتائیں کہ ان سے

دونوں کی مسافت میں کیا فرق ہے ؟ سائل محمد طیب : طیب جنرل سٹور کالامنڈی ملتان شہر
اس میل سے مراد میل شرعی ہے جو چار ہزار ذراع کا ہوتا ہے۔ انگریزی میل ایک ہزار
سات سو ساٹھ گز کا ہوتا ہے اور گز پچیس اینچ کا ہوتا ہے۔ مرد جو میل شرعی
انگریزی میل سے دو سو چالیس گز انگریزی بڑا ہوتا ہے اس لحاظ سے میل شرعی دو ہزار انگریزی گز ہوا۔ پانی اتنی
مسافت پر دور ہو تو تیمم کر سکتے ہیں۔ من عجز عن استعمال الماء الخ لبعده ولو مقیما فی المصیر میلا
اربعة آلاف ذراع وهو اربع وعشرون اصبعاً وہی ست شعیرات ظہر لبطن وہی ست
شعیرات بطن (درمختار علی الشامیة ج ۱ ص ۱۷۱ - مطبوعہ کوٹہ)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

لمسح علی الخفین و الجوبین و الجباہر

موزوں پر پہنی ہوئی جرابوں پر مسح کا حکم
ایک شخص چمڑے کے موزوں پر
جراہیں پہن لے اور وضو کے وقت جراب (جو کہ موزہ پر پہنی ہوئی ہے) نہ اتارے صرف جراب پر مجھے
مسح کرنے تو وضو ہو جائے گا یا نہیں ؟

مسافر جنرل سٹورمچری بازار سرگودھا

الجواب
اگر جرابیں نہایت باریک ہیں کہ ان پر مسح کرنے سے پانی کی تری موزوں تک پہنچ
جاتی ہے تو پھر جرابوں پر مسح کافی ہوگا ورنہ جرابوں کا اتارنا ضروری ہوگا۔ یعنی
دوسری صورت میں اگر جرابوں کو اتارے بغیر مسح کرے گا تو وضو نہیں ہوگا۔

كما في المالکیری، ج ۱ ص ۱۷۰ - واذا لبس الخبر موقین
فان لبسهما و حدھما الی قوله وان لبسهما فوق الخفین
فان کانا من کرباس او ما یشبهه لا یجوز المسح علیهما
الا ان یشکونا رقیقین یصل البلل الی ماتحتھما۔ فقط

واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

مؤرخہ ۹ / ۸ / ۱۳۸۴ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

پلستر پر مسح کرنے کا حکم
ایک شخص کے پاؤں پر زخم تھا اس نے زخم پر پلستر لگایا۔
اس کے بعد اس نے نماز ادا کرنے کے لئے وضو کیا اور پاؤں
کو اچھی طرح دھو لیا مگر پلستر نہیں اتارا کیا اس کا وضو ہو گیا ؟ ایسے ہی پسٹلی کے زخم پر پلستر لگا ہوا
تھا۔ پھر اسے غسل فرض کی حاجت ہوئی تو اس نے غسل کیا مگر پلستر نہیں اتارا کیا اس کا غسل صحیح

ہو گیا ؟

الجواب

اگر پلستر اتار کر ارد گرد کی جگہ کو دھویا جاسکتا ہو اور زخم پر مسح یعنی گیلہ یا تھہ پھیرا جاسکتا ہو تو پھر پلستر پر مسح جائز نہیں بلکہ پلستر اتارنا چاہئے اور زخم کی جگہ پر مسح کیا جائے اور ارد گرد کی جگہ کو دھویا جائے۔

اور اگر پلستر اتار کر زخم پر مسح نہ کیا جاسکتا ہو لیکن ارد گرد کی جگہ کو دھویا جاسکتا ہو تو پلستر اتار کر ارد گرد کی جگہ کو دھویا جائے اور زخم والی جگہ پر پلستر کے اوپر مسح کر لیا جائے۔ اور اگر دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں یعنی پلستر کا اتارنا تکلیف دیتا ہو تو پورے پلستر پر مسح کر لیا جائے وضو اور غسل صحیح ہو جائے گا۔ شامی ۱ ج ۱ ص ۲۵۸ میں ہے۔

ویمسح نحو مقتصد وجریح علی کل عصابة (در ثمار) اسی علی کل فرد من افرادها سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهی بقدرها او زائدة علیها كعصابة المقتصد اولم یکن تحتها جراحة اصلا بل كسر اوک وهذا معنی قول الكنز کان تحتها جراحة اولی لكن اذا كانت زائدة علی قدر الجراحة فان ضره الحل والغسل مسح الكل تبعاً والا فلا بل يغسل ما حول الجراحة ویمسح علیها لا علی الخرقه مالم یضره مسحها فیمسح علی الخرقه التي علیها ویغسل حوالیها وما تحت الخرقه الزائدة لان الثابت بالضرورة یتقدر بقدرها كما اوضحه فی البحر فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ ۶/۲۲/۱۳۹۷ھ

اجواب صحیح ۱ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ



مجلد جبرائیل پر مسح جائز ہے

منعین کہ جن پر مسح جائز ہے ان کی تعریف کے ساتھ ساتھ

یہ بھی بیان فرمایا جاوے کہ اس میں جبرائیل کس قسم کی اور

کہاں تک اور کسی ہونی چاہئیں نیز منعین میں پاؤں کی انگلیاں اور اس سے تھوڑا آگے تک چمڑے

کا ہونا ضروری ہے جیسے ۱ یا پاؤں کی ساری پشت پر چمڑا کا ہونا ضروری ہے۔ نیز مجلین کی تعریف تسلی بخش اور اس میں بھی چمڑا کی حد بیان فرمانے کو فراموش نہ کیا جاوے اور اگر صرف جرابیں پہنی ہوئی ہوں تو کیا ان پر بھی مسح جائز ہے یا نہیں۔ شق اول کی بناء پر ان کی تعریف اور تخمین کی تعریف کا حقہ بیان فرمادیں ؟

مجلدین منعین تخمین پر مسح جائز ہے۔

مجلدین وہ جرابیں ہوتی ہیں جن میں پاؤں کے نیچے اور اوپر سب چمڑا ہوتا ہے۔ اور منعین وہ ہوتی ہیں جن میں صرف نیچے کی جانب چمڑا ہو۔ اور تخمین بھی ہوں اور تخمین وہ جرابیں ہوتی ہیں جن پر چمڑہ تو بالکل نہ ہو لیکن وہ اتنی موٹی ہوں کہ ان کے اندر سے پاؤں نظر نہ آئے۔ اور نیپٹی پر بغیر باندھے کھڑی رہیں۔

کشاف العالمگیریۃ ج ۱ ص ۱۶۔ وی مسح علی الجورب المجلد وهو الذی وضع الجلد علی اعلاہ واسفلہ ھکذا فی الکافی والمنعل وهو الذی وضع الجلد علی اسفلہ کالمنعل للقدم ھکذا فی السراج الوساج۔ والتخمین الذی لیس مجلداً ولا منعلاً بشرط ان یتمسک علی الساق بلا ربط ولا یری ماتحتہ وعلیہ الفتوی کذا فی النہر الفائق۔ فقط

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۳۷۲ھ/۵/۲۷
واللہ اعلم
بندہ منیر علی عفا اللہ عنہ

جوربین منعین پر مسح کا حکم
جراب منعل پر تو بالاتفاق مسح جائز ہے۔ اگر موٹی جراب کے نیچے پاؤں کے تلوے پر چمڑا لگا ہو تو اس کا

کیا حکم ہے آیا اس پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب منعل اس جراب کو کہتے ہیں جس کے صرف نیچے چمڑا لگا ہوا ہو۔ کبریٰ میں ہے
او منعین ای جعل الجلد علی ما یلی الارض منہما
خاصۃ کالمنعل للرجل (مثلاً)۔ اگر جرابیں تخمین منعین ہوں۔ یعنی تین میل بغیر

ہوتے کے چلنے سے پھٹنے والی نہ ہوں اور بغیر باندھنے کے کھڑی رہتی ہوں ، دوسری طرف نظر نہ جاتی ہو
تو مسح جائز ہے ورنہ رقیق منعل ہونے کی صورت میں مسح جائز نہیں ۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بار بار پٹی اتارنا زخم کو مضر ہو تو نہ اتاری جائے

اگر زخم پر مسح یا دھونا مضر نہ ہو تو پٹی کو اکھاڑ کر مسح یا زخم کو دھونا واجب ہوگا ، سوال یہ
کہ نہ مسح اور نہ دھونا مضر ہے لیکن بار بار اکھاڑنے سے زخم دیر سے اچھا ہوگا ۔ اس صورت میں
مشرعاً پٹی نہ اکھیڑنے اور دوا نہ ہٹانے کی اجازت ہے یا نہیں ؟

نیز پٹی اکھیڑنے سے تکلیف بھی نہیں ہوتی اگر معمولی تکلیف یا قابل برداشت تکلیف ہو یا پٹے
اکھاڑنے سے یا دوا ہٹانے سے زخم کے جھڑنے یا بہنے کا صرف ڈر ہو یا واقعی بہنے لگتا ہو یا تازہ
ہو جاتا ہو یا تکلیف ہوتی ہو ، تو ان صورتوں میں پٹی اکھاڑنے کا کیا حکم ہے جب کہ دھونا یا مسح کرنا
زخم کو قطعاً مضر نہ ہو ، لیکن رد معمولی سا قابل برداشت ضرور ہوتا ہو فوری زخم کے جھڑنے کا
ڈر ہو یا نہ ہو ؟

عبدالرحمن مدرّسہ رلٹے ذیل

جواز تیمم کے لئے فقہاء نے تاخیر شفاء کو بھی عذر معتبر اور ضرر واقعی قرار دیا ہے
(کافی المنہج ج ۱ ص ۱۵) ہم سمجھتے ہیں کہ مسح جبیرہ کے جواز کے لئے بھی یہ
عذر معتبر قرار پائے گا پس اس ضرر کی بناء پر بھی بدون پٹی اکھاڑے اگر مسح کر لیا گیا تو جائز ہو
جائے گا ۔

۱۲ ان سب صورتوں کا اجمالی جواب یہ ہے کہ جن صورتوں میں پٹی اکھاڑنے سے زخم کے بڑھ جانے
یا دیر سے اچھا ہونے کا غالب گمان ہو ان صورتوں میں مسح جائز ہوگا ، شدید تکلیف
بھی اس میں داخل ہے محض معمولی تکلیف کی صورت میں مسح جائز نہ ہوگا ۔ فقط واللہ اعلم

اعتر محمد انور عفا اللہ عنہ

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ کیا ہے اور مقیم کتنی مدت تک مسح کر سکتا ہے اور مسافر اس کے اندر کیا طریقہ اختیار کرے گا اور اس کے لئے کتنی مدت ہے ؟

الجواب

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تکرار کے آگے کی طرف رکھے

انگلیاں پورے موزہ پر رکھ دے اور مستھیل موزے سے الگ کر کے رکھے پھر ان کو کھینچ

کر پنڈلی کی طرف لے جاوے اور اگر انگلیوں کے ساتھ مستھیل بھی رکھ دی ، اور مستھیلی سمیت انگلیوں

کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔ مقیم کے لئے اس کی مدت ایک دن ، ایک رات ہے۔ اور

مسافر کے لئے تین دن ، تین رات ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

و كيفية المسح ان يضع اصابع يده اليمنى على مقدم خفه الايمن

ويضع اصابع يده اليسرى على مقدم خفه الايسر ويمدها

الى الساق فوق الكعبين ويفرج بين اصابعه هكذا في

فتاوع قاضيخان وهوان يكون في المدة وهي للمقيم

يوم و ليلة وللمسافر ثلاثة ايام ولياليها هكذا في المحيط

(ج ۱- ص ۱۷۱)۔ فقط والله اعلم

الحق محمد انور عفا الله عنه

زخم کے ارد گرد جمی ہوئی دوار کو ہٹانے کا حکم

زخم کے ارد گرد بالکل قریب گندہ بروڑہ گھیل کر تندرست جسم پر چمٹ جاتا ہے۔ اب اگر بوقت

ہر وضو اس کو ہٹاتا ہے تو بلا مبالغہ وہ ہٹتا نہیں۔ یعنی چاقو وغیرہ سے ہٹانے کے بغیر دور

نہیں ہوتا۔ اس طرح جلد پر کچھ خراشیں آجاتی ہے ورنہ دور نہیں ہوتا۔ یا پھر بوجہ قریب زخم کے

زخم پر اثر پڑتا ہے ، یا پانی کے اندر جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ اس طرح تندرست جسم سے

خون پامپ کا پھیلنا واجب ہے یا نہ ؟

۲ : زخم کے اوپر درہم سے زیادہ پٹی تھی۔ زخم کانٹوں یا پیپ پٹی کے اوپر دالے تھے میں
ظاہر ہوا، اب اس پٹی کو دور کرنا واجب ہو گا یا نہ ؟

حافظ نور الدین سیوطی رایتونڈ

الجواب : زخم کے قریبی حصے پر جو دوائی مانع نفوذِ مائع جم گئی ہے اگر اس کے دور کرنے
میں زخم کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو اسے دور کرنا ضروری ہو گا۔ ورنہ نہیں۔

لیکن تکلف سے بچا جائے

۲ : اگر زخم کے دیر سے اچھا ہونے کا اندیشہ اور غالب گمان ہو تو ایسی صورت میں پٹے
اتارنا واجب نہ ہو گا۔ اور اگر زخم بالکل درست ہو گیا ہے تو پٹی اتار دینی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۸ / ۴ / ۱۳۸۲ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں

ہماری والدہ ماجدہ کافی معمر ہیں سردیوں میں انہیں وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی
ہے۔ ہم نے ان سے کہا کہ آپ موزے پہن لیا کریں۔ تو کیا عورتیں بھی موزوں پر مسح کر سکتی ہیں؟
سائل۔ دلدار علی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

عورتیں بھی مردوں کی طرح موزوں پر مسح کر سکتی ہیں۔

الجواب

المراة فی المسح علی الخفین بمنزلة الرجل

لاستوائہما فی المعنی المجوز للمسح کذا فی المحيط

دعالمگیری ج ۱ ص ۱۱۱۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

معروف جَرَابُوثِ پر مسح کا حکم

بازار میں جو عام جرابیں ملتی ہیں جن کو بعض لوگ موزوں سے بھی موسوم کرتے ہیں کیا ان پر مسح کرنا جائز ہے اور جب کہ اس دور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دسے دور کے موز سے مقصود ہیں۔ تو کیا اب حکم کا اطلاق ان پر نہ ہوگا ؟

استفتیٰ: محمد افضل شیخ

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے چمڑے کے موزوں کا مقصود ہونا دعویٰ بلا دلیل ہے۔ مدعی کے ذمہ اس کا اثبات ہے۔ بلکہ یہ دعویٰ غلط ہے۔ کیوں کہ بے شمار احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں پر مسح کرنا موجود ہے احادیث کی کوئی کتاب ”باب المسح علی الخفین“ سے غالباً خالی نہ ہوگا۔ بلکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل سنت و الجماعت سے ہونے کے لئے مسح علی الخفین کے قائل ہونے کی شرط لگائی ہے۔

روی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه سئل عن السنة والجماعة فقال ان تحب الشيخين ولا تطعن في الخفنين وتمسح على الخففين - (قاضی خاتم ج ۱: ص ۲۲)

حضرت امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من انكر المسح على الخففين يخشى عليه الكفر -

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ادركت سبعين بدريا من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم كلهم يرون المسح على الخففين - (فتح الملهم ج ۱: ص ۴۳)

قال ابن عبد البر مسح على الخففين سائر اهل بدر والحذيبية وغيرهم من المهاجرين والانصار وسائر الصحابة و التابعين -

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم

اور ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ وغیرہ حضرات کا معمول مسح علی الخفین کا تھا۔ ”خف“ اصل میں چمڑے کے موزے کو کہا جاتا ہے۔ اور جو فقہاء جرابوں پر مسح جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی اس قسم کے جراب پر جو از مسح کے قائل ہیں جو موزوں کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جسے پہن کر دو تین میل جوتے کے بغیر چلا جاسکے اور وہ پھٹیں نہ۔ بغیر ربڑ وغیرہ کے باندھے وہ پنڈلی پر کھڑے رہیں۔ اور اگر پانی اوپر گر پڑے تو اندر داخل نہ ہو، دیکھنے سے دوسری طرف نظر نہ اٹے وغیرہ ذلک۔

بازاری جراب موزے کے حکم میں نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ موزوں پر بھی مسح جائز نہ ہوتا کیونکہ قرآن کریم میں غسل رجلین کا حکم ہے اور موزوں پر مسح کر لینے سے غسل رجلین حقیقتاً پایا نہیں جاتا۔ لیکن چونکہ احادیث متواترہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے ہم جو از مسح علی الخفین کے قائل ہوئے ہیں۔ مسح علی الجورین کے بارے میں اس درجہ کی روایات موجود نہیں۔ اس وجہ سے حضرت امام مسلم رحمہ فرماتے ہیں۔

لا یزک ظاہر القرآن بمثل ابی قیس وھذیل - (فتح الملہم)

اگر کوئی کہے کہ بعض احادیث میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جورین پر مسح موجود ہے تو اس کے متعلق ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ اہل علم نے ایک ضابطہ لکھا ہے۔

”اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال“

اس ضابطے کے پیش نظر یہ سمجھنا چاہئے کہ موزوں کا نام راوی نے ”جراہیں“ رکھ دیا ہو۔ یا آپ کی جراہیں محبہ یا منعل یا موٹی ہوں۔

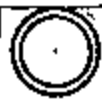
نقطہ واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافستار جامعہ خیر المدارس، ملتان پاکستان ۳۱/۳/۲۰۱۴ھ



مسافر مدت اقامت پوری ہونے کے بعد تقیم ہو جائے تو مسح کا حکم

زید نے تقیم ہونے کی حالت میں ظہر کے وقت موزے پہنے اور مسح کیا رات کو اچانک سفر شرعی پیش آگیا اور اگلے روز عشاء کے وقت واپس گھر لوٹا تو اب وہ موزے اتار کر پاؤں دھوئے یا انہیں پر مسح کر لے ؟ بینوا تو جروا ۔

سائل محمد افضل ، طیب جنرل سٹور کالامٹری ملتان شہر

موزے پہننے کے بعد وقت حدت سے لے کر گھر پہنچنے تک مدت اقامت

دو پچیس گھنٹے پورے ہونے سے سفر کی رخصت بھی ختم ہو گئی ۔

والمسافر ان اقام بعد ما استكمل مدة الاقامة ينزع
 خضيه و يغسل رجلیه ۔ اھ (عالمگیری قدیم ج ۱، ص ۱۷) ۔

البتہ اگر وضو باقی ہو تو یہ بھی اجازت ہے کہ موزے اتار کر صرف پاؤں دھو لے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ پورا وضو دوبارہ کر لے ۔

وبعدهما ای النزع والمضى غسل المتوضى رجلیه لا غین اھ (در مختار)
 (قولہ غسل المتوضى رجلیه لا غین) ینبغی ان یتحب غسل
 الباقي ایضا مراعاة للولاء المستحب وخروجاً عن خلاف
 مالک ۛ حکما قالہ سیدی عبد الغنی ثم رأیتہ فی الدر المنثور
 مصر حبان الاولی اعادته ۔ اھ (شامی ج ۱، ص ۲۵۵) ۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

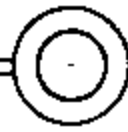
مفتی جامعہ نعیمیہ مدرس ملتان ۱۱/۴/۱۴۱۱ھ



مَا تَعْلَقُ

بِالْحَيْضِ وَالنِّفْسِ

وَالْأَسْتِحْضَةِ



ایام حیض میں ہر رنگ کا خون حیض شمار ہوگا

۱۔ ایک عورت کی اکثر عادت چھ دن حیض آنے کی ہے۔ لیکن کسی ماہ میں صرف ڈھائی دن صحیح آیا اور پھر فرج خارج میں کچھ نہیں آیا جب کہ داخل میں معمولی سا پیلے رنگ کا یا اس سے بھی ہلکا۔ اتنا معمولی جو نہ ہونے کے برابر تھا۔ غالباً چوتھے یا پانچویں دن تک پھر کچھ نہیں آیا۔ ایسی عورت حائضہ کہلائے گی یا نہیں۔

۲۔ ایک عورت کو تین دن تک صحیح حیض آیا پھر چوتھے دن بہت معمولی سا پانچویں دن یہ کیفیت تھی کہ خارج میں کچھ نہیں تھا داخل میں معمولی پیلے رنگ کا۔ اور کبھی صرف اتنا پانی محسوس ہوتا ہے داخل میں پیلے رنگ کا جیسے نقطہ۔ تو یہ پانچویں دن جس میں فرج داخل میں خون پیلے رنگ کا تھا۔ تو کیا یہ حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ درہشتی زیور "میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ حیض جب فرج داخل سے فرج خارج میں آجائے اس وقت سے حیض شمار ہوگا۔ یہ حکم اس وقت کا ہے؟

الجلد

معتدہ ایام عادت میں جو کہ اس کی پہلے عادت تھی اس میں کچھ پیلا رنگ دیکھ لے
تو یہ حیض میں شمار ہوگا۔ اور ایام عادت سمیت دس دن تک حیض شمار کیا جاسکتا ہے۔

وما تراه المرأة من الحمرة والصفرة والكدرۃ حیض حتی تری

البیاض خالصاً۔ (ہدایۃ : ج ۱ ص ۲۶)۔

فرج داخل میں جو کچھ ہو اس پر حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک وہ خارج نہ ہو جائے۔ یا کپڑے پر
اس کا دھبہ نہ لگ جائے۔ دھبہ لگ جانے کی صورت میں یہ حیض ہوگا۔ پس سوال ہے کہ اگر کپڑے کو دھبہ
لگا ہے تو چوتھا اور پانچواں دن حیض میں شمار ہوگا۔ اس کی روشنی میں سوال ہے کہ جواب بھی سمجھ لیا جائے
بہشتی زلیخہ کا مسئلہ صحیح ہے۔ دھبہ لگ جانے سے فرج داخل سے خارج میں آنا ثابت ہو جائے گا۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد ستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان



سبب ابتداء حیض
عورتوں کو حیض کس وجہ سے شروع ہوا اور کب شروع ہوا ؟
عبد الحفیظ دیال سنگھ لاہوری نسبت روڈ لاہور۔

الجلد

وسبب ابتداء ابتداء اللہ لحواء لاکل الشجرۃ (درمختار)

ای وبقی فی بناتہا الی یوم القیامۃ وما قیل انہ

اول ما ارسل الحیض علی بنی اسرائیل فقد ردہ البخاری بقولہ

وحديث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکبر وهو ما رواہ عن

عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فی الحیض ہذا شیء کتبہ اللہ علی بنات آدم قال النوی

ای انہ عام فی جمیع بنات آدم۔ (شامی ج ۱ : ص ۱ مطبوعہ

کوئٹہ)۔

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ حیض تمام عورتوں کو آتا ہے اور اس کی ابتداء اس وقت ہوتی جبکہ
حضرت نوار نے دائہ گندم کھایا تھا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق عفر اللہ لہ
نخیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ۱۲۸۲ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایام حیض کے بعد آنے والے خون کا حکم
۱۔ ایک عورت اپنی عادت کے موافق حیض سے پاک ہوئی۔ دو دن پاک رہنے کے بعد پھر خون جاری ہو گیا۔ جو چار دن تک جاری رہا۔ اب یہ چار دن حیض کے ہوئے یا بیماری کے؟ اور نماز روزہ ادا کر سکتی ہے یا نہیں؟

۲۔ ایک حیض کے کتنے دن گزرنے کے بعد دوسرے حیض آئے تو حیض سمجھا جائے گا؟ اگر عادت کے مطابق حیض آچکا پھر دو دن گزرنے کے بعد چار دن خون آیا تو دیکھا جائے گا کہ سابقہ عادت اور یہ چھ دن (دو خالی دن اور چار دن خون) کل مدت دس دن سے متجاوز نہیں ہوتی تو یہ چار دن بھی حیض کے ہوں گے اور وہ دو دن خالی بھی حیض شمار ہوں گے۔ اور اگر دو دن خالی گزرا کر چار دن جو حیض آیا یہ کل مدت دس دن سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ تو جو عادت کے دن تھے وہ حیض ہے اور یہ چار دن امتحانہ یعنی بیماری کے ہوں گے۔

ولو زاد الدم على عشرة ايام ولها عادة معروفة دونها ردت الى ايام عاداتها والذي زاد استحاضة (ہدایہ ج ۱، ص ۵۰۔ امدادینان) اما اذا لم يتجاوز الاكثر فيهما فموا منتقال للعادة فيهما فيكون حيضا ونفاسا (شامی ج ۱، ص ۱۱۷ مطبوعہ کوئٹہ)۔

۲۔ اقل مدت طہر پندرہ روز ہے اگر حیض آئے اور پندرہ دن گزر جائیں پھر خون آئے تو وہ حیض ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافشاء جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح، نخیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

حائضہ اذعیہ وغیرہ پڑھ سکتی ہے ایک عورت کا معمول حزب البحر ہر دن پڑھنے کا ہے۔ کیا عورت مذکورہ دعاؤں کو ایام حیض

میں بھی پڑھ سکتی ہے یا نہیں ؟ استفتی عبد الرشید شادمان لاہور۔

ولا بأس لحائض وجنب بقراءة ادعیۃ ومسہا و

الجواب

حملہا ھ و ذکر اللہ تعالیٰ و تسبیح و زیارۃ قبور

رد مختار علی الشامی ج ۱ ص ۵۲۰۔

حائضہ حزب البحر وغیرہ کا ورد پڑھ سکتی ہے۔ نماز کے وقت وضو کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جایا کرے اور یہ ورد پڑھ لیا کرے۔ فقہار نے حائضہ کے لئے اوقات نماز میں اس طرح کچھ ذکر و تسبیح کرنے کو مستحب لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۸۳ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



حیض میں مستعمل کپڑے کا حکم حیض کے استعمال شدہ کپڑے کو جلا دینا کیسا ہے ؟ اس میں انسانی خون لگا ہوا ہے اور اگر نہ جلایا جائے بلکہ

کوڑے میں پھینک دیا جائے تو غیر مردوں کی اس پر نگاہ پڑتی ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

اگر دھونے کے بعد دوبارہ استعمال نہ ہو سکیں تو جلا دیا جائے۔

الجواب

کل عضو لا یجوز النظر الیہ قبل الانفصال لا یجوز

بعده کشف عانتہ و شعر رأسہا وعظم ذراع حرۃ میتۃ

وساقہا وقلامۃ ظفر رجلہا دون یدہا وان النظر الی

ملوۃ الاجنبیۃ بشہوۃ حرام۔ ھ (شامی ج ۱ ص ۲۷۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۹، ۵، ۱۲۰۳ھ



حائضہ قرآن حکیم کلمۃ کلمۃ پڑھ سکتی ہے

ایک بالغہ لڑکی ہے اور طالب علم ہے قرآن پاک حفظ کرتی ہے اگر وہ ایام حیض میں تعلیم کی چھٹی کرسے تو تعلیم میں کافی نقص واقع ہوتا ہے۔ کیا وہ ان دنوں میں اپنی تعلیم جاری رکھ سکتی ہے یا نہیں۔ شریعت کی مدد سے گنجائش ہے یا نہیں ؟

۱ ۲ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ عورتیں اپنے ہاتھوں پر دستانے چڑھا کر پڑھ سکتی ہیں آیا یہ بات درست ہے یا نہیں ؟ بیسوا تو جبروا۔

مذکورہ طالبہ ان ایام میں ایک ایک کلمہ کر کے پڑھ سکتی ہے۔ جَوَزٌ لِلْحَائِضِ

المعلمۃ تعلیمہ کلمۃ کلمۃ اللہ (شامی ج ۱، ص ۱۵۹)۔

۱ ۲ دستانے پہنے ہوئے ہوں تو ان کے ساتھ بھی چھونا جائز نہیں۔ ولا یجوز لہم من المصحف بالمشاب القیہم لا یسوها۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۲۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس ملتان ۱۳۸۸/۲/۹ھ

ناتمام بچے کی ولادت کے بعد آنے والے خون کا حکم

بعض عورتوں کا حمل قبل از وقت ساقط ہو جاتا ہے تو اسقاط کے بعد جو خون آنے لگے وہ نفاس شمار

ہوگا یا نہیں ؟

اگر تو بچے کے اعضاء مثلاً انگلی ناخن اور بال وغیرہ بن چکے تھے تو اس سقط

کے بعد آنے والا خون نفاس شمار ہوگا۔ اور اگر ابھی اس میں سے کوئی چیز نہیں بنی

تھی تو اب یہ خون نفاس نہیں بنے گا۔ اگر حیض کی تعریف اس پر صادق آتی ہو تو حیض بن جائے گا

وگرنہ استحاضہ شمار ہوگا۔

والسقط ان ظہر بعض خلقہ من اصبع او ظفر او شعر ولد فقصیر

به ففساء هكذا فی التبیین وان لم یظہر شیء من خلقہ فلا نفاس

لہا فان امکن جعل المرثی حیثنا یجعل حیضاً والا فهو
استحاضۃ۔ ۱ھ (عالمگیری: ج ۱، ص ۱۹)۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۱۰/۱۴۱۰ھ

جنبیہ کے پکائے ہوئے کھانے کا حکم عورت کی حالت حیض کی جنابت اور بعد
الوطی قبل الاغتسال کی جنابت یکساں

ہے یا کوئی فرق ہے۔ عورت بعد الوطی قبل الغسل وقت تنگ میں کھانا وغیرہ پکا سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر
پکائے تو اس کا کھانا کیسا ہے حلال ہے یا نہیں؟ اسی طرح عورت جیسے حالت حیض میں بچے کو دودھ
پلاتی رہتی ہے بعد الوطی قبل الغسل اگر بچہ اٹھ پڑے اور روئے تو اس کو اٹھا کر دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں؟
حالت جنابت میں کھانا پکانے اور بچے کو دودھ پلانے کی شرعاً اجازت ہے۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کر لے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۵/۱۴۰۶ھ

لہ ان یقبلہا ویضاجعہا ولا یکرہ طبخہا ولا استعمال ما مستہ
من عجین او ماء او غیرہما۔ ۱ھ (طحاوی ص ۷۸)۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

حائضہ سے مباشرت کی صورت حائضہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنا سوائے
شرمگاہ کے جائز ہے یا نہیں؟ اور اپنے

ہاتھ کے ساتھ اپنا ذکر پکڑ کر ملتے ملتے منی خارج کرنا جائز ہے یا نہیں؟

حالت حیض میں بلا حائل کے گھٹنے سے لے کر ناف تک کے حصہ سے انتفاع
حرام ہے۔ پکڑے کے اوپر سے سوائے وطی کے اجازت ہے۔ مباشرت زانی حرام ہے

ہندیہ میں ہے۔ الاستمناء حرام وفيہ التعذیر (ج ۲، ص ۲۳۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۵/۱۴۰۶ھ

(بہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

لہ و یحرم بالحیض والنفاس الجماع والاستمتاع بما تحت
السرة الى تحت الركبة لقوله تعالى ولا تقربوهن حتى یطهرن
وقوله صلى الله علیه لك ما فوق الازار - ۱ھ (مراقب) -
(قوله والاستمتاع بما تحت السرة) اما السرة وما فوقها فیحل
الاستمتاع به بوطء او غیره ولو بلا حائل وكذا بما بین
السرة والركبة بحائل بغیر الوطء ولو بشهوة - ۱ھ (طحطاوی ص ۸)
احقر محمد انور عفا الله عنه

مستیاض کے ساتھ مباشرت کا حکم
ایک عورت کو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے کہ اس
کا خون کبھی بھی بند نہیں ہوتا۔ ہر وقت جاری

رہتا ہے۔ قراب اس کا خاوند اس سے ہمبستری کر سکتا ہے یا نہیں ؟
صورۃ مسئلہ میں عورت مذکورہ کے جتنے دن ایام حیض ملتے ہوں ان میں مجامعت
مکرم ہے باقی ایام میں کر سکتے ہیں۔

ودم الاستحاضة جوعاف دائم لا یمنع صلوة ولا صوما فرضا
كان أو نفلاً ولا یحرم وطاً لانه ليس اذى - ۱ھ (مراقی الفلاح)
(قوله ولا یحرم وطاً) ای ولو فی حال نزوله لانه ليس اذى
واما تأویله بانه یجامعها فی حال انقطاعه فبعید من
اطلاق عباراتهم - ۱ھ - وروی ابو داؤد وغیره باسناد صحیح
من حدیث عکرمۃ عن حمدة بنت جحش انها كانت
مستحاضة وكان زوجها یفشاها وهو طلیعة بن عبید الله
مکذا فی البینایة - ۱ھ (طحطاوی ص ۸) - فقط والله أعلم -
احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۳/۱۴۱۰ھ

دورانِ نفاس طہر بھی نفاس کے حکم میں ہے

بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک عورت کو پچیس دن تک نفاس جاری رہا اس کے بعد دس یوم تک پاک رہی دس دن کے بعد دو تین قطرے خون کے نبتے اس کے بعد سات دن تک پھر پاک رہی یعنی مدتِ نفاس تک پاک رہی اس کا نفاس کتنے دن شمار ہوگا ؟

دو تین قطروں کے بعد اگر پھر خون نہیں آیا تو بچہ کی پیدائش دسے لے کر ان قطروں کی آمد تک نفاس شمار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدینہ اور ملتان

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ تیسرے الافتاء

۱۱ - ۵ - ۱۳۸۱ھ

طہر المتخلل فی الاربعین بین الدمین نفاس عند الی حنیفة
وان کان خمسة عشر یوماً فصاعداً علیہ الفتویٰ (عالمگیری
قدیم ۱ ج ۱ ص ۱۹)۔ فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مبتدئہ کا حکم مستحاضہ مبتدئہ کو استمرار دم سال یا دو سال یا اس سے زائد رہا ہو۔ آیا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ یہ مہینہ میں دس دن حیض اور بیس دن طہر شمار کرے اور اس طرح دوسرے اور تیسرے مہینہ میں کرے یا اس کے لئے اکثر مدتِ حیض یعنی دس دن اور پندرہ دن طہر شمار کئے جائیں گے۔ یعنی یہی سلسلہ ہوگا ؟

مبتدئہ کا حکم یہ ہے کہ دس دن ہر مہینہ سے حیض شمار کئے جائیں گے اور بیس دن استحاضہ کے۔ کما فی الشامیۃ۔

والحاصل ان المبتدئۃ اذا استمر دمها فحیضها فی کل شهر عشرة
وطہرها عشرون کما فی عامۃ الحکب بل نقل نوح أفندی
الاتفاق علیہ خلافا لما فی الامداد من ان طہرها خمسة عشر

(ج ۱، ص ۲۰۹) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ، ۱۳ / ۱۱ / ۱۴۱۰ھ

حائضہ نماز کے اوقات میں ذکر و اذکار کا معمول رکھے

تبلیغی جماعت کی خواتین کی تبلیغی مجالس و محافل میں اہلیہ شرکت کرتی ہے ایک محفل میں ایک مسئلہ سن کر آئی تو اس کی تصدیق چاہی کہ عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ حیض کے دنوں میں بوقت نماز وضو کر کے مصلے پر اتنی دیر بیٹھ کر تسبیح و درود پاک اور ذکر و اذکار کرتی رہے جتنی دیر میں کہ وہ نماز پڑھتی ہے۔ تو کیا یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں ؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

العبد سیف اللہ خالد قادری لاہور

یہ درست ہے اس حالت میں ذکر و تسبیح وغیرہ منع نہیں۔ اور سوال میں مذکور عمل کو معمول بنالینے میں علاوہ ثواب کے یہ فائدہ بھی ہے کہ ان اوقات میں نماز و عبادت کی عادت پختہ رہے گی۔

و یستحب لہا ان تتوضا لوقت کل صلاة و تقعد علی مصلیہا
و تسبیح و تمہل و تحکمر بقدر ادائها کلا نفسی عادتہا و فی
روایۃ یکتب لہا ثواب احسن صلاة کانت تصلی - اھ (رشامی
ج ۱، ص ۲۱۳) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

حائضہ سے جماع کرنے کی صورت میں قضا کا حکم

کفایت المفتی ، ج ۵ : ص ۳۲۶ پر ایک سوال و جواب ہے جس کے بارے میں کچھ اشکال

ہے۔ مختصر سوال و جواب یہ ہے۔

کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے بحالت حیض جماع کر لیا۔ اب اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے ؟
جواب میں لکھا ہے کہ ایام مقررہ میں صحت کرنا ناجائز ہے۔ صحت کر لی گئی تو زید کو اور اس کی بیوی کو توبہ کرنی چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ زید ڈھائی روپیہ صدقہ کر دے۔ خط کشیدہ عبارت یعنی ڈھائی روپیہ صدقہ کر دے تو بہتر ہے۔ اس ڈھائی روپیے کی تعیین کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ وضاحت فرمادیں ؟
بلیو انو جردا۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول

ﷺ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وقع الرجل باہلہ وہی

حائض فلیتصدق بنصف دینار۔ وفی رواية اذا کان دما احمر

فدینار واذا کان دمًا اصفر بنصف دینار رواہ الترمذی

(ج ۱ ص ۵۶) وفی الحاشیۃ فدینار ای علی المجامع فیہ لاف

اقل المقادیر المتعلقۃ بالفروج عشرة دراهم وهو دینار

کذا قالہ ابن الملق۔

ایک دینار کی مالیت دس درہم کے برابر ہے۔ اور دس درہم تقریباً ڈھائی تولہ کے برابر ہیں۔ اور یہ ڈھائی روپے کے مساوی ہوں گے۔ جب کہ چاندی کا روپیہ ایک تولہ کا ہو۔ جیسا کہ متحدہ ہندوستان کے وقت ہوتا تھا۔ یہ ڈھائی روپے اسی وقت کے ہیں۔

الغرض اصل صورت مسئلہ میں یہ ہے کہ ایک دینار (مساوی ۲۴ ماشے) سونا یا نصف دینار صدقہ کرے۔ یا ان کی مالیت آج کل اگر کوئی یہ صدقہ کرنا چاہے تو ۱۲ ماشے یا ۲۴ ماشے سونا صدقہ کرے۔ فقط والٹر اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۰/۱۲/۱۴۰۲ھ

عورت کو حیض آیا اور اپنی عادت کے مطابق اتنے دن لگے

حیض بند ہونے پر غسل کو مؤخر کرنا

بند ہو گیا۔ تو اس عورت کو کس وقت غسل کرنا چاہئے

اسی وقت یا دوسرے دن ؟ وضاحت کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب

اگر ایام عادت پورے ہونے پر خون بند ہوا ہے تو جس نماز کے وقت میں بند ہوا ہے اس کے وقت مستحب تک تاخیر کرنا مستحب ہے۔ یعنی وقت مستحب کے ختم ہونے سے پہلے غسل کر کے نماز ادا کرے۔

(واذا انقطع لدون عادتها) ای وقد تجاوز ثلثة ایام لا یقر بها وان اغتسلت حتی تمضي عادتها ولكن تصلي وتصوم احتیاطا ویجب علیها تأخیر الغسل الی قبیل آخر الوقت المستحب ویستحب تأخیره الیه اذا انقطع لتتمام العادة قاله فی الشرح۔ ام (طحاوی: ص ۷۹) فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۴/۲/۱۴۱۱ھ

اپریشن کے ذریعہ ولادت کی صورت میں نفاس کا حکم

بعض اوقات ولادت میں پچیدگیوں کی وجہ سے بڑے اپریشن کے ذریعہ بچہ پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں نفاس کے احکام کیا ہوں گے۔؟

اگر اپریشن کے بعد خون رحم سے جاری ہو جائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے۔ اس پر نفاس والے احکام جاری ہوں گے۔ اور اگر صرف اپریشن کی جگہ ہی سے نکلے اور رحم سے نہ آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے اس صورت میں نماز وغیرہ ساقط نہیں ہوں گے۔

فلو ولدته من سرتها ان سال الدم من الرحم فنفساء والا فذات جرح وان ثبت له احکام الولد (در مختار) (قوله من سرتها) عبارة البحر من قبل سرتها بان كان ببطنها جرح فان شقت وخروج الولد منها۔ (شامیہ: ج ۱، ص ۲۱۹)۔ فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۵/۲/۱۴۱۰ھ

ماتعلق بتطهير النجاسة

راستہ کا کچھڑ وغیرہ کپڑوں پر لگ جائے تو کپڑے کا حکم کوٹ یا چادر پر، سڑک پر بارش کا کھڑا ہوا پانی وغیرہ

کار کے گزرنے سے لگ جاتا ہے اگر قمیص اور شلوار وغیرہ پاک ہوں تو ان کو پہن کر نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ نہ ہونے کی وجہ بھی تحریر کریں۔

الجواب: راستہ کی کچھڑ اور نجس پانی اگر کپڑے کو لگ جائے اور وہ آدمی اس طرح کا ہو کہ اسے عام طور سے بازار میں آنا جانا پڑتا ہو تو وہ اگر ایسے کپڑے میں بغیر دھوئے نماز پڑھ لے گا تو نماز ہو جائے گی بلا ضرورت جائز نہیں۔ شامی میں ہے۔

والحاصل انت الذی ینبغی انہ حیث کان العفو للضرورة و عدم امکان الاحتراز انت یقال بالعفو وان غلبت النجاسة مالم یورعینہا لو اصابہ بلا قصد و کان ممن یدھب و یجیی و الافلا ضرورة - (شامیہ ج ۱ ص ۲۹۹) - فقط والله اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۱ - ۱۲ - ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

گوبر کے ایلے بنانا اور انہیں جلانا جائز ہے گوبر سے ایلے بنانا، اور انہیں جلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: گوبر وغیرہ سے ایلے بنانا، انہیں جلانا اور بیچنا جائز ہے۔ کما فی الشامیہ ج ۴ ص ۱۱ (قوله کسرتین و بعموم والمراد

انه يجوز بيعهما ولو خالصين اه وفي البحر عن السراج
ويجوز بيع السرقتين والمبعر و الانتفاع به والوقوف به -

الجواب صحيح
غير محمد عفا الله عنه ۱۴/۲/۱۳۸۴ھ
فقط والله اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

مردار کی چربی سے صابن بنایا گیا تو وہ پاک ہے
یہاں کچھ لوگ ہیں جو مردار کی چربی سے
صابن تیار کرتے ہیں۔ یہ درست ہے

یا نہیں ؟ اور اس صابن کا استعمال کرنا کیسا ہے ؟
مردار کی چربی کا بنا ہوا صابن پاک ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

الجواب
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح
بندہ محمد صدیق غفرلہ نائب مفتی
شیر المدارس ملتان ۱۲/۲/۱۳۸۴ھ
فقط واللہ اعلم

پلیدہی سے نکالے ہوئے مکھن کا حکم
اگر پلیدہی سے مکھن نکالا جائے تو وہ مکھن پلیدہی
جائے لگایا جائے تو یہ حکم صحیح ہوگا یا نہیں ؟

(ج ۱ ص ۳۰۲) قال في رد المحتار تحت قول الما قن لا يكون
نجسا رماد فذر الخ قوله لانقلاب العين علة لكل وهذا
قول محمد وذكر معه في الذخيرة والمحيط ابا حنيفة
حلية قال في الفتح وكثير من المشائخ اختاروه وهو
المختار لان الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة
وتنتفى الحقيقة بانتفاء بعض اجزاء مفهومها فكيف
بالكل فان المالح غير المعظم واللحم فاذا صار ملحاً
ترتب حكم الملح ونظيره في الشرع النطفة فنجسة

وتصير علقته وهي نجسة وتصير مصفوة فتطهر والعصير

طاهر الخ -

دوسرا یہ کہ انقلاب عین کا کیا معنی ہے ؟

یہ انقلاب عین نہیں بلکہ بقا بر عین کے باوجود تفصیل اجزاء ہے۔ یعنی مسک کی حقیقت یہ ہے کہ بعض اجزاء دھنیہ کو جو پہلے سے موجود ہیں ان کو الگ کر لیا گیا ہے جیسا کہ گوبر کو نچوڑ کر اس کے اجزاء باقیہ کو الگ کر لیا جائے۔ یا ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا جائے۔ حمار کے ملج بن جانے میں اور دہی سے مکھن نکالنے میں دونوں تغیر دل میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ صورتِ مسئلہ میں تو درحقیقت تغیر ہی نہیں۔

تبدیل ماہیت سے شے کے خواص و آثار یکسر بدل جاتے ہیں۔ جیسے حمار، ملج، قدر، رما، اور خمر و خل میں ہے لیکن تفصیل اجزاء سے ایسا نہیں ہوتا بلکہ بنیادی خواص بھی قائم و بدستور رہتے ہیں جیسے نفس و بہنیت دہی و مکھن دونوں چیزوں میں بدستور قائم ہے فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
غیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۲/۳/۱۳۸۵ھ

فرش پاک کرنے کا طریقہ :- اگر مسجد کے برآمدہ میں زخم یا آبلے کی میپ کا پانی بہہ کر ایک ایڑی کے برابر جگہ پر پھیل جائے تو فقط ایک

بار کپڑا بھگو کر رگڑنے سے وہ جگہ پاک ہو جائے گی یا نہیں ؟

۲ : اگر اس جگہ میں اشتباہ ہو جائے تو دو تین فٹ ادھر ادھر جگہ، ایک کپڑا بھگو کر رگڑنے

سے وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ اگر تین چار فٹ جگہ پر کپڑا رگڑنے کے بعد

بھی معلوم نہ ہو کہ وہ اصل جگہ رہ گئی ہے یا صاف ہو گئی ہے تو وہ آدمی جس سے یہ جگہ پلید

ہوتی ہے گناہگار تو نہ ہوگا ؟

۳ : اگر اس جگہ ایک عدد پانی کی بالٹی سیمنٹ والے فرش پر ڈال دی جائے اور جھاڑو

پھیر دیا جائے، پانی مسجد کے صحن میں پھیل جائے اور جھاڑو سے نکال دیا جائے تو صحن نجس ہوگا یا پاک سمجھا جائے گا؟

۴ : پانی ڈالنے والا آدمی اس بھیگی جگہ پر پاؤں دھوئے بغیر پھر سے اور معلوم نہ ہو کہ اس کے پاؤں جو اب اس نے جوتے سے نکالے ہیں پاک ہیں یا نجس، تو وہ جگہ اس صورت میں پاک سمجھی جائے گی یا نجس؟

المستفتی محمد یونس ازکوثر

الجواب : تین دفعہ ایسا کر لے سے فرش پاک ہو جائے گا۔ ایک دفعہ سے پاک نہ ہوگا

قال في الشامية ولو اريد تطهيرها عاجلا يصب عليها الماء ثلاث مرات وتجفف في كل مرة بخرقه طاهرة۔
(ج ۱ ص ۲۸۶)۔

خشک کرنے کے لئے ہر دفعہ پاک کپڑا ہونا چاہئے۔

۲ : جس جگہ کے ناپاک ہونے کا ظن ہو اسے اسے طریق بالا سے پاک کیا جائے۔
۳ : اس طرح جھاڑو کے ساتھ پانی نکال دینے سے مسجد کی جگہ پاک ہو جائے گی۔ حتمیاً تین دفعہ ایسا کر لیا جائے۔

۴ : جب مسجد کی اس جگہ کو پاک قرار دے دیا جائے گا تو اس کے بعد اگر کوئی شخص اسے جگہ پر پاؤں رکھے تو وہ جگہ ناپاک نہ ہوگی۔ پاؤں کے بارے میں جب تک یقیناً نجاست لگنے کا علم نہ ہو اسے ناپاک نہیں قرار دیا جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

غیر المدارس ملتان ۱۳۸۸/۸/۷ھ

الجواب صحیح

غیر محمد عفا اللہ عنہ

وضوء کا پانی لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا ایسا کپڑا جو وضوء کے بعد منہ ہاتھ پونچھنے میں متعدد بار استعمال ہو چکا ہو نماز میں سر پر

باندھنا یا نماز کی جگہ بچھانا درست ہے یا نہیں؟ حافظ محمد عرفان ہاشمی اگر ٹھٹھل سنگھ، دہاڑی۔

الجواب

اس کپڑے سے نماز پڑھنا درست ہے۔ پاک ہونے میں شبہ نہ کیا جائے۔

ما یصیب من دبل المتوضی و ثیابه عفوًا قًا

وان کثر اھ۔ (در مختار علی الشامیہ : ج ۱ ص ۱۸۵)۔

ما یرتعل علی الراج پاک ہے۔ لہذا یہ کپڑا بھی پاک رہے گا۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

اجواب صحیح

ملتان - ۲۲ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

چھپکلی کرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا عام چھپکلی پانی میں گر گئی اور پھر نکال دی گئی۔ وہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔ اس پانی سے وضو اور غسل

کر سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ پانی پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔

الجواب

وموت ما لیس له نفس سائلة فی الماء لا ینجسه اھ

(ہدایہ : ج ۱ ص ۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۸ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

شراب کسے لئے استعمال کی گئی بوتل پاک کرنے کے بعد استعمال کر سکتے ہیں

مجھے دوا رکھنے کے لئے ایک سیاہ رنگ کی بوتل چاہیئے۔ لیکن بازار سے جو سیاہ رنگ کی بوتل دستیاب ہوتی ہے وہ دھسکی شراب کی بوتل ہے۔ آیا اسے صاف کر کے اس میں دوا رکھ سکتا ہوں اور بعد میں استعمال کر سکتا ہوں۔؟

خوب صاف کرنے کے بعد وہ بوتل استعمال کر سکتے ہیں۔ روی اتہ علیہ السلام قال

الجواب

نہیستم عن النبیز الا فی سقاء فاشربوا فی الاسقیۃ کلھا ولا تشربوا

مسکرا۔ اھ (حاشیہ مشکرة : ج ۱ ص ۱۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۴ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

اجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اٹانا پاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طہیّت

زید شین پر گندم پسانے کے لئے گیا۔ مشین میں دانے ڈالے تو آٹے میں تازہ چوڑا پس کر نکلا وہ اٹنا نجس ہے یا طاهر؟ یہ نجس اٹنا جو کہ تقریباً پانچ سیر تھا ایک من آٹے میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارا اٹنا پلید ہو گیا ہے؟ اگر پلید ہے تو پاکی کی کوئی صورت بیان فرمائیں۔

اگر ناپاک اٹنا علیحدہ ہو سکتا ہے یعنی جو بخون سے سرخ ہو گیا ہے تو اس کو علیحدہ کر کے دفن کر دیں جانوروں کو نہ کھلائیں۔ باقی اٹنا پاک ہو گا۔ اور اگر بالکل مل جھل گیا ہے تو کچھ اٹنا صدقہ کر دیں یا جانوروں کو کھلا دیں باقی پاک ہو جائے گا۔

الحمد للہ

کما لو بال حمر خصرها لتغلیظ بولہا اتفاقا علی نحو حنطۃ تدوسہا
فقسم او غسل بعضہ او ذہب بہبۃ او اکل او بیع کما مرخیش
یطہر الباقی و کذا الذاہب لاحتمال وقوع النجس فی کل طرف
کمستلۃ الثوب اھ (در مختار علی الشامی : ج ۱ : ص ۲۳) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ اصغر علی غفرلہ معین مفتی
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء ۱۳۸۷ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

کتا گوشت کو منہ لگا جائے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائیگا

ایک بھینس کو حلال کیا گیا اور اس کے چار ٹکڑے کئے گئے۔ تو ان چاروں میں سے ایک ٹکڑے کو کتے نے منہ لگا دیا۔ آیا وہ ناپاک ہے یا نہیں۔ اگر ناپاک ہے تو پاک کرنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟
جو تین ٹکڑے الگ پڑے تھے ان کے پاک و حلال ہونے میں تو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں یہ بالکل پاک و حلال ہیں۔ بلکہ جس ٹکڑے کو کتے نے منہ لگا یا ہے وہ بھی سارا ناپاک و حرام نہیں ہوا۔ اتنی ہی جگہ ناپاک ہے جہاں کتے نے منہ لگا یا ہے اس کو کاٹ کر پھینک دیا جائے اور باقی کو رکھ لیا جائے اس میں شرعاً کوئی قیاحت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الحمد للہ

بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۸۷ھ

یا اگر کاٹا نہ جلے تو اس جگہ کو تین مرتبہ دھولیا جائے۔ بلکہ کاٹنے کی بجائے دھو کر استعمال کرنا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم
واجبوا بـ صحیح

بندہ محمد عبث غفرلہ رئیس الاقامہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۵/۱۳۷۳ھ

عضو کا حصہ تولید یاد نہ ہو تو کسے دھولے

الف : یہ یاد ہے کہ فلان عضو تولید ہوا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ کون سی جگہ ناپاک ہوئی تھی تو اب وہ کیسے دھولے۔

ب : بدن بھر میں تذبذب ہے کہ کون سے حصہ میں نجاست لگی ہے تو کیسے کرے ؟
ایسی صورت میں حصہ بدن دھونے کا بھی وہی حکم ہے جو کپڑے کی ایک جانب دھونے کا ہے۔ چنانچہ صورت نمبر ۱ میں اس عضو کے کسی حصہ کو دھولے۔ اور

صورت (ب) میں ایک عضو کو دھولے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
ناشب مفتی خیر المدارس ملتان
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

کتے کا لعاب نجاستِ رقیقہ ہے

کتے کا لعاب اگر بدن یا کپڑے پر لگ جائے تو پھیلاؤ میں روپیہ بھر مفسد نماز ہے یا وزن میں ۱/۳ ماشہ کا اعتبار ہے۔ اسی طرح مٹی گاڑھی اور پتلی کا کیا حکم ہے۔ الگ الگ مقدار کے اعتبار سے

وفی الشامیہ : ج ۱ : ص ۲۹۳۔ فالمراد بذی الجرم

ما تشاہد بالبصر ذاته لا اثرہ۔

نجاستِ کثیفہ کی مندرجہ بالا تعریف کے تحت کتے کا لعاب نجاستِ رقیقہ ہے اس لئے اس میں پھیلاؤ کا اعتبار ہے وزن اور مقدار کا نہیں۔

تولہ له جرم تفسیر للكثیف وعد منه في الهداية الدم

وعدہ قاضی خان : مما لیس له جرم ووفق فی الحلیۃ بحمل
 الاول علی ما اذا کان غلیظا والثانی علی ما اذا کان رقیقا قال
 وینبغی ان یکون المنی كذلك۔ (شامی ۱ ج ۱ ص ۲۹۳)۔
 روایت بالا سے معلوم ہوا کہ منی اگر گاڑھی ہو تو اس میں وزن و مقدار کا اعتبار ہے۔ اور اگر پتلی
 ہو تو پھیلاؤ کا اعتبار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲/۵
 بندہ محمد اسحاق غفرلہ
 غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

گلقد پلید ہو جانے تو پاک کرنے کا طریقہ

تازہ پھولوں کا گلقد بارہ سیر مرتبان کا منہ بند کر کے رکھا تھا کہ اچانک منہ پر سے کتے نے کپڑا
 بھاڑ دیا اور کھانے لگا۔ تقریباً ایک چھٹانک کھا گیا۔ بعد ازاں اوپر کا شیرہ نکال دیا گیا۔ تو اس کا
 استعمال جائز ہے یا نہیں ؟ حکیم عتیق الرحمن ۵/۵/۸۸ ارسا ہیوال
 اگر اوپر والا شیرہ تمام نکال دیا اور اس کے نیچے سے گلقد بھی چند انگلی نکال
 دیا تو نیچے والا گلقد جہاں لعاب کا اثر نہیں پہنچ سکتا وہ حلال ہے استعمال
 میں لاسکتے ہیں۔

قال فی رد المحتار ۱ ج ۱ ص ۲۹۰۔ فی باب الانحسار وتقور نحو
 سمن جامد بان لا یستوی من ساعته۔ ۱ھ۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

مخادم الافتاء خیر المدارس ملتان ۲۹/۲/۱۳۸۹ھ

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں یا نہیں ؟ بیہوا تو جبروا۔

اگر وہ پانی پاک ہے جس سے دھو بی کپڑے دھو تا ہے اور پھر کپڑوں کو خوب چھڑتا ہے تو یہ کپڑے پاک ہیں۔ سابقہ نجاست کا امتبار نہیں۔ اور اگر وہ نجس ہے تو کپڑے نجس ہونگے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۹۶/۲/۲۷ھ

خنزیر کے بالوں والے برش سے رنگی ہوئی دیواروں کو پاک کرنے کا طریقہ

آج کل دیواروں اور لوہے پر جو رنگ کیا جاتا ہے اس پر برش دلائی استعمال ہوتا ہے مدارس و مساجد میں بھی ننانوے فی صد استعمال ہوتا ہے۔ تحقیق کی گئی ہے کہ یہ خنزیر کے بال ہیں۔ اس برش کا کیا حکم ہے۔ پلید ہو تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟

اگر برش دلائی ہو اور خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ ہو تو اس کو استعمال نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے بجائے دسی برش جس میں گھوڑے یا خچر یا گدھے کے بال ہوں استعمال کیا جائے۔ اور اگر خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ برش استعمال کیا گیا ہو تو رنگ ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور پاک کرنے کے لئے اس کو تین مرتبہ اچھی طرح دھونا کافی ہوگا۔

کشاف الشامی، ج ۱، ص ۳۰۴۔ وفی الخانیۃ اذا وقعت النجاسة

ف صیغ فانہ یصیغ بہ الثوب ثم یفسل ثلثا فیطهر الخ

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۲/۲/۲۷ھ

۱۔ و شعر المیتۃ غیر الخنزیر علی المذہب - ۱ھ (در مختار)۔

ای علی قول الج یوسف الذی ہو ظاہر الروایۃ ان شعره

نجس و صححہ فی البدائع و رجحہ فی الاختیار فلوصلی و معہ

منہ اکثر من قدر الدرہم لا تجوز ولو وقع فی ماء قلیل

نجسه وعند محمد لا ينجسه أفاده في البحر وذكرف
الدرر أنه عند محمد طاهر لضرورة استعماله أي للخرازين
قال العلامة المقدسي وفي زماننا استغنوا عنه أي فلا يجوز
استعماله لزوال الضرورة الباعثة للحكم بالطهارة - اه
رشاعی ج ۱ ص ۱۹۰ - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه

چوہا گھی سے زندہ نکل آئے تو گھی ناپاک نہیں ہوا

ایک ٹین گھی کا رکھا تھا جس میں تقریباً دس سیگھی ہوگا۔ اس میں سے ایک چوہا زندہ پھر کر نکل جائے
یا خود نکالا جائے تو اس گھی کے جواز کی شرع شریف میں کیا صورت ہے۔ گھی جما ہوا نہیں تھا۔
چوہا زندہ گھی سے نکل آئے تو گھی پاک ہے اسے پاک کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں۔ فتاویٰ قاضی خان ص ۵ ج ۱ - میں ہے۔

وكذلك سكان البيت كالفارة - اه فقط والله اعلم -

الجواب صحیح

۲۶
۱۱
احقر عبد اللہ رامپوری
نخستین عفا الله عنه مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۴۳ھ مدرس جامعہ ہذا - ۲۶/۱۱/۱۳۴۳ھ

پلید پانی جانوروں کو پلانے کا حکم

ناپاک پانی یا ناپاک دودھ کسی جانور کو پلانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجسروا۔

محمد شفیع کالی سوری حیدر آباد سندھ

اگر نجاست کی وجہ سے دودھ کا مزہ یا رنگ یا بو تبدیل نہیں ہوئی تو یہ دودھ

یا پانی جانوروں کو پلایا جاسکتا ہے۔

الماء اذا وقعت فيه نجاسة فان تغير وصفه لم يجز الاشتقاع

به بنحال والاجاز کبیل الطین وسقی الدواب - اھ (شامی ج ۱ ص ۱۸۵)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عارف عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۲ھ

شہد پاک کرنے کا طریقہ
ہماری دوکان میں شہد کے بھرے ہوئے ٹین میں چوہا گر کر گیا
چوہے میں بدبو پیدا ہونے پر معلوم ہوا - چوہے کو فوراً نکال
کر اوپر سے تقریباً آٹھ سیر شہد نکال دیا گیا۔ باقی ماندہ شہد استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اس
آٹھ سیر شہد کو کیسے پاک کیا جائے ؟
شہد پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شہد کے برابر یا کچھ زائد پانی ڈال کر پکا پا جائے
یہاں تک کہ صرف شہد رہ جائے۔ اسی طرح تین مرتبہ کیا جائے۔ جو شہد
پچھلے حصہ میں تھا اس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ جامد ہو۔ ورنہ سارا شہد ناپاک ہو گا۔ اور مذکورہ
طریقہ سے پاک کیا جائے۔

ولو تنجس العسل فتطہیره ان یصب فیہ ماء بقدرہ فیغلی حتی
یعود الی مکانہ (الی قولہ) ھکذا ثلاث مرات ھ (شامی ج ۱ ص ۲۲۲)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد صدیق غفرلہ
مدرس خیر المدارس ملتان
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۲ھ

انسان کا جو ٹھکانا پاک ہے
کافر کا جو ٹھکانا پاک ہے یا حرام ؟ مثلاً عیسائی ، یہودی ،
ہندو ، سکھ اور مرزائی وغیرہ ان سب کے جو ٹھکانے
کیا حکم ہے ؟ بیت نوا تو جسروا۔

وسور الأذھی وما یوکل لحمہ طاهر ویدخل فی
ھذا الجواب الجنب و المحائض و الکافر (ہدایہ ج ۱)
الجواب صحیح

قال في فتح القدير قوله والكافر مالم يشرب خمرا ثم
يشرب من ساعة اما لو مكث قدر ما يغسل فمده بلعابه ثم
شرب لا ينجس - (ج ۱ ص ۹۴) -

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کا جو ٹٹھا پاک ہے بشرطیکہ شراب پی کر فوراً نہ پیے
لیکن کفار کے جو ٹٹھے سے حتی الامکان بچا جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۳ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔



مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے

مگر ایسی چربی کی خیرید و فروخت حرام ہے

جو چربی غیر مالک سے سنگھائی جاتی ہے وہ مردار کی چربی ہوتی ہے اور وہ صابن بنانے میں
استعمال ہوتی ہے۔ اور دوسرے اجزاء ملا کر صابن تیار کیا جاتا ہے۔ صابن تیار ہونے کے بعد وہ
پاک رہ جاتی ہے یا نہیں؟ اور ایسی چیز سے تیار کردہ صابن استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟
سردار محمد مالک کوثر سوپ فیکٹری ملتان

وعبارة المجتبى جعل الدهن النجس في صابون

النجس

يفتى بطهارته لانه تغير والتغير يطره عند محمد

ويفتى به للبلوى - اه - وظاهره ان دهن الميتة كذلك لتغيره

بالنجس دون المتن نجس الا ان يقال هو خاص بالنجس لان

العادة في الصابون وضع الزيت دون بقية الادهان تامل ثم

رايت في شرح المنية ما يؤيد الاول حيث قال وعليه يتفرع

مالو وقع انسان او كلب في قدر الصابون فصار صابونا

يكون طاهرا لتبدل الحقيقة اه - ثم اعلم ان العلة عند

محمدؐ ہی التفریر و انقلاب الحقیقة - (شامی، ج ۱، ص ۲۹۱)

قلت فعلى هذا لا فرق بين ودك نجس العين وغيره -

عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ ناپاک تیل یا مردار کی چربی سے صابن تیار کیا جائے تو بوجہ انقلاب حقیقت یہ صابن پاک سمجھا جائے گا اور یہ چربی وغیرہ بھی پاک ہو جائے گی۔ اور اس صابن کا استعمال بھی جائز ہوگا۔

لیکن واضح رہے کہ طہارت صابن الگ مسئلہ ہے اور ایسی چربی کو خرید کرنا اور اسے صابن میں استعمال کرنا الگ مسئلہ ہے۔ ایسی چربی خرید کرنا اور اسے استعمال کرنا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ یہ مردہ کا جزء ہے۔ اور میتہ کی بیع و شراہ باطل ہے۔ اور اس سے انتفاع بھی درست نہیں۔

قال في الشامية، ج ۲، ص ۱۲۰ - (بخلاف الودك) ای دهن الميتة

لانه جزؤها فلا يكون مالا - ابن مذك ای فلا يجوز بيعه

اتفاقا وكذا الانتفاع به لحديث البخاري ان الله حرم

بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام قيل يا رسول الله

ادأيت شحوم الميتة فانه يطل بها السفن ويدهن بها

الجلود ويستصبح بها الناس قال لا هو حرام الحديث -

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عارف اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مردار کی کھال دباغت کے بعد استعمال کر سکتے ہیں

ایک بیل حرام ہو گیا ہے کیا اس کی کھال اتار کر مسجد یا مدرسہ میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

مذکورہ کھال کو سکھانے یا کسی اور طریقہ سے رنگنے کے بعد استعمال کرنا جائز ہے

لقولہ علیہ السلام ایما اھاب دبع فقد طهر (رواہ الترمذی)

الحمد للہ

وصحہ) وفي الهداية ثم ما يمنع النتن والفساد فهو دباغ

وان كان تشميشا او تتريبا - (اصد ج ۱ ص ۲۲) - فقط واللہ اعلم

الجواب صحيح

احقر محمد النور عفا الله عنه

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء - ۱۳۹۵ھ - مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمک لگانے سے کھال بدبو سے محفوظ ہو جائے تو یہ بھی دباغت ہے

زید کی گائے رات کو مر گئی۔ زید نے اس کی کھال نکال کر نمک لگا کر رکھ دی اور صبح کو اس کی کھال
بسیل تین صت روپے میں فروخت کر دی۔ تو ایک طریقہ مذکورہ پر کھال فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟
اور اس کی قیمت اپنے کام میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس کی نہ طوبت ددر ہوئی ہو اور نہ ہی
خشک ہوئی ہو۔ بینوا تو جبروا۔

جائز ہے اگر اس طرح نمک لگانے سے کھال بدبو دار ہونے سے محفوظ ہو گئی
ہے تو یہی دباغت ہے۔ اس کا بیچنا جائز ہے

الجواب

والدباغ علی ضربین حقیقی وحکمی فالحقیقی هو ان یدفع
بشئ له قیمة کالشب والقرظ والعفص وقشور الرمان
ولحم الشجر والمذخ الخ۔ (بحر ج ۱ ص ۱۰۵)۔

والحکمی ان یدفع بالتشمیس والتترب و الالقاء فی الريح
لا بمجرد التجفیف۔ (بحر ج ۱ ص ۱۰۵)۔
خائیر میں ہے۔

اذا دبع بالرماد او بالمدخ او السبخة او ما یمنعه من الفساد
ویخرجه عن حد الاکل فهو دباغ۔ (ص ۱۲)۔

الدباغ ما یمنع النتن والفساد۔ (شامی ج ۱ ص ۱۸۷)۔ ومن الدابع الحقیقی
الملح وشبهه من کل ما یؤمل النتن والرطوبة (مراقی حد) فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه ۲۸/۱۰/۱۴۰۴ھ

بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی کا حکم

اگر بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو اس کے بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔
 اگر علم ہو کہ بچے کا ہاتھ یقیناً پاک تھا تو بلاشبہ وضو درست ہے۔ اور اگر پلید
 ہونے کا یقین ہو تو پھر کسی صورت درست نہیں۔ اور اگر شک ہو تو بھی احتیاط
 کا تقاضا یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کریں۔ معذرا اگر وضو کر لیں گے تو درست ہو جائے گا۔
 وكذا الصبي اذا دخل يده في البئر او في الاناء لا يتوضؤ منه
 استحسانا ما لم ينزح وان لم ينزح وتوضؤ جاز - (رخانیتہ
 (رج ۱۱ ص ۵) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۵/۱۱/۱۴۱۸ھ

کتا کپڑے کو منہ لگا دے تو کپڑا پاک ہے یا ناپاک ؟

ہمارے ہاں ایک کتا رکھا ہوا ہے کبھی کبھی وہ کھیلتے ہوئے چادر یا قمیص کا پٹو پکڑ لیتا ہے۔
 اور منہ میں ڈال لیتا ہے۔ اس سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

اگر کپڑے میں لعاب کی تری ظاہر ہو جائے تو کپڑا پلید ہو جائے گا۔ وگرنہ نہیں۔
 الكلب اذا اخذ عضو انسان او ثوبه لا يتنجس

مالم يظهر فيه اثر البلل راضيا كان او غضبان - (اھد عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۸)

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه مفتی جامعہ ملتان

زین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے مسجد کے سامنے ایک بڑی مٹک ہے
 جو کہ شارع عام ہے اور ہر چیز وہاں

پھرتی رہتی ہے۔ اور نالیوں اور گلیوں کا پانی بھی وہاں سے کبھی کبھی گزرتا رہتا ہے۔ بغیر صف بچھائے
نگی زمین پر نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں ؟

اگر زمین خشک ہو اور نجاست کا رنگ اور بو بھی محسوس نہ ہوتی ہو۔ تو نماز
جنازہ درست ہے۔ کیوں کہ زمین نجس خشک ہونے پر اور نجاست کا رنگ اور
بو ختم ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ ویسے جو شرطیں صحتِ صلوٰۃ کے لئے ہیں وہ سب نماز جنازہ کے
لئے بھی ضروری ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

كما في الهداية وان اصابته الارض نجاسة فحفت بالشمس
وذهب اثرها جازت الصلوة على مكانها (ج ۱ ص ۷۷)۔

والجواب صحيح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

جنبی کے غسل سے چھینٹیں پانی میں پڑ جائیں تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوگا

ایک شخص جنبی ہے جب وہ استنجا وغیرہ کر کے غسل کرنے لگا تو غسل کرتے وقت پانی کی کچھ
چھینٹیں صاف پانی والے برتن میں جا پڑیں۔ وہ پانی پاک رہا یا ناپاک ہو گیا ؟
وہ پانی ناپاک نہیں ہوا۔ اس سے غسل کرنا درست ہے۔

جنب اغتسل فانتضح من غسله شيء فانا لله لم

يفسد عليه الماء۔ (احمد ز عالمگیری، ج ۱، ص ۱۲)۔ فقط واللہ اعلم

أحقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۲/۷/۱۴۱۰ھ

جس ٹوٹھ پلسیٹ میں خنزیر کا کوئی جزء شامل ہو

۔ اس ماہ اگست نو لکے وقت لاہور میں خبر شائع ہوئی تھی کہ آج کل جو ٹوٹھ پلسیٹ بن رہا ہے

ان میں ایک مائع جلائین شامل ہے جو سور کی ہڈی کے گودہ سے بنتا ہے۔ ہندہ نے اس اخبار کا کٹنگ بمعہ استفتاء جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں بھیجا تھا ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ آج پاکستان کا ہر تیسرا آدمی ٹوٹھ پیسٹ استعمال کرتا ہے۔ آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔ مینوا توجہ۔

نخنزہ بیج اجزاء نجس ہے۔ اگر سوال میں ذکر کردہ بات صحیح ہے تو ایسے ٹوٹھ پیسٹ استعمال نہ کئے جائیں۔

خلا جلد خنزیر فلا یطہراہ (درمختار)۔ (قوله فلا یطہر) ای
لأنه نجس العین بمعنى ان ذاته بجميع اجزائه نجسة حیا
ومیتا فلیست نجاسته لما فیہ من الدم کنجاسة غیره من
الحيوانات فلذا لم یقبل التطهیر فی ظاہر الروایة عن اصحابنا
(شامیہ، ج ۱، ص ۱۵۰)۔ فقط واللہ اعلم
أحقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۲۳/۱۴۰۶ھ

نجس جگہ پر بہت سا پانی بہا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائیگی

- ۱۔ اگر کسی جگہ پیشاب کا ایک چھینٹا لگ جائے اور اس پر ایک مرتبہ پانی بہا یا جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گی؟ جیسے کہ پنڈلی پر یا پاؤں وغیرہ پر۔
- ۲۔ ہاتھ اگرچہ ناپاک ہوں مگر خشک ہوں اور وہ کسی کپڑے کو لگ جائیں ایسا کپڑا جو کہ کچھ گیلادہ ہو مگر ہاتھ پر تری محسوس نہ ہو اگرچہ ٹھنڈک محسوس ہو تو اس سے کپڑا ناپاک تو نہیں ہوتا۔
- ۳۔ غسل خانہ جس کا فرش بنا ہوا ہے۔ یا نلکا جس کا کھاڑا دونوں اس طرح کے ہیں کہ پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹھہرتی، وضو کرتے وقت جو کہ فرش سے چھینٹے اٹھتے ہیں، کپڑوں کو لگتے ہیں۔ اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

مولوی محمد سلیمان ڈیرہ غازیخان

۱۔ اگر اتنا پانی بہایا جائے کہ ظن غالب یہ ہو کہ پانی نجاست کو بہالے گیا ہو گا تو وہ جگہ پاک ہو گئی۔

لان الجریان بمنزلة التكرار والعصر هو الصحيح اه (شامیہ ج ۱ ص ۱۲)

۲۔ ناپاک نہیں ہو گا۔

۳۔ مایستعمل مفتی بہ قول کے مطابق نجس نہیں۔ لہذا کپڑے نجس نہیں ہوئے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد تعالیٰ عفا اللہ عنہ رئیس الافاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ہڈی پاک ہوتی ہے اس کو لگنے سے کپڑا یا ہاتھ پلپ نہیں ہو گا

دورانِ تعلیم ہم انسانی ہڈیوں کو مطالعہ کی غرض سے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ تو کیا ان ہڈیوں کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ یا کپڑے پلید تو نہیں ہوں گے۔

حسن محمود تبسم، قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور

انسانی ہڈیوں کو اس غرض کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔ اس لئے کہ انسان زندہ و مردہ ہر حالت میں قابلِ احترام ہے۔ نیز یہ مقصد مصنوعی اعضاء سے بخوبی پورا ہو سکتا ہے۔ ہڈی پر اس کی کوئی چکناہٹ وغیرہ نہ ہو تو ہڈی پاک ہے اس کو لگنے سے ہاتھ یا کپڑا پلید نہیں ہو گا۔

و شعر المیتة غیر الخنزیر علی المذہب و عظمها و عصبها علی

المشہور و حاضرہا و قرنہا الخالیة عن الدسومة الی قوله

و شعر الانسان و عظمہ و دم سمک طاهرہ در مختار علی

الشامیہ ۱ ج ۱ : ص ۱۹۰۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان : ۱۴/۳/۱۴۲۱ھ

نجاست سے اٹھنے والا دھواں نجس نہیں

سردیوں میں بیت الخلاء جائیں تو فضلہ سے بھاپ سی اٹھتی ہے جو جسم اور کپڑوں کو بھی لگتی ہے۔ کیا اس سے جسم اور کپڑا ناپاک تو نہیں ہوتے ؟
اس بھاپ سے کپڑا اور بدن ناپاک نہیں ہوتے۔

ابوالخیر

دخان النجاسة اذا اصاب الثوب او البدن الصحيح

انه لا ينجسه هكذا في السراج الوهاج (عالمگیری : ج ۱ ص ۲۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲۰۷ھ



دم غمیر فوج نجس نہیں

بندہ قصاب کا کاروبار کرتا ہے اور الحمد للہ نماز بھی باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ ہم حبیب جانور ذبح کرتے ہیں تو

ذبح کی جگہ اسی وقت پانی سے دھو لیتے ہیں۔ تو جو خون گوشت کے اندر رہ جاتا ہے۔ تو گوشت بندتے وقت اگر وہ کپڑوں کو لگ جائے تو اس سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں ؟

ابوالخیر

عین ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے وہ نجس ہوتا ہے۔ اور ذبح کے بعد جو خون

گوشت وغیرہ میں رہ جاتا ہے وہ پلید نہیں ہوتا۔ اس کے لگنے سے کپڑا ناپاک

نہیں ہوگا۔ وما یبقی من الدم فی عروق المذکاة بعد الذبح لا یفسد الثوب

وان فحش کذا فی فتاویٰ قاضی خان و کذا الدم الذی یبقی فی اللحم

لانہ لیس بمسفوح هكذا فی محیط السرخسی - (عالمگیری : ج ۱ ص ۲۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲۰۷ھ



جس پانی میں نجاست کی وجہ سے تغیر آجئے وہ بالاجماع ناپاک ہے

پانی کی طہارت و نجاست کے بارے میں عام طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،
حضرت حسن بصریؒ اور داؤد ظاہریؒ کا مذہب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ
”پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر اگر اس میں کوئی نجاست گر جائے تو وہ اس وقت تک
نجس نہ ہوگا اور منظر رہے گا جب تک کہ اس کی طبیعت یعنی رقت و سلانیت ختم نہ
ہو خواہ اس کے اوصاف ثلاثہ متغیر ہو گئے ہوں“

کیا واقعہ ان حضرات کا یہی مسلک تھا؟ مکمل تحقیق سے آگاہ فرمائیں؟ بینوا تو جرداء
ظاہریہ کے مذہب کے بارے میں شاید بعض حضرات کو محلی ابن حزم کی مندرجہ
ذیل عبارت سے شبہ ہو گیا کہ ان کے نزدیک تغیر اوصاف بالنجاست کے
باوجود بھی اس پانی سے وضو و غسل وغیرہ جائز ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

ان الطاهر لا یتنجس بملاقاة النجس والحوام حرام
كما كان والطاهر طاهر كما كان والنجس نجس كما كان الخ
حالانکہ ابن حزمؒ اپنے اس خیال کے باوجود اس اجماعی مسئلے کے قائل ہیں کہ ماء متغیر
الأوصاف کا وضو و غسل وغیرہ میں استعمال کرنا حرام ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

امان تغیر لون الحلال الطاهر بما مازجه من نجس او
حرام او تغیر طعمه بذلك او تغیر ریحہ بذلك فاننا
حينئذ لا نقدر علی استعمال الحلال الا باستعمال الحرام و
استعمال الحرام في الاكل والشرب وفي الصلوة حرام كما
قلنا ولذلك وجب الامتناع منه لان الحلال الداهر
محرم ولا تنجس عينه ولو قدرنا علی تخليص الحلال

الطاهر من الحرام والنجس لكان حلالاً بحسبه (محلّ ج ۱ ص ۱۲۱)۔
 جب ابن حزم ؓ کے نزدیک بھی ایسے متغیر الاوصاف پانی کا استعمال حرام ہے اور اس سے
 وضو و غسل جائز نہ ہوا، تو ان کا اس مسئلے میں باقی ائمہ کے ساتھ اتفاق ہوا نہ کہ اختلاف۔
 ابن حزم ؓ اور ظاہریہ کے نزدیک بھی ایسا پانی طاہر و طہور نہیں (اسی لئے وضو اور کھانے پینے میں
 اس کا استعمال حرام ہے، اور باقی امت بھی اسی کی قائل ہے اور یہی مطلوب ہے۔ باقی رہے
 ابن حزم ؓ کی یہ خیالی بحث کہ بحالت اختلاط بالنجاست پانی اپنی حالتِ اصلیہ پر رہتا ہے۔ اور
 اگر اسے اجزل لئے نجاست سے صاف کر لیا جائے تو یہ طاہر ہوگا۔ یہ علامہ موصوف کی ایک فرضی و
 خیالی بحث ہے جس کا عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

زیر بحث مسئلہ سے یہ ایک الگ مستقل مسئلہ ہے جو اس وقت زیر بحث نہیں۔ اس وقت بحث
 اس میں ہے کہ ماہ متغیر الاوصاف بالنجاست کے ساتھ بحالت موجودہ وضو، غسل جائز نہیں
 اور ایسا پانی محرم الاستعمال اور واجب الاجتناب ہے۔

اسی کا مختصر عنوان یہ ہے کہ ایسا پانی نجس ہے جس پر بشمول ابن حزم ؓ اور داؤد ظاہری ائمہ کرام ؓ
 کا اجماع ہے۔ مزید اطمینان کے لئے چند حوالہ جات لکھے جلتے ہیں۔
 بذل الجہود میں ہے۔

قام الاجماع على ان الماء اذا تغير احد اوصافه بالنجاسة
 يتنجس فلا يتنجس الماء بملاقاه ولو كان قليلا الا اذا تغير
 وقد ذهب الى ذلك ابن عباسؓ و ابو هريرةؓ والحسن البصريؓ
 وابن المسيبؓ و داؤد الظاهريؓ - (ج ۱ ص ۲۳)۔

علامہ شوکانی ؓ نے نیل الاوطار میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

قام الاجماع على ان الماء اذا تغير احد اوصافه بالنجاسة
 تخرج عن الطهورية فلا يتنجس بملاقاه ولو كان قليلا الا اذا
 تغير وقد ذهب الى ذلك ابن عباسؓ والحسن البصريؓ
 والثوريؓ و داؤد الظاهريؓ - (ج ۱ ص ۲۲)۔

ادجز المسالك میں ہے۔

کپڑے کا ناپاک حصہ سلوم نہ ہو تو کیسے پاک کریں؟

سڑک سے گزرتے ہوئے نالی کی کچھ پھینٹیں کپڑوں پر پڑ گئی تھیں مگر گھر پہنچ کر یاد نہ رہا کہ کس جگہ پڑی تھیں تو کیا پورے کپڑے کو دھونا ضروری تھا یا کچھ حصہ کو؟
بہتر تو یہ ہے کہ سارے کپڑے کو دھولیں۔ اگر سارے کو نہ دھو سکیں تو سوچ کر کسی ایک حصہ کو دھولیں کپڑا پاک ہو جائے گا۔

وإذا نسي محل النجاسة فغسل طرفاً من الثوب بدون تحر
حكم بطهارته على المختار۔ (مراقب الفلاح)۔ وفي الظهيرية
يفسده كله قال الكمال وهو الاحتياط وبه جزم المصنف
في حاشية الدرر قال في النهر وينبغي ان يكون البدن
كالثوب۔ (طحاوی ص ۷۸)۔ فقط والله تعالى اعلم
احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ نیر المذاہب سہ ماہی ۱۴۱۱ھ

آٹے میں جو ہے کی میسگنیاں ہوں تو کھانے کا حکم

سرکاری گوداموں میں رکھی ہوئی گندم میں اکثر جو ہے میسگنیاں وغیرہ کہ جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح وہ گندم پسوا لی جاتی ہے تو کیا اس آٹے کا کھانا درست ہے یا نہیں؟
اگر میسگنیاں اتنی زیادہ ہوں کہ انہیں دیکھ کر طبیعت کو نفرت آتی ہو تو وہ آٹا ناپاک ہے استعمال نہ کریں۔

بصرة الفارة وقعت في حنطة فطحنت قال ابن مقبل
لا يؤكل قال النخاس لا حفظ فيه قول ابن حبان وعندي
لا يفسد الا ان يكون كثيراً فاحشا ينفر عند الطبع۔ ۱۷

(قاضی خان، ج ۲، ص ۷۹۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مَا كُؤِلُ اللَّحْمِ جَانُورِوٲ كَا جُوْطْهَا پَاكٌ هٲ

گھر میں پانی کی بالٹی بھری رکھی تھی بکری ادھر سے گزری تو اس نے اس میں سے کچھ پانی پی لیا۔ کیا اس پانی سے وضو یا غسل کر سکتے ہیں وہ پانی رکھا ہی نہ مانے کہ لئے تھا؟
مذکورہ پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل کر سکتے ہیں۔

من الأسار سور طاهرا لا كراهة فيه وهو سور مایوكل

لحمه من الأنعام والطيور وسور الأدمح على أى صفة

كان (الى قوله) ثم السور الطاهر بمنزلة الماء المطلق۔

(فتاوى قاضى خان، ج ۱، ص ۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نا پاک مٹی کے برتنوں کا حکم اگر مٹی کے تختہ برتن پلید مٹی سے بنے ہوئے ہوں تو ان کا استعمال کرنا جائز

ہے یا نہیں؟ بنیوا توجس روا۔ استفتی عبدالمنان ابو طرکیٹ ملتان۔

آگ میں پکانا بھی منجملہ اقسامِ تطہیر ہے لہذا وہ برتن پکنے کے بعد پاک ہو گئے

ما یطہر به النجس عشرة۔۔۔۔۔ الى قوله ومنها

الاحراق۔۔۔۔۔ الطین النجس اذا جعل منه الكوز او القدر

فطبخ یكون طاهرا هكذا فی المحيط (عالمگیری ج ۲)

وكذا فی البحر الرائق، ج ۱، ص ۲۲۸)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بلی کا جوٹھا مکروہ ہے

گھریں بہت عرصہ پہلے سے ایک بلی ہے وہ ہر فرد خانہ سے پیار کرتی ہے اور کبھی کبھی اگر پاؤں چاٹنے لگ جاتی ہے اور کھیلتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی کسی کھانے کی چیز میں منہ ڈال دیتی ہو تو اس کے جوٹھے کا کیا حکم ہے ؟

بلی کا جوٹھا مکروہ ہے استعمال نہ کیا کریں۔ طبی طور پر بھی مضر ہے اس کا جوٹھا استعمال کرنے سے برص کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی جسم یا کپڑے کا کوئی بھی حصہ نہ چاٹنے دیں۔ کیونکہ اس کا لعاب مکروہ ہے۔

واذا لحست الهرة كف رجل او موضع اخر من بدنه
يكره له ان يدعها تفعل ذلك الفعل وهو اللبس لانه
ربما مكره وكذا يكره ان يأكل او يشرب ما بقى
منها مما اصابه لعابها من الاكل والماء وسائر الاشربة
لانها سورها وسورها مكره عند الاختيار۔ اھ
رکبیری : مثل فقط والله تعالى اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۵۔ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

فصل فی الاستنجاء

نجاست غلیظہ کثیفہ کس قدر معاف ہے

نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے۔ تو اگر روپے سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔ اور روپیہ کے برابر ہو تو دھونا واجب ہے۔ اور روپیہ سے زیادہ ہو تو دھونا فرض ہے۔ اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ، مرغی وغیرہ کی بیٹ۔ تو اگر وزن میں ساڑھے تین ماشہ سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔ اور ساڑھے تین ماشہ کے برابر ہو تو دھونا واجب اور زائد کا دھونا فرض ہے۔ پس اگر کسی نے استنجاء کئے بغیر نماز شروع کر دی تو پتلی اور گاڑھی ہر دو قسم کی نجاستوں میں پہلی صورت میں نماز مکروہ تنزیہی ہوگی (معاف ہے اعادہ نہ کرے)۔

دوسری صورت میں ناقص اور مکروہ تحریمی ہوگی (گو نماز فرض اس کے ہو جائیں گے) اور قضا اس کے ذمہ فرض نہ ہوگی۔ مگر چونکہ ہر ترک واجب سے اعادہ لازم ہوتا ہے اس لئے پوری کر کے استنجاء کرے پھر کمی کی تلافی کے لئے اس کا اعادہ کرے۔

اور تیسری صورت میں نماز بالکل نہ ہوگی اس لئے نماز توڑ دے اور استنجاء کر کے پھر پڑھے وضو ہی کافی ہے۔ (ماخوذ از امداد الفتاویٰ: ج ۱ ص ۹۴)۔

مندرجہ بالا مسئلہ میں یہ اختلاف ہے کہ ”بہشتی زلیور حصہ دوم“ میں نجاست غلیظہ (گاڑھی وزن) کے لئے ساڑھے تین ماشہ وزن درہم کے بجائے ساڑھے چار ماشہ (مشتال کا) وزن لکھا ہے۔ ان میں کونسا قول قابل ترجیح ہے ؟

تنویر و شامی میں ہے ۔

الاجازۃ

(وعفا) الشارح (عن قدر درهم وهو مثقال) عشرون

قیراطا رخی نجس، کثیف الخ هذا هو الصحيح - وقيل يعتبر في كل

زمان درهمه بحر - وافاد ان الدرهم هنا غیره فی باب الزکوة فانه

هناك ما كان كل عشرة منه وزن سبعة مثاقیل (شامی ج ۱ ص ۲۹۳)

اسی بحث میں صاحب بک فرماتے ہیں ۔

واراد بالدرهم المثقال الذی وزنه عشرون قیراطا الخ (ج ۱ ص ۲۹۳)

وقال فی الحکیری شم الدرهم المقدربہ هو الدرهم الحکیر

الشہلیلی الخ بل الصحيح ما قال الفقیہ ابو جعفر الہندی وانی یقدر

بالوزن ای بالدرهم الوزنی وهو ما یبلغ وزنه مثقالا الخ (ص ۱۰)

وهكذا فی الہندیۃ ۔

عبارت بالاسے معلوم ہوا کہ نجاست غلیظہ کے بارے میں وہ درہم معتبر ہے جو مثقال کا ہم وزن ہے

پس ساڑھے چار ماشہ کا وزن جو بہشتی زلہ میں مذکور ہے درست ہے ۔ کیونکہ مثقال کا مشہور وزن

یہی بتلایا جاتا ہے ۔ امداد الفتاویٰ کی عبارت میں تسامح ہے ۔ فقط والشرع علم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

استبراء معروف کی شرعی حیثیت

پانی کی موجودگی میں بلا غرض تمیم جائز نہیں مگر

پھر کیا وجہ ہے کہ پانی کی موجودگی میں

پیشاب کرنے کے بعد پہلے مٹی کے ڈھیلے سے استنجا و خشک کرتے ہیں اس کے بعد پانی سے استنجا

کرتے ہیں مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرنے والے بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ پا جامہ میں ہاتھ

ڈال کر مسجد کے صحن میں، مٹرکوں، گلیوں، عورتوں اور غیر مسلموں کے سامنے ٹھلٹے پھرتے ہیں۔ عضو کو ہاتھ

میں پکڑ کر بار بار ہلاتے ہیں۔ پاؤں کی قینچی بنا کر کبھی اس ران سے دبا لیتے ہیں اور کبھی اس ران سے دباتے

ہیں۔ مصوٰر فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی نے بڑے بڑے پوٹروں کے ذریعہ اس بیہودہ رسم کو

بند کرنے پر زور دیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ زمانہ رسالت میں تو نہیں تھا۔ اور نہ ہی خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا تو اب اس کی شرعی حیثیت کیا ہے ؟

الجواب شریعت میں اصل حکم استبراء کا ہے یعنی جسم کی قطرات سے مکمل حفاظت کی جائے اور اس سے احتیاط نہ کرنے کی صورت میں عذاب قبر کی شدید وعید سنائی گئی ہے۔ آج کل کمزوری مثانہ کی وجہ سے قطرہ وغیرہ ضرور آتا ہے۔ لہذا اس سے بچنے کے لئے ڈھیلا استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی حکم شریعت کی تعمیل ہے خلاف شرع نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس کے لئے ایسی جگہ منتخب کی جائے جیسا استبراء بالماء کے لئے ہوتی ہے۔ یعنی ذرا اُٹ میں کرے۔

يجب الاستبراء بمشي أو تنحيز أو نوم على شقه اليسر ويختلف بطباع الناس اهـ (درمختار)۔

(قوله يجب الاستبراء) هو طلب السبابة من الخارج بمشي ما ذكره الشارح حتى يتيقن بزوال الاثر الخ (قوله ويختلف) هذا هو الصحيح فمن وقع في قلبه انه صار طاهرا جاز له ان يستنجي لا بد كل احد اعلم بحاله - (شاميه : ج ۱ : ص ۳۱۹)۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفتاویٰ
۱۶
۱۲
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قضاء حاجت کے وقت استقبال و استدبار قبلہ سے حتی الوسع بپا جائے

مسجد کے طہارت خانے مشرقاً غرباً بنائے پڑے ہیں جگہ تنگ تھی اگر کسی طرح رخ صبح کرنے کی کوشش کی جائے تو کم از کم ڈیڑھ ہزار روپیہ صرف ہو گا۔ جس کی گنجائش نہیں۔ کیا شرعاً مجبوراً اس کی اجازت ہے یا قطعی حرام اور ممنوع ہے۔ جب کہ ایک روایت میں جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھدے میدان میں اونٹ کو آڑ بنا کر قبلہ رخ پیشاب کیا تفصیل سے وضاحت فرمائیں ؟

مسعود احمد بہاولنگر

استقبال واستدبار قبلہ سے ممانعت کے سلسلہ میں احادیث صحیحہ مرفوعہ
 صریحہ موجود ہیں۔

عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اذا ایتتم الفائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا ببول ولا
 تستدبروها الحدیث (ترمذی ۱ ج ۱ ص ۲۰)۔

حضرت ابو ایوب رضی فرماتے ہیں کہ ہمیں ملک شام جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں قبلہ رخ بیت الخلا بنے
 ہوئے تھے۔ فننحرف عنها ونستغفر اللہ۔ یعنی ہم قبلہ سے پھر کر اور منحرف ہو کر انہیں
 استعمال کرتے تھے اور ساتھ ساتھ استغفار کرتے تھے کہ شاید کسی وقت استقبال قبلہ ہو گیا ہو۔
 ایک حدیث پاک میں قبلہ کی طرف تھوکنے کے بارے میں یہ وعید وارد ہوئی ہے کہ قیامت کے
 دن یہ تھوک اس کے چہرے پر نمایاں نظر آئے گا۔

تھوک شرعاً پاک ہے جب اس کی اجازت نہیں تو پیشاب و پاخانہ کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔
 اس لئے احتراز کرنا لازم ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ عمل ثابت نہیں البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
 کا یہ قول منقول ہے۔ ابوداؤد شریف میں جس کی علامت نے بہت سی توجہات لقل کی ہیں۔ علاوہ ازیں
 ایک صحابی کے عمل سے فرمان نبویؐ عمل کے زیادہ لائق ہے۔

مسجد کی انجن کے لئے ہزار ٹیڑھ ہزار روپیہ معمول چیز ہے۔ اگر فنڈ موجود نہ ہو تو قرض لے کر خرچ
 کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بشہ عبد الستار عفا اللہ عنہ تیسرے الافتاء

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس بلتان

اوراق منطق سے استنجا کرنے کا حکم
 مقولہ مشہور ہے بیجوز الاستنجاء باوراق
 المنطق۔ بظاہر یہ فقرہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے

کیونکہ مطلق کاغذ سے استنجا کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ نیز اوراق منطق سے استنجا کرنے میں سؤاوب
 بھی ہے۔ دوسرا مقولہ یہ بھی سنا گیا ہے کہ من لم یعرف المنطق فلا فقه له فی العلوم اصلاً

ان دونوں میں کیا تطبیق ہے ؟

۱ ۲ آج کل بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کاغذ سے استنجاء کرتے ہیں جو کہ مخصوص ہوتا ہے استنجاء کے لئے یہ از روئے فقہ کیسا ہے ؟

الحمد للہ

ونقل القہستانی الجواز بكتب الحکمیات عن

الاسنوی من الشافعیة واقره قلت لکن نقلوا عندنا

ان للحروف حرمة ولو مقطعة ۱۵ ومفاده الحرمة بالمکتوب

مطلقا۔ ۱۵ (شامی : ج ۱ : ص ۳۱۵)۔

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ لکھے ہوئے کاغذ سے استنجاء کرنا منع ہے اگرچہ اس میں فلسفہ و حکمت ہی تحریر ہو۔ تو ادراکِ منطق کا بھی یہی حکم ہے۔ ان سے استنجاء نہ کرے۔

مقولہ ۲ : بالتقیین معلوم نہیں کس کا ہے۔ ہاں درست نہیں لہذا ترجیح و تطبیق کی ضرورت نہیں۔
۱ ۲ یہ کاغذ اگر لکھنے کے قابل نہیں صرف استنجاء کے لئے بنائے جاتے ہیں تو ان سے استنجاء جائز ہونا چاہئے۔ کیونکہ کاغذ کا احترام آلہ علم ہونے کی وجہ سے ہے۔

وله احترام ایضا لکونه آلة لکتابۃ العلم۔ ۱۵ (شامی : ج ۱ : ص ۲۳۷)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الافشاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۳۰/۱۲/۱۳۹۵ھ



صرف ڈھیلے سے استنجاء کرنے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی

بہشتی زیور میں ہے۔ ڈھیلے سے استنجاء کر لے کے بعد پانی سے استنجاء کرنا سنت ہے۔ لیکن اگر نجاست مہتھیلی کے گراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت میں پانی سے دھونا واجب ہے بغیر دھونے نماز نہ ہوگی۔ اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (ج ۱۲ : ص ۸)۔

کیا یہ درست ہے کہ صرف ڈھیلے سے استنجاء سنت کے خلاف ہے ؟

یعنی کمال سنت اور افضل کے خلاف ہے۔ اور نفسِ سنت ڈھیلوں کے استعمال سے بھی ادا ہو جائے گی۔

الحجۃ

قال في الشامية ثم اعلم ان الجمع بين الماء والحجر افضل ويلييه في الفضل الاقتصار على الماء و يليه الاقتصار على الحجر وتحصل السنة بالكل وان تفاوت الفضل كما افاده في الامداد وغيره۔

(ج ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ کوئٹہ)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد الستار عفا اللہ عنہ

رئيس الافتاء جامعہ خير المدارس ملتان

صرف ڈھیلے سے استنجاء کیا ہو تو نماز کا حکم

زید نے پیشاب کرنے کے بعد ڈھیلے سے استنجاء کیا لیکن پانی سے استنجاء کرنا یاد نہ رہا اور نماز پڑھ لی تو نماز ہو گئی یا نہیں ؟ یا اعادہ واجب ہے ؟

۱۔ ناپاک زمین پر لکڑی کا تخت بچھا کر نماز پڑھنا جب کہ تخت کے چاروں پائے ناپاک جبکہ پیرہنوں۔ تو اس تخت پر نماز صحیح ہوگی یا نہیں ؟

الحجۃ اگر مخرج پر پیشاب مقدار درہم یا اس سے کم لگا ہے تو نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر نجاست مقدار درہم سے زیادہ لگی ہوئی ہے تو نماز صحیح نہیں ہوتی،

اعادہ کیا جائے۔ وان تجاوز المخرج وكان المتجاوز قدر الدرهم لا يسمي استنجاء وجب ان الله بالماء فلا يكفي الحجر بمسحه۔ اور مراقى الفلاح علی هامش الطحاوی، ص ۲۷۲۔

۲۔ تخت پر نماز صحیح ہو جائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خير المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ محمد الستار عفا اللہ عنہ رئيس الافتاء

قیمتی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے

مجھے پیشاب کے قطرات تقریباً کوئی دس منٹ تک آتے رہتے ہیں۔ گھر میں تو خیر بڑی سہولت ہے لیکن سفر میں بڑی دقت رہتی ہے۔ نماز کے لئے کپڑوں کا پاک رکھنا بڑا مشکل ہے۔ الحمد للہ نماز بڑی مدت سے قصار نہیں ہوئی۔ گھر میں ایک لنگی پہن کر پیشاب کرتا ہوں اس کے بعد باقاعدگی سے مسواک کرتا ہوں بعد ازاں لنگی اتار کر طہارت حاصل کرتا ہوں۔ پھر وضو کر کے باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں جاتا ہوں۔ قطرات آنے کے وقت کو میں مسواک کے لئے استعمال کرتا ہوں تاکہ وقت بچ جائے کیا میرا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟

ٹھیکہ استعمال کرنا چاہئے قیمتی چیز سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ یہ بھی استنجاء کے حکم میں مشمول ہوتا ہے۔ مسواک بھی وضو کے ساتھ ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ وضو کی سنتوں میں سے ہے۔ مرقی میں ہے۔

ویکرہ الاستنجاء بعظم (الی ان قال) وشئى محترم لتقومہ
کخوقۃ دیباج وقطن لاتلاف المالیۃ و الاستنجاء بہما یورث
الفقر۔ (ص ۲۸)۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح	بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء	نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۵ + ۸ + ۶ = ۱۹

۱۔ اگر یہ لنگی دھو کر بار بار استعمال کرتے رہتے ہوں، یعنی ضائع نہ کرتے ہوں تو ذیل کے جزئیہ سے حواء معلوم ہوتا ہے۔

ینبغی تقييد الكراهة فيماله قيمة بما اذا أدى الى اتلافه اما لو
استنبحى به من بول او منى مثلاً وكان يغسل بعده فلا كراهة الا اذا كان شيئاً
ثميناً تنقص قيمته بغسله كما يفعل في زماننا بخرقۃ المنى ليلة العرس
تامل۔ (شامی ج ۱ ص ۳۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

استنجار کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم استنجار کر لینے کے بعد ہاتھوں کو دوبارہ دھونا چاہئے یا نہ۔ اگر نہ دھویا جائے تو کیا حرج ہے؟

۲۔ زیر ناف بالوں کی صفائی کس طرح کرے۔ یعنی اوپر سے نیچے یا نیچے سے اوپر یا دائیں سے بائیں وغیرہ اور کتنے دنوں کے بعد کر لینی چاہئے؟

۳۔ بیت الخلاء میں جلنے کے لئے مجھے سگریٹ ساتھ لے جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ مجھے اکثر قبض رہتی ہے کیا یہ گناہ تو نہیں ہے؟

۱۔ اگر غلبہ ظن ہو کہ ہاتھ بھی صاف ہو گئے ہیں اور بدبو وغیرہ بھی ختم ہو گئی ہے تو دھونا مزید لطافت کے لئے سنون ہے ورنہ ضروری نہیں۔

ومع طهارة المفسول تطهر اليد ويشترط ازالة الرائحة عنها و

عن المعخرج اه (در مختار علی الشاخی ج ۱ ص ۲۳)۔

ويفسل يده بعد الاستنجاء كما يكون يغسلها قبله ليكون انقى

وانظف وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم غسل يده بعد

الاستنجاء وذلك يده على الحائط كذا في التنجيس - اه

(عالمگیری ج ۱ ص ۲۵)۔

۲۔ اوپر سے نیچے کی طرف صفائی کرے۔ اور افضل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دفعہ صفائی کرے۔ اسی

طرح ناخن کاٹنے اور دوسری صفائی کا حکم ہے۔ اگر کسی وجہ سے نہ ہو سکے تو پندرہ دن میں ایک

دفعہ کرے۔ اگر ایسا بھی نہ ہو سکے تو چالیس دنوں میں کرے اس کے بعد وہ گناہ گار ہوگا۔

الافضل ان يقلم اظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف

بدنه بالاغتسال في كل اسبوع مرة فان لم يفعل ففي كل خمسة

عشر يوما ولا يعذر في تركه وراء الاربعين فالا سبوع هو الافضل

والخمس عشرة الاوسط والاربعون الا بعد ولا عذر فيما وراء

الاربعين ويستحق الوعيد كذا في القنية ويبدأ في حلق

العانة من تحت السرة اه (عالمگیری ج ۱ ص ۳۱)۔

۳۔ گنجائش ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

گھاس یا درخت کے پتوں سے استنجاء کرنا

اگر کسی کھیت میں قضاہ حاجت کے لئے بیٹھیں تو گھاس یا کپاس وغیرہ کے پتے ڈھیلے کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروار۔ صوفی محمد اکبر فوجی شاہ جمال ٹاؤن لاہور درختوں کے پتوں اور گھاس سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

الجواب صحیح

والورق قیل انه ورق الکتابۃ وقیل انه ورق الشجر وای ذلک کان فانه مکروہ (بحوالہ رائق، ج ۱، ص ۲۵۵) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بالکل چھوٹے بچوں کیلئے استقبال و استدبار کا حکم

کیا قضاہ حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی استقبال و استدبار قبلہ کا کوئی حکم ہے؟ والدہ یا جو انہیں قضاہ حاجت کرائے اسے حکم ہے کہ وہ اسے قبلہ رو یا استدبار قبلہ لے کر نہ بیٹھے۔ وکذا یکرہ للمرأة امساک صغیر لبول أو غائط نحو القبلة (در مختار) (قوله امساک صغیر) هذه الکراهة تحريمية لانه قد وجد الفعل من المرأة۔ (در شامی، ج ۱، ص ۲۵۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

کتاب الصلوة

ماتعلق

بمواف الصلوة

جہاں چھ ماہ کا دن ہو وہاں نماز کیسے پڑھی جائے

عرض ہے کہ جامدے ہاں چند روز سے اس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے کہ آیا ایسے مقامات جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہے وہاں روزے فرض ہیں یا نہیں ؟ میرا خیال ہے کہ وہاں روزے فرض نہیں۔ اس کی درج ذیل وجوہ ہیں۔

۱ : قرآن مجید کا حکم ہے کہ از صبح صادق تا غروب آفتاب روزہ رکھا جائے۔ لیکن وہاں تو آدمی چھ ماہ کا روزہ رکھ ہی نہیں سکتا۔ جب آدمی روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تو قضا یا فدیہ کی اجازت ہوتی ہے لیکن وہاں قضا بھی ممکن نہیں۔ کیونکہ وہاں دن کبھی بھی چھ ماہ سے کم نہیں ہوتا۔ لہذا وہاں فدیہ ہی لازم ہو سکتا ہے۔

۲ : اسلامی سال قمری سال ہوتا ہے جس میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور وہاں شمسی سال ہوتا ہے۔ لہذا جب وہاں اسلامی سال موجود ہی نہیں تو روزے بھی فرض نہیں ہوتے۔

۳ : اغلب گمان یہ ہے کہ وہاں چاند نظر نہیں آتا۔ حکم یہ ہے کہ جو چاند دیکھے وہ روزہ رکھے۔ وہاں چاند کا وجود ہی نہیں لہذا دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس روزہ بھی فرض نہیں ہوا۔ نیز ایسے

مقامات پر چھ ماہ میں صرف پانچ نمازیں فرض ہوتیں۔ براہ کرم اس بارے میں شرعی حکم سے مستفیض فرمائیں۔ بینوا توجہ دہ

ایسے مقامات پر جہاں چھ مہینوں کے دن اور رات ہوتے ہیں اندازہ کر کے چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح روزوں کے بارے میں بھی اندازہ کر کے روزے رکھے جائیں گے۔ قریبی علاقہ جہاں طلوع و غروب ہوتا ہے اس علاقے کے دنوں اور راتوں کو معیار بنایا جائے اور جب اس علاقہ میں رمضان المبارک شروع ہو جائے تو اس مقام پر بھی رمضان المبارک کو شروع تصور کیا جائے گا۔

قال الرملى في شرح المنهاج ويجزى ذلك فيما لو مكثت الشمس عند قوم مدة اه قال في امداد الفتاح قلت وكذلك يقدر لجميع الاجال كالصوم والزكاة والحج اه (شامی ج ۱ ص ۳۳۸) فقط والله اعلم

الجواب صحیح ۲۵
بنده عبد الستار عفا اللہ عنہ
خیر محمد عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ ۱۳۸۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سایہ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ
مثلاً اول و دوم نکالنے کے لئے جو سایہ اصلی شمار کیا جاتا ہے "بہشتی زلیہ" حصہ دوم ص ۹۔
کے مطابق اگر ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آگیا۔ اس حساب سے ہمارے بزرگ میاں منظور محمد صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ ماسٹر ایم بی ہائی سکول گوہرہ نے عرصہ سے گوہرہ کے لئے ایک نقشہ بنایا ہوا ہے۔ لیکن جامع مسجد مرکزیہ کے خطیب قدوسی شریف کا حوالہ دیتے ہوئے مثلاً اول و دوم نکالنے کا یہ طریقہ غلط ثابت کرتے ہیں اور حساب ہذا کے مطابق بنے ہوئے وقت سے پہلے ہی اذان عصر دے دیتے ہیں۔ آپ سایہ اصلی کی تعریف فرمائیں؟

زمین بالکل ہموار کر لی جائے کہ قطعاً اوپن نیچ نہ رہے پھر اس پر ایک دائرہ کھینچ لیا جائے اور اس کے مرکز میں ٹوبہ کی لمبی کنیل مخروطی شکل کی کھڑی کر دی جائے

یکیل قطر دائرہ کی ایک چوتھائی کے برابر ہونی چاہئے۔ صبح کے وقت سایہ دائرہ سے باہر ہوگا۔ اور آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے دائرہ کے اندر داخل ہو جائے گا۔ جس نقطہ سے سایہ داخل ہوگا دائرہ کے اس نقطہ پر نشان لگا دیا جائے سایہ کم ہو چکنے کے بعد اب بڑھنا شروع ہوگا اور بڑھتے بڑھتے دائرہ سے باہر نکل جائے گا۔ محیط دائرہ کے اس نقطہ پر بھی نشان لگا دیا جائے اب اس نقطہ اور پہلے نقطہ کو جہاں سے سایہ دائرہ میں داخل ہوا تھا ایک خط مستقیم کے ذریعہ ملا دیا جائے تو ایک قوس بن جائے گی۔ اس کے عین نصف سے ایک خط کھینچ کر مرکز دائرہ سے ملا دیا جائے۔ یہ خط نصف النہار ہے۔ کیل کا سایہ جب اس خط پر پہنچے گا اس وقت کیل کا جتنا سایہ ہوگا اس کو سایہ اصلی کہتے ہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس سلطان

الجواب صحیح
نحیہ عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ

ضحوۃ کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھی جائے

مؤرخہ ۱۸ اکتوبر کو دہلی جنتری پر گیارہ بج کر ۱۸ منٹ پر ضحوۃ کبریٰ اور گیارہ بج کر ۵ منٹ پر زوال تھا۔ تحقیق کے لئے لکھا ہے کہ اس میں مکروہ وقت کہاں سے کہاں تک ہے۔ مثلاً اگر کوئی جنازہ پڑھے یا کوئی نفل وغیرہ مذکورہ وقت میں پڑھے تو احتیاطاً کس وقت سے مکروہ وقت شروع ہوگا۔ اور ضحوۃ کبریٰ سے کیا مراد ہے۔ اگر کوئی جنازہ گیارہ بج کر ۱۸ منٹ کے بعد بیس یا پچیس منٹ پر پڑھا گیا تو کیا یہ مکروہ وقت میں ہے یا بلا کراہت جائز ہے ؟

اس کے بارے میں احتیاط یہ ہے کہ ضحوۃ کبریٰ سے لے کر زوال تک نماز نہ پڑھے۔
للاختلاف چاشت کی نماز ضحوۃ کبریٰ سے پہلے پہلے پڑھے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس سلطان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء

۱۴ / ۱۰ / ۱۴۰۶ھ

لہ واختلف فی وقت الکراہۃ عند الزوال فقیل من نصف النہار الی الزوال

لروایۃ الج سمید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه نہی عن
 الصلوۃ نصف النہار حتی تزول الشمس قال رکن الدین الصباغی
 وما احسن هذا لان النهی عن الصلوۃ فیہ يعتمد تصور ہافیہ
 وعزانی القہستانی القول بان المراد انتصاف النہار العرفی الی
 ائمة ما وراء النہر وبان المراد انتصاف النہار الشرعی
 وهو الضحوة الکبری الی الزوال الی ائمة خوارزم۔ (شامیہ ج ۱ ص ۲۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱ مرتب غیسر الفتاوی

ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم کیا آج کل ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھی جاسکتی ہے
 کیوں کہ ہم کو چھٹی دو بج کر پچیس منٹ پر ملتی ہے

اور اس وقت جماعت نہیں ملتی ؟ بنیوا تو جسروا۔ رانا محمد عارف لاہور ہائیکورٹ لاہور

ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور آج کل راولپنڈی میں زوال بارہ بجے
 ۱۴ منٹ پر ہوتا ہے اور آئندہ گھٹ جائے گا۔ حاصل یہ ہے کہ آپ ہر موسم میں
 ساڑھے بارہ بجے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن ایک خیال ضرور رہے کہ اذان وقت کے اندر دیں۔ یعنی
 زوال کے بعد اذان ہو پہلے نہ ہو۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نصف النہار سے کیا مراد ہے اوقات مکروہہ ثلاثہ غروب، طلوع اور استواء
 اکثر کتب متون اور شروح میں مذکور ہیں۔ غروب
 و طلوع تو معلوم ہیں لیکن استواء کے متعلق مختلف الفاظ ہیں۔ مسلم شریف میں ہے۔

حين يقوم قائم الظہيرة۔

ابوداؤد شریف میں ہے۔ نصف النہار حتی تزول الشمس۔

منیتہ المصلیٰ میں ہے۔ وقت الزوال۔ نور الایضاح میں ہے استوائیہا۔ بہشتی زیور
میں ہے۔ ٹھیک دوپہر۔ اور اکثر کتب میں ضحوة کبریٰ ہے۔ یہ سب ایک چیز ہیں یا علیحدہ علیحدہ ؟
صحیح وقت نصف النہار کب شروع ہوتا ہے اور اس کی شناخت کیا ہے ؟ کراہت نماز کے لئے
نصف النہار شرعی مراد ہے یا حقیقی ؟ مولوی شاہ محمد سلیموی

طحاوی، ص ۱۰۰۔ میں ہے۔

الجواب

(قوله والثانی عند استوائیہا) وعلامتہ ان یمتنع

الظل عن القصر ولا یأخذ فی الطول فاذا صادف انہ شرع فی

ذلک الوقت بفرض قضاء او قبلہ وطارن هذا الجزء اللطیف

شیئاً من الصلوة قبل القعود قدر التشہد فسدت۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نصف النہار سے مراد نصف النہار حقیقی ہے اور یہی اصل ہے۔ اور

اس کی علامت یہ ہے کہ سایہ کم ہو جانا بند ہو جائے اور ابھی تک بڑھنا شروع نہ ہوا ہو۔ البتہ اگر
ماوراء النہر کے ہاں اس سے مراد نصف النہار عرفی ہے۔

وعزا فی القہستانی القول بان المراد انتصاف النہار العرفی الی

أئمہ ماوراء النہر (شامی ج ۱ ص ۳۵۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

از دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح، نعمیہ عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ۔

سورج کے صرف پہاڑ کی اوٹ میں چلے جانے

سے غروب متحقق نہیں ہوگا

اس علاقہ میں آبادی سے سات آٹھ میل دور مغرب میں ایک پہاڑ ہے۔ سورج جب اس پہاڑ کے

پچھے چھپ جاتا ہے تو پندرہ بیس منٹ بعد مشرق میں راست ظاہر ہوتی ہے۔ آیا جب رات ہوتی ہے تو اس

وقت صحیح وقت ہوتا ہے یا مغرب کا وقت پہاڑ کے پچھے سورج چھپ جانے سے شروع ہو جاتا ہے ؟

الحجۃ

صورت مسئلہ میں صرف سورج کے پہاڑ کی ادھ میں آجانے سے نماز مغرب یا افطار کا وقت شروع نہیں ہوگا بلکہ اس کے بعد جب مشرق کی طرف سے سیاہی اور اندھیرا پھیلنا شروع ہو جائے اس وقت غروب شمس کا تحقق ہوگا اور اس وقت سے نماز مغرب کے وقت کی ابتداء سمجھی جائے گی۔ لہذا اگر مذکورہ وقت سے قبل مغرب کی نماز پڑھ لی گئی تو وہ ادا نہیں ہوئی دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

كما يظهر من الشامي، ج ۲، ص ۱۱۰۔ والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة في جهة المشرق قال عليه السلام اذا اقبل الليل من ههنا النحر اى اذا وجدت الظلمة حساً في جهة المشرق۔ اهـ

والیضا هكذا يظهر من كلام الحافظ في شرح قوله عليه الصلوة والسلام اذا اقبل الليل من ههنا و ادبر النهار من ههنا و غابت الشمس فقد افطر الصائم۔ فقط والله اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافاء
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
۱۳۶۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت تغیر موسم سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے

نماز مغرب کا کتنا وقت ہوتا ہے اور کس وقت تک نماز کا صحیح وقت رہتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ۱۰ گھنٹہ ہے، کوئی کہتا ہے کہ جب اندھیرا چھا جائے اس وقت تک نماز پڑھ سکتے ہیں ؟

مغرب کی نماز کا وقت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سورج کے غروب ہونے سے
نے کر شفق ابھرنے کے غائب ہونے تک رہتا ہے اور شفق کے غائب ہونے تک کا درمیانی

فاصلہ موسم کے تغیر سے کم و بیش ہوتا رہتا ہے۔ جو کہ طلوع و غروب بتانے والی جہتوں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ یہ فاصلہ کسی بھی موسم میں سو گھنٹہ سے کم نہیں ہوتا۔ اور بعض موسموں میں ۱۰ گھنٹہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

ووقت المغرب منه الى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما و
 به قالت الثلاثة واليه رجح الامام كما في شروح المجمع و
 غيرها نكان هو المذهب اه (در مختار) - (قوله واليه رجح الامام)
 اي الى قولهما الذي هو رواية عنه ايضا وصرح في المجمع بان عليهما
 الفتوى و رده المحقق في الفتح بانه لا يساعده رواية ولا رواية
 الخ وقال تلميذه العلامة قاسم في تصحيح القدوري ان رجوعه
 لم يثبت لما نقله الكافة من لدن الاثمة الثلاثة الى اليوم
 من حكاية القولين و دعوى عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف
 المنقول قال في الاختيار الشفق البياض وهو مذهب الصديق
 و معاذ بن جبل و عائشة رضي الله تعالى عنهم قلت ورواه عبدالرزاق
 عن ابى هريرة وروعن عمرو بن عبد العزيز ولم يرو البيهقي
 الشفق الاحمر الا عن ابن عمر رضي الله عنهما وتمامه فيه واذناقارضت
 الاخبار و الامثار فلا يخرج وقت المغرب بالشك كما في
 الهداية وغيرها قال العلامة قاسم ثبت ان قول الامام هو الاصح
 (شامی، ج ۱، ص ۲۶۵) - فقط والله تعالى اعلم -

الجواب صحیح
 ۹
 احقر محمد نور عفا الله عنه
 ۱۳۹۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس سوات
 بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء

جہاں سورج کے طلوع و غروب کا پتہ نہ چلے وہاں نماز کیسے ادا کریں

میں بڑی انگلیٹ میں مقیم ہوں۔ اوقات نماز اور سورج کا ہمیں یہاں کوئی علم نہیں کہ کب طلوع اور کب
 غروب ہوتا ہے۔ کیونکہ موسم ایسا رہتا ہے کہ ہر وقت ابر رہتا ہے۔ گریوں میں یہاں کے دن پاکستان
 کے دنوں سے ڈیڑھ گنا زیادہ لمبے ہوتے ہیں اور ایسے ہی سردیوں کی راتیں۔ اس لئے ہم اوقات نماز صحیح
 معلوم نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں ؟

۲ : ہمیں صبح ساڑھے چھ بجے گھر سے روانہ ہونا پڑتا ہے اور شام ساڑھے پانچ بجے واپسی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ظہر کی نماز قضاء ہو جاتی ہے۔ اگر شام کو عصر کے ساتھ ادا کی جائے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟

اوقاتِ نماز معلوم کرنے کے لئے اگر سورج دکھائی نہیں دیتا تو ایسی دائمی جنتری خرید لینا چاہئے جس میں انگلیں طے طلوع و غروب اور زوالِ شمس کے اوقات بتلائے گئے ہوں۔ اگر زوالِ شمس کا وقت معلوم نہ ہو سکے تو طلوع و غروب کے درمیانی وقت کے بعد نمازِ ظہر ادا کر لیا کریں اور صبح صادق سے لے کر طلوعِ شمس سے قبل نمازِ فجر ادا کر لیا کریں۔ اور زوال کے بعد ظہر اور غروبِ شمس سے تقریباً پون گھنٹہ قبل نمازِ عصر اور غروب کے بعد مغرب۔ جب کہ عشاء کا وقت تو بہت وسیع ہے البتہ تہائی رات سے قبل ادا کر لیا کریں۔

۲ : نمازِ ظہر کو قضاء کرنا درست نہیں جس فرم میں آپ کام کرتے ہیں اس کے منتظرین سے نمازِ ظہر کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کر لیں۔ صبح چھ بجے سے شام پانچ بجے تک مسلسل کام تو نہیں ہوتا ہوگا درمیان میں کچھ وقفہ کھانے یا آرام کرنے کے لئے بھی ملتا ہوگا۔ اگر اس وقت زوال ہو چکا ہو تو نمازِ ظہر ادا کر لیا کریں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
۱۳۸۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

آخر وقتِ مغرب کے بارے میں منشی بہ قول

ہمارے علاقہ میں عشاء کے وقت میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء غروبِ آفتاب سے ایک گھنٹہ کے بعد نمازِ عشاء پڑھتے ہیں اور دلیل ”حسن الفتاویٰ“ ج ۲، ص ۱۲۹ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ”قول مفتی بہ کے مطابق غروبِ شفقِ احمر کا وقت ختم ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے“

اور بعض علماء غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد نمازِ عشاء پڑھتے ہیں۔ جو کہ دلیل میں ”امداد الفتاویٰ جلد ۱ ص ۹۵“ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ”غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد عشاء کا وقت

استفتی، عبد الشیمہ، ضلع نورالائی، بلوچستان

آجانبہ ؟

الجواب

مغرب کا وقت غروب شفق تک رہتا ہے۔ شفق کی تفسیر میں دو قول ہیں صاحبینؒ کا مذہب اور امام صاحبؒ کی ایک روایت شفقِ احمر کی ہے امام صاحبؒ کا مذہب شفقِ ابیض کا ہے۔ اگرچہ بعض فقہاء نے امام صاحبؒ کا رجوع صاحبینؒ کے قول کی طرف نقل کیا ہے۔ اور صاحبینؒ کے لئے قول کو رائج اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔ لیکن صاحب ہدایہ کے طرز بیان سے امام صاحبؒ کے قول کا رائج ہونا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ امام صاحبؒ کی دلیل کو مؤخر کر کے صاحبینؒ کی دلیل کا جواب دیا ہے۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۶۹)۔

علامہ ابن ہمامؒ نے ان حضرات کی تردید کی ہے جنہوں نے صاحبینؒ کے قول کو مفتی بہ قرار دیا تھا "ورده المحقق في الفتح بانہ لا يساعده رواية ولا دراية" (شامی ج ۲ ص ۲۴۳)۔

علامہ قاسم بن تطلولغاؒ نے رجوع کے دعویٰ کو غلط اور غیر ثابت قرار دیا ہے

ان رجوعه لم يثبت لما نقله الكافة من لدن الاثمة الثلاثة الى اليوم من حكاية القولين الخ قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح ومشى عليه في البحر۔ (شامی ج ۱ ص ۲۴۱)

الحاصل شفقِ ابیض کے غروب ہونے سے قبل عشاء کی نماز نہ پڑھی جائے۔

فقط والنشر اعلم

بندہ محمد عبد الشیمہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس سلطان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ و عکس الافتاء

سفر کی وجہ سے عصر کو مثلِ ثانی میں پڑھنا

۱۔ ایک آدمی سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظہر کی نماز کے بعد تیاری وغیرہ میں اسے اتنی دیر ہوگئی کہ مثلِ ثانی شروع ہوگئی اور اس نے عصر کی نماز اس خیال سے ادا کر لی کہ راستہ میں شاید نہ پڑھ سکوں اور قضا ہو جائے گی۔ تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں ؟

۲۔ سفر پر جانے والا عصر کی نماز سفر میں اس وقت ادا کرتا ہے جب کہ سورج غروب ہونے والا

ہے یا کچھ غروب ہو گیا ہے اور کچھ نظر آرہا ہے۔ یعنی آدھا سورج نظر سے اوجھل ہے۔ کیا اس صورت میں اس کی نماز ہو گئی یا نہیں ؟

محمد لطف اللہ خالد لاہوری

۲۱۱۔ دونوں صورتوں میں نماز ادا ہو جائے گی۔

الحمد لله

وفی المسامکیرۃ، ج ۱، ص ۵۲، وفتاویٰ رحیمیۃ ج ۱۲۔

وعند أحمرارها إلى أن تغيب الأعمر يومه ذلك فإنه يجوز

إدائه عند الغروب هكذا في فتاویٰ قاضی خان۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

الجواب صحیح

جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ وکسر الافتاء

عشاء کا وقت سفیدی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے

بہشتی زید میں ہے کہ جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آگیا۔ پھر جب تک چھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تیسرے خوب چٹک جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔ پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تھائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ لے۔ تو کیا یہ درست ہے ؟

احتیاط یہ ہے کہ جب سرخی کے بعد والی سفیدی سی بھی جاتی رہے تب عشاء کی نماز

الحمد لله

ادائی جائے۔ اور مساجد میں ٹوٹن بھی اس سفیدی کے غروب پر ہی اذان کہیں۔ حال

یہ ہے کہ احتیاط امام ابو حنیفہ کے قول میں ہے۔

قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح اه وقوله احوط اه

حدانی الشامیۃ مختصراً۔ ۵۱۷ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

لہ وقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبہ

قالت الثلاثة واليه رجع الامام كما في شروح المجمع وغيرها
فكان هو المذهب - اهـ (درمختار) -

(قوله واليه رجع الامام) الى قولهما الذي هو رواية عنه ايضاً و
صوح في المجمع بان عليها الفتوى ورده المحقق في الفتح بانه
لا يساعده رواية ولا دراية الخ وقال تلميذه علامة قاسم في
تصحيح القدوري ان رجوعه لم يثبت لما نقله الكافه من لدن
الائمة الثلاثة الى اليوم من حكاية القولين ودعوى عمل
عامة الصحابة بخلافه خلاص المنقول قال في الاختيار الشفق
البياض وهو مذهب الصديق ومفاز بن جبل وعائشة رضي الله
عنهم قلت ورواه عبد الرزاق عن ابى بصير رض و عن عمر
ابن عبد العزيز ولم يرو البيهقي الشفق الاحمر الا عن ابن
عمر رضي الله عنهما وتعامه فيه واذا تعارضت الاخبار والآثار
فلا يخرج وقت المغرب بالشك كما في الهداية وغيرها.
قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح ومشى
عليه في البحر مؤيداً له بما قدمناه عنه من انه لا يعدل عن
قول الامام الا لضرورة من ضعف دليل او تعامل بخلافه كالمزعة
لكن تعامل الناس اليوم في عامة البلاد على قولهما وقد
ايده في الترتيب للنقابة والوقاية والدرر والاصلاح و
درر البحار والامداد والمواهب و شرحه البرهان وغيرهم
مصرحين بان عليه الفتوى وفي السراج قولهما اوسع وقوله
احوط والله اعلم - (شامية ج ١ ص ٢٦٥) -

احقر محمد نور عفا الله عنه

مرتب خير الفتاوى ، خير المدارس ملتان



جمع بین الصلوٰتین کی تمام روایتیں حسبِ صورتی پر محمول ہیں

یہاں سعودی عرب میں اکثر بارشش کے وقت مغرب کی نماز کے ساتھ عشاء کی نماز بھی ائمہ حضرات پڑھا دیتے ہیں۔ کیا ہم پاکستانی حنفی المذہب لوگوں کی نماز عشاء مغرب کے وقت جائز ہے یا نہیں۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟

جمع بین الصلوٰتین کی دو قسمیں ہیں۔ **۱۔ جمع حقیقی** کہ مغرب کے وقت میں عشاء پڑھ لی جائے۔ (۲) جمع صورتی کہ مغرب آخری وقت اور عشاء اول وقت میں پڑھی جائے۔ حنفیہ کے نزدیک بوقتِ عذر جمع صورتی کی اجازت ہے۔ جمع حقیقی درست نہیں ہے۔ حنفیہ کا استدلال قرآن پاک سے بھی ہے اور احادیث سے بھی۔ چنانچہ اوجز میں بدل سے نقل کیا ہے۔

” واستدل الحنفیۃ علی عدم جواز الجمع فی غیر عرفات والمزدلفۃ

بقولہ تعالیٰ حافظوا علی الصلوات ای ادوها فی ادقاتہا۔ “

محافظة علی الصلوة یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کیا جائے۔

” وبقولہ تعالیٰ ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتاً

ای لہا وقت معین لہ ابتداء لا یجوز التقدم علیہ وانتهاء لا یجوز

التأخر عنہ “ (اوجز ج ۲ ص ۶۲)

پس ہر نماز کے لئے وقت معین ہے۔ لہذا اس پر تقدیم یا اس سے تاخیر درست نہ ہوگی۔

اس باب میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن سے جمع بین الصلوٰتین حقیقتاً کی نفی معلوم ہوتی ہے

۱: عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال والذی لا الہ غیرہ ما

صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ قط الا ف وقتہا الا صلوٰتین جمع بین

الظہر والعصر بعرفة و بین المغرب والعشاء بجمع الحدیث

(اوجز ج ۲ ص ۶۱)۔

۲: عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ کتب فی الأذانینہما ہم

ان یجمعوا بین الصلوٰتین وینحبرہم ان الجمع بین الصلوٰتین

فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر۔ أخرجه محمد بن زید فی المؤطا

والبیہقی فی سننہ -

۳ : عن ابی موسیٰ انہ قال الجمع بین الصلوٰتین من غیر عذر من الکبائر -

اخرجه ابن الج شیبہ -

۱ : مطلب حدیث :- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس کے وقت مقررہ پر، سوائے دو نمازوں کے۔ ظہر اور عصر کو عرفہ میں جمع کیا۔ مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں۔

۲ : مطلب حدیث :- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اطراف والوں کی طرف یہ لکھ بھیجا کہ انہیں اس بات سے منع کیا کہ دو نمازیں ایک وقت میں پڑھیں۔ اور انہیں خبر دی کہ دو نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں سے ہے۔

۳ : مطلب حدیث :- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو نمازوں کو بلا عذر جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

۴ : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال من جمع بین الصلوٰتین ف وقت واحد فقد اتى باباً

من الکبائر - (بدائع) -

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کیا اس نے کبیرہ گناہ کیا۔

مذکورہ آیات و احادیث سے جمع بین الصلوٰتین کی نفی اور عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں آپ علیہ السلام اور بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جمع بین الصلوٰتین کرنا بھی منقول ہے۔ پھر جمع والی روایات دو طرح کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جن میں صرف جمع کا تذکرہ ہے اور کیفیت جمع سے ساکت ہیں۔ اور بعض میں کیفیت جمع بھی بیان کی گئی ہے۔ چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی السفر یؤخر الظہر و یقدم العصر و یؤخر المغرب و یقدم

المشاء - اخرجه الطحاوی و احمد و الحاکم و اسنادہ حسن قالہ النہوی۔

ترجمہ :- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سفر نمازِ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم - اور مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم فرماتے تھے۔

”ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ثم یینزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعشاءه فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل ویقول ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع“ رواہ ابو داؤد و اسنادہ صحیح“

ترجمہ :- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر فرماتے تو غروبِ شمس کے بعد بھی چلتے رہتے۔ جب کچھ اندھیرا ہو جاتا تو مغرب پڑھتے۔ پھر کھانا طلب فرماتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر عشاء پڑھتے۔ پھر سفر شروع کر دیتے اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمع بین الصلوٰتین کرنا جمعِ صوری تھا جمعِ حقیقی نہ تھا۔ اصناف نے ان روایات کو جن میں کیفیتِ جمع مذکور نہ تھی مفصلہ روایات پر محمول کیا کہ جمعِ صوری تھی جمعِ حقیقی نہ تھی۔ ورنہ کتاب اللہ اور احادیث میں تعارض و اختلاف لازم آئے گا۔ تباہ اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جمعِ حقیقی درست نہ ہو۔ شائع یہ اور عنا بلکہ عند سفر و مطر کی بنیاد پر جمعِ حقیقی کے قائل ہیں۔

اگر موجودہ اغراض موجود بھی ہوں تو فجر اور ظہر کے درمیان جمع کے یہ بھی قائل نہیں ہیں۔ جب یہ عذر فجر و ظہر میں مؤثر نہیں تو باقی نمازوں میں بھی مؤثر نہیں ہونا چاہئے۔ الحاصل جمعِ حقیقی درست نہیں۔
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد عبدالرشید عفا اللہ عنہ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس القضاء ۱۴۰۶ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس سلطان

عصر کا مکروہ وقت کب شروع ہوتا ہے

نمازِ عصر کا مکروہ وقت آج کل غروب آفتاب سے تقریباً کتنے منٹ پہلے شروع ہوتا ہے۔ دھوپ کی زردی اور تغیر آفتاب کے مسئلے کا تو پتہ ہے لیکن ایک صاحب کہتے ہیں کہ غروب آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے دھوپ کا رنگ بدل جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس وقت تک مکروہ وقت

شروع نہیں ہوتا جب تک اس کی ٹکیہ پر دیکھنے سے آنکھ نہ ٹکے۔ ان میں صبح کون سا قول ہے ؟
الجواب صبح یہ ہے کہ عصر کا مکروہ وقت آفتاب کے تغیر ہونے سے شروع ہو جاتا ہے
 اور آفتاب کا تغیر تقریباً آدھ یا پون گھنٹہ غروب سے قبل ہوتا ہے اور آفتاب کا
 تغیر یہ ہے کہ آنکھ اس پر ٹک سکے۔ نقطہ والٹر اعلم

الجواب صحیح
 بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ریسر الافتاء ۱۳۷۷ھ جامعہ خیر المدارس ملتان
 لا والمستحب الخ تاخیر عصر صیفا وشتاء توسعة للنوافل مالم
 يتغير ذكاء بان لا تحار العين فيها في الاصح - (درمختار) -
 (قوله في الاصح) صححه في الهداية و غيرها وفي الظهيرية أن
 امكنه اطالة النظر فقد تغيرت و عليه الفتوى وفي النصاب وغيره
 وبه نأخذ وهو قول اثنتا الثلاثة ومشائخ بلخ وغيرهم كذا
 في الفتاوى الصوفية وفيها ينبغي ان لا يؤخر تأخيرا لا يمكن
 المسبوق قضاء ما فاتته اه وقيل حد التغير ان يبقى للغروب
 اقل من رمح وقيل ان يتغير الشعاع على الحيطان (شامی ج ۱ ص ۲۴)
 احقر محمد النور عفا الله عنه

عشاء کو نصف رات کے بعد پڑھنا مکروہ ہے

میں ایک کارخانہ میں رہتا ہوں۔ وہاں کوئی جماعت کا انتظام نہیں ہے۔ اور نہ ہی قریب کوئی
 مسجد ہے۔ اس لئے میں عشاء کی نماز تہجد کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ کیا
 یہ جائز ہے ؟

الجواب عشاء کو نصف رات تک مؤخر کرنا مکروہ ہے۔ تمہاری رات گزرنے سے پہلے پہلے عشاء
 کا وقت مستحب ہے اسی میں ادا کر لیا کریں۔ تمہاری رات کے بعد نصف رات میں ہونے
 سے پہلے پہلے وقت جواز ہے اس کے بعد کراہت آجاتی ہے۔ کارخانہ میں کچھ سہتی ایسے بنالیں کہ جن

کے ساتھ مل کر جماعت کرا لیا کریں۔ جماعت کا اہتمام ضرور کریں۔

و يستحب تأخير صلاة العشاء الى ثلث الليل في رواية الكنفز وفي
القدوري الى ما قبل الثلث قال صلى الله عليه وسلم لولا ان اشق على
امتي لانحورت العشاء الى ثلث الليل او نصفه وفي مجمع الروايات
التأخير الى النصف مباح في الشتاء لمعارضته دليل التدب وهو قطع
السمر للنهي عنه دليل الكراهة وهو تقليل الجماعة لانه قلما يقوم
الناس الى نصف الليل فتعارض ما ثبتت الاباحة والتأخير الى ما
بعد النصف مكروه لسلامة دليل الكراهة عن المعارض والكراهة
تحريرية (رقن ۹۹) ويكره اداء العشاء ما بعد نصف الليل هكذا في
البحر الرائق - ر عالمگیری (ج ۱ ص ۲۷) - نقط والله اعلم۔

الجواب صحيح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ریس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

عصر کا وقت دوشل کے بعد شروع ہونے پر احادیث سے دلائل

اہل حدیث حضرات کی نماز عصر اس وقت پڑھی جاتی ہے جب کہ تمام دائمی جنتریوں ملتان، سرگودھا
لاہور وغیرہ میں کسی پر بھی عصر کا وقت نہیں ہوتا۔ کم از کم پندرہ منٹ کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ آیا ان
اوقات میں حنفیوں کی نماز بھی ہو جائے گی۔ جب ان کی مساجد میں اذان ہو جاتی ہے تو ہمیں بھی اپنے مسلک
دلے کہتے ہیں کہ نماز پڑھاؤ۔ تو پڑھا دی جائے یا امامت چھوڑ دی جائے۔ مفصل طور پر تحریر فرمائیں؟
عصر کا وقت مفتی بہ قول کے مطابق دوشل کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لہذا اس پر
تقدیم درست نہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کی جنتری تقریباً صحیح
ہے۔ یہ تفادوت غالباً اس وجہ سے ہوگا کہ آپ سایہ اصلی کو خارج نہ کرتے ہوں۔ بہر حال حنفیہ کا یہ مسلک
احادیث صحیحہ کے بالکل مطابق ہے چند ایک احادیث لکھی جاتی ہیں۔

۱:- حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

العصر حين صار كل شيء مثليه قدر ما يسير الراكب الى ذي الخليفة
الغلق - (رواه ابن شيبه) -

- ۲ : عن ام سلمة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجیلاً
للظهر منكم وانتم اشد تعجیلاً للعصر منه (اخرجه الترمذی ج ۱ ص ۴۲) -
- ۳ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوقاتِ صلوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا -
انا اخبرک عن الظہر اذا کان ظلاً مثلاً والعصر اذا کان ظلاً
مثلاً الخ (اخرجه مالک فی الموطا ص ۶) -

۴ : قال علی بن شیبان قد منا علی رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة
فكان يؤخر العصر ما دامت الشمس بيضاء نقيته - (اخرجه ابوداؤد
ج ۱ ص ۵۹) -

- ۵ : عن ابراهيم النخعي قال ادركت أصحاب عبد الله ابن مسعود رضي
وهم يصلون العصر في آخر وقتها - (رواه محمد بن في كتاب الحج) -
- تطویل کے اندیشہ سے ترجمہ نہیں لکھا گیا۔ بہر حال بعض احادیث سے صراحتاً دو ٹوکوں کے بعد آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رض اور تابعین رض کا نمازِ عصر پڑھنا ثابت ہے۔ اور بعض سے دلالت ثابت ہوتا
ہے۔ لیکن دو ٹوک کے بعد تغیرِ شمس سے پہلے پہلے وقتِ عصر کی نفی کسی حدیث سے معلوم نہیں ہوتی۔ اور دو ٹوک
سے قبل وقتِ عصر کی نفی بعض احادیث سے دلالت ثابت ہوتی ہے۔ لہذا دو ٹوک سے پہلے عصر کی نماز جائز نہیں
ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۴۰۳ھ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
الجواب صحیح

عصر میں دورانِ نماز سوج غروب ہو جائے تو نماز کا حکم

اگر کوئی شخص غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی نماز پڑھنا شروع کر دے اور ایک رکعت کے بعد آفتاب
غروب ہو جائے اور باقی نماز بعد میں پوری کر دے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں ؟ اگر نہیں ہوئی تو ٹھیک ہے اور

اگر ہو گئی تو سوال یہ ہے کہ وقت نماز کے لئے ظرف بنتا ہے۔ وقت گزرنے کے بعد نماز کیسے ادا ہو گئی ہے؟ کیا ظہر کی نماز بھی عصر کے وقت میں داخل ہونے سے صحیح ہو جائے گی؟ اگر کہا جائے کہ حدیث میں آتا ہے کہ من أدرك ركعة من العصر إلخ تو پھر سوال یہ ہے کہ طلوع کے بعد فجر کیوں نہیں ہوتی۔ حدیث میں تو فجر کا ذکر بھی ہے اور اگر کہا جائے کہ فجر کا وقت کامل ہونے کی وجہ سے کامل واجب ہوئی ناقص ادا نہیں ہوگی اور عصر کا وقت ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص واجب ہوئی ناقص ادا ہوگی۔ کیونکہ سبب وجوب ادا سے متصل جز ہے۔ پھر سوال یہ ہے کہ ناقص وقت تو غروب تک ہوتا ہے۔ اس میں تو نماز ختم نہ ہوئی اور غروب کے بعد عصر کا وقت ہی ختم ہو گیا۔ نہ ناقص رہا نہ کامل۔ اب ناقص ادا ہونے کا کیا معنی؟

عصر کی نماز ہو جائے گی کیونکہ اس پر ادا کی تعریف صادق ہے۔ صاحب بحر نے ادا کی تعریف یوں فرمائی ہے۔ **فلا داء ابتداء فعل الواجب في وقته إلخ** اس سے معلوم ہوا کہ ادا بننے کے لئے ابتداء فی الوقت کافی ہے۔ چنانچہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

لأنه لا يشترط فعله كله في وقته ليكون اداء لان وجود التحريم في الوقت كاف لحكون الفعل اداءً - (بحر: ج ۲، ص ۷۸، مطبوعہ کوئٹہ)

اور حاشیہ میں ہے۔ معلوم انہ لا يشترط لكونه اداء وجود جميعه فيه إلخ۔ ان تصریحات کی روشنی میں عصر کی نماز ہو جائے گی۔ اگر کہا جائے کہ پھر تو فجر بھی صحیح ہو جاتی چاہئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع شمس سے نماز فجر باطل ہے۔ کیونکہ یہ وقت نماز کے لئے ظرف نہیں بن سکتا۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہاں ادائیگی کا وجب بھی نہیں ہو رہی۔ اگر یہ نماز صحیح ہو جاتی تو ادا کا حکم یہاں بھی لاگو ہو جاتا۔ وقت صحت صلوٰۃ کے لئے ظرف ہے صحت کے لئے شرط نہیں۔ اسی وجہ سے ظہر اگر ظہر کے وقت میں شروع کی جائے اور وقت میں ختم کر دی جائے یا وقت کے بعد ختم کی جائے۔ یا ابتداء اور اختتام دونوں وقت کے بعد ہوں۔ سب صورتوں میں نماز درست ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ پہلی اور دوسری صورت میں ادا کھلائے گی اور تیسری صورت میں قضاء۔ وقت سے تقدیم اس لئے جائز نہیں کہ تقدیم علی السبب لازم آتا ہے جو بدیہی البطلان ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عذنا اللہ عنہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
۲۶
۳
ناٹ مفتی خیر المدارس ملتان۔

ما يتعلق

بالاذان والاقامة

اذان سے پہلے یا بعد میں گھنٹی بجانے کا حکم اگر محلہ کی مسجد کی اذان اہل محلہ نہیں سن سکتے جس کی وجہ سے نمازیوں کو بہت دقت ہوتی ہے تو اگر اذان سے قبلے یا

بعد کوئی گھنٹی وغیرہ بجا دی جائے تو یہ گھنٹی بجانا از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز ؟

الجواب اعلام بعد الاذان کو جسے تشویب بھی کہتے ہیں علماء متقدمین نے مکروہ اور بدعت کہا ہے اور علماء متأخرین نے بوجہ تساہل اسے جائز رکھا ہے۔ پس بر بنابر مذہب متأخرین اگر کوئی صورت جماعت کے انتظام کی نہ ہو تو گھنٹی یا لقارہ کے ساتھ اعلام جائز ہے۔

كما في الدر المختار و الشامية و يشوب بين الاذان و الاقامة

في الكل للكل بما تعارضوه كتحنجر او قامت قامت او الصلوة

الصلوة ولو احدثوا اعلاما مخالفا لذلك جاز نهر عن المجتبي-

(ج ۱ - ص ۲۶۱) -

لیکن اگر اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے تو بلا ضرورت لقارہ بجانے سے بچنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح، خیر محمد عفا اللہ عنہ بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۲۸/۴/۱۳۸۶ھ

ہیضہ کی حالت میں اذانیں دینا بدعت ہے آج کل یہ اذانیں جو موجودہ وبائی

امراض ہیضہ وغیرہ کے پھیلنے سے

دی جاتی ہیں کیا ہفتہ حقیقی کی رو سے یہ جائز ہیں یا نہیں ؟

الجواب یہ بدعت ہے کیوں کہ عموم امراض کے وقت اذان دینا شارع علیہ السلام سے اور اقوال و افعال سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ کما فی فتاویٰ

دارالعلوم ج ۲، ص ۵۴، و فتاویٰ امدادیہ ج ۱، ص ۱۰۸۔ لہذا ان حالات میں اذان نہیں کہنی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح، نیر محمد عفا اللہ عنہ
بندہ محمد اسحاق عفریہ ۱۵/۱/۱۳۸۸ھ

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے
ہماری مسجد کا امام صاحب دوسری مسجد میں جا کر اذان دیتا ہے۔ بعض اوقات وہ

سنتیں بھی پڑھ لیتا ہے۔ پھر اپنی مسجد میں آکر اذان دیتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟
۱ ۲ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اذان کے بعد جا کر لوگوں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے۔ یا آواز دے کر لوگوں کو بلاتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

الجواب ۱۔ فی الدر المختار بحکروہ لہ ان یؤذن فی مسجدین (شامی ج ۱)
اس عبارت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شخص مذکور کا ایسا کرنا مکروہ ہے اس سے پرہیز چاہئے۔

۲ مؤذن کا کسی اہل علم یا قاضی یا ایسے شخص کو جو دینی مصروفیت میں مشغول ہو، جا کر الصلوٰۃ یوحک اللہ کہنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی سچے نمازی کو جو نماز کی باقاعدہ پابندی کرتا ہے اور کسی وجہ سے سو گیا ہے یا غافل ہو گیا ہے، یاد دہانی کرنا جائز ہے۔ اس کے علاوہ عام طور پر لوگوں کے دروازوں پر جا کر کھٹکھٹانا ثابت نہیں اس سے احتراز اولیٰ ہے۔ کذا فی الدر المختار و شرحہ - (ج ۱ - ص ۳۴۲) - فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۴/۴/۱۳۷۶ھ

تنگے سر اذان دینے کا حکم
اگر کسی نے تنگے سر اذان دی تو یہ اذان صحیح ہوئی یا نہیں؟ اور ایسے آدمی کو شریعت میں کیا کہا جائے گا؟

الجواب اذان تو ہو جائے گی لیکن بہتر یہ ہے کہ سر پر پگڑی یا ٹوپی پہن کر اذان دی جائے۔
۲۔ منہ فعل مذکور سے احتراز کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۲۵، ۲، ۱۳۷۷ھ

فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے
 ایک شخص ہر وقت بزرگانِ کرام بالخصوص ائمہ مجتہدینؒ کو
 براکتا رہتا ہے اور ان کو کافر کہتا ہے۔ لیکن یہ تنخواہ
 لے کر قرآن پاک پڑھانے والوں کو بھی برا کہتا ہے۔ مگر نماز روزہ کا پابند ہے اور اذان دیتا ہے۔
 لوگ اس کو اذان سے منع بھی کرتے ہیں مگر زبردستی اذان پڑھ کر اپنی اکیلے نماز پڑھ کر چلا جاتا
 ہے۔ اگر وہ اذان کہہ کر چلا جائے تو وہ اذان دوبارہ کہی جائے یا نہیں؟

شخص مذکور فاسق و فاجر ہے۔ اس کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے۔ اس اذان کا

الجواب

اعادہ کیا جائے۔ لمافی الدر المختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۳۶۲۔

”ویکوه اذان جنب واقامته واقامة محدث لا اذانه علی
 المذهب واذان امرأة وخنثی وفاسق اه وفي الشامیة
 علی قول الدر وיעاد اذان جنب زاد القهستانی والفاجر
 والراکب والفقاع والماشی والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب فی
 الكل بانه غیر معتد به اه (ج ۱ ص ۳۶۵)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ معین مفتی

الجواب صحیح

۲ / ۱۲ / ۸ / ۱۳۷۸ھ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

اذان کیلئے مخصوص جگہ کا ثبوت
 مسجد کے دائیں یا بائیں اذان کے لئے جگہ بنانے کا شرعی
 میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر ہو تو باحوالہ تحریر فرمائیں؟
 اذان کے لئے مخصوص جگہ بنانا جائز ہے۔

الجواب

والمؤذنة بكسر الميم وسكون الهمزة أو هي محل التأذين ويقال لها منارة والجمع
 منائر واول من احدثها بالمسجد سلمة بن خلف الصحابي رضي الله عنه وكان اميراً علی مصر فی
 زمن معاوية رضي الله عنه وكان بلال يأتی بسحرا طول بيت حول المسجد لامرأة من بنی نجار ويؤذن عليه (مطهری)

اور اہل مسجد کو اختیار ہے کہ دائیں بائیں جس طرف چاہیں بنائیں۔ فقط واللہ اعلم
 اجواب صحیح : بشہ محمد عبداللہ عفرلہ
 بندہ محمد اسحاق عفرلہ ۵/۲/۱۳۷۲ھ

راستہ میں نماز کی دعوت دیتے ہوئے آنے کا حکم کچھ عرصہ سے مجھے شوق پیدا ہوا ہے کہ جس وقت میں اپنے مکان

سے نماز کے لئے روانہ ہوتا ہوں تو اپنے ہمسایہ والوں اور ملنے والوں کو نماز کی دعوت دیتا ہوں مسجد پہنچتا ہوں راستہ میں اکثر ”نماز، نماز“ کی آواز بھی لگاتا ہوں۔ میرے اس فعل کو کچھ لوگ بدعت کہتے ہیں اور حدیث یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں ایک شخص نے تشویب شروع کر دی۔ ابن ابی شیبہ مجاہد کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مؤذن نے اذان کے بعد ”الصلوة الصلوة“ کے لفظ سے تشویب کی اور لوگوں کو نماز کی دعوت دی۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہد سے فرمایا کہ یہ بدعت ہے مجھے یہاں سے لے چل۔

(کتاب کا نام ہے ”راہ سنت“ ص ۱۳۲۔ مصنف مولوی محمد سرفراز خان صفدر۔ فاضل دیوبند۔ خطیب جامع مسجد گلکھڑ منڈی۔ صدر مدرس مدرسہ نصرت العلوم گوہر انوالہ۔) مولوی عبدالحنان صاحب گجر کھڈہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حدیث مؤذن کے لئے ہے کہ مسجد کی طرف سے مؤذن دوبارہ نماز کا اعلان نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص مسجد کے باہر لوگوں کو ”نماز، نماز“ پکار کر بلاتا ہے تو یہ بدعت نہیں، اس لئے جائز ہے۔

میرے مکان سے مسجد تک کچھ فاصلہ ہے۔ راستہ میں کئی مکان پڑتے ہیں جن کے قریب سے گزرتے ہوئے میں ”نماز، نماز“ کی آواز لگاتا ہوں مسجد کو پہنچتا ہوں۔ اب آپ یہ فرمائیں کہ میرا یہ فعل جائز ہے یا بدعت؟ عبدالحنان صاحب نے یہ بھی کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ صبح کے وقت لوگوں کو نماز کے لئے جگایا کرتے تھے۔

بہر حال آپ کا جواب آنے پر میں قطعی فیصلہ کروں گا کہ مجھے یہ کام بند کرنا چاہئے یا جاری رکھنا چاہئے۔ ؟

الاجوبہ

ایک تو تثنویب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ نماز کے عادی ہیں لیکن اپنے مشاغل میں مشغول ہیں اور احتمال ہے کہ غفلت و مشغولی کے سبب نماز سے نہ

رہ جائیں ایسے لوگوں کو دوبارہ نماز کی اطلاع دینا۔

لان معنی التثویب الحود الى الاعلام بعد الاعلام۔ (شامی ج ۱ ص ۲۸۶)

مقدمین نے اسے ناجائز کہا ہے اور متاخرین کے نزدیک اس کی گنجائش ہے (گو عملاً آج کل متروک ہے) اور اس کا محل مسجد ہے۔

اور دوسرے دعوت و تبلیغ ہے۔ کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اس کو بذریعہ ترغیب و ترہیب نماز کا عادی بنایا جائے۔ یہ بھی جائز ہے۔ خواہ اذان کے بعد ہو یا اذان سے پہلے۔ لیکن اذان کے بعد مسجد کو جاتے ہوئے ”نماز، نماز“ کا نعرہ لگاتے ہوئے جانا تثنویب ہے نہ تبلیغ اس لئے اس کا کوئی خاص فائدہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اور نہ سلف سے کہیں منقول لکھا ہے۔

جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور وہ سوتے ہوئے ہیں ان کو ”الصلوة“ کہہ کر جگانا امر آخری ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل سے استدلال کرنا بظاہر صحیح نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح، خیر محمد عفا اللہ عنہ

اذان تہجد کا حکم

اذان تہجد جائز ہے یا نہیں؟

اذان تہجد کی رمضان المبارک میں فی الجملہ گنجائش ہے۔ لیکن سال

بھر تک وارد نہیں۔ لہذا صرف اذان فجر پر اکتفا کیا جائے۔ اور

اذان تہجد موقوف کر دیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، ۱۲/۸/۱۳۹۸ھ

لاؤڈ سپیکر پر اذان کی تحقیق : کیا ایک مسجد میں لائڈ سپیکر کے ساتھ اذان کا ہونا

دوسری مسجد کے لئے بھی کافی ہے؟ جب کہ مقصد اذان

اعلام عام پورا ہو جاتا ہے۔ بالخصوص وہ مسجد جو قریب قریب دوسرے محلہ میں واقع ہوں دریا

میں صرف بازار ہو اور چند مکانوں کا فاصلہ ہو۔

۲۔ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۹۵ پر ہے کہ ایک نابینا صحابی جبکہ اس نے نماز میں حاضر ہو سکنے کی وجہ بیان کر کے رخصت طلب کی تھی تو آپؐ نے فرمایا تھا۔

مثل تسمع النداء بالصلوة قال نعم قال فاجب۔ الحديث
ایک واقعی معذور شرعی جو اپنے محلہ کی مسجد کی اذان نہ سننے پر گھر پر رخصت پر عمل کر لیتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن لاؤڈ سپیکر کی زور دار آواز لازمی اس کے کانوں میں پڑ جاتی ہے تو کیا وہ پھر بھی (اس محلہ کا ہو یا دوسرے کا) اس رخصت پر عمل کر سکتا ہے یا مسجد میں حاضری واجب ہے۔ اور پھر حاضری اپنے محلہ والی مسجد میں یا جہاں سے آواز سنی ہے۔ اور عدم حاضری سے گنہگار ہوگا یا نہیں؟

۳۔ لاؤڈ سپیکر پر اذان کننا ضروری ہے، مستحب ہے، مستحسن ہے، کیا ہے؟
۴۔ عین وقت اذان پر بجلی نہ تھی تو اذان بدول اس کے کہہ دی گئی۔ پھر دس منٹ کے بعد بجلی سپیکر کی آگئی تو دوبارہ سپیکر پر کہنے کی تاکید کی جائے تو کس اذان کا اعتبار ہوگا۔ جس کا نہیں ہوتا اس میں شرعاً کیا سقم ہے۔ عمدتاً تکرار اذان کیا حکم رکھتا ہے اور جب کہ امام ہی اس بات پر مصر ہو اور مفتی ہو۔

۵۔ نمازوں میں کثرت مقتدیوں کے باعث سپیکر کو اس طرح نصب کیا جاتا ہے کہ میکروفون بالکل امام کے منہ کے محاذی ہوتا ہے جس سے تمام مقتدی امام کی قرأت اور تکبیرات انتقال بخوبی سن سکتے ہیں مزید مکبروں کی ضرورت نہیں۔ یہ شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔؟
بنیوا تو خبروا۔

و اذا اقموا اهل المحلة المسجدا وحضر بوا فيه
حائطا ولكل منهم امام على حدة و مؤذنه

واحد لا بأس به والاولى ان يكون لكل طائفة مؤذن

(بحر ج ۲ ص ۳۸)

عبارت باللا کے الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مسجد کے لئے الگ مؤذن ہونا چاہئے اگرچہ ایک کی اذان ہی کافی ہو جاتی ہے۔ پس صورت مسئلہ میں اگرچہ آلہ مکبر الصوت کی آواز

دور دور تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن ہر مسجد میں اذان الگ ہونی چاہئے۔ تعامل بھی اسی پر ہے۔ ہر مسجد میں نماز کے اوقات کا متحد ہونا بھی ضروری نہیں۔ پس متحدہ مساجد کے لئے اذان واحد کافی نہیں ہو سکتی۔

۲ : فَأَجِبْ إِي فَأَتِ الْجَمَاعَةَ قَالِ الطَّيِّبِ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى وَجوبِ
الْجَمَاعَةِ وَقِيلَ حَتَّى مَبَالِغَةِ فِي الْأَفْضَلِ الْأَلِيقِ ثُمَّ كَذَانِي
الْمَرْقَاةِ كَذَانِي الْحَوَاشِي -

حدیث مذکور ہدایت ابو داؤد وغیرہ کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ تَسْمَعُ النَّدَاءَ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا جَدَلْتَ رَخَصَةً -

تو آخری الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے شیخ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں۔

» معناه لا اجادلک رخصۃ تحصل لك فضيلة الجماعة من

غير حضورها لا الايجاب على الاعنى فانه عليه الصلوة

والسلام رخص لعتبان بن مالك على ما في الصحيحين

(كبير ص ۴۲)

شرح حدیث کی تشریح بالا سے معلوم ہوا کہ فَأَجِبْ کا امر ایجاب کے لئے نہیں تھا بلکہ فضیلت کا تھا اعمیٰ پر اذان سننے کے باوجود بھی مسجد میں آنا واجب نہیں ہے۔ اعمیٰ کے لئے مطلقاً رخصت ثابت ہے کہانی الصحیحین اور بلاشبہ فضیلت حاضری میں ہی ہے جب کہ بلا تکلیف ہو سکے۔

۳ : زیادہ سے زیادہ مستحسن ہے۔

۴ : تکرار اذان مذکورہ درست نہیں۔ پس پہلی اذان جو کہ بجلی نہ ہونے کی حالت میں کہی گئی تھی کافی ہے دوبارہ اذان نہ دی جاتے۔

۵ : جائز ہے خلاف احتیاط ہے مکبروں کے ذریعہ تکبیرات معلوم کرانے کا انتظام ہونا چاہئے آگے مکبر الصوت کا استعمال نماز میں شرعاً پسندیدہ نہیں بلکہ قریب بہ کراہت ہے۔ تکبیرات انتقال کی اطلاع کرنے کا انتظام مکبروں کے ذریعہ ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح : محمد عبداللہ عفرہ مفتی جاہذا ○ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

تہجد کیلئے اذان خلاف سنت ہے نماز تہجد کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے

دیتے تھے یا نہیں ؟

الجواب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح صادق سے کچھ پہلے اذان دیا کرتے تھے تاکہ تہجد میں مشغول حضرات ذرا آرام کر لیں اور سوئے ہوئے لوگ اٹھ کر فجر کی نماز کی تیاری کر لیں مگر بعد میں یہ اذان منسوخ ہو گئی تھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین نے اسے معمول نہیں بنایا۔

قال العلامة ابو جعفر الطحاوی ان التأذین قبل طلوع الفجر خلاف لسنة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ (شرح معانی الآثار ۱ ج ۱ ص ۶۹) فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



بالغ کا اذان دینا افضل ہے

نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب عاقل بچہ اذان دے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بالغ اذان دے۔
» اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراہۃ فی

ظاہر الروایۃ ولکن اذان البالغ افضل ۱۱ (علیگری ج ۱ ص ۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

۱۳ - ۲ - ۱۳۹۶ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی مجاہد



داڑھی منڈے کا اذان کہنا مکروہ ہے ایک شخص داڑھی منڈا تا ہے۔ کیا وہ اذان

اور اقامت کہہ سکتا ہے ؟ بعض کا خیال

ہے کہ داڑھی والے کی موجودگی میں بغیر داڑھی والا اذان و اقامت نہ کہے۔ ؟

الجواب داڑھی منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کا اذان کہنا مکروہ ہے مؤذن و
مکبر الیسا شخص ہونا چاہئے جو پابند شریعت ہو۔

ولیتحب ان یکون المؤذن عالما بالسنة تقيا فيكره
اذان الجاهل والفسق اه (غنية المستملی، ص ۳۵۹)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۳/۱۶/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

کثرت بارش کے وقت اذان دینا جب بارش بہت زیادہ ہو جائے تو لوگ
اذانیں دیتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب کثرت بارش کے وقت اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں۔ درمختار میں ہے۔
وهو سنة للرجال مؤكدة للفرائض لا یسن لغيرها اه (ثانی، ص ۳۵۸)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۴/۹/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اذان دے کر مسجد سے نکلنے کا حکم ایک آدمی امام مسجد بھی ہے اور دوکان پر ملازم بھی
ہے امامت کا وظیفہ کافی نہیں۔ وہ اذان دے کر
سنتیں پڑھ کر دوکان پر چلا جاتا ہے اور دس پندرہ منٹ بعد آکر امامت کرتا ہے۔ کیا
یہ جائز ہے؟

الجواب بہتر تو یہ ہے کہ اتنے مختصر سے وقت کے لئے نہ نکلا جائے۔ لیکن اگر چلا
بھی جائے تو چنداں کراہت نہ ہوگی۔ کیونکہ اسنے واپس آتا ہے۔

حدیث ابن ماجہ من ادرك الاذان في المسجد ثم خرج لم يخرج الحاجة
وهو لا يريد الرجوع فهو منافق اه (شامی ج ۱ ص ۵۲۵ مطبوعہ کوثر) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ محمد انور عفا اللہ عنہ ۵/۱۱/۱۴۰۰ھ

جنبی کا اذان دینا مکروہ ہے ایک شخص نے جنبی ہونے کی حالت میں مسجد میں اذان دی۔ اس کا کیا حکم ہے ؟

جنبی کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے ہی اس حالت میں مسجد میں داخل ہونا بھی جائز نہیں۔ اب توبہ واستغفار کیا جائے۔ اگر وقت کے اندر پتہ چل جائے تو اعادہ کیا جائے۔

ويعاد اذان جنب ندبا وقيل وجوبا اه (درمختار علی الشامیہ : ج ۱ ص ۳۶۵)

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
فقط واللہ اعلم
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

ولد الزنا اذان دے سکتا ہے

کیا ولد الزنا سلم اذان دے سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب صحیح
« ویجوز اذان العبد والقروی واهل المفازة وولد الزنا اه (عالمگیری : ج ۱ ص ۲۸۷)

ویجوز بلا کراهة اذان صبی مراهق وعبد ولا یحل الا باذن کاجیر خاص واعفی وولد الزنا واعمالی اه (درمختار علی الشامیہ - ج ۱ - ص ۳۶۲) - فقط واللہ اعلم -

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ
۴ / ۱۱ / ۱۴۰۰ ھ

تکبیر کے کلمے کے آخر میں جزم پڑھی جاتی ہے یعنی کلمہ اشہدان لا الہ الا اللہ کے

آخری حرف پر ضمہ پڑھیں گے یا نہیں ؟ جبکہ بغیر سانس توڑے دوسرے کلمہ ساتھ ملایا جائے ؟
دوسرے کلمہ اشہدان لا الہ الا اللہ بغیر سانس توڑے پڑھا جائے تو بھی پہلے کے آخر میں کوئی حرکت نہ پڑھی جائے۔

بلکہ تکبیر و اذان کے تمام کلمات کے آخر میں اعراب نہ پڑھا جائے۔

روی ذالک عن النخعی موقوفاً علیہ ومرفوعاً الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انه قال الاذان جزم والاقامة جزم
والتکبیر جزم اه (شاهی ج ۱ ص ۲۵۸) - فقط واللہ اعلم۔
الجواب صحیح، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ○ محمد النور عفا اللہ عنہ۔ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ

مؤذن کی اجازت کے بغیر اقامت کہنے کا حکم

ایک مسجد میں مؤذن نے اذان دی۔ اس کی اجازت کے بغیر تکبیر کہنا درست ہے یا نہیں؟
نیز مؤذن مستقل ہو یا غیر مستقل ہو ایک ہی حکم ہے یا علیحدہ علیحدہ؟
اگر مؤذن موجود ہے اور دوسرے کے تکبیر کہنے سے اسے وحشت ہوتی ہے
تو اس کی اجازت کے بغیر تکبیر نہ کہی جائے۔

اقام غیر من اذن بغیثہ ای المؤذن لا یکرہ مطلقاً وان بحضورہ کرہ
ان لحقہ وحشة اه - (درمختار علی الشامیة: ج ۱ ص ۳۶) فقط واللہ اعلم
الجواب صحیح، بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
ناظم مفتی خیر المدارس ملتان ۸، ۱۱، ۱۳۹۸ھ

چودہ سالہ لڑکے کی اذان کا حکم
ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً چودہ سال سے زیادہ ہے۔
اذان دیتا ہے اور نماز بھی پابندی سے پڑھتا ہے کیا

اس کی اذان درست ہے؟
مذکورہ لڑکا اگر اذان صحیح دیتا ہے تو بلا کراہت درست ہے اسے منع نہ
کیا جائے۔ ویجوز بلا کراہة اذان صبی مرأوقاً
وفي الشامية قوله صبی مرأوق المراد به العاقل وان لم يرأوق
حکما هو ظاهر البحر - (ج ۱ ص ۳۶) - فقط واللہ اعلم

فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۹ - ۱۱ - ۹۸ ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے فاسق کی اذان میں کونسی کراہت ہے ؟ تحریمیہ

یا تنزیہیہ ؟
در مختار میں لکھا ہے کہ جنبی، عورت اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔ شامی
میں اس کے تحت تحریر ہے کہ بظاہر اس سے کراہت تحریمیہ مراد ہے

الجواب

وظاہرہ ان الکراہۃ تحریمیۃ ۱ھ (ج ۱ ص ۲۶۴)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ ۱۵/۱/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

قبل از وقت کہی گئی اذان دوبارہ کہی جائے
پنجاب کی اکثر مساجد میں یہ عادت بنے
گئی ہے کہ اذان نماز کا وقت شروع ہونے

سے پہلے ہی پڑی جاتی ہے یعنی ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا ہوتا کہ اذان ہو جاتی ہے۔ تو
کیا حکم ہے کہ وقت آنے پر دوبارہ کہی جائے یا اسی پر اکتفا کیا جائے ؟

اذان کی غرض نماز کا وقت شروع ہونے کی اطلاع دینا ہے۔ اور یہ غرض
جب ہی پوری ہو سکتی ہے کہ اذان وقت شروع ہونے پر دی جائے۔

الجواب

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اذان وقت سے پہلے دی جائے تو وقت شروع ہونے کے بعد
اس کا اعادہ کیا جائے۔ چاہے کوئی اذان ہو۔

فیعاد اذان وقع بعضہ قبلہ کالاقامۃ ۱ھ (در مختار)۔

(قوله وقع بعضہ) وکذا کلمہ بالاولی ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۲۵۵ باب الاذان)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ : ۱۲/۱/۱۳۹۹ھ

اللہ اکبر کی رار کو لام کے ساتھ ملانا اذان و اقامت میں اللہ اکبر کی رار کو لام کے ساتھ ملا سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب اذان و اقامت میں رار پر جزم پڑھی جلتے لام کے ساتھ نہ ملائی جائے فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۳/۹/۱۴۰۳ھ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے اندر بھی اذان دینا درست ہے اذان مسجد کے اندر یا باہر دینا چاہئے ؟
بعض حضرات کا اصرار ہے کہ مسجد کے باہر اذان دینا چاہئے۔

الجواب مسجد کے اندر بھی بلا کراہت جائز ہے۔ (اعلام السنن ج ۸ ص ۹۹)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۶/۱/۱۴۰۸ھ

جمعہ کی دوسری اذان معمول و متواتر ہے اذان خطبہ یعنی دوسری اذان جمعہ جائز ہے یا نہیں ؟ مہربانی فرما کر ہماری تسلی فرمائیں کہ جائز ہے یا نا جائز ؟ زید نے اذان بند کر رکھی ہے۔

الجواب دوسری اذان جمعہ بالکل جائز ہے۔ عہد خلافت راشدہ سے لے کر آج چودہ سو سال تک شریعت اور امت میں یہ اذان معمول و متواتر چلی آ رہی ہے۔ پس اسے نا جائز کہنا غلط اور ابتداء ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی مجاہد
محمد اقبال عفا اللہ عنہ
۱۲/۱/۱۴۰۷ھ

اقامت میں بھی "حیعلتین" کے وقت دائیں بائیں منہ پھیر جائے اقامت میں "حیعلتین" کے وقت دائیں بائیں منہ پھیر جائے

طرف منہ پھیرنا سنت ہے یا نہ، اگر سنت ہے تو نہ کرنے والے کی تکبیر ہو جائے گی یا نہ ؟

الجواب

وفی الدر علی الشامیۃ ج ۱ - ص ۳۶۰ - ویلتفت فیہ وکذا

فیہما مطلقا - روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اقامت میں بھی "حیلتین"

کہتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا سنوں و درست ہے لیکن اگر کسی مجبور نے منہ نہیں پھیرا تو تب بھی اقامت ہو جائے گی - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲، ۶، ۱۳۹۱ھ



دوران وعظ اذان شروع ہو جائے تو وعظ بند کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے

ایک شخص دین کی باتیں کہہ رہا ہے - اذان شروع ہو گئی تو کیا اس کو وہ دین کا وعظ اور تکرار بند کر کے اذان کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں ؟ اور مسجد کے اندر یا باہر کا بھی کوئی فرق ہے کہ مسجد میں جواب واجب نہیں اور باہر واجب ہے ؟

اگر وعظ و تکرار کو بند کر کے جواب دے تو اچھا ہے - اور اگر وعظ و تکرار کو جاری رکھے اور جواب نہ دے تو کچھ گناہ نہیں - اس لئے کہ اذان کا جواب دینا مستحب ہے - درمختار میں ہے -

الجواب

ویجیب وجوبا وقال الحلوانی ندبا والعاجب الاجابة

بالمقدم من سمع الاذان ولو جنبا لاحائنا ونفساء و

سامع خطبة الخ - (درمختار مع الشامیۃ ج ۱ - ص ۳۶۰) -

اور رد المحتار میں ہے -

لانه لا يفوت ولعله لان تكرار القراءة انما هو للاجر

فلا يفوت بالاجابة بخلاف التعلم فعلى هذا لو يقرأ

تعلما او تعلما لا يقطع سائحاتي - (ج ۱ ص ۳۶۸) -

(قوله وقال الحلوانی ندبا) ای قال الحلوانی ان الاجابة

باللسان مندوبة والواجبة هي الاجابة بالمقدم -

(شاحی ج ۱ - ص ۲۶۷) - فقط واللہ اعلم -

بندہ محمد اسحاق عفرۃ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد و خارج کی تفریق حلوانی رحمہ کے قول پر مبنی ہے۔ واما عندنا فیقطع و
یجیب بلسانہ مطلقاً - (حکذا فی الدر المختار ج ۱ ص ۳۷۰) -

والجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان



تکبیر کس وقت کہی جائے
امام صاحب کے مصلے پر پہنچنے پر تکبیر کہنا بہتر ہے
یا امام کے آنے سے پہلے ہی کہہ دینا۔ تکبیر کے

لئے امام کی اجازت لی جاوے یا نہیں ؟

بہتر یہی ہے کہ امام کے مصلے پر آنے کے بعد تکبیر کہی جاوے۔ لیکن اگر ایک
گھڑی پہلے بھی کہی جاوے تو جائز ہے۔

الجواب

حضور الامام بعد اقامة المؤذن لبساعة او صلی سنة الفجر

بعد ہا لا یجب اعادة کذا فی القنیة - (عالمگیری ج ۱ ص ۷۷) -

اور قرین قیاس یہی ہے کہ امام سے اجازت لینا مستحسن ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ زبان
سے تصریح کرائی جائے۔ بلکہ امام کا مصلے پر کھڑا ہونا ہی اجازت ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفرۃ معین مفتی

۴ رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ



ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جانے والی نماز کیلئے تکبیر کی حاجت نہیں

اگر امام کسی واجب کے ترک سے سجدہ سہو بھول جائے اور سلام پھیر دے تو جب اس نماز
کا اعادہ کیا جائے تو کیا اس نماز کے لئے تکبیر کہنی پڑے گی یا نہیں ؟ اگر کہنی پڑتی ہو اور نہ کہنی گئی
ہو تو کیا دوسری نماز ہو جائے گی یا نہیں ؟ اگر نہیں ہوتی تو تیسری دفعہ نماز مع تکبیر ادا

کی جائے ؟

۲ : اگر کسی کو سجدہ سہو بھول گیا تو سلام کے بعد کتنی دیر تک سجدہ سہو کر سکتا ہے ؟
الجواب ترک واجب کی وجہ سے اگر نماز دوبارہ پڑھی جائے تو اعادہ تکبیر کی حاجت نہیں۔ وہیں کھڑے ہو کر بدون اعادہ تکبیر نماز لوٹالی جائے۔ اعادہ وقت کے اندر طویل فصل کے بغیر ہو تو اقامت نہ کی جائے وگرنہ کی جائے۔

قوم ذکر و فساد صلوٰۃ صلوٰۃ فی المسجد فی الوقت
 قضاہا بجماعۃ فیہ ولا یعیدون الاذان والاقامۃ۔ (شامی ج ۱ ص ۳۶۳)۔
 ۲ : جب تک دنیوی بات نہیں کی، سینہ قبلہ سے منحرف نہیں ہوا، وضو نہیں لوٹا تو سلام پھیر لینے کے بعد وہیں بیٹھے بیٹھے سجدہ سہو کر سکتا ہے۔

الجواب صحیح
 خیر محمد عفا اللہ عنہ
 فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

معذور بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے
 زید ٹانگوں سے معذور ہے کھڑا نہیں ہو سکتا۔
 آیا زید کے لئے بیٹھ کر اذان دینا اور تکبیر پڑھنا

جائز ہے یا نہیں ؟

غیر معذور کے لئے بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے۔ ویسکرہ الاذان
الجواب قاعدًا۔ (ہندیہ - ج ۱ - ص ۲۸)۔ عذر کے وقت گنجائش

ہے۔ حال اذان للمسافر راكبا وان حكره في الحضر۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۱۴ / ۱۰ / ۱۴۰۴ھ

اذان کے بعد رفع ایدی کیساتھ دعا کر نیکیا حکم
 ۱ : ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے ؟
 حدیث و قرآن کی روشنی میں وضاحت کی جائے۔

۲ : اذان کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے ؟ مثلاً وقت غروب آفتاب اذان کے بعد کسی

صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر سحری کے اختتام کے کتنی دیر بعد اذان
فجر ہونی چاہئے۔ اگر کچھ دیر بعد اذان

ہونی چاہئے تو اس کی دلیل یا ثبوت پیش فرمائیں ؟

الجلابجہ اذان کا وقت صبح صادق کے ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے پانچ سات منٹ کی تاخیر
اس لئے کی جاتی ہے تاکہ فجر خوب واضح ہو جائے۔ کما قال علیہ السلام لا تؤذن

حتى يتبين لك الفجر۔ الحديث - فقط والله اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۳ / ۱۰ / ۱۴۰۸ھ

تشوہ کے بارے میں ایک روایت کی تصحیح ہم بمقام باقر شاہ از مضافات علی پور، آپ

(جناب مہتمم صاحب) کے ارشادات عالیہ میں

موجود تھے۔ وہاں دوران بیان ایک روایت آپ سے یوں سنی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے دوران سفر اپنے ساتھی کو فرمایا کہ ہم اپنے فلاں صاحب کے پاس رہائش پذیر ہوں گے۔ جب
وہاں پہنچے تو مسجد میں ان کو جا کر السلام علیکم کہا۔ تو انہوں نے جواباً کہا وعلیکم السلام وعلی رسولہ۔ پس
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ تم بدعتی ہو۔ پھر واپس چلے آئے الخ

اب عرض ہے کہ اس کا حوالہ باسند تحریر فرمادیں اور محدثین کی سند کو بھی تحریر فرمائیں۔ ؟

الجلابجہ سوال میں جیسے ذکر ہے ایسے تو کوئی واقعہ نہیں ملا۔ البتہ یوں آتا ہے کہ حضرت
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے داخل ہوئے اذان ہو چکی تھی ایک شخص
نے تشوہ شروع کر دی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

اخرج بنا فان هذه بدعة اه (ابوداؤد شریف - ج ۱ ص ۹)

یا ایک حدیث یوں آتی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں چھینک لی۔ تو
یوں کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کا میں بھی قائل ہوں مگر اس موقع پر

ہمیں سلام کی تعلیم نہیں دی گئی۔ (ترمذی شریف : ج ۲ : ص ۹۸)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
۲۳ / ۴ / ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

دعا بعد الاذان میں ”وَالدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ“ کے الفاظ احادیث میں منقول نہیں

اذان کے بعد جو دعا معروف ہے اس کے بارے میں تحقیق مطلوب ہے کہ اس کے صحیح الفاظ کیا ہیں ؟ بالخصوص ”وَالدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ“ وَاَرْزُقْنَا شِفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ۔ کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ یہ لفظ درست ہیں یا نہیں اور انہیں پڑھنے سے ثواب ہوگا یا نہیں ؟

تمام معتبر دستند کتب حدیث میں یہ دعا بایں الفاظ منقول ہے۔

الجواب

اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة

القائمة أت محمد بن الوسيطة والفضيلة وابعثه مقاما

”محمودا الذي وعدته“ بیهقی نے اس کے آخر میں اِنَّكَ

لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ کی زیادتی بھی کی ہے۔

علامہ شامی نے حافظ ابن حجر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس دعا میں والدرجة

الرفیعة کا لفظ اور ایسے ہی اس کے اختتام پر یا ارحم الراحمین کتابے اصل

ہے۔ ولفظه ” وروی البخاری وغیرہ من قتال حین یسمع

النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة أت

محمد بن الوسيطة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذي

وعدته حلت له شفاعتي يوم القيامة وزاد البيهقي اِنَّكَ

لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ وتمامه في الامداد والفتح وقال ابن حجر

في شروح المنهاج وزيادة والدرجة الرفیعة ونحوه بیا ارحم

الراحمين لا اصل لهما اه (شامح ج ۱ ص ۳۰۲)۔

علامہ سخاویؒ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

واما زیادة والدرجة الرفیعة المشتهرة على اللسنة فقال
السخاویؒ لماره فی شیء من الروایات و زاد البیهقی فی رواية
انک لا تخلف الميعاد و اما زیادة یا ارحم الراحمين فلا وجود لها
فی کتب الحدیث۔ (بذل المجموع - ج ۱ ص ۳۰۲)۔

مسنون الفاظ پر اضافہ کر کے پڑھتے سے دعا پر سنون کی برکت حاصل نہ ہوگی۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ ۱۸/۴/۱۴۰۶ھ

اذان میں "شہادتین" اور "حیعتین" کو کھینچ کر پڑھنے کا حکم

آج کل ہمارے علاقہ میں مؤذن اذان بڑی لمبی کرتے ہیں۔ گو یہ جائز ہے مگر جب اشہد
ان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں تو ہا ہا ہا زیادتی کرتے ہیں ہا ہا کبھی اونچی طرز پر اور کبھی
مدہم کر کے۔ اسی طرح صحی علی الفلاس پر ہا ہا ہا کرتے ہیں۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
بینوا تو جروا۔

چونکہ ہا ہا وغیرہ "شہادتین" کے آخر میں لحن ہے لہذا یہ ناجائز ہے۔

الجواب

لما فی الدر المختار ولا لحن فیہ ای تغنی بغیر

کلماتہ فانہ لا یحل فعلہ و سماعہ کالتغنی بالقرآن اه
وفی الرد تحت قوله بغیر کلماتہ ای بزیادة حوكة
او حروف او مد او غیرها فی الاوائل والاواخر۔
(شامح ج ۱ ص ۳۵۹)۔

معلوم ہوا کہ زیادة حرکت و حرف یا مد آخر یا اول میں لحن ہے وہ ہر لایکوز۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

— رشید احمد صدیقی —

دارالافتار دارالعلوم حقانیہ ، اکوڑہ خٹک ضلع پشاور مغربی پاکستان
 اللہ کے لام کو ایک الف کی مستدار سے زیادہ کھینچنا غلط ہے۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں
 اعلم ان المدان كان في الله فاما في اوله او وسطه
 او آخره (الی قولہ) وان كان في وسطه فاذن بالغ
 حتی حدث الف ثانیۃ بین اللام والهاء کمره اه (شامی ج ۱ ص ۳۵۹)
 حاصل یہ ہے کہ اللہ کے لام کو ایک الف سے زیادہ کھینچنا مکروہ ہے۔ ایسے ہی ”حیعلتین“
 کو بھی زیادہ نہ کھینچا جائے۔ قال الحلوانی لا بأس بادخال الحد فی
 الحیعلتین لانہما غیر ذکر وتعبیرہ بلا بأس یدل علی ان
 الاولی عدمہ۔ (شامی ج ۱ ص ۳۵۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ، ۱۴/۹/۱۴۰۱ھ

اذان کے بعد جماعت سے پہلے سپیکر پر بلند آواز سے سبحان سبحان کہنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں
 کہ اذان کے بعد جماعت سے کچھ منٹ پہلے ایک صاحب یہ کلمات لاؤڈ سپیکر
 میں کہتا ہے۔ مثلاً سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ اَمُّوْ نَاز کا
 وقت ہو گیا ہے ، جلدی مسجد میں آؤ نماز کا وقت قریب ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔
 کیا یہ صحیح ہے یا نہیں ؟ نیز کیا ان کلمات سے اذان کی اہمیت میں تو کوئی فرق
 نہیں آتا ؟

اذان و اقامت کے درمیان مذکورہ کلمات کہنا اصطلاح شرع
 میں تشویب کہلاتا ہے۔ فتاویٰ امداد الاحکام میں اسے مکروہ لکھا ہے

فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی ۱۳/۱۱/۱۴۰۷ھ

بوقت اذان کانوں میں انگلیاں دینا

اذان دیتے وقت انگلیاں کانوں پر رکھ لینا کافی ہے یا کانوں کے سوراخ میں دینی چاہئیں؟ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ انگلیاں صرف کانوں پر رکھ لیتے ہیں اور بعض سوراخوں میں دے لیتے ہیں۔ صحیح مسئلہ سے مطلع فرمائیں؟

استفتیٰ: محمد صفدر الحق

مرکزی جامع مسجد محلہ اندر کوٹ، دہوا، تحصیل تونسہ شریف

زیادہ بہتر یہ ہے کہ انگلیاں سوراخوں میں ڈالی جائیں۔ کیوں کہ رفع صوت اسی سے زیادہ ہوتا ہے۔ وهو المطلوب من هذا العمل:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ويجعل ندبا اصبعيه في صماخ اذنيه فاذا نه بدونه

حسن وبه احسن اه (در مختار) (قوله ويجعل اصبعيه)

لقوله صلى الله عليه وسلم لبلال رضى الله تعالى عنه

اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك - اه -

(شامی ج ۱۱ ص ۲۵۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مجھے ہے حکم اذالہ الہ الا اللہ

بِالْحُزْنِ أَذَانُ يَا بَدْعَتِي أَذَانُ

حضرت مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ

- (ا) فرشتے نے آسمان سے نازل ہو کر جو اذان سکھلائی ۔
ب :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اذان کی امت کو تعلیم دی ۔
ج :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدۃ العمر حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو اذان دیتے رہے ۔
د :- حضرات خلفاء راشدینؓ ، تابعینؓ ، تبع تابعینؓ اور ائمہ کرامؒ کے مبارک زباؤں میں سات صدیوں تک پورے عالم اسلام میں جو اذان دی جاتی رہی ————— وہ یہی اذان تھی جو ” اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ “ سے شروع ہو کر ” لا الہ الا اللہ “ پر ختم ہو جاتی ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی ذکر و درود شریف ہے نہ بعد میں ۔
- آٹھویں صدی کے آخر میں اذان سے پہلے اضافہ درود کی بدعت ایجاد کر کے فرقہ بندی کی بنیاد ایک عیش پرست بادشاہ نے رکھی ————— سپیکروں کی کثرت نے اسے شہرت دی ————— فرقہ داریت کو ہوا دینے والوں نے اس کے ذریعہ امت میں خوب خوب افتراق و انتشار پیدا کیا ————— وحدت ملی کا تقاضا ہے کہ آسمانی ، اسلامی اور بلا لائی مسنون اذان کے مقابلہ میں بدعتی شاہی اذان کو ترک کر دیا جائے ————— ذکر و درود شریف کے لئے سارا دن ہے جتنا کوئی پڑھے کون روکتا ہے ، لیکن سنتِ سنئہ کی اصل صورت کو تبدیل کر دینا اور انوارِ سنت کو ایسے اضافوں میں چھپا دینا کسی طرح روا نہیں ————— ستم بالاکے ستم یہ ہے کہ اس بدعت کو اتنا رواج دیا گیا کہ سنتِ عیب و جسم بن کر رہ گئی ————— کوئی مسلمان اہل بدعات کی مسجد میں اصل اذانِ بلا لائی نہیں دے سکتا ورنہ اس کی جان کا خطرہ ہے۔ ————— اس سے بڑھ کر حرج و ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذانِ جسم بن جائے۔ ————— بہر حال رابطہ عالم اسلامی یا حکومت پاکستان نے سنت اذان کی حمایت میں جو سرگولہ جاری کیا ہے وہ شریعتِ مطہرہ کے عین

مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ سب اہل اسلام کو بلالی سے اذان پر عمل کی توفیق دے آمین۔

رسم اذان رہ گئی رُوحِ بلائی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلمتین غزالی نہ رہی
علامہ اقبال مرحوم

اذان پر اجرت لے سکتے یا نہیں

مؤذن کے لئے اذان پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

سائل۔ مولانا محمد غوث بلال مسجد گل گشت کالونی ملتان

اگر ضرورت نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ مؤذن اذان کی اجرت نہ لے اور اگر اپنے اور اہل و عیال کے لئے نان نفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو تو اجرت لے سکتا ہے اس اجرت لینے کے باوجود اسے اذان دینے کا ثواب بھی ملے گا۔ بشرطیکہ اذان ثواب کی نیت سے دیتا ہو۔

وانما يستحق ثواب المؤذنين اذا كان عالماً بالسنة والاقوات ولو

غير محتسب ۱۱ (در مختار)

(قولہ غیر محتسب) ان کان قصده وجهہ اللہ

تعالى لكنه بمراعاته للاوقات والاستغفار به يقل اكتسابه عما يكفيه لنفسه وعياله فياخذ الاجرة لئلا يمنعه الاكتساب عن اقامته هذه الوظيفة الشريفة ولولا ذلك لم يأخذ اجراً فله الثواب المذكور بل يكون جمع بين عبادتين وهما الاذان والسعي على العيال وانما الاعمال بالنيات۔ (شامیہ ج ۱ ص ۲۸۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۲ / ۱۱ / ۱۴۱۰ھ

اذان کا جواب مؤذن کے ساتھ ساتھ دے یا بعد میں

اذان کا جواب مؤذن کے ساتھ ساتھ دے یا اس کے بعد دے۔ مثلاً حبیب مؤذن الشہد
ان لا الہ الا اللہ شروع کرے تو جواب دینے والا بھی ساتھ ہی شروع کر دے یا یہ مؤذن کے
الا اللہ پر پہنچنے کے بعد جواب دینا شروع کرے ؟

صوفی بشیر احمد رب بھر دے عطر فروش میانچنول۔

مؤذن کے ختم کرنے کے بعد حبیب شروع کرے۔ ہر جملہ میں ایسے ہی کرے۔

الحاج

واستفید من هذا ان السجيب لا يسبق المؤذن بل

يعقب كل جملة منه بجملة منه قال في الفتح وفي حديث

عمر بن ابی امامة التنصيص على ذلك اه قلت وظاهره انه لا تكفي

المقارنة لان الجواب يعقب الكلام بخلاف متابعة المقتدى للامام اه

(شامیہ ج ۱ ص ۲۹۳) فقط واللہ اعلم۔

افتقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۴ / ۱۴۰۴ھ

نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور اس کا فائدہ

عام طور پر رواج ہے کہ نومولود کے کان میں اذان دیتے ہیں۔ اس کا طریقہ کیا ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے ؟

نومولود کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رو کھڑے ہوں دائیں کان میں اذان دیے

الحاج

اور بائیں میں اقامت اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح

کے وقت حسب معمول دائیں بائیں منہ بھی پھریں۔ اس اذان میں اتباع سنت کے ساتھ ساتھ ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بچوں کی مشہور مرض ”ام الصبیان“ کے لئے فائدہ مند ہے۔

قال السندی فی رفع المولود عند الولادة علی یدیه مستقبل

القبلة و يؤذن فيه اذنه اليمنى و يقيم في اليسرى و يلتفت فيهما بالصلوة لجهة اليمين و بالفلاح لجهة اليسار و فائدة الاذان في اذنه انه يرفع ام الصبيان عنه - اه (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدین ۲: ۱۳۱ - ص ۴۰) - فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

بمذہبہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء - ۱۰/۴/۱۴۳۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

”قد قامت الصلوة“ کے وقت ”اقامہا اللہ وادامہا کہنے کا ثبوت

”بجیر کا جواب دیتے وقت ”قد قامت الصلوة“ کا جواب ”اقامہا اللہ وادامہا“ سے دینے کا شرعاً کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

سائل مولوی محمد اقبال گوجرانوالہ

طحاوی میں حلبی وغیرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قد قامت الصلوة کے وقت اقامہا اللہ وادامہا کہتے تھے۔

الجواب

قال بعض الفضلاء ويقول عند قد قامت الصلوة اقامہا اللہ وادامہا وھكذا روى عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہ الحلبي وغيرہ ومعنی اقامہا اللہ اثبتہا وابقاھا - اه (طحاوی ص ۱۱۰) - ويقول عند قد قامت الصلوة اقامہا اللہ وادامہا - اه (درمختار) (قوله ويقول) ای حکما رواہ ابو داؤد بزيادة ما دامت السموات والارض وجعلنی من صالحی اھلہا - اه (شامی ج ۱ ص ۲۹۲) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۹ / ۷ / ۱۴۰۳ھ

مسجد سے باہر کسی نماز پڑھنے والا اذان کہے یا نہ ؟

اگر کسی نے اکیلے ہی نماز پڑھنی ہو مسجد سے باہر تو کیا اذان دے یا نہ ؟ بینوا تو جبردار۔

عقیق الرحمن سہیوال

آبادی میں اذان کا ترک جائز ہے بشرطیکہ محلہ میں اذان ہو چکی ہو۔

الجواب صحیح

ولا یکرہ تو کہہا لمن یصلی فی المصر اذا وجد فی

السحرة۔ ۱ھ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۸)۔

فقط واللہ اعلم۔ بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی نیر المذاکر س ملتان

الجواب صحیح : بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار جامعہ ہذا۔

ٹیمپ سے نشر کی ہوئی اذان معتبر نہیں ہے

اگر اذان کے وقت بجائے تازہ اذان دینے کے حکم کی ریکارڈ کی ہوئی اذان لگا دی جائے تو کیا وہ اذان کے قائم مقام ہو جائے گی یا نہیں ؟

محمد انور ۲۴۴۳ نقشبند کالونی خانیوال روڈ ملتان

ٹیمپ سے نشر ہونے والی اذان شرعاً اذان شروع کے حکم میں نہیں اس لئے

الجواب صحیح

سنت اذان ادا نہ ہوگی۔ حسب معمول مؤذن سے اذان کہلوائی جائے۔

وذكر فی البدائع ایضا ان اذان الصبی الذی لا یعقل لا یجزی

و یعاد لان ما یصدر لا عن عقل لا یعتد به کصوت الطیور ۱ھ

(رشاحی ج ۱ ص ۲۹۶)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۶

الجواب صحیح

مفتی نیر المذاکر س ملتان

۱۰/۱۱

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

چلتے ہوئے اذان سنائی دے تو کیسے جواب دے

ایسا اوقات راستے میں چل رہے ہوتے ہیں کہ اذان کی آواز سنائی دیتی ہے ایسی صورت میں چلتے چلتے جواب دیتے ہیں یا رک کر جواب دیں۔

بہتر یہ ہے کہ رک جائیں اور اذان کا جواب دیتے ہیں فارغ ہونے پر چلنا شروع کر دیں۔ سمع الاذان وهو يمشي فالاولى ان يفت ساعته ريجيب كذا

في القنية ۱ھ (عالمگیری ج ۱: ص ۲۹)۔ فقط والله اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲، ۶/۱۰/۱۴۱۰ھ



تشویب کی عادت ڈال لینا مکروہ ہے

اذان دینے کے بعد جماعت کی نماز کے لئے "اللہ اکبر" کے الفاظ کے ساتھ یا "صلوٰۃ وسلام" کے ساتھ نمازیوں کو یا امام صاحب مثلاً مسجد میں نہیں ہیں حجرے میں ہیں ان کو بلانا صرف "اللہ اکبر" کے ساتھ کیسا ہے۔ جائز ہے یا نہیں۔ اور کس طرح بلانا چاہئے۔ حوالہ کے ساتھ بیان فرمائیں۔

بنیوا تو جروا۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں نماز کی اطلاع کس لئے اذان و اقامت ہی کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ ان کے درمیان مزید کوئی عام اطلاع نہیں دی جاتی تھی۔ غائبین کے لئے اذان کافی ہے اور حاضرین کے لئے جماعت کی اطلاع دینے کو اقامت کافی ہے۔ اذان اور اقامت کے درمیان اطلاع دینے کی عادت ڈال لینے کو علماء نے مکروہ کہا ہے۔ (امداد المفتیین ج ۱ ص ۲۳۶)۔ فقط واللہ اعلم

ابجواب صحیح ۱۸
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۲۰۱۰ھ مفتی خیر المدارس ملتان



عورت بچے کے کان میں اذان دے سکتی ہے یا نہیں

۱ : نومولود بچے کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے یا نہیں۔ جب کہ عام اذان عزت کی مکروہ ہے۔

۲ : بچے کی ولادت کے بعد کتنی دیر تک اذان دے سکتے ہیں۔

محمد انور نقشبند کانونی ملتان

۱۱ اصل یہ ہے کہ نومولود کے کان میں کوئی مرد صبح اذان دے تاکہ صرٹا بھی کر اہت نہ ہو۔ مراقی میں ہے۔

الجواب

وكرها ای الاذان والاقامة للنساء لما روی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من كراهتهما لهن۔ (ص ۱۰۱)۔ اسکی تعلیل علامہ طحاویؒ یہ بیان کرتے ہیں۔ لان مبني حالهن على الستر ورفع صوتهن حرام الخ۔ اس تعلیل کا مقتضی یہ ہے کہ نومولود کے کان میں عورت اذان دے سکتی ہے۔ کیونکہ اس میں نہ رفع صوت ہے اور نہ ہی یہ خلاف ستر ہے۔

۲۰۔ جب ولادت کے بعد غسل سے فراغت ہو جائے۔ اسی وقت کانوں میں اذان و تکبیر کی جائے۔ اگر کسی عذر سے یا بدول عذر تاخیر ہو جائے تو جب بھی یاد آجائے کان میں اذان دے دی جائے۔ اہم اصل کسی وقت کے فوت ہو جانے سے اذان ساقط نہیں ہوتی۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۱۰ / ۱۴۱۰ھ

عورت کے لئے تکبیر کہنا مکروہ ہے عورت تکبیر کہہ سکتی ہے یا نہیں ؟
سائل محمد ادریس ٹوبہ ٹیک سنگھ

عورت کے لئے تکبیر کہنا مکروہ ہے۔ اما النساء فيكروهن
الاذان وكذا الاقامة لما روی عن انس وابن عمر

الجواب

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) من کراہتہما لہن اھ (شامی ج ۱ ص ۲۵۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس القار ۹۹ھ مفتی خیر المدارس ملتان

اہل تشیع کی اذان کا جواب نہ دیا جائے

شیعہ کی اذان کا جواب دیا جائے یا نہ ؟ سائل عبد اللہ میاں ذوالی۔

نہ دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

اذان فجر میں ”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ ارشاد نبویؐ سے ہوا ہے

”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ فجر کی اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں ؟ شیعہ شنیعہ کہتے ہیں یہ اضافہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا۔ وضاحت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

سائل میاں فیض بخش بستی شاہ ستار آف سیلی

اذان فجر میں ”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے زمانہ سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے ہوا ہے۔ اس سے

الجواب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کرنا حسب معمول اہل تشیع کا افتراء ہے۔

ويزيد في اذان الفجر بعد الفلاح الصلوة خير من النوم مرتين

لما روى ابن ماجة عن سعيد بن المسيب عن بلال رضي الله

تعالى عنه انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بصلوة

الفجر فقیل هو نائم فقال الصلوة خير من النوم مرتين
فاقرت في اذان الفجر وروى الطبرانی في الكبير ثنا محمد
بن علي الصائغ السمي ثنا يعقوب بن حميد ثنا عبد الله بن
وهب عن يونس بن يزيد عن الزهري عن حفص بن عمر
عن بلال انه اتى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بالصبح
فوجدته راقداً فقال الصلوة خير من النوم مرتين فقال
النبي صلى الله عليه وسلم يا بلال اجعله في اذانك -
(حکبری، ص ۲۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

الحق محمد النور عرف الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

۲۵ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ

اذان کے ساتھ ”صلوٰۃ وسلام“ پڑھنے کا رواج کب سے ہے

آج کل بعض لوگ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت حنفی بھی کہتے ہیں اور اذان سے پہلے
”صلوٰۃ وسلام“ بھی پڑھتے ہیں۔ کیا حنفی مذہب میں اس کی گنجائش ہے؟ نیز یہ بھی واضح
کریں کہ یہ رسم کسی اہل سنت عالم نے عبادی کی یا شیعہ شنیعہ نے؟
سائل مستاز احمد قاسمی

متعلم الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
کے دور میں مروجہ صلوٰۃ وسلام نہ اذان سے پہلے ہوتا تھا اور نہ بعد میں۔ بلکہ

الاجوبہ

اذان ”اللہ اکبر“ سے شروع ہو کر ”لا الہ الا اللہ“ پر ختم ہوتی تھی۔ اس میں کچھ سرکاری
لوگوں نے اسے اذان کے بعد پڑھنا شروع کیا۔ پھر مختلف ادوار میں کسی نہ کسی شکل میں اسے اذان
کے ساتھ پڑھتے رہے۔ اب اذان سے پہلے پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے۔ اس کے بدعت ہونے میں

کوئی شب نہیں ہے۔ والزیادة فی الاذان مکروہة (البحر الرائق ج ۱، ص ۲۶۱)
 التسليم بعد الاذان حدث فی ربيع الآخر سنة سبع مائة
 واحدی وثمانین فی عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم
 بعد عشر سنین حدث فی الكل الا المغرب ثم فیها مرتین
 (در مختار)۔ (قوله سئل) کذا فی النهر عن حسن المحاضرة
 للسيوطی ثم نقل عن القول البديع للسخاوی انه فی سنة
 وان ابتداءه کان فی ایام سلطان الناصر صلاح الدین
 بامرہ۔ امہ (شامیہ ج ۱، ص ۲۸۷)۔

فقط واللہ اعلم

مفت محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲، ۴، ۱۰ / ۱۴۱۰ھ

قرآن کا درس پڑھنے کے دوران اذان ہو جائے تو جواب کا حکم

تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے اگر اذان شروع ہو جائے تو جواب دینا ضروری ہے۔ یا
 تلاوت جاری رکھے۔ سائل مولوی حبیب اللہ کبیر والا۔

اگر تعلیم و تعلم کے لئے پڑھ رہے ہوں تو قرأت جاری رکھیں اور اگر صرف تلاوت
 کر رہے ہیں تو تلاوت روک کر پہلے اذان کا جواب دیں۔ فارغ ہونے کے
 بعد پھر تلاوت شروع کر دیں۔

ونيجيب وجوبًا وقال المحلوف مندبا والواجب الاجابة بالقدم
 من سمع الاذان ولو جنبًا لاحائضًا ونفساء وسامع خطبة
 وحن صلاة جنازة وجماع ومستراح وأكل وتعليم علم
 وتعلمه بخلاف قرآن اهـ۔ (در مختار)۔

(قوله بخلاف قرآن) لانه لا يفوت جوهرة ولعله لانه

تکرار القراءۃ انما هو للاجر فلا يفوت بالاجابة بخلاف
التسليم فعلى هذا لو يقرأ قليلا او تعلم ما لا يقطع سائحانی اه
(مشامی - ج ۱ - ص ۲۹۲) - فقط واللہ اعلم -

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷ مارچ ۱۴۱۰ھ

اذان کے بعد کی دعا مانگنے کا فائدہ

اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے اس میں ہے وابعثہ مقاما محمودہ الذی وعدتہ
جب یہ بات یقینی ہے کہ مقام محمود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو ملتا ہے تو پھر دعا کی کیا ضرورت
ہے۔
سائل مولوی عبد الشیمہ شجاع آبادی

متعلم الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان۔

ہمارے دعا مانگنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس دعا پر جس ثواب کا وعدہ ہے وہ
ہمیں حاصل ہو جائے گا۔

الحمد لله

عن جابر رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم من
قال حين يسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة و
الصلاة القائمة ات محمد الوسيلة والفضيلة وابعثه
مقاما محمود الذى وعدته حلت له شفاعتى يوم القيمة
(مراقب) - وفائدة هذا الدعاء مع تحقق مدلوله له عليه
الصلاة والسلام الامتثال او ترتب الثواب الموعود لقائله - اه
(طحاوى ص ۱۱۱) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷ مارچ ۱۴۱۰ھ

اذان سے پہلے ”اعوذ باللہ“ اور ”بسم اللہ“ پڑھنا

اذان سے پہلے ”اعوذ باللہ“ اور اسی طرح ”بسم اللہ“ کا واز بلند پڑھنا کیسے ہے؟
سائل آصف شاہ ملتان

فقہاء کرام نے جہاں اذان کے آداب ذکر کئے ہیں وہاں ”تعوذ و تسمیہ“ کا کوئی ذکر نہیں۔ نہ ہسرا نہ جہرا۔ بلکہ اذان کو ”اللہ اکبر“ سے شروع کر کے ”لا الہ الا اللہ“ پر ختم کیا ہے۔ اگر اس وقت تعوذ و تسمیہ بھی سنون ہوتے تو فقہاء ضرور ذکر فرماتے۔ نیز بعض اہل بدعت اس کا التزام کرتے ہیں اس لئے بھی درست نہیں کیونکہ ربطہ رفتہ یہ بدعت بن جائے گی۔ والنزادۃ فی الاذان مکروہۃ (البحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۱)۔

الاذان خمس عشرة كلمة واخره عندنا لا اله الا الله كذا فی فتاوی قاضی خان دہی اللہ اکبر اللہ اکبر۔ النسخ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۵) فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۵ / ۵ / ۱۴۰۵ھ

مغرب کی ”اذان“ اور ”اقامت“ میں کتنا وقفہ کرنا چاہئے

مغرب کی اذان اور اقامت میں کتنا فاصلہ ضروری ہے؟ بیٹنوا تو جبروا۔

سائل مولوی عبدالمطیع بسبی بلوچستان

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت پڑھ سکنے کی مقدار یا تین قدم چلنے کے وقت کی مقدار وقفہ کرنا چاہئے۔

واما فی المغرب فعند ابی حنیفۃ بسکنتہ قدر ثلث آیات قصار او آیۃ طویلۃ وقیل قدر ما یخطو ثلث خطوات وقالا بجلسۃ خفیفة والاصل ان الوصل بین الاذان والاقامۃ یحکمه فی کل صلوۃ لما روی الترمذی عن جابر رض ان رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم قال لبادل اذا اذنت فتوسل و اذا اقامت فاحذر واجعل بين اذانك واقامتك قدر ما يفرغ الأكل من أكله في غير المغرب والشارب من شربه والمعتصر اذا دخل لقضاء حاجته وهوان كان ضعيفا لكن يجوز العمل به في مثل هذا الحكم قالوا قوله قدر ما يفرغ الأكل من أكله في غير المغرب ومن شربه في المغرب وذلك يحصل في سائر الصلوة بالسنة او ما يشبهها لعدم كراهة التطوع قبلها بخلاف المغرب لكراهة التطوع قبلها ثم قالوا الجلسة تحقق الفصل لانها شرعت له كما بين الخطبتين ولا يقع الفصل بالسكينة المذكورة لانها قد توجد بين كلمات الاذان وابوحنيفة يقول قد امرنا بتعجيل المغرب والفصل بالسكينة اقرب الى التعجيل والمكان هنا مختلف لانه ينتقل عن مكان الاذان في الغالب لانه انما يكون في المدينة او خارج المسجد والاقامة في داخله وكذا النعمة فيها مختلفة والهيئة فانه يشفع الاذان ويوتر الاقامة صوتا بخلاف الخطبتين لاحتداد المكان والهيئة فلا يقع الفصل هناك الا بالجلسة وفي الخلاصة ولو فعل كما قال لا يكره عنده ولو فعل كما قال لا يكره عندهما فعلم ان الخلاف في الافضلية وفي الجامع الصغير قال يعقوب يعني ابا يوسف يؤذن ويقيم ولا يجلس انتهى - (كبرى ١ ص ٢٩١) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتي غير المدارس ملتان - ١٢ / ٩ / ١٤٠٨ هـ

بے وضو اذان کہنے کا حکم بغیر وضو کے اذان پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بعض دفعہ
مجبوری ہوتی ہے کہ جماعت کا ٹائم قریب ہوتا ہے

اور اذان نہیں ہوئی ہوتی۔ بیٹنوا تو جسروا۔

سائل مولوی عبد الغفار نعمانی۔ بستی ملوک ملتان

ایسے وقت میں بے وضو بھی کہہ سکتے ہیں مگر معمول نہ بنائیں۔ ولایکھ اذان
المحدث فی ظاہر البروایۃ ہکذا فی الکافی۔ ۱ھ

دعالمگیری (ج ۱، ص ۵۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲-۳-۴۰ھ

جمعہ کی اذان ثانی کا جواب جمعہ میں جو دوسری اذان ہوتی ہے اس کا جواب دینا جائز ہے
یا خاموشی بہتر ہے ؟

سائل محمد نسیم : شادمان کالونی لاہور

جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دل میں دے لے زبان سے نہ دے۔

دینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین

یدمی الخطیب ۱ھ (در مختار علی الشامیۃ : ج ۱، ص ۲۹۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲/۳/۴۰ھ

منغوم کے لئے کان میں اذان کہنے کا حکم

ایک آدمی بہت بیمار رہتا ہے تو اس کو ایک عامل نے کہا کہ جب آپ کی طبیعت زیادہ منغوم ہو
تو اپنے کان میں کسی سے اذان کہلا یا کرو انشاء اللہ پریشانی جو بیماری کی وجہ سے ہے وہ سب دور ہو جائے
گی۔ آیا شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں ؟

مغموم مہموم کیلئے کان میں اذان کہلوانا سنون لکھا ہے اہل تجربہ سے منقول ہے کہ یہ عمل رفع غم کیلئے مؤثر ہے۔ وقال الملا علی القاری فی شرح مشکوٰۃ قالوا یسن للمہموم

ان یا امر غیرہ ان یؤذن فی اذنه فانہ یزیل الہم کذا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونقل الاحادیث الواردة فی ذلك فراجعہ۔ ۱ھ

شامی ج ۱ ص ۲۸۳۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان۔ ۹/۴/۱۴۰۲ھ

”لا الہ الا اللہ“ کے جواب میں ”محمد رسول اللہ“ ملائے کا حکم

اختتام اذان پر مؤذن کے آخری جملہ کے جواب میں ”لا الہ الا اللہ“ کے ساتھ ”محمد رسول اللہ“

کہنا احداث فی الدین ہے یا نہیں ؟

سائل عبد الرحیم لیہ

حدیث میں ہے کہ جواب دینے والا وہی کلمہ کہے جو مؤذن کہتا ہے ”لا الہ الا اللہ“ کے جواب میں ساتھ ”محمد رسول اللہ“ کا اضافہ کر کے جواب دینا خلاف سنت

ہے۔ بلکہ احداث فی الدین ہے۔ ویجیب وجوبا وقال الحلوانی سندبا الخ

بان یقول بلسانہ کما قالہ ۱ھ (در مختار) (قولہ کما قالہ)

ای مثلہا فی القول لا فی الصفة من رفع صوت ونحوہ ۱ھ

(شامی ج ۱ ص ۲۹۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۶/۱۴۱۰ھ

جنبی اور محکم آدمی اذان کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں۔ علماء سے سنا ہے کہ اذان نہیں پڑھ

جنبی کو اذان کا جواب دینا چاہیئے

سکتا ہے۔ کیا جواب اذان بھی نہیں دے سکتا ؟
محمد ادریس ٹوبہ ٹیک سنگھ

جنہی کو اذان کا جواب دینا چاہئے۔ ومن سمع الاذان فعلیہ
ان یجیب وان کان جنباً لان اجابة الاذان

لیس باذان۔ ۱۷ (خلاصۃ الفتاوی : ج ۱ ص ۵ - وکدافی الشامیۃ

ج ۱ ص ۲۹۲) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عثمانی

مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۹ / ۲ / ۱۴۰۲ھ

”تجیر میں“ قد قامت الصلوة کے دنوں کلمے ایک سانس سے کہے

- ا : تجیر کس طرح پڑھنی چاہئے۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ہر دو کلمے اکٹھے پڑھے سوائے ”قد قامت الصلوة“ کے کہ ان کے درمیان سانس توڑے۔ بحوالہ مشکوٰۃ شریف۔
- ب : اور بندہ تجیر میں ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ پڑھتا ہے یعنی پہلے اکبر پر پیش اور دوسرے پر جزم۔ اس طرح دوسرے کلمے بھی ملا کر پڑھے جاتے ہیں ان کلمات کے پہلے کلمے کے آخری حرف پر پیش دوسرے پر جزم پڑھتا ہوں۔ تو وہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں۔
- ج : اور تجیر میں دائیں بائیں منہ پھیرنا امداد الفتاویٰ جلد اول میں لکھا ہے وہ کہیں بھی شائع نہیں کیا وجہ ہے کوئی اختلاف ہے۔

رب بھروسے عطر فرود شش
مین بازار میاںچنڈل صلیح ملتان

ا : قد قامت الصلوة دو مرتبہ ایک ہی سانس میں ہے۔ کیونکہ پوری
اقامت میں خند مطلوب ہے۔ درختار میں ہے۔

ھی ای الاقامة افضل منه فتح ولا يضع المقيم اصبعیه فی
اذنیہ لانہا اخفض ویحذر بضم الدال ای یسرع فیہا فلو

ترسل لم يعد هافي الا صبح. (شامی ج ۱: ص ۲۸۶)۔

حدرد اور ترسل متقابل ہیں۔ اذان میں ترسل مطلوب ہے اور اقامت میں حدرد۔ چونکہ قد قامت الصلوة کا استثناء نہیں کیا اس لئے پوری اقامت میں حدرد ہوگا اور مشکوٰۃ شریف والی حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے۔

ب: پہلے اللہ اکبر کی راء کو ساکن پڑھے باقی کلمات میں بھی پہلے کلمہ کے اخیر کو ساکن پڑھے۔
وفى الامداد يجزم الراء اى يسكنها فى التكبير (فى موضع اخر)
وحاصلها ان السنة ان يسكن الراء من الله اكبر الاول او
يصلها بالله اكبر الثانية فان سكنها كفى وان وصلها
نوى السكون فحرك الراء بالفتحة - ۱۷ (شامی ج ۱ ص ۲۸۲)۔

ج ۱ بہتر ہے۔
نقطہ والشر اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ مدرسہ ملتان ۲۶/۱۰/۱۳۹۵ھ

اذان میں ”حییٰ علیٰ خیر العمل“ کا اضافہ اہل تشیع کی بدعت ہے

ہمارے گاؤں میں مولانا عبد الستار تونسوی مدظلہ نے تقریر کی اور دوران تقریر کہا کہ شیعہوں کی اذان کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔ تو اس پر اگلے دن شیعہ نے جواب دیا کہ دیکھو تمہاری کتاب سوطاً امام محمدؒ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اذان میں ”حییٰ علیٰ خیر العمل“ کہتے تھے۔ اس بارے میں وضاحت فرمائیے کہ کیا یہ درست ہے ؟

امیر الدین : باقر شاہ، تحصیل علی پور

شیعہ مذکور کی بات درست نہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اذان منقول ہے اس میں کسی صحیح روایت میں ”حییٰ علیٰ خیر العمل“ کا اضافہ

مذکور نہیں۔

قال البيهقي لم يثبت هذا اللفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

فی ما علم بلالاً و ابا محذورة ونحن نكره الزيادة فيه - اه
 نام بھقی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال اور حضرت ابو محذورة رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو اذان کھلائی اس میں کہیں یہ لفظ ثابت نہیں اور ہم بھی اسے ناپسند سمجھتے ہیں۔
 قال النووي في شرح المذهب يكره ان يقال في الاذان
 حي على خير العمل لانه لم يثبت عن رسول الله صلى الله
 عليه وسلم والزيادة في الاذان مكروهة عندنا -
 علامہ نوویؒ شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ اذان میں ”حي على خير العمل“ کا لفظ مکروہ
 ہے اس لیے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہیں۔ اور اذان میں کوئی کلمہ زیادہ کرنا
 مکروہ ہے۔

وف منهاج السنة لأحمد بن عبد الحليم الشهيد بام
 تيمية ۛ هم اى الروافض زادوا في الاذان شعارا لم يكن
 يعرف على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وهو حي على
 خير العمل۔

علامہ ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں فرماتے ہیں کہ اہل تشیع نے ”حي على خير العمل“ کے
 کلمہ کو اپنی طرف سے اذان میں اپنا شعار بنالیا ہے یہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں
 کہیں نہ تھا۔

اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں یہ روایت ثابت بھی ہو جائے تو اس کا
 جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ یہ کلمہ بطور تشویب کہتے تھے۔ تشویب کا معنی ہے اذان و اقامت
 کے درمیان وقفہ میں کسی لفظ یا عمل سے جماعت کی دوبارہ اطلاع دینا۔ اس میں علماء کا اختلاف
 ہے کہ یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔ لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کلمہ کو اذان کے جز کے
 طور پر ہرگز نہ کہتے تھے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مؤذن جنہوں نے براہ راست آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
 سے اذان سیکھی اور آپ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ تک اذان دیتے رہے ان کی اذان
 میں کہیں یہ لفظ منقول نہیں۔ اگر یہ اصناف ہوتا تو ضرور کہیں نہ کہیں منقول ہوتا۔

ونحن نعلم بالاضطرار ان الاذان الذي كان يؤذنه بلال
وابن ام مكتوم في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالمدينة وابو مخذومة بمكة وسعد القرظي في
قبا لم يكن في اذانهم هذا الشعار الرافضي ولو كان فيه
لنقله المسلمون ولم يهملوه كما نقلوا ما هو ايسر منه
فلما لم يكن في الذين نقلوا الاذان من ذكر هذه الزيادة
علم انها بدعة باطلة وهؤلاء الاربعة كانوا يؤذنون
باموال النبي صلى الله عليه وسلم ومنه تعلموا الاذان
وكانوا يؤذنون في افضل المساجد مسجد مكة و
المدينة ومسجد قبا واذانهم متواتر عند العامة و
الخاصة - اهـ ركنها من التعليق الممجّد على مؤطامحمد
ص ۸۲ -

بحر الرائق میں ہے -

» يكره ان يقال في الاذان ح على خير العمل لانه لم يثبت
عن النبي صلى الله عليه وسلم والزيادة في الاذان مكروهة
وقد سمعناه الان عن الزيدية ببعض البلاد - اهـ
(ج ۱ - ص ۲۴۵) - فقط والله تعالى اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۲ — ۳ — ۱۴۱۱ھ



ما يتعلق بصفة الصلوة

پہلے ہاتھ اٹھائیں پھر تکبیر کہیں

تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ کب اٹھانے چاہئیں۔ پہلے یا بعد میں یا ساتھ ساتھ ؟
تینوں قول منقول ہیں۔ پہلے کا بھی ، بعد کا بھی ، ساتھ ساتھ کا بھی۔ لیکن
راج یہ ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر کہیں۔ و رفع یدیه قبل التكبير
وقيل معه۔ ۱ھ (درمختار)۔

(قوله قبل التكبير وقيل معه) الاول نسبة الى المجمع الخ
ابن حنيفة و محمد و في غاية البيان الى عامة علماءنا وفي
البسوط الى اكثر مشائخنا و صححه في الهداية والثاني
اختاره في الخانية و الخلاصة و التحفة و البدائع والمحيط
بانف يبدأ بالرفع عند بداءته التكبير ويختم به عند
ختمه و عزاه البقالي الى اصحابنا جميعا و رجحه في الحلية
وشتمه قول ثالث وهو انه بعد التكبير والكل مروي عنه
عليه الصلوة والسلام وما في الهداية اول كفا في البحر
والنهر ولذا اعتمدته الشارع فافهم۔ ۱ھ (شامية: ج ۱ ص ۵۰)

فقط والله اعلم

اعتر محمد انور عفا الله عنه مفتي جامعہ نیر المدارس ملتان

صلواتِ خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے پانچ وقت کی نمازیں قرآن شریف سے ثابت ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس کس جگہ

سے ثابت ہیں۔ سائل: عتیق الرحمن، ۵/۵ آر ساہیوال۔

پانچ نمازیں تواتر معنوی اور احادیث مشہورہ سے بطور قطعی ثابت ہیں حتیٰ کہ ان کا منکر کافر ہے اور قرآن مجید سے بھی اشارہ ثابت ہوتی ہیں۔

الجواب صحیح

۱ : فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا ومن اناء لللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضیٰ
آخری رکوع سورۃ طہ -

قبل طلوع الشمس سے فجر قبل الغروب سے عصر ومن اناء اللیل سے مغرب وعشاء اور اطراف النہار سے ظہر کی نماز ثابت ہے۔ کیونکہ اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔

۲ : فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن اللیل فسبحہ واذبار السجود۔ (سورۃ ق)
”قبل طلوع“ سے مراد فجر ”قبل الغروب“ سے ظہر اور عصر ”من اللیل“ سے مغرب اور عشاء مراد ہیں۔

۳ : اقم الصلوۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرأت الفجر کان مشہوداً۔ (سورۃ بنی اسرائیل)۔
لدلوك الشمس الی غسق اللیل میں چار نمازیں آگئیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور قرأت الفجر میں صبح کی نماز آگئی۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں بطور اشارہ صلوات خمسہ کا ثبوت ملتا ہے۔ احادیث نبویہ جو قرآن کریم کی شرح ہیں وہ بصرحت دال ہیں اسی طرح تواتر معنوی اور امت کا اجماع پانچ نمازوں کی فرضیت پر منعقد ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
۲۰
۱۳۶۹ھ
رئیس الافتاء خیر المراسس ملتان

الجواب صحیح
خیر محمد عطاء اللہ عنہ

مردہ طریقی پر نیت کرنے کا حکم

تہجیر تحریمیہ سے قبل نماز کی نیت باندھنا۔ بایں الفاظ کہ دو رکعت یا چار رکعت فرض وقت ظہر یا عصر

وغیرہ پیچھے اس امام کے اللہ اکبر۔ کیا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح نیت باندھنے کا صحابہؓ کو حکم دیا ہے۔ اور کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے اس طرح نیت باندھا کرتے تھے؟

دل سے نیت کرنا فرض ہے۔ زبان سے مردہ طریقی کے مطابق نیت کرنا فرض ہے اور نہ ہی واجب۔ البتہ متاخرین نے دونوں کو حاضر کرنے اور جمع کرنے کی بنا پر مستحب قرار دیا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں بحث و مناظرعت غیر مناسب ہے جو زبان سے نیت کرے اس پر بھی نکیر نہ کی جائے اور جو دل سے نیت کرے وہ بھی سنت کا عامل ہے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۸ / ۴ / ۱۳۸۴ھ

در مختار میں شروط صلوٰۃ میں ہے۔

والخامس النیۃ (الی قولہ) والمعتبر فیہا عمل القلب اللازم للارادة فلا عبرة بالذكر باللسان ان خالف القلب لانه کلام لا نية الا اذا عجز عن احضاره لعموم اصابته فی کفیه اللسان (مجتبى)۔ (وهو) ای عمل القلب ان یعلم عند الارادة بداهة بلا تأمل (ای صلوٰۃ یصلی) فنولم یعلم الا بتأمل لم یجز والتلفظ عند الارادة بها مستحب هو المختار وتكون بلفظ الماضي ولو فارسیا لانه الاغلب فی المنشآت وتصح بالاحال قهستانی وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنۃ علماءنا اذ لم ینقل عن المصطفی ولا الصحابة ولا التابعین بل قیل بدعة۔ (در مختار علی الشامی ج ۱ ص ۳۰۵)۔

(قوله بل قیل بدعة) نقله فی الفتح وقال فی الحلیۃ و

لعل الاشبه انه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة لان
الانسان قد يغلب عليه تفرق خاطره وقد استفاض ظهور
العمل به في كثير من الاعصار في عامة الامصار فلا جرم انه
ذهب في المبسوط والهداية والكافي الى انه ان فعله ليجمع
عزيمة قلبه فحسن فيندفع ما قيل انه يكره -

(شامی ج ۱ ص ۳۰۶)

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتبہ فی الفتاویٰ

ریل گاڑی میں بھی قیام فرض ہے
ریل گاڑی میں بوجہ کثرت ہجوم کے فرض نماز
بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے اگر باوجود کوشش کے جگہ
نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے لیکن اس کا اعادہ لازم ہوگا۔

كما يفهم من فتاوى قاضى خان و الخلاصة الاسير في يد
العدو اذا منعه الكافر عن الوضوء و الصلوة يتيمم ويصلى
بالايماء ثم يعيد اذا خرج الى قوله كالمحبوس لان الطهارة
لم تظهر في منع وجوب الاعادة ثم قال فعلم منه ان العذر
ان كان من قبل الله تعالى لا تجب الاعادة وان كان من
قبل العبد وجب الاعادة - (بحر الرائق، ص ۱۲۹)۔

حاصل یہ ہے کہ پہلے ان لوگوں سے جگہ کی درخواست کی جائے۔ اگر وہ جگہ نہ دیں تو بیٹھ کر
نماز پڑھ لے بعد میں اس کا اعادہ کرے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۹ / ۱ / ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

فرمان نبویؐ ”لاخیر فی دین لیس فیہ رکوع“ کا حوالہ

گزارش ہے کہ اس مضمون کی حدیث میری یاد میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک گروہ آیا انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں لیکن نماز نہیں پڑھیں گے تو آپؐ نے ان کو مسترد کر دیا۔ پھر ایک گروہ آیا انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے تو آپؐ نے ان کا اسلام قبول کر لیا جب لوگ واپس چلے گئے تو آپؐ نے ان کے پیچھے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تو زکوٰۃ بھی دیں گے۔

اس مضمون کی حدیث یاد آتی ہے مگر چند کتب احادیث میں تلاش کرنے پر نہیں ملی۔ آپ اس کا حوالہ تحریر فرمائیں۔

عن وهب قال سألت جابرا عن شان ثقیف اذ
 بايعت فقال اشترطت على النبي صلى الله عليه وسلم
 ان لا صدقة عليهما ولا جهاد وانه سمح النبي صلى الله عليه وسلم
 بعد ذلك يقول يتصدقون ويجهدون اذا سلموا وفي
 رواية فاشترطوا عليه ان لا يحشروا ولا يمشروا ولا يجبوا
 (اي لا يصلوا) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكم لا تحشروا
 ولا تعشروا ولا خير في دين ليس فيه ركوع - (ابوداؤد شریف
 باب ما جاء في خبر الطائف ۱ ج ۲ ص ۷۲)۔

قال الخطابي يشبه ان يكون النبي صلى الله عليه وسلم سمح
 لهم بالجهاد والصدقة لانهم لم يكونوا واجبين في العاجل له
 (حاشیہ ۵ ص ۷۲ ج ۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۵/۳/۱۴۰۱ھ

۱۔ ترجمہ حدیث ۱۔ وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثقیف کی بیعت کا واقعہ

پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ثقیف نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیں گے اور جہاد نہیں کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہو گئے تو خود بخود زکوٰۃ بھی دینے لگ جائیں گے اور جہاد بھی کرنے لگیں گے۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ انہوں نے شرط لگائی کہ وہ جہاد میں نہیں جائیں گے اور صدقہ نہیں دیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔ تو آپ نے فرمایا چلو جہاد میں نہ جانا، صدقہ نہ دینا۔ لیکن جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی خیر نہیں۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے جہاد اور صدقہ کے بارے میں اس لئے نرمی فرمائی کیونکہ یہ فوری واجب نہیں ہوتے بخلاف نماز کے۔

اسحق محمد الزور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۰ / ۱ / ۱۴۱۱ھ

بلیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے لئے کتنا جھکے
بلیٹھ کر نماز پڑھنے والا سر کو کس
قدر جھکائے تاکہ رکوع ادا ہو جائے

استحباب تو یہ ہے کہ سر اتنا جھکائے کہ گھٹنوں کے برابر ہو جائے ویسے اس سے کم ہو تو بھی رکوع ادا ہو جائے گا۔

ولو كان يصلي قاعدا ينبغي ان يحاذي جبهته قدام ركبتيه
ليحصل الركوع اه قلت ولعله محمول على تمام الركوع و
الا فقد علمت حصوله باصل طأطأة الرأس اى مع انحناء
الظهر۔ اه (شامی ج ۱ ص ۲۱۶) - فقط واللہ اعلم

اسحق محمد الزور عفا اللہ عنہ : ۲ ، ۱۲ ، ۸ ، ۱۳۹۸ھ

منقش جا رہا نماز پر نماز ادا کرنا
غلام الدین رسالہ میں پڑھا ہے کہ آج کل جو جا رہا نماز میں
میں بچائے جاتے ہیں ان میں سے ایک پر بیت اللہ شریف
اور دوسرے پر جرمی کے ایک گرجے کی تصویر ہوتی ہے۔ کیا ایسی جا رہا نماز دل پر نماز پڑھنا

درست ہے ؟ — سائل محمد صدیق چک،،۔ کروڑ لیکھ۔
 اصل تو یہ ہے کہ جاہل نماز بالکل سادہ ہو اس پر کسی طرح کے بھی نقش و نگار
 نہ ہوں تاکہ دل ان کی طرف مائل نہ ہو۔ (امداد المفتیین، ص ۱۲۴ ج ۱)۔
 اگر ان جاہل نمازوں پر دوسری تصویر گرے گی ہوتی ہے تو انہیں ہرگز استعمال نہ کریں۔

نقطہ واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۱ ر ۱۱ ۱۴۱۱ھ

کوزہ پشت رکوع کیسے کرے
 ایک آدمی کبڑا ہے۔ اور کبڑے پن کی وہر سے
 ہر وقت ایسے رہتا ہے جیسے رکوع میں ہو۔ تو

جب یہ نماز پڑھے تو رکوع کیسے کرے ؟

اگر پہلے ہی اتنا جھکا ہوا ہو جتنا رکوع میں جھکتے ہیں تو ایسا شخص سر کے اشارے
 سے رکوع کرے یعنی رکوع کے لئے سر کو نیچے جھکالے۔ والا حدب
 اذا بلغت حدود ركبته الركوع بشير بركته للركوع۔ ۱۱۔ كذا في الخلاصة۔

(عالمگیری، ج ۱ ص ۳۶)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۳/۶/۸۰ھ

امام مالکؒ کا مذہب ارسال ہی کا ہے
 آج سے کئی سال قبل آپؐ نے فرمایا تھا
 کہ امام مالک رحمہ اللہ نے ہاتھ چھوڑ

کر نماز نہیں پڑھی بلکہ ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے تو باندھنے سے معذور تھے۔ لیکن
 بیت اللہ شریف میں بعضوں کو ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ
 مالکی ہیں۔ تو پیشوا اور پیروں میں یہ تضاد کیوں ہے ؟

الحاج صفوی عطاء اللہ میاں خجول

امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ارسال ہی کہہ ہے۔ اگر ہم نے کبھی پہلے ایسا لکھا ہے تو اس تحریر کی نقل بھیج دیں تاکہ اس پر غور کیا جاسکے۔" وقال مالک رحمہ السنۃ ہی الارسال۔ اھ (بدائع : ج ۱ ص ۲۰۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۴/۱۴۱۰ھ

امام بھی آہستہ آہستہ آئین کے امام احمد رحمہ اللہ کے بعد آئین پڑھے یا نہ۔ یہ ثابت ہے یا کہ نہیں؟ اس میں کوئی اختلاف ہو تو وہ بھی لکھیں۔ امام بھی آہستہ آہستہ آئین کے۔

وأمن الامام سراً كماً موم ومنفرد۔ اھ (درمختار)

بقولہ الامام سراً، اشار بالاول الى خلاف مالک في تخصيص المؤتم بالتأمين دون الامام وهو رواية الحسن عن الامام وبالثاني الى خلاف الشافعي انه يأقياها كل منهما جهرًا وقوله كماً موم ومنفرد محل اتفاق۔ اھ (شامی ج ۱ ص ۴۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

ابو اسبیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صد مفتی ۱۰/۴/۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بیمار کو نماز کیلئے کس طرح لٹایا جائے ایک شخص بیمار ہے وہ بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس کو نماز پڑھنے

کے لئے کس کیفیت پر لٹایا جائے۔ بیوا تو جسر دا۔

اس کو چپٹ لٹا دیا جائے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیئے جائیں۔ سر کے نیچے کوئی

تکیہ وغیرہ رکھ دیا جائے۔

وان تعذر القعود او ما بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره

وَجَعَلَ رَجُلِيهِ إِلَى الْقِبْلَةِ الْخَاتِ قَالَ وَإِنْ اضْطَجَعَ عَلَى
جَنْبِهِ وَوَجْهَهُ إِلَى الْقِبْلَةِ وَأَوْمَأَ حَازَ وَالْأَوَّلُ أَوَّلَى (عالمگیری ج ۱ ص ۷۰)۔
فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی ۱۳۹۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس کس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

جو تے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا حکم کیا جو توں کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھ
سکتے ہیں جب کہ کھڑے بھی ایسی جگہ

ہوں جس کے پاک ہونے کا کوئی یقین نہ ہو۔ باحوالہ جواب سے مستفید فرمائیں۔

سائل بلال احمد بلاک پیچہ وطنی

جو تے کا قدم کو لگنے والا حصہ پاک ہو تو اس کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھ
سکتے ہیں خواہ نجاست پر ہی کھڑے ہوں۔

الحجاب صحیح

وَلَوْ قَامَ عَلَى النِّجَاسَةِ وَفِي رَجُلِيهِ بَعْلَانٌ أَوْ جُورٌ بَانَ لَمْ
يَجْزِ صَلَاتُهُ كَذَا فِي مَحِيطِ السَّرْحَسِيِّ وَلَوْ خَلَعَ نَعْلِيهِ وَقَامَ
عَلَيْهِمَا سَاجِدًا سَوَاءٌ كَانَ مَائِلِي الْأَرْضِ مِنْهُ نَجَسًا أَوْ طَاهِرًا
إِذَا كَانَ مَائِلِي الْقَدَمِ طَاهِرًا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۳۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ۱۴۰۳ھ

درود پاک میں ”سیدنا“ کے اضافے کا حکم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک مُحَمَّدٌ سے پہلے سیدنا پڑھنے
کی مجھے عادت ہو چکی ہے چنانچہ میں نماز میں بھی ایسے ہی پڑھتا ہوں ایک دو نمازی اعتراض کرتے
ہیں کہ چونکہ نماز کی کتاب میں نہیں ہے لہذا تم نہ پڑھو۔ آپ ارشاد فرماتیں کہ میں پڑھا کروں یا

چھوڑ دوں۔ مبنیاً تو جسروا۔

لفظ سیدنا کے اضافہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن تشہد میں جیسے وارد ہے یعنی بلا لفظ سیدنا، ویسے ہی پڑھنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۹)

الحمد لله

فقط واللہ اعلم

ابواب صحیح، فقیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ ہذا

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی



لہ۔ وندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک
الادب فهو افضل من تركه ذكره الرملی الشافعی وغیره۔
(درمختار)۔

(قوله ذكره الرملی الشافعی) ای فی شرحه علی منہاج النووي
ونصه والافضل الاتیان بلفظ السیادة كما قاله ابن ظہیریة
وصرح به جمع وبه افقی الشارح لان فیہ الاتیان بما
امرنا به و زیادة الاخبار بالواقع الذی هو ادب فهو
افضل من تركه وان تردد فی افضلیته الاسنوی واما
حدیث لا تسیدونی فی الصلوة فباطل لا اصل له كما قاله
بعض متأخري الحفاظ وقول الطوسی انها مبطلہ غلط۔
واعترض بان هذا مخالف لمذهبنا لما مر من قوله
الامام من انه لو زاد في تشهده او نقص فيه كان مكروها
قلت فيه نظر فان الصلوة زائدة علی التشہد لیست منه
نعم ینبغي علی هذا عدم ذكرها فی "واشہدان محمدًا
عبده ورسوله" وأنه یأتی بها مع ابراهیم علیہ السلام۔
(شامی: ج ۱، ص ۳۴۹)۔ فقط واللہ اعلم

فقیر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

جو کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو وہ بیٹھ کر اشارے سے نماز ادا کرے

ایک عورت کمزور و ناتواں ہے وہ کھڑی ہو جائے تو بیٹھ نہیں سکتی۔ اگر بیٹھے تو کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اگر بیٹھے تو سجدہ نہیں کر سکتی۔ سجدہ کرے تو اٹھ نہیں سکتی۔ وہ کس طرح نماز ادا کرے ؟
گزارا احمد ایم اے جناح ہائی سکول ملتان

مذکورہ عورت بیٹھ کر نماز پڑھے رکوع و سجود اشارہ سے ادا کرے۔ سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست ہو۔

وان تدر علی القيام ولم يقدر علی الركوع والسجود لم يلزمه القيام ويصلي قاعدا يؤم ایما ۱۱ ان قال والا فضل هو الايماء قاعدا لانه اشبه بالسجود اه رشامی ۲ ج ۱ ص ۱۲۲۔

فقط واللہ اعلم

۲۲ شوال ۱۳۹۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
۲۲ شوال ۱۳۹۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایم علالت میں آنحضرت علیہ السلام نے آخری نماز ٹوپی سے ادا کی یا عمامے سے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایام بیماری میں جب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر عمامہ تھا یا ٹوپی ؟
سیرت محمدیہ میں ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ٹی بندھی ہوئی تھی۔
دروی الطبرانی والبیہقی عن الفضل ابن عباس

رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشد وارأسی لعلی اخرج الی المسجد فشد وارأسه بعصابة ثم خرج اھ (ص ۵۲۶)۔

فقط واللہ اعلم

۱ جواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ بندہ محمد الوری عفا اللہ عنہ

امام سے پہلے نماز شروع کر دی پھر امام کی

تکبیر کے بعد دوبارہ تحمیر یہ کہی تو نیت از کاسم

ایک آدمی نے امام سے پہلے نماز کی نیت باندھ لی یہ شخص قیام میں کھڑا ہو گیا۔ مگر امام نے اللہ اکبر کہا تو اس نے فوراً سوچا کہ میں نے امام سے پہلے نیت کر لی ہے اب اس نے ہاتھ باندھے ہوئے صرف ایک بار اللہ اکبر کہہ دیا اور نماز امام کے ساتھ پوری کر لی تو کیا اس شخص کی شرعاً نماز درست ہو گئی یا نہیں۔ بینوا تو جبروا۔

یہ نیت اقتدار تکبیر تحریر کرنے سے اقتدار صحیح ہو گئی اور پہلی نماز ختم ہو گئی پس شخص مذکور کی نماز درست ہے۔

الجواب

نفی الدرر یفسدھا انتقاله من صلوة الى مغایرتھا ولو من وجه
حتی لو کان منفردا فکبر ینوی الاقتداء او عکسه صار
مستأنفا۔ (۱۷ شامح ج ۱ ص ۴۱۹)۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۶، محرم ۱۴۰۲ھ

جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ کا حوالہ

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ یہ ترجمہ حدیث کا کس طرح ہے۔ اس کا ماخذ مطلوب ہے۔

یہ بھی صحیح ہے اصل الفاظ جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ ہیں۔ کما

فی المہتمات لابن حجر عسقلانی : ص ۱۹ فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

نماز کا مؤمن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں

۱۔ ہم نے اکثر سنا ہے کہ نماز مؤمن کی معراج ہے لیکن ہمارے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔

۲۔ پل صراط بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور پھکن سے زیادہ ملائم ہے۔ یہ بھی وہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک نہیں۔

۱۔ نماز کا مؤمن کے لئے معراج ہونا بالفاظ صریحہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لیکن یہ مضمون بعض صحیح روایات سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس طرح کہ معراج قرب خداوندی کا نام ہے۔ اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بندہ کو سب سے زیادہ قرب خداوندی سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

۲۔ پل صراط کا بال سے زیادہ باریک ہونا اور تلوار سے زیادہ تیز ہونا حضرت انس و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیہقی میں ہے۔ البتہ حدیث انس کی سند میں کچھ ضعف ہے۔

قال ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بلغنی ان الجرادق من الشعر واحد من السیف - (مسلم)۔

علامہ عثمانی رحمہ اللہ اس پر ”فتح الملکم“ میں لکھتے ہیں:-

ووصله البیهقی عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم معزوماً به فف سندہ لین - (ج ۱۱ ص ۳۳۵)۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اور دیگر سلف سے بھی پل صراط کی یہی کیفیت منقول ہے۔ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقاۃ میں اسے صحیح تسلیم کیا ہے: والمتکلمون من اصحابنا والسلف یقولون انه ادق من الشعر واحد من السیف وهکذا جاء فی رواية ابی سعید (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۴۴) فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲، ۳، ۹، ۱۴۰۹ھ

نماز میں بار بار شک ہو تو کیا کرے جس کو عادتہ شک ہوتا ہو اسے اقل رکعات پر عمل کرنے کا حکم ہے یہ شک و شبہات سے

کیسے بچ سکتا ہے ظاہر ہے کہ یہ تو اسی اقل رکعت ہی کو اختیار کرے گا اور اس طریقے سے اس کو دہم ہوتا ہی رہے گا اب ایسی کیا صورت ہو کہ دہم بھی ختم ہو جائے اور نماز کا حکم بھی پورا ہو جائے۔
سائل غلام مصطفیٰ

مدرسہ عربیہ رائے ونڈ، ضلع لاہور

اگر نماز میں ایک دو بار شک ہو اور غلبہ ظن نہ ہو سکے تو اقل رکعات پر بناء کرے اور اس پر بھی زائد ہو تو اسے تو دہم محض پر حمل کرے اور اس کی طرف التفات نہ کرے گاہ یہ دوسو سیٹھ طائی ہوتا ہے۔

عن القاسم بن محمد ان رجلا سألہ فقال الخ اہم فی صلوٰتی
فی کثر ذلک علی نقال لہ امض فی صلوٰتک فانہ لن یرد
ذلک عنک حتی تنصرف وانت تقول ما اتممت صلوٰتی
رواہ مالک (مشکوٰۃ ۱ ج ۱: ص ۱۹)۔ فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی جہانپڑا
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی نعیم الدار اسس ملتان۔

اگر مقتدیوں نے عمامہ باندھا ہو اور امام نے صرف ٹپ پی پہنی ہو تو نماز کا حکم

کیا امام کو صرف ٹپ پی سے نماز پڑھنا اور پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور نماز کے ثواب میں کمی تو نہیں آتی؟ اور نماز مکروہ تو نہیں ہوتی۔ بعض مقتدی امام صاحب سے جھگڑا کرتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں تو ٹپ پی پر صاف یا رد مال باندھنا افضل ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

صرف ٹپ پی سے نماز پڑھنا پڑھنا جائز ہے اس میں کچھ کراہت نہیں۔

قال فی شرح التنویر فی مکروہات الصلوٰۃ و صلوٰۃ

حاسراً ای کاشفاً رأسه للتكاسل ولا بائس به للتذلل واما
للاهانۃ بہا فکفر ولو سقطت قلنسوته فاعادتها افضل (ج ۱ ص ۱۵۹)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تذلل برہنہ سر نماز پڑھنے میں بھی کراہت نہیں تو ٹوپی سے پڑھنا
بطریق اولیٰ مکروہ نہیں ہوگا۔ نیز ولو سقطت قلنسوته پر شارح کا ٹوپی سے نماز
پڑھنے پر کراہت کا حکم نہ لگانا بھی عدم کراہت کی دلیل ہے۔ ہاں جو شخص مجلس میں آتے ہوئے شرماتا
ہو ایسے شخص کے لئے صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔
مختلف روایات سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اسلاف امت کا ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا
ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ۔

وضع ابواسحقان قلنسوته في الصلوة ورفعها (ج ۱ ص ۱۵۹)۔
اگرچہ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود کچھ اور ہے لیکن ضمنیہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ بخاری
شریف کے دوسرے مقام پر ہے۔

قال الحسن كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة۔
(بخاری ج ۱ ص ۵۲)۔

”عمدة الرعاية على شرح الوقاية“ میں ہے۔

وكذا ذكر وان المستحب ان يصلي في قميص وازار وعمامة و
لا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتہر بين العوام
من كراهة ذلك وكذا ما اشتہر ان المؤتم لو كان معتماً
بعمامة والامام مكثفياً على قلنسوة يكره۔ (ص ۱۹۱)۔

اگرچہ سنون و مستحب ہونے کی وجہ سے افضل یہی ہے کہ پگڑی باندھنی چاہئے خواہ امام ہو
یا مقتدی اور نماز ہو یا غیر نماز دونوں حالتوں میں۔ تاہم پگڑی کے بغیر صرف ٹوپی پہن کر نماز
پڑھنا پڑھنا بلا کراہت صحیح ہے۔

اگر مقتدیوں نے پگڑی باندھی ہو اور امام نے صرف ٹوپی پہنی ہو تو کچھ کراہت نہیں۔ جیسا کہ
عمدة الرعاية کے جزیئہ سے معلوم ہوا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس القراء خیر المدارس ملتان

اپریشن کی وجہ سے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم

میں نے آنکھ کا اپریشن کروانا ہے۔ سنہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپریشن کے بعد حرکت کرنے سے اور نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں تو اس دوران میں نماز نہ پڑھوں یا پڑھتا رہوں جیسے ارشاد ہو عمل کیا جائے گا۔

سائل محمد حسن ریلپانہ جھنگ

اگر رکوع و سجود کی وجہ سے اپریشن والی آنکھ کو نقصان کا خطرہ یقینی ہو۔ تو اشارے سے نماز پڑھ لیں۔

الجواب

امره الطیب بالاستلقاء لبزغ الساء من عينه صلى بالایماء
لان حرمة الاعضاء كحرمة النفس امه (در مختار)۔ (قوله
امره الطیب) ای المسلم الحاذق كما ذكره في الصوم۔ امه
دشامیة۔ ج ۱، ص ۱۵)۔ فقط والله اعلم
فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲۱ / ۱ / ۱۴۱۱ھ

سائنس ٹوٹ جانے کی وجہ سے آیت کو دہرانے کا حکم

بعض اوقات دورانِ قرأت امام صاحب کا سائنس ٹوٹ جاتا ہے اور وہ پہلے پڑھی ہوئی آیت کو دوبارہ دہراتے ہیں۔ کیا اس سے نماز میں کراہت تو نہیں آتی؟ بیٹنوا تو جسروار نفیس الرحمن، ررہ رارسا ہیوال

درمیان میں سائنس ٹوٹ جانے کی وجہ سے دہرانے کی صورت میں نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی۔ کیونکہ یہ دہرانا عذر کی وجہ سے ہے۔

الجواب

واذا كرر آية واحدة مرارا فان كان في التطوع الذي يصلي وحده
فذلك غير مكروه وان كان في الصلوة المفروضة فهو

مكروه في حالة الاختيار واما في حالة العذر و النسيان

فلا بأس. اه (عالمگیری ج ۱ ص ۵۶) - فقط واللہ اعلم -

فقیر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۸/۱۰/۱۴۱۰ھ

تکبیرات انتقال کی اہمیت اور انتہاء کا سنون وقت

ایک امام مسجد جماعت کرار ہے اور رکوع میں کافی جھک کر رکوع کی تکبیر کرتا ہے۔ اور رکوع سے اڑھا اٹھ کر سمیع اللہ کرتا ہے سجدہ میں جالے کسے لئے کافی جھک کر تکبیر کرتا ہے۔ اور تکبیر سجدہ میں سر رکھنے کے بعد ختم کرتا ہے۔ اسی طرح دوسرا سجدہ کرتا ہے اور تکبیر سجدہ میں سر رکھنے کے بعد ختم کرتا ہے۔ کیا یہ نماز درست ہے؟ اگر نہیں تو کیا نمازیوں کی نماز درست سمجھی جائے گی یا کہ نہیں؟ بیٹنوا تو جبروا۔

سنت یہ ہے کہ رکوع کو جاتے ہوئے جھکتے ہی تکبیر شروع کر دیں اور رکوع میں پہنچ کر ختم کریں۔ اور ایسے ہی باقی مقامات میں۔

الحمد للہ

یکبر مع الانحطاط للركوع اه افادات السنة کون ابتداء

التکبیر عند الخرو و انتہائک عند استواء الظهر۔ (رشامی

فقط واللہ اعلم

ج ۱ ص ۴۶)۔

فقیر محمد نور عفا اللہ عنہ

۲

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تبلیغی نصاب پڑھنا

محترمی مفتی صاحب! میں عرصہ دراز سے جامعہ مسجد صدیقیہ شاہ جمال سے منسلک ہوں۔ عرصہ دراز سے عشا کی نماز کے بعد تبلیغی نصاب سے ایک واقعہ اور ایک حدیث شریف پڑھ کر سنانا ہوں۔

ابھی دو دن پہلے کی بات ہے کہ ایک بزرگ نے اعتراض کیا کہ آپ کتاب کچھ دیر کر کے پڑھا کریں کیونکہ کچھ نمازی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ میں نے بزرگ کو جواب دیا کہ جہاں اجتماعی کام شروع ہو جائے وہاں انفرادی کام کو چھوڑ کر اجتماعی کام میں شامل ہو جانا چاہیے لیکن اس بزرگ نے میری بات نہ مانی اب آپ ہر بانی فرما کر یہ مسئلہ بتائیں کہ میں ایک دو نمازی کا انتظار کر کے کتاب پڑھوں یا پھر جو نمازی نماز پڑھ کر ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں ان کو کتاب پڑھ کر سناؤں۔

بعد میں آنے والے نمازیوں سے گزارش کریں کہ آپ نماز ذرا فاصلے پر پڑھیں تاکہ یہ کام بھی ہوتا رہے اور ان کی نماز میں بھی خلل نہ آئے۔ نمازیوں کا خیال بھی بہت ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۰/۱۰/۲۰۰۷ھ

اشارہ بالسبابہ مشہور احادیث سے ثابت ہے اور یہی حنفی کا قول ہے

- ۱ : اشہد ان لا الہ الا اللہ پر اشارہ کرنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں ؟
- ۲ : فقہ حنفی میں اس کے متعلق کیا حکم ہے ؟
- ۳ : فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب عالمگیری قدیم ج ۱ ص ۳۹ پر لکھا ہے۔
والمختار انہ لا یشیر کذا فی الخلاصۃ وعلیہ الفتوی کذا
فی المصنعات ناقلاً عن الکبری وکثیر من المشائخ لا یرون
الاشارۃ وکروہا فی منیۃ المفتی کذا فی التبیین۔
- ۴ : اگر فقہ حنفی میں اس کا جواز یا استحباب لکھا ہے تو عالمگیری جس کو پانچ سو علماء نے مرتب کیا ہے اس میں مختار قول نہ کرنے کو کیوں کہا گیا ہے
- ۵ : نقشبندی حضرات بھی اس کا انکار کرتے ہیں کیونکہ مجدد صاحب نے بدعت کہا ہے۔ اس مسئلہ کو وضاحت سے لکھیں۔

سائل ممتاز احمد قاسمی معلم الافتا خیر المدارس ملتان

الحج والعمرة

تشہد میں اشارہ باسباب بہت سی احادیث میں منقول ہے اور یہ احادیث حدیث کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں سے چند یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد فی التشہد وضع یدہ الیسری علی رکبۃ الیسری ووضع یدہ الیمنی علی رکبۃ الیمنی وعقد ثلثۃ وخمسن واسمار بالسبابۃ وفی روایۃ کان اذا جلس فی الصلوۃ وضع یدہ علی رکبۃ ورفع اصبعہ الیمنی الی تلی الالبہام یدعو بہا و یدہ الیسری علی رکبۃ باسطہا علیہا۔ (رواہ مسلم)

۲۔ عن عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قعد یدعو ووضع یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ویدہ الیسری علی فخذہ الیسری واسمار باصبعہ السبابۃ ووضع الیہا علی اصبعہ الوسطی ویلقم کفہ الیسری رکبۃ رواہ مسلم مشکوۃ۔

۳۔ عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم جلس فافتش رجلہ الیسری ووضع یدہ الیسری علی فخذہ الیسری ومد مرفقہ الیمنی علی فخذہ الیمنی وقبض ثننین وحلق حلقتہ ثم رفع اصبعہ فرأیتہ یحرقہا یدعو بہا۔ (رواہ ابوداؤد والدارقنی)۔

۴۔ عن عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشیر باصبعہ اذا دعا ولا یحرقہا۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی)۔

۵۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان رجلا کان یدعو باصبعیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتحد اتحد۔ (رواہ الترمذی والنسائی والبیہقی)۔

۴ : عن نافع قال كان عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنه اذا جلس في الصلوة وضع يديه على ركبتيه و اشار باصبعه و اتبعها بصره ثم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليرى اشد على الشيطان من الحديد يعني السبابة - (رواه احمد كلها من المشكوة ج ۱ ص ۸۲ و ۸۵) -

ان کے علاوہ " اشارہ بالسبابة " کی روایات حضرت سعد، حضرت نمیر خزامی اور حضرت اسامہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ سے بھی منقول ہیں۔
امام محمد رحمہ اللہ مؤطا میں اشارہ بالسبابة کی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ
" وبصنيع رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ وهو قول أبي حنيفة "۔
(ص ۱۰۸)

علامہ شامیؒ ردالمحتار میں محیط سے نقل فرماتے ہیں۔

وفي المحيط انها سنة يرفعها عند النفي ويضعها عند الاثبات وهو قول أبي حنيفة ومحمد وكثرت به الآثار والاعبار فالعمل به أولى اه فهو صريح فان المفتى به هو الاشارة بالسبابة الخ (ج ۱ ص ۳۷۶)۔

آگے چل کر شرح کبیر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں کہ مانعین اشارہ کا قول روایت و درایت کے خلاف ہے۔

وقال في الشرح الكبير قبض الاصابع عند الاشارة هو المروى عن محمد في كيفية الاشارة وكذا عن أبي يوسف في الامالي وهذا فرع تصحيح الاشارة وعن كثير من المشائخ لا يشيروا أصلاً وهو خلاف الدراية والرواية اه (ج ۱ ص ۳۷۶)۔

اور اس بحث کے خاتمہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وهذا ما اعتمدته المتأخرون لثبوته عن النبي صلى الله عليه وسلم بالاحاديث الصحيحة ولصحة نقله عن ائمتنا المشايخ (ج ۱ ص ۳۷۶)

صاحب در مختار مانعین اشارہ کا قول نقل کرنے کے بعد اس کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
 لكن المعتمد ما صححه الشراح ولا سيما المتأخرون
 كالكمال والحلبی والبهمنی والباقرانی وشيخ الاسلام امجد
 وغيرهم انه يشير لفعله عليه السلام ونسبوه لمحمد و
 الامام بل في متن در البحار وشرحه غرر الافكار المفتي به
 عندنا انه يشير اه (شامی: ج ۱: ص ۳۷۵)۔

خلاصہ یہ ہے کہ بہت سی مشہور احادیث سے اشارہ بالسابہ ثابت ہے اور امام ابو حنیفہؒ
 امام ابو یوسفؒ اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اس کا سنون ہونا منقول ہے۔ فقہاء و احناف
 کی کتب و شروح میں اسی کو مفتی بہ قرار دیا گیا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں اشارہ نہ کرنے کو مختار
 یا مفتی بہ کہنا مرجوح ہے بلکہ غیر صحیح ہے۔ جیسے کہ اوپر کی تصریحات میں وضاحت سے نقل کیا جا چکا
 ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۲، ۱۴۱۱ھ

کسی وجہ سے انگشت شہادت سے اشارہ ممکن نہ ہو تو کسی اور انگلی سے کریں

میری شہادت کی انگلی میں کافی دنوں سے پھوڑا نکلا ہوا ہے انگلی کو حرکت دینے سے ٹیسیں اٹھتی ہیں
 تو بوقت شہد اس انگلی کی بجائے دوسری انگلی سے اشارہ کر سکتا ہوں یا نہیں؟
 قمر الدین بکتبہ ربانیہ نزد خیر المدارس ملتان

اگر تکلیف کی وجہ سے انگشت شہادت سے اشارہ مشکل ہو تو اشارہ ترک
 کر دیں کسی اور انگلی سے نہ کریں کیونکہ اشارہ اسی انگلی سے مستحب ہے۔

الحمد للہ

لا یشیر بغیر المسبحة حتی لو كانت مقطوعة او علیہ لم یشیر
 بغیرھا من اصابع الیمنی والیسری کما فی النووی علی مسلم۔

(طحاوی، ص ۱۲۷)

فقط واللہ اعلم - احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۷/۱۰/۱۴۰۹ھ

تشہد میں انگلی کب اٹھائے اور کب رکھے

نماز میں التحیات کے تشہد میں کس حرف پر انگلی اٹھانی ہے اور کس پر پست کرنی ہے بعض کہتے ہیں کہ "اشہد" پر اٹھانی ہے اور "اللہ" پر نیچے کرنی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ "اشہد" پر اٹھانی ہے اور سلام تک اٹھائے رکھنی ہے۔ کون سا عمل صحیح ہے۔ اور دوسرے بعض فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔

"لا الہ الا اللہ" پر انگشت اٹھائے اور "الا اللہ" پر پست کرے لیکن بالکل ران پر نہ رکھے بلکہ پست کرنے کے بعد بھی انگشت ران سے قدرے اٹھی ہوئی رہنی چاہیے فتاویٰ رشیدیہ میں جو کہا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ تفصیل تذکرۃ الرشیدیہ میں ملاحظہ ہو۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہی تحقیق ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۱۰/۱۴۰۹ھ

تشہد میں بیٹھتے ہی انگلیوں کا حلقہ بنا لینا اشارہ کرنے کے لئے حلقہ کب بنائے

چاہتے یا جب اشہدان لا الہ الا اللہ پڑھیں تب شہادت کی انگلی اٹھائیں اور باقی انگلیوں کا حلقہ بنائیں۔ فقہ حنفی کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔ سائل ممتاز احمد قاسمی

جب تشہد پر پہنچے تب حلقہ بنائے۔

والعقد وقت التشہد فقط فلا یعقد قبل ولا بعد وعليہ الفتوی

فالظاهر يجعل العقدة الى جهة الركبة الخ (طحطاوی، ص ۱۴۷)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۴/۱۴۰۹ھ

نمازی کے آگے بیٹھا ہوا اٹھ کر جا سکتا ہے ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور ایک شخص نماز ختم کر کے اس نمازی کے

آگے بیٹھا ہے جو نماز پڑھ رہا ہے۔ اب اگر یہ شخص جو آگے بیٹھا ہے اٹھ کر چلا جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔ ایک صاحب کہتے ہیں یہ گزرنے میں داخل نہیں۔ لہذا اس پر کوئی گناہ نہیں؟

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فقہی روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ حتی الوسع اس عمل کو اختیار نہ کیا جائے۔ چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس مسئلہ میں شرح صدر نہیں ہوا۔ البتہ عمل کرنے والے پر ملامت بھی

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

کی جائے۔

بندہ محمد اسحاق عفری

الجواب صحیح

نائب مفتی ۲۴ / ۱ / ۱۳۷۶ھ

بندہ محمد عبداللہ عفری مفتی جامعہ مذا

بائیکل سیکوٹر، موٹر کار پر نماز کا حکم کتب فقہ میں صلوٰۃ علی الدابہ کا جواز لکھا ہے کہ یتوجہ المصلی الی ما تو جہت الیہ

راحلتہ اور چلتے چلتے پیدل نماز درست نہیں ہے تو ایسا بائیکل سوار کا حکم گھوڑ سوار وغیرہ کا حکم ہے یا پیدل کا حکم ہے؟ نیز سیکوٹر اور موٹر کار کا کیا حکم ہے۔ ڈرائیور گاڑی چلا سکتے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

بائیکل کو دابہ پر قیاس کئے ہوئے نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اور اس پر قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ اسی طرح سیکوٹر سوار اور موٹر گاڑی کے ڈرائیور کے لئے بھی نوافل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ نہ ہی متوجہا الی القبۃ اور نہ ہی حیث ما تو جہت اللہ

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الاقار

۲۶ / ۱۲ / ۱۳۸۸ھ

جامعہ خیر المدارس ملتان

نماز میں نیت کے ضروری ہونے پر حدیث "انما الاعمال بالنیات" سے استدلال

غیر مقلد لوگوں نے ہمیں تنگ کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ نماز کی نیت کرنا کہاں فرض ہے۔ یہ فرائض و واجبات اور سنن وغیرہ بدعت ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارے رہنمائی فرمائیں۔
عقیق الرحمن ۵/۷۷ آر سا ہیو ال

حدیث "انما الاعمال بالنیات" کی بناء پر تمام عبادات میں نیت ضروری ہے اور نیت دل کا فعل ہے۔ جب دل میں یہ استحضار ہو جائے کہ فلاں نماز اتنی رکعات اللہ کے لئے اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں تو یہ کافی ہے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں اگر غیر مقلد نیت قلبی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے تو یہ حدیث صریح کے خلاف ہے۔ اور اگر زبانی نیت کا انکار کرتے ہیں تو یہ ہمارے نزدیک بھی ضروری نہیں۔ غیر مقلدین نے سادہ لوح لوگوں کو واقعی تنگ کر رکھا ہے۔ ہمیں مسلسل ایسی شکایات موصول ہوتی رہتی ہیں۔ جو شبہ ہو لکھ کر صاف کر لیا کریں۔ فرائض و واجبات و سنن و الاسوال واضح نہیں کہ وہ کس چیز کا انکار کرتے ہیں۔ تفصیلاً لکھیں یا بہتر یہ ہے کہ کسی وقت دارالافتار میں تشریف لا کر حل کر لیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ غیر المدارس ملتان ۱۳۹۶/۷/۲

حرکت پر مجبور معذور سمجھا جائے گا ایک شخص نے کسی غرض کے لئے چلہ کشی کی لیکن وہ الٹا ہو گیا۔ عرصہ سے اس کا علاج جاری ہے

ہے۔ وہ شخص نماز بھی پڑھتا ہے۔ چلہ کے اثرات کی وجہ سے رکوع میں انگلی کی حرکت مسلسل جاری رہتی ہے۔ بقول سائل گلے کی رکاوٹ کی وجہ سے کچھ پڑھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ جسم کے پورے حصے پر اثرات ہیں سجدہ میں بھی حرکت رہتی ہے اثرات کی وجہ سے۔ کیا ایسی حالت میں نماز ہو جائے گی۔ یا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ نماز ہو جائے۔ یہ حالت مجبوری ہے کوشش کی گئی ہے لیکن رک نہیں سکتا۔
نوٹ ! سائل اس بات کی کوشش اس حد تک کرتا ہے کہ نماز میں خلل نہ ہو لیکن بیماری

کی وجہ سے حرکت ضرور ہوتی ہے۔ اس بارے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔ یہ حرکت عمل کثیر میں داخل تو نہیں ہو جاتی۔ کیا کیا جلنے۔ نماز فرض ہے سائل مرخص ہے۔

سائل خالد عثمان حسین آگاہی ملتان

صورت مسئلہ میں بوجہ عذر نماز جائز ہے۔

فقط واللہ اعلم

الحاج محمد

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۶، ۳، ۱۳۹۴ھ

کسی نماز کے بعد ختم خواجگان کو معمول بنالینا

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ کی ”ضیاء القلوب“ میں ختم خواجگان چشت اور ختم خواجگان قادریہ کے طریقے موجود ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ اور ان کے بعض خلفاء کا یہاں رمضان المبارک کے اعتکاف میں بعد نماز ظہر ختم خواجگان چشت کا معمول ہے۔ غیر المذاہب ملتان میں روزانہ بعد نماز عصر اس کا معمول ہے۔ عرصہ دراز سے ایک مسجد میں ختم خواجگان کا معمول تھا۔ بعض لوگ جو اپنے کو علمائے دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں انہوں نے اس ختم شریف کو یہ کہہ کر بند کر دیا کہ یہ بدعت ہے۔ کیا ختم خواجگان بدعت ہے؟

۱۔ مستزکرہ بالاسجد کی طرح جہاں اس کا معمول ہو کیا اسے ختم کر دینا چاہئے اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ بلینوا تو جروا۔

ختم خواجگان سب بزرگوں کا معمول ہے۔ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز کے یہاں بھی معمول تھا۔ اس لئے اس کو بدعت کہنا بدعت ہے۔

الحاج محمد

افتی دلی حسن بنوری ٹاؤن کراچی

ختم خواجگان بدعت نہیں اسے بدعت قرار دینا بدعت کی حقیقت سے بخبری کی دلیل ہے۔ اس کا پڑھنا نہ ہر شخص پر لازم سمجھا جاتا ہے اور نہ اس کے تارک پر نیکیر کی جاتی ہے بس ایک بابرکت وظیفہ کی حیثیت سے پڑھا جاتا ہے پس اسے بدعت کہنا صحیح نہیں۔ یہ وظیفہ بند کرنا غیر ضروری و نامناسب فعل ہے۔

الجواب

فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ

شکواری ٹخنوں سے نیچے ہونے کی حالت میں پڑھی جائیوالی نماز واجب الاعداد ہے

ایک شخص نے نماز اس حالت میں پڑھی کہ اس کی شکواری یا چادر ٹخنوں سے نیچے تھی۔ کیا نماز ہو گئی، یا اس کا اعادہ واجب ہے۔ جواب بحوالہ درکار ہے۔

اگر تبرک کی وجہ سے چادر وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھی تو اس کا اعادہ کیا جائے۔

عن الجہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینما رجل یصلی مسبلاً
اذا رآہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فتوضاً فذهب
فتوضاً ثم جاء فقال اذهب فتوضاً فقال له رجل یا رسول اللہ
امرتہ ان یتوضاً ثم سکت عنہ قال انہ کان یصلی وهو
مسبلاً اذا رآہ ان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل - ۱ھ
راہوداؤد والسبذل المحجہود : ج ۵، ص ۵۲ - وفي السبذل تحت قوله
رجل مسبل اذا رآہ من الکبر والخیلاء - ۱ھ (شکوۃ ج ۱، ص ۴۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۷/۱۴۱۱ھ

فوجی وردی اور بوٹوں میں نماز کا حکم

فوج میں وردی ایسی دی جاتی ہے جس میں قمیص اور پتلون ایک کپڑا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ
کئی کئی دن اتارنے کا موقع نہیں ملتا۔ خصوصاً ہنگامی حالات میں۔ پھر اس وردی کو پیشاب کی

چھینٹوں سے پاک رکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے تو اس وردی کے اندر نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ پاک کپڑا پہننے کا موقع نہ ملے۔ اسی طرح فوج میں بوٹ بھی ایسے ملتے ہیں۔ جن کو اتارنے کا کئی کئی دن موقع نہیں ملتا۔ اور نہ اتنی فرصت ملتی ہے اور بوٹ نجس بھی ضرور ہوتے ہیں تو جب نماز کا وقت آ جائے تو کیا ان بوٹوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں ؟ بعض دفعہ عین نماز کا وقت ہوتا ہے اور فوج کو فوراً تیاری کا حکم ہو جاتا ہے۔ یا عین نماز کے وقت چل رہے ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں نماز کی ادائیگی کی کیا صورت ہے ؟ چلتے چلتے گاڑی میں پڑھیں تو قبلہ معلوم نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں کیا کیا جائے۔

۱۴۔ بعض اوقات ہنگامی حالات میں ٹینک یا گاڑی کے اندر بیٹھنا پڑتا ہے۔ کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہوتی تو کیا قعوداً نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۱۵۔ فوجیوں کے پاس پانی وضو کی مقدار موجود ہو اور فوراً کوئی ایسا حکم افسر کی طرف سے آ جاتا ہے کہ وضو کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ اتنا وقت نہ ہو تو کیا فوراً تمیم کر سکتا ہے ؟

وردی کو پاک رکھنا کچھ مشکل نہیں۔ اہتمام اور فکر کی ضرورت ہے اور اگر بالفرض وردی کا کچھ حصہ ناپاک ہو گیا ہے اور وردی اتارنے یا پاک کرنے میں دشمن کا خوف ہے تو ایسی صورت میں اسی وردی کے ساتھ نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

کما فی الدر واذا لم یجد ما یزیل بہ نجاسته اذ یقللہا صلی
معہا ولا اعادۃ علیہ وفی الشامیۃ ومثلہ خوف العدو وعدم
وجود ثمنہ ونحو ذلک ۱۵۔ (شامی ج ۱ ص ۳۸۴)۔

۲۔ تفصیل بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے بوٹوں میں نماز جائز ہوگی۔ احتیاط کرے تو جنگلات میں ایسے بوٹ کے ناپاک ہونے کا احتمال کم ہوتا ہے۔

۳۔ کوشش ہونی چاہیے کہ نماز کو اول وقت میں پڑھ لیا جائے جب کہ ایسا ممکن ہو۔ ورنہ نماز کے آخری وقت تک انتظار کیا جائے ان شاء اللہ وقت مل جائے گا۔ انتہائی خطرے کے وقت میں ظہر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھ لی جائے۔ اور مغرب کی تاخیر کر کے پڑھ لی جائے۔ عشاء کا وقت طلوع فجر تک رہتا ہے۔

موٹر میں قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھی جائے۔ ساتھیوں کو ذرا ادھر ادھر کر دیا جائے۔ رفتار اس کے لئے سہولت سے تیار ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر دشمن کے خوف کی وجہ سے قبلہ کی طرف منہ کرنا

متعذر ہو جائے تو غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

استقبال القبلة حقيقة او حکما کما جزی ای کاستقبال عاجز
عنها المرض او خوف عدو او اشتباه فجهة قدرته او تحریه
قبله له حکما۔ (در مختار مع الشامیہ : ج ۱ : ص ۳۱۴)۔

۴ : بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

۵ : وضو کر کے نماز پڑھیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۲۵
نائب مفتی جامعہ نعیمیہ المدارس ملتان ۱۳۹۱ھ

اسلحہ سمیت نماز پڑھنے کا حکم

بعض اوقات جب ہم محاذ پر ہوتے ہیں تو اسلحہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی دوران
جب نماز ادا کرنی ہو تو اسلحہ اتار کر نماز پڑھیں یا اسلحہ سمیت ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ
یہاں کچھ ساتھیوں میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اس لئے مدلل جواب تحریر فرمائیں ؟

مستفتی : محمد سکندر، جمعیتہ المجاہدین ملتان پاکستان

اگر اسلحہ ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے توجہ نماز سے نہ ملتی ہو تو پہنے ہوئے
نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

الجواب صحیح

ولا بأس ان یصلی متقلدا للقوس والجمعۃ الا ان یتحرک علیہ
حرکۃ تشغلہ فیہ مکروہ ویجزیہ کذا فی السراج الوہاج۔ ۱ھ
(عالمگیری : ج ۱ : ص ۵۷)۔

ولا یکرہ تقلد المصلی بسیف ونحوہ اذا لم یشتغل بحرکتہ
وان شغلہ کرہ فی غیر حالۃ قتال۔ (مراقی الفلاح
علی الطحطاوی : ص ۲۰۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۳، صفر المظفر، ۱۴۱۱ھ

نماز کی نیت میں استقبال قبلہ کی نیت کرنا ضروری نہیں

کیا نماز کی نیت کرتے ہوئے ”منہ طرف کعبہ شریف کے“ کہنا ضروری ہے؟
الجواب استقبال قبلہ ضروری ہے۔ استقبال قبلہ کی نیت ضروری نہیں۔ اور زبان سے نیت کا تلفظ بھی ضروری نہیں۔

ونية القبلة ليست بشرط والتوجه اليها يغنيه عن النية هو
 الاصح اه (مراقى الفلاح) وقوله ونية القبلة ليست بشرط
 لانها من الوسائل وهي لا تحتاج الى نية كالوضوء فالشرط
 حصولها لا تحصيلها - اه (طحاوى : ص ۱۱۵) - فقط والله اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

درود شریف کے بعد کئی دعائیں پڑھنے کا حکم

امامت کراتے ہوئے یا کسی نماز پڑھتے ہوئے درود پاک کے بعد رب اجعلنی اور
 ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الخ یہ دونوں دعائیں پڑھ سکتا ہے یا ایک پڑھے۔
الجواب پڑھ سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ بصورت امامت ایک دعا پڑھے۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس افتاء جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴

لہ دیکھو للامام تطويل الصلوة لمافيه من تنفير الجماعة لقوله

عليه السلام من اقم فليخفف اه (مواقيت الفلاح)
 قوله تطويل الصلوة بقراءة او تسبيح او غيرهما رضى القوم ام لا
 لا طلاق الامر بالتخفيف اه (طحطاوى من ۱۶۶) - فقط والله اعلم
 اسبق محمد النور عفا الله عنه مرتب خير الفتاوى

بوقت قیام دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ

نماز پڑھتے ہوئے قیام کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہئے۔
 دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

الحول

ویسن تفریح القدمین فی القیام قدر اربع اصابع۔

(مواقی) فی الطحطاوی نص علیہ فی کتاب الاشر ولم یحک

فیہ خلافا۔ اه (ص ۱۲۳) فقط والله اعلم۔

اسبق محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۱۲/۱۴۰۹ھ

نماز میں وسوس کی وجہ سے لاحول پڑھنا

جب آدمی کو نماز میں وسوس آئیں تو اگر وسوس دنیائے لاحول پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے
 گی۔ عند الطرفین۔ اور اگر وسوس آخرت سے لاحول پڑھے تو بالاتفاق نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیا زید کا یہ
 قول صحیح ہے ؟

الحول

زید کا یہ قول درست ہے۔ المصلی اذا وسوسه الشیطان فقال

لاحول ولا قوة الا بالله ان كان ذلك الذی وسوسه

فی امر من امور الآخرة لا تفسد صلوته وان كان فی امر من

امور الدنيا تفسد کذا ذکره فی الذخیرة لان الوسوسة الم

فكانه خوف بل بسبب الهم اخروی فی الاول و بسبب الهم دنیوی
فی الثانی - ام (کبیری ۱ ص ۲۲۲) - فقط واللہ اعلم -

الجواب صحیح ۱۳
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۴۰۴ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کیسے بیٹھے

جو معذور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اس کے لئے بیٹھنے کا کوئی خاص طریقہ منقول ہے یا جیسے چاہے
بیٹھ جائے۔ مینوا تو جسروا۔

الکافی
اگر مشقت نہ ہو تو بحالت التیمات بیٹھنا بہتر ہے اور اگر اس طرح بیٹھنے سے
تکلیف ہوتی ہو تو پھر جیسے آسانی ہو بیٹھ جائے۔

ثم المريض يقعد في الصلوة من اولها الى اخرها كما يقعد في
التشهد ان استطاع ذكر السروجي ان هذا قول زفروني
الذخيرة نقل عن ابى الليث رحمه الله عليه الفتوى لانه القعود
المعهود في الصلوة. وقال قاضي خاتم يقعد كيف شاء في
رواية محمد بن عن ابى حنيفة رحمه الله الى قوله والظاهر ما افتى به
ابو الليث رحمه الله كما ذكره المصنف عند عدم حصول المشقة به
والتخير عند حصولها به ام (کبیری ۱ ص ۲۶۲) - فقط واللہ اعلم
الجواب صحیح ۱۳
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۴ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

چار پانی پر نماز پڑھنے کا حکم
گرمیوں میں کیڑے مکوڑے کے ڈر سے اگر نماز تہجد
چار پانی کے اوپر پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی یا
نہیں۔ مینوا تو جسروا۔ عبد المجید بلاک نمبر ۶ چیمبر وطنی ۱ ساہیوال۔

اگر چار پالی خوب کسی ہوئی ہو اور پاک ہو تو اس پر نماز جائز ہے۔
(کذا فی امداد الاحکام: ص ۴۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

جو اشارے کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو اسے نماز معاف ہے

اگر کوئی شخص بیمار ہو اور وہ نماز کے عوض میں فدیہ دے دے تو اس کی نماز معاف ہو سکتی ہے یا نہیں۔ جواب وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

اگر ہوش قائم ہے اور اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو پڑھ لیا کرے ورنہ نماز معاف ہے۔ وانا عجز المریض عن الایماء بالوائس فی

ظاہر الروایۃ یسقط عنہ فرض الصلوۃ ولا یعتبر الایماء بالعینین۔

(عالمگیری: ج ۱ ص ۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافناء

جامعہ خیر المدارس ملتان

دو پیسے کے بدلہ میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا

تبلیغی جماعت ولے عام طور پر بیان کیا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناسحق لئے ہوئے کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا۔ کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے دو پیسے ہیں ؟

کتب فقہ میں دائق کا ذکر ہے کہ ایک دائق کے بدلے سات سو جماعت سے

پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب وضع کر لیا جائے گا۔ اور علامہ قشیریؒ نے

سات سو مقبول نماز کا لکھا ہے۔ دائق تقریباً سات رتی کا ہوتا ہے۔ تو گویا سات رتی چاندی کے برابر

ناحق لی ہوئی مالیت کے بدلے میں سات سو مقبول نماز کا ثواب وضع کر لیا جائے گا۔ کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی تو ہو سکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے دو پیسے کے بدلے میں آجاتی ہو۔ اس لئے دو پیسے مشہور ہو گئے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور ہی اتنا ثواب وضع کیا جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کر دیں۔

جاء انه يؤخذ لدائق ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة اه (درمختار)
 (قوله جاء) ای فی بعض الكتب اشباه عن البرازية ولعل المراد
 بها الكتب السماوية او يكون ذلك حديثا نقله العلماء في
 كتبهم والدائق بفتح النون وكسرها سدس الدرهم وهو
 قيراطان والقيراط خمس شعيرات اه (قوله ثواب سبع مائة
 صلاة بالجماعة) ای من الفرائض لان الجماعة فيها والذي
 في المواهب عن القشيري سبع مائة صلاة مقبولة ولم
 يقيد بالجماعة قال شارح المواهب ما حاصله هذا لا ينافي
 ان الله تعالى يعفو عن الظالم ويدخله الجنة بروحمته - اه
 (شامی، ج ۱، ص ۳۳۳) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



غنشی رکوع و سجود کیسے کرے
 غنشی نماز پڑھتے ہوئے جب رکوع و سجود کرے تو
 کیا وہ رکوع اور سجدہ مردوں کی طرح کرے یا عورتوں کی طرح
 غنشی عورتوں کی طرح رکوع و سجود کرے۔ یعنی زیادہ نہ جھکے، انگلیوں کو پھیلائے
 نہ۔ ایسے ہی کلائیوں کو پہلو کے ساتھ ملائے رکھے الگ نہ کرے۔

الحمد لله

اما المرأة فتتحني في الركوع يسيراً ولا تفرج ولكن تضم وتضع
 يديها على ركبتيها وضعا وتحني ركبتيها ولا تجافي عنديها
 لان ذلك استرلها وفي شرح الوحيير الغنشي كالمرأة - (شامية ج ۱، ص ۳۳۳)

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ساتھ والے کو دیکھ کر نماز پوری کرنا
زید نماز میں شامل ہوا جب کہ ایک رکعت ہو چکی تھی جب
بقیہ رکعتیں ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو یاد نہ رہا کہ میری کتنی
رکعت باقی ہیں۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی نماز میں شامل ہوا تھا زید نے سوچا کہ اس کو دیکھ کر نماز پوری کر
لوں گا۔ چنانچہ اس کے ساتھ ساتھ نماز پوری کر لی۔ کیا اس کی نماز درست ہو گئی؟

اگر اس دوران زید تین دفعہ سبحان رب العظیم کہنے کی مقدار
کہیں خاموش منتظر نہیں رہا تو زید کی نماز ہو گئی۔ ولونسی احد المسبوقین
المتساویین کمیۃ علیہ فقصی ملاحظۃ الآخر بلا اقتداء بہ صح ھکذا
فی الخلاصۃ۔ اھ (عالمگیری، ج ۱، ص ۲۸)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

تکبیر تحریمیہ کے لئے ہاتھ اٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں

بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ تکبیر تحریمیہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو نیچے لے جاتے
ہیں یعنی رانوں کے برابر کر لیتے ہیں اور پھر باندھتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بنیوا تو جسروا۔

ہاتھ اٹھانے کے بعد نیچے نہ لے جائیں۔ بلکہ ہاتھ باندھ لیں۔ ویسن وضع الرجل
یدہ الیمنی کما فرغ من التكبیر لا حرام بلا ارسال اھ

(طحاوی، ص ۱۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۴، ۱۱، ۱۴۰۹ھ

نابینا آدمی قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھ رہا ہو تو اسے قبلہ رو کر دیا جائے

ایک آدمی نابینا ہے اور وہ نماز پڑھنی شروع کر چکا ہے اور کوئی آدمی موجود نہیں ہونا جو اس کو سیدھے کعبہ کی طرف کر دے محض اپنی رائے پر نماز پڑھتا ہے لیکن حقیقت میں اس کا منہ قبلہ کے طرف نہیں ہوتا۔ تو اب اس کو سیدھا کیا جائے تو استمداد خارجی پائی جاتی ہے جس سے نماز ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ ایسے ہی اس کو کہہ بھی نہیں سکتے تاکہ وہ محض کہنے والے کے کہنے پر بغیر سوچنے کے مڑ کر نماز ختم نہ کر دے۔ تو اب اس کو سیدھا کیسے کیا جائے۔ نیز یہ عام رواج ہے کہ جب بھی کوئی آدمی ٹیڑھا کھڑا ہو خواہ نابینا ہو اس کو ہاتھ سے قبلہ رخ کر دیتے ہیں حالانکہ اس نے نہ کہا ہوتا ہے اور نہ ہی وہ خود سوچ کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے بلکہ اقتداء محض ہوتی ہے تو کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟ اور اگر دوسرا آدمی بغیر کہے ٹھیک کر دے تو کیا نماز باقی رہے گی یا نہیں۔ اگر سیدھے کر لے سے نماز باقی رہتی ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے اور اگر نماز درست نہیں تو اس کا ثبوت کیا ہے۔

اور اگر دوسرا آدمی نمازی کو سیدھا نہ کرے تو کیا وہ آدمی گنہگار ہوگا یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں ایسے نابینا کو جو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہے قبلہ رو کر دینا درست ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ شامی ج ۱ ص ۲۴۴ میں ہے۔

الجواب

قال في شرح المنية ولو صلى الا عصى ركعة الى غير القبلة فجاء رجل فسواه الى القبلة واقتدى به ان وجد الا عصى وقت الشروع من يسأله فلم يسأله لم تجز صلاتهما والا جازت صلاة الا عصى - الخ -

نابینا آدمی شہر یا بستی میں جہاں جہت قبلہ شتبہ ہے اس قدر منحرف ہو کر نماز پڑھ رہا ہو جو انحراف مفسد صلوٰۃ ہے تو اب سیدھا رو قبلہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس کی نماز درست نہیں۔ اور انحراف مذکور نہیں تو تسویہ کی حاجت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان
۹۱/۳۷ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد اقتدار درست نہیں

امام صاحب ایک طرف سلام پھیر چکے ہوں تو مقتدی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟
سائل نفیس الرحمن، ۵/۵/۱۴۲۸ھ

ثم الخروج من الصلوة بسلام واحد عند العامة
وقيل بهما كما في مجمع الانهر فلو اقتدى به بعد
لفظ السلام الاول قبل عليكم لا يصح عند العامة - ۱ھ - (مرآۃ المفلاح)
معلوم ہوا کہ اکثر علماء کے نزدیک پہلے لفظ سلام کے بعد اقتدار کرنا ٹھیک نہیں۔
فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۸ / ۱۱ / ۱۳۹۵ھ

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے

ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا منقول نہیں اس لئے جہراً بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ اگر ایسا ہے تو بھی آہستہ پڑھنے کے لئے اس قدر وقفہ تو ہونا چاہئے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ پیش امام نیت کے فوراً بعد اور سورۃ الحمد کے ختم ہونے کے فوراً بعد بلا کسی وقفہ کے دوسری سورت شروع کر دیتے ہیں۔ آہستہ پڑھنے کی صورت میں بھی آخر کچھ وقفہ تو ہونا چاہئے جس سے اندازہ ہو سکے کہ بسم اللہ آہستہ پڑھی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ایک مرتبہ مولانا مودودی نے دریافت کرنے پر بتایا تھا کہ آپ بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں۔

فاتحہ اور سورت کے درمیان تسبیح کا پڑھنا مستحسن ہے۔ شامی ج ۲ ص ۴۵۔
فرض واجب بلکہ مسنون بھی نہیں ہے اس لئے بسم اللہ پڑھنے سے نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔ فقط واللہ اعلم : بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ ہذا۔
(لہ حاشیہ ۱ تہ صغیر پر ملاحظہ فرمائیں)

(لہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) سنی غیر المؤمن بلفظ البسملة لا مطلق الذکر کما فی ذبیحة ووضوء ستراف اقل کل رکعة ولوجہ سریة لاتسن بین الفاتحة والسورة مطلقا ولوسریة ولا تکره اتفاقا اه (در مختار) (قوله ولا تکره اتفاقا) ولہذا صرح فی الذخيرة والمجتبی بانہ ان سنی بین الفاتحة والسورة المقرؤة سراً أو جہراً کان حسناً عند الج حقیقة ورجحہ المحقق ابن الہمام وتلمیذہ الحلبي لشبهة الاختلاف فی كونها آية من کل سورة بحواء (شامیہ: ج ۱ ص ۴۵۷)۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ المدائن بلقان ۲/۲، ۱۴۱۱ھ

فرائض کی موجودہ رکعت کا شمار گمراہی

ایک آدمی نے لوگوں کے اندر یہ پھیلا دیا ہے کہ ہر نماز کی دو رکعت فرض ہیں باقی نماز نہیں ہے اس کے ساتھ چند آدمی بھی شریک ہو گئے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن و حدیث میں دو رکعت فرض کے سوا ثبوت نہیں ملتا۔ کیا یہ لوگ مسلمان رہے یا نہ ان سے تعلقات رکھنا کیسے ہے ؟

شروع اسلام میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں اس کے بعد حضور اقامت کی نازل میں سوائے فجر اور مغرب اور جمعہ کے اضافہ کر دیا گیا۔ صحیح مسلم میں ہے۔

الحمد للہ

عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت فرضت الصلوة رکعتین۔ رکعتین فی الحضر والسفر فاقوت صلوة السفر وزید فی صلوة الحضر۔ (ج ۱ ص ۲۴۱)۔

شامی میں ہے۔

ماکان من ضروریات الدین وهو یعرف الخواص والعوام انه من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالة و

الصلوات الخمس واخواتها يكفر منكره ومالا فلاه (۲۹۱)
 رکعتیں پر زیادتی احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے اس کا انکار ضلالت ہے اہل اسلام کو
 ایسے لوگوں سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم
 بنده محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائیب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح
 بنده عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

تعوذ و تسمیہ صرف امام و منفرد پڑھے
 سورت فاتحہ سے قبل تعوذ اور تسمیہ کن کن رکعتوں
 میں پڑھنا چاہئے اور ان کی شرعی حیثیت کیا ہے
 قرأت شروع سورت سے پڑھنا شروع کریں یا کسی سورت کے درمیان سے کوئی آیات پڑھ سکتے ہیں
 فاتحہ اور سورت کے درمیان تسمیہ پڑھنا مسنون ہے یا نہ ؟
 بحمدہ لطف اللہ خالد لاہور

ثنا سے فارغ ہونے کے بعد تعوذ و تسمیہ کا پڑھنا امام و منفرد کے لئے
 سنت ہے۔ مرقی میں ہے۔

ولیس التعوذ للقرأة فیأتی بہ المسبوق كالامام والمنفرد لا
 المقتدی (۱۴۱)۔

اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ شروع کرنے سے قبل بسم اللہ کا پڑھنا بھی مسنون ہے۔
 وتسن التسمیة اول كل ركعة قبل الفاتحة لانه صلى الله
 عليه وسلم كان يفتتح صلواته بسم الله الرحمن الرحيم الحمد (صلی اللہ
 دونوں صورتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملائے سے قبل تسمیہ سنت ہے اور نہ ہی پڑھنا مکروہ
 ہے۔ لا تسن (التسمیة) بین الفاتحة والسورة مطلقا ولو سریة ولا تکره اتفاقا۔

(در مختار ج ۱ ص ۳۲۹)۔ فقط واللہ اعلم

بنده محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائیب مفتی - ۲۹، ۶، ۱۴۰۶ھ
 الجواب صحیح
 بنده عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

نمازیوں کو فساد نماز کی اطلاع بالکل

ممکن نہ ہو تو "تلافی" کی ایک صورت

امام صاحب نے مؤذن کو عشاء کی نماز کے بعد کہا کہ فجر کی نماز کا خیال کریں اگر میں نہ پہنچ سکا تو آپ نماز فجر پڑھا دیں جب کہ امام صاحب اور مؤذن ایک ہی جگہ پر قیام پذیر تھے۔ صبح کو اتفاقاً مؤذن دیر سے اٹھا اور دوسرے نمازی نے آکر اذان دے دی۔ مؤذن نے جلدی سے امام صاحب کو جگایا اور بتایا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نماز پڑھا دیں۔ چنانچہ مؤذن نے جلدی سے استنجار اور وضو کر کے سنتیں پڑھ کر جماعت کرا دی۔

ایک گھنٹہ بعد مؤذن نے شبہ کی وجہ سے اپنے کپڑے دیکھے تو معلوم ہوا کہ محتمل حالت میں ہی اس نے نماز فجر پڑھا دی ہے۔ اس نے انتہائی پریشانی کے عالم میں خطیب و امام صاحب کو صورت حال سے مطلع کر کے کہا کہ میں نمازیوں کو مطلع کر دوں کہ جنہوں نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی ہے وہ اپنی اپنی نماز پڑھ لیں۔ تو امام صاحب نے اسے منع کر دیا کہ اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے والا ہے وہ معاف کر دے گا۔ اگر اب نمازیوں کو اس طرح مطلع کیا گیا تو نمازی بدگمان ہو جائیں گے اور بچہ میگوئیاں کریں گے اس لئے رہنے دو۔

چنانچہ مؤذن بے چارہ دل پر بوجھ لئے خاموش ہو گیا اور تاحال اس کا دل پریشان ہے۔ اور جب بھی اسے اس بات کا خیال آتا ہے تو وہ مغموم اور رنجیدہ ہو جاتا ہے اور وہ جگہ بھی تقریباً دو اڑھائی سو میل دور ہے۔ اور اس واقعہ کو تقریباً بائیس تیس سال ہو گئے ہیں۔ اب تو اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ کون زندہ ہے کون نہیں۔ جو واقف تھے ان کو بھی بھول گیا ہے۔ بھال تک ان کو مطلع کرنے کی صورت ہے تو اب یہ ناممکن سی بات ہو گئی ہے۔ اس کے کفارہ و تلافی کی شرعاً کوئی دوسری صورت ہو تو ارشاد فرمائیں۔

استفتی قاری سیف اللہ خالد قادری شاہ جمال ٹاؤن لاہور

امام اور مؤذن پر لازم تھا کہ فوری طور پر ان کو اطلاع دیتے کہ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں اب بھی اگر کسی بھی آدمی کا پتہ چل سکے تو اسے ضرور اطلاع دیں بالکل اطلاع ناممکن ہو تو ان کی طرف سے اس نماز کا فدیہ ادا کر دیں شاید اس طرح کچھ تلافی ہو جائے۔

الحمد للہ

ويلزم الامام الذي تبين فساد صلوته اعلام القوم باعادة صلوتهم
بالتقدر الممكن ولو بكتاب او رسول في المختار - الى قوله و
على رضى الله تعالى عنه صلى بالناس ثم تبين له انه كان
محدثا فاعاد وامرهم ان يعيدوا - (مراقى الفلاح، ص ۱۲۳) -
والصحيح انه لكل صلوة ندية هي نصف صاع من براء دقيقة
او سويقه او صاع تمر او زبيب او شعير او قيمته وهي افضل
لتنوع حاجات الفقير وان لم يوص وتبرع عنه وليمه او
اجنبى جان ان شاء الله - (مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى ص ۲۳)

فقط والله اعلم
احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۰/۲، ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان۔



قومہ و جلسہ کی صحیح مقدار
۱۱ قومہ اور جلسہ کی صحیح مقدار کیا ہے؟
۱۲ عند الاحناف قومہ اور جلسہ میں ذکر سنون ثابت ہے یا نہیں؟
استفتی حکیم محمد عبد الحق، حقانی دواخانہ، طری، آئی، خان
۱۱ قومہ اور جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنی جگہ میں قرار پکڑ لے محققین احناف
کے نزدیک واجب ہے اور اس کا اندازہ ایک سبج کے ساتھ کیا گیا ہے یعنی
قومہ میں سیدھا کھڑے ہونے اور جلسہ میں بیٹھنے کے بعد ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔
صاحب درمختار فرماتے ہیں۔

وتعديل الاركان اي تشكين الجوارح قدر تسبيحة في

الركوع والسجود وكذا في الرفع منهما - (شامی ج ۱ ص ۴۳۲)۔

۲ قومہ میں منفرد کئے ربنا لك الحمد کہنا سنون ہے۔ نیز منفرد جلسہ میں بھی ادعیہ یا ثورہ
طہ سکتا ہے۔ البتہ امام کے لئے قومہ و جلسہ میں کوئی ذکر عند الاحناف سنون نہیں ہے۔

كذاب الشامية ^{۲۸} فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ لہ رئیس الافکار جامعہ ہند ^{۲۸} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}

تشہد عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وجہ ترجیح

مسند ابو عوانہ اور بیہقی وغیرہ میں تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں بعض دوسرے صحابہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعد خطاب کے صیغہ کو ترک کر دیا ہے ہم اہلسنت واجماعت احناف پہلے الفاظ پر کیوں اڑے ہوئے ہیں ؟

عن القاسم قال اخذ علقمة بيدي قال علقمة

اخذ ابن مسعود بيدي قال عبد الله اخذ رسول الله

صلى الله عليه وسلم بيدي فقال اذا جلست في الصلوة فقل

التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي و

رحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله

۳۔ ایسے ہی طحاوی شریف میں مروی ہے کہ ایک شخص نے تشہد سے قبل بسم اللہ کا اضافہ کیا۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اتاکل“ کیا تو کھانا کھاتا ہے کہ بسم اللہ کہہ ڈالا ہے۔ بسم اللہ کے اضافہ پر بھی تنبیہ فرمائی۔

۴۔ ایسے ہی کسی شخص نے ”وحدہ لا شریک“ کا اضافہ کرنا چاہا تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت علقمہؓ نے اس کی اصلاح فرمائی۔

۵۔ جتنے محدثین نے مذکورہ بالا حدیث کی تخریج کی ہے مسئلہ حدیث کی تخریج اتنے محدثین نے نہیں کی۔

۶۔ یہ تشہد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ہے۔ مسئلہ تشہد تعلیم فرمودہ ہی نہیں۔

۷۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں تفصیل بیان نہیں فرمائی کہ یہ تشہد میری زندگی تک ہے۔ میرے رخصت ہو جانے کے بعد اس میں یوں تبدیلی کر لینا۔

۸۔ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیادتی کو مکروہ جانتے تھے تو پھر انہوں نے یہ تبدیلی کیسے کر لی تبدیلی اور مکروہ کیسے جمع ہو گئے۔ نیز یہ تبدیل شدہ الفاظ آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ کے مقابلہ میں حجت نہ ہونگے۔ کیونکہ آپ کی حیات میں بھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم حاضر خدمت نہ ہوتے تھے وہ بغیر تبدیلی کے تشہد پڑھتے تھے۔

۹۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وهو أصح حديث عن النبي صلى الله عليه وسلم في التشهد والعمل

عليه عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

ومن بعدهم من التابعين - ترمذی ج ۱ ص ۶۱ -

یہ حدیث تشہد کے باب میں سب سے اصح ہے۔ اکثر حضرات صحابہؓ اور تابعینؓ کا اسی پر عمل ہے۔

نقطہ اللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۹

الجواب صحیح

نائب مفتی ۲۶/۱۱/۱۴۰۳ھ

۱۱/۱۴۰۳ھ

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا

ہاتھ باندھنے کا حدیث سے ثبوت بارہ ائمہ عظام میں سے کسی ایک یا زیادہ نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی ہو تو اس کا ثبوت کتب

اہل السنۃ والجماعۃ اور کتب شیعہ سے کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بہت سی روایات آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ باندھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت ہے وہ درج کی جاتی ہے۔

ان علیا قال من السنۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوۃ تحت

السرة رواہ ابن الجب شیبہ۔

واضح رہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے۔ نیز ادب کا تقاضا بھی یہی ہے کہ رب العالمین کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رکس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۱۲/۱۴۴۱ھ



تشہد میں ”محمد رسول اللہ“ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کا اضافہ صحیح روایات میں منقول نہیں

احادیث تشہد میں امام ابوداؤد نے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث نقل کی ہے جس کے متن کے الفاظ یہ ہیں ”واشهد ان محمداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ ۱۲۰ ص ۱۳۰۔ ایسے ہی ترمذی شریف کی جامع الدعاء میں بھی درود شریف ذکر کیا گیا ہے۔

اللہم انا نسئلك من خیر ما سئلك منه نبیک محمد صلی اللہ

علیہ وسلم ۱۲ ص ۱۹۲۔

ان کی تحقیق مطلوب ہے کہ آیا مذکورہ درود شریف حدیث سرفروع سے ثابت ہے یا نہیں؟

ابوداؤد اور ترمذی شریف کے متعدد نسخے دیکھے گئے موجودہ نسخوں میں صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ موجود ہیں۔ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں مذکورہ الفاظ پر (ن)

کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ جامع ترمذی کی شرح عارضۃ الاحوذی جو مصر کی مطبوعہ ہے اس کے جزء

ثالث عشر کی روایت میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کے الفاظ موجود نہیں۔ (ج ۱۳ ص ۱۸)

ایسے ہی ابوداؤد کی شرح ”عون المسبود“ صفحہ ۲۶۹ پر حدیث ابوداؤد میں بھی ”صلی اللہ علیہ وسلم“

کے الفاظ نہیں ہیں۔ ان سے بظاہر معلوم ہوا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں شاید یہ الفاظ نہیں ہیں۔ کسی راوی یا نسخہ کا قصہ ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ادعیہ مانورہ میں معمول صلوٰۃ کے تذکرہ کا نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المیراس ملتان

اونی کبل پر پناہ پڑھنا
اولن کے کپڑے مثلاً کبل وغیرہ پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں
ہمارے ہاں ایک مولانا نے کہا ہے کہ اولن پر سجدہ کرنا جائز نہیں کیونکہ حکم زمین پر سجدہ کرنے کا ہے۔

اونی کبل پر نماز پڑھنا درست ہے پیشانی کو بوقت سجدہ خوب جاکر رکھے۔
کہ کبل کی تہ مزید نہ دب سکے۔ سجدہ کی جگہ کا از جہل تراب ہونا شرط نہیں۔ البتہ افضل یہ ہے کہ سجدہ زمین پر کیا جائے یا ایسی چیز پر جو زمین سے پیدا ہوتی ہے۔

لكن الافضل عندنا السجود على الارض او على ما تنبت له۔

(شامی، ج ۱، ص ۴۰)۔

نیز شامی میں ہے۔ فصیح علیٰ طنفسہ و حصی۔ (شامی تعلیم مثلاً) فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی، ر، ۵، ۸، ۱۳

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ مستم جامعہ ہذا

جن فرائض کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں امام مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے

جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں امام قوم کی طرف متوجہ ہو کر دعا مانگے اور اس انصراف کو واجب یا فرض و مستحب کا درجہ نہ دے تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟

جن فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں امام کو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا چاہئے جیسا کہ نسبت المصلیٰ اور شامی میں اس کی تصریح ہے لیکن

موٹر میں وضو سے نماز ممکن نہ ہو تو جیسے ہوا اشارہ سے پڑھ لے بعد میں اعادہ کرے

سواری کے چلتے ہوئے اگر نماز کا وقت ہو جائے اور ڈرائیور موٹر نہ روکے اور نماز کا وقت ختم ہونے کے قریب ہو تو نماز قضا کر دے اور بعد اترنے کے قضا پڑھے موٹر میں بیٹھ کر نہ پڑھے نماز نہ ہوگی۔ یہ غرض نہیں چلتا یہ زید نامی کہتا ہے۔ اور دلیل اس پر یہ کہ ایک شخص موٹر سے اس وقت اترتا ہے کہ سورج ڈوبنے کو ہوتا ہے اور اس نے نماز پڑھنی ہوتی ہے اور پانی قریب بھی ہوتا ہے اور اسے معلوم بھی ہوتا ہے تو اگر پانی کی طرف جاتا ہے تو نماز قضا ہوتی ہے تو جیسا اب پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے تیمم نہ کرے۔ نماز قضا کرے۔ پانی تک پہنچ کر وضو کر کے نماز قضا پڑھے۔ اب یہی نماز موٹر کا مسئلہ ہے۔

مثلاً ایک عورت ہے نماز اس نے پڑھنی ہے ڈرائیور موٹر نہیں روکتا۔ اب وہ عورت مردوں میں کس طرح نماز پڑھے۔ قیام بھی نماز میں فرض ہے موٹر میں قیام ہو نہیں سکتا۔ تو زید کی اس دلیل کا کیا جواب ہے۔

بحر میں ہے کہ

الجواب

وفي الخلاصة وقاضی نعان وغيرهما الا سیر فی

يد العدو واذا منعه الكافر عن الوضوء والصلوة یتیمم ویصلی

بالایماء ثم یعید الی قوله فلم منه ان العذر ان كان

من قبل الله تعالى لا تجب الاعادة وان كان من قبل

العبد وجبت الاعادة - (بحر الرائق، ج ۱: ص ۱۲۹)

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں نماز کو قضا نہ کرنا چاہئے البتہ ایسی صورت میں نماز اشارہ کے ساتھ ادا کر لینی چاہئے۔ دوبارہ بوقت فرصت اعادہ واجب ہوگا۔ کیوں کہ اشارہ کیا تھا ادا کردہ نماز پر کتفا صحیح نہیں۔ اور یہی حکم ہے جب کہ مذکورہ وجہ کی بنا پر بیٹھ کر گاڑی یا موٹر میں نماز ادا کی گئی ہو۔ پس سائل کے کلام سے یہ جو مستشرق ہوتا ہے کہ موٹر میں اشارہ سے یا بیٹھ کر نماز نہ پڑھے بعد میں قضا ضروری ہے (یہ غلط ہے) بلکہ بعد از اترنے موٹر کے اس نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد اسماعیل غفرلہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۲۴ / ۱۱ / ۱۳۹۰ھ

بندہ محمد عبدالرشید غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

نماز میں وسوسے سے بچنے کی ایک ترکیب
نماز میں گمراہ کن وسوسے آنے کیسے ہیں
اور ان کا دفعیہ کیا ہے۔ نماز میں کوئی

خسرابی تو نہیں آتی۔ وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔ بینوا تو جسروا۔

نماز میں تلاوت و تسبیحات وغیرہ کی طرف دھیان رکھے ہر لفظ کو منہ سے
نکالنے سے پہلے یہ خیال کرے کہ اب میں یہ لفظ منہ سے نکال رہا ہوں سوچ

سوچ کر ہر لفظ زبان سے نکالے جب دھیان ہٹ جائے تو یاد آنے پر پھر الفاظ و معانی کی طرف
دھیان کو لے آئے۔ پھر خیال ہٹے تو پھر الفاظ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ چند دنوں تک کرنے سے
انشاء اللہ قاعدہ ہوگا اور وسوسے میں تخفیف ہونا شروع ہو جائے گی۔ اس طرح نماز
پڑھنے میں انشاء اللہ پورا ثواب ملے گا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
خیر محمد عفا اللہ عنہ ہستم خیر المدارس ملتان ۲۹ / ۱۱ / ۱۳۹۰ھ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

يجب الاتيان بالتحريمۃ قائما

هل تجوز صلوۃ من ادرك الامام في الركوع فشمّل فيه
ولم يقم ساعة واحدة ؟

شیر محمد فاروقی نسب لاڑکانہ سندھ

لا تجوز صلوۃ من دخل فی الصلوۃ منحنيًا بل يجب
الاتيان بالتحريمۃ قائما من شروط صحة التحريمۃ

الاتيان بالتحريمۃ قائما (مراقی الفلاح : ص ۱۱۹)۔

فقط واللہ اعلم : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ خادم الاقامہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۹/۱/۱۳۷۴ھ

رکوع و سجود سے ہوا خارج ہو جاتی ہو تو اشارے سے نماز پڑھ لے

زید کو ناسور کی تکلیف تھی اپریشن کرنے سے اس کو آرام آگیا۔ اب زید نماز میں رکوع و سجدہ کرتا ہے تو اس کی ہوا خارج ہوتی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اسی سے اس کو نجات مشکل ہے اور رکوع و سجدہ کے بغیر وضو صحیح رہتا ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ زید نماز کو رکوع و سجود کیساتھ ادا کرے یا اشارہ کر کے نماز پڑھے ؟

سائل عبد الرحمن ملتانی

وفی الشامیۃ ج ۱ ص ۲۸۲ - دقوله ولو بصلاته مومنا
 ای کما اذا سال عند السجود ولم یسل بدوئته

الجواب صحیح

فیوہی قائما او قاعدا الخ -

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ شخص مذکور رکوع و سجدہ کو اشارہ کے ساتھ ادا کرے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفرہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۶/۱/۱۳۹۲ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الاقامہ جامعہ

جن چٹائیوں پر رقص کیا گیا ہو ان پر "نمان" پڑھنے کا حکم

ایک شخص نے مسجد کی چٹائیاں بلا اجازت اٹھا کر قوالی کے لئے فرش بنایا اور ان پر حقہ و سگر بیٹ نوشی کی گئی اور کھینچا تانی سے ان کو خراب کیا گیا۔ اب ان چٹائیوں کا مسجد میں استعمال کرنا کیسا ہے۔
 قادی غلام قادر

شاہ جمال ٹانول، والٹن روڈ لاہور

الجواب

مسجد کی چیز کو مسجد کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال کرنا خصوصاً ایسے منکرات میں جہاں حقہ اور گریٹ نوشی بھی ہوتی ہو جسم اور گناہ ہے شریعت میں اس پر ضمان ناقص واجب ہے۔ اگر چٹائیاں نجس ہو چکی ہوں دھونا بھی ضرور ہے۔ اگر نجس نہ ہوں تو اسی طرح استعمال کر سکتے ہیں مگر احتیاط دھو لینے میں ہے۔ علامہ ابن کالج مدخل ج ۲ ص ۱۵۴ میں فرماتے ہیں۔

قالت الحنفية الحصر التي يرقص عليها لا يصلى عليها

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ
خادم الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

خیر محمد غفر اللہ عنہ ہتھم جامعہ ہذا۔ یکم محرم ۱۳۹۹ھ

جس کا کچھ ذریعہ آمد ناجائز ہو اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں

زید نے بکر سے کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو۔ تو بکر نے جواب دیا کہ مجھ کو نماز کا ثواب تو ملے گا ہی نہیں لہذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ؟ بکر چونکہ اپنی خواہ کے علاوہ کچھ رقم ناجائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ بکر نے یہ جواب مندرجہ ذیل احادیث کی وجہ سے دیا۔

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کا گوشت پوست مال حرام سے ملا ہوگا اس پر بہشت حرام ہے اور دوزخ حلال۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جسم پر ایک کپڑا ہے اور اس میں دسواں حصہ حرام مال کا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

لہذا بکر نے مندرجہ بالا احادیث کا حوالہ دے کر نماز پڑھنے سے مجبوری ظاہر کی۔ لہذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ۔ لیکن زید نے اس کو ایک اور حدیث مقدس کا حوالہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے لہذا نماز پڑھا کرو انشاء اللہ تم حرام روزی کو ترک کر دو گے اور دوسرے یہ کہ فرضیت نماز قرآن و حدیث سے ثابت ہے زید و بکر میں سے کس کی بات صحیح ہے۔

سائل دلاور خان کرماتی، عام خاص بارخ ملتان

الحج والعمرة

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے شخص مذکور کا یہ رویہ اختیار کرنا کہ ناجائز و حرام امور سے بچنے کی بجائے نماز ہی کو بے فائدہ سمجھ کر ترک کر دینا یہ نہایت ہی نادانی کی بات ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد تو یہ ہے کہ حرام کام چھوڑ دو اور نماز ادا کرو۔ اور یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حرام چھوڑنے کی بجائے نماز ہی چھوڑ دو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو رحمتہ للعالمین اور ہادی کی ہے۔ اور جو رویہ بکرنے اختیار کیا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین اور ہادی امت نہیں بلکہ لغو باللہ۔ لغو باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے گمراہ کنندہ ہیں۔ کیونکہ اس کے نماز چھوڑنے کا سبب فرمان نبوی ہے۔ یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماتے تو یہ نماز نہ چھوڑتا۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین اور ہادی امت اور خیر خواہ ہیں یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے وہ چیزیں جو اللہ کی عبادت کو نقصان پہنچانے والی ہیں ان کو بیان فرما دیا تاکہ اللہ کے بندے اپنے فریضہ عبادت کو اچھی طرح ادا کر سکیں۔

اس کی مثال تو یوں سمجھئے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر بیمار کو یوں کہہ دے کہ میری دوائی تجھے تب فائدہ کرے گی جب تو فلاں فلاں چیز سے پرہیز کرے گا۔ تو کیا اگر بیمار یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ پرہیز تو مجھ سے ہوتی نہیں تو چلو دوائی ہی چھوڑ دوں۔ کیونکہ فائدہ تو ہو گا نہیں تو اس کو عقل مند کہا جائیگا؟ اور کیا بیماری سے نجات پا جائے گا۔ اور کیا طبیب یا ڈاکٹر نے اس کو خیر خواہی اور فائدے کی بات نہیں بتلائی کہ بیچارہ دوائی پر پیسے بھی خرچ کرے گا اور بد پرہیزی کی وجہ سے اس کو فائدہ بھی نہیں ہو گا۔ تو کیا یہ ڈاکٹر یا طبیب کا اس پر احسان نہیں ہے۔ اس طرح بھائی انسان کے لئے جیسے ایک یہ ظاہری زندگی ہے اسی طرح ایک روحانی زندگی بھی ہے جس کی غذا و دوا اطاعت اللہ ہے اور اس میں بد پرہیزی ارتکاب معاصی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی طبیب ہیں تو آپ نے اپنی امت پر احسان کرتے ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی قیمتی عمر کا ذخیرہ خرچ کر کے اللہ کی عبادت کریں گے لیکن بد پرہیزی کی وجہ سے اس کا فائدہ نہ ہو گا۔ ان کی عمر رائیگاں جائے گی، یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ فلاں فلاں چیز سے پرہیز بھی کرتے رہو۔ اب اگر کوئی الٹی سمجھ والوں کے کہے کہ حرام تو مجھ سے چھوڑتا نہیں چلو نماز ہی چھوڑ دو۔ تو ایسی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے ذرا یہ تو پوچھو کہ حرام کا مال جمع کر کے کہاں جاؤ گے۔ اور یہاں تو ہمیں

یہ جواب دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جواب سوچا ہے۔

فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

بندہ اصغر علی غفرلہ

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۳ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں ایک تحقیق

یہ تحریر لاہور کے رسالہ "النوار معلوم" میں شائع ہوئی تھی۔ حضرت
اقدس مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ نے اسے پسند فرمایا۔ اور فرمایا کہ اسے رجسٹر
نقل فتاویٰ میں نقل کر لیا جائے۔ غالباً غٹیار یہ ہو گا کہ جب فتاویٰ چھپے تو یہ بھی
ساتھ چھپ جائے۔ اس لئے اسے شامل فتاویٰ کیا جاتا ہے۔

محمد انور مرتب خیر الفتاویٰ

ابتداءً تکبیر یا حی علی الصلوٰۃ پر اٹھنا تمام فقہائے احناف میں سے کسی کے نزدیک بھی نہ
فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت مؤکدہ نہ غیر مؤکدہ۔ اس لئے اس پر کسی ایک صورت پر اتنا جھنا کہ
ایک دوسرے پر اعتراض کرے اسکو خطا کا ارتکاب ہے اور گناہ کا قرار دے۔ محض غلو اور شریعت کے اصول
میں ناپسند اور قابل انکار ہے۔ تمام فقہائے احناف نے ان باتوں کو مستحبات یا آداب میں شمار
کیا ہے۔

"بدائع الصنائع" میں و یستحب سے۔ "بحر الرائق" اور "تلبین الحقائق" میں فیستحب المساعۃ
سے۔ "نور الایضاح" میں فصل من آدابہا سے۔ "کنز الدقائق" میں اور ملتقى الابحر میں وادابہا
سے۔ درمختار میں ولها آداب سے۔ اور اسی طرح تمام فقہائے احناف نے حی علی الصلوٰۃ پر
کھڑے ہونے کو بیان کیا ہے۔ کسی نے فرض، واجب، سنت مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ نہیں کہا کہ
ایسا نہ کرنے والے کو کوئی شخص کسی وجہ کا مجرم کہہ سکے۔

علامہ عینی حنفیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاریؒ میں لکھا ہے کہ سلف میں اختلاف ہے کہ لوگ نماز
لے کئے کب کھڑے ہوں۔ امام مالکؒ اور جمہور کی رائے یہ ہے کہ ان کے کھڑے ہونے کی کوئی حد نہیں۔

لیکن علمائے امت نے اس وقت کے کھڑے ہونے کو مستحب قرار دیا ہے جب مؤذن اقامت شروع کر دے۔ (ج ۲ : ص ۶۶۶)۔ لفظ یہ ہیں۔

اختلف السلف متى يقوم الناس الى الصلوة فذهب مالك وجمهور العلماء الى انه ليس لقيامهم حد ولكن استحباب عامتهم القيام اذا اخذ المؤذن في الاقامة۔ (عمدة القاری)۔

در مختار اور شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی پانچ صورتیں لکھی ہیں جن میں سے صرف ایک صورت میں اختلاف ہے اور چار میں سب حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق ایک ہی بات مستحب ہے۔

۱ : امام خود تکبیر نہ کہہ رہا ہو، دوسرا شخص کہہ رہا ہو۔ اور امام محراب سے دور مسجد سے باہر ہو اور نمازیوں کے پیچھے کی طرف سے آ رہا ہو تو جس صف کے پاس پہنچے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں۔
۲ : تکبیر دوسرا شخص کہہ رہا ہو امام محراب یا مسجد سے باہر ہو۔ اور نمازیوں کے سامنے کی جانب سے آئے۔ تو جب امام پر نمازیوں کی نظر پڑ جائے تو سب کھڑے ہو جائیں۔

۳ : امام محراب یا مسجد سے باہر ہو اور خود تکبیر کہتا ہوا آئے تو جس صف کے پاس پہنچے وہ کھڑے ہو جائیں۔

۴ : امام محراب میں ہو اور خود تکبیر کہہ رہا ہو۔ تو جب تکبیر ختم ہو جائے اس وقت سب کھڑے ہو جائیں۔

ان چاروں صورتوں میں ان احکام بالا کے مستحب ہونے میں ائمہ احناف کا اختلاف نہیں۔

۵ : تکبیر دوسرا شخص کہہ رہا ہو اور امام اور مقتدی سب مسجد میں اور محراب کے قریب ہوں تو امام اور مقتدیوں کو کس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے۔ اس میں ائمہ احناف کا اختلاف ہے۔ علامہ عینیؒ بحوالہ بالا لکھتے ہیں۔

۱ : امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا قول تو یہ ہے کہ یہ سب لوگ صف میں اس وقت کھڑے ہوں کہ تکبیر کہنے والاحی علی الصلوة کہے۔

۲ : امام زفرؒ کہتے ہیں کہ جب مؤذن قد قامت الصلوة پہلی بار کہے تو سب لوگ کھڑے ہوں اور جب دوسری بار کہے تو نماز شروع کر دیں۔

۳ : امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب تک مؤذن تکبیر سے فارغ نہ ہوئے نہ کھڑے

ہوں اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ علامہ طحطاویؒ نے درمختار کی شرح : ج ۱۱ ص ۳۲۱۔
میں اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔

قوله والقيام لامام ومؤتم الظاهر انه احتراز عن التأخير
لا التقديم حتى لو قام اول الإقامة لا بأس۔

صورتِ نمبر ۵ کا فیصل شدہ مفہوم یہ ہوا کہ جب امام اور مقتدی سب مسجد میں اور محراب کے قریب
ہوں تو مستحب یہ ہے کہ ابتداً بکبیر پر یا کچھ بعد مگر حی علی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑے ہو جائیں۔ اور درمختار میں
مستحب نماز کے ذکر میں، جن میں حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کا بھی بیان ہے

ولها اداب تركه لا يوجب اساءة ولا عتابا كترك السنة الزوائد

لكن فعله افضل۔ (ص ۴۴)

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں۔

قوله كترك سنة الزوائد هي السنن الغير المؤكدة كسيرة عليه الصلوٰۃ

والسلام الخ ويقابلها سنن الهدى كالاذان والجماعة ويقابل النوعين

النفل ومنه المندوب والمستحب والادب۔ (ج ۱ ص ۴۹۸)

اس سے پہلے ایک اور مقام پر مندوب و مستحب کا حکم بتاتے ہوئے صاف کہا ہے کہ

وصرح الفہستانى بانہ دون سنن الزوائد ۱ (ج ۱ ص ۱۲۸)۔

طحطاوی نے اس کو اور صاف کر دیا ہے۔ شرح درمختار میں ہے۔ قوله تركه لا يوجب اساءة

ای كراهة تنزيهية۔ (ج ۱ ص ۳۳۰)۔

ممکن ہے بعض لوگوں کو فقہائے متقدمین کے بعض لفظوں سے غلط فہمی ہو جاتی ہو کہ انہوں نے منع یا

مکروہ کے لفظ لکھ دیئے ہیں۔ تو اصل یہ ہے کہ خلافِ مستحب یا خلافِ ادب یعنی خلافِ افضل کو ہی

بدائع میں منع اور طحطاوی شرح مراقی الفلاح وغیرہ میں مکروہ سے تعبیر کیا ہے۔ ان بزرگوں کا انتہائی تقویٰ

خلافِ ادب کو مکروہ سمجھتا ہے مگر یہ بات راجح نہیں۔ تقویٰ کے درجہ میں منع یا مکروہ کہہ لیا جائے تو یہ

اور بات ہے ورنہ فتوے کے درجہ میں ترکِ مستحب و ادب کو مکروہ تنزیہی بھی نہیں کہا جاتا۔

علامہ شامیؒ نے اس پر بڑی اچھی بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ترکِ مستحب مکروہ تنزیہی بھی نہیں

ہو سکتا۔ آخری جملے یہ ہیں۔

وقال خف البحر هناك ولا يلزم من ترك المستحب ثبوت الكراهة
اذ لا بد لهما من دليل خاص اهـ اقول وهذا هو الظاهر اذ لا شبهة
ان النوافل من الطاعات كالصلوة والصوم ونحوهما فعلها
اولى من تركها بلا عارض ولا يقال ان تركها مكروه تنزيهاً۔ (شامی ج ۱ ص ۱۰۷)
کراہت سمجھنے میں ایک اور غلطی بھی ہو رہی ہے۔ کہ لوگوں نے اس اختلافی پانچویں صورت میں کہ امام
دمتقدی سب مسجد میں ہوں اور دوسرا شخص تکبیر کہہ رہا ہو۔ اس میں پہلے سے کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھ لیا
ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ کراہت بمعنی خلاف افضل ہونا ضروری ہے۔ اس صورت سے تعلق ہی نہیں رکھتی
بلکہ یہ تو صرف پہلی اتفاقی صورت کے متعلق ہے۔

طحاوی شرح مراقی الفلاح میں اس کراہت کو اس صورت کے تحت لکھا ہے۔ وان لم یکن
حاضراً یقوم کل صفح حین ینتمی الخ (ص ۱۵۱)

اب صورت نمبر ۱ سے تعلق رکھنے والی عبارت کو صورت نمبر ۲ سے متعلق کرنا اچھی بات نہیں معلوم ہوتی۔
اس کے علاوہ خود مضمرات کے اس لفظ کراہت کے ضعیف ہونے کی طرف بھی فقہار نے اشارہ کیا ہے کہ اس
کو ضعیف کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے۔

طحاوی جاشیہ در مختار میں ہے۔ وربما یؤخذ منه كراهة تقديم الوقوف في
البحث السابق۔

در مختار میں آداب نماز میں جہاں مذکورہ بالا صورت کو لکھا ہے وہیں آگے لکھا ہے۔ کہ جب تکبیر کہنے
والا متقامت الصلوة کے امام نماز شروع کر دے۔ یعنی اس کو بھی اسی طرح ادب اور مستحب
بیان کیا ہے جس طرح مذکورہ بالا صورتوں کو مستحب بیان کیا ہے۔ پھر آگے لکھا ہے کہ امام اگر تکبیر کے ختم ہونے پر
شروع کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور خلاصۃ الفتاویٰ سے اس کو صحت ہونا نقل کیا ہے۔

شامی نے اس کی علت یہ بیان کی ہے۔ لان ذیہ محافظۃ علی فضیلة متابعة المؤذن
واعانة له علی الشروع مع الہام۔ (ج ۱ ص ۲۹۹)۔

اور علامہ طحاوی نے اس کی علت یہ قرار دی ہے۔ لانه لا یقع الاشتباه علی المصلین ^{صلوات}
فقہاء سلف نے خود بھی دو مقام پر اس کی تصریح کی ہے کہ مسجد و محراب کے قریب ہونے کے وقت
بیشک یہ دو وقت جن میں لوگ مسجد ہی میں ہوتے ہیں۔ مغرب اور جمعہ کے وقت ہیں۔ مغرب کی اذان

اور تکبیر کے درمیان امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کھڑا ہی رہنا چاہئے۔ درمختار میں ہے: ويجلس بينهما الا في الموضع فيسكت قائما۔ نیز درمختار میں جمعہ کی بحث میں ہے۔ فاذا اتمم اقيمت۔ شامی میں ہے۔ بحيث يتصل اول الاقامة بانحر الخطبة وتنهي الاقامة بقيام

الخطيب مقام الصلوة۔ (ج ۱، ص ۶۰۸ مطبوعہ کوئٹہ)۔

فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب پر اس قدر سختی کرتا ہے کہ ضرور گمراہ اور گناہگار ہوتا ہے اور خود وہ فعل اس کے لئے بجائے مستحب ہونے کے ناجائز ہو جاتا ہے۔

علامہ قاری حنفی نے فرمایا ہے۔ قال الطيبي ان اصر على امر مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال۔ (مرقات: ج ۲، ص ۳۵۲) عالمگیری میں بعض افعال کے مکروہ ہونے کی علت یہ قرار دی ہے۔ مكروه لان الجهال يعتقدونه سنة واجبة۔

اور علامہ شامی نے نماز کے لئے ایک سورت معین کر لینے کے مکروہ ہونے کی علت یہ بیان کی ہے۔ لان الشارع اذا لم يعين عليه شيئا تيسيرا عليه كره له ان يعين۔ (شامی ج ۱، ص ۲۲۰) ماخوذ از رسالہ "الوارع المسلم" لاہور: بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۷۴ھ



استقبال کس حد تک ضروری ہے ایک مسجد کا رخ صحیح قبلہ کی طرف نہیں تھا

فرق تھا اب قبلہ کا رخ صحیح معلوم ہو گیا ہے۔ آیا سابقہ نمازیں ہو گئیں۔ نیز اب اگر صحیح سمت یعنی عین قبلہ کی طرف منہ نہ کریں بلکہ غلط سمت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں جس طرف مسجد بنی ہوئی ہے۔ تو نماز درست ہوگی یا نہیں۔ نیز صفوں کا رخ عین قبلہ کی طرف بہتر ہے یا مسجد کے مطابق۔ پیمانے کے لحاظ سے بہت قبلہ سے تیرہ ڈگری کا فرق ہے؟

سمت قبلہ اور استقبال کی جو حد ضروری ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ انسان

کے چہرے کا ذرا سا کوئی حصہ خواہ وسط چہرہ کا ہو یا داہنی جانب کا ہو، یا بائیں کا بیت اللہ کے کسی حصہ کے ساتھ مقابل ہو جائے اور فن ریاضی کی اصطلاح میں عین قبلہ سے پینتالیس درجہ تک بھی انحراف ہو جائے تو استقبال فرت نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو جاتی ہے لہذا

الحمد لله

سابقہ نمازین صحیح ہیں۔ امداد المفتین ج ۱ ص ۲۶۶۔

جب معمولی انحراف سے استقبال فوت نہیں ہوتا تو تکلف کر کے صفوف کا رخ بدلنے کی ضرورت

الجواب صحیح

نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۲/۱۲

فقیر محمد النور عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

عورت اور مرد کی نماز میں فرق کا حدیث سے ثبوت

یہاں پر کچھ غیر مقلد رہتے ہیں جو ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم حنفیوں نے عورت اور مرد کی نماز کا فرق از خود کیا ہے۔ حدیث سے اس کا کوئی ثبوت براہ کرم ہو تو باحوالہ تحریر فرمائیں۔

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا طریقہ نماز مرد سے مختلف

الجواب صحیح

ہے۔ عن یزید بن حبیب انه صلی اللہ علیہ وسلم

مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدا فوضا بعض اللحم
الی الارض فان المرأة لیست فی ذلك كالرجل۔ (رواہ ابو داؤد
فی مراسیلہ والبیہقی)۔

عن ابن عمر رضی مرفوعا اذا جلست المرأة فی الصلوة وضعت
فخذها علی فخذها الاخری فاذا سجدت الصقت بطنها علی
فخذها کما ستر ما یكون فان الله تعالیٰ ینظر الیہا یقول
یا ملئکتی اشہدکم انی قد غفرت لہا۔ (اعطاء السنن ج ۳ ص ۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ : مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان ۱۴/۱۲/۱۳۹۹ھ

بار بار کپڑا نجس ہو جاتا ہو تو تبدیل نہ کریں

بواسیر خونی کا ایک مریض ایسا ہے کہ ہر وقت اس کا خون رستا رہتا ہے اور وہ معذور ہے نماز کے لئے تو اس کو ایک بار وضو کرنا پڑے گا لیکن جو پاک کپڑا پہن کر وہ نماز پڑھتا ہے وہ تھوڑی دیر میں پھر خون آلود ہو کر ناپاک ہو جاتا ہے۔ تو اس سلسلہ میں ارشاد فرمائیں کہ وہ مریض اسی آلودہ کپڑے سے ہی نماز پڑھے یا وہ نماز توڑ کر کپڑا تبدیل کرے ؟

اسی کپڑے سے نماز پڑھے نماز توڑ کر نیا کپڑا بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

الحق

وان سال علی ثوبہ فوق الدرہم حائلہ ان لا یفسلہ ان

حکام لو غسلہ تنجس قبل الفسوخ منہای الصلوۃ والا یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز تروک غسلہ هو المختار للفتویٰ - ۱۴۰۱ھ در مختار علی الشامیہ : ج ۱ ص ۲۲۲

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نماز کے بعد پتہ چلا کہ رخ صحیح نہ تھا

احقر نے دوران سفر ایک مسجد میں نماز پڑھی بعد میں نمازی آئے تو پتہ چلا کہ رخ صحیح نہ تھا بندہ کو ضعف بھر ہے اور جگہ بھی نئی تھی اس لئے غلطی لگی۔ تو کیا نماز ہوگئی ؟

اگر سمت قبلہ کے بارے میں سوچ کر اس جانب کو قبلہ سمجھ کر اس طرف نماز

الحق

پڑھی ہے تو نماز ہوگئی۔ خواہ رخ قبلہ کی طرف تھا یا نہ تھا۔ اور یہ بھی ذہن

میں رہے کہ معمول انحراف مفسد ہی نہیں۔ اذا دخل المسجد رجل وهو مظلّم وصلى للغروب فلما فرغ من صلاته حیّ بالسراج فاذا هو صلی الی غیر القبلة ان صلاھا بالتحریح جاز ولا اعادۃ علیہ افادہ فی الشرح (طحطاری ، ص ۱۳۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۵/۲/۱۴۱۱ھ

برہنی آیت کو تقسیم کر کے تین رکعت میں پڑھا جائے تو نماز کا حکم اگر بڑی آیت سے مقصود یا مقصودا

کے تین رکعت پوری کر دی

جائیں تو نماز کو صحیح کرنے والی قرأت جو کہ رکن صلوٰۃ ہے مستحق ہو کر نماز کو صحیح مانیں گے یا باطل؟ مثلاً لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض الا کو تین رکعتوں میں پڑھا۔

لبی آیت مثلاً آیت مدینت یا آیت الکرسی کو اگر دو رکعتوں میں تقسیم کر کے پڑھا جائے تو صحیح ہی ہے کہ نماز ہو جائے گی۔

کما فی الدر و لو قرأ آیة طویلة فی الرکعتین فالاصح الصلوة

اتفاقاً لانه یمزید علی ثلاث آیات قصار قاله الحلبي۔ (در مختار علی الشایہ ص ۱۲۹)

اور اگر تین رکعات میں پڑھے تو اس کے متعلق صریح جزئیہ تو نہیں ملا البتہ احتیاط اس میں ہے کہ

اس نماز کا اعادہ کیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۳۸۴/۹/۲۹

”مجرمین“ کی جگہ ”محسنین“ پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر تراویح میں فساد معنوی ہو مثلاً پ ۲ رکوع ۲

میں قوم عاد کی کفریہ حالت کا تذکرہ کر کے آخر

میں کذلک نجزی القوم المحرمین ہے اس کی جگہ بجائے ”مجرمین“ کے ”محسنین“ پڑھا

کیا بعد میں صحیح بھی نہیں کیا گیا۔ کیا نماز درست ہوگی؟

نعم العلیم جالندھری

صورت مسئلہ میں نماز فاسد ہو گئی اس لئے جس دو گانہ میں یہ آیت پڑھی گئی ہے

وہ ادا نہیں ہوا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۳۸۴/۹/۲۹

نماز میں ”سورۃ توبہ“ کے شروع میں ”اعوذ باللہ من النار“ پڑھنے کا حکم سورۃ توبہ کے شروع میں

بسم اللہ شریف کی جگہ

» اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب السجبار
العزة لله ولرسوله وللمؤمنين « پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ اگر تراویح یا نماز
میں پڑھی جاوے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار نہ آیت ہے اور نہ قرآن میں داخل
ہے لہذا اس کا نماز میں بسم اللہ کی جگہ پڑھنا ٹھیک نہیں۔ معہذا اگر کسی شخص نے
تراویح میں پڑھ بھی دیا تو نماز میں فساد نہیں آئے گا۔ البتہ کراہت کے تحت آجائے گا۔
ولا بأس للمتطوع المنفرد ان يتعوذ من النار وليسئل الرحمة عند آية
الرحمة او استغفر وان كان في الفرض يحكره واما الامام و
المقتدى فلا يفعل ذلك في الفرض ولا في النفل كذا في المنية۔
(عالمگیری: ج ۱ ص ۵۶)۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفرلہ
الجواب صحیح: خیر محمد عفی عنہ

”تخیر ائیرہ کی جگہ شر ائیرہ“ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی
امام صاحب نے بجاتے خیر ائیرہ کے
شر ائیرہ پڑھ دیا نماز ہوئی یا نہیں؟
اگر غیب ائیرہ کی جگہ شر ائیرہ پڑھا ہے تو دوسری جگہ بھی ”شر ائیرہ“ پڑھا
ہوگا یا ”خیر ائیرہ“ پڑھا ہوگا۔ پہلی صورت میں تکرار آیت و ترک آیت ہوا۔ اور دوسری
صورت میں آیت کی تقدیم و تاخیر ہوئی اور یہ دونوں مفسد صلوٰۃ نہیں۔

ومنها الخطاء في التقديم والتأخير ان قدم كلمة على كلمة
او اخر ان لم يتغير المعنى لا تفسد۔ (عالمگیری: ج ۱ ص ۱۴)۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفرلہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ
الجواب صحیح
خیر محمد عفی عنہ

القیان فی جہنم کلّ الایۃ میں کلّ کو مرفوع پڑھنے کا حکم
امام صاحب نے نماز میں ”القیان فی
جہنم کلّ“ نصب کیساتھ پڑھنے کے

لَوْلَا كَاتِكْرَارِ مَفْسِدِ صَلَوةٍ نَهِيں ایک صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی۔ سورۃ منافقون کا آخری رکوع پڑھنا شروع کیا۔ جب فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا پڑھنے پر

اتفاق یہ سانس ٹوٹ گیا۔ دوبارہ انہوں نے پھر لَوْلَا اَخْرَسْنِي اِلَى اَجَلٍ سے آخر سورت تک پڑھا۔ ایک شخص نے کہا کہ نماز بالکل نہیں ہوئی۔ دلیل دریافت کی تو فرمایا کہ نفی کے تکرار سے اثبات لازم آتا ہے لہذا نماز بالکل نہیں ہوئی۔ جناب نمازیوں کی تسلی فرمائیں ؟

نماز ہو گئی ہے اور فساد کے لئے دلیل مذکور فی السؤال کافی نہیں۔ جب تک کہ فساد پر کوئی نقلی ثبوت نہ پیش کیا جائے۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ : ۸ / ۲۴ / ۱۳۷۸ھ

سانس ٹوٹ جانے کے بعد لَوْلَا کا تکرار کرنا تو مناسب بلکہ ضروری تھا اس سے نماز ہرگز نہیں ٹوٹی ، مطمئن رہیں۔ و اجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس سس ملتان۔

مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ مِیں قَرِيبًا مَنْصُوبٍ پڑھنے کا حکم ایک شخص نے بحالت امامت یوم یُنادِ الْمَنَادُ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ

میں ”قریب“ کو ”قَرِيبًا“ منصوب پڑھا۔ آیا نماز درست ہو گئی یا نہیں ؟ نماز صحیح ہو گئی ہے لڑٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کما فی الخانیہ ص ۱۶۷۔

اما الخطاء فی الاعراب اذ لم یغیر المعنی لا فساد الصلوة عند

الحکمل الی قولہ لان الخطاء فی الاعراب مما لا یمکن الاختراز عنہ

فیعذر۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

مفتی خیر المدارس سس ملتان

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۸ / ۳ / ۱۳۷۷ھ

اَکِیْدُ کَیْدًا کِیْ جَکَ یَکِیْدُ کَیْدًا پڑھنے کا حکم صبح کی نماز کی جماعت میں اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَ اَکِیْدُ کَیْدًا کی بجائے اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا

وَ یَکِیْدُ کَیْدًا پڑھا گیا۔ نماز ہو گئی یا نہیں۔ یا نماز لڑٹانے کی ضرورت ہے ؟

الجواب

کتب فقہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صورتِ ستلوہ میں نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا

اعادہ کی ضرورت نہیں۔ قال فی فتاویٰ قاضی خان، ج ۱: ص ۶۹۔

وفعال لما یزید قراءاً بالتاء تریید لا تفسد صلوٰتہ۔

افقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۱۸ / ۱۲ / ۱۳۷۶ھ

الجواب صحیح، بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

مفتی خیر المدارس، ملتان

امام صاحب نے نماز میں ان الذین

امنوا و عملوا الصلحت اولئک

”خیر البریہ“ کی جگہ ”شر البریہ“ پڑھ دینے سے نماز کا حکم

ہم خیر البریہ کی جگہ ”شر البریہ“ پڑھا یا ”رسول من اللہ“ کی جگہ

”رسول منہم“ پڑھا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

صورتِ ستلوہ میں یہ تقدیر صحت واقعہ دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو گئی۔

الجواب

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس، ملتان

الجواب صحیح، محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۴ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ

ایک امام صاحب

نماز پڑھا رہے تھے

ثم لم يتولوا کو بوجہ وقف دوبارہ يتولوا پڑھا تو نماز فاسد ہوئی یا نہیں

انہوں نے سورۃ بروج پڑھی ان الذین فتنوا المؤمنین آیت پڑھتے ہوئے ثم لم يتولوا

پر سانس ٹوٹ گیا جب دوبارہ لڑا کہ پڑھا تو پھر يتولوا سے پڑھا لہذا نہیں پڑھا۔ پہلی دفعہ

پڑھا تھا۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی کیونکہ معنی بدل گئے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

وان تفسیر المعنی تفسیراً فاحشاً نحو ان یقرأ لا الہ و یقف

ثم یبتدأ بقوله الا هو او قراءاً وقالت اليهود ویقف ثم یبتدأ

عزیرہ ابن اللہ ونحو ذلك قال عامۃ العلماء لا تفسد صلوٰتہ لما قلنا

الجواب

کی بجائے کبر مقتاً عند اللہ علی اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون پڑھا یعنی علی اللہ کا لفظ پڑھا دیا۔ کیا یہ نماز درست ہو گئی یا اعادہ کیا جائے۔

الجواب ومنہا زیادة کلمة لا علی وجه البدل الکلمة الزائدة ان غیرت المعنی ووجدت فی القرآن نحو ان یقرأ والذین

امنوا وکفروا باللہ ورسله اولئک هم الصدیقون اولم یوجد نحو ان یقرأ انما نملی لھم لیزادوا اثما وجمالا تفسد صلوتہ بلا خلاف وان لم تغیر المعنی فان كانت فی القرآن نحو ان یقرأ ان اللہ کان بعبادہ خیرا بصیرا لا تفسد بالاجماع وان لم تکن فی القرآن نحو ان یقرأ فیھا فاکمة ونخل وتفاح ورمان لا تفسد صلوتہ عند عامة المشائخ ۱۵ (عالمگیری: ج ۱: ص ۴۱)۔

جزئیہ بالا سے ظاہر ہے کہ صورتِ مسئلہ میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ پہلی سورتوں کو دوسری رکعت میں نہ پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسا کہ امام مذکور نے پڑھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ: ۱۴/۵/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ۔

یوم تشق الارض عنہم سیرا پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائیگی امام صاحب نے نماز پڑھاتے ہوئے آیت کریمہ یوم تشق

الارض عنہم سیرا میں سیرا کی جگہ سیرا پڑھا اس سے مقتدیوں میں اختلاف ہوا کہ نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟ آپ شرعاً حکم بیان فرمادیں۔

الجواب صورتِ مسئلہ میں ”سیرا“ کی جگہ ”سیرا“ پڑھنے سے نماز فاسد ہو گئی۔ کیونکہ کسی کلمہ کا حرفِ اصلی حذف ہونے سے اگر معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی

ہے۔ وان حذف حرفا اصلیا من کلمة فتغیر المعنی تفسد صلوتہ فی قول ابی حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ۔ (قاضی خان ج ۱ ص ۴۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ — بندہ اصغر علی غفرلہ ۱۰ محرم ۱۳۸۶ھ

سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا والی آیت چھوڑ دی تو نماز کا حکم

امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کا پہلا رکوع شروع کیا المفلحون تک پڑھا دیا
میں ان الذین کفروا والی آیت چھوڑ دی اور ختم اللہ پڑھ کر رکوع پورا کر دیا، کیا نماز صحیح ہو گئی؟
الجواب صورت مسئلہ میں اگر تو مفلحون پر وقف تمام کرنے کے بعد ختم اللہ کو شروع کیا
ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر ملا کر پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو گئی۔

ولو قرأ ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت ووقف وقرأ بعد الوقف
التام اولک اصحاب الجحیم او اولک هم شر البریة وما اشبه
ذلك مما فیہ تغیر حکم اللہ تعالیٰ علی احد الفريقین بضد لا
تفسد لصیروۃ الکلام الثانی مبتدأ له غیر متصل بالاول فلم یتعین
الحکم بالضد ولو لم یقف ووصل قال عامۃ المشائخ تفسد صلواته
لانہ اخبر بخلاف ما اخبر به اللہ تعالیٰ ولو اعتقده یكون کفرا۔

فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ

۱۸ : ۹ : ۹۶ ۱۳ھ

(کبیری ص ۲۵۳)

الجواب صحیح : محمد صدیق غفرلہ

مدرسہ خیر المدارس : ملتان

لا یمیکون منه الا خطا با پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی ایک امام صاحب نے فجر کی نماز کی امامت
کرتے ہوئے سورہ نبا پڑھی۔ پڑھتے ہوئے

غلطی وخطا سے لا یمیکون منه خطا با کے بجائے لا یمیکون منه الا خطا با پڑھ دیا۔ آیا یہ
نماز درست ہو گئی یا نہیں؟ اگر نماز نہیں ہوئی تو پھر تمام مقتدیوں اور خود امام صاحب کو جو کہ وہاں کے مقیم
نہیں تھے کیسے اطلاع دی جائے۔ اور جب تک اطلاع نہ پہنچ سکے تو ان کی نماز کا کیا بنے گا۔ مدلل و مفصل جواب
عنایت فرمادیں۔

مذکورہ نماز نہیں ہوئی جہاں تک ممکن ہو انکو اطلاع دیجائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : نذیر عبدالستار عفا اللہ عنہ ○ محمد النور عفا اللہ عنہ : ۲۰ / ۸ / ۱۴۰۸ھ

امام نے پہلی رکعت میں والناس پڑھی تو دوسری میں کون سی پڑھے ایک اسلامی مملکت کے

سربراہ صاحبِ بحیہ مسنونہ

ایک جلسہ عظیم میں تقریر کر رہے تھے دورانِ جلسہ نماز کسے لیتے اذان ہو گئی۔ جلسہ میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اذان ہو گئی چلو نماز پڑھنے چلیں۔ سربراہ نے کہا آپ پڑھیں میں شام کو پڑھوں گا اور اپنی تقریر جاری رکھی۔ کیا یہ نماز شام کو ادا کرنی درست ہے؟

۲ : ایک شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور جن آیات کو پہلی رکعت میں پڑھ چکا ہے دوسری میں اس سے بھی پچھلی آیات پڑھتا ہے۔ مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ والناس اور دوسری میں اس سے پچھلی سورت پڑھتا ہے۔ کیا اس طرح قرآن درست ہے اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

۱ : قرآن حکیم میں پانچوں نمازوں کے لئے وقت متعین ہے جو نماز متعینہ وقت کے بعد ادا کی جائے وہ قضا ہوتی ہے ادا نہیں اور بلا عذر تاخیر جائز نہیں۔

۲ : فرائض میں جو پہلے سورت پڑھی گئی ہے اس کے بعد پچھلے والی سورتیں پڑھنی چاہئیں۔ بالقصد اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے بھول کر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں نماز ہر حال میں ہو گئی۔ اگر پہلی رکعت میں والناس پڑھی ہے تو دوسری میں بھی والناس پڑھے۔

قراءة الاولى بقول اعوذ برب الناس يقرأ في الثانية هذه السورة اه (فتح القدير ۲/۱۱۶)

الجواب صحیح

محمد صدیق عفی عنہ

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ - ۲۰/۴/۱۳۹۸ھ

وَصَدَّقَ الْحَسَنِيُّ بِرَدِّ قَوْلِهِ لَعَسَىٰ لَكَ الْغَسِيُّ پڑھا تو نماز کا حکم امام صاحب نے نماز عشر میں سورت

واللیل اذا يغشى پہلی رکعت میں

پڑھی اور غلطی یہ کہ فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى پڑھ کر فسيسره لليسرى پڑھنا تھا لیکن اس نے یوں پڑھا فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى فسيسره للعسرى وما يغشى عنه ماله اذا تردى النخ یعنی درمیان میں ردین چھوٹی چھوٹی آیتیں بھی چھوڑ گئیں اور معنی بھی غلط ہونے۔ اور وہ صحیح نہیں کر سکا۔

تو کیا نماز ہو گئی یا نہیں؟

الجواب

اگر خوشی پر وقف کرنے کے بعد فسید سورہ للعنبر پڑھا ہے تو نماز ہو گئی۔ ورنہ فساد معنی کی وجہ سے نماز نہیں ہوئی۔

وان ذکر اية مكان اية ان وقف على الاولى وقفاتاً وابتداءً بالثانية
لا تفسد صلوته كما لو قرأ والتين والزيتون فوقف ثم ابتداءً لمتد
خلقنا الانسان في كبد لا تفسد صلوته وكذا لو قرأ ان الذين امنوا و
عملوا الصلحت فوقف ثم قرأ اولئك هم شر البرية (شامیہ ج ۱ ص ۲۹۳)
فقط واللہ اعلم

محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۲ / ۴ / ۱۴۰۷ھ



أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ بِرَدِّ وَقْفٍ كَرَكْعَةٍ أَوْ عِبَادَةٍ إِذَا صَلَّىٰ طَرَهًا

ترجمہ میں حافظ صاحب نے پہلی دو رکعتوں میں سے دوسری رکعت میں سورت اقرآن سے ادایت الذی منہی
تک پڑھ کر رکوع میں چلے گئے اور سلام پھیر کر بعد کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں عبداً اذا صلى سے شروع
کیا۔ آیا اس صورت میں نماز ہو گئی؟ اور اگر نہیں ہوئی تو چاروں رکعت یا پہلی دو رکعت یا بعد کی دو؟
وضاحت کریں۔

الجواب

صورت مسئلہ میں نماز درست ہے بشرط وجزا صفت و موصوف میں اگر شرط پر وقف
کیا اور پھر ابتداء جزاء سے کی یا موصوف پر وقف کرنے کے بعد صفت سے ابتداء کی تو
اس صورت میں فساد صلوۃ نہیں۔ تو ایسے ہی صورت مسئلہ میں فعل و مفعول میں جرائی کرنے سے بھی فساد صلوۃ
نہ ہوگا۔ خصوصاً جب کہ اس جگہ آیت بھی ہے اور مفعول فضله ہے صفت وجزا فضله بھی نہیں۔

قال في البزازیہ - الابتداء ان كان لا یغیر المعنی بغيراً فاحشا لا یفسد
نحو الوقف على الشرط قبل الجزاء والابتداء بالجزاء وكذا بین الصفة
والموصوف وان غیر المعنی نحو شهد الله انه لا اله ثم ابتداء بالاهول لا یفسد
عند عامة المشائخ - (شامیہ ج ۱ - ص ۲۶۷) - فقط واللہ اعلم۔

الجراب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ بندہ محمد عفا اللہ عنہ ۸ / ۱۲ / ۱۴۰۸ھ
نائب مفتی

فقط واللہ اعلم - احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۴/۲/۱۴۰۸ھ

بالغہ عورت جہراً قرأت کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جو لڑکی بالغہ حافظہ ہو وہ فرض نمازوں میں جہراً تلاوت کر سکتی ہے یا نہیں؟
سائل: عبدالرؤف میانوالوی۔

بالغہ کے لئے نماز میں جہراً جائز نہیں۔ اس لئے کہ کلام عورت بھی عند النہض عورت ہے۔ و علیٰ هذا لو قيل اذا جهرت بالقراءة في الصلوة فسدت كان متجها۔ ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۱۳۷)۔ لیکن بناءً علی الرأج نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸/۲/۱۳۹۷ھ

اجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس دارالافتاء

لَا يَتَمَنَّوْنَهُ كِي جگہ لَنْ يَتَمَنَّوْا پڑھا تو نماز کا حکم

امام صاحب نے سورۃ جمعہ کی آیت وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا پڑھتے ہوئے یوں پڑھا و لَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا کیا نماز ہو گئی یا اعادہ کیا جائے؟
مذکورہ تبدیلی سے معنی فاسد نہیں ہوتے لہذا نماز ہو گئی اعادہ کی حاجت نہیں۔
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۱۱/۱۳۹۷ھ

گوں گا نماز کیسے پڑھے گوں گا نماز کیسے پڑھے جب کہ وہ نہ سن سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے؟

رٹیا رٹ پٹواری عبدالعزیز کوٹ میلارام

گوں گا قیام وغیرہ کرے زبان کا بلا نا ضروری نہیں۔ اس کی نیت ہی تکبیر تحریر کے قائم مقام

ہے۔ ولا يلزم الاخرس تحريك لسانه وكذا الامي بل يكتفيان بمجرد النية على الصحيح اه (مراقب الفلاح: ص ۱۱۹) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس دارالافتاء ۱۳۹ھ
۲۵
۴
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

موجودہ ترتیب قرآن کے خلاف قصد پڑھنا مکروہ ہے

ایک شخص نے فرض نماز میں پہلی رکعت میں سورۃ لم یکن الذین کی آخری تین آیات پڑھیں اور دوسری رکعت میں الم نشرح پڑھی کیا نماز ہوگئی؟ بحمد اللہ خالدا لاہور
قصد اخلاف ترتیب پڑھنا مکروہ ہے مگر نماز ہو جائے گی۔ بھول کر پڑھنے کی صورت میں کراہت بھی نہ ہوگی۔

افاد ان التنکيس او الفصل بالقصيرة انما يكره اذا كان عن قصد فلو سهوا فلا كما في شرح المنية - اه (شامی ج ۱ ص ۵۷۱) -

فقط والله اعلم

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس دارالافتاء
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

پانچوں نمازوں میں مسنون قرأت پانچوں نمازوں کی مسنون قرأت تفصیلاً تحریر فرمائیں؟
سائل محمد دلدار علی شاہ جمال ٹاؤن لاہور۔

فجر اور ظہر میں سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک۔ عصر اور عشاء میں سورۃ بروج سے لے کر سورۃ بیّنہ (لم یکن الذین) تک۔ اور مغرب میں لم یکن الذین سے لے کر آخر تک قرأت کرنا مسنون ہے۔ (مراقب الفلاح: ص ۱۲۳)۔

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۹/۴/۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

سہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) ویسن ان تكون السورة المضمومة للبغائحة من طوال
المفصل الطوال والقصار بكسر اولهما جمع طويلة وقصيرة والطوال
بالضم الرجل الطویل و سمي المفصل به لكثرة فصوله وقيل
لقلة المنسوخ فيه وهذا في صلاة الفجر والظهر ومن
اوساطه جمع وسط بفتح السين مابين القصار والطوال وفي
العصر والعشاء ومن قصاره في المغرب وهذا التقسيم لو كان
المصلي هذا (مقيما) والمنفرد والامام سوا غير اهـ۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفوائد

سورة فاتحہ میں ”ایاک نعبد و ایاک نستعین“ چھوڑ دیا تو نماز کا حکم

ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور سورۃ فاتحہ میں ایاک نعبد و ایاک نستعین چھوڑ جاتا ہے
تو کیا اس کی نماز ہو گئی یا نہیں ؟ سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں ؟

صورت مسئلہ میں نماز ہو گئی سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں۔ ولہذا.....

واجبات..... وہی..... قرأۃ فاتحۃ الكتاب فیسجد

للسہو بترك اكثرها لا اقلها اهـ (در مختار علی الشامیۃ : ج ۱، ص ۴۲۶)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۲/۱۴۱۱ھ

آخر بقرة میں ”وَرُسُلِهِ“ کے بعد ”وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرٌ“ کے اضافے کا حکم

اگر کوئی نمازی نماز میں سورۃ بقرة میں ورسله کے بعد والیوم الآخر والقدر خیرہ
وشرہ بھول کر پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب ہو گا یا نہیں ؟ ایک فتویٰ میں آیا تھا کہ سجدہ سہو واجب

نہیں کیونکہ یہ الفاظ قرآنی ہیں۔ آپ تصدیق فرمائیں یا اپنا جواب رقم فرمائیں؟

جواب درست ہے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ عالمگیری میں ہے۔

الجواب

ومنها زيادة كلمة لا على وجه البدل الكلمة الزائدة

ان غيرت المعنى ووجدت في القرآن نحو ان يقرأ والذين آمنوا وكفروا بمالله

ورسله اولئك هم الصديقون اولم يوحد نحو ان يقرأ انما نعملی

لهم ليزدادوا اثما وجماله تفسد صلواته بلا خلاف وان لم

تغير المعنى فان كانت في القرآن نحو ان يقرأ ان الله كان

بعباده خبيرا بصيرا لا تفسد بالاجماع وان لم تكن في القرآن

نحو ان يقرأ فيها فأكفمة ونخل وتفتح ورمضان لا تفسد صلواته

عند عامة المشائخ۔ ۱ھ (ج ۱ ص ۱۱) فقط والله اعلم۔

احقر محمد انور عفا الله عنه

۲۵

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافکار ۱۴۰۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک رکعت میں ایک روایت اور دوسری میں دوسری روایت پڑھنے کا حکم

واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک روز معلمین حضرات میں سے بعض نے فرمایا کہ آج عشاء کی نماز روایت حفصہ کی بجائے دیگر روایات میں پڑھا دے۔ تو احقر نے عشاء کی نماز میں پہلی رکعت میں روایت درشنہ اور دوسری میں روایت خلاہ پڑھ دی۔ نماز کے بعد چند معلمین حضرات نے فتویٰ دیا ہے کہ نماز نہیں ہوئی احقر لال سجد بیرون دہلی گیسٹ میں ابام تھا تو ایک ایک مہفتہ میں ایک ایک روایت میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ بہر حال روایات عشر میں قرأت عشرہ جب متواتر اور منزل من الشریں اور ان میں سے روایت حفصہ بھی ہے اگر روایت حفصہ میں نماز ہو جاتی ہے تو پھر اور باقی انیس روایات سے نماز کیوں نہیں ہوتی۔ یہ ترجیح کس سے ہے؟ ایک رکعت میں ایک روایت، دوسری رکعت میں دوسری روایت پڑھنے سے تو جمع الجمع لازم نہیں آتی بلکہ ایک ہی رکعت میں اگر سب روایتیں ایک دو تین جمع کر کے پڑھے پھر تو مکروہ ہے۔ پھر بھی نماز تو ٹوٹا لی نہیں پڑتی۔ تو عرض یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین احناف اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز اس صورت میں

دوبارہ پڑھنی ہوگی یا نہیں؟ نیز جن حضرات نے فتوے دیا ان کے فتوے سے انکار منزل من الشر لازم آتا ہے یا نہیں؟

صورۃ مسئلہ میں نماز ہو گئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جبکہ روایات متواترہ کے ساتھ نماز درست ہے۔ لیکن روایات غریبہ غیر معروفہ کو نماز میں پڑھنا اچھا نہیں کیونکہ عوام کو پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض خواص کو بھی معلوم نہیں ہوتا کما هو الظاہ من السؤال۔

۱۔ و يجوز بالروایات السبع لكن الاولى ان لا یقرأ بالفریبة عند العوام صیانة لدينهم اهـ (در مختار)۔

(قوله بالفریبة) ای بالروایات الفریبة و الامالات لان بعض السفهاء یقولون مالا یعلمون فیقعون فی الاثم و الشقاء ولا ینبغی للائمة ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینهم ولا یقرأ عندهم مثل قراءة ابی جعفر و ابن عامر و علی بن حمزة و الکسائی صیانة لدينهم فلعلهم یتخفون او یضحکون و ان کان کل القراءات صحیحة فصحیحة و مشائخنا اختاروا قراءة ابی عمرو و حفص عن عاصم۔ اهـ (شامیہ : ج ۱ ص ۵۰۵)۔

۲۔ قراءة القرآن بالقراءة السبع والروایات كلها جائزة لكن اری الصواب ان لا یقرأ بالقراءة العجیبة والروایات الفریبة لان بعض السفهاء ربما یقعون فی الاثم و یقولون مالا یعلمون ولا ینبغی للامام ان یحمل العوام علی ما فیہ نقصان دینهم ودنیاهم وهو حرمان ثوابهم فی عقابهم ولا یقرأ علی رؤس العوام والجهال و اهل القرى و الحبال مثل قراءة ابی جعفر المدنی و ابن عامر و علی و حمزة و الکسائی صیانة لدينهم فلعلهم یتخفون و یضحکون و ان کان كلها صحیحة طیبة و مشائخنا اختاروا قراءة ابی عمرو و حفص عن عاصم انتهى ذکر

ذلك كله في التتارخانية - ۱ھ (کبیری، ص ۴۵۹) -

فقط والله اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۳۹۷ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

فرائض میں حفص عن عاصم کے علاوہ کوئی اور روایت پڑھنا

کیا امام فرض نماز میں امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کسی اور راوی کی ایسی روایت جو متواتر منقول ہو جہراً جہری نمازوں میں پڑھ سکتا ہے۔ مثلاً امام شعبہ کی روایت متواترہ عن عاصم پر قرأت پڑھے تو جائز ہے یا نہیں؟ یا مثلاً قالون کی ایسی متواترہ روایت جو کہ امام نافع رحمہ سے منقول ہے اسی طرح کسی بھی امام سے روایت منقولہ متواترہ کے مطابق قرأت کا فرض ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟
سائل عبد الحفیظ بھٹہ، سکھر سندھ۔

مشہور روایت یعنی حفص عن عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر روایات کے پڑھنے سے عوام و جہلاء میں کسی مفسدہ کا اندیشہ ہو تو ان کو نہ پڑھا جائے۔

الحمد للہ

ویجوز بالروایات السبع لکن الاولی ان لا یقرأ بالفریبة عند العوام
صیانة لدينهم۔ ۱ھ قوله ویجوز بالروایات السبع بل یجوز بالشر
ایضا کما نص علیہ اهل الاصول۔ ۱ھ قوله بالفریبة ای بالروایات
الفریبة و الامالات لان بعض السفهاء یقولون مالا یعلمون
فیقعون فی الاثم و الشقاء ولا ینبغی للائمة ان یحملوا العوام علی
ما فیہ نقصان دینهم ولا یقرأ عندهم مثل قراءة ابی جعفر
ابن عامر و علی بن حمزة و الکسائی صیانة لدينهم فلعلهم
یستخفون او یضحکون و ان کان کل القراءات و الروایات
صحیحة فصیحة و مشائخنا اختاروا قراءة ابی عمرو و حفص
عن عاصم۔ (شامی، ج ۱، ص ۵۰۵)۔

حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”آیت اور حدیث اور فقہ سب سے یہ قاعدہ ثابت ہوا کہ جس عمل سے عوام دہلا رہے ہیں مفسدہ وقت نہ اعتقاد یہ یا عملیہ یا حالیہ پیدا ہو اس کا ترک خواص پر واجب ہے“ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ محمد استار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اِنَّ رُكْبَتَیْكَ لَیَعْلَمَنَّ سَیْکَرٌ وَمَا تَقْدِرُوْا اِلَّا نَفْسُكُمْ مِنْ خَیْرِ تَمَكُّطٍ صَهْنٌ سَلْبٌ قَرَأَتْ اِدَا هُوَ كُنْیَ نَهْیْیْنَ؟

امام نے صبح کی نماز کی دوسری رکعت میں الحمد شریف پڑھنے کے بعد سورۃ منزل کا آخری رکوع جو کہ صرف ایک آیت بنتی ہے۔ وما تقدّموا لانفسکم من خیر تک پڑھا اور رکوع کر دیا اور ایک آیت پوری نہ پڑھی گئی۔ اس نے سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔ تو کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جب امام نے **سورة کوثر** کی یا ایک آیت بڑی بوچھوٹی تین آیتوں کے مساوی ہو۔ تو سورۃ منزل کے دوسرے رکوع کی ایک آیت تو بہت لمبی ہے اس میں سے اگر تین چھوٹی آیتوں کے برابر پڑھ کر رکوع کر دیا جائے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ اور سجدہ سہو نہیں آتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد استار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافکار ۱۴۰۹ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

لِیَفْجُرَ اَمَامَهُ کُو لِیَفْجَرَ پڑھنے کی صورت میں نماز کا حکم

زید نے امامت کرائی اور لِیَفْجُرَ اَمَامَهُ کو بجائے لازم کے متعدی لِیَفْجُرَ اَمَامَهُ بضم یاء پڑھا۔ تو کیا اس سے نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

نماز ہو گئی ، باب افعال بھی لازم استعمال ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا۔ ۲۱، ۱۰، ۱۴۰۱ھ

مقیم مسافر کی اقتداء کرے تو بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے

اگر امام مسافر ہو اور دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقتدی کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں ؟ اگر پڑھے گا تو اس کی کیا دلیل ہے ؟ اور اگر نہیں پڑھے گا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ جان بوجھ کر پڑھ لیتا ہے تو اس صورت میں گنہگار ہوگا یا نہیں ؟ اگر گنہگار ہوگا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ اگر گنہگار نہیں ہوگا تو اس کی کیا دلیل ہے ؟

صورۃ مسئلہ میں مقتدی کھڑا ہو کر سورۃ فاتحہ اور دیگر سورتیں نہیں پڑھے گا کیونکہ یہ مقتدی جس کا امام مسافر ہو، حکم میں لاحق کے ہوتا ہے جو شروع سے جماعت میں شریک ہو۔ تو جیسے لاحق کو سورۃ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح اس کو بھی۔ پس اگر مقتدی کھڑا ہو کر جان بوجھ کر سورۃ فاتحہ پڑھے گا تو بنا بریں کہ یہ متکب ایک فعل مکروہ کا ہے گنہگار ہوگا۔

والدلیل علیہ ما فی الدر المختار و صح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت و بعدہ فاذا قام المقیم الی الاتمام لا یقرأ ولا یسجد للسهو فی الاصح لانه کاللاحق ھ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۴۰) والمؤتم لا یقرأ مطلقاً ولا الفاتحة فی السریة فان قرا ذکرہ تحریماً۔ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۵۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ رئیس الافکار ۱۳۴۲ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نماز میں سورۃ فاتحہ ایک انس میں پڑھنے کا حکم

ایک امام سورۃ فاتحہ کو ایک سانس میں ختم کرتا ہے اور آیت نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

پڑھتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے پڑھنا گناہ ہے اور نماز نہیں ہوتی؟
 طریقہ بالا سے پڑھنا جائز ہے اور جو شخص اس طرح پڑھنے کو غلط کہتا ہے اور یہ کہ
 اس طرح نماز نہیں ہوتی وہ غلطی پر ہے اور اس کا یہ کہنا بلا دلیل ہے۔

الجواب

فقط واللہ اعلم۔ محمد اسحاق نائب مفتی خیر المدارس ملتان
 اگرچہ نماز تو جائز ہے بشرطیکہ ایک سانس میں حروف کی ادائیگی صحیح انجام پائے مگر اطمینان کے
 ساتھ کئی دفعہ وقف کر کے پڑھنا اولیٰ ہے۔ و الجواب صحیح۔

بندہ محمد عبداللہ عفری

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۱/۱۱/۱۳۸۷ھ

پہلی رکعت کی طرح بقیہ رکعت میں تعوذ کیوں نہیں پڑھتے

ایک دن بندہ کو خیال آیا کہ قرآن حکیم شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑھنا سنت ہے۔ تو
 جیسے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تعوذ پڑھتے ہیں اسی طرح ہر رکعت کے شروع میں بھی ہونا چاہئے؟
 سر فراز حسین ڈوگر ممتاز آباد ملتان

قرأت کے شروع میں دس دس سے بچنے کے لئے اعوذ باللہ پڑھتے ہیں۔ اور جب
 پہلی رکعت میں فاتحہ سے پہلے اعوذ باللہ پڑھ لی تو اس کے بعد جتنی بھی قرأت ہوگی
 خواہ دوسری رکعات میں ہو یہ اعوذ باللہ اس کے لئے کافی ہے۔

الجواب

(تولہ ولا تعوذ) لانہ شروع فی اول القرآن لدفع الوسوسۃ فلا
 یتکرر الا بتبدل المجلس کما لو تعوذ وقراً ثم سکت قليلاً
 وقراً ھ۔ (بحر الرائق ج ۲، ص ۲۴۱)۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۶ھ
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
 مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نماز میں سہواً خلاف ترتیب پڑھنے کا حکم

نماز میں قرأت علی الترتیب فرض ہے واجب ہے یا سنت ؟ اگر بغیر ترتیب کے قرأت پڑھی گئی تو کیا نماز ہو گئی۔ مثلاً سورۃ الناس پہلے اور سورۃ فلق بعد میں پڑھی۔

جواب: **الحکم** دانستہ خلاف ترتیب پڑھنا مکروہ ہے۔ سہواً ایسا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ پہلی رکعت میں اگر سورۃ ناس پڑھی ہے تو دوسری میں بھی یہی پڑھے۔

ویکثرہ الفصل بسورۃ قصیدۃ وان یقرأ منکوساً الا اذا ختم القرآن۔ (درمختار)۔ قوله منکوساً بان یقرأ فی الثانیۃ سورۃ اعلیٰ مما قرأ فی الاولی لان ترتیب السور فی القرأۃ من واجبات التلاوۃ۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۵۵)۔ قال فی الفتح قرأ فی الاولی بقل اعوذ برب الناس یقرأ فی الثانیۃ هذه ایضاً۔ اه (فتح المتدبر، ج ۱، ص ۲۲۳)۔ فقط والله اعلم

الجواب صحیح
احمد رضا نور عفا اللہ عنہ
بنہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ریس الافکار
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۴۰۹ھ

یسین سے مرسلین تک پڑھنے سے واجب قرأت ادا ہو گئی

فرض نماز کی ایک رکعت میں یسّٰ : والقرآن الحکیم : انک لمن المرسلین : تین آیات پڑھ لی جائیں تو کیا نماز بالکل درست ہو جائے گی۔ یہ اشکال اس وجہ سے ہوا کیوں کہ یسین پر اختلافی آیت کا نشان ہے ؟

جواب: **الحکم** اگر بعد از فاتحہ صرف ”مرسلین“ تک پڑھا ہے تو عند البعض نماز ہو جائے گی۔ فمع عدم وجوده یعمل باطلاق عبارة الحلبي من

الاكتفاء بالایة التي بلغت ثمانیۃ عشر حرفاً لا قسامة واجب القرأۃ (تقریرات رافعی، ج ۱، ص ۵۵)۔

لیکن نماز کے معاملہ میں احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اسی پر اکتفا نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

ابجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقمار ۱۴۰۶ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

أَحَدُ اللَّهِ الصَّمَدُ پڑھنا بھی جائز ہے

دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ قل هو الله احد الله الصمد میں اگر اللہ کے لفظ سے پہلے ن ملا کر پڑھا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ ایسا پڑھنے سے نماز کے اندر کوئی نقص تو واقع نہیں ہوتا؟ غلام فرید امام مسجد شترمیڈیکل کالج ملتان۔

سورۃ اخلاص میں وصل کی صورت میں الله الصمد کی بجائے اِنَّ الله الصمد پڑھ لینا جائز ہے اور اس سے نماز کے اندر کوئی نقص نہیں آتا مطلقاً

رہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۹/۱۴۰۶ھ

فرائض کی آخری رکعتوں میں سورۃ نہ ملانے کی وجہ

فرائض کے سوار سنن و نوافل کی ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن پاک کا پڑھنا ضروری ہے حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نماز تو ذکر اور تلاوت کا نام ہے۔ اس لحاظ سے فرائض میں ذکر اور تلاوت کی کثرت ہونی چاہئے تھی اور ماسوا میں تخفیف۔ لیکن معاملہ برعکس ہے اس کی عقلی وجہ کیا ہے؟

حکیم الامت حضرت بقاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورۃ نہ ملانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ

در اصل ابتداء میں نماز دو رکعت ہی مقرر ہوئی تھی بعد ازاں خدا تعالیٰ نے ان دو رکعتوں کی تکمیل و اکمال کے لئے ظہر و عصر و عشاء کے فرائض کیساتھ دو دو رکعتیں اور مغرب کی نماز میں حکمت و تدبیر کو ضائع نہ کرنے کی وجہ سے ایک رکعت ملائی۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کا جبر کسر مطلوب ہو تو اس کے

ساتھ اس کے نوع کی ایسی چیز ملائی جاتی ہے جو حیثیت و درجہ میں اس سے ادنیٰ ہو۔ پس اگر پہلی دو رکعت فرائض کے ساتھ دوسری دو رکعت کامل مع ضم سورت ملائی جائیں جو ہر وجہ و پہلو سے پہلی دو رکعت کے برابر ہوں تو جبر کسر و اکمال رکعتین کی حکمت ضائع ہو جاتی اور خود پہلی دو رکعتوں کا جبر کسر اسی مصلحت سے ہوا کہ بسا اوقات حضور توجہ یا فہم قرأت یا ارکان میں سے کسی رکن میں نقص و کسر رہ جاتا ہے۔ اس کے عوض میں دوسری رکعتیں ملائی گئیں۔ (المصلح العقلیہ، ص ۴۷)

چونکہ سوال دلیل عقلی سے تھا اس لئے دلائل نقلیہ اور مذکورہ حدیث کے جواب سے تعرض نہیں کیا۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۵
۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

أَشْتَاتًا لَيَرُوا كَوَلِيْرًا يَرْهَنُ كَأَحْمَك

أَشْتَاتًا لَيَرُوا کی بجائے أَشْتَاتًا لَيَرُوا پڑھ دیا جائے یا لَهَب کی بجائے لَعَب پڑھ دیا جائے یا "اعننی" کی بجائے "اعننی" تو کیا نماز ہوگئی یا نہیں؟

ان صورتوں میں نماز تو صحیح ہوگئی لیکن امام صاحب پر یہ بات ضروری اور لازم ہے کہ وہ پہلے کسی قاری صاحب سے نماز اور چند سورتیں صحیح کرائیں پھر امام بنیں۔ پھر

اسی طرح آہستہ آہستہ سارا قرآن مجید صحیح پڑھنے کی کوشش کریں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۴/۹
۱۳۹۰ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

رَبِّ الْعَالَمِينَ يَا الرَّحْمَنَ الرَّحِيمَ پڑھنے کا حکم

امام قرأت پڑھے الحمد للہ رب العالمین یا الرحمن الرحیم تو کیا نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں؟
محمد لطف اللہ خاں لاہور

الجواب نماز تو فاسد نہیں ہوتی لیکن یہ عمل قرأت کے اعتبار سے درست نہیں امام صاحب کو چاہئے کہ آئندہ کے لئے اس فعل کو چھوڑ دے۔ الحمد للہ رب العالمین پر پڑھنے کے بعد صرف ن کو الرحمن کے ساتھ نہ ملانا چاہئے۔ بلکہ ن کے ملائے بغیر الرحمن الرحیم پڑھنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

معین مفتی خیر المدارس ملتان ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ
اگر العالمین پر وقف نہیں کیا اور وصل کیا ہے تو لامحالہ نون پر فتح آئے گا اور اگر وقف کر کے پھر نون کو ملایا تو یہ غلط ہے۔
داجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان ۳/۴/۱۳۷۹ھ

قرأت اس طرح کرے کہ خود بھی سنے

میں بہشتی زیور کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اس میں پڑھا ہے کہ قرأت اس طرح کرے کہ آواز کان میں آئے اگر ایسا نہ کیا تو نماز نہ ہوگی یہ فرض پڑھنے کے بیان کے آخر میں ہے (ص ۲۷)۔ میں اب تک اس طرح نماز نہیں پڑھتا رہا کہ کان میں آواز آئے۔ کیا اتنے سالوں کی نمازیں قضاء کروں؟

یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے۔ بہشتی زیور میں اسوط کو اختیار کیا گیا ہے اور پوری تفصیل شامی ج ۱ ص ۸۹۸ میں موجود ہے۔ لہذا گزشتہ سالوں کی نمازوں کی

کی قضا کی ضرورت نہیں آئندہ بہشتی زیور کے مطابق عمل کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۳/۴/۱۳۸۶ھ

لہ و ادنی الجہر اسماع غیرہ و ادنی المخافتہ اسماع نفسہ اھ (در مختار)

(قوله و ادنی الجہر اسماع غیرہ) اعلم انہم اختلفوا فی حد

وجود القراءة علی ثلاثہ اقوال فشرط الہند والی والفضل لوجودھا

خروج صوت یصل اذنه وبہ قال الشافعی و شرط بشوالیسی

واحد خروج الصوت من الفم وان لم يصل الى اذنه لكن بشرط كونه مسموعا في الجملة حتى لو ادخل احد صماخه الى فيه يسمع ولم يشترط الكوخي و ابو بكر البلخي السماع و اكتفيا بتصحيح الحروف واختار شيخ الاسلام وقاضي خان و صاحب المحيط و الحلواني قول الهندواني كما في معراج الدراية ونقل في المحجتي عن الهندواني انه لا يجزيه ما لم تسمع اذناه و من بقربه و هذا لا يخالف ما مر عن الهندواني لان ما كان مسموعا له يكون مسموعا لمن في قربه كما في الحلية والبحر ثم انه اختار في الفتح ان قول الهندواني و بشر متحدان الى قوله وان ما قاله الهندواني صحيح وارجح لاعتماد اكثر علمائنا عليه اهـ (شامی ج ۱ ص ۴۹۸ و ۴۹۹)۔

احقر محمد النور عفا الله عنه، مرتب خیر الفوائد

قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ کے

بارے میں ایک سوال و جواب

جملہ حضرات فضلاء دارالعلوم ہذا کے تجربہ علمی کے سامنے پر خلوص اور نہایت دردمندانہ اپیل ہے کہ صحت تلفظ قرآن کی پوری پوری اہمیت کو نظر غائر مد نظر رکھتے ہوئے اپنے صحیح علمی فیصلہ سے مطلع فرما کر عند الناس مشکور و عند اللہ مہجور ہوں۔ الفاظ یہ ہیں۔

۱ : سورة نمل، رکوع دوسرا۔ واقعہ داؤد اور سلیمان علیہما السلام۔ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

۲ : سورة اعراف، رکوع دوسرا۔ واقعہ آدم اور حوا علیہما السلام۔ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ۔ الخ

قَالَ اور ذَاقَا میں لحاظ سیاق و سباق معنوی دونوں الف علامت تثنیہ ہیں۔ صرفی

قانون التقاء ساکنین علی حدّہ کا عام تقاضا ہے کہ التقاء ساکنین علی حدّہ میں حروف مدّہ کا حذف لازمی

ہے۔ جیسے اِضْرَبُوا الْقَوْمَ - اِضْرَبُوا الْقَوْمَ - اِضْرَبُوا الْقَوْمَ - لَہٰذَا قَالَا اور ذَا قَا دونوں تشنیہ لفظوں میں الف ساکن مدہ کو حذف کر کے قَالَ الْحَمْدُ اور ذَا قَا الشَّجَرَةَ پڑھنا چاہئے۔

دوسرا گروہ تشنیہ کے لفظ میں تشنیہ کے الف کو گرا کر صیغہ واحد مذکر کی شکل میں قَالَا کو قَالَ اور ذَا قَا کو ذَا قَ پڑھنا سیاق و سباق معنوی کے زبردست خلاف سمجھتا ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے کہ الف کا حذف یہاں غلط ہے۔ قَالَا کو بغیر الف واحد بنا کر قَالَ پڑھنا اور ذَا قَا کو ذَا قَ پڑھنا یہ ایک قرآن میں کھلی معنوی تحریف ہے۔ کیونکہ دونوں فہول کا مرجع تشنیہ ہے نہ کہ واحد۔

لہٰذا بصداق ما من عام الاخص منه البعض دونوں تشنیہ صیغوں میں بجائے حذف الف کو بین بن کر کے پڑھنا چاہئے۔ نہ حذف نہ اثبات قَالَا لَہٰذَا - حَمْدُ۔

صحیح فیصلہ فضلاء دارالعلوم کے سامنے ہے۔ دونوں میں سے صحیح استدلال اور صحیح موقف کے وضاحت فرما کر عند الناس مشکور و عند اللہ ماجر ہوں۔

سورۃ نمل اور اعراف کے مذکورہ دونوں کلمات تشنیہ کے صیغے ہیں التقاء ساکنین کے ضابطہ کے تحت دونوں الف پڑھنے میں نہ آئیں گے۔ لیکن لکھنے میں برقرار اس لئے رکھے جائیں گے تاکہ صیغہ کے تشنیہ ہونے پر دلالت کریں اور فعل کا صدور دونوں سے ہونا معلوم ہو جائے۔ ان دونوں مقامات پر کوئی متواتر قرأت بین بن کی نہیں ہے۔ قرأت متواترہ میں کسی زید و عمرو کو دخل اندازی کی اجازت نہیں۔

قرآن کریم میں اس کی بہت سی نظائر موجود ہیں کہ التقاء ساکنین کے وقت مدہ کو صرف تلفظ میں حذف کیا گیا ہے کتابت میں باقی رکھا گیا ہے۔

والذین صبروا ابتغاء وجه ربهم واقاموا الصلوة - الایۃ

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۵

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک لے نماز پڑھنے والے کیلئے مسنون قرأت

جب آدمی ایک لے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز میں سنون قرأت کی مقدار کیا ہے ؟
المستفتی : حافظ مقبول احمد ، قادر آباد فارم ، ضلع ساہیوال

غیر مسافر ایک لے نماز پڑھنے والے کے لئے بھی سنون قرأت وہی ہے جو امام کے لئے سنون ہے۔ یعنی فجر اور ظہر میں طویل مفصل ، عصر اور عشاء میں اوسط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھنا سنون ہے۔

(ویسن فی الحضرة الامام و منفرد) ذکرہ الحلبي والناس
عنه غافلون (طول المفصل) (در مختار)۔

قال ابو حنيفة ؓ والذي يصلي وحده بمنزلة الامام في جميع
ما وصفنا من القراءة سوى الجهر قال الزاهدی وهذا نص على
ان القراءة المسنونة يستوى فيها الامام والمنفرد والناس عنه
غافلون اه (شامی ، ج ۱ ، ص ۳۹۹) فقط والله اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفسد معنی غلطی مفسد صلوٰۃ ہے اگر نماز میں قرأت کرتے ہوئے غلطی سے یوں پڑھ

دیا مثلاً المتفقون والمنفقت بعضهم من

بعض یاأمرون بالمنکر وينهون عن المعروف کی جگہ یاأمرون بالمعروف وينهون
عن المنکر پڑھ لیا تو نماز کا کیا حکم ہے آیا نماز فاسد ہوگئی یا نہ۔ بینوا تو جروا۔

چونکہ صورت مسئلہ میں معنی میں تغیر فحش ہو گیا ہے۔ لہذا نماز فاسد
ہوگئی وہ نماز دوبارہ پڑھی جائے۔ رکذا فی فتاویٰ قاضی خان ، ج ۱ ، ص ۶۷۔

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۱۱ھ

ما يتعلق
بالإمامة والجماعة

اقتدار فاسق مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی

سوال - نحمد الله وحده ونصلی علی من لانبی بعده -
 اقتدار فاسق کی کراہت میں دو تفصیل کا اختلاف ہوا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے چنانچہ خلاصۃ الفوائد میں ہے۔

إذا كان إمام الهی زانیاً أو آكل الرباء له انت یتحول ام -
 اور طحاوی میں ہے۔ وفي السراج هل الافضل انت یصلی خلف هؤلاء ام الانفراد
 قيل اما في الفاسق فالصلوة خلفه أولى وهذا انما یظهر علی ان امامته مکروهه
 تنزیهياً - (ص ۱۶۵) -

اور شرح عقائد میں ہے۔ و یجوز الصلوة خلف کل بر وفاجر لان علماء الامه حکما ورا یصلون
 خلف الفسقة و اهل الاهواء والبدع من غیر نص کثیر : ص ۱۶۵
 اور در مختار میں ہے۔ صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة -
 اور نیز در مختار میں ہے۔ انت الصلوة خلفه أولى من الانفراد ولكن لا یتال کما یتال خلف تقی -
 اور فرماتا ہے کہ آج کل ہر شخص فاسق ہے۔ اور فسق میں عموم بطوری ہے۔ لہذا بوجہ لا چاری کے اقتدار فاسق
 مکروہ تنزیہی ہے۔

اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ ہر شخص کو فاسق ماننا خلاف واقعہ ہے۔ امت میں لاکھوں متقی موجود ہیں اور لاکھوں
 ائمہ پرہیزگار ہیں۔ علاوہ انہیں امامت میں فاسق سے مراد ظاہر الفسق ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں۔
 واستظهرنا هناك عدم کراهة الاقتداء مالم یعلم منه مفسدا حکما
 مال البہ للخیر الرملی : ص ۶۶۵ ج ۱ -

اور مفتی فقہ حنبلی میں ہے۔ وان لم یعلم حاله ولم یظهر منه ما یمنع الائتھام به

فصلوۃ الماسوم صحیحہ نس علیہ السلام فی السلیلین السلامۃ ص ۲ ج ۲۔
اور ظاہر الفسق شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔

اما الفاسق فقد عللوا کراهۃ تقدیمہ بانہ لا یستم لامردینہ وبانہ فی
تقدیمہ لامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً ولا یخفی انہ اذا
کان اعلم من غیرہ لا تزول العلة فانہ لا یؤمن ان یصلی بہم بغیر طہارۃ فہو
کالمبتدع نکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح النیۃ علی ان کراہۃ
تقدیمہ تحریم لما ذکرنا ص ۵۲۳ ج ۱۔

اور شرح عقائد میں جو سلف صالح کا اقتداء ائمہ مجوس سے کرنا نقل ہے مجبوراً ضابطہ الضرورات میں منظور است تحت تھا۔ حاصل یہ کہ
اقتداء فاسق مکروہ تحریمی ہے۔ دلائل اور بھی تھے مگر سب کو لکھا نہیں۔ فقط۔

نذیر احمد صاحب قبة والی احمد پور شرقیہ۔

جواب
وفی رد المختار علی الثامیۃ ص ۵۲۳ ج ۱۔ ویکرہ تنزیہاً امامۃ عبد ولو
معتقاً الی قوله وفاسق واعنی وفی رد المختار لقوله فی الاصل
امامۃ غیرہم احب الی بحر عن المجتبی والمعراج ثم قال فیکرہ لم التقدیم
ویکرہ الاقتداء بہم تنزیہاً فان امکن الصلوۃ خلف غیرہم فہو افضل
والا فالافتداء اونی من الانفراد۔

وفی البحر ص ۲۴ ج ۱۔ تحت قول ذکرہ امامۃ الاعراب والعبد والفاسق
وللمبتدع والاعمی وولد الزناء فالحاصل انہ یکرہ لہؤلاء التقدیم ویکرہ
الاقتداء بہم کراہۃ تنزیہیۃ۔ وفی منحة الخالق فالحاصل انہ یکرہ
قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیۃ الصل ان کراہۃ تقدیم الفاسق والمبتدع
کراہۃ التحریم۔

بحر الرائق کے حاشیہ پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ فاسق اور مبتدع کی امامت
مکروہ کبرامت تحریم ہے۔ اور عبد اور اعمی اور ولد الزنا کی امامت مکروہ کبرامت تنزیہیہ ہے۔ لہذا ہر دو قائلین میں
سے دوسرے کا قول صحیح ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

خادم الافانہ خیر المدار کس : ملتان

۱۳۶۱ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

امامۃ اللشغ لفرہ جائزہ ہے یا نہیں ؟ قول راجح اوسطیہ
مع حوالہ تحریر فرمادیں۔

امامۃ اللشغ لفرہ : سوال

حافظ قرآن یا امام اچھی کی زبان میں قدرے کثرت ہو اور لام و راء کو ابھی طرح ادا کر سکتا ہو تو ان کے
اقتدار کا حکم کیا ہے ؟

والی الدر المختار ولا غیر اللشغ بہ ای بالالشغ علی
الاصح والی رد المحتار ای خلافا لما فی الخلاصۃ عن الفضل
من انها جائزۃ الی قوله وظاہرہ اعتمادہم الصحۃ ثم قال ولكن الاحوط
عدم الصحۃ وفيہ قال فی الغریب هو الذی یتحول لسانہ من اللین
الی الثناء وقیل من الرأ الی اللین واللام او الیاء زاد فی القاموس او من
حرف الی حرف وفيہ انه (ای اللشغ) بانہ لو كانت یسیرۃ بان یأتی
بالحرف غیر صاف لہ قوتہ۔ (ص ۵۴ ج ۱ شامیہ)
ان روایات یہ امور مستفاد ہوتے

- ۱ : اگر اللشغ سے حرف صاف نہ نکلے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اس کی امامت جائز ہے۔
- ۲ : اگر ایک حرف دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے تو اس میں اختلاف ہے۔
- ۳ : لیکن جہاں عموم ہو ہی ہو محنت کا حکم مناسب ہے۔ (کذا فی امداد الفتاویٰ ص ۲۴ ج ۱)

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

یہاں کے سن ۹۹ء فی صدر لوگ مشتبہ الصوت حروف میں
سوال امتیاز نہیں کہتے۔ مثلاً ث کو س اور ذال کو زار

غلط سوال کی اقتدار کا حکم

اور حار مہملہ کو غار مجھ پڑھتے ہیں۔ اسی طرح عین مہملہ اور حجبہ میں فرق نہیں کہتے۔ ضاد کو دال مخم دوا د پڑھتے ہیں
بعض لوگ فتح کو بعث ب الف بڑھا کر مفرد سے تشنیہ اور لام تاکید سے لام نفی بنا دیتے ہیں جیسے جَعَلَ لَكَم الارض
کو جَعَلَ لَكَم الارض اور مثلاً اِنِی اِذَا لَفِی ضَلَلٍ مَبِینٍ کو اِنِی اِذَا لَفِی ضَلَلٍ مَبِینٍ پڑھتے ہیں۔
بعض لوگ الف کو نہیں پڑھتے جس سے صیغہ بدل جاتا ہے جیسے اَرْسَلْنَا کو اَرْسَلْنَا اور اِنَّا کو اِنَّا پڑھتے ہیں۔
موضع وقف کی کوئی تمیز نہیں۔ جہاں دل نے جاہ وقف کر دیا۔ مثلاً اَلْحَمْدُ پر وقف کر کے یلہ سے استدراک کی۔

یا اَوْ اَنْقَضُ پر وقف کر کے مِنْهُ قَلِيلًا سے ابتدا کی۔

جہاں رموز اوقاف لگے ہوئے ہیں وہاں حالت وقف میں بھی آخری حرف پر سکون پڑھتے ہیں۔ اسی طرح تمام حرکات کو مجہول پڑھتے ہیں۔ اور طار کو توار۔ اور صَاد کو سواد پڑھتے ہیں۔

بہشتی زبیر حصہ دوم میں حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: ”اگر کسی سے کوئی حرف صحیح نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث، س، ص، سب کو سین پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق لازم ہے۔ اگر صحیح پڑھنے کی مشق نہ کرے گی تو گناہگار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی“

اور حصہ یازدہم میں فرماتے ہیں۔ جس شخص سے صاف حروف ادا نہیں ہو سکتے مثلاً سین کو ث اور حرف میں ایسا ہی تغیر و تبدل ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔

اسی طرح امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۶۳ پر فرماتے ہیں۔ البتہ ایسوں کی امامت سے احتراز لازم ہے۔

فی فتاویٰ قاضی خان فان كان لا ينطق لسانه في بعض الحروف الخ قوله لا يوم غيره كذا الرجل اذا كان لا يقف في مواضع الوقف الخ (امداد الفتاویٰ) کبیری میں ہے۔

والذي ينبغي ان يكون الحكم عليه كالحكم في الاشغ انه يجتهد في اصلاح لفظه ولا يفسد مادام على الاجتهاد ولكن لا يجوز لغيره الاقتداء به فانهم عموا هذا الحكم في كل من لا يمكنه النطق بحرف الخ (ص ۲۹) اسی طرح کبیری کے لکھے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

ولهذا اجبت من سألني انه صلى خلف امام فقروا واما بئعته ربك فحدث ، بالسین محكان الشاء بأن صلواته فاسدة .

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بندہ اکیلے نماز پڑھ لیا کیسے یا بعد میں اعادہ کیا کیسے۔ ؟

وفی فتاویٰ قاضی خان ص ۶۷ ، اما الخطأ في الاعراب اذا لم

الجواب

ينير العنى لا تفسد الصلوة عند الكل كما لو قرأ الخ

وان غير العنى تفديراً فاحشاً بان قرأ وعصى آدم ربه فغوى بنصب ميم آدم ورفع باء ربه او قرأ الباري للصور بنصب الواو او قرأ انما ينشئ الله من عباده العلماء يرفع الله ونصب العلماء الى قوله وما اشبه ذلك مما لو تعمده به يحكف اذا قرأ خطأ فسدت صلواته في قول

التقدمين واختلف المتأخرون في ذلك قال محمد بن مقاتل وابو نصر محمد بن سلام وابو بكر بن سعيد البلخي والفقير ابو جعفر الهندي والشيخ الامام ابو بكر محمد بن الفضل والشيخ الامام اسمعيل الزاهد وشمس الائمة الحلواني لا تفسد صلوته وما قاله للتقدمون احوط لان لو تعدد يكون كفرا وما يكون كفرا لا يكون من القرآن وما قاله المتأخرون اوسع لان الناس لا يميزون بين اعراب واعراب فلا تفسد الصلوة وهذا على قول ابى يوسف ظاهر - وفيه بعد سطوع وعامة الشائخ على ان ترك المد والتشديد بمنزلة الخطاء في الاعراب لا يفسد صلوته في قول المتأخرين وايضا فيه : ص ١٠٤ - وان ذكر حرفا مكان حرف وغير اللعين فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد لا تفسد صلوته وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالطاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف الشائخ فيه قال اكثرهم لا تفسد صلوته -

روايات بالا سے معلوم ہوا کہ جو غلطیاں سوال میں ذکر کی گئی ہیں ان غلطیوں سے عند المستأخرین نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس اگر کوئی صحیح پڑھنے والا شخص مذکور فی السؤال غلطیوں کے ساتھ پڑھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اس نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔ اور نہ صحیح پڑھنے والے شخص کو ترک جماعت کہہ کے علیحدہ نماز پڑھنی چاہیے۔ چونکہ اس مسئلہ میں فقہاء کرام کا اختلاف بھی ہے۔ اس وجہ سے صاحب ہشتی زلیہ اور صاحب کبیری نے دوسرے فقہاء کے قول کو راجع سمجھ کر اس کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں جواب لکھا ہے۔ اس لئے جب تک آپ کو دوسری جگہ جماعت نہ ملے اس وقت تک امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں۔ اور یہ بھی کوشش کریں کہ امام صاحب صحیح قرأت کی کوشش کریں۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسماعیل غفرلہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فضل مفضول کی اقتدار کر سکتا ہے

سوال ایک شخص جو عقائد بریلویہ سے تعلق رکھتا ہے اپنے وعظوں میں اکثر کہتا ہے کہ جس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کے لئے عرشیں تب یہ آرزو رکھے کہ کاش یہ جوتی میرے اوپر ہوتی اس کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ صیحا بنی امام بن کر کھڑا ہو سکتا ہے ؟ پھر کہتا ہے ہرگز نہیں ۔ بلکہ یہ بات نہ کتابوں میں ہے اور نہ حدیثوں میں ہے ۔ بلکہ دیوبندی فرقہ نے آپ ہی گھڑی ہے ۔

اب صورت یہ ہے کہ دیوبندی فرقہ کے ایک سو چالیسٹھ آدمی میں جسوں نے مجھے بھیجا ہے کہ میں خیر المدارس سے اس چیز کا حوالہ لے آؤں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امامت کی ہے اور حضور آپ کے مقتدی ہوتے ہیں ۔

الجواب شخص مذکور جھوٹا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے صحیح احادیث میں صحیح سند کے ساتھ یہ واقعہ موجود ہے ۔ محدثین اور فقہاء نے لکھا ہے کہ افضل مفضول کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہے ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد اللہ غفرلہ مفتی جامعہ ہذا ۱/ ۲۵
۱۳۶۹ھ

لہ عن عائشة رضی اللہ عنہا انہ علیہ السلام صلی فی مرضہ الذی
توفی فیہ خلف الی بکر قاعدا ۔ رواہ الترمذی وقال حسن صحیحہ ۔
(حکیری : ص ۲۸۰)۔

لہ رواہ مسلم عن المغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ۔ (مشکوٰۃ : ج ۱ ص ۵۲)۔
احقر محمد انور مرتب خیر القادسی

قلعی بھرے ہوئے دانتوں سے امامت کرنا

سوال زید کے دانت اندر سے کھو گئے اور خوردہ ہیں ۔ اگر وہ دانتوں کو کسی دوا یا قلعی سے بھر لے تو اس صحت میں غسل وغیرہ میں کوئی حرج تو نہیں ؟ اور اس حالت میں امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب بھردانا جائز ہے ، غسل ہو جائے گا ، امامت کر سکتا ہے ۔

لو تحوکت ثنیۃ الرجل لا فسادا بذهب او فضۃ لا بائس بہ اھ
الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
(امداد المفتیین ج ۱ صفحہ ۱۰۷ بحوالہ قاضی خاں)
محمد انور عفا اللہ عنہ

معدور کی اقتدار کا حکم : سوال ایک لڑکا بالغ سترہ سال کا ہے اور چار جماعت سکول

دفاعی و صرف دُخو اور ترجمہ قرآن شریف کا چار سپا ہے بھی پڑھا ہوا ہے اور وہ ایک مرض میں مبتلا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی اسٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور نماز ادا کرتے وقت کبھی کبھی پیشاب کی بوندیں گرتی رہتی ہیں۔ کبھی بند ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی شروع۔ گرمی ہو یا سردی۔ اسٹیشن کے اوپر وہ رہتا ہے۔ اور کوئی جماعت کرانے والا نہیں ہے۔ جماعت کرنے کے لئے بہت لوگ تنگ ہیں۔ کیا وہ جماعت کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب معدور شرعاً وہ شخص ہے کہ اس کو وقت نماز پڑھنے کا اتنا بھی نہیں مل سکتا کہ وہ وضو کر کے فرض ہی پڑھ سکے۔ بلکہ اتنی دیر میں ہی اس کو پیشاب کا قطرہ وغیرہ ضرور آتا ہے۔ جب کسی آدمی کو ایسی حالت پیش آجائے تو وہ معدور سمجھا جاتا ہے اور اس وقت تک معدور سمجھا جائے گا جب تک کہ نماز کی وقت میں کو ایک دفعہ بھی حدث ہو جاتا ہے۔ پہلی تعریف ابتداء عذر کے لئے ہے اور دوسری بقایا عذر کے لئے۔ پس جو شخص معدور ہو، اس کے پیچھے تندرست آدمی کی اقتدار جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ معدور وضو کر کے نماز پڑھائے، نہ وضو کرتے وقت قطرہ نکلا اور نہ نماز میں، تب جائز ہو جائے گی۔

فی الدر المختار ص ۳۹ ج ۱۔ ولا طاهر بعد هذا ان قارن الوضوء الحدث

او طهر عليه بعده۔ وصح لو توضأ على الانقطاع وصلى كذلك۔

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ
مستم خیر الدار کس ملان
فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
خادم الافاق خیر الدار کس ملان
مؤرخ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ
۱۳ : ۵ : ۱ : ۱۳ ھ

سنن قبلہ پڑھے بغیر امامت کرانا : سوال امام صاحب ایسے وقت میں پہنچے کہ جماعت

تیار تھی انہوں نے بجائے ظہر کی چار سنتیں ادا

کرنے کے جماعت کرادی۔ تو کیا یہ جماعت درست ہوگئی ؟ صورت مسئلہ میں جماعت درست ہوگئی نماز میں کسی قسم کی کراہت نہیں آئے گی۔

(فتاویٰ ابراہیم، ص ۲۵۸ ج ۱)

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
۱۳۹۵ : ۱۲ : ۲۶ ھ

امام کے لئے ضروری ہے کہ مستدین و متوابع ہو

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ڈاڑھی منڈا یا بے نازی امام ہو سکتا ہے یا دوسرے غیر شرعی کاموں کا مرتکب امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ متولی و امام میں کیا فرق ہے۔ آیا متولی کا ہر نماز میں شریک ہونا فرض ہے؟ یا متولی کا تنخواہ وغیرہ وصول ذکرنا اس کی تولیت پر اثر انداز ہو سکتا ہے؟ کیا ایک مسجد کے متولی کا مکان اگر دوسرے محلہ میں ہو تو اس سے متولی نہ ہو سکنے کی صورت نکلتی ہے جب کہ انتظام وغیرہ میں کوئی فرق نہ ہوتا ہو؟

المفتی مولوی غلام محمد متولی و صدر مسجد بیڑی الی
بستی باغبان بیرون دہلی گیٹ ملتان شہر

الجواب امام اس شخص کو مقرر کیا جاوے جو عالم، متدین، متورع ہو۔ ڈاڑھی منڈانا اور بے نازی ہونا گناہ کبیرہ ہے جس کا مرتکب فاسق ہوتا ہے۔ فاسق کو ہرگز امام نہ بنایا جاسکتا۔ اور اگر پہلے سے امام چلا آ رہا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے معزول کر دیں۔ متولی مسجد کے انتظامات و مالیات کا نگران ہوتا ہے تنخواہ متولی کے لئے ضروری نہیں ہے تنخواہ وصول ذکر نہ اسے تولیت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔ اس کا ہر نماز میں شریک ہونا اسی مسجد میں ضروری نہیں ہے۔

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
محمود عفی عنہ
مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۳۸۷ھ : ۸ : ۲۴

۱۹۵۳ء کی تحریک میں معافی مانگنے والے کی امامت

سوال : ہمارے ہاں ایک امام عالم و فاضل ہیں ان میں امامت کی صلاحیت بھی ہے، سند یافتہ ہیں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں رضا کاروں کے ساتھ جیل میں بھی گئے۔ پھر معافی مانگ کر باہر آئے اور کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب امام موصوف کی اقتدار میں نماز درست ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

اس تحریک کے اختتام پر کافی لوگوں نے معافی مانگ کر رہائی حاصل کی لہذا اس وجہ سے ان پر امامت نہیں کی جاسکتی۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۵ : ۶ : ۱۳۸۲ھ

کبھی شیعہ کبھی سنی بن جانے والے کی امامت

سوال ایک شخص عرصہ تک سنیوں کا امام رہا۔ پھر ایک شیعہ نے اس کو لایچ دے کر شیعہ بنالیا۔ اس دوران وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو برسر عام گالیاں دیتا رہا۔ پھر اس کو ایک سنی راہ راست پر لے آیا۔ ایک سال امامت کرانے کے بعد پھر شیعہ ہو گیا۔ اب پھر سنیوں کی مسجد میں امامت کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟

الجواب ایسے شخص کی اقتدار سے احتراز لازم ہے۔ جس کو اپنے دین کی حفاظت کا ذرہ بھی خیال نہ ہو اور لایچ کی خاطر کبھی شیعہ بن کر صحابہ کرام علیہم الرضوان پر تبرار کرے۔ اور سنیوں سے نفع ملنے کی توقع ہو تو اپنے آپ کو سنی کہلوانا شروع کر دے، ایسے شخص کو امام نہ بنایا جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

سنی رہ کر شیعہ کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ البتہ شیعہ رہ کر تہذیب کے طور پر سنیوں کو نماز پڑھا سکتا ہے۔
لہذا سنیوں کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ والجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ

مزامیر کیساتھ قوالی سننے والے کی امامت

سوال ایک آدمی مزامیر کے ساتھ قوالی بھی سنتا ہے اور موجودہ دور کے بریلوی مولویوں خصوصاً عمر اچھروی اور عنایت اللہ سانگلی کو بلوا کر تقریر بھی کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے کا قائل ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے ؟
المستفتی
محمد یوسف رحمانی

ناظم مدرسہ خیر العلوم لودھراں

الجواب درمختار میں ہے۔ وکروہ کل لہو لقولہ علیہ السلام کل لہو للہو حرام الا ثلثة ملاعبتہ اہلہ وتأدیبہ لفرسہ وماناضلتہ بقوسہ (قولہ وکروہ کل لہو) ای کل لعب وعبث شامل لنفس الفعل واستماعہ كالرقص والسخریة والتصفيق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والزممار والصنم والبوق فانہا کلہا مکروہۃ لانہا زمی الکفار واستماع ضرب الدف والزممار وغیر ذلک حرام وان سمع بقتۃ یکون

معدودا و يجب ان لا يسمع قهستاني . (شامی ص ۲۶: ۲۵) قاضی دارالعلوم ص ۱۵۱ ج ۳)
روایت بالا سے معلوم ہوا کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سننا حرام ہے بناءً علیہ سوال میں مذکور صفات کے حامل
امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
بجو اب صحیح
بخیر محمد عفا اللہ عنہ

استاد کی ہتک کرنے اور تصویر کھینچنے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے پاس اپنے پیر یعنی مرشد کی تصویر رکھی ہوئی
صورت رکھنے کی یہ ہے کہ محض زیارت مقصد ہے یعنی کبھی نہ کبھی چوم لیتا ہے اس کے بارے
میں علماء دین کیا فرماتے ہیں یعنی اپنے مرشد کی تصویر کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں ؟
دیگر مرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنے استاد صاحب کو گالیاں دی ہیں اور اس پر طعن و تشنیع کرتا ہے۔ یعنی
برا بھتا ہے کیا ایسے شخص کی امامت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ہتک کر دے کہ پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں کیونکہ شاگرد اس کو گالیاں
دیتا ہے۔ نیز جو شخص اپنے مرشد کی تصویر رکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے وہ امامت کر سکتا ہے یا نہیں ؟
المستفتی عبد الرؤف

الجواب

عن عبد الله ابن مسعود ر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

يقول اشد الناس عذاباً عند الله المصورون متفق عليه .

تصویر بنانا اور کھینچنا اور کھینچنا شریعت میں حرام ہے لہذا شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

۲۔ بلا وجہ اپنے استاد عالم دین کی مخالفت کرنا اور عداوت اور توہین کرنا محصیت ہے۔ شامی

قال الزند و يستحق العقاب على النجاء على الاستاذ على التلميذ واحد على السواء . گالی بکنا فی نفسہ محصیت
ہے اور پھر استاد کو گالیاں دینا تو اور برا ہے پس شخص مذکور اگر فعل بد سے توبہ تائب نہ ہو تو اس کو امام بنانا نہیں چاہیے۔

بجو اب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
فقط واللہ اعلم
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

محکمہ اوقاف سے تنخواہ پانے والے کی امامت

سوال مساجد اوقاف میں جو امام رہتے ہیں یا مؤذن ہیں ان کو تنخواہ اوقاف سے ملتی ہے اس میں سے بنک کے پیسے اور خالص ہوں گے نذرانے وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں کیا ایسی مساجد میں جو محکمہ اوقاف نے بنائی ہوں اور محکمہ اوقاف کے ملازم ائمہ کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے ؟

الجواب جو مساجد اوقاف کی تحویل میں ہیں ان کی آمدنی ان کے اخراجات سے زیادہ ہے اور محکمہ اگرچہ اس آمدنی کو حرام مال کے ساتھ خلط کر دیتا ہے لیکن وہ مال حرام مغلوب ہوتا ہے۔ اور مال مخلوط (جس میں غالب حصہ حلال کا ہو) کا استعمال جائز ہے۔

کما فی العالمگیریۃ : ص ۱۰۵ ج ۲۔ آکل الوبوا او کاسب الحرام اھذی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لا یقبل ولا یأکل مالہ یخبثان ذلک للمال اصلہ حلال ورخہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالاً لا یأس بقبول ہدیئہ والا کل منها کذا فی الملتہ۔

لہذا ان ائمہ اور مؤذنین کو محکمہ سے تنخواہ وصول کرنا جائز ہے اور ان ائمہ کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسماعیل عنقرنی

۲
۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ



نسب بدلتے والے کی امامت : سوال ایک شخص اپنی ذات تبدیل کر لیتا ہے مثلاً

پہلے وہ سید نہیں تھا لیکن اب وہ اپنے آپ کو سید کہلاتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے ؟

الجواب غیر قوم کی طرف اپنے آپ کو فسوب کرنا فسق ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

ومن ادعی الی غیر ابیہ او استعفی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ المتتابعۃ الی یوم القیمۃ۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۹۷) حدیث کا حاصل یہ ہے۔

کہ ایسے شخص پر لعنت ہے۔ لہذا ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر الدین : طمان ۲۶ ۱۴ ۱۳۹۵ھ

داڑھی کے بارے میں سوودودی ائمہ کی غلط فہمی کا مدلل و مفصل جواب

آج کل کئی مساجد میں سوودودی ائمہ امامت کر رہے ہیں ان میں سے اکثر داڑھی شرعی مقدار سے کم رکھتے ہیں معذرا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی کی شرعی مقدار یہی ہے۔ لہذا براہ کرم آپ تحریر فرمائیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی روایات میں داڑھی رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

۲ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرر فرمائی ہو یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے داڑھی کے بارے میں کوئی حد مقرر ہو تو اس کی جتنی روایات ہوں تحریر کریں۔

۳ : حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی مبارک کی کس قدر تحدید تھی۔ اس بارے میں صحابہ کرام جن سے جتنی روایات ثابت ہیں وہ بھی ضرور تحریر کریں۔

۴ : صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کہا جاتا ہے معاذ اللہ کہ ان میں سے دو تین حضرات کے علاوہ کسی کے داڑھی نہ تھتی جیسا کہ سوودودی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ اگر اس بارے میں روایات ہوں تو ضرور لکھیں تاکہ سوودودی صاحب کے شبہات کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔

استفتی محمد شریف پانی پتی سائیکھڑ

۱ : عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحية۔

الحجۃ

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)۔

۲ : عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

خالفوا المشرکین احفوا الشوارب وادفوا اللحي۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)۔

۳ : عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم حذوا الشوارب وادفوا اللحي خالفوا المجوس۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)

۴ : عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)

۵ : قال النووی وفی رواية البخاری ودفوا اللحي۔ (مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)

۲ و ۳۔ احادیث بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی کو بڑھانے اور لمبی کرنے کا حکم دیا

اور حدیث نمبر ۴۴۴ میں اسے نہ صرف اپنی بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار دیا ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ لفظ فطرت کا معنی لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قالوا ومعناه انهما من سنن الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم۔
(مسلم: ج ۱، ص ۱۲۸)۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ”اعفاء اللحية“ جسے سنت الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قرار دیا گیا ہے اور اس کے اختیار کرنے کا ہمیں مکلف بنایا گیا ہے اس کی عملی صورت باعتبار مقدار کیا تھی کیونکہ داڑھی کی جو مقدار حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت قرار پائی گئی۔ وہی مقدار امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الوف التحيات والتسليمات) کے لئے مسنون و مأمور ہوگی بوجہ اشتراک و اتحاد لفظی کیونکہ دونوں جگہ پر لفظ ”اعفاء“ وارد ہے۔

قرآن کریم میں حضرت ہارون علیہ السلام کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے۔ یا ابن آدم لا تأخذ بلحيتي الاية و كان اخذها بشماله۔ (تفسیر جلالین شریف)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ریش مبارک ایک مٹھی سے کم نہ تھی۔ اور ایک حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی بھی یہی مقدار بلکہ اس سے بھی زائد معلوم ہوتی ہے۔

عن ابی معمر قلت لخباب ابن الارت اكان النبي صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر والعصر قال نعم قلت باي شيء كنتم تعلمون قراءته قال باضطراب لحيته۔ (بخاری شریف ص ۱۵۱)
صف میں کھڑے ہوئے مقتدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سرری قرأت کو باضطراب لحيہ شریفہ کے معلوم کرتے تھے۔

جس سے یہ ظاہر ہے کہ لحيہ مبارکہ ہمارے زمانہ کی طرز پر تراشیدہ شخصشی داڑھی نہ تھی بلکہ اہل حق کی طرح پوری اور مکمل داڑھی تھی۔ اور یہی حقیقت آیت بالا سے ظاہر ہو رہی ہے۔ پس آیت شریفہ اور اس حدیث کو حدیث نمبر ۴۴۴ کے ساتھ ملانے سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یہی مکمل داڑھی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث نمبر ۴۴۴ میں جس کا امر فرمایا وہ بھی یہی مکمل داڑھی ہے نہ کہ بریدہ و تراشیدہ شخصشی داڑھی۔ اس کی مقدار مأمور کا مسئلہ حل ہوگی۔

ثانیاً :- یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وارٹھی بڑھانے کے سلسلہ میں مخالفت مجوس کا حکم بھی دیا ہے۔ (دیکھئے حدیث ۱۷۱) اور مخالفت مجوس مکمل وارٹھی رکھنے میں ہے نہ کہ خشکی رکھنے اور کتراتے رہنے میں۔ کیوں کہ کتراتے رہنا بھی مجوسیوں کی عادت تھی۔
امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:-

واما اعفاء اللحية فمعناه توفيرها وهو معنى اوفوا اللحى
في الرواية الاخرى وكان من عادة الفرس قص اللحية
فنهى الشيع عن ذلك - (شرح مسلم ج ۱: ص ۱۲۹) -

بذل الجود میں ہے

وكان من عادة الفرس قص اللحية - (ج ۱: ص ۱۲۹) -
پس معلوم ہوا کہ مخالفت مجوس کرتے ہوئے مکمل وارٹھی رکھنا مامور ہے۔ اور خشکی رکھ کر کتراتے رہنا مجوسیوں کی موافقت ہے اور ممنوع ہے۔ اس سے معلوم و ظاہر ہے کہ خشکی رکھنا امتثال امر بموی کے لئے کافی نہیں۔ اور یہ مقدار اس قدر کم نہیں بلکہ عادت مجوس ہے۔

ثالثاً :- یہ کہ حدیث نمبر ۱۷۱ میں مخالفت مشرکین کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مخالفت پوری وارٹھی رکھنے میں ہے۔ کیوں کہ مشرکین وارٹھی کتراتے تھے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:- لانهم كانوا يقصون اللحى - اھ پس اگر ہم بھی کتراتے ہیں تو اس میں مشرکین کی موافقت ہے نہ مخالفت۔

رابعاً :- ان احادیث میں پانچ قسم کے الفاظ موجود ہیں۔ واعفوا - و اوفوا - وارخوا - وارجوا - ووفروا - ان میں سے ہر لفظ کا مقتضی یہ ہے کہ کامل لمبی لمبی وارٹھی رکھی جائے نہ کہ خشکی و فیشنی۔ ”الشعر الوافی“ کا ترجمہ ”الشعر الطویل“ ہے
”وعفا شعر البعير كثر وطال نغطي دبوه - عفا الارمل غطاها
النسبات والعفا ما كثر من ريش النعام او الشعر الطویل الوافی -

(قاموس: ص ۹۵۸)

یہ تمام استعمالات ”واعفوا“ کے معنی کی وضاحت کے لئے کافی ہیں۔ اور اسی طرح وقرؤا وقرؤا سے ماخوذ ہے۔ ”وفرہ“ سر کے اتنے لمبے بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں کی نو تک بڑھ گئے ہوں

یا اس سے بھی متجاوز ہوں۔

والوفرة الشعر المجتمع على الراس وما سال على الاذنين سنه وما

تجاوز شحمة الاذن - (قاموس، ص ۳۶۲)۔

ان میں سے ایک لفظ ”ارخوا“ ہے۔ یہ ارخار سے لیا گیا ہے۔ اور ارخار کا معنی لٹکانا ہے۔

ایفار اور ارجار کے معنی بھی ان کے قریب قریب ہیں۔

كان كبير اللحية وطويل اللحية - (اسد الغابة ج ۴، ص ۳۹)۔

ان الفاظ کے معانی لغویہ پر نظر کرنے سے کامل دائرہ کی مسنونیت ثابت ہوتی ہے انکار کی جرات نہیں۔ ہاں جو شخص حقائق لغویہ و شرعیہ سے آنکھیں بند کرتے ہوئے ”دفروا“ وغیرہ کا صرف اردو ترجمہ (دائرہ رکھو) دیکھ کر مجتہد بننے کے شوق میں ہو یا اسے صرف علماء حق کی مخالفت مقصود ہو تو اس سے یہ انکار کچھ بعید نہیں۔

”دفروا“ کا لفظ ارشاد فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ دائرہ کی مثل مطلوب ہے۔ دفرہ سر کے اتنے لمبے بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں سے بھی نیچے تک چلے گئے ہوں۔ اگر کسی نے دو دفرے سر کے بال نہیں منڈولے بلکہ ماہ تک بھی نہیں منڈولے تو انہیں دفرہ نہیں کہا جاسکتا۔ ہندی میں یہ نہیں کہتے کہ ”اس نے پٹے رکھے ہوئے ہیں“ تو چند دن تک دائرہ نہ منڈولنے کو دفروا اللہی ارشاد نبوی کی تعمیل کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

عجیب بھالت کا دور ہے کہ اپنی نادانی سے حقائق شرعیہ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ بدعات کو سنت اور سنت کو بدعات بنایا اور بتلایا جا رہا ہے۔ احادیث صحیحہ میں مشرکین و مجوس کے جس طرز قصر اللحیۃ کی مخالفت مصرح ہے اسے سنت قرار دیتے ہوئے اختیار کرنے پر زور دیا جا رہا ہے اور عالمین سنت پر طنز و تشنیع، استہزاء و تمسخر۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ آپ نے سوال کیا ہے کہ۔

”ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر کیا جائے جنہوں نے دائرہ رکھی۔ کیونکہ مودودی صاحبان

کہتے ہیں کہ دو یا تین کے علاوہ صحابہ کرام میں کسی کی دائرہ بھی نہ تھی۔“ والعیاذ باللہ۔

یہ اعتراض پہلے بھی سنے میں آیا تھا لیکن اسے ایک بازاری گپ سمجھ کر قابل اعتنا نہیں سمجھا

گیا۔ مگر سخت حیرت ہوئی جب کہ ایک فاضل کی تحریر میں یہ اعتراض دیکھا۔ فاضل موصوف کے

کلام کا حاصل یہ ہے۔

”کتب رجال میں سولہ چند راویوں کے کسی کی داڑھی کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوا کہ ثقہ ہونے کے لئے داڑھی کی پیمائش ضروری نہیں۔ (او کما قال)

اس عبارت میں موصوف نے اپنی عادت کے مطابق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو طعن و استہزاء کیا ہے اس سے قطع نظر ہم اس مفروضہ پر کلام کرتے ہیں جس پر موصوف کی کلام مبنی ہے۔

۱۔ موصوف کا پہلا مفروضہ یہ ہے کہ جب چند راویوں کے علاوہ کسی کی داڑھی کا ذکر نہیں ملتا تو معلوم ہوا کہ ان چند کے علاوہ کسی کی داڑھی نہ تھی۔ (جیسا کہ مودودی صاحبان کہتے ہیں)۔

۲۔ دوسرا مفروضہ یہ ہے کہ عدم ذکر داڑھی کے غیر اہم ہونے کی دلیل ہے۔

پہلے مفروضے کا بدیہی البطلان ہونا اظہر من الشمس ہے۔ کیونکہ سب عقلاء و اہل علم کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں۔ بلکہ عدم علم بھی عدم وجود کو مستلزم مقتضی نہیں حالانکہ عدم علم عام ہے۔ جب کسی چیز کا ہمیں معلوم نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا تو اس کا کتابوں میں ذکر نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل کیسے بن سکتا ہے۔

کائنات میں ہزاروں اشیاء ایسی موجود ہیں کہ جن کا نہ کسی کتاب میں ذکر ہے اور نہ کسی انسان کو ان کا علم تھا۔ سائنس کی ترقی اور جدید انکشافات کی اس کثرت کے باوجود بھی اب بھی ایسے ہی ہے۔ اور معلومات سے مجہولات کا دائرہ وسیع ہے۔ کروڑوں بلکہ اربوں انسان ہو گزر رہے ہیں لیکن ہر انسان کا جمالی تذکرہ صرف نام تک بھی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ملے گا۔ رفتگان سے گزر کر موجود انسانوں اور دیگر اشیاء کا بھی یہی حال ہے تو کیا اگر ہوتا تو ذکر ہوتا کہ مفروضے کی بنیاد پر ان موجودات کا انکار کرنا جائز ہوگا؟ اپنے گرد و پیش بلکہ اپنی یومیہ حرکات و سکنات اور اعمال و افعال پر غور کیجئے ان میں سے ہر ایک مفروضہ ”موجود، مذکور“ کی نفی نہیں کر رہا ہے؟ کیونکہ یہ سب موجود ہیں لیکن کتاب میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔ شریعات اعمال حسنہ و عبادات کا بھی یہی حال ہے۔ کروڑوں انسان ان پر عمل پیرا ہیں۔ ہر کاری محکمہ شماریات میں ان کا کوئی اندراج موجود نہیں اور نہ ہی کسی دقائق نگار ہی کی یادداشت میں ان کا محفوظ ہونا ضروری ہے۔ ان حقائق پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء اعمال و عبادات وغیرہ میں مذکور نہ ہونا ہے۔ ذکر کسی عارض کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس شخص مفروضہ ”موجود، مساوی مذکور“ پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھتا ہے اس کی بھالت و نادانی ظہر من الشمس ہے۔

حاصل یہ کہ اگر چند صحابہ کرامؓ کے علاوہ کسی کی داڑھی کا ذکر کتب و تاریخ میں نہیں ملتا تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دو، تین کے علاوہ کسی صحابی کی داڑھی نہ تھی۔ یہ ایسے ہی غلط ہے جیسے دھوپ میں کھڑے ہوتے طلوع شمس کا اس لئے انکار کر دیا جانے کہ اس کی خبر آج کسی اخبار میں نہیں چھپی۔ الغرض یہ مفروضہ باطل ہے۔ پس اس کی بناء پر امر متواتر کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

پہلے کی طرح دوسرا مفروضہ بھی غلط ہے اور باطل ہے۔ کیونکہ عدم ذکر جیسے عدم وجود کو مستلزم نہیں ایسے ہی عدم اہتمام کو بھی مستلزم نہیں کبھی ایک چیز کو غیر اہم ہونے کی وجہ سے ذکر نہیں کیا جاتا ہے اور کبھی غایت ظہور اور بدیہی ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ ذکر کی حاجت نہیں ہے۔

غور کیجئے اخبارات میں خبریں چھپتی ہیں لیکن ”سورج طلوع ہو گیا“ یہ خبر کبھی نہیں چھپی۔ حالانکہ دنیا کی حیات طلوع شمس پر موقوف ہے۔ اس اہمیت کے باوجود یہ خبر شائع نہیں ہوتی۔ کیوں؟ غایت ظہور کی وجہ سے۔

کتب سیر و اسماء الرجال میں آپ یہ کہیں نہیں پائیں گے کہ فلاں راوی پنجوقتہ نماز کا پابند تھا۔ رمضان المبارک کا کوئی روزہ نہیں چھوڑتا تھا، بے وضو نماز نہیں پڑھتا تھا، غسل جنابت کرتا تھا۔ وغیرہ ذالک۔

گویہ اہم ترین مسئلہ فرائض میں سے ہے۔ لیکن غایت ظہور کی وجہ سے ان کو ذکر نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ ایک مسلمان مقتدا راوی حدیث سے متصور ہی نہیں کہ وہ ان پر عامل نہ ہو۔ البتہ فرائض و واجبات و شرائع دینیہ کے علاوہ نوافل و تطوعات کی کثرت و غیرہ کا ذکر ملے گا۔ مثلاً

كَانَ يَقُومُ لَيْلَهُ . وَ بِصُومٍ نَهَارَهُ وَ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَتِهِ

وَحَجَّ اَرْبَعِينَ حَجَّةً وَغَيْرَ ذَلِكَ .

اسی طرح کامل داڑھی رکھنا سنت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، سنت صحابہ کرام علیہم الرضوان اور شعار ملت اسلامیہ میں سے ہے۔ اور اہل اسلام بالخصوص مقتدا۔ اور صلحاء کے عملی تواتر سے بھی یہی ثابت ہے۔ تو ایک مقدس صحابیؓ سے یا ایک متدین راوی حدیث رسول مقبولؐ سے یہ متصور ہی نہیں تھا کہ وہ ایسے علانیہ گناہ کا ارتکاب کرتے یا اس سنت متواترہ کی مخالفت کرتے۔ لہذا غایت ظہور کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ پنجوقتہ نماز کی پابندی

بھی اہم نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ تارکِ صلوٰۃ ہونا کسی کے ہاتھ پر لکھا نہیں ہوتا، لیکن داڑھی منڈوانا یا داڑھی کترانا ہر شخص کو نظر آجاتا ہے۔

الحاصل فاضل موصوف کا یہ مفروضہ بھی باطل ہے۔ اور حق یہ ہے کہ کامل داڑھی رکھنا سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے ہے جس کی پابندی حضراتِ صحابہؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ، ائمہؓ مجتہدینؓ، اولیاءِ عظامؓ اور صلحاء امت نے کی ہے۔ اور اس کی سنیت دیگر دلائل کے علاوہ تعامل و توارث امت سے ثابت ہے۔ سوائے اہل زیلع کے کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ حق جل شانہ اس سنت پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ نعیمیہ الدارین ملتان، پاکستان

مقتدی امام کے سلام سے پہلے سلام پھیر دے تو نماز کا حکم

”تذکرۃ الرشید“ میں ہے کہ اگر مقتدی نے سلام پھیرتے ہوئے امام کے لفظ ”رحمۃ اللہ“ کہنے سے پہلے سلام پھیر لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز ”تذکرۃ الرشید“ میں یہ بھی ہے کہ یہ مسئلہ اہتمام کے ساتھ لوگوں کو بتانا چاہیے۔

”فتاویٰ دارالعلوم دیوبند“ ج ۳، ص ۳۷۳ میں لکھا ہے کہ امام نے جس وقت لفظ ”السلام“ کہا تو اقتدار ختم ہو جاتی ہے۔ پس اس قول کے موافق تو لفظ ”السلام“ میں تقدیم نہ کرنی چاہیے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس بارے میں وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ درست ہے؟ بلیوا تو جہر واد۔

سائل۔ محمد طیب طاہر

جامع مسجد الحسن، نیو نقش بند کالونی، ملتان

”تذکرۃ الرشید“ کا مسئلہ اور ”فتاویٰ دارالعلوم“ کی توجہ

دونوں سمجھ میں نہیں آتیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی آخری قعدہ بقدر تشہد

الحمد للہ

بیٹھنے کے بعد اگر امام سے پہلے سلام پھیر کر چلا جائے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ عذر کی وجہ سے ہو تو کراہت بھی نہیں۔

فی رد المحتار لو اتم المؤتم التشهد بان اشوع فيه وفزع منه قبل اتمام امامه فائق بما يخرج به من الصلوة كسلام او كلام او قيام جازای صحت صلواته لحصوله بعد تمام الاركان الى قوله وانما كره المؤتم ذلك لتركه متابعة الامام بلا عذر فلو به كخوف حدث او خروج وقت الجمعة او مرور ما بين يديه فلا كراهة۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۵)

اس جزیئہ سے ظاہر ہے کہ انقطاع قد وہ کا اس مسئلے کے ساتھ کوئی ایسا تعلق نہیں ہے۔ خواہ یہ انقطاع پہلے سلام پر ہو جاتا ہو یا دوسرے سلام پر۔ امام کی اقتداء میں داخل ہونے کا مسئلہ تو اس پر متفرع ہو سکتا ہے۔ امام کی اقتداء سے خارج ہونے کا مسئلہ انقطاع قد وہ کے ساتھ منسلک نہیں۔ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے سے بھی مقتدی کی نماز ختم نہیں ہوتی جب تک مقتدی خود سلام نہ پھیرے۔ اور متابعت امام میں مقارنت یا تعاقب کے ساتھ بھی اس مسئلے کا تعلق نہیں۔ امام سے پہلے السلام علیکم کہہ دیا تو بھی نماز ہو جاتی ہے البتہ ”تذکرۃ الرشید“ کے مسئلہ کے بارے میں ایک خیال یہ رہا ہے کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ نے درحقیقت ابتداء نماز کا مسئلہ بتلایا ہوگا۔ سامع کو التباس ہوا، اس نے اسے آخر نماز کا مسئلہ سمجھا۔ دراصل یہ مسئلہ تکبیر تحریمیہ کے لفظ ”اللہ“ کے بارے میں ہے کہ اگر کسی نے امام سے پہلے لفظ ”اللہ“ ختم کر لیا تو اس کی نماز نہ ہوگی) ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کے اسم جلالہ (اللہ) کے بارے میں یہ مسئلہ نہیں۔ کما مر۔ اور متقارب و متماثل مسائل میں ایسا اشتباہ خارج از امکان نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ غیر المدارس اہل حق



دفتری اوقات میں آنے والی نمازیں افسران بالا

کے روکنے کے باوجود بھی وقت میں ادا کی جائیں

بعض ملازمین جو دین کے ساتھ شغف رکھتے ہیں انہوں نے بھی یہ طریقہ اپنایا ہوگا کہ کام کو اولیت دیتے ہیں اور نماز کو ثانوی درجہ دیتے ہیں دفتری اوقات میں اکثر ظہر قضا کر دیتے ہیں اور گھر آکر ظہر وعصر لکھتے ادا کرتے ہیں۔ اگر افسران بالا دفتر کے اوقات میں نماز پڑھنے کو محسوس کریں تو کیا حکم ہے ؟

دنیاوی کام کی وجہ سے نماز کو قضا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں اگر افسران بالا دفتر کے اوقات میں آنے والی نمازیں اس وقت پڑھنے سے روکیں تب بھی ان نمازوں کو وقت پر ادا کرنا فرض و لازم ہے۔ تمام کتب فقہ میں یہ مسئلہ صراحتاً موجود ہے۔ ”محیط“ میں ہے۔

لو استأجر رجلاً يوماً يعمل كذا فعليه ان يعمل ذلك العمل الى تمام المدة ولا يشتغل بشئ اخر سوى المكتوبة اور ”فتاویٰ سمرقندیہ“ میں ہے۔

وقد قال بعض مشائخنا له ان يؤدى السنة ايضاً وافقوا على ان لا يؤدى نفلاد عليه الفتوى۔ (ثانی ج ۵ ص ۵۸) فقط واللہ اعلم۔

الحجاب صحیح ۲۵ بندہ محمد اسحاق عفران
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۵ھ نائب مفتی خیر المدارس سس ملتان

جمعہ ثانیہ کا حکم جس مسجد میں امام اور نمازی متعین ہوں وہاں جماعت ثانیہ کرانا از روئے شریعت کیسا ہے ؟

استفتیٰ، ملک محمد صدیق ڈوگر سراج سنز

دولت گیٹ ملتان

الحج والعمرة

مسجد محلہ میں جماعتِ ثانیہ مکروہ تحریمی ہے۔ مسجد محلہ کی تعریف یہ ہے کہ جس کے نمازی اور امام متعین ہوں۔

اما مساجد المحلة وهي ما لها امام وجماعة معينون اه

(الفقه على المذاهب الاربعه، ج ۲، ص ۲۳۶)۔

یہ کراہت تب ہے جب اہل محلہ نے اس مسجد میں اعلانِ اذان کے ساتھ نماز پڑھی ہو۔ اور اگر اہل محلہ نے بلا اعلانِ اذان یا بلا اذان جماعت کرائی ہو تو اس صورت میں جماعتِ ثانیہ درست ہوگی۔

» عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اقبل من نواحي المدينة يريد الصلوة وقد صلوا فمال

الی منزله فجمع اهلہ فصلی بهم رواہ الطبرانی فی الكبير

والاوسط «

اگر جماعتِ ثانیہ مکروہ نہ ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں دوبارہ جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہل کرام کو جمع کر کے گھر جماعت فرمانا واضح دلیل ہے اس بات پر کہ مسجد میں ایک مرتبہ جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ جماعت مکروہ ہے۔

ویکرہ تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة اه (در مختار)

قال الشامی عبارتہ فی الخزان اجمع مما هنا و نصہا بیکرہ

تکرار الجماعة فی مسجد محلة باذان واقامة الا اذا

صلی بہما فیہ اولاً غیر اہلہ او اہلہ لکن بخافتة الاذان

ولو کدر اہلہ بدونہما او کان مسجد طریق جاز اجماعاً۔ اه

(شامی ج ۱، ص ۱۰۸، مطبوعہ کوئٹہ)۔

وروی عن النس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اصحاب رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کانوا اذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلوا

فی المسجد فرادی اه (شامی ج ۱، ص ۲۶۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

انجواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ الرار ۱۴۰۰ھ

منکوترہ غیر کو گھر رکھنے والے کو امام نہ بنایا جائے

سوال ایک شخص تین سال سے منکوترہ غیر کو گھر لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ لوگوں کو اس کے ساتھ ترکہ ہولالت کرنی چاہئے یا نہیں؟ اگر لوگ اس سے کھانا پسینا نہیں چھوڑتے تو ان کو جماعت سے نکالنا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

الجواب منکوترہ غیر کو اپنے گھر رکھ لینا سخت گناہ ہے۔ اہل اسلام پر واجب ہے کہ ان میں علیحدگی کرانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر علیحدگی کرانے پر قدرت نہ ہو تو ان سے قطع تعلقات کیا جائے۔ ان کی شادی وغنی میں شرکت نہ کی جائے۔ شخص مذکور یا اس کا کوئی معاون لائق امامت نہیں۔ لیکن ان میں سے اگر کوئی شخص جماعت میں اکبر شامل ہو تو اسے جماعت سے الگ نہ کیا جائے، دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو کرنے سے حضرات صحابہؓ کو روک دیا تھا اور ان کی بیویوں سے بھی انہیں الگ کر دیا تھا تو اس کے باوجود انہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ممانعت نہ تھی۔ حدیث کعبہ کے الفاظ یہ ہیں۔

فاستحکانا وقعداف بیوتہا واما انا فکنت اشب القوم واجلدہم
فکنت اشہد الصلوۃ مع المسلمین۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق عفر اللہ

۱۲ : ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح

نیز محمد عفا اللہ عنہ



حق سزا کی امامت

زید ایک مسجد کا امام ہے اس کا پیشہ حقے بنا کر فروخت کرنا ہے حالانکہ خود حقہ نہیں پیتا۔ صرف بنا کر فروخت کرتا ہے وہ کتنا ہے اگر شریعت میں منع ہو تو چھوڑ دوں گا۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

حقے بنا کر امامت نہیں۔ لہذا زید کے پیچھے نماز درست ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفر اللہ

۱۸ : ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ



جس کا لڑکا کلج اور لڑکی نارل سکول میں پڑھتی ہو اس کی امامت کا حکم

سوال امام صاحب جن کا لڑکا کنز الدقائق وغیرہ پڑھتا ہے نیز مقامی کلج میں ایف اے میں داخل ہے خود پابند شریعت ہیں اور اولاد میں بھی اس کا اہتمام کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے اپنی بچی کو گھر پر آنے تجوید کے ساتھ اور کچھ مسائل کی کتابیں پڑھا کر مقامی زناں اسکول میں داخل کرا دیں اب کچھ لوگ ان کی امامت پر اعتراض کرتے ہیں۔ شریعت کے حکم سے آگاہ فرمادیں۔

الجواب اگر کوئی مسلمان اپنے دینی فرائض و واجبات بجالا کر کوئی دنیوی علم حاصل کرتا ہے تو اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو عبرانی زبان اور دیگر علوم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اُس وقت سے اس وقت تک علمائے دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم کو مستحسن سمجھا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

محمد اسحاق عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد علی خطیب سنہری مسجد لاہور ۱۹ : ۱۴ : ۱۳۷۴ھ

عبد اللہ اللہ دفتر انجمن خدام الدین شیر النوالہ دروازہ لاہور

شخص مذکور کی امامت میں کوئی خلل نہیں۔ کیونکہ دین کو محفوظ رکھتے ہوئے دنیاوی تعلیم حاصل کرنا مستحسن نہیں۔ اور اگر پردے وغیرہ کا معقول انتظام ہو تو لڑکی کو نارل سکول میں بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔

الجواب صحیح

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفی عنہ

بندہ اصغر علی عفی عنہ

مفتی خیر المدارس : ملتان

معین مفتی خیر المدارس ملتان ۱۹ : ۱۴ : ۱۳۷۴ھ

هذا كذلك وانا مصدق بذلك۔

افقر الى الله محمد عبد الله درخواستی : مستم مدرسہ مخزن العلوم : خانپور

۱۹ : ۱۴ : ۱۳۷۴ھ

دنیوی تعلیم کا مستحسن ہونا تصحیح نیت پر موقوف ہے۔ علی الاطلاق مستحسن قرار دینا درست نہیں والباقی صحیح۔

احقر محمد الورد عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس : ملتان



جھوٹے تلے والی کلاہ پہننے والے امام کا حکم

سوال

ایک امام مسجد سر پر جھوٹے تلے والا کلاہ رکھتا ہے اور اس کا تلا چار انگل سے زیادہ ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں؟ یہاں کے علماء اس کو خالص تلے کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس امام کے پیچھے نماز کو ناجائز کہتے ہیں؟

الجواب جھوٹے تلے کا حکم خالص تلے کا نہیں۔ اور اس کا پہننا چار انگل سے زائد جائز ہے۔ لہذا امام مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ

خیر المدارس ملتان

۲۱ : ۴ : ۱۳۶۹ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

اغوا شدہ کے حسن اوند کی امامت درست ہے

سوال

ایک پیش امام کی عورت کو ایک شخص بہکا کر لے گیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تمہاری عورت چلی گئی ہے لہذا تمہارے پیچھے نماز درست نہیں اور اسے امامت سے ہٹا دیا گیا۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے؟

الجواب صورت مسئلہ میں امام مذکور بے قصور ہے اس کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ گاؤں والوں کو چاہئے کہ اس کی صحبت تلاش کرنے میں مدد کریں کہ امامت سے بھی ہٹا دیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۳۶۹/۸/۵

یک چشم کی امامت اگر کوئی شخص ایک آنکھ سے نابینا ہو دوسری آنکھ بالکل صحیح ہو تو اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب یک چشم کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ کافی فتاویٰ دارالعلوم، ص ۱۹۴، ج ۳۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

صرف ٹوپی پہن کر امامت کرانا : سوال ایک آدمی ٹوپی سے نماز پڑھتا ہے اور مقتدی کہتا ہے کہ تم نے میں کہ ہمارے سر پر صاف ہوتا ہے اور امام صاحب

صرف ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھاتے ہیں۔ کیا ان کا اعتراض درست ہے ؟

۱۲ : ایک مقتدی امام کو کہتا ہے کہ یہ ٹوپی جو آپ نے پہن رکھی ہے ہندوؤں کی رسم ہے۔ اگر آپ ٹوپی سے نماز پڑھائیں گے تو ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ کیوں کہ ہماری نماز مکروہ ہوتی ہے۔

عبد الرحمن مدرس اصلاح المسلمین کرم پور

الجواب جو امام عام حالات میں بھی ٹوپی پہنتا ہو، اس کا ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اگرچہ افضل یہ ہے کہ عمامہ کے ساتھ ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۰ ج ۲)

۱۶ : یہ مقتدی جاہل ہے۔ ٹوپی کا استعمال قدیم سے چلا آتا ہے گو کیفیات میں اختلاف ہوتا رہتا ہے صحیح بخاری

میں ہے۔ وضع ابو اسحاق قلنسوۃ فی الصلوۃ و دفعھا ۱۷ (بخاری ص ۱۵۹ ج ۱)

صحابہ کرام علیہم الرضوان ٹوپوں کے ساتھ بھی نماز پڑھتے تھے۔ مکان الغوم یسجدون علی العمامۃ

والقلنسوۃ ۱۷ (بخاری ص ۱۵۹ ج ۱)

مروجہ گول اور دوپلی ٹوپی ہندوستان میں علماء و مشائخ بھی پہنتے تھے۔ اسے صرف ہندوؤں کا شعار کہنا

محض ضد ادب زیادتی ہے۔ اور بلا علم نماز کے مکروہ ہونے کا حکم لگا دینا جاہل مرکب ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

محمد انور

۱۹۱۲ء

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ



تعوید فروش کی امامت : سوال

زید ایک مسجد میں امام ہے ساتھ ہی تعوید بھی بیچتا

ہے۔ اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

زید کی امامت صحیح ہے۔ کیوں کہ تعوید دے کر پیسے لینا شرعاً جائز ہے۔

الجواب

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر الدار کس ملتان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر الدار کس ملتان



منکر حدیث کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت

- سوال** ۱ : ایک شخص حدیث پاک کا قطعی منکر ہے۔ مشہور منکر حدیث عبد اللہ جکڑ الوہی کے مذہب کا پیروکار ہے۔ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ ایسا شخص از روئے شریعت مسلمان ہے یا کافر؟
- ۲ : جو شخص ایسے آدمی کا جنازہ پڑھائے اس کی اقتدار میں پانچ وقت کی نماز، جمعہ وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

۱ : حدیث قرآن پاک کی تفسیر و تشریح ہے۔ حدیث کو کیسے نظر انداز کر کے قرآن حکیم پر عمل قطعاً ناممکن ہے۔ اور جو اس محال کا دعویٰ کرے وہ بلا ریب جھوٹا ہے چونکہ اتباع رسول کا فرض ہونا انصوص صحیحہ قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے حدیث کا منکر کافر اور خارج از دائرۃ اسلام ہے۔

۲ : امام مذکور تا وقتیکہ علانیہ توبہ نہ کرے اس کی اقتدار میں ہرگز نماز ادا نہ کی جائے۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر الدار کس ملتان
نقطہ واللہ اعلم
محمد انور

۵ : ۱۲ : ۹۹ ۱۳ ھ



اہلسنت والجماعت کے خلاف عقائد رکھنے والے کو امام نہیں بنانا چاہئے

- سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین دین مسئلہ کہ ایک شخص کا عقیدہ اس طرح کلمہ حالانکہ امیر جماعت ہے اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہیں اور اپنے آپ کو جماعت اسلامی کا امیر کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔

۱ : حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہتا ہے کہ حضور کو اپنے زلمنے میں اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے حمد میں ظاہر ہو جائے یا اس کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو جائے۔ لیکن ساڑھے تیس سالہ سوسال کی تاریخ سے یہ ثابت کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہیں تھا۔ کافی رسائل مسائل ۱، ستمبر ۱۹۵۰ء۔

۲ : حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پالیسی کا یہ پہلا غلط کام تھا۔ اور غلط کام بہر حال غلط ہے۔ خواہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازبول سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہ عقل و انصاف

کافرانہ ہے اور نہ ہی دین کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۶۴)
 ۳: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ مالِ عنینیت کی تقسیم کے معاملہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۶۴)
 ۴: حضرات اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلاف لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جبری ہو گئی تھیں اور زبان درازی کرنے لگیں۔ (اشاعت ہفت روزہ ایشیا ۱۹۱۱ نمبر ۱۹۹۷)
 اب کوئی شخص اس قسم کا عقیدہ رکھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقائص بیان کرے تو اس کے پیچھے نماز و جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب
 شخص مذکور کے عقائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں اس لئے اس کو امام نہیں بنانا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ محمد اسحاق غفرلہ
 نائب مفتی خیر المدارس : ملتان
 جواب صحیح
 مفتی محمد عفا اللہ عنہ

عباسی صاحب کے معتقد کی امامت

سوال
 ہمارے امام مسجد، عباسی صاحب کی کتاب جو کہ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں ہے، کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ جب وہ کتاب بندہ نے پڑھی تو اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا کلم کھلا انکار تھا۔ اور اہلبیت ہونا بھی کچھ مشکوک لکھا ہوا تھا۔ تو بندہ نے اپنے امام مسجد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو صحابی ہیں، لیکن ایک غلطی سے عباسی صاحب کی ساری کتاب غلط تو نہیں ہو سکتی۔ اور کہا مولوی غلام اللہ خان پنڈی ولے وعظ کے لئے یہاں آئے تھے۔ ان کے سامنے بھی عباسی صاحب کی کتاب کا ذکر ہوا تو انہوں نے بھی کتاب کی تعریف کی۔ بندہ نے کہا کہ مجھے تو آپ سے مطلب ہے کیونکہ بندہ آپ کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ بندہ نے کہا اتبعوا السواد الاعظم والی حدیث پر عمل کریں۔ دو تین شہرؤں کے علماء سے دریافت کر لیوں۔ جدھر خیال ہو گیب اس طرح مان لیا جائے گا۔ امام مسجد نے انکار کیا۔ کہا السواد الاعظم والی حدیث عقائد کے بارے میں ہے اور یہ فروعی بات ہے۔ اب بندہ کو اور کوئی خیال نہیں صرف اپنی نماز کا فکری ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے؟ اور یہ بھی

کہتا ہے کہ مجھے علماء سے زیادہ تحقیق ہے کیونکہ عدم تحقیق کی وجہ سے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باغی لکھ دیا ہے اگر اس کے پیچھے نماز درست نہیں تو سابقہ نمازوں کی قضا کروں ؟

الجواب

سابقہ نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آئندہ کھٹے یہ احتیاط کر لی جائے کہ نماز دوسری قریبی مسجد میں کسی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے ادا کر لیا کریں۔ فقط۔

بندہ غیبہ السیار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۳۱/۲/۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ غفرلہ

مفتی خیر المدارس ملتان

امامت کیلئے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں

سوال ایک شخص جو کہ غیر شادی شدہ اور پابند شریعت بھی ہے، چند اشخاص کی رائے یہ ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اس کی امامت درست نہیں۔ اور بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ نماز پڑھا سکتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھا سکتا، انہوں نے شاہ احمد نورانی کے پاس بھی تصدیق کے لئے خط بھیجا۔

الجواب

امامت کے لئے عالم متقی اور متبع سنت ہونا ضروری ہے یہ صفات اگر غیر شادی شدہ میں پائی جادیں تو وہ بلاشبہ امامت کا اہل ہے۔ اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص شادی شدہ ہے مگر ان صفات کا حامل نہیں ہے تو اس کی امامت درست نہیں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امامت اور شادی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے نیک ہونا ضروری ہے۔ چونکہ عام طور پر شادی شدہ سے غلطیاں کم ہوتی ہیں اس لئے عوام کے ذہن میں یہ بات غلطی ہوئی ہے کہ امام شادی شدہ ہو۔ ورنہ کوئی ضروری نہیں۔

لعموم قوله عليه السلام لا ينبغي ان يملكه وليؤمكما خياركما۔ الحديث فقط۔

محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۳/۵/۱۳۹۹ھ



قاتل عمد کی امامت

ایک آدمی خانگی جھگڑوں کو مٹانے کی خاطر کسی کو عمدًا قتل کرنے کے بعد مقدمہ قتل سے بری ہوا ہے۔ اور اس گناہ کبیرہ سے توبہ نچتہ بھی کر چکا ہے۔ چنانچہ اس توبہ پر بارہ تیرہ سال سے نچتہ ہے۔ لیکن ادلیائے مقتول سے صلح نہیں کر سکا ہے بوجہ انقلاب پاک و ہند۔ ورنہ خلوص دل سے صلح کا خواہاں ہے۔ تو کیا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز پڑھنی جائز ہے یا ناجائز۔ اگر ناجائز ہے تو باطل ہوگی یا مکروہ۔ اور مکروہ بھی کون سا۔ اسی طرح اگر نماز پنجگانہ کے علاوہ تراویح میں اس کا امام بنانا جب کہ یہ شخص حافظ ہو، درست ہے یا نہ؟

جس مقام پر ورثہ مقتول مقیم ہوں قاتل پر لازم ہے کہ وہاں جا کر ان سے صلح و صفائی کرے اگرچہ اسے اس معاملہ میں خون کا معاوضہ مالی ہی ادا کرنا پڑے اور جس معاوضہ مالی پر بھی ورثہ مقتول راضی ہو جائیں اسے قبول کر کے ادا کرنا چاہئے۔ جب یہ صلح ہو جائے تب قاتل مذکور کی امامت سب نمازوں میں درست ہو جائے گی بلا کراہت۔

فقط واللہ اعلم

۱۴
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۶ھ

اقتدار صبی بمثلہ مدارس میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ بچوں کو جب چھٹی ہوتی ہے تو ان میں سے ایک نابالغ بچہ، نابالغ بچوں کی جماعت کراتا ہے۔ شرعی طور پر یہ صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا تو جسروا۔

نابالغ کی اقتدار نابالغ کے پیچھے درست ہے۔

وامامة الصبی المراهق لصبيان مثله يجوز كذا فی

الخلاصة۔ (عالمگیری ج ۱: ص ۲۲)۔ و فی الدر المختار وصح لو توضأ

على الانقطاع وصلى كذلك كذا اقتداء بمفتصد آمن خروج الدم

وكذا اقتداء امرأة بمثلها وصبی بمثلہ ومعدور بمثلہ و

ذی عذرین بذی عذر۔ (شامیہ ج ۱: ص ۲۲)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

اگلی صف پوری کرنے کے لئے نمازی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے

بعض آدمی پچھلی صف میں سنت وغیرہ پڑھتے رہتے ہیں اس دوران فرض کی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو پہلی صف میں سب نمازی جمع ہو جاتے ہیں اس میں لازماً پیچھے نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے گزرنا پڑتا ہے۔ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ یہ گزرنا جائز ہے یا نہیں؟
سائل قاری محمد رمضان، ۵۵، آر سہا، سیوال

اس صورت میں بضرورت نمازی کے سامنے سے گزرنا روا ہے۔

الجواب صحیح

والظاہران من الصورة الشامية مالموصلی عند باب
المسجد وقت إقامة الجماعة لأن للمار أن يمر على
بقبته كما يأتي اه (شامية ج ۱ ص ۵۹۴) - وايضاً في
الشامية وإذا كان له ذلك فله أن يمر من بين يديه بالاولى
فأفهم اه (شامية ج ۱ ص ۵۹۵) - فقط واللہ اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۸/۳/۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح

میر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ

گھریا دوکان میں جماعت کرانے سے صرف جماعت کا ثواب ملیگا

بندہ نے اس خیال سے کہ ہو دوکان میں مریض موجود ہوتے ہیں ان کو تکلیف نہ ہو۔ نیز میرے ملازمین اور اسٹاف کے لوگ بھی جماعت سے محروم نہ رہیں دوکان میں جماعت کرانے کا انتظام کیا ہے کیا یہ درست ہے۔

مفتی ڈاکٹر محمد سلیم

بمعرفت مولانا نیاز احمد صاحب مہتمم جامعہ علوم عید گاہ بہاولنگر

الحجۃ

الاصح ان اقامتها في البيت كانتا متها في المسجد

وان تفاوتت الفضيلة اه دلططاوى ۱ ص ۱۵۹۔

صورت سولہ میں جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد کی فضیلت کا ثواب نہیں ملے گا لہ
کما فی الجزئیۃ المذکورہ - فقط واللہ اعلم -

اجواب صحیح ۲۲ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نویسید عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ بنی ۱۳۸۵ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
ملہ قال المرتب عفا اللہ عنہ دکان میں جماعت کرنے کا مستقل معمول بنا لینا درست
نہیں جب کہ مسجد بھی کچھ خاص دور نہ ہو۔ کبھی کبھار اتفاق ہو جائے تو گنجائش ہے۔



نماز میں ٹخنے سے ٹخنہ اور کندھے سے کندھا ملانے کا حکم

کیا ایک نمازی جماعت میں کھڑا ہو تو دوسرے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا
سکتا ہے۔ اور جو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں بایں طور باب منعقد کیا ہے۔

باب الزايق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف وقال
النعمان بن بشير رأيت رجلا منا يلزق كعبه بكعب صاحبه
اور اس کے بعد حدیث روایت فرماتے ہیں۔

حدثنا عمرو بن خالد قال حدثنا زهير بن حميد عن النس
عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اقيموا صفوفكم فاني اراكم
من وراء ظهري وكان احدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه
وقدمه بقدمه۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں صفوف بندی کا یہی طریقہ ہے۔ تو گزارش ہے کہ حدیث
ہذا کا مفہوم فقہاء کرامؒ نے کیا بیان کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کہ فقہاء احنافؒ کی عبارات پیش کریں۔
مسنون طریقے پر صف بندی کے لئے تین امور کا ہونا ضروری ہے۔

الحجۃ

۱۔ صفوں کا سیدھا ہونا۔ ۲۔ مل کر کھڑے ہونا کہ درمیان میں

فرجات نہ رہیں۔

۳۔ پہلی صف پوری کر کے دوسری صف شروع کی جائے۔

كما يدل عليه الاحاديث ففي المشكوة عن النبي قال اقيمت
الصلوة فاقبل علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بوجهه
فقال اقيموا صفوفكم وتراصوا فاني اراكم من وراء
ظهوري رواه البخاري وفي المتفق عليه قال اتوا الصفوف۔

ہر سہ امور بالا کا نامور بہ ہونا حدیث مذکور سے ظاہر ہے۔

امر دوم کے لئے حدیث میں ”تراصُّوا“ کا لفظ وارد ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ مل کر کھڑے

ہو جاؤ۔ كما في القاموس وغيرها تراص القوم اي تضاموا وتلاصقوا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ مل کر کھڑے ہونے کے مفہوم میں الزاق الکعب بالکعب داخل نہیں بلکہ مل کر

کھڑے ہونا اس سے عام ہے۔ کما لا يخفى۔ پس حدیث مرفوع سے تراص کا نامور بہ ہونا معلوم ہوتا

ہے نہ کہ ”الزاق الکعب بالکعب“ کا۔ پس صف بندی میں اصل سنت مل کر کھڑے ہونا ہے نہ کہ الزاق

مذکور۔ رہا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل سو تعدیل صفوف اور سہ فرجات کے سلسلہ میں مبالغہ پر

محمول ہے۔ جیسے کہ شرح بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

امام بخاریؒ کے ترجمہ الباب مذکور کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

المراد بذلك المبالغة في تعديل الصفوف وسد الخلل۔

(فتح الباری : ج ۲ ص ۱۶۷)۔

علامہ عینیؒ عمدۃ القاری میں : ج ۱ ص ۹۴۔ میں ترجمہ مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں۔

واشار بهذا الى المبالغة في تعديل الصفوف وسد الخلل

فيه الخ۔

اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ خصوصی امتیاز بھی ہے کہ فرمان نبوی ص کی تعمیل میں مبالغہ سے کام لیتے

تھے۔ نیز واضح ہے کہ یہ معمول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں عام نہیں ہو سکا۔ نیز باقی بھی نہیں رہ سکا تھا

جیسا کہ فتح الباری ج ۲ ص ۱۶۷۔ سے ظاہر ہے کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے آخر میں بروایت عمر یہ زیادتی

منقول ہے۔ لو فعلت باحدہم اليوم لفسد الخ او كما قال۔ پس الزاق مذکور

کا سنت سے زائد ہونا ظاہر ہے یا الزاق مذکور سے مراد محاذات ہے۔ کما فی البذل۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حدیث مرفوعہ میں الزاق الکرکب بالکرکب بھی وارد ہے۔ کما فی روایت ابی داؤد۔ جو بلا تکلف متعذر ہے پس الزاق کی تفسیر محاذات سے کی جائے گی۔ واللہ اعلم۔
الحاصل حقیقہ کے نزدیک الزاق مذکور سنت نہیں۔ اصل سنت وہی امور ثلاثہ ہیں جو شروع میں مذکور ہیں۔ تعدیل صفوف کے لئے محاذات المنکب بالمنکب اور ٹخنوں کا ٹخنوں کے سیدھ میں ہونا ضروری ہے ورنہ صف سیدھی نہیں ہو سکے گی۔ حدیث مرفوعہ میں حاذو المناکب بالمناکب وارد ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا ۱۳۸۱ھ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

جماعت فجر میں شمول کیلئے شمار وغیرہ چھوڑنے کا حکم

کوئی سنتیں پڑھنے لگا جب کہ ایک رکعت ملنے کی قوی امید تھی اس نے احمد شریف سے شروع کر دیا۔ اب نماز کیسے ہوئی؟ مکروہ تنزیہی یا تحریمی؟ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ جلد جماعت میں شریک ہو جائے نہ صرف صاحب کہ ایک رکعت ملنے کی امید بھی نہ ہو صرف قعدہ ملنا ہو۔
سائل غلام مصطفی رائونڈ لاہور

بلا وجہ ترک سنتہ ایسا مہم اور اسامۃ کا درجہ کراہت تحریمیہ سے نیچے
اور تنزیہیہ سے ادنیٰ ہے۔ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۲۲۲)۔

الجواب صحیح

اور صورت مسئلہ میں حاجت معتبرہ مستحق نہیں۔ کیونکہ ترک تعوذ و تسبیہ کا مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ دونوں رکعتیں فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

کما یظهر من الشامیہ ج ۱ ص ۶۷۲۔ لوخاف ان تفوتہ

الركعتان یصلی السنة ویترك الشاء والتعوذ وسنة القراءة۔
اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو شمار و تعوذ نہ چھوڑے۔ کما یفہم من الجزئیۃ المارۃ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی۔ ۲۰/۱۰/۱۳۸۲ھ

تنہا فرض ادا کرنے کے بعد جماعت میں شریکیت تو فرض کو نئے شمار ہونگے

ایک آدمی نماز ظہر بغیر جماعت پوری پڑھ بیٹھا بعد میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ پھر اس نے فرض جماعت سے بھی پڑھ لئے تو ان میں فرض کون سے شمار ہوں گے؟ جو اکیلے پڑھے ہیں یا جو جماعت کے ساتھ؟

جو پہلے ادا کئے ہیں وہ فرض شمار ہوں گے اور جماعت کے ساتھ جو نماز ادا کی ہے وہ نفل ہوگی۔

لوصلى ثلاث ركعات من الظهر ثم اقيمت الجماعة يتم ويقتدى
متطوعاً۔ (شامی: ج ۱، ص ۲۲۶)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۹/۱۱/۱۳۹۹ھ

اقتدار قائم بقاعدہ رکع و سجدہ

امام صاحب معذور آدمی ہیں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھا
سکتے بیمار ہیں یا وجود دوسرے آدمی کے ہوتے ہوئے

جو نماز پڑھانے کے قابل ہے پھر بھی مصلحتاً نہیں چھوڑتے۔ امام صاحب خود ہی نماز پڑھاتے ہیں۔ آیا
نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

بہتر یہ ہے کہ جو قیام و رکوع اور سجود پر قادر ہو وہ نماز پڑھائے۔

(قولہ و صح اقتداء قائم بقاعدہ ای سکرع و

یسجد وهذا عندهما خلافاً للمحمد وقوله احوط كما في البرهان

وغیره والدلائل مستوفاة في المطولات (طحاوی: ص ۱۶۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۱/۱۰/۲۰۰۶ھ

پرویزی کا جنازہ پڑھنے والا ————— لائق امامت نہیں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز جس کو جمہور علماء امامت نے کافر قرار دیا ہے اس کا ایک پیروکار، ہم عقیدہ وہم مسلک و مسلک پرویز کا مبلغ مرگیا ہے جب کہ جمہور علماء امامت نے پرویز کے متبعین کو بھی خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ اس پرویزی پر اہلسنت والجماعت مسلمانوں کے ایک پیش امام نے جنازہ پڑھا ہے۔ لہذا شریعت اسلامی میں مذکورہ امام کا کیا حکم ہے ؟ (ب) نماز جنازہ کی اس امامت کے بعد اس امام کے پیچھے اقتدار جائز ہے یا نہیں ؟ بنیاد تو جروا۔

الجواب

ایسا شخص ماضی و فاسق ہے اس کا امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ علماء نے غلام احمد پرویز کو اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔ کافی فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۴ ج ۳۔ اہلسنت والجماعت کے امام کو ان کی میت پر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفری

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲۱۲۰ : ۱۳۸۶ھ

○ جس کی لڑکی بیوہ ہو اس کی امامت

سوال ایک شخص پیش امام ہے اس کی ایک لڑکی بیوہ ہے لڑکی کا پہلا خاوند فوت ہوا تو باپ نے دوسرا نکاح کرادیا۔ دوسرا خاوند بھی فوت ہو گیا اس لڑکی کے ۵، ۶ بچے بھی ہیں۔ باپ نے تیسری جگہ نکاح کرنے کے لئے لڑکی کو کئی بار کہا لیکن لڑکی نہیں مانتی۔ اب چک کے چند افراد ذاتی رنجش کی بنا پر اس شخص پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ اس کی لڑکی بیوہ ٹھہری ہے۔ کیا شرعاً درست ہے کہ نماز نہیں ہوگی ؟

ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے۔ اس امام کے پیچھے نماز بالکل درست ہے کئی شہید کیا جاوے۔

الجواب

بندہ عبد الستار حفظہ اللہ

والجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲۱۲۰ محمد عبد اللہ حفظہ اللہ عن مفتی خیر المدارس سن ملتان

جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اسکے پیچھے نماز پڑھنا

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں ایک غریب گھرانے کا آدمی ہوں ۱۹۳۹ء میں قرآن مجید حفظ کیا اور مزدوری کے گھر کا کاروبار چلا رہا ہے۔ اس کے بعد چندہ کر کے مسجد تفسیر کرائی ہے ۱۹۵۲ء میں امامت شروع کی ہے اور محض فی سبیل اللہ درس قائم کیا ہے۔ میں نے مسجد میں درس پڑھانے کی کوشش کی تو اہل محلہ نے نکتہ چینی کی کہ مسجد کی چٹائیاں خراب ہوتی ہیں، کوزے ٹوٹتے ہیں اور مسجد کی دیواریں وغیرہ خراب ہوتی ہیں۔ لہذا میں نے قرآن مجید کا درس گھر میں پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ کم از کم تعداد ۶۰، ۷۰، ۸۰ کی ہوتی ہے ختم قرآن و درس قرآن دینے کی کوئی اجرت وغیرہ نہیں ہے۔ صرف رضائے الہی کی خاطر درس قائم کیا ہے اور مسجد کی امامت بھی فی سبیل اللہ ہے۔ میں نے دین اسلام کی اتنی خدمت کی ہے کہ پانچ چھ ہزار کی آبادی میں شہر کا کوئی گھر ایسا نہیں کہ جس میں قرآن مجید پڑھے ہوئے افراد نہ ہوں سینکڑوں لوگ قرآن مجید پڑھ چکے ہیں اور کچھ حفظ بھی کر چکے ہیں۔ اس وقت بھی درس قائم ہے اور بچے پڑھ رہے ہیں۔

میرا اپنا کاروبار دوکانداری ہے اور میں گھر میں دوکانداری کرتا ہوں۔ میری دوکانداری ۱۹۴۶ء سے چلی آ رہی ہے۔ میرا گزر اسی دوکانداری پر ہے اور کسی قسم کا ذریعہ معاش نہیں ہے۔

اس کے بعد سائل کا سوال یہ ہے کہ سائل کو امامت کرتے ہوئے پندرہ سال گزر چکے ہیں کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا ہے لیکن آج پندرہ سال کے بعد ایک محلہ دار نے اعتراض کیا ہے کہ سائل کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے کیونکہ سائل کی بیوی دوکان پر سودا دیتی ہے۔ اس اعتراض سے سارے شہر میں ہلچل مچ گئی ہے۔ صرف اہل اعتراض نے سائل کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے اور باقی تمام لوگ سائل کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

سائل کی دوکان گھر پر ہے اور اپنے ہی گھر میں بچوں کو درس دیتا ہے۔ دریں اثناء سائل کی بیوی دوکان پر سدا کی عورتوں کو سودا دیتی ہے۔ اور اگر کوئی مرد آجاتا ہے تو سائل درس سے اٹھ کر سودا دیتا ہے۔ ہاں اگر محلہ کا کوئی شریف مرد آجاتا ہے تو سائل کی بیوی بھی دوکان پر سودا دیتی ہے۔ فرمائیے کہ سائل کے پیچھے نماز ہوتی ہے کہ نہیں؟

العاضد رضا محمد ولد غلام محمد دوکاندار

رد خیل بجام، خاص ڈاکخانہ، میانوالی ضلع۔

الجواب

جتنا پردہ واجب ہے اس کے ترک سے گناہ اور اس میں بے پردہی کرنے سے امامت میں کراہت ہے اور تمام کتب فقہ میں مصرح ہے کہ حشرہ کا تمام بدن بجز وجہ و کفین کے واجب الستر ہے۔ اور وجہ و

کا ستر لیا جن فتنہ ہے لہذا اگر آپ کی زوجہ سن رسیدہ ہے کہ کشف وجہ سے خوف فتنہ نہیں ہے تو آپ کی امامت میں کوئی عرج نہیں ہے۔ ورنہ اپنی گھر والی کو کہہ دو کہ کسی آدمی کو سودا نہ دیا کرے صرف عورتوں کو سودا دیتی رہے۔ اور اگر کوئی مرد سودا لینے کے لئے آہانے تو آپ کو بلا لیا کرے۔ کافی امداد الفتاویٰ : ص ۲۲۲ : ج ۱۔ فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر الدار سس ملتان

شترنج کھیلنے والے کی امامت : سوال

ایک شخص فارغ تحصیل ہو کر دین کی تعلیم دیتا ہے اور تعلیم بھی احادیث وغیرہ کی۔ لیکن اس کیساتھ ہی وہ تفریح طبع کے لئے شترنج بھی کھیلتا ہے۔ اور اسے کئی مرتبہ اس فعل سے روکا بھی گیا ہے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا

درست ہے؟

الجواب شترنج کھیلنا مکروہ تحریمی ہے قال فی الدر وکروہ تحریم اللعوب بالندر وکذا الشترنج قوله والشترنج الی قوله فهو حرام وکبیرۃ۔ (در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۲۶۱)۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ شترنج کھیلنا موجب فسق ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ سے ایک روایت میں اباحت بھی ثابت ہے۔ اور امام شافعیؒ نے بھی مباح فرمایا ہے۔ اور یہ اختلاف اس وقت ہے جبکہ اس پر قمار نہ ہو۔ یعنی شرط وغیرہ نہ باندھی جائے۔ اور اس کے شغل میں واجبات (صلوٰۃ وجماعت) میں خلل نہ پڑتا ہو، اور دوام بھی نہ کرتا ہو۔ ورنہ حرام بالاجماع۔

کما قال فی الدر وهذا اذا لم یقام ولم یدوام ولم یخل بواجب والا فحرام بالاجماع۔ قال فی الشرح وبدون هذه العانی لا تسقط عدالتہ للاختلاف فی حرمة عبد البر عن ادب القاضی۔ (در مختار مع الشامی ج ۱ ص ۲۶۱)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگر شترنج کھیلنے والا دوام کرتا ہو یا اس میں منہمک ہو کر واجبات میں خلل ڈالتا ہے یا اس پر شرط باندھی جاتی ہو تو ناسخ ہونے کی وجہ سے اس کو امام بنانا مکروہ ہوگا۔ اور اگر مفاسد سے خالی ہو کر کھیلتا ہے تو اس کی عدالت ساقط نہ ہوگی اور اسکے پیچھے نماز بھی مکروہ نہ ہوگی۔ لیکن ایسی ہر حال میں یہی ہے کہ امام ایسے کام سے جس کو عرف میں تبیح سمجھا جاتا ہے پر مہیز کرے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
خادم الافتاء خیر الدار سس ملتان

الحجاب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ
۱۱ : ۱ : ۱۳۶۱ھ

بیٹوں کے بدکردار ہونے سے باپ کو یہ کہنا کہ امست کے لائق نہیں درست ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی زید امام مسجد ہے اور وہ اپنے لڑکے خالد وغیرہ کو ذوقی یا پتوقی یا انٹنی سے دیتا ہے اور لڑکا خالد اس رقم کی سگریٹ یا افیون خرید کر پینا کھاتا ہے تو اب مولوی صاحب کہتے ہیں کہ سگریٹ کا پینا شرعاً ناجائز ہے اور افیون بھی منع ہے اس لئے خالد گنہگار ہے اور اس کا باپ بھی اس کا معاون ہے وہ بھی گنہگار ہے۔ لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۱۲ : دوسرے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ جب تک سگریٹ و افیون خرید کر نہ دے گنہگار نہیں ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا بکراہت جائز ہے یہ اس کا معاون نہیں ہو سکتا ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے صبح ببيع الکلب والھنہ یعنی کتے اور چیتے کی بیع اور درندہ جانوروں اور پرندوں کی بیع درست ہے سوائے سور اور شراب کے اور تمباکو کی ذات پاک ہے۔ جس کی بیع بھی درست ہے جیسے کہ مجموعۃ الفتاویٰ ص ۳۹۶ : ج ۱ میں ہے کہ اما بیعہ و شراہ فیجوز ہاں البتہ سگریٹ کا پینا منع ہے اور افیون کا کھانا منع ہے اس صورت میں زید امام مسجد کے پیچھے نماز کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ آپ سے استفسار ہے کہ قول مولوی صاحب پہلے کا درست ہے یا دوسرے کا ؟

فقط

فضل الہی امام مسجد چک نمبر ۳۹ : ۱۴ ایل ڈاکٹر خاں براستہ کسٹل ضلع ساہیوال

الجواب

اگر زید خود صالح اور لائق امامت ہے تو اس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تنزلوا ذرۃ وزرۃ وذرۃ اخری۔ فقط واللہ اعلم
الحجاب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر الدار سس : ملتان



سود خور کو امامت سے ہٹانا لازم ہے

سوال ایک امام یہاں امامت کے فرائض سرانجام دیتا ہے مع ہذا سود پر لوگوں کو قرض دیتا ہے۔ وہ بنک سے سود پر قرض لیتا ہے اور لوگوں سے دس فیصد سود وصول کرتا ہے۔ پتہ چلنے پر اس کو امامت کی

گئی تو اس نے یہ کام اپنے بیٹے کے نام کر دیا مگر حقیقت میں نفع وہی لیتا ہے۔ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

الجواب

چونکہ سود لینا شرعاً حرام قطعاً ہے۔ اس لئے اگر واقعی امام مذکور سود لیتا ہے تو وہ شرعاً فاسق اور مرتکب کبیرہ ہے، فاسق لائق امامت نہیں اس کے پیچھے ناز مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے امام کو امامت سے ہٹانا مقتدیوں پر لازم ہے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ احمد عفا اللہ عنہ
نائب مفتی قاسم العلوم : ملتان
۳۰ : ۱۲ : ۸۳ : ۱۳ ھ
الجواب صحیح

سید محمود علی قادری
مفتی انوار العلوم : ملتان
ار محرم الحرام : ۱۳۸۴ ھ

اصاب من ايجاب

عبد اللطيف غفرلہ

قاسم العلوم : ملتان

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر الدار اس : ملتان



افیون کھانے والے کی امامت

سوال :- اگر امام افیون کھاتا ہو تو اس کے پیچھے نماز

پڑھنا کیسا ہے ؟ _____ حاجی عبد اللہ : ممتاز آباد : ملتان ۔

ضرورت کی بناء پر افیون کی اتنی مقدار جو شہ آد نہ ہو کھانی جائز ہے۔ اس صورت میں کھانے والے کی امامت میں بھی کوئی کراہت نہ ہوگی۔ اور اگر لہو و لعب کے لئے کھانی جائے

الجواب

ہے تو یہ حرام ہے اور امامت ایسے شخص کی مکروہ تحریمی ہے۔ واما القلیل فان کان للہو فہو حرام ۱ھ

(شامی ۱ ص ۲۵۳ ج ۵)

فقط واللہ اعلم
محمد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ



زبردستی امام نہیں بننا چاہئے : سوال :-

ایک شخص زبردستی محلے پر چڑھ جائے، اور اس کی امامت پر کوئی بھی راضی نہیں۔

اس شخص کی امامت کا کیا حکم ہے ؟

زبردستی امام بنا درست نہیں۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثہ لا تقبل منہم صلواتہم من تقدم قومًا وہم لہ کفارہون۔ الحدیث (مشکوٰۃ، ص ۱۰۰ ج ۱)

الجواب

الجواب صحیح
محمد صدیق عظمیٰ

نقطۃ اللہ اعلم
محمد نور عفا اللہ عنہ

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

منکر شفاعت کی امامت کا حکم : سوال : ایک شخص قرآنی آیات

یا ایہا الذین امنوا افعلوا

مما رزقناکم من قبل ان یأتی یوم لا ینفع فیہ ولا خلوۃ ولا شفاعة اور من

یعمل سوءا ینجزیہ الآتۃ اور فوفیت کل نفس ما عملت الآتۃ اور الیوم

تجزی کل نفس بما کسبت الآتۃ اور ومن ینزل منہ من یشاء یردہ الآتۃ وغیرہ سے استدلال

کرتا ہے کہ ترکیب کبیرہ وغیرہ کی شفاعت نہیں ہے۔ وجہ استدلال۔ اللہ تعالیٰ نے قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہر عامل عمل

خیر اور عامل عمل شر مستوجب ثواب و عقاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کلام میں احتمال تغیر و تبدل نہیں ہے۔ قال

اللہ تعالیٰ ما یبدل القول لدیّ تو پھر شفاعت مرتب کرنا (نور باللہ) غلط ہے۔ بلکہ مخالفت قرآن ہوگی اور

نقض قانون الہی ہوگا۔ جو کہ موجب عتاب ہے۔ اور جن احادیث سے ثبوت شفاعت ہے جیسے قول علیہ السلام

”شفاعتی لاهل الصکبا شر من امتی“ وغیرہ

ان کو آیات سے متعارض قرار دے کر گرا دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی لوگوں کو کہتا ہے کہ میں شفاعت کا قائل اور

متفق اہلسنت ہوں اور مراد من الشفاعۃ لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ لیتا ہے یعنی جسے اللہ تعالیٰ پسند

کرے۔ اور اللہ تعالیٰ زانی و سارق کو پسند نہیں کرتا۔ اب اگر بغیر توبہ فوت ہوگا تو اس کی شفاعت بھی نہیں ہوگی۔ اور جناب

مخالف کو مزاح کہتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ زانی و سارق کو پسند کرتا ہے اور احادیث وغیرہ لوگوں کو گستاخ پر جرات

دیتی ہیں؟ (نور باللہ من ذالک)۔

لہذا جناب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا یہ عقیدہ صحیح ہے یا باطل؟ یہ شخص مسلمان ہے یا کافر؟

اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب شخص مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ منکر شفاعت اگر کافر ہو تب تو یقیناً نماز پڑھانے کے قابل نہیں۔ اور اگر فاسق کہا جائے جو کم از کم درجہ ہے تب بھی امامت کے قابل نہیں۔ اکفار اللہ دین، ص ۴۴، ۴۵ میں ہے۔

والحاصل ان من كان من اهل قبلتنا ولم يفل حتى لم يحكم بحكمه بصفحة الصلوة خلفه وتكره ولا يجوز خلف منكر الشفاعه والرؤية وعذاب القبر والكرام الكاتبين لانه كافر لتواتر هذه الامور من الشارع عليه السلام۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

مفتی خیر الدار سہیل خان ۱۲۳ شعبان ۱۳۶۲ھ

اہل تشیع سے وسیع تعلقات رکھنے والے کی امامت

سوال ایک امام و خطیب نے فرقہ شیعہ کے ساتھ وسیع تعلقات قائم کر رکھے ہیں یہاں تک کہ خود بھی ان کی شادیوں میں شریک ہوتا ہے اور ان رافضیوں تبراہیموں کو بھی اپنے بچوں کی شادی میں مدعو کرتا ہے۔ اہل محلہ جب اعتراض کرتے ہیں تو شرعی جواز پیش کرنے سے عاجز آکر ادھر ادھر کی باتیں کرتا ہے۔ یا یہ کہہ دیتا ہے کہ شیعہ لوگ میری امداد کرتے ہیں۔ بعض اہل محلہ اس کی دینی بے حیثی اور تفریق کی بنا پر اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ تشیع سے اپنے جملہ تعلقات منقطع کر دے اور اعلان کرے کہ میں آئندہ کے لئے اہل تشیع سے کسی قسم کے مراسم نہیں رکھوں گا۔ کیوں کہ شیعوں سے مراسم اسلامیہ رکھنا اور ان کی غمی شادی میں شریک ہونا ناجائز ہے۔ اس پر وہ لوگ امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مستند اور جامع فتوے پیش کرتے ہیں جس کو تیس علماء دیوبند کی تائید حاصل ہے۔ جن میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری و علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی و بھی شامل ہیں۔ بعض دھڑلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتوے ۱۳۴۸ھ کا ہے۔ جن عبارات سے اہل تشیع سے مقاطعت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ عبارات واقعات پیش کرتا ہوں تاکہ مسئلہ کی حقیقت پوری طرح واضح ہو جائے اور فتویٰ کے بعد کسی فرقے کو کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

۱: ایک تو اس فتویٰ کا نام ہی ہے ”شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علماء کرام کا متفقہ فتویٰ“

جب اثناعشریہ مرتد ہیں تو مرتدین سے اسلامی مراسم قائم رکھنا کیسے جائز ہے ؟
 ۱۲۔ اس فتویٰ کی ضرورت اشاعت کے متعلق امام اہل سنت لکھتے ہیں کہ بعض برادران اسلامی کو دیکھ کر صدمہ ہوا کہ اہلسنت والجماعت بوجہ ناواقفیت کے شیعوں کو مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ مناکحت تک سے پرہیز نہیں کرتے ، بالآخر جن کے تلخ ترین نتائج سولہاں روح ہونے ہیں ۔ یہاں تک کہ یہی مسلمان شیعوں کو مسلمان سمجھ کر ان کا ذبیحہ استعمال کرتے ہیں ۔ لہذا بعض حضرات کا اصرار ہوا کہ علماء کرام کا متفقہ فتویٰ ان کے متعلق شائع کیا جائے تاکہ فسادات کا سد باب ہو ۔ عقیدہ تحریف قرآن کے ظاہر ہونے کے بعد شیعوں کی تکفیر میں کس کو اختلاف نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ تحریف قرآن کا قائل کافر ہے ۔ امید ہے کہ برادران اسلام اس مختصر مگر مستند فتویٰ کے دیکھنے کے بعد شیعہ اثناعشریہ رافضیہ سے جمیع مراسم اسلامیہ بالخصوص مناکحت ، ذبیحہ ، شرکت جنازہ سے پرہیز کریں گے ۔ امام اہلسنت تو اپنے فتویٰ کا مقصد ہی یہ فرماتے ہیں کہ شیعوں سے جمیع مراسم اسلامیہ سے پرہیز کیا جائے ۔

۱۳۔ الاستفتاء : ہمارے ملک میں جو فرقہ شیعہ اثناعشریہ ہے یہ مسلمان ہے یا کافر ؟ اور ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے یا نہیں ؟ ان کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام ؟ اور ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا یا اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ نیز اگر شیعہ تعمیر مسجد کے لئے پیسے دینا چاہیں تو وصول کئے جاتے یا نہیں ؟ بینوا و تر جرد امن عند اللہ ۔

جواب :- شیعہ اثناعشریہ رافضیہ قطعاً خارج از اسلام ہیں ۔ تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں ۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات دین میں سے اعلیٰ اور ارفع چیز ہے ۔ اور شیعہ بلا اختلاف ان کے متقدمین اور متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں ۔ لہذا شیعوں سے مناکحت ناجائز ان کا ذبیحہ حرام اور ان کا چنندہ ناجائز ہے ۔ اور ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا شرعاً قطعاً ناجائز ہے ۔ سنی جنازہ میں یہ لوگ میت کے لئے بد دعا کرتے ہیں ۔ کما فی کتبہم ۔ فقط واللہ اعلم
 کتبہ محمد عبد الشکور فاروقی عفا اللہ عنہ ، از مدرسہ دارالبلغین لکھنؤ (ہند) ۔

۱۴۔ شیعوں کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ و طاہرہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر قذف (تہمت) کرنا کفر ہے ۔ علامہ ابن عابدین رحمہ متوفی ۲۵۲ھ لکھتے ہیں ۔
 لا شک فی تکفیر من قذف للسیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا وانکر صحبۃ الصدیق ۔

(شامی : ص ۲۹۴ ، ج ۳)

علامہ مصروف نے دوسرے مقام پر اسی کتاب میں شیعوں کو مرتد اور واجب القتل لکھا ہے ۔ فانہ مرتد

یقفل ۵ (شامی : ص ۶۸۳ ، ج ۲ ، مطبوعہ ۱۳۸۸ھ)

جو کلام اللہ کی تحریف کا قائل ہو وہ مرتد اور کافر ہے۔ اہل کتاب نہیں۔ ان سے مناکحت اور تعلقات رکھنا اشد حرام ہیں۔ لہذا شادی دعویٰ میں شرکت نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے لوگ کافر ہی نہیں بلکہ کفر ہیں۔

ریاض الدین محضی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند : ۱۹ ر صفر ۱۳۴۸ھ

۵ : عقائد مذکورہ فی السؤال کے روافض صرف مرتد اور کافر خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بھی اس درجہ کے ہیں کہ دوسرے فرق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے مراسم اسلامیہ ترک کرنا چاہئے۔ آہ محمد رضی حسن ناظم شعبہ تعلقات دارالعلوم دیوبند

۶ : شیعہ روافض کے متعدد فرقے ہیں۔ اور ان کے مختلف عقائد اور ظنون باطل ہیں۔ بعضوں کی تکفیر واجب ہے جیسے اثنا عشریہ ہیں۔ اس لئے ان سے مناکحت ناجائز بلکہ جمیع مراسم اسلامیہ کا ترک کرنا ضروری ہے۔

محمد اعجاز علی ندکس ادب وفقہ دارالعلوم دیوبند

۷ : شیعہ اپنے عقائد کی بناء پر خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ لہذا ان سے مراسم اسلامیہ مثلاً مناکحت قربانی و زیحہ استعمال کرنا، جنازہ پڑھنا، اور ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا، ان کو اپنے نکاحوں میں گواہ بنانا، مسجد کے لئے چندہ لینا وغیرہ کا ترک واجب ہے۔ جو شخص شیعوں سے ترک مراسم نہیں کرتا وہ اسلام سے خارج ہے اور ان ہی جیسا کافر ہے۔ فہو کافر مشہور۔ واللہ اعلم

مسعود احمد عفی اللہ عنہ، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

۸ : شیعہ واقعی کافر ہیں کیونکہ وہ قذف ائمہ اربعین رضی اللہ عنہم اور سب شیخین کے علاوہ تحریف فی القرآن کے بھی قائل ہیں۔ کما فی کتبہم۔

مفتی محمد کفایت اللہ کان اللہ (دہلی)

بنابر اختصار ان عبارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اب یہ فتویٰ صادر فرمائیں کہ اہل محلہ کا مطالبہ صحیح ہے یا غلط ؟

الجواب

اہل تشیع سے امام صاحب کا اس قدمیل جمل کسی صورت درست نہیں۔ اہل محلہ کا مطالبہ صحیح ہے جب تک امام صاحب کے بارے میں اطمینان نہ ہو جائے ان کی اقتدار میں نماز پڑھنے سے احتیاط کی جاوے۔ جو ضروریات دین کا منکر ہو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ ولا تترکوا الی الذین ظلموا فتمسکوا بالنار۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ

ابجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۱/۲۶/۱۴۰۰ھ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱/۲۶/۱۴۰۰ھ

میلاد میں قیام کرنے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں حضرات علما کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اندر میں مسئلہ کہ جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حاضر ناظر ہر مجلس دہر مکان میں ہیں اور علم کلی ہے۔ میلاد وغیرہ میں جو اصحاب قیام کرنا لازمی سمجھ کر اور حاضر و موجود سمجھ کر کرتے ہیں شرعاً ثبوت ملتا ہے؟ خیر القرون میں بھی قیام کرتے تھے؟ اگر ایسے اعتقاد والا صاحب امامت کرے تو نماز کا اعادہ کریں یا کہ ہو چکی؟

الجواب غیر اللہ کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ ایسے عقیدہ سے توبہ کرنا لازم ہے۔ اس پر قائم رہنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے لئے کھڑے ہونے سے منع فرمایا تھا۔ جب آپ کا انتقال شریف ہوا اس کے بعد بھی وہی حکم باقی ہے۔ خیر القرون میں کہیں قیام معروف و معمول نہیں۔ لہذا مجروح قیام بغیر اس عقیدہ باطلہ کے بھی نہ کرنا چاہیئے، کرنے والا مبتدع ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ اعلم۔

محمود عفی اللہ عنہ

مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان

ابجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفری

المحبیب مصیب

محمد شفیع عفی عنہ

○ مفتی غیر الدار کس ملتان ۱ : ۱ : ۱۳۴۷ھ

مستقیم مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

گیارہویں کو ضروری کہنے والے کی امامت

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک بستی میں دو فرقے ہیں۔ ایک فرقہ گیارہویں کو اچھا اور ضروری سمجھتا ہے۔ اور جمہور کے ختم کو بھی ضروری سمجھتا ہے۔ اور حبيب کوئی آدمی مرجعاً ہے تو قیسوے دن قل کہتے ہیں یعنی چنے بھون کر تقسیم کئے ہیں اور چالیس دن کے بعد چاول وغیرہ پکاتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔

اور دوسرا گروہ ان سب چیزوں کو برا سمجھتا ہے اور پھر کھا بھی لیتے ہیں۔ نیز یہ دوسرے گروہ والے لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی جتنا درجہ ہے۔

تو آپ بندہ کے دل کی تشنگی فرمائیں کہ کون سا ان دونوں میں حق پر ہے اور میں کن کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں یا اکیلا ہی نماز پڑھوں؟ اور میں دیوبندی حضرات کا معتقد ہوں۔

الجلاب
گروہ اول کا رسومات مذکورہ کو کرنا اور ضروری سمجھنا ناجائز ہے کیونکہ ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور ان کو ترک کرنا ضروری ہے۔ اور ان رسومات میں شامل ہونا اور کھانا بھی ناجائز ہے۔

اور گروہ ثانی کا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑے بھائی جتنا درجہ ہے یہ بھی گمراہی ہے۔ لہذا دونوں فرقے ہی حق سے ہٹے ہوئے ہیں۔ لہذا کیلا ہی نماز پڑھنا بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲ : ۴ : ۱۳۷۵ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ

۱۲ : ۴ : ۱۳۷۵ھ

یزید کو اچھا سمجھنے والے کی امامت

○
آج کل ایک فرقہ تیزی سے پھیل رہا ہے جو یہ کہتا ہے کہ یزید خلیفہ برحق تھا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اس کے خلاف خروج کیا جو کہ درست نہ تھا اور وہ لوگ یزید کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اسے لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم ہے؛

معتبر کتب تاریخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم کوفہ ہوئے تھے

اس وقت یزید کی حکومت مستحکم نہ ہوئی تھی بلکہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر کردہ

امراء آئندہ خلیفہ کے بارے میں مذہب تھے لہذا ایسے حالات میں خلافت علی منہاج النبوت کے لئے سعی کرنا عین عریض

تھا نہ کہ خروج علی الامام۔ بعد میں جب حالات تیزی سے تبدیل ہوئے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی تبدیل

ہو گئی۔ لہذا اس معاملہ میں حضرت حسینؑ کو مطلع کرنے والے شریعت اور تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اور تجربہ شہاد

ہے کہ ایسے لوگ اکثر افراط و تفریط کا شکار ہوتے ہیں لہذا ان کو امام بنانے میں احتیاط سے کام لیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

محقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



کبھی دائیں کبھی بائیں ٹانگے زور دینے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نیت باندھنے کے بعد قرأت پڑھتے وقت باری باری کبھی دائیں ٹانگ اور کبھی بائیں ٹانگ پر زور دیتا ہے۔ نیت باندھنے کے بعد انگوٹھوں سے کھینا قیام میں انگلی شہادت اور انگوٹھے کو لٹا لئے رکھنا اسلام پھیرتے وقت پوری جماعت کو دکھینا۔ تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ایسے امور نماز میں ممنوع ہیں ان سے خشوع و خضوع باقی نہیں رہتا۔ اور یہی نماز کی بوج ہے۔ امام کو ان سے اجتناب ضروری ہے۔

وان من لوازمه (ای الخشوع) ظهور الذل و غرض الطرف و خفض الصوت و سکون الاطراف۔

(شامی: ص ۱۰۰ ج ۱)

محمد نور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

محمد صدیق حقیر

نابینا کی امامت کے بارے میں ایک شہ پرشہ اور اس کا ازالہ

سوال ایک شخص نابینا ہے مگر عالم دین ہے اپنے لباس کو صاف ستھرا رکھتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا مکروہ؟ کیونکہ عام لوگ نابینا کی امامت میں کراہت کرتے ہیں۔ اگر مکروہ ہے تو حدیث انس بن مالکؓ

قال استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ابن ام مكتوم يوم الناس وهو اعشى۔

اور علامہ توربشتیؒ کا فرمان۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) استخلفه على الامامة حين خرج الى تبوك مع ان

عليها فيها۔ کا کیا جواب ہوگا؟

الجواب ایسے نابینا کی امامت مکروہ نہیں۔ سوال میں مذکور حدیث ہی اسکی دلیل ہے اور عوام کے کراہت کر لے کا کوئی اعتبار نہیں۔

تبيد كراهية امامة الاعشى في المحيط وغيره بان لا يكون افضل القوم

فان كان افضلهم فهو اولى (شامی ص ۵۲۳ ج ۱)

علامہ توربشتیؒ کی عبارت کا تعلق بجاز امامت اعشى سے نہیں بلکہ وہ اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ کراہت

افضل القوم کو کرائی چاہئے۔ جب مدینہ منورہ میں رہنے والوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے تو ظاہر ہے کہ وہ افضل تھے۔

امامت میں خلیفہ ان کو بنانا چاہئے تھا۔ اور جواب یہ دیا کہ ان کے ذمہ کچھ اور اہم ذمہ داریاں تھیں۔ اس لئے یہ اہم ترین ذمہ داری ان کے ذمہ نہیں ڈالی گئی۔ ہاں اگر بصیر داعی، علم اور دہش میں مساوی ہوں تو ترجیح بصیر کو دی جائے گی۔

فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۶۱۲۷ : ۱۳۹۸ھ

دارِ طہی منڈا یا غیر سنون دارِ طہی والے کی امامت

سوال غیر سنون دارِ طہی رکھنے والے کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ نیز دارِ طہی منڈے کی اقتداء کا کیا حکم ہے؟

الجواب ایک مشت دارِ طہی رکھنا ضروری ہے۔ اس سے کم رکھنا یا منڈا نا جائز اور حرام ہے۔ ایسا کرنے والا گناہگار اور فاسق ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی تو ہر جائز ہے۔ درمختار میں ہے۔

واما قطعہا وہی دونہا فلم یبحد احدہ ولیہ والسنة فیہا القبضۃ ولذا

یحرم علی الرجل قطع لحيته (مشائی ص ۳۵۹ ج ۱ د)

فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۷۱۲۵ : ۱۳۹۸ھ

دارِ طہی منڈے کی امامت حیشہ کی روشنی میں

سوال : دارِ طہی منڈے کی امامت حدیث کی روشنی میں بیان فرمادیں :-

الجواب حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمادے تو چاہئے کہ امامت وہ لوگ کرائیں جو تم میں بہتر ہوں۔ اس لئے کہ امام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خلاف سنت کام کرنے والا کیسے بہتر ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ

کیسے ہو سکتا ہے۔ لہذا ایسا کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔ رواہ الامام حاکم فی مستدرک: (شامی: ص ۳۰۵: ۱۵۱)

فقط واللہ اعلم
محمد انور عفا اللہ عنہ

۱۳ : ۹ : ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مردوں کی علامات رکھنے والے خنثی کی امامت

سوال ایک آدمی خنثی ہے مگر اب وہ بالغ ہے دائرہ بھی رکھ لی ہے۔ مرد کی طرح احتلام میں انزال بھی ہوا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب دائرہ بھی نکل آنے کی وجہ سے شخص مذکور مردوں کے حکم میں ہے۔ اقتدار امامت اور نکاح میں عام مردوں کے برابر ہے۔ فان بلغ وخرجت

لحيته او وصل الى امرأة او احتلم كما يحتمل الرجل فرجل۔ ۱۔ در مختار علی الشافعی ص ۴۰۰ ج ۵۔

فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۳ : ۹ : ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

گھٹنوں کے بل کھڑا ہونے والے کی امامت

سوال ایک شخص تپ مجروحہ ہونے کی وجہ سے ٹانگوں سے معذور ہو گیا ہے۔ کپڑوں کی پاکیزگی اور طہارت وغیرہ کا اچھی طرح خیال رکھتا ہے وہ امامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟ جب کہ اس

کے پیچھے مقتدی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی امامت کے فرائض نہیں انجام دے سکتے۔ کیونکہ سب لوگ دین بشرعیت ناواقف ہیں اور یہ معذور شخص حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ قدوری وغیرہ تک کتابیں بھی پڑھ چکا ہے اور کثیر الدقائق پڑھ رہا ہے۔ کیا یہ عند الشریعہ امامت کرا سکتا ہے یا نہیں؟ نیز یہ امام گھٹنوں کے بل کھڑا ہو سکتا ہے۔

الجواب امام مذکور کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز درست ہے مگر مستقل امام ایسے شخص کو بنایا جاوے جو تندرست ہو مکمل طور پر کھڑا ہو سکے۔ وکذا اعرج يقوم ببعض قدميه فلا اقتداء بغيره

اولیٰ اھ - (رشامی ص ۵۲۵، ۵۲۶)

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
محمد النور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲۹ : ۱۰ : ۱۳۹ھ

ملاوٹ کرنے والے کی امامت

سوال ایک امام مسجد جو مہل آئل کا کاروبار کرتے ہیں، اور مہل آئل میں ملاوٹ کرتے ہیں تاکہ نفع زیادہ ہو مقتدی ان پر ناراض ہیں۔ اگر ان امام صاحب کو منع کیا جاوے تو جمعہ میں منع کرنے والوں کی مختلف طریق پر مذمت کرتے ہیں۔ نیز مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر بسوں وغیرہ کی آمد و روانگی کا اعلان کرتے ہیں۔ کیا ان صفات کا مالک امام بن سکتا ہے؟

الجواب اگر واقعہ وہ ملاوٹ کرتے ہیں اور خالص کہہ کر فروخت کرتے ہیں تو وہ دھوکہ دہی کی وجہ سے فاسق ہیں ایسے شخص کی امامت شرعاً مکروہ تحریمی ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے اصلاح نہ کریں تو انہیں امامت سے علیحدہ کر دیا جاوے۔ نیز مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر بسوں وغیرہ کا اعلان کرنا درست نہیں فوراً بند کر دیا جائے۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
محمد النور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۲۸ : ۱۱ : ۱۳۹ھ

دائمی سگریٹ نوش کی امامت سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین دینی مسئلہ کہ دائمی سگریٹ نوشی

کرنے والے متیم امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ — العارض محمد نواز مقام شباب گڑھ برائے ملتان

الجواب نماز ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

آغا خانی کا جنازہ پڑھانے والے کی امامت

سوال گزشتہ ہفتہ ایک آغا خانی اسماعیلی خاندان کے افراد کی جو کہ ایک حادثہ میں ہلاک ہوئے نماز جنازہ ایک خطیب نے پڑھائی اور کہا کہ یہ برطانیوں سے تو اچھے ہیں۔ اور خاص بات یہ ہے کہ تمام علماء کے فیصلہ متفقہ کے باوجود فاضل خطیب نے یہ کہا کہ میں اپنی ذمہ داری پر نماز پڑھا تا ہوں۔ لہذا آپ سے فتویٰ درکار ہے۔

الجواب فرقہ آغا خانی کے اعمال و عقائد شریعت کے سراسر منافی ہیں۔ لہذا یہ فرقہ خارج از اسلام ہے اس لئے ان پر نماز جنازہ پڑھنا ہرگز درست نہیں۔ پس خطیب صاحب موصوف پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ باوجود فحاشی کے اگر تائب نہ ہو تو لائق امامت نہیں۔

الحمد
عبد اللہ
مفتی خیر المدارس ملتان

۱۳۸۱ : ۵ : ۸

فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفی عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۳۸۱ : ۵ : ۷

مرزائیوں کے رکھے ہوئے امام کے پیچھے نماز کا حکم

سوال کارخانہ میں ایک مسجد ہے جس کی سرپرستی فرقہ مرزائیہ لائبریری پارٹی کو حاصل ہے ان کی جانب سے باخواہ امام مقرر ہے۔ ایسے امام کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب اگر امام کے عقائد اہل سنت و الجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں تو اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے۔ اہل سنت پر لازم ہے کہ مسجد کا انتظام اپنے ذمہ لے لیں۔

الحجاب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفی عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
بندہ اصغر علی عفی عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

وجوب کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کی امامت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص صاحب مال و زکوٰۃ ہوتے ہوئے عمدًا ویدہ دستہ طور پر قربانی پر جانور نہ ذبح کرے یعنی قربانی نہ کرے چاہے کہ امام مسجد ہو۔ اگر وہ امام مسجد ہے تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

حکیم حشمت علی قادریہ دواخانہ : ۵۸/۱۲/۱ ایل برائے کسوال ضلع ہیوال۔

الجواب قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لئے شدید وعید آئی ہے۔ لہذا امام صاحب کو چاہئے کہ سابقہ قربانیوں کا بھی تدارک کریں معذرتاً و استغفار کریں۔ من و حید سعة فلم یضح فلا یقربت مصونا الحدیث۔ بصورت دیگر وہ امام بننے کے لائق نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس : ملتان

۱۹
۱۲
۱۳۹۸ھ

محمد نور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان



مشک کی اقتداء جائز نہیں

سوال زید نے اپنے امام مسجد کو شرک میں مبتلا پایا، کیا زید کی نماز مشرک امام کے پیچھے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ نیز مفتی جواز یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ پوری جماعت کی نماز امام کی نماز کے ماتحت ایک مجموعہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتی ہے اور اگر امام کی نماز مقبول نہ ہو تو سارے مقتدیوں کی نماز بھی غیر مقبول ہو جائے۔ جماعت کی پابندی تو مسلمانوں کو ایک امت بنانے کے لئے ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہر فرد کی نماز انفرادی حیثیت ہی سے خدا کے حضور پیش ہوتی ہے۔ اور اگر وہ مقبول ہونے کے قابل ہو تو بہر حال وہ مقبول ہو کر رہتی ہے۔ خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔ یہ عبارت رسائل مسائل حصہ اول۔ مصنفہ ابو الاعلیٰ مودودی میں ہے۔

مستفتی

یار محمد خطیب غلامی چیچہ وطنی

شرک کرنے والے امام کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی مشرک کی اقتداء ناجائز ہے اور مفتی جواز کا قول غلط ہے۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۱۹
۱۲
۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح : اصغر علی غفرلہ : الجواب صحیح : بندہ عبد اللہ غفرلہ

جبر کسی کے مکان پر قبضہ کرنے والے کی امامت

سوال ۱۱ ایک شخص عرصہ سے جابرانہ طور پر کسی کے مکان میں بغیر معاوضہ یا نذرانہ کے رہائش پذیر ہے۔ مالک مکان بوجہ نحیف و کمزور ہونے کے مکان کی واپسی کے لئے کوئی کارروائی کرنے سے قاصر و معذور ہے۔ تو کیا اس قابض شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں ؟ اور بحالت مجبوری جب کہ دوسری جگہ جماعت کی نماز نہ مل سکتی ہو تو مذکور امام کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے یا تنہا اپنی علیحدہ نماز پڑھیں ؟

۲ قبر اطہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت شرعاً کیا حیثیت رکھتی ہے، یعنی قبر اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے یا سنت یا واجب ؟

الجواب اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو یہ شخص ظالم و فاسق ہے اور امامت اس کی مکروہ ہے۔ لیکن اگر اور امام نہ ملتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے اولیٰ و افضل ہے۔

۲ - روضۃ اطہر کی زیارت مستحب ہے۔ بلکہ ایک قیل ذی وسعت کے لئے وجوب کا بھی ملنا ہے۔ و زیارۃ قبرہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مندوبۃ بل قیل واجبۃ لمن له سعة۔

روحانہ علی الشاہ، ص ۳۵۲ : ۲۵۰

بندہ اصغر علی غفرلہ

۱۳۷۷ : ۲ : ۹

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ غفرلہ

سلسلہ بیعت کا قائل نہ ہونے والے کی امامت

سوال ایک شخص بے مرشد ہے اور حقیقت اس سلسلہ بیعت کو برا کہتا ہے کبھی کہتا ہے کہ کوئی کامل مرشد ہی نہیں، کبھی کہتا ہے میں جو سہ ہوں ملنا ہی نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے ؟

الجواب بے مرشد ہونا تو کوئی قابل مواخذہ جرم نہیں۔ کیونکہ کسی بزرگ کی بیعت کرنا ضروری نہیں یہ ایک مستحب ہے لیکن شخص مذکور کا سلسلہ بیعت کو برا سمجھنا اور اس سلسلے والے حضرات کو برا کہنا اور توہین کرنا ناجائز ہے اگر یہ شخص ایسا ہے تو اس کی امامت درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

بندہ اصغر علی غفرلہ

جمہور امت کی تکفیر کرنے والے کی اقامت مکروہ ہے

مولوی احمد سعید چتر پڑ گڑھی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ یا اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے پیچھے نماز درست ہے۔ اگر پڑھ لی جائے تو نماز درست ہے یا اعادہ واجب ہے؟
حانذا واصلیا۔

الجواب

مولوی احمد سعید کے عقائد اور نظریات کی تفصیل ہمیں معلوم نہیں۔ اس کے بغیر حکم لگانا مشکل ہے۔ مگر ایک بات مولوی صاحب مذکور کے متعلق ثقات سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ جہاں جمعہ پڑھاتا ہے تو غیر مستلین کی طرح نماز پڑھاتا ہے۔ اور جب باہر سفر میں ہوتا ہے تو حنفیہ کی طرح نماز پڑھتا پڑھاتا ہے اور یہ ایک قسم کا تصنع اور بیاہ ہے۔ پس اگر یہ روایت درست ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

در مختار میں ہے۔ ونتمام ومراء ومتصنع۔ (شامی ج ۱ ص ۵۲۲)۔

علاوہ ازیں مولوی صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ سماع موتی اور سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر شریف کا منکر ہے اور قائلین کی تکفیر کرتا ہے۔ اس سے جمہور امت کی تکفیر ہوتی ہے اور جمہور امت کی تکفیر کرنے والا مبتدع ہے۔ پس اگر اس نے توبہ کر کے اس عقیدہ سے رجوع نہیں کیا تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

در مختار میں ہے۔ ومبتدع ای صاحب بدعت۔ (ج ۱ ص ۵۲۳)۔

جو عالم مندرجہ بالا عقیدہ رکھے یعنی قائلین سماع موتی کی تکفیر کرے اسکا بھی یہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔
نقطہ واللہ اعلم

عبد الفتار عفی عنہ

مدرس دارالعلوم کبیر والا، ضلع ملتان

الجواب صحیح : احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : علی محمد عفی عنہ

منتظم و شیخ الحدیث دارالعلوم کبیر والا

۲۰ / ۶ / ۱۴۰۱ھ

ڈاکٹر عثمانی کے متبعین کی اقامت دار میں ٹرپھی جانے والی

نمازیں واجب الاعداد ہیں

- ۱ : ڈاکٹر مسعود الدین کے نظریات درج ذیل ہیں۔
 - ۱ : عذاب قبر اس ارضی قبر میں نہیں ہوتا بلکہ روح کو برزخی جسم میں ڈال کر علیین یا سجین میں ڈال کر عذاب یا راحت کی کیفیات ہوتی ہیں۔
 - ۲ : وفات کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ والی قبر اقدس میں نہیں ہیں۔
 - ۳ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دور یا قریب سے سننے والا جاننا بہر حال مشرک نہ عقیدہ کا حامل ہے۔
 - ۴ : آدم علیہ السلام کا ذات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانے والی احادیث اور قبر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنانے والی احادیث غلط ہیں۔
 - ۵ : زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جملہ احادیث بناوٹی ہیں۔
 - ۶ : خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت والی احادیث من گھڑت ہیں۔
 - ۷ : ہر طرح کے تعویذات کرنا اور پانی پر دم کرنا وغیرہ کفر و شرک ہے۔
 - ۸ : سہ سے لے کر ستر تک جتنے بزرگان دین، اولیا، کرام بشمول خاندان ولی اللہ شاہ عبدالرحیم، شاہ عبدالعزیز، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتا ہے کہ آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا میں پایا جاتا ہے وہ انہیں حضرات کا ایجاد کر رہا ہے قرآن و حدیث کے دین سے بالکل الگ ہے۔
 - ۹ : اصل دین تو اس برصغیر پاک و ہند میں کبھی آیا ہی نہیں۔
 - ۱۰ : جو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ پاک والی قبر اقدس میں زندہ مانتے ہیں تاکہ ان کا درود و سلام سنیں ان کے عقائد باطل ہیں۔
- دریافت طلب امویہ ہیں۔

- ۱۔ ایسے عقائد والا شخص کافر ہے یا مسلمان ، ہدایت پر ہے یا ضلالت پر۔
 - ۲۔ مندرجہ بالا عقائد والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
 - ۳۔ جن لوگوں نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں آیا وہ اعادہ کریں۔
- ۱۔ ڈاکٹر عثمانی خطرناک گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے اقرب الی الکفر ہے۔
- ۲۔ ایسے عقائد کے حامل کی اقتدار میں ہرگز نماز نہ پڑھیں۔
- ۳۔ نمازوں کا اعادہ کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

الحجاب

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۱۲/۱۴۰۴ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

داڑھی مونڈنے کو پیشہ بنانے والے کی امامت

ایک امام مسجد کے پیچھے بعض لوگ نماز پڑھتے ہیں اور بعض نہیں پڑھتے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ امام مسجد لوگوں کی داڑھیاں مونڈتا ہے از روئے شریعت ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا تو جروار۔

سائل عبد اللطیف المنذر بھکر

الحجاب

اگر وہ داڑھی مونڈنے کا پیشہ نہ چھوڑے تو اسے امام نہ رکھا جائے۔

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

صدر مفتی خیر المدارس ملتان

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۴/۱۴۰۲ھ

ہیرا پھیری کرنیوالے کی امامت

چوستان کے لوگوں کو گورنمنٹ زمین تقسیم کرتی ہے جس میں شرط یہ ہوتی ہے کہ جس شخص کو زمین تقسیم کی

جاتی ہے وہ چوستان کا رہائشی ہو۔ نمبردار اس کی تصدیق کرے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے اور یہاں کا مستقل رہائشی ہے مذکورہ شرائط سے وہ شخص زمین کا حقدار ہے۔ لیکن ایک شخص نے نمبردار سے دھوکہ سے تصدیق کروا کر ادھر ہیرا پھیری کر کے زمین حاصل کر لی۔ آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے اور یہ امامت

کے لائق ہے یا نہیں ؟

امام صاحب تادقت یکہ توبہ کر کے اس ہیرا پھیری کی تلافی نہ کریں ان کی امامت
مکروہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۸
۱۴۰۶ھ

خلاہ پر کرنے کیلئے بجالت نماز پچھلی صف سے اگلی صف میں آنا

ایک آدمی جماعت میں دوسری صف میں آکر شریک ہوا نماز شروع کرنے کے بعد دیکھا کہ
پہلی صف میں سامنے ایک آدمی کے کھڑے ہونے کی گنجائش ہے تو وہ یہیں کھڑا ہے یا چل کر اگلی
صف میں شریک ہو جائے۔

چل کر اگلی صف کو جا کر پڑ کر سے اس چلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

الجواب

” اذا رأى الفرجة بعد ما احرم هل يمشى اليها

لم أره صريحاً وظاهر الاطلاق نعم ويفيده مسألة من

جذب غيره من الصف كما قدمنا فان له ينبغي له ان

يجيبه لتنتفي الكراهة عن الجاذب فمشيه لنفي الكراهة

عن نفسه اولى فتأمل ثم رأيت في مفسدات الصلوة من

الحلية عن الذخيرة ان كان في الصف الثاني فرأى فرجة

في الاولى فمشى اليها لم تفسد صلوته لانه ما مور بالمرأصة

قال عليه الصلوة والسلام ترا صفوف الصفوف ولو كان في الصف

الثالث تفسد - اه - اي لانه عمل كثير وظاهر التعليل بالامرانه

يطلب المشى اليها تأمل اه (شامی ج ۱ ص ۲۲۱) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۴/۱۴۱۰ھ

جماعت کے وقت کوئی بزرگ آجائیں تو کون نماز پڑھے

ہماری مسجد کے امام و خطیب مقرر ہیں اور وہ نماز کے وقت موجود بھی ہوتے ہیں اور بسا اوقات کوئی اور عالم یا بزرگ آجاتے ہیں تو کچھ مقتدی اصرار کرتے ہیں کہ آنے والے نماز پڑھائیں۔ شرعیہ وضاحت فرمائیں کہ سابق امام ہی امامت کے زیادہ حقدار ہیں یا نووارد امام نماز پڑھائیں۔ بیٹا تو جروا۔
نفسی الرحمن ساہیوال

پہلے سے مقرر امام ہی نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے نووارد کو آگے کریں تو کوئی حرج نہیں۔

الجواب

واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولى بالامامة من غيره مطلقا۔ (درمختار)۔ (قوله مطلقا) ای وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم واقراء منه وفي التارخانية جماعة اضياف في دار يريد ان يتقدم احدهم ينبغي ان يتقدم المالك فان قدم واحدا منهم لعلمه وكبره فهو افضل۔ (دشامية : ج ۱، ص ۴۱۳)۔ فقط والله اعلم۔

احقر محمد انور عفا الله عنه

الجواب صحیح

مفتی خیر الدین سرملتان ۱۰/۲/۱۴۱۰ھ

بندہ عبد الستار عفا الله عنه صدر مفتی

نماز کے بعد نمازیوں کا آپس میں یا امام صاحب سے مصافحہ کرنا بدعت ہے

مسجد میں نماز باجماعت کے بعد اکثر نمازی امام صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کی علماء کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟ سائل عبد الرزاق خان ساہیوال
نماز کے بعد لوگوں کا آپس میں یا امام صاحب سے مصافحہ کرنا بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

الجواب

وينبغي له ان يمنع ما حدثوه من المصافحة بعد صلاة الصبح

وبعد صلوة العصر وبعد صلوة الجمعة قبل زاد بعضهم
في هذا الوقت فعل ذلك بعد الصلوة الخمس وذلك كله من
البدع - (المدخل ج ۲ ص ۵۰) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی
۱۴۰۱ھ مفتی خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجنبیہ کے ساتھ میل جول رکھنے والے کی امامت

ایک امام مسجد جو قرآن مجید صرف ناظرہ پڑھا ہو اسے دیگر مسائل سے بھی واقف نہیں ہے۔
ایک نامحرم عورت کو روزانہ سائیکل پر اسٹیشن سے چک تک لانا ہے جو تین میل کا فاصلہ ہے
کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا یا اسے مستقل امام رکھنا درست ہے۔

اجنبیہ عورت کے ساتھ اس قدر میل جول رکھنے والا شخص قابل امامت نہیں
اور قطع نظر ان تعلقات کے امام کے لئے نماز کے مسائل کا عالم ہونا بھی ضروری
ہے۔ لہذا کسی متبع سنت محکم کو امام بنایا جائے۔ فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی
۱۴۰۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

امام مقتدی کے تشہد پورا کرنے سے پہلے اٹھ جائے تو مقتدی پورا کر کے اٹھے

۱۔ جب امام کی قیادت میں مقتدی نماز پڑھتا ہے اور امام "التحیات" کو جلدی سے پڑھ کر کھڑا ہو
جاتا ہے۔ اب مقتدی کو "التحیات" پوری کر کے کھڑا ہونا چاہئے یا فوراً امام کے ساتھ ہی کھڑا ہو جائے اور
التحیات کو چھوڑ دے حالانکہ مقتدی کو یہ بھی اعتماد ہے کہ امام کے رکوع سے پہلے ہی قیام میں شامل ہو جائے
گا۔ اب آیا امام کا اتباع ضروری ہے یا التحیات کو پورا کرے۔

۲۔ امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی فرض بھول کر چھوٹ جائے جیسے قیام رکوع سجدہ وغیرہ تو

ثم الاحسن تلاوة وتجويدًا افاد بذلك ان معنى قولهم افتراء
اعاجود لا اكثرهم حفظًا فهو معنى الحسن في التلاوة ان يكون
عالمًا بكيفية الحروف والوقف وما يتعلق بهما - اهـ - بشاھی
ج ۱۱ ص ۵۲۱ - فقط والله اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی ۱۸
۱۹۳۹ء مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
انقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اکیلا آدمی اگلی صف سے کسی کو کھینچ لے یا اکیلا کھڑا ہو جائے ؟

جماعت کی پہلی صف مکمل ہے اور پیچھے سے ایک آدمی نماز میں ملتا ہے اور کوئی آدمی نہیں اور پہلی صف
میں جگہ بھی نہیں ہے۔ کیا وہ پہلی صف سے آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ ملا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ملائے تو وہ
آدمی کہاں سے پکڑ کر اپنے ساتھ ملائے۔ ایک طرف سے یا درمیان سے یا امام کے پیچھے سے ؟
سائل محمد لطف اللہ خستہ لاہور

آج کل جہالت عام ہے اگر اگلی صف سے کسی کو کھینچا گیا تو غالب گمان یہ ہے کہ
وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا کہ جس سے نماز خراب ہو جائے گی۔ لہذا کسی کو کھینچنا،
مناسب نہیں۔ اور اگر آدمی سمجھ دار، مسائل جاننے والا ہے اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز فاسد کر لے
گا تو یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیں طرف سے کسی کو کھینچ لے۔ اور اگر داہنی جانب سے کھینچے تو بھی
مضانقہ نہیں۔ (امداد الفتین)۔

وقد مناكر اهية القيام في صف خلف صف فيه فرجة للنهي
وكذا القيام منفردًا وان لم يجد فرجة بل يجذب احدا
من الصف ذكره ابن الكمال لكن قالوا في زماننا تركه اولي
فلذا قال في البحر يكره وحده الا اذا لم يجد فرجة - اهـ
در مختار -

۱۰۱ قولہ لکن قالوا (الخ) القائل صاحب القنیۃ فانہ عز الی بعض

الكتب التي جماعة ولم يجد في الصف فرجة قيل يقوم
وحده ويعذر وقيل يجذب واحدا من الصف الى نفسه
فيقف بجانبه والاصح ما روى هشام عن محمد انه
ينتظر الى الركوع فان جاء رجل والا جذب اليه رجلا
او دخل في الصف ثم قال في القنية والقيام وحده اولى
في زماننا لغلبة الجهل على العوام فاذا جبره تفسد صلواته
قال في الخواص قلت وينبغي التفويض الى رأى المبتلى
فان رأى من لا يتأذى لدين او صداقة زاحمه او
عالمه جاذبه والا انفرد - اه - قلت وهو توفيق حسن
اختاره ابن رهبان في شرح منظومته اه (شامية ج ١ ص ٢٤٨)

نقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتي جامع خير المدارس ملتان ٢٠/٤/١٤٠٦ هـ

ثالث بالخير کی امامت کا حکم
ولد الزنا (ثالث بالخير) مسلم اہل علم امامت کرا سکتا
ہے یا نہیں؟

اگر حاضرین میں علم و عمل کے لحاظ سے وہی افضل ہے تو بلا کراہت امامت
کرا سکتا ہے۔

وفي الشامية ولو عدت اى علة كراهة بان كان الاعرابي
افضل من الحضري والعبد من الحر ولد الزناء من ولد
الرشدة و الا عسى من البصير فالحكم بالصد - اه -
(شامى ج ١ ص ٥٢٣) - فقط والله اعلم -

اجواب صحیح

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتي جامع خير المدارس ملتان ٢٠/٤/١٤٠٦ هـ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

ایک حدیث سے عورت کی امامت پر استدلال کا جواب

فرانس کی یونیورسٹی کے ایک ڈاکٹر نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ پر تشریف لے گئے تھے تو فراتض امامت ایک بی بی کے سپرد فرما گئے تھے۔ وہ محترمہ خاتون مرد و زن کی امامت فرمایا کرتی تھی یہ ایک استثنائی صورت ہے۔ اب بھی عورت مردوں کی امامت سرانجام دے سکتی ہے۔ سنن نسائی اور ابوداؤد کا حوالہ دیا ہے اس کے متعلق وضاحت کی جائے۔

بہنو اتوجسروا۔

حوالہ بقید باب و صفحہ لکھا جاتا تو بہتر تھا تا کہ پوری تحقیق ہو سکتی۔ ابوداؤد میں ایک روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ بدر پر تشریف لے جانے لگے تو ام ورقہ بنت نوفل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی ساتھ جانے کی اجازت دیجئے میں وہاں زخمیوں کی خدمت کرتی رہوں گی شاید مجھے بھی شہادت نصیب ہو جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھر ہی ٹھہرو تمہیں اللہ تعالیٰ شہادت عطا فرمائیں گے پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ میں اپنے احاطہ میں واقع گھروں کے لئے ایک مؤذن رکھ لوں تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دے دی۔ اور بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ

وامرہا ان تؤم اهل دارها ای نساء المحلة۔ اھ (بذل المجہود

ج ۱، ص ۱۳۱)۔

شاید ڈاکٹر صاحب موصوف اس حدیث کو بنیاد بنا کر اپنا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہوں۔ مگر اس حدیث سے ان کا استدلال درست نہیں۔ جو کچھ ڈاکٹر صاحب کہنا چاہتے ہیں وہ اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

محدثین نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس سے یہ استدلال کرنا کہ عورت مردوں کی امامت کرا سکتی ہے صحیح نہیں۔ کیوں کہ اس حدیث سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ مردوں کی امامت بھی کراتی تھیں۔ اسی کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ احادیث و اجماع امت کی دوسری عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو بدل المجہود شرح ابوداؤد، ج ۱، ص ۳۱

اور عورت کا عورتوں کی امامت کرنا بھی منسوخ ہے۔

ہدایہ میں عورت کی امامت کی کراہت کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو امامت کرنا منقول ہے وہ ابتداء اسلام پر محمول ہے اور منسوخ ہے۔

و حمل فعلها (ای عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) الجماعة على ابتداء

الاسلام قال في الفتح الحاصل انه منسوخ - (حواشی ہدایہ

ج ۱، ص ۱۰۳)۔

الحاصل عورت نہ مردوں کی امامت کر سکتی ہے، اور نہ عورتوں کی۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ ص ۱۴۶ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



ایک طالب علم حافظ القرآن جس کی عمر تقریباً سو سال
ہے اور بالغ ہے۔ داڑھی ابھی تک نہیں اتری۔ داڑھی

حسین جمیل امرو کی امامت

کے اترنے کے معمولی آثار نظر آتے ہیں نیز معزز نمازی اس کے اچھے کردار کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتدائی
دینی تعلیم اب شروع کی ہے۔ بڑے مسائل سے ناواقف ہے۔ کیا اس کو مسجد میں امام مقرر کیا جاسکتا
ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں۔

اگر نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو حسین جمیل بھی نہ ہو تو بلا کراہت نماز

اجواب صحیح

درست ہے۔ حسین جمیل ہونے کی صورت میں نماز مکروہ تنزیہی ہے۔

در مختار میں ہے۔

وكذا تكراه خلف اُمرود الخ - قال العلامة الشامي في الظاهر انها

تتوزيعة ايضا والظاهر ايضا كما قال الراجحي أن المراد به الصبيح

الوجه لانه محل الفتنة - (ج ۱، ص ۱۵ مشاھی نسخہ جدید)۔

الحاصل اگر غیر امرد امام قیام سنتہ ملتا ہے تو بے ریش کو امام نہ بنانا اولیٰ ہے ورنہ اجازت ہے۔

نقطہ واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی - ۱۲/۲/۱۴۰۹ھ

محقق نما مشکک کی امامت : جو شخص ائمہ اربعہ کے مسالک کو بیک وقت جائز سمجھتا ہے اور متعین امام کی تقلید کو تعصب قرار

دیتا ہے اور عوام الناس کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے۔

ب : دعار بعد الفرائض بہیئت اجتماعیہ من غیر لزوم مع رفع الیدین کو بدعت قرار دیتا ہے۔

ج : اکابر علماء مثلاً حضرت تھانویؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت شیخ الحدیثؒ کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ ان کی عبارات میں شرک و کفر ہے۔

د : ان عقائد کے حامل کو امام بنانا اور اس کے درس میں شریک ہونا کیسا ہے۔

۲ : مذکورہ بالا عقائد کے باوجود اپنے آپ کو حنفی قرار دیتا ہے۔ کیا ایسا شخص حنفی ہو سکتا ہے اور معیار حنفیت کیا ہے ؟

الجواب

امام صاحب موصوف سلف کے بارے میں ضروری اعتماد سے محروم معلوم ہوتے

ہیں جو دورِ حاضر کا عام مرض ہے۔ یعنی "تشکیک بنام تحقیق" عوام کے لئے

ایسی تشکیکات مضر ہیں۔ پس ایسے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ یہی حکم ان کے درس کا ہے۔ اس علاقے

میں بھی ایک عالم تھے جنہوں نے پہلے دعار بعد الفرائض کا انکار کیا۔ بعد چندے ٹھٹھہ غیر مقلد بن گئے۔

بلکہ غیر مقلدین کے مدرسہ کے صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اب ترقی کر کے شاید کہیں چلے گئے ہیں۔

۱ ۲ ۳۔ جو شخص حنفیت کا التزام نہیں کر سکتا وہ حنفی کیسے کہلا سکتا ہے۔ مواضع ضرورت کا

استثناء امر آخر ہے۔ اس سے معیار حنفیت بھی معلوم ہو گیا۔ کہ مذہب حنفی کو قرآن و حدیث اور اجماع

امت و دلائل شرعیہ کے اقرب سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہونا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

امام میں ان امور کا ہونا ضروری ہے

ائمہ مساجد کے لئے شریعت میں از روئے قرأت و تجوید و تعلیم دین کے، کوئی معیار مقرر ہے۔

کہ اگر کوئی شخص اس معیار پر پورا اترائے تو وہ اس منصبِ امامت کے قابل ہو۔ اور جو کم رہے تو اس

کے پیچھے نماز فاسد و مکروہ اور ناجائز ہو۔ از روئے فقہ حنفی دلائل سے مزین فرمائیں؛ بلینوا تو جبروا۔
 امامت کے لئے شرعاً کم از کم یہ معیار ضروری ہے قرآن مجید کا آخری پارہ مکمل
 یا نصف تجوید کے ضروری قواعد کی رو سے صحیح اور حفظ ہو۔

الجواب صحیح

۲۔ پانی، وضو، غسل اور نماز کے ضروری مسائل کا علم رکھتا ہو۔ نماز کے مفسدات و مکروہات،
 مستحبات و فرائض و واجبات کی تفصیلات سے آگاہ ہو۔

۳۔ اعمال میں کوئی علامت فسق یا طہی منڈانا، جماعت کی پابندی نہ کرنا، گناہ کبیرہ کا ارتکاب ظاہر
 نہ ہو، مفسد نہ ہو۔

یہ ادنیٰ معیار ہے۔ نئے ائمہ کا تقرر اس وقت ہونا چاہئے جب کہ امیدوار معیار مذکور پر پورا
 اترنے کی سند کسی مستند ادارے سے حاصل کرے۔ یا مقامی علماء امیدوار کو اس معیار کے مطابق
 پائیں۔ قدیم ائمہ کی بتدریج اصلاح ہونی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء

لہ اذا اجتمع قوم ولم یکن بین الحاضرين صاحب منزل
 اجتماعوا فیہ ولا فیہم ذو وظیفۃ وهو امام المحل ولا ذو
 سلطان کامیر و وال و قاض فالاعلم باحكام الصلوة الحافظ
 مابہ سنة القراءة و یجنب الفواحش الظاهرة وان کان
 غیر متبحر فی بقیۃ العلوم احق بالامامة۔ ام رواقی الفلاح
 علی هامش الطحطاوی ص ۱۶۳۔ فقط واللہ اعلم

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ



صرف نابالغ بچے مقتدی ہوں تو بھی جماعت کرائی جائے

مسجد میں اذان ہو گئی اور امام صاحب کے علاوہ چند نابالغ بچے جن کی عمریں تقریباً دس سال
 یا بارہ سال کی ہوں گی موجود ہیں اور جماعت کا وقت ہو گیا ہے اور نابالغ کوئی موجود نہیں۔ تو کیا امام

ان نابالغ بچوں کو مقتدی بنا کر جماعت کرا سکتا ہے یا نہیں ؟ - محمد لطف اللہ خالد شاہ جمال ٹاؤن لاہور

دفعہ العالمگیریۃ ج ۱ ص ۸۳ - اذا زاد علی الواحد

فی غیر الجمعة فهو جماعة وان كان معه صبی

عاقل کذا فی السراجیۃ -

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ مذکورہ صورت میں بھی جماعت سے نماز ادا کی جائے نابالغ لڑکوں کی صف بنا کر امام صاحب ان کو نماز پڑھائیں - فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۱۱ بندہ محمد سحاق غفرلہ

بندہ غفرلہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۱۱ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

مُقتدی "اللہ اکبر" کہہ کر سیدھا رکوع میں چلا جائے تو رکعت کا حکم

۱۔ فرضوں کی جماعت کھڑی ہے اور ایک آدمی بعد میں اس وقت شامل ہوتا ہے جب کہ امام رکوع میں چلا جاتا ہے۔ اور آنے والا اللہ اکبر کہہ کر سیدھا رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ لیکن رکوع سے پہلے اللہ اکبر کے بعد ہاتھ باندھ کر قیام نہیں کرتا اور امام کے ساتھ نماز مکمل کر لیتا ہے تو کیا اس کی نماز ہو گئی یا نہیں ؟

۲۔ بعد میں آنے والا شخص اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر قیام کرتا ہے تو یہ قیام کتنی دیر کا ہونا چاہئے ؟
۳۔ بعد میں شامل ہونے والا شخص اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ کر معمولی سا قیام کر کے رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ ابھی اس نے ایک دفعہ ہی "سبحان ربی العظیم" کہا کہ امام صاحب رکوع سے کھڑے ہو گئے۔ تو کیا اس کو وہ رکعت مل گئی یا نہیں ؟

۴۔ بعد میں آنے والا شخص تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر قیام کر کے رکوع میں گیا ہی تھا اور کوئی تسبیح وغیرہ بھی نہیں کہہ سکا اور امام صاحب رکوع سے اٹھ کھڑے ہو گئے۔ تو کیا اس کو وہ رکعت مل گئی یا نہیں ؟
استفتیٰ محمد لطف اللہ خالد شاہ جمال ٹاؤن لاہور

ان تمام صورتوں میں وہ رکعت مل گئی اللہ اکبر کہنے کے بعد ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور لک الامام فی الركوع فیکبر قائماتہم

شروع فی الانحطاط وشرح الامام فی الرفع الاصح ان يعتد بها

اذا وجدت المشاركة قبل ان يستقيم قائما وان قل في

معراج الدراية (عالمگیری ج ۱ ص ۶۲) فقط والله اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد عفتار عنہ رئیس القضاء ۱۴۱۱ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

سجدہ ہو کے بعد جماعت میں شریک ہونے والے کا حکم

مسئلہ اگر کوئی شخص امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد اقتدار کرے تو اس کی اقتدار درست نہیں۔ لیکن جب امام سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرتا ہے تو اس صورت میں اگر کوئی سلام فرارغ سے پہلے پہلے شریک ہو جائے تو اس کی اقتدار درست ہو جاتی ہے۔ ان دونوں میں وجہ فرق کیا ہے ؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس نے سجدہ سہو کیا تو دوبارہ نماز کی طرف لوٹ آیا وہ تشہد اور قعدہ گویا ختم ہو گیا ہے۔ اب دوبارہ تشہد پڑھ کر بذریعہ سلام نماز سے نکلے گا۔ پس اس قعدہ میں اقتدار صحیح ہوگی۔ پہلے سلام پر نماز کا ختم ہونا یہ غیر سبابی کے لئے ہے۔ سبابی سجدہ سہو کرنے پر دوبارہ نماز کی طرف لوٹ آتا ہے۔

قال في الشامية وهذا في غير الساهی اما هو اذا سجد له بعد

السلام يعود الى حرمتها - ۱۳۹۱ ج ۱ ص ۲۶۹ - فقط والله اعلم -

الجواب صحیح

بندہ محمد عفتار عنہ رئیس القضاء ۱۳۹۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

صحت اقتدار کیلئے اتحاد مکان ضروری ہے

ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی جاتی ہے۔ مسجد کے شمالی جانب ایک گلی ہے اور مسجد کے کرہ کے محاذ میں شمالی گلی کے شمالی جانب ایک وسیع محلہ کا ایک صحن متصل ہے اس صحن میں عورتوں

کی جمعہ کی اقتدار جائز ہے یا نہیں ؟

الاجوبہ
ضرورت مسئلہ میں عورتوں کی اقتدار اس مکان میں درست نہیں عدم اتحاد مکان کی وجہ سے۔

قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ فقد تحرر بما تقرر أن
اختلاف المكان مانع من صحة الاقتداء ولو بلك اشتباه وأنه
عند الاشتباه لا يصح الاقتداء وان اتحد المكان اه رشاحی
ص ۵۵۰۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ ۲۲
مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴۱۰ھ
الحجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

ایکے نماز پڑھنے والے کی اقتداء کا حکم

زید ظہر کے فرض پڑھ رہا تھا کہ بکرنے اس کے پیچھے آکر کہا کہ تو میرا امام ہے اور میں تیرا مقتدی
حالانکہ زید کچھ رکعتیں پڑھ چکا تھا۔ پھر زید نے زور سے تکبیر کہنی شروع کر دی کیوں کہ اس نے
اسے مقتدی تصور کر کے نیت کر لی۔ کیا یہ امامت و اقتدار درست ہے۔ ؟
ہر دو کی نماز صحیح ہو گئی۔

الاجوبہ
وفی العالمگیریۃ ولا یحتاج الی نية الامامة حتی
لونی ان لا یؤم فلانا فجاء فلان واقتدی به جارا۔ اه
(ج ۱ ص ۲۲) قال جابر سوت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
غزوة فقام یصلی فجئت حتی قمت عن یساره فاخذ بیدی
فادارنی عن یمینہ۔ اه (شامی بحوالہ مسلم ج ۱ ص ۲۲)

الحجواب صحیح
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ
محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۹۹ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مردوں کو نہیلا نیولے کی امامت

ایک مولوی صاحب سلمہ ۱۹۴۷ء سے مسجد کی خدمت کر رہا ہے۔ امامت وغیرہ خدا واسطے کرتے ہیں اور تنخواہ مقرر نہیں۔

میت کو اگر گھر والا نہیں نہلا سکتا، تو مولوی صاحب اس میت کو غسل دے دیتے ہیں ثواب کی نیت سے۔ اگر کوئی کچھ دے دے تو لے لیتے ہیں۔ آیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
 بنیوا تو جبراً۔

مردہ کو بہ نیت ثواب غسل دینا ایک نیک کام ہے۔ اس کی وجہ سے امامت میں کوئی کراہت وغیرہ پیدا نہیں ہوتی۔ جن فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اس سے مراد وہ غسل دینے والا ہے جو بالاجرت یہ پیشہ رکھتا ہو۔ اور وہ بھی ان کے نزدیک جو کہ مردہ کے غسل کی اجرت کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اہل اصل مذکورہ امام صاحب کے پیچھے نماز درست ہے۔

ولا يجوز الاستیجار علی غسل المیت و يجوز علی الحمل والدفن
 و اجازہ بعضهم فی الغسل ایضاً۔ (شامی، ج ۱ ص ۸۰۴) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
 فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ
 مفتی خیر المدارس ملتان

مقتدی امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھالے تو کیا کرے

زید جمعہ کی نماز ادا کر رہا تھا امام صاحب نے سجدہ نہا کیا۔ زید کو شبہ ہوا کہ شاید امام صاحب سجدہ سے اٹھ گئے ہیں تو وہ بھی اٹھ گیا۔ مگر دیکھا تو ابھی امام صاحب سجدہ ہی میں تھے۔ تو زید التیمات کے لئے بیٹھ گیا یہ سمجھ کر کہ ابھی وہ اٹھنے والے ہیں۔ تو اس صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے تھا؟
 مقتدی پر متابعت واجب ہے۔ لہذا زید کو دوبارہ سجدہ میں چلا جانا چاہئے تھا۔

من الواجب متابعتہ المقتدی امامہ فی الارکان الفعلیۃ فلو

رفع المقتدی رأسه من الركوع أو السجود قبل الامام ينبغي
له ان يعود لتزول المخالفة بالموافقة ولا يصير ذلك
تكراراً و بالعود حيزم الحلبي في اخر الكتاب - اه (طحاوی ۱۳۷)
فقط والله اعلم

أحقر محمد نور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا

مقتدی کے تین تسبیحات پڑھنے سے پہلے امام رکوع یا سجود سے اٹھ جائے

مقتدی نے ابھی تین تسبیحات پوری نہیں پڑھی تھیں کہ امام نے رکوع سے یا سجود سے سر اٹھالیا
تو مقتدی بھی ساتھ ہی سر اٹھا لے یا تین تسبیحات پوری کرنے کے بعد لکھے ؟
اس صورت میں بہتر یہی ہے کہ مقتدی بھی ساتھ اٹھ جائے ۔

الحق الحق

ولو رفع الامام رأسه من الركوع أو السجود قبل
ان يسبح المقتدی ثلاثاً تكلموا فيه والصحيح انه يتابع الامام
لان متابعته الامام فرض فلا يتركها بالسنة - اه (قاضی خان ۱۳۷)
فقط والله اعلم

أحقر محمد نور عفا الله عنه

بازو پر نام گدوانے والے کی امامت

ایک آدمی ہے اس کے بازو پر اس کا اپنا نام لکھا ہوا ہے ۔ کیا وہ جماعت کرا سکتا ہے یعنی
امام بن سکتا ہے یا نہیں ۔ اس مسئلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے وہ خود بھی فکر مند ہے کہ میری نماز ہوتی
ہے یا نہیں ؟

الحق الحق

اگر اسے مٹانے میں کافی تکلیف ہوتی ہے تو کوئی سحر نہیں الیاً شخص امام بن
سکتا ہے ۔ بشرطیکہ امامت سے متعلق دوسرے ضروری امور اس میں پائے

جلتے ہوں۔

وفی الفتاوی الخیریۃ من کتاب الصلوۃ سئل فی رجل علی یدہ
وشم هل تصح صلوٰتہ واما متہ معہ ام لا ؟ اجاب نعم
تصح صلوٰتہ واما متہ بلا شبہۃ واللہ اعلم۔ ۱۷
رشامیۃ : ج ۱ : ص ۳۵۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پہلی جماعت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ کرائی

جسے تو اس میں نئے بھی شریک ہو سکتے ہیں

ہم نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ امام صاحب سے غلطی ہو گئی چار رکعت کی بجائے تین
رکعت پڑھیں۔ دوبارہ پھر جماعت کرائی۔ کچھ حضرات کہتے ہیں کہ نماز صرف ان نمازیوں کی ہوئی جو
کہ پہلی جماعت میں شامل تھے اور ان کی نماز نہیں ہوئی جو بعد میں دوسری جماعت میں شامل ہوئے
یعنی نئے آنے والوں کی نماز نہیں ہوئی۔ صرف پہلی جماعت کے لوگ دوسری جماعت میں شامل ہو سکتے
ہیں نہ کہ نئے آنے والے بھی۔

صورۃ مسئلہ میں پہلی مرتبہ شامل ہونے والوں اور صرف دوسری نماز میں
شامل ہونے والے دونوں کی نماز درست ہو گئی۔ مذکور فی السؤال کا حکم اس
صورۃ میں ہے جب کہ نماز میں کوئی واجب چھوٹ جائے اور سجدہ سہو کا وجوب تھا لیکن سجدہ
سہو ادا نہ کرنے کی وجہ سے نماز کا اعادہ کیا۔ تو اس صورت میں صرف وہ لوگ دوبارہ نماز میں شامل
ہوں جو جماعت میں پہلی مرتبہ شامل ہوئے تھے جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فرض کا پہلی نماز سے فرض
زمرہ سقاط ہو گیا۔ دوسری نماز صرف نقصان کی تلافی ہے۔ مراقی میں ہے۔

فتکون مکملۃ و سقطت الفرض بالاولی وقیل تکون الثانیۃ فوضا

فہی المسقطۃ: (۲۵۱)

صورت مسئلہ میں فرض نماز سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۱۶ بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

عدد رکعت میں امام و مقتدی کے اختلاف کا حکم

زید نے عصر کی نماز پڑھائی سلام پھیرنے پر کچھ مقتدیوں نے کہا کہ تین رکعات ہوئی ہیں۔ اور کچھ نے یہ کہا کہ ہمیں پتہ نہیں چلا۔ امام صاحب کتے میں کہ میرا دل یہی کہتا ہے کہ چار ہوئی ہیں۔ اگر تو امام صاحب کو پورا یقین ہے کہ چار ہوئی ہیں تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر چار ہونے کا پختہ یقین نہ ہو تو نماز کا اعادہ کر لیں۔

لو وقع الاختلاف بين الامام والقوم فقال القوم صليت ثلاثا

قال الامام صليت اربعا ان كان الامام على اليقين لا يعيد الصلوة

بقولهم وان لم يكن على يثنين يعيد الصلوة بقولهم -۱۱

(عالمگیری ج ۱ ص ۴۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

أحقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۷/۱۴۰۸ھ

امام اونچا ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو نماز کا حکم

اگر امام کے کھڑے ہونے کی جگہ مقتدیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی ہو تو نماز میں کھڑے آئے گی یا نہیں۔ بیٹنوا تو جبر وار

امام ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ مقتدیوں سے اونچا کھڑا ہو تو یہ مکروہ ہے

ثم مقدار الارتفاع الذي يحصل به كراهة الانفراد

عن القوم ذكر الطحاوی انه مقدر بقامة الرجل وكذا
 روى عن الجـ يوسف وقيل مقدار ما يقع به الامتياز وقيل
 مقدار ذراع اعتبارا بالسنة قال في الكفاية ناقلا عن
 الجامع الصغير لقاضي خان وعليه الاعتماد الخ قوله
 والظاهر ان مادون الذراع لا ينضبط به وقوع الامتياز
 كل الضبط فان من الناس الطويل والقصير فكان التقدير
 بالذراع هو الاولى لانه الذي ينضبط به وقوع الامتياز
 في حق الكل۔ اھ (كبيری، ص ۳۲۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

أحق محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲/۶/۱۴۱۰ھ

امام کو حدث لاحق ہو جائے تو کیا کرے

جماعت کھڑی ہو گئی۔ درمیان میں امام صاحب کا وضو رٹوٹ گیا۔ اب امام صاحب کے
 لئے کیا حکم ہے۔ بیت نوا توجہ روا۔

حدث لاحق ہوتے ہی پیچھے ہٹ جائے اور مقتدیوں میں سے کسی سمجھ دار کو
 اپنی جگہ خلیفہ بنادے تاکہ وہ نماز پوری کر دے۔

سبق الامام حدث الخ غیر مانع للبناء استخلف ای جازلہ ذلک

ولوفی جنازة باشارة اوجز لمحرواب اھ (شامی ج ۱ ص ۵۶)۔

اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں تو بہتر یہ ہے کہ نماز توڑ دے اور وضو کر کے از سر نو جماعت

کر دے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۹
 أحق محمد النور عفا الله عنه

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الانتار ۱۳۹۹ھ مفتی خیر المدارس ملتان

مقدمی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ساتھ کہے

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک ہے وہ تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ہی کہے یا جب امام اللہ اکبر کہہ چکے تب کہے ؟

بہتر یہی ہے کہ ساتھ ساتھ ہی کہے لیکن یہ خیال رہے کہ اگر اس نے لفظ ”اللہ“ امام کے لفظ ”اللہ“ ختم کرنے سے پہلے ختم کر لیا تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

والا فضل انت تكون تكبيرة المقتدى مع تكبيرة الامام لا بعدها عندنا حنفية لان فيه مسارعة الى العبادة وفيه مشقة فكان افضل وقال يكبر اى الا فضل انت يكبر المقتدى بعد تكبيرة الامام ليزول الاشتباه بالكلية۔ (كبيرى ۱ ص ۲۵۸)۔

ولو افتتح اى كبر مع الامام و فرغ من قوله ”اللہ“ قبل فراغ الامام من قوله ”اللہ“ لا يصير شارعا فى الصلوة فى اظهر الروايات كذا فى الفتاوى۔ (كبيرى ۱ ص ۲۵۴)۔ فقط والله تعالى اعلم۔

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ، ملتان

اصل میں افضل یہ ہے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے۔ لیکن چونکہ اس میں سخت ترقیظ و احتیاط کی حاجت ہے۔ کہ امام کے لفظ اللہ سے پہلے مقدمی کا لفظ اللہ ختم نہ ہو۔ اس لئے احتیاط یہ ہے کہ امام کے لفظ اللہ ختم ہونے کے بعد تکبیر کہے تاکہ نماز کا شروع کرنا صحیح ہو جائے۔ و الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ، ملتان

امام رکوع و سجود میں کتنی بار تسبیحات پڑھے

امام صاحب کے لئے رکوع و سجود میں کتنی دفعہ تسبیحات پڑھنا زیادہ بہتر ہے ؟

امام صاحب تسبیحات میں عدد ذکر کی رعایت رکھتے ہوئے اتنی مرتبہ پڑھیں کہ مقتدی
اطمینان سے تین دفعہ پڑھ لیں۔ بہتر یہ ہے کہ پانچ دفعہ پڑھ لیں۔

ولو زاد على الثلاث فذلك افضل بعد ان يختم على وتر خمس
او سبع او تسع ولكن ان كان اماما لا يطول وقال سفيان
الثوري ينبغي ان يقول خمسا حتى يتمكن القوم ان يقولوا ثلاثا
(خلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۵۵) فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور عفا الله عنه
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء

درود یا دعاء مکمل نہیں کیا کہ امام نے سلام پھیر دیا

بعض ائمہ کرام تیز تیز پڑھتے ہیں۔ مقتدی ابھی درود شریف یا دعاء ہی میں ہوتا ہے کہ وہ سلام
پھیر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں مقتدی درود و دعاء مکمل کر کے سلام پھیرے یا امام کے ساتھ ہی سلام
پھیر دے۔ بلینوا توجسروا۔

ایسی صورت میں مقتدی امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔

ولو سلم الامام قبل ان يفرغ المقتدى من الدعاء
الذي يكون بعد التشهد او قبل ان يصلي على النبي صلى الله
عليه وسلم فانه بسلم مع الامام۔ اھ ر عالمگیری ج ۱ ص ۹۰
وكذا في الخلاصة الفتاوى ج ۱ ص ۱۵۹۔ فقط والله اعلم۔

احقر محمد النور عفا الله عنه
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء

شافعی و مالکی ائمہ کرام کی اقتدار کا حکم یہاں عرب امارات میں بعض ائمہ امام شافعیؒ یا دیگر
ائمہ کے مقلد ہیں۔ تو جب ان کی مساجد میں نماز پڑھنے

کا اتفاق ہو تو اکیلے پڑھا کریں یا ان کی اقتدار میں ۶۔

بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں احناف اور دیگر ائمہ کا اختلاف ہے مثلاً احناف کے نزدیک اگر جسم کے کسی بھی حصہ سے خون نکل کر بہہ پڑے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ تو اگر یہ پتہ ہو کہ امام ایسے مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے تو اس کی اقتدار بلا کراہت درست ہے۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ وہ مقتدیوں کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتدار نہ کریں۔ اکیلے پڑھ لیں۔

والذی یمیل الیہ القلب عدم کراهة الاقتداء بالمخالف ما لم یکن غیر مراعاة فی الفرائض لانب کثیرا من الصحابة و التابعین کانوا ائمة مجتہدین وہم یصلون خلف امام واحد مع تباین مذہبہم۔ (شامیہ ۱ ج ۱: ص ۴۱۷)۔

الحاصل انہ ان علم الاحتیاط منہ فی مذہبنا فلا کراهة فی الاقتداء بہ وان علم عدمہ فلا صحتہ وان لم یعلم شیئا کرہ۔ (شامیہ ۱ ج ۱: ص ۴۹۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اہل حشہ ائمہ کی امامت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندر میں مسئلہ کہ ایک غیر مقلد حکیم جو ائمہ مجتہدین کی تقلید کو جس پر امت اسلامیہ قرنہا قرن سے متفق چلی آرہی ہے اور ہزاروں اولیاء کبار، محدثین و مفسرین، فقہاء بلکہ مجتہدین کرام کا بھی اس پر تعامل رہا ہے، بیک قلم یہودیوں کا نمونہ قرار دیتا ہے۔ اور بددیانتی اور خیانت سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی اس تصریح کو کہ

”دین میں تحریف کا سبب جو یہودیانہ تقلید ہے وہ وہ تقلید نہیں جس پر ائمہ اربعہ کی پیروی کی صورت میں امت متفق چلی آرہی ہے“ یکسر محض کر کے یہودیانہ طریق کو نہ صرف ائمہ مجتہدین

کی تقلید محمود پر منطبق کرتا ہے۔ بلکہ اپنی اس بد اعتقادی کو حضرت شاہ صاحب رحمہ کے ذمہ لگا کر اتنی عظیم اسلامی شخصیت پر افتراء باندھتا ہے۔

۲ :- حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مسالک جن پر آج تک ہزاروں اولیاء اللہ اور فقہاء و محدثین چلے آ رہے ہیں سب کو دائرۃ اہلسنت سے خارج قرار دیتا ہے۔ اور جملہ مقلدین کو یہودی صفت نابینا بعد عن الصواب کے خمر سے مہوش، دیو تقلید کے چنگل کا اسیر کہتا ہے۔ اور برملا کہتا ہے کہ تقلید کا دھندل بعد کے پیٹ پجاریوں نے نکالا ہے، اس بدعت کو ہوس کے دیوتوں نے جنم دیا۔ کوڑھ کی اس بیماری کا تعدیہ ہوا، اور ہوا و ہوس کے بندوں نے اسے پھیلا دیا۔ اور پھر سب مقلد علماء کو جن میں کل اکابر دیوبند، سہارنپور، ڈھابیل، ندوۃ العلماء اور جملہ زعماء مجلس ختم نبوت، تنظیم اہلسنت و الجماعۃ جمعیت علماء اسلام، خدام الدین لاہور۔ نیز جامعہ اشرفیہ لاہور، خیر المدارس کس ملتان۔ دارالعلوم طنطا و الشریار۔ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خشک جیسے علمی مراکز شامل ہیں۔ ان سب کو علماء سؤ کہتا ہے۔

۳ :- فقہ کی مستند کتابوں پر ایہ، درمختار، فتح القدر وغیرہ کے مصنفین کو خود مسائل گھڑنے والا قرار دے کر علانیہ برا بھلا کہتا ہے۔ حنفی مذہب میں شراب کو حلال بتاتا ہے اور اس کو اپنی جہالت کی نذر کر دیتا ہے کہ فقہ حنفی کا فتویٰ کیا ہے۔ اکابر احناف کے خلاف فضاء کو سموم کرنے کے لئے حدیث و فقہ کی کتابوں سے حوالے نقل کرنے میں بددیانتی اور جہالت سے کام لیتا ہے۔

۴ :- باوجود علوم شرعیہ سے جاہل ہونے کے اپنے ادعائے مسلک اہل حدیث کے بھی خلاف ہے اور نہ صرف علماء دیوبند کی توہین اور مقلدین کو گالیاں دینا اس کی تبلیغ کا طویل و عرض ہے بلکہ علمائے اہل حدیث مثلاً مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مرحوم کے خلاف بھی سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کرتا ہے۔ بزرگوں اور علماء کی شان میں توہین کا یہاں تک ترکیب ہوا ہے کہ اسے اہل حدیثوں نے بھی اپنی ایک جامع مسجد سے اس الزام میں نکال دیا ہے۔ اب وہ اپنی خود رائی میں کسی مسلک کے بزرگ کے ساتھ نہیں بلکہ بائیں ہمہ اپنے کو اہل حدیث کہتا ہے۔

تو امر مطلوب اس باب میں یہ ہے کہ ایسے شخص کو نماز میں امام بنانا، اس کی خلافات سننا اور ہوا نفس کے ساتھ تعاون کرنا شرعاً کیسا ہے اور جو لوگ اسے مستقل طور پر نماز جمعہ کا پیش امام بنائیں تو کیا ان پر آخرت میں مواخذہ ہونے کا اندیشہ ہے یا نہیں؟

استفتی: علامہ طحاوی، خالہ محمود پروفیسر سیالکوٹ شہر

الحمد لله

ایسا شخص یقیناً اہل ہجری میں سے ہے نہ تو اس کو امام بنانا جائز ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ اختلاف کرنا۔ اور نہ ہی اس کی باتوں کو سننا جائز ہے۔ معتدل حضرات اور منصف مزاج علماء اہل حدیث نے کبھی بھی سلف صالحین و ائمہ دین اور ان کے مقلدین کے بارے میں ہرگز ہرگز ایسا لب و لہجہ اختیار نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حدیث حضرات نے خود اس کو اپنی ایک جامع مسجد سے الگ کر دیا ہے۔

غلام نبی چکڑاوی جس نے بعد میں اپنا نام عبداللہ چکڑاوی تبدیل کر کے شہرت حاصل کی۔ اس کا ابتدائی حال بھی یہی تھا کہ حضرت امام اعظم ابو حلیفۃ النعمان رحمۃ اللہ اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ کی شان میں سخت گستاخی کرتا تھا اور لاہور میں مسجد حسینیا نوالی میں امام تھا۔ اس کے تجاوز و اعتدار کو دیکھ کر خود اہل حدیث حضرات نے اس کو امامت سے الگ کر دیا تھا۔ اس گستاخی و بلباکی کا وبال اس پر یہ پڑا کہ کچھ عرصہ بعد یہ شخص انکار حدیث میں مبتلا ہو کر منکرین حدیث کا ایک بہت بڑا داعی اور مشر بن گیا۔

تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ ایسے فتنہ گر شخص سے بالکلیہ علیحدگی اختیار کر لیں۔ اور نہ اس کی باتیں سنیں اور نہ امام بنا کر اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۴۴ھ/۲۰۲۳ء

جواب صحیح اور حق ہے۔ والحق أحق أن يتبع۔ معتدل المسلك اہل حدیث کے نزدیک بھی ائمہ اربعہ کے تمام مقلدین نحو شیعہ عقائد اہلسنت و الجماعت ہیں۔ چنانچہ مولانا وحید الزمان صاحب حیدر آبادی اہل حدیث تحریر فرماتے ہیں۔ داما الاحناف والشوافع والمالکیۃ والحنابلۃ فہم مسلمون داخلون فی زمرۃ اہل السنۃ والجماعۃ۔ الخ۔ (نزل الابواب، ص ۹، ج ۱، مطبوعہ سعید المطابع بنارس)۔

یعنی تمام حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مقلدین ائمہ اربعہ، مسلمان اہل السنۃ والجماعۃ ہیں۔

خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۴۴ھ/۲۰۲۳ء

الجواب صحیح اذ جمالاتہ اظهر من ان تخفی وهو بخلافاتہ ابعث من ان یہدی

هو ضال مضل بلا ارتیاب فوجب عنه الاجتناب

محمد عفا اللہ عنہ، المفتی بقاسم العلوم ملتان ۱۳۴۴ھ/۲۰۲۳ء

مروجہ جرابول پر مسح کرنے والے کی امامت

ہماری مسجد میں ایک اہل حدیث مولوی..... صاحب آتے ہیں نماز پڑھانے کے لئے بعض دفعہ جب امام صاحب موجود نہیں ہوتے تو وہ اہل حدیث عالم نماز پڑھا دیتے ہیں اب بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ موجودہ مروجہ جرابول پر مسح کرتا ہے۔ اور میں نے خود کئی مرتبہ جرابول پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کیا شرعی طور پر ان کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب شریعت میں چھڑے کے سوزوں پر مسح درست ہے یا ان جرابول پر جو چرمی سوزوں کے حکم میں ہوں۔ مروجہ جرابول میں سوزوں کے حکم میں نہیں آتیں لہذا ان پر مسح درست نہیں جس امام نے ان پر مسح کیا ہو اس پر وہ پاؤں کے غسل کا تارک ہے لہذا اس کی اقتدار درست نہیں پہلے جو نمازیں ایسی حالت میں پڑھ چکے ہوں ان کا اعادہ کریں۔ والرابع عشر من شروط صحة الاقتدار ان لا يعلم المقتدی من حال امامه المخالف لمذهبه مفسدا في زعم المأموم بخروج دم سائل او قئ يملك الغم وتيقن انه لم يعد بعده وضوءه۔ اھ (مرآۃ الفلاح)۔ واذا علم مفسدا في صلوة الامام لا يجوز له الاقتداء به اجماعا۔ اھ (طحاوی ص ۱۶۰)۔ فقط واللہ اعلم

_____ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا _____

کوزہ پشت کی امامت ہمارے امام صاحب کافی معمر ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان کی کمر جھک گئی ہے اور صحیح طرح سے قیام نہیں کر سکتے تو کیا ہم ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ محمد خالد جھنگ صدر

جواب اگر کمر اتنی زیادہ خمیدہ نہ ہو کہ جہتخی رکوع میں ہوتی ہے تو ان کی اقتدار میں نماز بلاشبہ درست ہے۔ اور اگر اتنی ہی خمیدہ ہو مگر رکوع کے لئے مزید جھک جاتے ہوں تو بھی درست ہے۔

وصح اقتداء باحد بلو يبلغ حد به حد الركوع اتفاقا على الاصح واذا بلغ وهو ينخفض للركوع قليلا يجوز عندهما وبه اخذ عامة العلماء وهو الاصح۔ اھ (مرآۃ الفلاح علی هامش الطحاوی ص ۱۶۱)۔ وكذا في الشامية ج ۱ ص ۳۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

_____ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ _____

ما جاء الملبوق

مقتدی سو گیا اور امام دوسری رکعت میں پہنچ گیا تو وہ نماز کیسے پوری کرے

ایک بوڑھا نابینا کانوں سے اونچا سنتا ہے۔ نماز باجماعت پڑھتا ہے۔ جب امام پہلی رکعت میں سجدہ میں گیا تو وہ بہر نابینا سجدہ ہی میں پڑا رہا۔ امام اور باقی آدمیوں نے دوسرا سجدہ کیا وہ پہلے سجدہ میں رہا۔ امام نے دوسری رکعت شروع کی تو بہرے کو علم ہوا۔ جلدی سے دوسرا سجدہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اور باقی نماز باجماعت پڑھی۔ تو کیا اس کی نماز ہو گئی یا نہیں؟
 صورت مسئلہ میں بوڑھے کی نماز صحیح ہو گئی۔

الجواب

كما يظهر من الهندية، ج ۱، ص ۴۸ - وانا كبر مع

الامام ثم نام حتى صلى الامام ركعة ثم انتبه فانه يصلي الركعة الاولى وان كان الامام يصلي الركعة الثانية اه هكذا في الذخيرة۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد رشید عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۸۲ھ مفتی جامعہ خیر الہمدار سولتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسبق پہلی رکعت میں شمار و تعوذ پڑھے

اگر مسبوق دوسری یا تیسری رکعت میں شریک ہو تو وہ بقیہ رکعت میں جو پہلی رکعت امام کے سلام

پھر نیچے کے بعد پڑھے گا اس میں شمار ، اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے ؟ کتاب الصلوۃ کن الدین ص ۱۱۴۔ میں صاف موجود ہے مگر ایک دو آدمی نہیں مانتے اس لئے آپ کے فتوے پر اتفاق ہوگا مدلل جواب تحریر فرمائیں ؟

مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعات میں منفرد کے حکم میں ہے۔ اس لئے اس کو پہلی رکعت میں شمار و تعوذ پڑھ لینا چاہیے۔

کما فی الدر والمسبق من سبقہ الامام الی قوله وهو منفرد حتی یثنی ویعوذ ویقرأ۔ (شامی، ج ۱، ص ۱۸۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء ۱۳۸۲ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پائی وہ باقی نماز کیسے پڑھے

اگر مقتدی نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھی تو باقی نماز مقتدی کیسے ادا کرے ؟ کن دو رکعتوں میں سورۃ ملائے اور کس ایک رکعت میں سورۃ نہ ملائے ؟

و یقضى اول صلوته فی حق قراءه و اخرها فی حق تشهد اه
(در مختار) وفي رد المحتار قوله یقضى اول صلوته

فی حق قراءه هذا قول محمد کما فی مبسوط السوخی وعلیه
اقتصر فی الخلاصه وشرح الطحاوی و الاسبیجالی والفتح و
الدر و البحر وغیرهم و ذکر الخلاف كذلك فی السراج
لکن فی صلوۃ الجلابی ان هذا قولها و تمامہ فی شرح الشیخ
اسماعیل وفي الفيض عن المستصفي لو ادركه في ركعة
الرابعة یقضى ركعتين بفاتحة و سورة ثم یتشهد ثم یأتی
بالثالثة بفاتحة خاصة عند الجب حنیفة و قال ركعة
بفاتحة و سورة و تشهد ثم ركعتين اولاهما بفاتحة و

سورة وثانيتها بفاتحة خاصة اه وظاهر كلامهم اعتماد

قول محمدر اه (شامی: ج ۱، ص ۵۵۵)

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ جس کی کوئی رکعت امام کے ساتھ فوت ہو گئی ہو اس کو مسبوق کہتے ہیں۔ اس کی باقی ماندہ نماز حق قرأت میں اول ہوتی ہے اور حق تشہد میں آخر۔ پس جو شخص ظہر یا عصر میں چوتھی رکعت میں شریک ہوا۔ امام کے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر شمار و تعوذ پڑھ کر فاتحہ دسورہ پڑھے اور یہ رکعت پوری کر کے قعدہ کرے۔ پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور فاتحہ دسورہ کے ساتھ پڑھے۔ آخری رکعت فقط فاتحہ سے پڑھ کر نماز تمام کرے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۶ بندہ محمد اسحاق غفرلہ

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۷۶ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس سلطان

جواب صحیح ہے، شریک عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا۔

مسبوق نے امام کے ساتھ عمد اسلام سہو پھیرا تو نماز فاسد ہو جائیگی

زید نماز میں عمر کے پیچھے شریک ہوا۔ جب کہ ایک رکعت ہو چکی تھی اور امام پر سجدہ سہو تھا۔ جب امام نے سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرا تو زید نے بھی سلام برائے سہو امام کی اتباع کرتے ہوئے پھیر دیا تو کیا سلام کی وجہ سے زید پر سجدہ سہو دوبارہ واجب ہوگا ؟

اگر مسبوق نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے ذمہ نماز باقی ہے جان بوجھ کر سلام پھیرے تو نماز فاسد ہو گئی اعادہ لازم ہے۔ اور اگر سہو پھیرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اس سہو کی وجہ سے سجدہ سہو بھی واجب نہیں ہوگا۔

ثم المسبوق انما يتابع الامام في السهو دون السلام بل ينتظر

الامام حتى يسلم فيسجد فيتابعه في سجود السهو لا في سلامه

وان سلم فان كان عامدا تفسد صلوته وان كان ساهيا لا تفسد

صلوته ولا سهو عليه لانه مقتد وسهو المقتدى باطل - اه

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مسبوق ادارہ مافات کے لئے کب اسٹھ

جماعت سے رہی ہوئی نماز پوری کرنے کے لئے کس وقت کھڑا ہونا چاہیے؟

حب امام دوسرا سلام شروع کرے یا دوسرا سلام مکمل کر چکے تب کھڑا ہو۔ باحوالہ جواب عنایت فرمائی اصل تو یہ ہے کہ اس وقت اسٹھ جب یہ اطمینان ہو جائے کہ امام کے ذمہ سجدہ پہنچا نہیں ہے۔ دینی بی ان یصبر حتی یفہم انہ لاسہو علی

الامام۔ ۱ھ (درمختار علی الشامیہ، ج ۱، ص ۲۲۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

امام جہر اقرأت کر رہا ہو تو مسبوق ثناء نہ پڑھے

مسبوق امام کے پیچھے ثناء اور تعویذ پڑھے یا نہ؟ جب کہ اس کو معلوم نہیں کہ یہ پہلی رکعت ہے یا کوئی اور رکعت ہے؟ مینوا تو جروا۔

اگر امام قرأت میں مشغول ہو اور نماز بھری ہو تو اب ثناء نہ پڑھے بلکہ حب اپنی

سابقہ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہو اس کے شروع میں پڑھے۔ اور اگر نماز سبزی

ہو تو بوقت شمولیت بھی پڑھے اور جب بقیہ نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو اس وقت بھی پڑھے۔

انہ اذا ادرك الامام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها

لا يأت بالثناء كذا في الخلاصة وهو في صلوة المخافتة يأتي به ۱ھ

(عالمگیری، ج ۱، ص ۴۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر



الجواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسلوق آخری قعدہ میں شریک ہوا ابھی تشہد کے ایک دو لفظ ہی پڑھے تھے کہ امام نے سلام پھیر دیا۔ تو اب مقتدی تشہد پورا کر کے اٹھے یا فوراً کھڑا ہو جائے۔ محمد لطف اللہ خالد لاہور۔

بہتر یہی ہے کہ پورا کر کے اٹھے لیکن اگر بغیر پورا کئے اسی وقت اٹھ جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

إذا أدرك الإمام في التشهد وقام الإمام قبل أن يتم المقتدى
أو سلم الإمام في آخر الصلوة قبل أن يتم المقتدى التشهد
فالمختار أن يتم التشهد وأن لم يتم أحزاه اهـ (عالمگیری ج ١ ص ٢٦)

فقط والله اعلم

أحققر محمدا عفا الله تعالى عنه

منفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۲/۱۴۱۰ھ

امام رکوع میں ہو تو نئے شامل ہونے والے کے لئے شفاء کا حکم

ایک شخص نے امام کو رکوع میں پایا آیا وہ ثنار پڑھ کر رکوع میں شامل ہو یا بغیر ثنار پڑھے تکبیر تحریر کے بعد رکوع میں چلا جائے ؟ محمد بن نفیس الرحمن : ،، / ۵ / ار - ساہیوال ۔

اگر یہ خیال ہے کہ شہار پڑھ کر امام کو رکوع میں مل جاؤں گا تو پڑھ لے ورنہ رکوع میں شامل ہو جائے اور شہار چھوڑ دے وان ادرك الامام في الركوع او

السجود يتحرى ان كان أكبر رأيه أنه لو أتى به أدركه في شيء من الركوع أو السجود يأتي به قائماً و الا يتابع الامام ولا يأتي به - اهـ (عالمگیری ج ۱ - ۴)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الحق محمد النور عفا الله عنه

الجواب صحيح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسبق امام کے آخری قعدہ میں تشہد کہاں تک پڑھے

ایک شخص جماعت میں ایسے وقت میں شریک ہوا کہ ایک رکعت ہو چکی تھی تو جب امام آخری قعدہ میں بیٹھے گا تو ظاہر ہے کہ یہ اس سبق کا آخری قعدہ نہیں ہے تو یہ اس میں تشہد کہاں تک پڑھے صرف التحیات تک یا آگے درود شریف اور دعا بھی پڑھے۔ بیسوا تو جبر وار۔

محمد بشیر الیکٹریشن شاہ جمال ٹاؤن لاہور

بہتر تو یہ ہے کہ تشہد اتنا آہستہ آہستہ پڑھے کہ امام کے سلام تک اس کا تشہد ختم ہو لیکن اگر پہلے فارغ ہو جائے تو پھر سلام تک اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده و رسوله بار بار پڑھتا رہے۔ عالمگیری میں سبق کے احکام میں لکھتے ہیں۔

و منها ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الامام في التشهد الاخير و اذا اتم التشهد لا يشتغل بما بعده من الدعوات ثم ما اذا يفعل تكلموا فيه و عن ابن شجاع انه يكرر التشهد اي قوله اشهد ان لا اله الا الله وهو المختار كذا في الفياثية و الصحيح ان المسبوق يترسل في التشهد حتى يفرغ عند سلام الامام كذا في الوجيز للكوثرى و فتاوى قاضیخان و هكذا في الخلاصة و فتح القدیر - ۱۷ (عالمگیری ج ۱ ص ۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱ / ۲۷ / ۹ / ۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱ / ۲۷ / ۹ / ۱۴۱۰ھ



مسبق باقیماندہ ادا کرتے ہوئے ضم سورۃ بھول جائے تو سجدہ ہو کرے

میں نماز میں شریک ہوا جب کہ ایک رکعت ہو چکی تھی جب میں اپنی نماز امام کے سلام کے بعد ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو سورۃ ملانا بھول گیا تو آیا میرے اوپر سجدہ سنو واجب ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر نماز تو میں نے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔ بیٹو! تو جروا۔

فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا واجب ہے اور سبق کی پہلی رکعت  وہی ہے جو امام کے سلام کے بعد ادا کرتا ہے۔ لہذا صورت مسئلہ میں ترک واجب کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہے۔

تنویر الابصار میں واجبات صلوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

لما واجبات وہی قراءة فاتحة الكتاب وضم سورة في الاوليين

من الفروض اه (شامی ج ۱ ص ۲۳۸)۔

درمختار میں سبق کے مسائل میں ہے۔

و يقضى اول صلاته في حق صلاة و آخرها في حق تشهد۔ اه

(شامی ج ۱ ص ۲۴۱ مطبوعہ کوئٹہ)۔

وفيه فاته (ای المسبوق) اذا قضى ما فاته يقرء ويسجد

للسهو اذا سهأ فيه۔ اه (شامی ج ۱ ص ۲۴۰)۔ فقط والله تعالى اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مَا يَفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يَكُونُ فِيهَا



بلا ضرورت سجدہ سہو کر لیا تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔ ایک شخص نے ومن يعمل مثقال

پڑھ دیا اور شک کی بناء پر سجدہ سہو کر لیا۔ اس پر دو مولوی صاحبان کا تنازعہ ہوا۔ ایک نے کہا کہ سجدہ سہو کی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی۔ دوسرے نے کہا کہ نماز صحیح ہے۔ سجدہ سہو فسادِ صلوٰۃ نہیں جب کہ شک دہم کی بناء پر ادا کیا جائے۔ آپ فیصلہ فرمائیں کہ کس کا قول صحیح ہے ؟

قرأت میں کوئی ایسا تغیر ہو جائے جس سے معنی کا فساد نہیں ہوتا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ لیکن اگر سجدہ سہو کیا گیا جیسا کہ سوال میں درج ہے کہ شبہ سے سجدہ سہو کیا گیا ہے تو اس سے بھی نماز کا فساد نہیں آتا۔ سجدہ نماز کے منافی چیزوں سے نہیں ہے۔ سجدہ سے سلام کی تاخیر ہو جاتی ہے اس لئے ناپسندیدہ ہے۔ اس ضمنی تاخیر سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کہ ایک نماز میں دو سجدہ سہو معروف نہیں ہے جس شخص نے اعادہ کر لیا وہ نماز نفل کے درجہ میں ہو گئی عشاء کے بعد نفل درست ہیں۔ اگر عصر کے بعد اسی طرح اعادہ ہوتا تو پسندیدہ نہ ہوتا۔ الغرض موجودہ صورت میں کچھ نقصان نہیں کہ محل نزاع بن جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ



بدر لعل لاؤڈ سپیکر اذان، خطبہ، نماز وغیرہ پڑھنا جائز ہے

یا نہیں ؟ چونکہ عید الفطر قریب ہے۔ جواب جلدی دیں ؟

نماز میں سپیکر استعمال کرنے کا حکم

حضرت مولانا نیاز محمد صدر مدرس عید گاہ بہاولنگر۔

علمائے کراچی نے گوجواز خیال کرتے ہوئے بعض نے عمل بھی شروع کر دیا ہے۔
مگر ہم نماز میں خلاف احتیاط سمجھتے ہیں۔ البتہ اذان و خطبہ میں مضائقہ نہیں سمجھتے
یہ حکم اور عمل لاؤڈ سپیکر کی صورت کے متعلق جدید تحقیق پر مبنی ہے جس کی تفصیل فرصت میں معلوم کی جاسکتی
ہے۔ فقط واللہ اعلم

خیر محمد عفا اللہ عنہ

مہتمم خیر المدارس ملتان : ۱۴، رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

سجدہ میں پاؤں سرین کے ساتھ لگانے سے نماز فاسد ہو جائیگی

ایک شخص پورے سجدہ میں دونوں پاؤں اٹھا لیتا ہے اور سرین کے ساتھ لگا لیتا ہے اس سے نماز فاسد
ہو جائے گی یا نہیں؟

اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ یہ اشبہ بالتلاعیب ہے۔

قال فی البحر و خروج ایضا بقولنا مما لا سخریۃ فیہ
ما اذا رفع قدمیہ فی السجود فانه لا یصح لان السجود مع رفعهما
بالتلاعیب اشبہ منه بالتعظیم والاحبال ۱ھ (ج ۱، ص ۳۳۶)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفرۃ : ۱۲ / ۳ / ۱۳۹۵ھ

قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی کیا تراویح میں دیکھ کر قرآن پڑھنے سے نماز ہو
جاتی ہے؟ یہاں پر اکثر مصری اصحاب اور دیگر

عرب بھی ایسا کرتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ نماز میں دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ محمد عبدالواحد افریقہ
دیکھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کما فی الدر و قوائتہ من مصحف ۱ھ

(فتاویٰ دارالعلوم، ج ۳، ص ۱۷۸) فقط واللہ اعلم

محمد اسحاق عفرۃ ————— ابجاب صحیح، خیر محمد عفا اللہ عنہ

جنازہ سامنے ہو تو نماز مکروہ ہے نماز عید سے قبل جنازہ پڑھا گیا۔ پھر جنازہ کو امام کے سامنے سے ہٹا کر مقتدیوں کی صف کے آگے رکھ دیا گیا۔

اور عید کی نماز ادا کی گئی۔ کیا نماز ہوتی یا نہیں؟

استفتی، عبد الکیم نور المدارس خاںپور

نماز سب کی ہو گئی لیکن میت جن کے سامنے تھی ان کی نماز میں کراہت آگئی۔

نقطہ دائرہ علم

الجواب

بندہ محمد اسحاق غفرلہ - ۲۳ / ۱ / ۱۳۸۸ھ

دوران نماز جیب سے ٹوپی نکالنے کا حکم جماعت ہو رہی تھی ایک نمازی آیا اس کے سر پر کپڑا نہ تھا ادھر ادھر دیکھ کر اس نے ننگے سر ہی

نماز پڑھنی شروع کر دی۔ نمازیوں میں سے ایک آدمی نے جو امام صاحب کے پیچھے کھڑا تھا کپڑے کی ٹوپی نکال کر زمین پر پھینک دی تاکہ وہ پہن لے۔ کیا اس عمل سے اس کی نماز ٹوٹ گئی یا باقی رہی؟

استفتی، محمد علی مدرسہ سبیل الرحمت چک نمبر ۴۵ چشتیان

کیری شرح منیۃ میں لکھا ہے۔

الجواب

و یکره ایضا فی الصلوۃ نزع القميص والقلنسوة الخ

و کذا یکره ابسہما اذا کان النزع واللبس بعمل یسیر

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت نماز میں جیب سے ٹوپی نکال کر پھینکنا اگر عمل یسیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے ہو اور اس طور سے ہر کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں۔

تو یہ مکروہ ہے مفسد صلوۃ نہیں۔ فقط دائرہ علم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

ابجدیہ پریس

نائب مفتی خیر المدارس عثمان

خیر محمد عفا اللہ عنہ - ۱۶ / ۱۰ / ۱۳۸۸ھ

نماز میں کلام کرنا منسوخ ہے حدیث ذوالیدین جس میں کلام فی الصلوۃ کا جواز معلوم ہوتا ہے جو کہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۲ پر مذکور ہے جو کہ بہت لمبا

حدیث ہے۔ کیا کلام فی الصلوٰۃ منسوخ ہے ؟ اور کونسی حدیث سے منسوخ ہے۔ جواب دیں۔
نسائی شریف ج ۱ - ص ۱۳۶ - میں ہے کہ -

الجواب

عن زید بن ارقم قال کان الرجل یعلم صاحبہ فی الصلوٰۃ بالحاجۃ علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی نزلت
ہذا الایۃ فامروا بالسکوت وایضا فیہ - (ج ۱ : ص ۱۳۶)۔
عن ابن مسعود کنا نسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان قال ان
اللہ یحدث عن امرہ ما یشاء وانہ قد احدث عن امرہ ان
لا یتکلم فی الصلوٰۃ - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر الممدار س ملتان شہر ۵/۴/۱۳۹۱ھ

بلا ضرورت کھنکھارنے سے حروف پیدا ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جائیگی

ہمارے امام صاحب نماز میں اکثر کھنکھارتے رہتے ہیں اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟
مفتی محمد امجد چک نمبر ۱۹۳ شمالی نزد مرید والا تحصیل سمندرہ ضلع فیصل آباد
نماز میں بلا عذر کھنکھارا جائے اور اس سے حروف پیدا ہو جائیں تو اس سے نماز
فاسد ہو جاتی ہے۔

الجواب

” ویفسد الصلوٰۃ التذنیح بلا عذر بان لم یکن مدفوعا الیہ

وحصل منه حروف ھکذا فی العالمگیریۃ ج ۱ ص ۵۲

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

ایک شخص نے کرتے آتا کہ نماز پڑھائی ایک جگہ باندھی ہوئی
تھی اور ایک اوپر لی ہوئی تھی۔ کیا یہ درست ہے یا

صرف دو چادروں میں نماز پڑھنے کا حکم

نہیں ؟ عذر کی بنا پر درست ہے یا بغیر عذر کے بھی ؟ امام بخاری نے باب عقد الازار علی القفار فی الصلوۃ میں حدیث نقل کی ہے ۔ اور باب الصلوۃ بغیر ردائہ میں بھی حدیث ہے ۔

نماز تو دونوں صورتوں میں درست ہے ۔ البتہ بغیر عذر کے اس طرح نماز پڑھنا

الجواب

خلاف اولیٰ ہے ۔ کما فی الشامیۃ : ج ۱ : ص ۵۹۹ ۔

(قوله وصلوته فی ثیاب بذلة) بحسب الباء الموحدة و
سكون الذال المعجمة الخدمة والابتذال و عطف
المهذبة علیها عطف تفسیر وھی بفتح المیم وکسرها مع
سكون الهاء وانکر الا صمعی العسرحلیة قال فی البحر و
فسرها فی شرح الوقایة بما یلبسه فی بدته ولا یذهب
به الی الاکابر والظاہرات الکراهة تنزیہیة ۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۲ / ۴ / ۱۳۸۵ھ

اجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

طلار وار کلاہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم
بچے طلار کا یا جھوٹے طلار کا ٹوپی اور کلاہ استعمال
کرنا کیسا ہے ؟ جو ان کی صورت میں اس کے ساتھ

نماز پڑھنا کیسا ہے ؟ المستفتی حضرت مولانا جمال الدین صاحب مدرس مدرسہ ہذا

وفی الشامیۃ : ج ۵ : ص ۲۳۲ ۔ وفی القنیۃ لا بأس

الجواب

بالعلم المنسوج بالذهب للنساء فاما للرجال فقد

اربع اصابع وما فوقها مکروه ۔ وایضا علی صفحہ ۲۳۳

ج ۵ : وکذا تکرہ القلنسوة ذکر ملا مسکین عند قول

المصنف فی مسائل شتیٰ الی قوله ولا بأس بلبس القلانس

لفظ الجمع یشمل قلنسوة الحریر والذهب والفضة الی

قوله وفی الفتاویٰ ہندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور

قلنسوة من الحرير او الذهب او الفضة او الكرباس الذي
خيطة عليه. ابريسم كثير او شئ من الذهب او الفضة
اكثر من قدر اربع اصابع -

مذکورہ بالا دو عبارتوں سے معلوم ہوا کہ خالص چاندی یا سونے کا طلاہ کلاہ اور ٹوپی پر چار انگل کی مقدار جائز ہے۔ اس سے زیادہ مکروہ تحریمی ہے۔ رہا نماز کا حکم۔ وہ یہ ہے کہ نماز ہر صورت میں درست ہوگی خواہ طلاہ چار انگل سے زیادہ کیوں نہ ہو۔ البتہ اس فعل کا گناہ الگ ہے۔ اور جھوٹا طلاہ جو کہ تانبے وغیرہ کو سونے یا چاندی کا پانی دے کر تیار کیا گیا ہو۔ اس کے بارے میں باوجود کوشش کے کوئی چیز تیرہ نہیں ملا۔ احتیاط یہی ہے کہ چار انگل سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح : بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

میاں بیوی ایک مصلے پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم
جب زوج اور زوجہ ایک دوسرے کے
محاذاۃ میں ہوں اور نماز بغیر جماعت کے

ادا کر رہے ہوں۔ یعنی ایک ہی مصلے پر یا جائے نماز پر، تو نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ جو بھی مسئلہ ہو اس کے ساتھ کسی چھوٹی کتاب کا حوالہ دیں۔ مثلاً بہشتی زیور یا شرح وقایہ یا اس جیسے کوئی اور کتاب تاکہ ہم بھی دیکھ سکیں۔ نیز محرم کے ساتھ یعنی محاذاۃ میں جائز ہے یا نہیں؟

محاذاۃ مفسدۃ کی شرائط میں سے ہے کہ مرد و عورت دونوں تکبیر تحریمی میں شرکت رکھتے ہوں۔ یعنی دونوں باہم امام و مقتدی ہوں یا کسی تیسرے شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں۔ اگر یہ شرط نہیں ہوگی تو محاذاۃ مفسدہ نہیں ہوگی۔ پس صورت مسئلہ میں میاں بیوی اگر ایک ہی جائے نماز پر برابر کھڑے ہوں جماعت کے اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فمحاذاۃ المصلیۃ لمصل لیس فی صلوٰتہا مکروہۃ

لا مفسدۃ - (در مختار) -

اگر شرائط سب موجود ہوں تو محرم عورت کی محاذات بھی مفسدہ ہے۔ شامی میں ہے

ولو محرمة او زوجة - ۱ھ (ج ۱: ص ۵۳۶) فقط والله اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۵/۱۲/۱۳۸۶ھ

آئین بالجہر کے بارے میں چہارم سوال اور ان کے جواب

- ۱ : عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ۱ ج ۱: ص ۱۳۶ - میں ہے کہ صحیح تو آئین بالجہر ہی ہے۔
- ۲ : امام محمد رحمہ اللہ شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آئین بالجہر کو ترجیح دی ہے۔
- ۳ : مولانا عبدالحی لکھنوی ؒ اپنے فتاویٰ ۱ ج ۲: ص ۲۴۰ - میں آئین بالجہر کو سنون فرماتے ہیں۔
- ۴ : سعایہ شرح وقایہ میں مولانا موصوف رقم طراز ہیں - فوجدنا بعد التامل والامعان القول بالجہر بامین هو الاصح -

- ۵ : درمختار مترجم ج ۱: ص ۲۳۰ - میں آئین بالجہر کی بابت منقول ہے۔
- ۶ : حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ فتاویٰ رشیدیہ ۱ ص ۲۱ - میں فرماتے ہیں کہ جو شخص آئین بالجہر کہتا ہو اس کو ملامت نہیں کرنا چاہئے۔ نیز فتاویٰ رشیدیہ ۱ ج ۱: ص ۶ - میں آئین و رفع یدین کرنے والے کو عامل بالحیث لکھا ہے۔

حدیث یا سنت کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ منسوخ نہ ہوتی ہو اور مستمر رہی ہو۔ کیوں کہ دو مختلف قول ایک ہی وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے۔ یقیناً دوسرا قول اس وقت کے لئے نہ سنت ہے اور نہ ہی حدیث کہلا سکتا ہے۔ اس نظریہ کے متعلق بھی ارشاد فرمائیں؟

۱ : ”عمدۃ الرعایہ“ میں مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے جو لفظ تحریر فرمایا ہے وہ

الجہر

روایت شعبہ کے متعلق ہے کہ اس میں ایک لفظ خفض بجا صوتہ آیا

ہے اور دوسری میں جہر بجا ہے۔ تو مولانا نے اس روایت کے ان دو لفظوں میں سے از روایت ایک کو صحیح کہا ہے نہ یہ کہ آئین بالجہر کو آئین بالسر پر ترجیح دی ہے۔ مولانا خود حنفی تھے ساری عمر ہمسرا آئین کہتے رہے۔ اور نواب صدیق حسن خاں کے ساتھ ان کے مناظرے، مسائل مختلف فیہا میں رہے ہیں۔

۲ : سوال موجود نہیں۔ بعد از سوال جواب دیا جائے گا۔

۳ : فتاویٰ عبدالحی میں دراصل یہ بات مذکور ہے کہ کسی مقام پر غیر مقلدین آئین آہستہ کننے والوں کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور ان میں سے بعض جاہل، حنفیوں کو کافر بھی کہہ رہے تھے۔ ان کلمات ناشائستہ کی وجہ سے بعض حنفیوں نے غیر مقلدین کو مارا جس کی وجہ سے جو روز روز فساد اور مناظرہ اور جھگڑا مسجد میں برپا رہتا تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر مولانا سے استفتاء رہا۔ اس پر مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے مارنے والوں کو تنبیہ کی اور کہا کہ آئین بالجہر نہ کننے والے کو برا کننے والا اور آئین بالجہر کننے والے کو مارنے والے دونوں گنہگار ہوتے۔ دونوں پر توبہ لازم ہے۔ یہ اصل عبارت ہے جو غلط الفاظ میں استفتاء کے اندر پیش کیا گیا ہے اب اس سے یکطرفہ مطلب نکالنا کہ آئین بالجہر ہی سنت ہے، ٹھیک نہیں۔

۴ : سعا یہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق کچھ لکھنے سے قاصر ہیں۔ سائل کے دیگر سوالات کے موافق اس میں بھی کوئی مغالطہ ہوگا۔

۵ : درمختار میں آئین بالجہر کے سنون ہونے کے متعلق کچھ نہیں ہے بلکہ ”سِرّ“ کہنے کا ذکر ہے۔

۶ : مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں ایک شخص کے جواب میں تحریر فرمایا ہے اس نے سوال کیا تھا کہ غیر مقلد کے پاس کھڑے ہو کر رفع یدین و آئین بالجہر کرنے سے ہماری نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئے گی؟

اس کے جواب میں مولانا نے جو فرمایا وہ یہ لفظ ہیں ”کچھ خرابی نہیں آئے گی، ایسا تعصب اچھا نہیں ہے وہ بھی عامل بالحدیث ہے، اگرچہ نفسانیت کرتا ہے مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے“ اس عبارت میں مولانا نے غیر مقلدین کو نفسانیت سے عمل کرنے والا فرمایا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے جو آج کل غیر مقلدین میں مشاہدہ ہے۔ انہیں جہاں بھی موقع ملتا ہے احناف کو کافر مشرک اور خلاف سنت کرنے والا کے القاب دیتے ہیں۔ اور ہمارے اکابر کی رواداری دیکھتے کہ ان پر ملامت کرنے یا برا بھلا کننے سے روک رہے ہیں اس لئے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فتنہ و فساد کرنا اچھا نہیں ہے اور ان مسائل میں اکھٹا نہیں چاہئے۔ دونوں امر صاحب شرعیّت سے ثابت ہیں اور یہی مطلب سبیل الرشاد کا ہے۔ ”سبیل الرشاد“ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

” آئین کے باب میں دونوں طرف حدیث صحیح موجود ہے۔ اس میں یہی دو فریق ہیں ایک بھر کو ادائیگتے ہیں، اور دوسرے خفیہ کو ادائیگتے ہیں، اصل آئین کہنے کے سنت ہونے میں اتفاق ہے۔“
اس عبارت میں سے جیسے یہ نکلتا ہے کہ بھر والے عامل بالحدیث ہیں، اسی طرح بھر والے بھی عامل بالسنہ ثابت ہوتے ہیں۔ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ خود بشر آئین کہتے رہے ہیں۔ تو پھر جس کی ابتداء غیر تقلید کی طرف سے ہوتی ہے اور حنفی اکثر مدافعت کرتے ہیں، اس میں حنفی کیوں متاہل ملاست ہیں۔

بعض ائمہ آئین بالجہر کو سنت مستمرہ ملتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور بعض ائمہ اس کو سنت منسوخہ قرار دیتے ہیں اور آخری عمل اخفاء کو سمجھتے ہیں اسلئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دونوں عمل سنون ہیں۔ یا دونوں فریق عامل بالسنہ ہیں، تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر فریق اپنے دلائل اور ترجیح کی بنا پر مصیب ہے اور واقع میں حق تو ایک فریق کے ساتھ ہوگا۔ لیکن اجر و ثواب کے دونوں فریق مستحق ہوں گے۔ اس لئے کسی پر ملامت کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۵ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ

چھوٹی سورۃ کا فصل مکروہ ہے اگر کوئی امام پہلی رکعت میں سورۃ ماعون پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون پڑھے تو یہ پڑھنا کیسا ہے؟

اگر امام مذکور عمدہ اس طریقہ پر اصرار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

دیکرہ الفصل بسورۃ قصیۃ ۱ھ (درمختار علی الشای ج ۱- ص ۵۰)۔

اس جزئیہ سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا طریق سے درمیان میں ایک سورۃ چھوڑ کر

قرأت کرنا درست نہیں۔ مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود اصرار کرنا سخت نادرانی ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۲۲/۵/۱۳۸۴ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

سجدہ ثانیہ بالکل نہیں کیا تو نماز نہیں ہوئی سجدہ ثانیہ رہ جائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
 محمد شریف خان خطیب جامعہ مہاجرین کمرہ پکا۔

دوسرا سجدہ اگر بالکل نہیں کیا تو نماز باطل ہے کیونکہ دوسرا سجدہ بھی فرض ہے۔

السجود الثاني فرض كالاول باجماع الامة كذا في

الزاهدی (عالمگیری : ج ۱ ص ۳۶)۔

البتہ اگر رہا ہو دوسرا سجدہ دوسری یا تیسری رکعت میں ادا کر لیا اور سجدہ سو بھی کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۸/ ۱۰/ ۱۳۹۶ھ

سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پیچھے والا دامن درست کرنا

نماز پڑھنے والا شخص قومہ کے دوران سجدہ میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھوں سے اپنا پیچھے والا دامن درست کرتا ہے اور عادتاً ایسا کرتا رہتا ہے۔ کیا اس شخص کی نماز فاسد ہے یا درست ہے؟
 المستفتی : فضل احمد مالاکٹھ اچھسی۔

اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ یہ فعل عبث ہے۔ اس سے بچا جائے۔

فقط واللہ اعلم : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۶/ ۱۲/ ۱۴۰۰ھ

تشہد میں دونوں ہاتھوں سے دامن پھیلانا ایک شخص نے تشہد کی حالت میں اپنی قمیص کا دامن دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں پر پھیلا لیا۔ کیا

اس کی نماز ہو گئی؟ المستفتی : عبد الواحد بھٹی ۲۵۳/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ شاہ جمال ٹاؤن لاہور۔

تشہد میں اس طرح دامن پھیلاسنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن بوجہ فعل عبث

ہونے کے کراہت اہ جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی نیر المذاہب خیر المدارس ملتان

خارج از صلوٰۃ کے لقمہ سے نماز فاسد ہونے کا حکم

اگر کسی نمازی کو خارج نماز شخص لقمہ دے اور وہ نمازی لقمہ سن کر ایک رکن سے کم دیر سوچنے لگے کہ آیا میں نے غلطی تو نہیں کی، پھر جلد ہی اس کے ذہن میں اپنی غلطی آجائے اور وہ درست کر کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئے گی ؟

منیجر مکتبہ اسلامیہ راولپنڈی

والجواب
وَكَذَا الْاِخْذُ اِذَا تَذَكَّرْتَ قَبْلَ تَمَامِ الْفَتْحِ - (شامی ج ۱ ص ۱۸۷)۔

جزمیہ ہذا سے ظاہر ہے کہ اگر نمازی نے از خود یاد آنے پر لقمہ تام ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کر دیا ہے تو نماز نہیں ٹوٹی ورنہ ٹوٹ جائے گی۔ علامہ شامی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ فساد کا مدار اس پر ہے کہ لقمہ کی وجہ سے یاد آیا ہو۔ اور اگر از خود یاد آیا ہے تو لقمہ تام ہونے سے پہلے یا بعد میں قرأت شروع کرنے کا کوئی اثر نہیں ہوگا نماز ہو جانی چاہئے۔ لیکن احتیاط اول میں ہے۔

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ ۲۳/۴/۱۳۸۷ھ
فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

سرپرکپڑا لیکر نماز پڑھنا افضل ہے
نماز ننگے سر پڑھنا افضل ہے یا سر ڈھانپ کر۔
حدیث شریف کی روشنی میں مسئلہ حل فرمائیں ؟

والجواب
نماز کی حقیقت بارگاہِ خداوندی میں حاضری ہے۔ لہذا پورے ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کے دن بہترین کپڑے حسب استطاعت پہنے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بہترین جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو خدمت نبوی میں عرض کیا۔

لو اشتريت هذه فلبستها يوم الجمعة - (ابوداؤد)۔
اس لئے حضرات فقہاء نے تصریح کی ہے کہ تین کپڑوں میں نماز مستحب ہے۔
والمستحب ان یصلی الرجل فی ثلثة اثواب قمیص و

وازار و عمامہ - (حبیوی ص ۲۱۵) .

کیونکہ ننگے سر حاکم کی عدالت ، یا دربار شاہی میں جانا عام حالات کے اندر خلاف ادب سمجھا جاتا ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے بجائے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا افضل ہے اور بعض ضعیف احادیث میں نماز مع العمامہ کا ثواب بغیر عمامہ سے کچھ گنا زائد ہونا وارد ہوا ہے جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ : ج ۲ ص ۲۴۰ میں نقل کیا ہے ۔

روی ابن عساکر عن ابن عمر مرفوعاً صلوة تطوع او فريضة

بالعمامة تعدل خمسا وعشرين صلوة بلا عمامة ۔ ۱ھ

البتہ اگر بغرض اظہار ذلت و افتقار ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے ۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

خیر المدارس ملتان ۱۹ / ۵ / ۱۳۹۲ھ

مفتی خیر المدارس ملتان

باریک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم آج کل عام رواج ہے کہ باریک کپڑا سر پر پٹا ہے اور عورت نماز پڑھتی ہے کیا اس سے

نماز ہو جاتی ہے ؟

۲ : یہ بھی عام رواج ہے کہ قمیص کی آستینیں آدھی ہوتی ہیں ۔ کیا اس قمیص سے عورتوں کے

نماز ہو جاتی ہے ؟

۱ : اگر کپڑا اتنا باریک ہے کہ بال نظر آتے ہیں تو اسے اڑھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی ، دوبارہ پڑھنا ضروری ہے ۔

الجواب

۲ : اگر دوران نماز آدھی آستینیں ننگی رہیں تو نماز نہ ہوگی ۔ قمیص سے یا دوپٹے سے انکا ڈھلپنے

رکھنا ضروری ہے ۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ مستم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

جامعہ خیر المدارس ملتان

خیر المدارس ملتان ۲۳ / ۴ / ۱۳۸۴ھ

آواز سے رونا مفسدِ صلوٰۃ ہے در دیا مصیبت کی وجہ سے نماز میں اس طرح رونا کہ آواز

میں حروف ظاہر ہو جائیں تو تحریرِ تعلیم الاسلام نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ اگر آواز سے رونے اور حروف بھی پیدا ہوں مگر مخفی رہیں یعنی صرف خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے تو نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ تعلیم الاسلام کی عبارت کا بھی یہی مطلب ہے۔ حروف ظاہر ہو جائیں کا معنی یہ ہے کہ حروف پیدا ہو جائیں۔ اور یہ

» والبعاء بصوت يحصل به حروف « کا ترجمہ ہے اور ایسا رونا مفسد ہے

(در مختار علی الشامی ج ۱ ص ۵۵) فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱/۲۸/۵/۱۳۸۷ھ

قعدہ اخیرہ نہیں کیا گیا تو نماز کا اعادہ کیا جائے

امام صاحب عصر کی نماز میں آخری قعدہ کہے بغیر سہواً پانچویں رکعت میں چلے گئے بمقتدیوں کی اطلاع پر بھی قعدہ اخیرہ کو نہیں آئے۔ اور قعدہ اخیرہ کیا ہی نہیں۔ چھ رکعت پوری کر کے سجدہ سو کر کے سلام پھیر دیا۔ دریافت کرنے پر کہنے لگے کہ میں نے چھ رکعت کر دی ہیں چار فرض ہو گئے اور دو نفل ہو گئے۔ کیا یہ نماز صحیح ہو گئی؟

الجواب صورتِ مسئلہ میں اگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا گیا تو فرض ادا نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام نماز نفل ہو گئی۔ فرض دوبارہ پڑھے جائیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد صدیقی عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۸۷ھ

تجسیر تحریر کے بعد نصف کھجور نکل لی تو نماز نہیں ہوئی زید نے روزہ افطار کیا اور نماز پڑھائی۔ نصف کھجور اس کے

منہ میں رہ گئی تجسیر تحریر کے بعد اسکو نکل لیا کیا نماز ہو گئی؟۔ حافظ مولابخش ڈی جی خان۔

الجواب

نماز نہیں ہوئی۔ واحکامہ وشبہ مطلقاً ولو سمسمة فاسیاً۔ ۱ھ
(در مختار علی الشامی : ج ۱ : ص ۱۸۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۸ / ۹ / ۱۴۰۰ھ

دوران نماز گھڑی پر وقت دیکھنا نماز پڑھتے ہوئے گھڑی پر ٹائم دیکھنے سے نماز فاسد

ہوگی یا نہیں ؟ یعنی لحاظ میں گھڑی بندھی ہوئی ہے

دوران نماز اس پر ٹائم دیکھنا مفسدِ صلوٰۃ ہے یا اس سے نماز میں کراہت آئے گی ؟

محمد شفیع کالی موری حیدر آباد

الجواب

قصداً نماز میں گھڑی سے وقت دیکھنا مکروہ ہے لیکن مفسدِ نماز نہیں۔ ولا یفسدھا

نظروہ الی مکتوب وفہمہ ولو مستفہما وان کرہ۔ ۵ھ

(در مختار علی الشامیہ : ج ۱ : ص ۵۹۳)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

خیر المذاکر س بلقان ۲۵ / ۱۰ / ۱۳۸۵ھ

خیر محمد عفا اللہ عنہ

صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کرتے اور قیص کی موجودگی میں بنیان سے کہنیاں

ننگی کر کے نماز پڑھنا اور اس فعل کی ہمیشہ عادت

ڈالنا کیسا ہے ؟

الجواب

وکرہ کفہ ای دفعہ ولولت راب مکشمرکم او ذیل ۱ھ

(در مختار علی الشامیہ : ج ۱ : ص ۴۴۹)۔

قیص کی بجائے بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے جب کہ کہنیاں کھلی ہوں جیسا کہ جزئیہ بالا

سے ظاہر ہے اور یہ شخص مشرذیل کے بھی مشابہ ہے۔ یہ دوسری وجہ کراہت ہے۔

وذكر في المغرب عن بعضهم ان الاستزار فوق القيص من الكف۔ ۱ھ (مجموع ۲۵)

اور تیسری وجہ کراہت اس میں یہ ہے کہ ثیاب بذلہ کی تفسیر کے تحت داخل ہے۔

» قال في البحر وفسرها في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته

ولا يذهب به الى الاكابر - اور چوتھی وجہ تکامل ہے کہ نماز کو ایسی اہمیت نہیں دیتا جیسا کہ شریعت میں امر کیا گیا ہے۔ الحاصل صرف بیان ہیں کہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ پورے تین کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ (النجر الرائق، ج ۲، ص ۲۷) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۵/۲۵/۱۳۸۳ھ

مسجد میں پڑی ہوئی ٹوپوں سے نماز کا حکم
آج کل مسجدوں میں تشکے کی ٹوپیاں رکھنے کا عام
دواج ہے۔ مستعملین کو ان کی پاکی دپسندی
کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ ان کا استعمال کیسا ہے؟ بینوا تو جردا۔

بہتر یہ ہے کہ شخص رومال یا ٹوپی گھر سے اپنے ہمراہ لائے اور اسے پہن کر نماز
پڑھے۔ ایسی گرمی پڑی ٹوپیاں استعمال کرنا نفاذت و نفاست کے خلاف ہے

فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۷ / ۱۱ / ۱۳۹۴ھ

چوڑی دار پانجامہ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم
جمہ پانجامہ دہل دالے اور یوپی ولے پہنتے ہیں
کیا اس کے پہننے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟
نماز ہو جاتی ہے لیکن لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے پورا پردہ حاصل
ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا۔

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ

اسٹیل کا چین پہنا ہوا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی
گھڑی کا چین جو عام طور پر اسٹیل کا ہوتا ہے اگر
پہنا ہوا ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس
بارے میں مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب ”احکام شریعت“ میں لکھا ہے کہ ”نماز مکروہ تحریمیہ

ہوگی۔ لیکن اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں۔ براہ کرم حوالہ کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں کہ یہ مکروہ ہے یا نہیں؟

استفتی صاحبزادہ محمد لطف اللہ خالد ۲۵۳/ بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

اسٹیل کا چین پہننا درست ہے اور اس سے نماز بھی مکروہ نہ ہوگی۔

الجواب

لانہ تابع كمالعلم للشرب فلا يعد لا بسأله۔ (شامیہ ج ۵ ص ۵۴۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

ملتان - ۱۴ / ۱۱ / ۲۰۰۸ھ

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الاقمار خیر المدارس ملتان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عمامہ صرف نمازوں کے لئے رکھا ہوا تھا

ننگے سر نماز پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بعض افراد کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو کپڑوں میں نماز پڑھی اور ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز کامل و مکمل ہے۔ دلیل کے طور پر سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل پیش کرتے ہیں آنحضرت سے بوقت خطبہ عمامے کا ثبوت تو ملتا ہے۔

استفتی: قاری محمد رمضان غریب ۵/۷/۲۰۰۸ زار تحصیل ضلع ساہیوال

یہ غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دو کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے اور

سر پر عمامہ نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ ایک عمامہ آپ نے مستقل نمازوں کے لئے رکھا

الجواب

ہوا تھا۔ محدثین نے اس عملے کی مقدار بھی بتائی ہے۔ دیکھئے "عرف الشذی شرح ترمذی ص ۱۱۱" اور

آپ نے جو لکھا ہے کہ خطبہ کے وقت آپ عمامہ پہنتے تھے تو آپ ہی بتائیں کہ نماز کے وقت اتار دیتے

ہوں گے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب لوگوں کی طرف متوجہ ہوں تو سر پر کپڑا لیا ہوا ہو۔ اور جب

سب سے بڑی بارگاہ میں حاضری ہو تو سر سے کپڑا اتار دیں نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول تھا

کہ سر پر نماز کے وقت کپڑا لے کر نماز ادا کرتے تھے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

ازرارہ تکبر چادر کو ٹخنوں سے نیچے رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم
 ایک آدمی نے نماز اس حالت میں پڑھی کہ
 شلوار یا چادر ٹخنوں سے نیچے تھی۔ کیا نماز

ہو گئی یا اس کا اعادہ واجب ہے۔ جواب باحوالہ درکار ہے ؟
 اگر تکبر کی وجہ سے چادر وغیرہ ٹخنوں سے نیچے کر کے نماز پڑھی ہے تو اس کا
الجواب اعادہ کیا جائے۔

» عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بینما رجل یصلی مسبلاً ازارہ
 فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذهب فتوضاً فذهب
 فتوضاً ثم جاء فقال اذهب فتوضاً فقال لہ رجل یا رسول اللہ
 امرتہ ان یتوضاً ثم سکت عنہ قال انہ کان یصلی وهو
 مسبل ازارہ وان اللہ تعالیٰ لا یقبل صلوۃ رجل مسبل
 (ابوداؤد از بذل المجهود ۱ ج ۵ ص ۵۴) - وفي البذل تحت
 قوله رجل مسبل ازارہ من الکبر والخیلاء - اھ

فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
 ملتان - ۱۸ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

الحجاب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

سمجھ دار بچے کے لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی
 اگر کوئی نابالغ بچہ نماز میں لقمہ دے ، تو
 امام کی نماز اس نابالغ مقتدی کے لقمے

لینے کی وجہ سے ٹوٹ جائے گی یا نہیں ؟

الجواب قال فی فتاویٰ عالمگیری . وان فتیح علی امامہ لم تفسد ثم قیل
 ینوی الفاتیح بالفتیح علی امامہ المتلاوة والصحیح ان ینوی

الفتیح علی امامہ الخ ان قال دفتح المراهق کالبالغ .. (ج ۱ - ص ۵۱) -
 عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ سمجھ دار لڑکے کے لقمہ دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم ۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

تکبیر تحریم کیلئے ہاتھ نہ اٹھائے تو نماز مکروہ ہوگی
فرضوں کی جماعت رکوع میں ہے اور قنوت

بعد میں آیا ہے اس نے تکبیر تحریمہ
بھی کہی ہے اور قیام بھی کیا ہے مگر نہ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں اور نہ ناف کے نیچے ہاتھ

ہیں۔ تو کیا وہ نماز میں شامل ہو گیا؟

نماز ہو گئی مگر وہ تاکب سنت ہوا۔ (وسننہا) ترك السنه لا یوجب
فساد او لا سهوا بل اساءة (رفع الیدین للتحریمة ووضع

یمینہ علی یسارہ) ۱ھ (شامیہ ۱ ج ۱ ص ۳۲۰)۔ فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

ملتان - ۵ / ۴ / ۱۴۰۰ھ

کھنی ننگی کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے
کھنی ننگی کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
احسان الہی ملتان

مکروہ ہے۔ ولو صلی رافعا کفہ الی المرفقین کمرہ
کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ ۱ھ (عالمگیری ۱ ج ۱ ص ۵۵)۔

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فقط واللہ اعلم

مفتی خیر المدارس ملتان ۵ / ۴ / ۱۴۰۱ھ

اگر پورے سجدے میں پاؤں زمین سے لگے تو نماز نہیں ہوگی
ایک آدمی سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں

تصدًا یا بھول کر زمین سے اٹھائے تو

نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

اگر پورے سجدے میں پاؤں اٹھے رہے تو نماز نہیں ہوگی اور اگر ایک لمحہ کے لئے اٹھائے
پھر رکھ دیئے تو نماز ہو گئی۔

ومنها السجود بجنبته و قدمیه و وضع اصبع واحدة منهما شرط۔

(درمختار) وافاد انه لو لم يضع شيئاً من القدمين لم يصح السجود۔ اھ (شامی ج ۱ ص ۳۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
ملتان - ۷ / ۵ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز بلا کراہت درست ہے

ہمارا مدرسہ تعلیم القرآن بہادنگر کے قبرستان میں چار سال سے چل رہا ہے۔ یہ مکان مدرسہ قبرستان کی مشرقی طرف میں واقع ہے۔ یعنی مکان کے متصل مغرب کی طرف قبرستان ہے اور مشرق کی طرف قبرستان کا رقبہ تقریباً ایک مرلہ خالی پڑا ہے۔ اب مدرسہ کے لئے مسجد کی اشد ضرورت ہے مگر شنید میں آیا ہے کہ قبرستان میں مسجد شرعاً ناجائز ہے۔ ہم قبروں کے ساتھ ایک دیوار بنائیں گے اور پھر دیوار سے بجانب مشرق تقریباً پندرہ فٹ جبکہ چھوڑ کر مسجد کی بنیاد رکھیں گے۔ شرعاً یہ مسجد جائز ہے یا نہیں ؟

۲ : جب نمازی کے سامنے مسجد کی دیوار کے علاوہ ایک دوسری دیوار بھی ہے جو کہ کابلے و اکمل سترہ ہے تو اس نماز میں کراہت کس وجہ سے ہے ؟ عرصہ چار سال سے مذکورہ مکان میں جو نمازیں ادا کی گئی ہیں ان کا کیا حکم ہے ؟

مولانا محمد عارف مہتمم تعلیم القرآن قبرستان بہادنگر

نمازی اور قبر کے درمیان دیوار حائل ہو تو نماز بلا کراہت جائز ہے۔ کیونکہ مقبرہ میں نماز سے منع کرنے کی علت تشبہ بعبدة الاصنام ہے اور دیوار کے حائل ہونے سے تشبہ نہیں رہتا۔ لہذا صورتِ مسئلہ میں تعمیر کی گئی مسجد میں نماز بلا کراہت درست ہے۔ البتہ یہ خیال رہے کہ اگر یہ جبکہ قبرستان کے لئے وقف ہے تو وقف علی المقبرۃ میں مسجد بنانا درست نہیں۔

لا یأسی بالصلوۃ فی المقبرۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلوۃ ولین فیہا قبر وھذا لان الکراۃ معللۃ بالتشبیہ باھل المکتب

وهو منتف فيما كان على الصفة المذكورة - ۱ھ (کبریٰ: ص ۳۵۰)
ولا بأس بالصلوة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلوة وليس
فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية ولا قبلته الى قبر - ۱ھ
وشرح: ج ۱: ص ۳۵۲ -

فتاویٰ دارالعلوم میں ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں -
”گوشتہ مغربی میں اگر قبور بنائی جائیں تو نماز میں کراہت نہ ہوگی۔ کیوں کہ دیوار مغربی مسجد حائل
کیلئے کافی ہے“ (ج ۲: ص ۱۰۶) -

۲: اگر بالتحال پڑھی گئی ہیں تو بلا کراہت صحیح ہیں - فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
ملتان ۱۲۳۱ / ۱۲ / ۱۳۹۹ ھ

متعدد دفعہ لقمہ دینے سے نماز فاسد ہوگی
ایک امام صاحب نماز میں دو مرتبہ بھولے پیچھے سے
لقمہ بھی دیا گیا۔ کیا نماز ہوگئی؟
اگر امام نے، لقمہ دینے کے بعد صحیح پڑھ لیا تو ایک سے زائد مرتبہ لقمہ دینے سے نماز
فاسد نہ ہوگی۔

بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقا لفتح و اخذ
بکل حال - ۱ھ (درمختار علی الشامیہ ج ۱: ص ۵۸۲) -
لو قرأ فی الصلوة بخطاء فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً قال
عندی صلوتہ جائزۃ - ۱ھ (عالمگیری ج ۱: ص ۴۳) - فقط واللہ اعلم -

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی
خیر المدارس ملتان ۱۲۳۱ / ۱۲ / ۱۳۹۸ ھ

عورت کی کلائی کا پوتھا حصہ نماز میں کھلا رہا تو نماز نہیں ہوگی
عورتوں کی قمیص عام طور پر نصف کلائی تک
ہوتی ہے اور نصف کلائی کھلی رہتی ہے

تو کیا اس طرح ان کی نماز ہو جائے گی۔؟

از تعلیم النساء خیر المدارس ملتان

اگر کلائی کا چوتھا حصہ یا اس سے زائد نماز میں تین تسبیحات رکوع یا سجدہ کہہ سکنے کے وقت تک کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر اتنی مقدار کلائی شروع ہی سے تنگی ہے تو نماز منعقد ہی نہیں ہوگی۔

الجواب

ویمنع صحة الصلاة حتى انقطاعها كشف ربيع عضو قد راداء

رکن بلا صناعه من عورة غليظة او خفيفة۔ اھ (در مختار علی الشامی ج ۱)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

ملتان ۱۰ / ۱۰ / ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

محراب میں لگے ہوئے شیشے خشوع میں مغل ہوں تو وہاں نماز مکروہ ہے

خانپور میں ایک جامع مسجد ہے جس کا محراب چھوٹے بڑے گول چوکور شیشوں سے مزین ہے۔ جب امام صاحب محراب میں کھڑے ہوتے ہیں یا مقتدی صفوں میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں تو ان کے وجود ان شیشوں میں نظر آتے ہیں۔ آیا ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ کیا جائے یا نہ؟

شیشہ میں دکھائی دینے والی صورتیں تصویر کا حکم نہیں رکھتیں کیوں کہ یہ عکس ہے۔ ورنہ آئینہ کی بھی اجازت نہ ہوتی۔ لیکن ایک دوسری وجہ سے کراہت موجود ہے

الجواب

بشرطیکہ مغل خشوع ہو اور دل کی مشغولی کا باعث نہ ہو۔ مراقبہ میں ہے۔ وتکرہ بحضرة کل ما يشغل البال كزينة وبحضرة ما يغفل بالخشوع۔ (ص ۱۹۸)۔ اعادہ مستحب ہے کیونکہ کسی واجب کا ترک نہیں۔ وتعداد استحبابا بابتك غيرہ۔ (مراقبہ ص ۱۸۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی۔

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۲ / ۳ / ۱۴۰۶ھ

کپڑا ہوتے ہوئے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم سر پر ٹوپی وغیرہ رکھ کر نماز پڑھنے کی حیثیت کیا ہے۔ فرض یا سنت یا واجب ہے

ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو ننگے سر نماز پڑھنے کو سنت سمجھتے ہیں۔ اور بوقت نماز اپنے پاس کپڑا ہوتے ہوئے بھی اتار دیتے ہیں۔ کیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھار ایسا کیا ہے؟ اور اگر اکثر نہیں کیا، تو اب اکثر اور کبھی کبھار والی سنتوں میں سے کسے ترجیح دی جائے۔؟

تھاؤں کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ بھریں ہے۔

الجواب

وان صلی فی ازار واحد یجوز ویکرہ و کذا فی

السراویل فقط بغیر عذر و کذا مکشوف الرأس للٹھاؤں (ص ۲۴)۔

نماز کے لئے مستحب لباس عمامہ باندھنا ہے۔

والمستحب ان یصل الرجل فی ثلاثۃ اثواب قمیص و ازار و عمامۃ۔

(بحر ۱ ج ۱ ص ۲۴)۔

ننگے سر نماز پڑھنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ حکم دیا ہے اور نہ ہی کپڑا موجود ہوتے ہوئے آپ نے ننگے سر نماز پڑھی ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان بلکہ کپڑا موجود ہونے کی صورت میں استعمال کا حکم ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لاحدکم ثوبان

فلیصل فیہما۔ الحدیث۔ (ابوداؤد)۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۳/۸/۱۴۰۸ھ

نائب مفتی۔

ٹائی گلے میں باندھے ہوئے نماز پڑھنی جائز ہے یا کہ نہیں اور نیز ننگے سر یا پینٹ وغیرہ پہنے ہوئے نماز کا کیا حکم ہے؟

ٹائی لگانے سے یہود و نصاریٰ کے نظریہ صلیب کی عملی تائید ہوتی ہے اور ان

الجواب

سے مشابہت بھی ہے۔ اس لئے اس کے پہننے کی کسی حالت میں اجازت نہیں۔

کراہت یقیناً ثابت ہے۔ مبرڈھانپنے کو اہمیت نہ دیتے ہوئے سستی کی بناء پر ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیا یہ آداب خداوندی کے خلاف نہیں ہے؟ جب دوسرے کپڑا مہیا نہ ہو تو

فقط واللہ اعلم

پینٹ پس کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

اجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۶ھ بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

والدین بلائیں تو نماز توڑنے کا حکم

اگر نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو، والدین میں سے والد یا والدہ آواز دے کہ بلائے تو کیا ان کے بلانے اور آواز دینے سے نمازی اپنی نماز درمیان میں توڑ کر والدین کی بات سن لے یا اپنی نماز پوری کرنے کے بعد والدین کی بات سن لے۔ بالدلیل تحریر فرمائیں۔

المفتی قاری سیف اللہ خالد قادری لاہور

وفی العالمگیریۃ : ج ۱ : ص ۱۰۹ - المصلی اذا دعاه احد

ابویہ لا یجیب ما لم یفرغ من صلوٰتہ الا ان

اجواب صحیح

یستغیث بہ لشیء لان قطع الصلوٰۃ لا یجوز الا لضرورة۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ محض بلا لینے سے نماز نہ توڑے۔ البتہ اگر والدین یا کوئی اجنبی شخص بھی

ناقابل برداشت تکلیف پہنچنے کے وقت نمازی کو فریاد کرے تو پھر نماز توڑنا واجب ہے۔

کذا فی العالمگیریۃ : ج ۱ : ص ۱۰۹ - وكذا الاجنبی اذا خاف ان

یسقط من سطح او تحرقه النار او یغرق فی الساء واستغاث

بالمصلی وجب علیہ قطع الصلوٰۃ - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

اجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۰۶ھ جامعہ خیر المدارس ملتان

سینہ قبلہ سے پھر جائے تو نماز کا حکم

نید کا اٹھتے بیٹھتے وقت نماز میں سینہ پھر جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ اور اگر یہ بڑھاپے کے عذر

کی وجہ سے ہو تو کیا حکم ہے ؟

ایسے انحراف سے بچنا ضروری ہے۔ کیونکہ سینہ اگر قبلہ سے بالکل پھر گیا۔ اور قصداً ایسا کیا گیا ہے تو نماز فوراً ٹوٹ جائے گی۔ درمختار میں ہے۔

الحاج

وتحويل صدره عن القبلة اتفاقا بغير عذر قال الشامي واطلقه
فشمل ما لو قتل او كثر وهذا لو باختياريه والا فان بدت معتدرا
ركن فسدت والا فلا اه اشامية : ج ۱ : ص ۵۸۶۔ ونف
الخانية ففيما اذا تعد ذلك فسدت صلواته وان قتل۔ اه
(شاميه : ج ۱ : ص ۳۷۹)۔

علامہ شامی رحمہ کی کلام میں ”اختیارہ“ سے مراد تعد ہے۔ کذا فی الخانیہ۔ واضح رہے کہ معمولی تحویل صدر مفسد نہیں مگر جب حد قبلہ سے نکل جائے۔ حد قبلہ یہ لکھا ہے۔

حد القبلة في بلادنا يعني سمرقند ما بين المغربين مغرب
الشتاء ومغرب الصيف فان صلى الى جهة خرجت من المغربين
فسدت صلواته۔ اه قال الشامي الانحراف اليسير لا يضر۔ اه
رشامی : ج ۱ : ص ۳۱۹)۔ فقط والله اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الاقامہ جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴/۱۱/۱۴۱۰ھ

گھڑی چوری ہونے کے اندیشہ سے نماز توڑنا

زید نے ظہر کی نماز سے پہلے مسجد کے غسل خانوں میں غسل کیا۔ گھڑی وہیں رہ گئی اور مسجد میں آکر نماز شروع کر دی۔ دوران نماز خیال آیا۔ تو کیا زید گھڑی لانے کے لئے نماز توڑ کر جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

اگر چوری ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ کر جاسکتا ہے۔

الحاج

ويجوز قطعها ولو كانت فرضا بسرقه يخشى على

مايسوع درهما لانه مال وقال عليه الصلوة والسلام قاتل
دوب مالک وکذا فی ما دونہ فی الاصح لانه يحبس فی رائقہ
(مرآۃ الفلاح ۱ ص ۲۰۲) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

۱۱ مفتی جامعہ نیر المدارس ملتان ۲۲/۲/۱۴۱۱ھ

ایڑیوں پر بیٹھنے کا حکم

بعض لوگ جنہوں نے پیٹ یا پست یا جامہ پہنا ہوا ہوتا ہے۔ نماز پڑھتے وقت جب وہ سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں تو پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دوبارہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور بعض التحیات بھی اسی حالت میں پڑھتے ہیں۔ یعنی ایڑیوں پر بیٹھ کر۔ تو کیا پیٹ وغیرہ کی وجہ سے وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

دوران نماز اس طرح پاؤں کھڑے کر کے ان کی ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے
الحجۃ

وكره الاقعاء وهو ان يضع اليديه على الارض و

ينصب ركبتيه لقول ابى هريرة رضى الله عنه نهانى رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن نقر كقر الديك واقعاء كاقعاء الكلب۔ (مرآۃ الفلاح)
(وكره الاقعاء) كراهة تحريمه وينصب ركبتيه) وبضمهما الى
صدره ويضع يديه على الارض وقال الكرخي هو ان ينصب قدميه و
يقعد على عقبيه واضعا يديه على الارض قال الزيلعي والاوّل اصح لانه
اشبه باقعاء الكلب يعني ان كون الاول هو المراد في الحديث اصح
لا ان ما قاله الكرخي غير مكروه بل يكره ذلك ايضا كما في الفتح والمضمرات۔

رطحاوی ۱ ص ۱۹۱) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۱۰ھ

تصویر جیب میں ہو تو نماز کا حکم

آج کل تقریباً ہر ملک کی کرنسی پر کسی نہ کسی کی تصویر ہوتی ہے نیز ہر ملک میں شناختی کارڈ بھی لازمی ہے۔ تو کیا ان کے جیب میں ہوتے ہوئے اگر نماز پڑھی جائے تو اس نماز میں کراہت ہوگی یا نہیں؟ براہ کرم باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

تصویر کسی چیز میں چھپی ہوئی ہو تو پھر اس کی وجہ سے نماز میں کراہت نہیں آتی۔ 

قال في البحر ومفاده كراهة المستبين للمستتر

بکیس او صرة او ثوب اخر۔ ۱ھ (در مختار)۔ (قوله لا المستتر بکیس

او صرة) بان صلی ومعه صرة او کیس فیہ دنائیر او دراهم فیہا

صور صفار فلا تکره لاستتارها۔ ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۴۹)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۷/۸/۱۴۱۰ھ



مصور کپڑے میں نماز پڑھنا آج کل شرط کے لئے ایک ایسا کپڑا آتا ہے جس پر جاندار ہاتھی، گھوڑا وغیرہ کی تصویریں بنی ہوتی ہیں

اسے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ایسے کپڑے میں نماز مکروہ ہے۔ اور نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا  مکروہ ہے۔ وکروہ.... لبس ثوب فیہ تصاویر ۱ھ

(کنز) لانه يشبه حامل الصنم فيكروه وتكروه التصاویر علی الثوب

صلی فیہ اولم یصل ۱ھ (بحر ج ۲ ص ۲۷۔ مطبوعہ کوئٹہ)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



فرضوں میں بلا عذر تکرارِ آیت مکروہ ہے

بعض اوقات دورانِ قرأت امام صاحب کانسٹنٹ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ پہلے پڑھی ہوئی آیت کو دہراتے ہیں کیا اس سے نماز میں کراہت تو نہیں آتی ؟

درمیان میں کانسٹنٹ ٹوٹ جانے کی وجہ سے دہرانے کی صورت میں نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی کیونکہ یہ عذر ہے البتہ بلا عذر دہرانا فرضوں میں مکروہ ہے۔

واذا كرر آية واحدة مرارًا فان كان في التطوع الذي يصلي وحده فذلك غير مكروه وان كان في الصلوة المفروضة فهو مكروه في حالة الاختيار واما في حالة العذر والنسيان فلا بأس اهـ - (عالمگیری ج ۱ ص ۵۶) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد الزور عفا اللہ عنہ

مفتی غیر المدارس بلقان - ۳ / ۱ / ۲۰۰۸ھ

سردی کی وجہ سے محراب سے ایک طرف ہو کر جماعت کرانے کا حکم

ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقت پابندی سے نماز باجماعت ہوتی ہے اگر سردی کے موسم میں کسی کونہ میں ، دھوپ ہونے کی وجہ سے کونہ میں یا ایک طرف نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی ، یا نہیں ؟ کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز مسجد کے وسط میں ہونی چاہیے یعنی محراب کے سامنے ۔

نماز ہو جائے گی لیکن امام کو چاہیے کہ وسط صف میں کھڑا ہو۔

وينبغي للامام ان يقف بازاء الوسط فان وقف في

ميمنة الوسط اوقف ميسرته فقد اساء لمخالفة السنة - اهـ

(عالمگیری ج ۱ ص ۴۶) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد الزور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی

صدر مفتی

نمازیوں کی کثرت کے وقت مکبروں کا انتظام بہتر ہے یا آلہ مکبر بصوت کا

نماز کے وقت مکبروں کو مقرر کیا جائے یا لاڈ سپیکر بہتر ہے؟ سبینوا تو جہروا۔

سائل فضل الہی ساہیوال

بہتر یہی ہے کہ بوقت کثرت نمازیوں کے مکبر ہی کا انتظام کیا جائے اور یہ آلہ استعمال نہ کیا جائے بلکہ اگر ایسی کثرت ہو کہ مکبرین کے انتظام میں بھی دشواری ہو تو اس آلہ کے استعمال کی گنجائش ہے۔ اور نماز دونوں صورتوں میں ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۱۳ / ۱۱ / ۱۴۰۰ھ

غیر مسلموں کے متروکہ معبد میں نماز پڑھنے کا حکم

ایک گوردوارہ ایک کمرہ کی شکل میں ہے اس کے اندر اور اوپر کوئی استیازی نشان نہیں ہے ایک کمرہ اور آگے برآمدہ ہے کمرہ کو باریاں لگی ہوئی ہیں۔ اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

قاری محمد طیب، علی پور

صورت مسئلہ میں مکان مذکور (جسے پہلے گوردوارہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا) کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے۔ بلکہ قبلہ والی دیوار میں محراب بنالینا چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ معین مفتی

خیر المدارس ملتان ۲ / ۲ / ۱۳۷۹ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس

چھینکنے والے کا جواب دینے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں

چھینک اور جمائی لیتے وقت بحالت نماز الحمد للہ اور ”لا حول“ وغیرہ علی الترتیب کہنا کیسا ہے؟

پھینکنے والا اگر خود "الحمد لله" یا "بیرحمک الله" کہے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اگر کسی کے جواب میں کہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ شامی میں ہے۔

لوقال لنفسه بیرحمک الله یا نفسی لا تفسد لانه لہالم یکن خطا بالغیر الخ (ج ۱ ص ۲۳۵) فقط واللہ اعلم۔

بندہ اصغر علی غفرلہ معین مفتی
خیر المدارس ملتان ۱۲ / ۱۲ / ۱۳۷۵ھ

اجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا

دودھ پی کر نماز سے پہلے کلی کرنا سنون ہے

آج کل حفاظ قرآن میں یہ رسم پھیل گئی ہے کہ تراویح پڑھتے وقت دودھ پیٹھا کر لیتے ہیں اور ہر دو گانہ کے بعد ایک گلاس نوش کر کے بغیر کلی کئے اگلی نماز شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل خلاف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حدیث یہ ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرب لبنا فمضمض الخ۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پینے کے بعد بغیر کلی کئے نماز فاسد ہے۔ جواب کافی و شافی ہو؟ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ کلی کرنا سنت ہے۔ فرائض و واجبات میں سے نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان
۲۰ / ۲ / ۱۳۷۵ھ

لیکن درمیان میں کلی کرنا مناسب اور
سنت ہے۔ و اجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مسجد کے بالائی حصہ میں عورتیں اور نیچے مرد اقتدار کر رہے ہوں تو یہ فسادِ صلوٰۃ ہے یا نہیں

ہماری مسجد میں نمازِ عشاء اور تراویح کے ساتھ رمضان شریف میں عورتیں بھی شرکت کرتی ہیں مسجد کے بالائی حصہ میں عورتیں ہوتی ہیں اور زیریں حصہ میں مرد ہوتے ہیں۔ کیا اس سے مردوں کے نماز فاسد تو نہیں ہوتی ؟

المستفتی محمد لطف اللہ خالد ۲۵۳ بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

ایسی صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی ۔

الجواب

» ففي الطحاوی فلو اختلف السكان بان كانت

المرأة على مكان عال بحيث لا يحاذي شئ منه شيئاً منها لا

تفسد اه (ص ۱۸۱)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

معین مفتی خیر المدارس ملتان

۲ / ۱۱ / ۸۰ ۱۳

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار خیر المدارس ملتان

عورت مردوں کی صف میں آکھڑی ہو تو کس کس کی نماز فاسد ہوگی

اگر عورت مردوں کی صف جماعت میں کھڑی ہو جائے تو اس کے دائیں بائیں دو مردوں ہی کی نماز فاسد ہوگی یا پچھلی صف کے کسی مرد کی بھی ؟

سائل اکرام الحق دراولین پٹری

ایک دائیں سے ایک بائیں سے ایک پیچھے سے کل تین آدمیوں کی نماز فاسد

ہوگی۔ ان کے علاوہ پہلی یا پچھلی صف والوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا ۔

الجواب

(دشامی ج ۱: ص ۵۳۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

لہ وقد صرحوا بان المرأة الواحدة تفسد صلوٰۃ ثلاثہ اذا وقفت

فی الصف من عن یمنہا ومن عن یسارہا ومن خلفہا - ۱ھ (کذا)
فی الشامیۃ ۱ ج ۱ ص ۵۳۵ -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نماز میں انگلیوں کو مسلسل حرکت دیتے رہنا

ایک شخص نماز میں انگلیوں کو مسلسل اس طرح حرکت دیتا رہتا ہے جیسے ان پر کوئی چیز شمار کر رہا ہو اور روکنے کے باوجود باز نہیں آتا۔ ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے ؟

اگر یہ حرکت اختیاری ہے تو مکروہ ہے بلکہ مسلسل کرنے سے نماز فاسد ہونے کا اندیشہ ہے۔ **الحال** و کرہ کفہ ای رفعہ ولولتہ اب کمشمرکم

او ذیل و عبثہ بہ ای بثوبہ و بجسدہ للنہی اللاحاجۃ - ۱ھ (در مختار)۔

(قوله و عبثہ) هو فعل لغرض غیر صحیح قال فی النہایۃ و

حاصلہ انہ کل عمل هو مفید للمصلی فلا بأس بہ اصلہ ما

روی انہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرق فی صلوٰتہ فسلت

العرق عن جبینہ ای مسحہ لانہ کان یؤذیہ فکان مفیداً

وفی زمن الصیف کان اذا قام من السجود نفض ثوبہ

یمنہ او یسرہ لانہ کان مفیداً کی لا تبقی صورۃ فاما ما

لیس بمفید فهو العبث - ۱ھ (قوله للنہی) وهو

ما اخرجہ القضاعی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اللہ کرہ

لکم ثلاثا العبث فی الصلوۃ والرفث فی الصیام والضحک فی

المقابر وہی کراہۃ تحزیم کما فی البحر (قوله اللاحاجۃ)

محکک بدنہ لشیء اکلہ واضرہ و سلت عرق یؤلمہ و یثقل

قلبہ و ہذا لوبدون عمل کثیر قال فی الفیض الحک بید واحدۃ

فی رکن ثلاث مرات یفسد الصلوۃ ان رفع یدہ فی کل مرۃ ۱ھ

وفي الجواهر من الفتاوى اختلفوا في الحك هل الذهاب
والرجوع مرة او الذهاب مرة والرجوع اخرى - (شامی ج ۱ ص ۵۹۹)
فقط والله اعلم . احقر محمد النور عفا الله عنه مفتی خیر المدارس ملتان

دوران نماز مکھی کو چپے سے ہٹانا
بسا اوقات نماز میں مکھیاں تنگ کرتی ہیں۔ مکھی کو
ہٹایا جائے تو پھر اسی جگہ پر بیٹھتی ہے۔ تو کیا مکھی

کو ہٹا سکتے ہیں ؟ مفتی آفتاب احمد قریشی ، ہمدرد واخانہ ، گارڈن ٹاؤن ، لاہور ۔

بوقت ضرورت عمل قلیل سے مکھی کو اڑا سکتے ہیں ۔ وفي الهندية عن
التاريخانية يكره ان يذب بيده الذباب او البعوض الا عند
الحاجة بعمل قلیل ۔ اه (طحطاوی ، ص ۱۹۲) فقط والله اعلم
احقر محمد النور عفا الله عنه

نماز میں آنحضرت علیہ السلام کا خیال لانے اور آنے کا مسئلہ

۱ : نماز میں پیغمبر علیہ السلام کا خیال لانا ضروری ہے کہ نہیں ۔ اگر کسی درجہ کا خیال لانا ضروری ہے
تو کیا وہ بایں معنی لانا چاہئے جس میں تمام شمائل ترمذی آجائے ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا تمام علیہ مبارک یا کہ محض شان نبوت کافی ہے ۔ کما قال العتلاف فی فتح الملم واحضر
فی نفسك شخص النبي صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۲ : اگر کوئی فویل للمصلین بالذین ہم عن صلواتهم ساہون ۔
سے مراد پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے خدو خال کا بھول جانا لکھے تو کیا یہ محض تحریف آیات باری ہے
یا کہ نہیں ؟ باوجودیکہ کسی مفسر نے یہ جہرات نہیں کی ۔

محمد النور کلیم دارالعلوم فیض محمدی لاہور

خیال میں لانا اور ہے اور خیال میں آنا الگ ہے ۔ خیال میں آنا اور تصور بایں معنی کہ
" اشہد ان محمدا عبده ورسوله " پڑھے تو آپ کا تصور ہو ۔ اور اسی

الجواب

طرح درود شریف میں بھی تصور آپ کا آئے۔ لیکن اس تصور سے توجہ الی اللہ اور دھیان میں کوئی فرق نہیں آتا تو یہ تصور جائز ہے اور نماز سے مانع نہیں ہے۔ اور اس کے بالمقابل دوسرا تصور یہ ہے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قصد تصور کر کے پوری توجہ اور ہمت اسی طرف صرف کر دے اور دھیان لگا دے جس سے توجہ الی اللہ منقطع ہو جائے یا منقسم ہو جائے یہ ناجائز ہے۔

۲۔ یہ تفسیر خود ساختہ اور بالرائے ہے اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ تفسیر وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین اور تابعین و اور سلف صالحین سے منقول ہو۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان، ۲ محرم ۱۳۸۴ھ

کتنی دیر کشفِ سترِ مفسدِ ملوہ ہے

بکر نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا ستر کھل گیا۔ ستر کتنا کھلے اور کتنی دیر تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے ؟
استفتی سیف اللہ خالد قادری

۲۵۳ ربی شاہ جمال ٹاؤن، لاہور

چوتھائی حصہ اگر کسی ایسے عضو کا کھل گیا جس کا چھپانا فرض تھا اور تین ترسہ

الجواب

”سبحان رب العظیم“ کہنے کی مقدار کھلا رہا تو نماز ٹوٹ گئی ورنہ

نہیں ٹوٹی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۰، ۴، ۱۴۰۳ھ

نوافل میں تکرارِ آیت کا حکم

اگر دورانِ نماز تہجد کسی آیت سے قلب پر رقت طاری ہو جائے تو اس کو بار بار پڑھنے سے کراہت تو نہ ہوگی ؟
عاصی نور احمد، از فضل آباد، بہاولنگر

نوافل میں تکرار آیت مکروہ نہیں۔ آنحضرت علیہ السلام سے بھی اسی طرح کا تکرار ثابت ہے۔

الحمد لله

واذا تكررية واحدة فان كان في التطوع الذي يصلي وحده
فذلك غير مكروه وان كان في الصلوة المفروضة فهو مكروه
في حالة الاختيار واما في حالة العذر والنسيان فلا بأس به
(المحكي: ج ۱: ص ۵۶) - فقط والله اعلم
احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی خیر المدارس سلطان ۱ / ۳ / ۱۴۰۹ھ

نماز کے متصل بعد سجدہ میں دعا کرنا

بعض لوگ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ میں پڑھ کر کچھ دعا مانگتے ہیں اور بعض رخساروں کو بھی زمین پر رگڑتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو اس کا کسی کتاب سے ثبوت بھی ملتا ہے یا نہیں؟ جواب تفصیل سے دیں۔

نفیس الرحمن بن محمد رمضان ساہیوال

نماز کے متصل بعد سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ عام حالات میں دعا کے لئے سجدہ جائز ہے۔ مگر التزام اس کا بھی بدعت ہے۔ رخساروں کو زمین پر رگڑنا عاجزی کے لئے ہو تو جائز ہے۔ وسجدة شكر ذكر الطحاوي عن ابى حنيفة
قال لا اراه شيئا الى قوله وما يفعل عقيب الصلوة فمكروه لان
الجهال يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدى اليه فمكروه (كبرى مسائل شمس ۵۶۹)
فقط والله اعلم ۱ احقر محمد انور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا

گرمی کے عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نہ اڑ پڑھنا مکروہ ہے

گرمی یا سردی یا روشنی کے عذر کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

الاجوبہ
مذکورہ عذروں کے باوجود مسجد کی چھت پر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ کوئی خاص عذر نہیں ہیں۔

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ ولہذا اذا اشتد الحر یکرہ ان یصلوا بالجماعة فوق الا اذا ضاق المسجد فحينئذ لا یکرہ الصعود علی سطحه للضرورة اه (عالمگیری ۱ ج ۴ ص ۹۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۹/۲/۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ لیس الافکار

امام نے پانچویں رکعت شروع کر دی مقتدیوں نے سلام پھیر دیا تو نماز کا حکم

امام چوتھی رکعت کے بعد بغیر قعدہ کئے کھڑا ہو گیا اور کچھ مقتدی بھی امام کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ امام نے پانچویں اور چھٹی رکعت پڑھ لی۔ اور جو مقتدی بیٹھے رہے وہ امام کے ساتھ فارغ ہونے سے پہلے ہی سلام پھیر کر فارغ ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو مقتدی بیٹھے رہے کیا ان کو امام کے فراغت کا انتظار کرنا چاہیے تھا یا نہیں ؟

مولانا حسن علی

مدرس مدرسہ حسینہ مکہ مسجد شہداء پور سندھ

الاجوبہ
اگر ان مقتدیوں نے امام کے پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد سلام پھیرا ہے تو ان کی نماز ہو گئی اور اگر اس سے پہلے پھیرا ہے تو ان کی نماز ناسد ہو گئی۔

کما فی الہندیہ ۱ ج ۱ ص ۴۷۔ وان قید الخامسة بالسجدة سلم المقتدی ولولم یقعد الامام علی الرابعة وقام الی الخامسة ساہیا وتشہد المقتدی وسلم ثم قید الامام الخامسة بالسجدة

اجواب صحیح

فسدت صلوٰتہم اه فقط واللہ اعلم۔

خیر محمد عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۶/۱/۱۳۹۶ھ

نماز میں قہقہہ نماز و وضو دونوں کے لئے مفسد ہے

ایک دفعہ جماعت ہو رہی تھی کہ امام کی کسی غلطی پر مقتدی ہنسنے لگے اس کے بعد نیا وضو کر کے اٹھے۔ ایک مقتدی پھر بھی ہنستے رہے۔ لیکن دوبارہ ہنسنے میں شک ہے کہ وہ قہقہہ تھا یا ضحک کیا حکم ہے؟
مستاز احمد قاسمی

قہقہہ اور ضحک میں شک ہونے کی صورت میں نماز تو بلا شک ٹوٹ گئی۔ کیونکہ نماز ٹوٹنے کے لئے تو قہقہہ ضروری نہیں۔ باقی رہا دوسری صورت میں وضو کا معاملہ تو وہ ظن غالب پر موقوف ہے۔ اگر ظن غالب قہقہہ کی طرف ہے تو وضو بھی ٹوٹ گیا۔ ورنہ صرف نماز ٹوٹے گی۔
فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۷۸ / ۱۰ / ۲۳	اجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان

لہ القہقہۃ فی کل صلوۃ فیہا رکوع وسجود تنقض الصلوۃ والوضو
عندنا کذا فی المحيط سواء کانت عمدا او نسیانا کذا فی
الخلاصۃ۔ ۱۵ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۷)۔ فقط
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۲ / ۵ / ۱۴۱۰ھ

غلطی سے بچنے کے لئے سورتوں کو معین کر لینا مکروہ نہیں

ایک شخص نسیان کا مریض ہے اگر وہ یاد کرنے کی سہولت کے لئے اپنی نماز شروع کرنے سے پہلے سورتیں مقرر کر لے کہ فلاں فلاں سورۃ پڑھوگا جائز ہے یا نہیں؟
عتیق الرحمن، ۵/۵/۲۰۱۰ء ساہیوال

الجواب صحیح

کوئی حرج نہیں ہے۔ تعینِ سورت اس وقت مکروہ ہے جب کہ کوئی اسے اعتقاد سے متعین سورت پڑھے کہ دوسری سورتوں سے نماز اس کے نزدیک

جائز ہی نہیں ہوتی۔

كما في الطحاوی - (ويكره تعيين سورة قيد الطحاوی المكراهة بما اذا اعتقد ان الصلوة لا تجوز بغيرها اما اذا لم يعتقد فلا كراهة اهـ)

(ص ۱۹۹)۔

البتہ اگر کوئی تعینِ سورت اس لئے کرتا ہے کہ بھولے نہیں اور پڑھنے میں آسانی ہو تو پھر اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ مراۃ الفلاح میں ہے۔

ويكره تعيين سورة الى قوله الا ليسر عليه او تبكاً بقراءة النبي صلى الله عليه وسلم فلا يكره - (طحاوی، ص ۱۹۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مؤرخہ ۱۳ / ۱۱ / ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عرب اللہ عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

ایک رکعت پڑھنے کے بعد از خود یاد آنے سے کھڑے ہو کر نماز پوری کر لی تو نماز فاسد نہیں ہوتی

زید نے نماز تراویح کے دو گانے شروع کئے۔ ایک دو گانہ میں صرف ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا جب دوسری طرف سلام پھیرا تو ایک مقتدی کی آواز آئی کہ ایک رکعت ہوتی ہے اتنے میں اس کو یاد آگیا کہ میں نے ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا ہے پھر فوراً سیدھا کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا۔

امام کا قول ہے کہ میں خود یاد آنے پر کھڑا ہوا ہوں جو لوگ امام کے ساتھ چپ چاپ کھڑے ہو گئے ہیں انکی نماز ہو گئی۔ البتہ پیچھے بولنے والوں کی نماز نہیں ہوتی۔ کیا امام صاحب کی یہ بات درست ہے؟

حافظ عبدالحق خطیب مدینہ مسجد چوک نواں شہر ملتان

الجواب

در مختار میں ہے۔ الا السلام ساھیا للتحلیل اعی للیخرج

من الصلوة قبل اتمامها علی ظن اکمالها فلا یفسد اھ

معلوم ہوا کہ صورتِ مسئلہ میں سلام پھر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس جن لوگوں سے اس سلام کے بعد کوئی منافی صلوٰۃ عمل (گفتگو وغیرہ) نہیں پایا گیا اور اٹھ کر انہوں نے دوسری رکعت امام کے ساتھ پڑھ لی ہے ان سب کی نماز درست ہوگئی۔ لہذا امام صاحب کا قول صحیح ہے۔

وان حصل تذکرہ من نفسه لا بسبب الفتح لا یفسد مطلقا

وكون الظاهر انه حصل بالفتح لا یؤثر بعد تحقق انه من نفسه

لأن ذلك من امور الديانة اھ (شامی : ج ۱ ص ۵۸۲)۔

معلوم ہوا کہ صورتِ مسئلہ میں جب امام مدعی ہے کہ میں خود یاد آنے کی وجہ سے اٹھا ہوں تو اس کا یہ قول شرعاً مقبول ہے پس نماز فاسد نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۸/۹/۱۳۹۹ھ



جیب میں ناپاک کپڑا ہوتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم

ایک آدمی نے نماز پڑھائی اور اس کی جیب میں ناپاک کپڑا تھا۔ آیا اس کی نماز درست ہوئی یا نہ؟ بلینوا تو جروا۔

معاف مقدار سے اگر نجاست زیادہ تھی تو نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ نجاست

کو اٹھانے والا ہے واذا امسک حبلہ مربوطا بہ نجاستہ وبقی

الجواب

من عمامتہ طرف طاهر ولم یتحرك الطرف النجس بحركتہ صحت والا فلا کما

لواصاب رأسہ۔ (مراقب، ص ۱۱۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

۲۶/۵/۱۴۰۶ھ



بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

اگر امام مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہو اس طرح کہ اس کے پاؤں بھی محراب میں ہوں تو مکروہ ہے۔ **الجواب** نہیں؛ اگر مکروہ ہے تو کون سی کراہت ہے اور اس کے مکروہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ بلا غدر امام صاحب کا اس طرح کھڑا ہونا کہ ان کے پاؤں بھی محراب کے اندر ہوں مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس میں تشبیہ ہے اہل کتاب کے ساتھ۔

وكره التربع (الى قوله) وقيام الامام في المحراب لاسجوده فيه
وقدماه خارجه لان العبرة للقدم مطلقا وان لم يشبه حال
الامام ان علل بالتشبه وان بالاشتباه ولا اشتباه فلا اشتباه في نفى الكراهة اهـ (در مختار)
(قوله ان علل بالتشبه الخ) قيد للكراهة وحاصله انه
صرح محمد في الجامع الصغير بالكراهة ولم يفصل
فاختلف المشائخ في سببها فقليل كونه يصير صلتا عنهم
في المكان لان المحراب في معنى بيت الخرو ذلك صريح اهل
الكتاب واقتصر عليه في الهداية واختاره الامام السرخسي
وقال انه الاوجه وقيل اشتباه حاله على من في يمينه و
يساره فعلى الاول يكره مطلقا وعلى الثاني لا يكره عند عدم الاشتباه الخ
وهذا كله عند عدم العذر كجمعة وعيد فلو قاموا على الرفوف
والامام على الارض او في المحراب لضيق المكان لم يكره اهـ (در مختار على الشامية
ج ۱، ص ۶۰ وكتاب المراتب، ص ۱۹۸) - فقط والله اعلم -

الجواب صحیح بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ○ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو اس نے ابتداء ہی میں ہاتھ چھوڑ دیئے۔ دوسرے ابتداء میں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھی لیکن آخر میں یا درمیان میں

ہاتھ چھوڑ دیئے۔ بنیو التوجیر وار۔

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا مکروہ و خلاف سنت ہے۔ سراقی میں ہے۔

الجواب صحیح

« و لیسن وضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری تحت

سرتہ لحديث علی رض ان من السنة وضع الیمنی علی الشمال

تحت السرة « (ص ۱۲۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی ۱/۶/۱۴۰۹ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاذکار

صفیں متصل ہوں تو درمیان میں سٹک کا گزنا اقتدار سے مانع نہیں

ایک جامع مسجد کے شمالی پردیس میں توسیع مسجد کے لئے مزید جگہ حاصل کی گئی ہے تاکہ اس میں مال تعمیر کر کے مسجد میں شامل کیا جائے اور جمعہ وغیرہ میں حبس مسجد کا موجودہ مال پڑ ہو جائے تو نمازی شمالی ہال میں کھڑے ہو کر باجماعت نماز پڑھ سکیں۔ مگر موجودہ مسجد اور مذکورہ شمالی جگہ کے درمیان شرعاً نماز ایک گلی گزرتی ہے۔ جس کا نقشہ منسلک ہذا ہے۔ چونکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مذکورہ گلی شمالی ہال سے موجودہ مسجد کے امام کی اقتدار کے لئے مانع ہوگی۔ لہذا فتوے دیں کہ مذکورہ بالا صورت میں حنفی فقہ کی رو سے اقتدار جائز ہونے کی کیا صورت ہوگی؟

المانع من الاقتداء ثلثة اشیاء منها طریق عام

الجواب صحیح

یسرفیہ العجلۃ والاوقار حکداخف شرح الطحاری

اذا کان بین الامام و بین المقتدی طریق انت کان ضیقاً لا یمیر

فیہ العجلۃ والاوقار لا یمنع وانت کان واسعاً یمیر فیہ العجلۃ و

الاوقار یمنع حکداخف فتاویٰ قاضی خان۔ (عالمگیری ج ۱- ص ۴۵)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ اگر یہ گلی اس قدر چوڑی ہے کہ اس کے اندر بیل گاڑی وغیرہ گزر سکے تو مذکورہ گلی جواز کے لئے مانع ہوگی ورنہ نہیں۔ البتہ اگر بوقت نماز صفیں گلی میں بھی کھڑی ہوتی ہیں اور صف شمالی ہال تک گلی میں سے ہو کر متصل ہو تو پھر ہال میں کھڑے ہونے والوں کی اقتدار درست ہوگی

عالمگیری میں ہے - ۱۷ - ص ۴۵ -

هذا اذا لم تكن الصفوف متصلة على الطريق اما اذا اتصلت الصفوف لا يمنع الاستدعاء -

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

نائب مفتی - ۲۳ / ۱۰ / ۱۳۹۲ھ

جس کمرے میں تصاویر ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جس کمرے میں ذی روح کی تصاویر ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیا یہ درست ہے ؟ اور یہ کراہت کس درجہ کی ہے ؟

یہ درست ہے جس کمرے میں تصاویر ہوں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ سب سے زیادہ کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر نمازی کے سامنے ہو۔ پھر

اس صورت میں جب سر کے اوپر والی جانب میں ہو۔ پھر جب دائیں یا بائیں دیوار وغیرہ پر ہو۔ اور جب نمازی کی پشت کی طرف ہو تو پہلے درجوں سے کراہت کم ہوگی۔ اگر کسی پر سے وغیرہ کے پیچھے چھپی ہوئی ہو یا صندوق وغیرہ میں ہو تو اس سے نماز میں تو کراہت نہیں آئے گی لیکن تصاویر کا گھر میں ہونا ٹھیک نہیں۔

وأن يكون فوق رأسه أو بين يديه أو بحذاء يمينه أو يسره أو محل سجوده أو تمثال ولو في وسادة منصوبة أو مفرشة أو مختلف فيما أذكان التمثال خلفه ولا ظهر الكراهة ولا يكره لو كانت تحت قدميه أو محل جلوسه لأنها مهانة أو في يده عبارة الشمنى بدنه لأنها مستورة بثيابه أو على خاتمه بنقش غير مستبين قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس أو صورة أو ثوب آخر اهـ (درمختار) -
وفي البحر قالوا واشدها كراهة ما يكون على القبلة أو المصلى ثم ما يكون فوق رأسه ثم ما يكون عن يمينه

وَيَسَارُهُ عَلَى الْحَائِطِ ثُمَّ مَا يَكُونُ خَلْفَهُ عَلَى الْحَائِطِ وَالسُّتُرِ ۝
 رَشَامِيَّة ج ۱ : ص ۶-۷ : وَكَذَا فِي الْعَالَمِ الْكَبِيرَةِ : ج ۱ : ص ۵۶ وَكَذَا
 فِي قَاضِي خَانَ : ج ۱ : ص ۵۷ -

فَقَطُّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۲/۱۴۱۱ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سلام کے متصل بعد اونچی آواز سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کا التزام

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر یا کلمہ یا کوئی ذکر اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو باحوالہ تحریر فرمائیں۔ اور اگر ناجائز ہے تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس روایت کا کیا مطلب ہے، جس میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر اور تکبیر ہوتی تھی۔ باحوالہ فتویٰ صادر فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں؟
 مفتی قاری سیف اللہ خالد قادری لاہور

نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کا التزام کرنا افراد یا اجتماعاً ہو، کئی وجوہ سے ممنوع ہے۔ یہی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔ تو وہ صلوٰۃ مجاہدین پر محمول ہے۔ اگر اس کا مصداق عام نماز ہی ہو تو بالاجماع یہ روایت منسوخ ہے۔

ذَكَرَ الْإِمَامُ الْحَسَنُ بْنُ بَطَالٍ رَحِمَهُ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ لَمَّا إِذَا تَكَلَّمَ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ بِهِ الْمَجَاهِدِينَ فَإِنَّكَ كَذَلِكَ فَهُوَ إِلَى الْأَنْبِ وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ وَهُوَ أَنَّ الْمَجَاهِدِينَ إِذَا صَلَّوْا الْخُمْسَ فَيَسْتَحِبُّ لَهُمْ أَنْ يَكْبُرُوا جَهْرًا يَرْفَعُونَ أَصْوَاتَهُمْ لِيُرْهِبُوا الْعَدُوَّ وَتَالِ فَإِنَّ لَمْ يَحْمَلْ عَلَى هَذَا فَيَكُونُ مَنْسُوخًا بِالْإِجْمَاعِ قَالَ لِأَنَّهُ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ يَقُولُ بِهِ وَالْإِجْمَاعُ لَا يَحْتَجُّ

علیہ۔ انتہی۔ د المدخل، ج ۱، ص ۱۰۱، عالمگیری، ج ۵، ص ۳۵۳
 فتاویٰ بزازیہ، ج ۳، ص ۲۷۷۔ فقط واللہ اعلم
 احقر محمد نور عفا اللہ عنہ
 مفتی خیر المدارس ملتان، ۲۵، ۲، ۱۴۰۸ھ

رو مال بغنیہ باندھے سر پر ڈال کر نماز پڑھنا

سر پر چو کپڑا لیا ہوا ہو اگر اس کی دونوں اطراف سینے پر لٹک رہی ہوں تو اس سے نماز مکروہ
 ہوگی یا نہیں؟

قاری محمد رمضان، ۵، ۵، آر، ساہیوال

اگر کپڑا سر پر باندھا ہوا ہو اور زائد اطراف دونوں طرف لٹک رہی ہوں تو یہ
 مکروہ نہیں۔ اور اگر کپڑا سر پر ویسے ہی ڈالا ہوا ہو اور اس کی اطراف سینے پر
 لٹک رہی ہوں تو یہ مکروہ ہے۔

الحمد للہ

وكره سدل ثوبه اى ارساله بلا لبس معتاد اه (در مختار)۔
 (قوله اى ارساله بلا لبس معتاد) قال فى شرح المنية السدل هو
 الارسال من غير لبس ضرورى ان ارسال ذيل القميص ونحوه
 لا يسمى سداً اه

ودخل فى قوله ونحوه عذبة العمامة وقال فى البحر وفسره
 الكونى بان يجعل ثوبه على رأسه او على كتفيه ويرسل
 اطرافه من جانبيه اذا لم يكن عليه سراويل اه
 فكراهته لاحتمال كشف العورة وان كان مع السراويل
 فكراهته للتشبه باهل الكتاب فهو مكروه مطلقاً وسواء كان
 للخيلاء او لغيره اه (شامى، ج ۱، ص ۵۹۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

سوئے ہوئے آدمی کی طرف سُرخ کر کے نماز پڑھنا

بعض اوقات جگہ کی تنگی کی وجہ سے گھر میں ایسی جگہ نماز پڑھنی پڑتی ہے جہاں آگے کوئی سویا ہوا ہوتا ہے۔ کیا یہ درست ہے ؟

استفتی قاری محمد رمضان دہلوی

اگر سوئے ہوئے کی وجہ سے تو جہ پٹنے کا اندیشہ نہ ہو تو بلا کراہت درست ہے

الجواب

ولا یکرہ صلاۃ الی ظہر قاعد او قائم ولو یتحدث

الا اذا خیف الغلط بحديثه ۱۱ (در مختار)۔

(قوله الی ظہر قاعد) قید بالظہر احترازاً عن الوجه فانہا تکرہ الیہ کما مروی فی قوله یتحدث ایما الی انہ لا کراہۃ لو لم یتحدث بالاولی ولذا زاد الشارح ولو فی شرح المنیۃ أفاد بہ نفی قول من قال بالکراہۃ بحضرة المتحدثین وکذا بحضرة النائمین وما روع عنه علیہ الصلوۃ والسلام لا تصلوا خلف نائم ولا متحدث فضعیف وصح عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من صلاۃ اللیل کلہا وأنا معترضة بینہ وبین القبلة فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت رویاہ فی الصحیحین وهو یقتضی انہا كانت نائمة وما فی مسند البزار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نہیت ان اصلی الی النیام و المتحدثین فهو محمول علی ما اذا كانت لہم اصوات یخاف منها التغلیط او الشغل وفی النائمین اذا خاف ظہور شیء یضحکہ (شامخ ج ۱: ص ۲۸۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا ۱۴۱۱ھ

نماز پڑھنے والے کی طرف منہ کر کے بیٹھنا

ایک امام فرض نماز پڑھنے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں کوئی مقتدی اگر سامنے نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے اور امام صاحب سے کہے کہ اپنا رخ تبدیل کر لیں۔ تو امام صاحب اپنا رخ نہیں بدلتے بلکہ حَضَرَتْ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہَا سَلَامٌ صَدِیْقَہُ صَنِیَّہُ اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ تشریح کی رو سے ناجائز ہے۔ ازراہ کرم حدیث کی رو سے اس مسئلہ پر روشنی ملے گی۔

محمد لطف اللہ خاں ۲۵۳/ بی شاہ جمال ٹاؤن لاہور

اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو آگے بیٹھے ہوئے کو اس کی طرف منہ نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ حافظ احمد سیٹھ امام عبد الرزاق بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر نقل کیا ہے۔

رای عمر رضی اللہ عنہ رجل یصلی ورجل مستقبلہ فاقبل علی ہذا وقال
تصلی و ہذا مستقبلک و اقبل علی ہذا بالدرۃ قال استقبلہ
وہو یصلی۔ (مصنف عبد الرزاق ۱ ج ۲ ص ۳۸)۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر الدین صاحب دہلی ۲۲ / ۸ / ۱۴۰۴ھ

قبر زمین کے برابر کر دی گئی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنے کا حکم

چند دن ہوئے ایک سید صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ ان کو مسجد کے ایک حجرہ میں دفن کر دیا جب کہ وہ جگہ خارج از مسجد ہے اور اس قبر سے چھ گز کے فاصلہ پر چھ عدد قببریں اور ایک مزار بھی موجود ہے۔ جس جگہ سید صاحب کو دفن کیا گیا ہے وہ جگہ نہ تو مسجد کی جگہ میں آتی ہے اور نہ ہی پاؤں والی جگہ میں۔ اور جب کہ قبر بھی ہموار ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز نہیں ہوتی برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

مذکورہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا گیا ہے تو اب وہاں نماز وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضر فدفن فیہ اخر میتا فہو علی ثلاثہ اوجہ اب الارض
للحافر فہو نبشہ ولہ تسویۃ الخ وان وقف فکذا لک الخ
وف الشامیۃ ہذا لو وقفت للدفن فلو علی مسجد للزرع والخلۃ
فکا المملوکۃ (ص ۱۲، ج ۵)۔ فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۲ / ۱۰ / ۱۴۰۴ھ

معمولی انحراف عن لقبہ مفسد نہیں

- ۱۔ کیا نماز سمتِ کعبہ سے پینتالیس ڈگری انحراف تک ہو جاتی ہے ؟
- ۲۔ جب کہ نماز کے فرض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ منہ کا رخ سمتِ قبلہ ہونا چاہئے۔
- ۳۔ سمتِ قبلہ اگر صحیح معلوم ہو جائے تو انحراف قصداً کہاں تک جائز ہے۔
- ۴۔ اگر مسجد صحیح رخ پر تعمیر نہ ہوئی ہو تو صحیح سمت معلوم ہونے پر اس کی صف بندی بند لعیہ خطوط درست کر لینی چاہئے یا مسئلہ مذکورہ بالا کو جو اذ بنا کر اسی غلط رخ پر نماز پڑھنا کہاں تک شرعاً درست ہے۔
- ۵۔ جب کہ نمازی کو یہ معلوم ہو کہ رخ صحیح نہیں ہے۔ کیا اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔
- ۶۔ اگر مقتدی اپنا رخ تو صحیح سمت کرے اور امام صاحب کا رخ صحیح سمت سے ہٹا ہوا ہو تو کیا مقتدی کی نماز اس طرح ہو جائے گی یا نہیں ؟

المفتی قاری محمد رمضان : ۵۱، ۵۲، ۵۳ ساہیوال

جس درجہ تک شریعت نے انحراف کی گنجائش رکھی ہے اس کے اندر اندر جو نماز ادا کی جائے گی وہ صحیح سمتِ قبلہ کی طرف ہی شمار ہو گی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ بلا تکلف جس حد تک اہتمام ہو سکے اس میں کمی نہ کی جائے۔ لیکن اس کیلئے

بہت زیادہ تکلف کرنا اور اسی کو موضوع بحث بنائے رکھنا درست نہیں۔ اگر امام کا رخ دائرہ
اجازت کے اندر ہے تو وہ صحیح ہی شمار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۰ / ۱۰ / ۱۴۰۷ھ

آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا نماز میں قرأت کے دوران بسا اوقات آنکھیں بند کر لیتا
ہوں اس سے نماز میں کراہت تو نہیں آتی ؟

سائل محمد قاسم دہلوی عثمان والی بہاولنگر
درمختار میں مکروہات صلوٰۃ میں لکھا ہے کہ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا
مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر سامنے کوئی ایسی چیز ہو جس کی وجہ سے اندیشہ
ہو کہ آنکھیں کھل رکھنے میں مکمل خشوع نہیں ہوگا تو بند کر سکتے ہیں۔

وتغميض عينيه للنهي الالكمال الخشوع - ۱ھ (درمختار)۔
(قوله للنهي) اي في حديث اذا قام احدكم في الصلوة فلا
يفمض عينيه رواه ابن عدي الا ان في سنده من ضعف
وعلى البدائع بان السنة ان يرمي ببصره الى موضع سجوده
وفي التغميض تركها ثم الظاهر ان الكراهة تنزيهية
كذا في الحلية والبحر وكأنه لان علة النهي ما مر
عن البدائع وهي الصارف له عن التحريم۔

(قوله الالكمال الخشوع) بان خاف فوت الخشوع بسبب رؤية
ما يفرق الخاطر فلا يكره بل قال بعض العلماء انه الاولى
وليس ببعيد حلية وبحر (شامی، ج ۱، ص ۴۷۷)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۹ / ۱ / ۱۴۱۱ھ

محاذاتِ مفسدہ کی شرائط

مندرجہ ذیل صورتوں میں نماز کے فساد و عدم فساد کے متعلق آگاہ فرمائیں۔

۱: زید تنہا نماز پڑھتا ہے اور ایک عورت خواہ محرم ہے یا غیر محرم اور اجنبی ہے۔ زید کے پیچھے نماز پڑھنے میں مشغول ہے مگر سجدہ کی حالت میں عورت کا سر زید کے پاؤں کے قریب ایسا پڑتا ہے کہ لگنے کے قریب ہے مگر لگتا نہیں۔

۲: اسی صورت میں سجدہ کی حالت میں اگر عورت کا سر زید کے پاؤں کو لگتا ہے تو کیا حکم ہے۔

۳: ایک عورت خواہ محرم یا غیر محرم، اجنبی یا غیر اجنبی تنہا نماز پڑھتی ہے۔ اور زید اس کے پیچھے تنہا نماز پڑھتا ہے مگر سجدے کی حالت میں زید کا سر مذکورہ عورت کے پاؤں کے قریب ایسا پڑتا ہے کہ لگنے کے قریب ہے مگر لگتا نہیں۔

۴: اگر اسی صورت میں زید کا سر اس کے پاؤں کو لگ گیا تو کیا حکم ہے۔

۵: زید تنہا نماز پڑھتا ہے ایک عورت خواہ محرم ہو یا غیر محرم، اجنبی ہو یا غیر اجنبی زید کے صین برابر کھڑی ہو گئی اور بیچ میں معمولی فاصلہ ہے مگر جسم کا کوئی حصہ ایک دوسرے کو مس نہیں کرتا۔ اگرچہ چادر یا قمیص کا دامن ایک دوسرے کو مس کرتا ہے اور سجدے کی حالت میں دونوں کے سر بالکل مساوی صورت میں پڑتے ہیں۔

۶: بعینہ صورت نمبر ۵ کے مطابق اگر دونوں کے جسم کا کوئی حصہ مثلاً گھٹنے وغیرہ کا مس ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

۷: اگر یہ تمام صورتیں نماز کو فاسد کرنے والی ہیں تو ایسی حالت میں نماز کی صحیح پوزیشن کا ذکر کیجئے تاکہ نماز کے فساد اور غیر فساد سے مکمل علم حاصل ہو جائے۔

نوٹ: نماز باجماعت کی صورت میں مرد اور عورت کیا پوزیشن اختیار کریں کہ جس سے دونوں کی نماز میں فساد نہ آئے جب کہ دونوں ایک امام کے مقتدی ہوں؟

الحمد للہ علی کل محاذاتِ مرآة (عورت) چند شرطوں کے تحت مفسدہ صلوٰۃ ہے۔
۱: محاذات یعنی عورت کے قدموں کے مرد کا کوئی عضو محاذی ہو جائے۔

۲: رکوع و سجدہ والی نماز ہو۔

- ۳ : عورت عاقلہ بالغہ ہو۔
 - ۴ : تحریمہ اور آداب کے لحاظ سے مرد و عورت میں اشتراک ہو۔
 - ۵ : امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو۔
 - ۶ : ایک رکن کامل میں محاذات ہو۔
 - ۷ : جہت بھی متحد ہو۔
 - ۸ : مکان ایک ہو۔
 - ۹ : بلا حائل ہو۔
 - ۱۰ : مرد نے اسے سٹنے کے لئے اشارہ نہ کیا ہو۔ وغیرہ ذلک۔
- تنہا تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں محاذات مفسدہ صلوٰۃ نہیں۔ مس نہیں ہونا چاہئے جماعت کی صورت میں عورت کو پیچھے اس طرح کھڑا کیا جائے کہ عورت کا کوئی عضو مرد کے کسی عضو کے محاذات میں نہ آئے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی ۴ / ۴ / ۱۴۰۸ھ

اجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

نماز میں دُعا اور دو میں مانگی تو نماز کا حکم

زید نے صلوٰۃ الکسوف میں سجدہ طویل ہونے کی وجہ سے تسبیح کے علاوہ بھول کر اپنے گناہوں کی بخشش میں مشغول ہو گیا اور پنجابی یا اردو میں تین کلمات یا اس سے زیادہ کہہ دیئے کیا اس کی نماز ہوئی یا اعادہ واجب ہے۔ آیا اس پر کوئی گناہ تو نہیں؟

نماز ہو گئی اور کوئی گناہ نہیں۔ وظاہر التعلیل ان الدعاء بخیر العربیۃ خلاف الدولی وان الکراہۃ تنزیہیۃ ہذا (شامی ج ۱ ص ۴۸۶)۔

لیکن چونکہ صورت مسئلہ میں نسیاناً ایسا ہوا لہذا اگر اہت بھی نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا - ۱ / ۴ / ۱۴۰۰ھ

مسجد اور مقتدیوں کے درمیان وسیع پلاٹ حامل ہو تو اقتدار درست نہیں

عید الاضحیٰ کی نماز مدرسہ میں ادا کی گئی مسجد کا مال اور برآمدہ پر ہو گیا لیکن بارش کی وجہ سے مسجد کا صحن اور اس سے ملحقہ وسیع پلاٹ خالی پڑا رہا اور سینکڑوں لوگوں نے مشرقی کمروں میں اقتدار کی ان کی اقتدار درست ہوئی یا نہیں؟

حافظ گلزار احمد

اشرف المدارس مسجد آزاد چنیوٹ

مشرقی کمروں میں کھڑے ہونے والوں کی اقتدار درست نہیں۔ لہذا ان کے نماز نہیں ہوئی۔

الجواب

وفي التنوير ويمنع من الاقتدار (صف من النساء) وطريق

تجري فيد عجلة او نهير تجرع فيه السفن او خلا في

الصحراء يسع صفين اه (شامية : ج ۱ : ص ۲۱۱) -

فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۸/۱۲/۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافکار

ام قعدہ اخیرہ کئے بغیر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لے تو سب کے فرض ختم ہو گئے

۱۔ کوئی سنت ترک ہو جانے سے یا کسی وہم کی وجہ سے اگر کوئی سجدہ سہو کرے تو مکروہ تنزیہی

ہے اور نماز ہو جاتی ہے۔ (عزیز الفتاویٰ)

۲۔ امام چوتھی رکعت پر بیٹھے یا بغیر بیٹھے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اگر امام چوتھی رکعت

پر بیٹھے کر کھڑا ہو رہا ہے تو مسبوق منتظر رہے اگر وہ لوٹ آئے تو اس کے سلام تک رہے ورنہ اپنی

نماز پوری کر لے اور اگر وہ چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا تو ابھی انتظار کرے۔ اگر پانچویں رکعت

کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو بھی سلام تک رہے اور اگر لوٹا تو سب کی نماز باطل ہو

ہو گئی۔ (امداد القلوبی)۔

۳ : اگر امام پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوا اور مسبوق نے اس کا اتباع کیا تو اگر امام قعدہ اخیرہ کے کھڑا ہوا ہے تو مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر امام چوتھی رکعت پر نہیں بیٹھا ہے تو مسبوق کی نماز اس وقت تک فاسد نہ ہوگی جب تک امام پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کر لے۔ بعد پانچویں رکعت کے سجدہ کے امام اور مسبوق اور دوسرے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو کر نفل ہو جائے گی۔ (عالمگیری)۔

۴ : امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق سجدہ سہو کے سلام میں شرکت نہ کرے صرف سجدہ کرے اور اگر بے علی سے یہ سمجھتا رہا کہ مجھے امام کے ساتھ سلام پھیرنا ضروری ہے۔ اور سلام میں بھی شرکت کرتا رہا تو ایسی نمازوں کی قضا کرے۔ (درود شامی)

الف : اگر محررہ بالا مسائل صحیح ہیں تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام چوتھی رکعت پر بیٹھ گیا بغیر بیٹھے پانچویں رکعت کی طرف کھڑا ہو گیا تو دونوں صورتوں میں مسبوق اس کی اتباع نہ کرے بلکہ خاموش بیٹھا رہے اگر وہ پانچویں رکعت کے سجدے سے پہلے لوٹ آئے تو اس کے ساتھ سجدہ سہو کر کے آخری سلام شروع ہونے پر کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر لے۔ کیا یہ مطلب صحیح ہے ؟

ب : جبکہ مسبوق امام کا ساتھ چھوڑ کر اپنی نماز پوری کر سکتا ہے۔ تو اگر اس کے نماز پوری کر لینے کے بعد ادھر امام کی وہ نماز فاسد ہو جائے یا فرض کی بجائے نفل ہو جائے تو مسبوق کی فرض نماز درست رہے گی ؟

ج : اگر امام (قعدہ اخیرہ کرنے کی صورت میں) پانچویں رکعت پڑھ کے اور سجدہ سہو کر کے نماز ختم کر لے تو امام کی اور (اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی نماز پوری کر لینے والے) اس مسبوق کی فرض نماز درست ہو جائے گی ؟

الف : یہ مطلب صحیح ہے۔

الجواب

ب : اگر امام قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو گیا اور پانچویں کا سجدہ بھی کر لیا تو مسبوق کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر امام بدون قعدہ اخیرہ کھڑا کیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو ایسی صورت میں مسبوق کے فرض نہیں ہوئے گے۔ جب کہ امام کے

فرض فاسد ہو گئے یا نفل ہو گئے۔ تو اس کی اقتدار کرنے والوں کے خواہ وہ مردک ہوں، خواہ مسبوق ہوں فرض ادا نہیں ہوں گے۔

ج ۱ ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۱۳/۱۰/۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح

بندہ نجمہ عبد اللہ عفرلہ، رئیس الافکار۔

محاذات مفسدہ میں قدم عورت کا اعتبار ہے نہ کہ دوسرے اعضا کا

بہشتی گوہر باب مفسدات صلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی۔ (در مختار و شامی و بکر)

نیز متعدد فتاویٰ سے معلوم ہوا ہے کہ عورت اور مرد کے قدم کا اعتبار ہے۔ قدم کے علاوہ کسی اور عضو کے برابر ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ پس اگر عورت مرد کے قدم سے پیچھے (کچھ ہٹ کر شامل ہوئی، اگرچہ عورت کے بعض اعضاء رکوع و سجود کی حالت میں مرد کے قدم یا کسی اور عضو کے محاذی ہو گئے تو اس سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (شامی)

الف ۱ ان دونوں میں سے کون سے قول کو ترجیح ہے؟

ب ۲ : اگر نماز باجماعت پڑھتے ہوئے مرد کے کسی عضو کے ساتھ عورت کے کسی عضو کے لگ جانے سے شہوت پیدا ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی ہوگی؟

ج ۳ : اگر رکن بھر سے کم لگے تو کیا حکم ہے مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟

الف ۱ علامہ شامی رحمہ اللہ نے نہایہ، قاضی خان، سراجیہ وغیرہ کی تحقیق کے مطابق اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ محاذات میں قدم عورت کا اعتبار ہے اگر یہ مرد کے کسی عضو کے محاذی ہو گیا تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی ورنہ نہیں۔

الجواب صحیح

فمساواة غیر متدہا لعضوہ غیر مفسدة۔ (شامی ج ۱، ص ۲۰۲)۔

قاضی خان کا جزیئہ اس بارے میں بالکل واضح ہے۔ "المرأة اذا صلت مع زوجها

فی البيت ان كان قدما بها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما
بالجماعة وان كان قدما بها خلف قدم الزوج الا انها طويلا
تقع رأس المرأة في السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتهما
لان العبرة للقدم اهـ (كذا في الشامية عن النهاية : ج ۱ ص ۴۲)
ب : نماز فاسد نہیں ہوگی جب کہ درمیان میں کپڑا حائل ہو۔ مثلاً عورت کا سر (دوپٹہ اوڑھے ہوئے)
مرد کے پاؤں سے لگ گیا لیکن مرد کو چاہئے کہ جب ایسا خیال آئے لگے تو فوراً پاؤں کو دور کر لے
ورنہ کراہت تحریمی ہوگی۔

ج : مرد اگر فوراً اپنے پیر کو دور کر لے تو کراہت نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
الحجاب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۱۳ / ۱۰ / ۱۳۹۳ھ

زمین کثیرتین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار ہے یا تین دفعہ سبحان ربی العظیم کہنے کی

اصلی بہشتی زیور میں ہے کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران کھل جائے
اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی۔ ۱ھ : ج ۲ ص ۱۲۔
اس مسئلہ میں قابل تحقیق امر یہ ہے کہ زمین کثیر کی مقدار تین بار سبحان اللہ کہہ سکرنا صحیح ہے یا نہیں ؟
استفتی محمد ازہر

مدیر ماہنامہ ”الخیر“ خیر المدارس ملتان

منہ الخالق سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین تسبیحات رکوع یا سجدے والی

الحجاب صحیح

ہیں۔ ”وقدر الکثیر ما یؤدع فیہ رکن ای بسنتہ

کما قیدہ فی المنیۃ قال شارحہا ابن امیر حاج ای بمالہ من

السنة احب ما هو مشروع فیہ من الکمال السنی کالتسبیحات

فی الركوع والسجود مثلاً وهو تقييد غريب و وجهه قريب

ولم اقف على التقييد بكونه قصيرا او طويلا اه اى تقييد
الركن اى هل المراد منه قدر ركن طويل بسنته كالقعود
الاخير او القيام المشتمل على القراءة المسنون او قدر ركن
قصير كالركوع او السجود بسنته اى قدر ثلاث تسبيحات
وبالتالى حزم البرهان ابراهيم الحلبي فى شرح المنية حيث قال وذلك
مقتدار ثلاث تسبيحات اه فأفادت المراد اقصر ركن
وكأنه لانه الاحوط والله اعلم - (منحة الخالق حاشية بحر
الرائق : ج ۱۱ ص ۲۰۲ مطبوعه كوطله)۔

کبیری میں ہے۔

وان انكشف عضو هو عورة فى الصلوة فستر من غير لبث لا
يضره ذالك الانكشاف ولا يفسد صلوته لان الانكشاف
الكثير فى الزمان القليل عضو كالانكشاف القليل فى الزمن
الكثير وان اذى معه - اى مع الانكشاف ركنا كالقيام
وان كان فيه او الركوع او غيرهما يفسد ذالك الانكشاف
صلوته وان لم يؤد مع الانكشاف ركنا ولكن مكث مقتدارا
اى زمن يؤدى فيه ركنا بسنته وذلك مقتدار ثلاث تسبيحات
فلم يستر ذلك العضو فسدت صلوته عند الجحيفة ۛ والجب
يوسف ۛ خلافا لمحمد ۛ اه (کبیری، ص ۲۱۳)۔

الغرض من غلبہ، کبیری، منحة الخالق وغیرہ کی عبارات سے بندہ کے فہم نارسا میں جو تحقیق آتی ہے وہ
یہ ہے کہ اپنے ائمہ ثلاثہ ۛ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ”انکشاف عورة، قیام علی النجاسة
تقدم علی الامام اور ان کے دیگر نظائر کا زمان قلیل کے لئے پایا جانا دفع حرج کی غرض سے
معاف ہے۔ ہاں یہ امور زمرہ کثیر کے لئے باقی رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

زمن کثیر کی تحقیق۔ زمین کثیر امام محمد ۛ کے نزدیک یہ ہے کہ اسی حالت انکشاف وغیرہ میں
بالفعل ایک رکن ادا کر لیا ہے اور شیخین ۛ کے نزدیک ادائیگی بالفعل ضروری ہے۔

نہیں۔ بلکہ ادائیگی بالفعل یا اتنا وقت جس میں ادائے رکن ہو سکے زمین کثیر ہے۔ اب چونکہ ارکان صلوٰۃ بعض طویل ہیں۔ کما القعود الاخیر اور بعض قصیر ہیں کما الركوع والسجود تو تحقیق مذہب شیخینؒ کے لئے اس کی تشریح ضروری ہوئی۔ کہ رکن طویل کی ادائیگی بالقوة کا زمانہ معتبر ہے یا رکن قصیر کی ادائیگی کا۔ تو حضرات فقہاء نے احتیاطاً احتمال ثانی کو لے لیا ہے۔ فأخذ ان السواد اقصر رکن و مكانه لئلا لا يحوط الله (منحة)۔ اور اقصر رکن سے مراد رکوع و سجد میں جیسا کہ ابن امیر حاج کی عبارت میں صرح ہے جو بحوالہ منہ الخالق پہلے لکھی جا چکی ہے۔ لیکن اس تشریح کے باوجود مذہب شیخین میں ابھی ابہام باقی ہے کیونکہ قصیر رکن مثلاً رکوع کی ادائیگی کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ درجہ فرض و کیفیت میں ادائیگی۔

۲۔ تعدیل و اطمینان واجب سے ادائیگی۔

۳۔ رکوع کے ذکر سنون و مشروع کے ساتھ ادائیگی۔

ان احتمالات میں سے حضرات فقہاء نے احتمال ثالث کو متعین فرما دیا ہے۔ درمختار اور شامی میں ہے۔ ای بسنة كما قبله في المنية اه اس تفصیل و تشریح مذہب شیخینؒ سے یہ محقق و متق ہو کہ زمین کثیر اتنا وقت ہے کہ جس میں رکوع یا سجدہ ان کے ذکر سنون و مشروع کے ساتھ ادا کیا جاسکے اور یہ تین مرتبہ تسبیحات رکوع یا سجدہ کہہ سکنے کا زمانہ ہے۔ کیونکہ رکوع اور سجدہ کا ذکر سنون و مشروع تسبیحات رکوع و سجدہ میں نہ کہ ”سبحان الله“ پس رکوع کو اس کے ذکر سنون و مشروع کے ساتھ ادا کرنے کا زمانہ تین بار سبحان رب العظیم کا زمانہ ہی ہو سکتا ہے پس ہی زمین کثیر ہے۔ نماز کے بارے میں خود مصلیٰ کے لئے تسبیح کا لفظ جو عموماً ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد ہی تسبیحات رکوع و سجدہ ہوتی ہیں۔ کیونکہ نماز میں ہی تسبیح مشروع ہے۔ سنن صلوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

والتسبيح فيه ثلاثا۔ سجدے کے متعلق فرماتے ہیں والتسبيح فيه ثلاثا۔ (درمختار)۔ مراد یہی مخصوص تسبیح ہے۔

تعدیل ارکان و اطمینان کے متعلق فرماتے ہیں۔

ای تسكين الجوارح قدر تسبيحة في الركوع والسجود اه (درمختار)

وقال في العناية ومقدار الطمانينة بمقدار تسبيحة اه

وفى شرح الوقاية وقد ر بمقدار تسبیحة -

ان عبارات سے مراد تسبیحہ رکوع یا سجدہ ہے نہ کہ سبحان اللہ - کما قال
فی عمدة الرعاية اى قدر الاطمینان الواجب بمقدار
تسبیحة واحدة من تسبیحات الركوع والسجود - اه

(حاشیہ سعیدی : ص ۱۶۳) -

پس اسی طرح اس مقام پر بھی ثلاث تسبیحات سے مراد تسبیحات رکوع و سجدہ ہی ہوں گی
لہذا اس سے عموم مراد لیتے ہوئے اکتفاء علی الادنی (یعنی سبحان اللہ) کرنا محل نظر
ہے - نیز سبحانہ یا سبحانک - سبحان اللہ سے بھی مختصر ہے - پھر یہ کہوں نہ
مراد لیا جائے -

تفصیل بالا سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ادائے رکن کو تین تسبیحات رکوعی یا سجودی کے ساتھ مقدر
کرنا کس بنیاد پر ہے اور ان میں کیا ربط ہے - مخفی نہیں کہ یہ ربط تسبیح رکوعی و سجودی کے ساتھ تو موجود
ہے - لیکن تین بار سبحان اللہ سے اس کا کوئی ربط نہیں - سبحان اللہ کسی رکن صلوٰۃ
میں فرض نہ واجب نہ سنون و مشروع ہے -

حاشیہ طحطاوی علی الدر میں قدر اداء رکعت بسنتہ کو ایک بار
سبحان اللہ سے مقدر کیا گیا ہے گو اس میں بھی کلام ہے لیکن اس کے باوجود یہ تقدیر ادائے رکن
بسنتہ کے بارے میں مؤثر نہیں - کیونکہ اقصر رکن کی درجہ رکبیت میں ادائیگی کے لئے کوئی ذکر فرض
یا واجب نہیں - لہذا اس درجہ کی تقدیر کے لئے خارج سے کسی ذکر کی طرف احتیاج ہو سکتی ہے
مگر ادائے رکن بسنتہ جس کی تشریح و توضیح ابن امیر حاج کی عبارت میں اس تفصیل سے موجود ہے -

بسنتہ اى بجماله من السنة اى بما هو مشروع فيه من

الکمال السنی کالتسبیحات فی الركوع والسجود مثلاً اه

(منحة الخالق ، ص ۲۶۲)

اسے مقدر کرنے کے لئے سبحان اللہ کی کیا حاجت ہے جبکہ تصریح موجود ہے کہ یہ
تسبیحات رکوع و سجدہ سے مقدر ہوگا - اور یہی تسبیحات ان ارکان میں سنون و مشروع ہیں -
الحاصل عبارات بالا کا مقتضایہ یہ ہے کہ مقدار تین تسبیح رکوع یا سجدہ سے زمین کثیر مقدر کیا

جائے نہ کہ تین بار سبحان اللہ کے ساتھ۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان۔ ۱ / ۱۵ / ۱۳۹۵ھ

یہ استفتاء مع جواب حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت میں
بغرض تحقیق و تصویب بھیجا گیا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ کی وفات کے بعد حضرت
مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے درج ذیل جواب رقم فرمایا۔
احقر محمد انور مرتب غیر الفتاویٰ

بگرامی خدمت حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب مدظلہم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خدا کرے کہ مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوں۔ آمین۔
حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے پہلے خود طلب فتاویٰ کا ایک ہتھیلہ الگ رکھا ہوا تھا۔
جو حادثہ وفات کے ہنگامے میں بے جا رکھا گیا۔ اور مدت مدید کے بعد دستیاب ہوا۔ اس میں آنجناب
کا یہ مکتوب بھی تھا۔ اب یہ احقر کے سامنے آیا۔ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی سے تو اب مجھ کو
ہو چکی ہے۔ لیکن جہاں تک احقر نے آنجناب کی تحریر پر غور کیا وہ نہایت موجب معلوم ہوئی۔ احقر اس
سے پوری طرح متفق ہے۔ البتہ احتیاطاً اس مسئلے کو دوسرے اہل علم کی مجلس میں رکھ کر اگر اس کی تصویب
ہو گئی تو اس موضوع پر امداد الفتاویٰ کی جلد اول میں جو حاشیہ احقر نے لکھا ہے انشاء اللہ اس
میں ترمیم کر دوں گا۔ والسلام

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

دارالعلوم کراچی ۱۲ / ۱۳ / ۱۴۰۰ھ

مسئلہ مسئلہ میں آپ کی تحقیق صحیح ہے آپ کیلئے دل سے دعا کرتا ہوں اور اپنے لئے دعا جو ہوں۔
فقط والسلام علیکم
رشید احمد عفا اللہ عنہ

دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی۔ ۱۳ محرم ۱۴۰۵ھ

استفتار ہذا کی تکمیل کے بعد ایک محترم علی شخصیت نے توجہ دلائی کہ مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے بھی ”تعلیم الاسلام“ میں زمین کثیر کی مقدار تین بار سبحان رب العظیم کہہ سنا تحریر فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک ”تعلیم الاسلام“ سے وہ سوال و جواب بلفظ منقول ہے۔

سوال : اگر ستر کا کوئی حصہ بلا قصد کھل جائے تو کیا حکم ہے ؟
جواب : اگر چوتھائی عضو کھل جائے اور اتنی دیر کھلا رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان رب العظیم کہہ سکے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اگر کھلتے ہی فوراً ڈھانک لیا تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ (تعلیم الاسلام، ص ۷۵)

کتنی مالیت کی چیز ضائع ہو رہی ہو تو نماز توڑنا درست ہے

بہشتی زیور میں ہے۔

”جب ایسی چیز کے ضائع ہونے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے“ ج ۲ ص ۲۷ -

کیا اب بھی یہی حکم ہے کہ اتنی مالیت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ سکتے ہیں ؟
اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک درہم کی مالیت کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو نماز توڑ دینا درست ہے۔ تالیف بہشتی زیور کے وقت درہم کی مالیت تین چار آنے تھی کیوں کہ چاندی کا بھاؤ تقریباً ایک روپیہ تولہ تھا اور درہم کا وزن تقریباً تین ماشہ ایک رتی تھا۔ لیکن اب چاندی منگی سے تو اب کے بھاؤ میں تین ماشہ ایک رتی چاندی کی قیمت لگائی جائے گی۔ مثلاً اگر چاندی کا نرخ بیس روپے تولہ ہو تو درہم کی مالیت تقریباً سو پانچ روپے ہوگی۔ پس اتنی قیمت کی چیز ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو تو نماز توڑ دینا درست ہوگا

رجل قام الى الصلوة فسرق منه شئ قيمته درهم له ان

يقطع الصلوة ويطلب السارق سواء كانت فريضة او تطوعا

لائ الدرہم مال - (عالمگیری، ج ۱ ص ۵۷) -

فقط واللہ اعلم بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲ / ۴ / ۱۴۰۲ھ

ما يتعلق

بالسنة والنوافل

عشاء کی دو سنتوں اور وتروں کے درمیان دو نفل کا ثبوت

عشاء کے پیارے فرضوں کے بعد دو سنتوں اور وتروں کے درمیان سجدہ دو نفل پڑھے جائیں گے ہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اگر نہیں تو اس کا ثبوت اور سند کیا ہے؟

عشاء کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور غیر مؤکدہ چار تین یا دو۔
الجواب کافی الدر المختار و مستحب اربع قبل العصر وقبل

العشاء وبعدها بتسليمة وان شاء ركعتين وقال العلامة الشافعي كذا عني في منية المصلي وفي الامداد عن الاختيار يستحب ان يصلي قبل العشاء اربعاً وقيل ركعتين وبعدها اربعاً الخ والظاهر ان الركعتين المذكورتين غير المؤكدتين - درمختار مع الشامى ج ۱ ص ۱۸۸ -

حدیث بھی اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہے۔

نفی البدائع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال من صلى بعد العشاء اربع ركعات كنّ له كمثل من ليلة القدر -

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد شبیر اللہ عفا اللہ عنہ

معنتی جامعہ غیر المراد اس ملتان - ۱۳ / ۱۲ / ۱۳۷۷ھ

کیا صلوٰۃ الادابین چاشت کی نماز ہے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

” نمازِ صبح یا چاشت جب آفتاب پر رب کی طرف سے اتنا اونچا ہو جائے جتنا ظہر کی وقت میں چھم کی طرف ہوتا ہے اس وقت نوافل پڑھی جاتی ہیں اور یہی صلوٰۃ الادابین ہے جس کا تذکرہ خاص فضیلت کے ساتھ احادیث میں آیا ہے۔ اب غلطی سے لوگ مغرب کے بعد کے نوافل کو ” صلوٰۃ الادابین “ کہنے لگے ہیں۔ یہ کم سے کم چار اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں ہیں “

(سلاسل طیبہ: ص ۲۴)

آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے ؟

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بنی سلاسل طیبہ میں مذکور ہے صحیح۔ ہے حقیقت میں صلوٰۃ الصبح ہی صلوٰۃ الادابین ہے اور عامۃ الناس مغرب کے نوافل کو صلوٰۃ الادابین کہتے ہیں۔ فضیلت ہر دو نمازوں کی ثابت ہے لہذا دونوں کو پڑھیں۔

فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

جواب صحیح ہے۔
بندہ عبدالرحمن غفرلہ

دعاء استسقاء میں یا مقبول کی کیفیت
صلوٰۃ استسقاء میں بوقتِ دعا ہتھیلیاں زمین کی طرف اور لم مقبول کی پشت آسمان

کی طرف کرنے کا طریقہ سنت و مستحب ہے یا نہیں ؟

کتب اخلاف میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ دعاء استسقاء میں ظہر الکفین الی السماء ہوں۔ بلکہ صحیح مسلم میں ایک روایت اس مضمون کی ۱۹۳ میں موجود ہے جس پر شارح مسلم نے لکھا ہے۔

قالت جماعة من اصحابنا (الشوافع) وغيرهم ان السنة

في كل دعاء لرفع البلاء كالقحط وغيره ان يرفع يديه

ويجعل ظہر کفہ الی السماء الخ

لیکن ”طیبی“ شارح مشکوٰۃ نے لکھا ہے۔

» ان المراد منه الرفع السليغ بحيث صارت الكف الى السماء وعبره الراوى بهذا التعبير لان جعل ظهرك فيه الى السماء - الخ «

گویا ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ سر سے اوپر ہو گئے۔ بہر حال احناف نے اس باب میں اس طریق کو ذکر نہیں کیا۔ اس لئے لامحالہ احناف حدیث کو رد کر دیں گے۔

كما اوله الطيبي او بغير هذا التأويل هذا كله من عرف

الشذی علی جامع الترمذی باب صلوة الاستسقاء۔

نیز اس کے علاوہ ابوداؤد نے سنن میں ایک روایت مالک بن یسار کی نقل فرمائی ہے

» قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سألتكم الله

فاسئلوه ببطون اكفكم ولا تسألوه بظهورها «

یہ علی العموم بالکل صریح ہے۔ لہذا بلا کسی دلیل معتبر کے معروف طریقہ دعا کے خلاف نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح : وفي الدعاء بظهر الكف عند رفع القحط

لونه احد من العلماء لا ينكر عليه لانه مختلف فيه

والوسعة في المختلفات اولى - فقط واللہ اعلم

بنہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۳/ ۳/ ۱۴۳۵ھ



سنن ونوافل گھر میں افضل ہیں یا مسجد میں
فرائض کے علاوہ دیگر سنن ونوافل کو گھر میں ادا کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا یا مسجد میں

پڑھنے سے ؟

تراویح کے علاوہ دیگر سنن ونوافل کو گھر میں پڑھنا زیادہ افضل ہے لیکن اگر گھر میں علیحدہ جگہ نہ ہو یا بچوں کے شور کی وجہ سے مشروع و مضموع میں

الجواب

نقصان آنے تو پھر مسجد میں پڑھنا بہتر ہوگا۔ والا فضل فی النفل غیر التواضع

المنزل الا لخوف شغل عنها والاصح افضلية ما كان

اخشع و اخلص اه (شامیہ ج ۱ ص ۶۳۸) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۴ / ۵ / ۱۳۸۵ھ

نیر محمد عفا اللہ عنہ

نوافل کی چار یا اس سے زائد رکعات ایک ہی قعدہ سے ادا کرنے کا حکم

۱۔ چار یا چھ یا زائد رکعتوں کو ایک ہی قعدہ سے ادا کیا جائے تو کیا حکم ہے جب کہ اس نے نیت بھی چار یا چھ یا زائد رکعتوں کی کی ہے۔ آیا تمام رکعات صحیح ہو جائیں گی یا بعض؟ یا تمام باطل و لغو؟ باحوالہ تحریر فرمائیں۔

۲ : دو چار یا زائد نفلوں کی نیت کی اور پھر قعدہ اخیرہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو آیا سب کو صحیح قرار دیں گے یا رکعات طحہ کو یا بعض رکعات سنویہ اور بعض رکعات طحہ یا کل رکعات طحہ کو صحیح کہیں گے یا تمام رکعات سنویہ کو باطل و فاسد قرار دیں گے۔ بصورت فساد کتنی رکعات کی قضا لازم آئے گی؟ محمد طاہر رحمہ

۱ و ۲۔ کتب فقہ میں نوافل کے بارے میں حکم ہے کہ دن کے نفلوں میں چار سے زیادہ اور رات کے نفلوں میں آٹھ سے زیادہ ایک نیت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ دن کو چار رکعت اور رات کو آٹھ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بدو کر اہت کے درست ہے۔ لیکن قعدہ ہر دو رکعات کے بعد کرنا چاہئے۔ البتہ اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ اور اس مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے۔ کیونکہ شامی میں ہے کہ بعض مشائخ اس کو استحسانا مکروہ نہیں کہتے۔ وحمل ذلک من الشامیہ (ج ۱ ص ۴۴۷)۔

صحیح و فساد کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اگر اس کا یہ عمل نوافل میں ہے تو نوافل کی تمام رکعات صحیح ہو جائیں گی۔ اور اگر تراویح میں ایک ہی قعدہ کر کے بیس رکعات تراویح پڑھی ہیں تو ایک ہی شفعہ شمار ہوگا۔ طحاوی میں ہے۔

قوله لا ثلثا صارت من ذوات الاربع هذا الكلام صریح فی

انہا تحسب بتمامہا الی قوله فالمعنی انہما تنوب عن رکعتین
من التراويح وان كانت تحسب لہ عشرین نافلۃ فتدبر (۲۱۶)۔
البتہ ترک القعود علی الرکعتین کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔ مراۃ الفلاح میں ہے ۔
و یجبر ترک القعود علی الرکعتین ساہیا بالسجود ۔ ۱ھ (۲۱۷)۔

انکواب صحیح
نیر محمد عفا اللہ عنہ ۱۲/۱۲/۱۳۸۸ھ
فقط والشر اعظم
بشیر محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

سنن قبلیہ اور فرائض کے مابین دنیوی گفتگو سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے

ایک شخص صبح کی سنتیں دو رکعت پڑھ لے اور پھر جماعت کھڑی ہونے سے پہلے اگر تلاوت
قرآن مجید یا کوئی اور ذکر و وظیفہ کر لے تو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز ؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ایسا
کرنا ناجائز ہے لہذا خدمت شمایاں میں گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں اور کتب معتبرہ
کے حوالہ جات درج فرمائیں۔
مولوی پیر محمد متعلم مدرسہ ہذا

سنن قبلیہ اور فرائض کے درمیان تلاوت قرآن مجید یا کوئی ذکر و وظیفہ ناجائز
نہیں۔ البتہ ان کے درمیان اشتغال بالبیع والشراء یا کھانے وغیرہ کے متعلق
فقہاء کرام سے دو قول منقول ہیں۔ ایک یہ کہ سنتیں باطل ہو گئیں ان کا اعادہ کرے۔ دوسرا یہ کہ اس
سے ثواب تو کم ہو جاتا ہے مگر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ دنیوی باتیں بھی بیع وغیرہ کے حکم میں ہیں لیکن
تلاوت وغیرہ اس میں داخل نہیں۔ لہذا اس سے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

کما فی الشامیۃ : ج ۱ ص ۶۳۶ = ولو تکلم بین السنۃ والفروض
لا یسقطها ولکن ینقص ثوابها وقیل تسقط وکذا کل عمل
ینافی التحریمة علی الاصح۔

خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۱ ص ۶۲ - میں ہے ۔

ولو صلی رکعتی الفجر او الاربع قبل الظہر واشتغل بالبیع
والشراء او الاکل فانہ یعید السنۃ اما باکل لقمة او شرربة

لا يبطل السنة قتال رضى الله عنه وهذا مشكل لانه لا

رواية فيه اصلاً - اه فقط والله اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

۲۴ / ۱۰ / ۸۴ ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

صلوۃ التیسع پڑھنے کا طریقہ
صلوۃ التیسع کی شرعاً کیا کیفیت ہے ؟ اور اس کے پڑھنے کی
صحیح ترکیب کیا ہے ؟

اذ اندرون خانہ حافظ محمد نصر اللہ خاں خاکوانی ملتان

صلوۃ التیسع مستحب ہے اور اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت
کی نیت باندھے۔ اور سبحانک اللہم اور الحمد اور سورۃ

حب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ دعا پڑھے سبحان اللہ والحمد
للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پھر رکوع میں جاوے اور سبحان ربی

العظیم کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھے۔ اور سمع اللہ لمن
حمدہ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ میں جاوے اور سبحان ربی الاعلیٰ

کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر دس دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے

اس میں بھی دس دفعہ پڑھے۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھے اور دس دفعہ پڑھے کہ دوسری رکعت
کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اور حب دوسری رکعت میں التحيات

کے لئے بیٹھے تو پہلے ہی دس دفعہ پڑھے، پھر التحيات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعات پڑھے۔

فقط والله اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ ۲۱ / ۸ / ۸۴ ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ

دعا استسقام الٹے ہاتھ سے ہو یا سیدھے ہاتھ سے

استسقام کی دعا ہمارے ملک میں سیدھے ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ اور بہت سی

کتابوں میں اللہ ہاتھوں کیساتھ لکھا ہے۔ المستفی بسم اللہ جان خان پشاور
 الٹے ہاتھ سے دعا کرنا بھی وارد ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ استسقی فاشاد بظہری
 کفیه الی السماء۔ (مسلم فتح ص ۲۲۲)۔
 اور ”فتح الملہم“ ہی میں ہے کہ۔

فی المبسوط عن محمد بن الحنفیۃ قال الدعاء اربعة
 دعاء رغبۃ ودعاء رعبۃ و دعاء تضرع و دعاء خیفۃ
 ففی دعاء الرغبۃ یجعل بطن کفیه نحو السماء و فی
 دعاء الرعبۃ یجعل ظہور کفیه الی وجہہ کالمستغیث
 من الشئی۔

پس الٹے ہاتھ دعا مانگنے والوں پر استسقاء میں نکیر نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ فقط اس
 کو ہی سنون سمجھے۔ بلکہ دوسری دعاؤں کی طرح سیدھے ہاتھوں مانگنا بھی درست ہے۔

اجواب صحیح
 بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۱/۱۳۹۱ھ
 فقط واللہ اعلم
 بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

دتروں کے بعد نوافل کا ثبوت
 یہ خط ایک مسئلہ کے سلسلہ میں لکھ رہا ہوں جو کہ ان ذیل
 درپیش ہے۔ ہم حنفی مسلک کے مقلد ہیں۔ اور عشاء
 کی سترہ رکعتیں ادا کرتے ہیں جن میں کہ وتر کے بعد دو نفل ہوتے ہیں۔ عجب کہ ہمارے ہاں کے ایک
 مولوی صاحب اس بات کو سختی سے روکتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں جو عشاء کے آخری
 نفل دتروں کے بعد ادا کئے جاتے ہیں سراسر بدعت ہیں۔ کیونکہ ایک حدیث مبارک کے مطابق
 عشاء کی آخری نماز دتر ہونی چاہئے۔ اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ اس بات سے مکمل آگاہی
 کے لئے میری نظر آپ کے مدرسہ پر ہی پڑی۔ براہ کرم اس مسئلہ پر تحقیقی روشنی ڈالیں۔ ؟

دتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 ثابت ہے۔ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے۔

”ثم يصلي ركعتين بعد ما يسلم وهو قاعد فتلك إحدى عشرة ركعة“ (نیل الاوطار: ج ۲، ص ۳۲)۔

حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے۔

انہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرکع رکعتین بعد الوتر۔ (نیل: ج ۳، ص ۱۸)۔ اخرجہ احمد عن طریق غیرہا۔ قال الترمذی وقد روی نحو هذا عن الج امامة وعائشة وغير واحد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (نیل: ج ۳، ص ۳۳)۔

وروی الدارقطنی نحوه من حدیث انس رضی اللہ عنہما (ایضاً) الغرض یہ حدیث حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، ابو امامہؓ، حضرت انس رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ پس وتر کے بعد ان دو نفلوں کا پڑھنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ یہ دو نفل دوسری حدیث ”عشاء کی آخری نماز وتر ہونی چاہیے“ کے خلاف نہیں۔ بلکہ نماز وتر کی تکمیل کے لئے ہیں۔ جیسے سنتیں فرائض کی تکمیل کے لئے ہیں۔ ابن قیمؒ لکھتے ہیں۔

وقد اشكل هذا یعنی حدیث الو رکعتین بعد الوتر علی کثیر من الناس فظنوه معارضا لقوله عليه السلام ”اجعلوا آخر صلواتكم بالليل ونرا“ ثم حكى عن مالك واحمد ما تقدم وحكى عن طائفة ما تقدمنا عن النووي ثم قال والصواب ان يقال ان هاتين الركعتين تجريان مجرى السنة وتكمل الوتر فان الوتر عبادة مستقلة ولا سيما ان قيل بوجوبه فتجربى الركعتين بعده مجرى سنة المفروب من المفروب فانها وتر النهار والركعتان بعد هاتين تكميل لهما فكذلك الركعتان بعد وتر

النیل - ۱ھ - (نیل الاوطار، ج ۳، ص ۳۳) - فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۶/۱۰/۱۴۰۱ھ

صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنے کا حکم کیا علماء اہل سنت احناف کے نزدیک صبح کے

سنتوں کے بعد کسی ایک کر دھڑ پر لمحہ بھر کے لئے

لیٹنا سنون ہے۔ اور جن احادیث میں اس کا ثبوت آتا ہے وہ کس درجہ کی احادیث ہیں۔

سنون نہیں۔ اور گھر میں سنتیں پڑھ کر شب بیداری کی مکان دور کرنے کے

لئے تھوڑا سا لیٹ لے تو جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام فرمانا

اسی پر محمول ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سنتوں سے قبل اور کبھی بعد میں

آرام فرمایا۔

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلى الركعتين ثم يضطجع

حتى يأتيه المؤذن فيؤذنه بصلوة الصبح فيصلى

ركعتين خفيفتين ثم يخرج الى الصلوة الخ (انجیر ابوداؤد ص ۱۶۹)

اس حدیث میں سنت فجر سے پہلے اضطجاع مذکور ہے۔ اور جس قولی حدیث میں فلیضطجع

علی یمینہ کے الفاظ ہیں یہ غیر محفوظ ہے۔

قال البيهقي ان كونه من فعله اولى ان يكون محفوظا

كما في النیل ج ۰ ص ۱۲ ص ۲۶۱۔

علاوہ ازیں اس کی سند میں ایک راوی عبد الواحد ہے۔ جس کی بجائی بن قطان، ابوداؤد۔

طیالسی اور ابن معین وغیرہ نے تضعیف کی ہے۔ (نیل الاوطار، ج ۲، ص ۲۶۱)۔

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

خیر المدارس ملتان ۱۵/۱/۱۳۹۳ھ

صلوۃ التبیح روایات حسنہ سے ثابت ہے ایا صلوۃ التبیح کا ثبوت شرع شریف
میں ہے یا نہیں۔ ہمارے قصبہ میں

ایک عالم دین انکار کرتے ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ احادیث کمزور آتی ہیں۔ برائے نظر کرم اس صورت مسئلہ کی تو صیح کتاب و سنت کی روشنی میں فرمائیں اس نماز "صلوۃ التبیح" پڑھنے کی ثابت بالسند والی حیثیت و فضیلت اور اس کا انکار کرنے والوں کی اقتدار میں نماز پڑھنا کیسا ہے صحیح احادیث کو محض ڈینگ مار کر موضوع قرار دینے والوں کا انجام کیا ہوگا ؟

صلوۃ التبیح متعدد حضرات سے منقول ہے۔ جن میں چند ایک یہ ہیں۔

الحاج

۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رض۔ ۲۔ حضرت عباس رض۔ ۳۔ حضرت

ابو رافع رض۔ ۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رض۔ ۵۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب۔ ۶۔ حضرت

علی ابن ابی طالب۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اس سلسلہ میں درجہ حسن کی روایات موجود ہیں

صرف ابن جوزی نے ان احادیث کو موضوع کہا ہے۔ لیکن محدثین نے ابن جوزی کی سختی سے تردید

کی ہے۔

قال فی درجات مرقاة الصعود افراط ابن الجوزی فاررد

هذا الحديث في الموضوعات قال الحافظ ابن حجر في

كتاب الخصال المكفرة اساء ابن الجوزی بذکر هذا

الحديث في الموضوعات - (بذل المجهود، ج ۲، ص ۲۷۷)۔

اعمال صالحہ سے بغیر توبہ کے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں کبیرہ کی معافی کیلئے توبہ شرط

ہے۔ صلوۃ التبیح والی حدیث میں کبیرہ کا معنی محدثین نے صغیرہ گناہوں میں سے بڑے مراد

لئے ہیں۔ جیسے سیاہی کے درجات مختلف ہیں ایسے ہی صغیرہ گناہوں کو سمجھ لیں۔ حضرت ابو خلیل رحمہ

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولعل المراد بالكبيرة ما هو من افراد الصفات فان الصفات في افرادها

تشكيك - (بذل المجهود، ج ۲، ص ۲۷۶)۔ فقط والله اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی۔

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۱ شوال ۱۴۰۲ھ

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ باندھے جائیں یا کھلے رکھے جائیں

ایک امام مسجد صاحب دعاء قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ باندھتے ہیں اور اس کے مقتدی بھی۔ اور یہ کہتے ہیں کہ یہی بات قوی اور معتبر ہے۔ آیا یہ بات صحیح ہے یا نہ۔ نیز ہاتھ باندھ کر دعاء پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی آئے گی یا نہ۔ اور مقتدیوں کو آمین آہستہ یا بآواز بلند کہنے میں اختیار ہے یا آہستہ ہی کہنا چاہئے ؟

المستفتی سراج احمد شجاع آباد

الجواب قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے معمول اسی طرح ہے۔ اور فتاویٰ دارالعلوم دلیہ بندہ میں بھی یہی لکھا ہے۔ لیکن فقہانہ کے اس ضابطہ ”وہو سنة قیام له ترار فيه ذكر مسنون فيضع حالة الشاء وفي القنوت وتكبيرات الجنابة“ (ج ۱ ص ۵۵ شامی) سے بظاہر ہاتھ باندھنے کے تائید ہوتی ہے۔ اس لئے ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں۔ دونوں امر جائز معلوم ہوتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر قنوت نازلہ پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، نماز ہو جائے گی۔ آمین آہستہ کہنا اولیٰ ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۸/۱۰/۱۳۹۱ھ

ظہر کی قبلہ سنتیں درمیان میں چھوڑ دیں تو چار کی قضا لازم ہوگی

ظہر کی قبلہ سنتیں پڑھ رہا تھا کہ جماعت کھڑی ہو گئی درمیان میں چھوڑ دیں تو کتنی قضا ادا کرے؟

الجواب چار قضا کرے۔ اما اذا شروع فی الاربع التي قبل الظہر وقبل الجمعة او بعدھا ثم قطع فی الشفع الاول والثانی يلزمه قضاء الاربع بالاتفاق۔ (شامیہ ج ۱ ص ۶۴)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المذاہب ملتان ۱۳/۵/۱۴۰۰ھ

صلوۃ الاستسقاء کا سنون طریقہ : آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز استسقاء کا سنون طریقہ کیا ثابت ہے ؟

- ۲ : موجودہ زمانہ میں کون سا طریقہ فقہاء حنفیہ کا مختار ہے ؟
 - ۳ : استسقاء کے لئے دو رکعت نماز انفراداً ہونی چاہئے یا باجماعت ، یا پھر دونوں صورتوں میں جمع کیا جائے کہ پہلے تو دو رکعت اکیلے اکیلے پڑھ لیں اور پھر دو رکعت جماعت سے ۔ تینوں میں بہتر طریقہ اور سنت کے اقرب کونسا ہے ؟
 - ۴ : ہمارے علاقہ میں یہ طریقہ معمول ہمارا ہے کہ پہلے دو رکعت انفراداً پڑھ لیتے تھے اور اس کے بعد دو رکعت جماعت سے ، پھر خطبہ ۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا عمل ثابت ہے ؟

مولوی سراج الدین - ڈی آئی خاں ۔

اہل سنت استسقاء کے لئے دعاء و استغفار ہے ۔ کیوں کہ جب بھی ایسا موقع پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء و استغفار ضرور فرمایا ۔ (یہی امام صاحب رحمہ اللہ کا مذہب ہے) ۔ گاہے اس کے ساتھ نماز بھی پڑھی ہے ۔

كما رواه الترمذي عن ابن عباس رضي الله عنهما رواه الستة من حديث عبد الله بن زيد بن عاصم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج بالناس يستسقي فصلى بهم ركعتين - (ج ۱ : ص ۱۲۴) -

اور کبھی صرف دعاء و استغفار پر اکتفا کیا ہے اور نماز پڑھنا منقول نہیں ۔

كما في الصحيحين من حديث انس بن مالك و كما رواه ابن ماجه عن ابن عباس رضي الله عنهما و الشافعي في الام عن ابن عمر رضي الله عنهما و ايضا صح عن عمر رضي الله تعالى عنه انه لم يصل ولم يخطب الخ - (حکیمی ص ۳۰) -

۲ و ۳ ۔ استسقاء کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ نماز باجماعت دو رکعت پڑھ لی جائے پھر حسب معمول دعاء وغیرہ کی جائے ۔ امام صاحب کو چاہئے کہ قلب ردا رہی کہ سے

کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جو جماعت کی نفی کر رہے ہیں اس سے مراد نفی جواز و استحباب نہیں بلکہ سنت متوکرہ ہونے کی نفی مقصود رہے۔

کما فی الشامیۃ ج ۱ : ص ۹۷ :- و ذکر فی الحلیۃ ان ما ذکرہ شیخ الاسلام یعنی جواز الجماعۃ بلا کراہۃ متجہ من حیث الدلیل فلیکن علیہ التعریل ۱ھ قال فی شرح المنیۃ الکبیر بعد سوقہ الاحادیث والآثار فالحاصل ان الاحادیث لما اختلفت فی الصلوۃ بالجماعۃ وعدمہا علی وجہ لا یصح بہ اثبات السنیۃ لم یقل ابوحنیفۃ بسنیتہا ولا یلزم منها قوله بانہا بدعۃ کما نقلہ عنہ بعض المتعصبین بل هو قائل بالجواز قلت والظاهر ان المراد بہ الذنب والاستحباب لقوله فی المداۃ قلنا انہ فعلہ علیہ السلام مرۃ وترکہ مرۃ اخری فلم یکن سنۃ ای لان السنۃ ما واطب علیہ والفعل مرۃ مع الترتیب اخری یفید الذنب -
طحاوی شریف میں صلوۃ باجماعت کے بارے میں ہے -

ثبت بما ذکرنا ان صلوۃ الاستسقاء سنۃ قائمۃ لا تنبغی ترکھا - ۱ھ (ج ۱ : ص ۱۱۷) -

وفی العرف الشذی فلا تكون سنۃ الخ اقول لا تكون سنۃ مؤکدۃ والا فمطلق السنیۃ والاستحباب لا یمکن انکارہ الخ - (ص ۲۲۲) -

تفسیر ردائے کے بارے میں امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوے ہے - کذا فی الشامیۃ ج ۱ ص ۹۷ واختارہ القدوری کبھی صلوۃ انفرادی بھی اکتفا کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن دونوں کو جمع کرنا ثابت نہیں - اسے ترک کر دیا جائے - فقط واللہ اعلم -

الجواب صحیح : بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ | بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

مفتی خیر المدارس کس ملتان ○ خیر المدارس کس ملتان ۲/۳/۱۳۸۲ھ

تہجد کی رکعات جتنی پڑھ سکیں پڑھ سکتے ہیں تہجد کی نماز کے لئے نوافل کی تعداد کتنی ہونی چاہئے۔ ۲۔ قرأت جہراً ہو یا کہ

سراً، افضل کون سی ہے ؟

تہجد کی نماز بہت ہی فضیلت والی اور مستبرک نماز ہے۔ اس لئے جتنی ہو سکے ادا کرنا چاہئے۔ کم از کم دو رکعتیں۔ آٹھ رکعت تک پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ اس سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے۔

و منتهی تہجدہ علیہ السلام ثمانی رکعات و اقلہ رکعتان کذا
فی فتح القدیر (عالمگیری ج ۱ ص ۵۹)۔ و فی الطحطاوی
الذی فی الحاوی المقدسی ان اقلہ رکعتان و اکثرہ ثمان لما
روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی خمس رکعات منہا
الوتر ثلاث وروی سبع وروی تسع وروی احدى عشرة و
ثلاثة عشر رکعة والوتر منہ الجميع۔ (ص ۳۱)۔

۲ : قرأت جہراً بھی جائز ہے اور آہستہ بھی۔ فقط واللہ اعلم
ابواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
رئیس الافکار خیر المدارس بسنس، ملتان
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان

تہجد کے نوافل کیلئے کوئی سورۃ مخصوص نہیں تہجد میں سورۃ اخلاص کو بار بار تین، پانچ، سات مرتبہ پڑھنا بہتر ہے یا کوئی اور سورۃ مثلاً سورۃ یس سورۃ ملک وغیرہ

نماز تہجد کے لئے سورۃ اخلاص یا کسی دوسری سورۃ کی شراً کوئی تیسری نہیں جو سورتیں یاد ہوں سب پڑھ سکتے ہیں۔ سورۃ یس، سورۃ ملک کا پڑھنا سورۃ اخلاص کے تکرار سے

بہتر ہے۔ ہر ایسے میں ہے۔ لیس فی شیء من الصلوۃ قرأ سورۃ بعینہا لا یجوز غیرہا لا طلاق بہ ما تلونہا ویکرہ ان یوقت بشیء من القرآن شیء من الصلوات لما فیہ من ہجر الباقی وایہام التفضیل۔ (ج ۱ ص ۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

ابواب صحیح، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ

صلوۃ التبیح جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے جب بندہ سعودی عرب آیا تو ہم چند دوست مل کر صلوۃ التبیح پڑھ لیا کرتے

تھے تقریباً دو سال قبل کسی دوست نے ہمیں کہا کہ صلوۃ التبیح باجماعت جائز نہیں، تب بھی ہم پڑھ لیا کرتے تھے۔ مگر ایک اور دوست نے بھی ہمیں منع کیا کہ صلوۃ التبیح کی نماز باجماعت جائز نہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ باجماعت پڑھی جائے یا الگ الگ پڑھی جائے؟

صلوۃ التبیح اکیلے لیکے پڑھا کریں جماعت کرنا مکروہ ہے۔

الجواب

ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان

یحرہ ذالک لو علی سبیل التداوی - ۱۵ (درمختار علی الشامیۃ ج ۱ - ص ۶۲۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

صلوۃ التبیح کے پہلے قرآن میں درود و دعا پڑھنے کا حکم

چار رکعت نفل میں ہر دو رکعت کا حکم علیحدہ ہے یا نہیں؟ اگر علیحدہ ہے تو کیا صلوۃ التبیح میں بھی یہی حکم ہے؟

صلوۃ التبیح میں پہلے التحیات میں درود اور دعا پڑھنا بہتر ہے ایسے ہی تیری رکعت کے شروع میں سبحانک اللہم بھی پڑھا جائے۔ غیر مؤکدہ

الجواب

سُنن اور نوافل کا یہی حکم ہے۔

دفع البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

و یستفتح و یتعوذ - ۱۵ - (درمختار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۶۳۳)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

ملتان - ۲۹ / ۶ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافستار خیر المدارس ملتان

صلوۃ التسبیح میں تیسرا کلمہ کہاں تک پڑھا جائے

صلوۃ التسبیح میں تیسرا کلمہ اللہ اکبر تک پڑھا جائے یا لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی پڑھا جائے ؟

جواب : شائع میں ہے کہ صلوۃ التسبیح میں تیسرا کلمہ " اللہ اکبر " تک پڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ " تک پڑھے۔

الجواب

وفی روایۃ زیادۃ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱ھ (شامی : ج ۱ ص ۴۱۱)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۱۳/۱۰/۱۳۹۹ھ

صلوۃ التسبیح ایک دن میں ایک دفعہ سے زیادہ پڑھنا بھی ثابت ہے

ایک صاحب ہر نماز کے ساتھ صلوۃ التسبیح پڑھتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر روز ایک دفعہ یا ہفتہ میں ایک دفعہ یا مہینہ میں ایک دفعہ یا سال میں ایک دفعہ یا عمر میں ایک دفعہ پڑھتے جائے، کیا یہ عمل خلاف دین ہے ؟ کیونکہ حدیث شریف میں زیادہ سے زیادہ دن میں ایک مرتبہ کی ترغیب آئی ہے۔ اور وہ صاحب روزانہ پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں۔ کیا یہ صوم وصال کی طرح نہیں ہو جاتا ؟

المفتی مولوی محمد اشرف صاحب

مدرسہ اشرف المدارس : مارون آباد : بہاولنگر

صلوۃ التسبیح ایک دن رات میں ایک سے زائد مرتبہ بھی پڑھی جاسکتی ہے اور صوم وصال پر قیاس صحیح نہیں۔ کیونکہ وہاں نہیں کا منشاء عدم استطاعت

الجواب

ہے۔ لیکن اس کا اس قدر التزام کرنا اور ضروری سمجھنا کہ کسی حالت میں بھی ترک نہ ہو درست نہیں۔

یفعلہا فی کل وقت لا کراہۃ فیہ اذ فی کل یوم او لیلۃ مرۃ

والا ففی کل اسبوع - ۱ھ (شامی : ج ۱ ص ۶۲۳) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ممتاز : ۲۷/۹/۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سنن غیر متوکدہ اور نوافل کے ہر قعدہ میں تشہد کیساتھ درود دعا کو بھی شامل کیا جائے

عصر اور عشاء کی نماز میں سنت غیر متوکدہ کی دوسری رکعت میں تشہد کے بعد درود شریف و دعا پڑھنا کیسا ہے ؟

سنن غیر متوکدہ میں دو رکعت پر درود شریف اور دعا پڑھنا اور تیسری رکعت کے شروع میں ثنا پڑھنا افضل ہے ۔

الجواب

وفي البواقي من ذوات الأربع يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم

وليستفتح ويتعوذ - (شامح ج ۱ ص ۶۳۳) - فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه مفتی خیر المدارس

ملتان - ۱۵ / ۵ / ۲۰۰۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا الله عنه رئیس الاقامہ جامعہ ہذا

صلوۃ الحاجت کے نوافل باجماعت پڑھنا منقول نہیں

ملک میں جو ہنگامی حالات گزر رہے ہیں اس کے لئے صلوۃ الحاجۃ کے نفل باجماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟ جملہ صاحبان نوافل شہر ملتان

جن نوافل کو باجماعت ادا کرنا چاہئے شریعت نے ان کی تعیین کر دی ہے درستگی حالات کے لئے باجماعت نوافل ادا کرنا کہیں منقول نہیں صحابہ کرام

الجواب

علیہم الرضوان کے دور میں ایک وقت میں موجودہ حالات سے بھی زیادہ خراب حالات ہو گئے تھے مگر انہوں نے اس طرح نوافل باجماعت ادا نہیں کئے۔ انفراداً صلوۃ الحاجت پڑھی جائے تو بہتر ہے۔

ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای يكره ذلك اه

(شامح ج ۱ ص ۶۲۴) - فقط والله اعلم

احقر محمد نور عفا الله عنه مفتی جامعہ ہذا۔

الجواب صحیح : بندہ عبدالستار عفا الله عنه

صاحب بدائع نے چار رکعات پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع نقل کیا ہے۔
 عن عبیدۃ السلمانی ما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم علی شئی کاجتماعہم علی محافظۃ الاربع قبل الظہر
 وتحريم نکاح الاخت فی عدۃ الاخت۔ ۱ھ

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۸۵)۔ فقط واللہ اعلم

الحق محمد انور عفا اللہ عنہ
 مستی خیر المدارس ملتان ۲۱
 الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

چاشت کی کتنی رکعت افضل ہیں
 چاشت کی رکعتوں کی صحیح تعداد اور صحیح
 دقت کیا ہے ؟

چاشت کا بہتر وقت دس بجے سے گیارہ بجے تک کا ہے۔ کم از کم دو رکعتیں
 زیادہ سے زیادہ بارہ اور درمیانہ درجہ آٹھ ہیں اور یہی افضل ہیں۔

وند باربع فصاعدا فی الصبح علی الصحیح من بعد طلوع الی الزوال و وقتہا المختار
 بعد رُبیع النہار۔ ۱ھ وفي الظنۃ اقلہما رکعتان و اکثرہا
 اشاعشر و وسطہا ثمان و هو افضلہا۔ ۱ھ (شامیہ ج ۱ ص ۶۳۹)
 فقط واللہ اعلم

الحق محمد انور عفا اللہ عنہ مستی خیر المدارس ملتان ۲۲ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

قنوت نازلہ جنگ کے ساتھ مخصوص نہیں
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اب کفار
 سے تو کوئی جنگ نہیں مگر مسلمان

مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچا رہے ہیں پورا ملک ابتری کا شکار ہے کسی کو چین و سکون
 نصیب نہیں۔ ان حالات میں قنوت نازلہ پڑھنی چاہیے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو کوئی اور طریقہ
 تحریر فرمائیں۔

۲ اور یہ جو مشہور ہے کہ رات کو دو اڑھائی بجے مکان کی چھتوں پر چڑھ کر اذانیں دیکاتی

ہیں ان کے بارے میں بھی فتویٰ تحریر فرمائیں۔

المستفتی حاجی محمد صدیق وکٹوریہ مارکیٹ سکھر سندھ
قنوت نازلہ ان حالات میں بھی پڑھنی چاہئے۔ کیوں کہ یہ جنگ کھیلے مخصوص
نہیں۔ بلکہ جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آجائے مافتنہ میں مبتلا نہ ہوں
تو اسے پڑھا جائے۔

الجواب

وان نزل بالمسلمین ناذلة قنت الايام في صلوة الجهر الخ قال
الايمام الحافظ ابو جعفر الطحاوي انما لا يقنت عند فاف صلوة
الفجر من غير بليّة فان وقعت فتنة او بليّة فلا بأس به - اه
(شامی ج ۱ ص ۶۲۸)۔

۲ : ایسے مواقع میں اذان کہنا منقول نہیں۔ اس کی بجائے توبہ واستغفار کو لازم پکڑا جائے اعمال
صالحہ اختیار کئے جائیں ان کو حالات بدلنے میں خاص تاثر حاصل ہے۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان۔
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی
خیر المدارس ملتان ۲۳/۴/۱۳۹۶ھ

سنت مؤکدہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے کا حکم
سنت مؤکدہ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا
نہیں؟ وضاحت سے ارشاد فرمائیں۔

سنن فجر کے علاوہ باقی سنتیں بیٹھ کر پڑھی جائیں تو درست تو ہو جائیں گی مگر باہر
میں تخفیف ہوگی۔ اور فجر کی سنتیں کھڑے ہو کر ہی پڑھی جائیں۔ درمختار

الجواب

میں ہے۔ ویتنفل مع قدرته على القيام قاعداً وكذا ابتداءاً وفيه اجر
غير النبي عليه السلام على النصف الا بعدد - اه - وفي الشامية في
شرحہ ای فی غیر سنۃ الفجر اه (شامیہ ج ۱ ص ۵۵۵)۔ فقط واللہ اعلم۔
فقیہ محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
ملتان ۲۴/۳/۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔

صلوۃ الاستسقام کی کتنی رکعت ہیں

صلوۃ الاستسقام دو رکعت ہے یا

چار رکعت ؟ بعض چار پڑھتے ہیں اور کتے ہیں کہ امام صاحب اور صاحبین ۷ دونوں کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کہنا درست ہے یا نہیں ؟

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استسقام میں نماز ضروری نہیں کیونکہ استسقام دعا و استغفار کا نام ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے دونوں طرح منقول ہے۔ آپ نے صرف دعا پر بھی اکتفا فرمایا ہے اور کبھی نماز بھی پڑھائی ہے۔ بناءً علیہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ نماز پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دو رکعت عید کی طرح پڑھی جائیں۔

لحدیث عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی فیہ رکعتین حکملوۃ العید۔۔۔۔۔ الحدیث (بدائع ۱ ج ۱ ص ۲۸۲)۔

چار رکعت کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۱/۱۳۹۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔

مکروہ وقت میں نوافل پڑھنے کی نذر مانی تو کب پڑھے

ایک آدمی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فجر کے بعد اتنے نوافل پڑھوں گا۔ اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس وقت نوافل مکروہ ہیں۔ پھر اس کا وہ کام ہو گیا۔ اب معلوم ہوا کہ اس وقت نوافل مکروہ ہیں۔ تو اب ان نوافل کو فجر کے بعد ادا کرے یا نہ ادا کرے ؟

المستفتی محمد لطف اللہ خالد قادری لاہور

صورتِ مسئلہ میں اگر یہ نوافل فجر کے بعد طلوعِ شمس سے پہلے پڑھے جائیں گے

تو ادا تو ہو جائیں گے مگر مکروہ وقت میں پڑھنے کا گناہ ہوگا۔ لہذا اس وقت

الجواب صحیح

میں نہ پڑھے بلکہ ایسے وقت میں پڑھے جو مکروہ نہ ہو۔

ولو نذر ان یصلی فی الوقت المکروه فادی فیہ یصح ویأثم و
یجب ان یصلی فی غیرہ کذا فی البحر الرائق - ۱۵۱ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۷)
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲۶ / ۱ / ۱۴۱۱ ھ

وتروں کے بعد والے نفل کھڑے ہو کر پڑھے جائیں یا بیٹھ کر

کسی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وتروں کے بعد والے
نفل بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ عام آدمی کھڑے ہو کر ادا کرے یا بیٹھ کر۔ اگر کسی کا معمول کھڑے ہو کر پڑھنے
کا ہو تو وہ کیسے کرے ؟

جواب : جہاں تک اس سے ثابت ہے کہ نوافل بیٹھ کر ادا کرنے میں ثواب آدھا ملتا ہے۔ آنحضرت
علیہ السلام کی ذات گرامی اس سے استثنیٰ تھی۔ آپ بیٹھ کر ادا فرماتے تھے تو بھی
آپ کو مکمل ثواب ملتا تھا۔

لہذا عام آدمی کا نوافل کھڑے ہو کر ادا کرنا افضل ہے چاہے کوئی نفل ہوں۔ مگر چونکہ مذکورہ نوافل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ لہذا اگر کوئی اتباع سنت کی نیت سے
بیٹھ کر پڑھے تو امید ہے کہ اس نیت کی وجہ سے پورا ثواب مل جائے گا۔

عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یصلیہما بعد الوتر وهو جالس للحدیث (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۳)
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”نستہ نخواندن سبح است آھ
(مالا بد منه : ص ۶)۔ فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح ۱۹
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقار ۱۳۹۹ ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

تحیۃ المسجد پڑھنے کا وقت نہ ہو تو کیا پڑھے

زید ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا کہ اس وقت نوافل پڑھنا مکروہ ہے تو ایسے وقت میں تحیۃ المسجد اس سے ساقط ہو جائیں گے یا اس کی تلافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے ؟
 اگر تحیۃ المسجد پڑھنے کا وقت نہ ہو یا کسی اور وجہ سے نہ پڑھ سکے تو تحیۃ المسجد کی نیت سے "سبحان اللہ" ، "الحمد للہ" اور "درود شریف" پڑھ لے یہ بھی تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

سن تحیۃ المسجد بروکعتین یصلیہما فی غیر وقت مکروہ (مراق الفلاح)۔ (فی غیر وقت مکروہ) فی القہستانی اذا دخل المسجد بعد الفجر او العصر لا یأتی بالتحیۃ بل یسبح ویہلل و یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ حینئذ یؤدی حق المسجد کما اذا دخل للمکتوبۃ فاندہ غیر مأمو بہا کما فی التمر تاشی و فی الدر عن الضیاء عن القوت من لم یتمکن منها لحدث او غیرہ یقول کلمات التسبیح الاربع اربعاً۔ اھ۔ وہی سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اھ۔ (ظحطاوی ص ۲۱۵) نقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴/۲/۱۴۱۰ھ

مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے نوافل کا حکم

اذان مغرب کے بعد دو رکعت پڑھ کر مغرب کی نماز ادا کرنا کیسا ہے۔ ؟
 الف : عن طاؤس قال سئل ابن عمر رضی اللہ عنہما عن الركعتین قبل المغرب فقال ما رأیت أحدا علی

عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہما - رواہ ابو داؤد -

(اعلاء السنن: ج ۲، ص ۴۷) - اسنادہ حسن قالہ النووی رحمہ

الخلاصۃ و فی آثار السنن اسنادہ صحیح - ج ۲، ص ۲۷ -

ب :- طبرانی میں ہے :-

صلوا صلوۃ المغرب مع سقوط الشمس - الحدیث رجالہ ثقات -

(اعلاء السنن: ج ۲، ص ۴۹) -

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ غروب ہوتے ہی نماز مغرب ادا کرنی چاہئے تاکہ کلمہ "مع" کے مقتضی پر عمل ہو سکے -

ج : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے ازواج مطہرات سے نماز مغرب سے قبل دو رکعتوں کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے بارے میں دریافت کیا - تو سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے بیک زبان ہو کر کہا - کہ آپ کا یہ معمول نہ تھا -

صرف حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے ہاں صرف ایک مرتبہ ادا کی تھیں - حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا نماز ہے - اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ عصر سے قبل دو رکعتیں پڑھنا بھول گیا تھا - وہ اب پڑھتی ہیں -

یہ روایت طبرانی میں موجود ہے - اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ بھی دو رکعتیں قبل المغرب نہیں پڑھتے تھے - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۲

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۸/۸/۸۰ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نماز عید کے پہلے اور بعد میں نوافل کا حکم

- ۱ : کیا نماز عصر کے بعد نماز نفل یا قضاء یا ادار پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟
- ۲ : کیا نماز عیدین سے پہلے یا بعد اسی مقام پر یا عید گاہ میں کسی قسم کے نفل یا نماز استسقاء پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر ایک امام و خطیب صاحب نماز عید کے بعد اسی مقام پر نفل پڑھے

اور پڑھنے کا حکم کرے۔ تو ایسے امام صاحب کے لئے کیا حکم ہے۔
 ۱۔ عصر کے بعد نوافل کی اجازت نہیں۔ قضا نماز تغیر شمس سے پہلے پڑھنے
 کی اجازت ہے۔ مرقی میں ہے۔

ويكره التنفل بعد صلوة فرض العصر وان لم تتغير شمس
 لقوله عليه السلام لا صلوة بعد صلوة العصر حتى تغرب الشمس
 الحديث (بخاری۔ ومسلم : ص ۱۰۱)۔
 اور ہدایہ میں ہے۔ ولا بأس بان يصلي في هذين الوقتين الفوائت
 (ج ۱ : ص ۱۰۰)۔

۲ : نماز عید سے قبل گھر یا مسجد یا عید گاہ میں نوافل مکروہ ہیں۔ اور عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں مکروہ
 ہیں۔ البتہ گھر میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے۔ مرقی میں ہے۔

ويكره التنفل قبل صلوة العيد ولو تنفل في المنزل وكذا
 بعده اي العيد في المسجد شيئاً فاذا رجع الى منزله صلى
 ركعتين : (ص ۱۰۳)۔ فقط والله اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نايب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 اجواب صحیح
 بندہ غلام عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنتیں پڑھنے کا حکم

فجر کی نماز ہو رہی ہے اور امام قرأت پڑھ رہے ہو تو کیا ایسی حالت میں مسجد کی حدود کے
 اندر سنتیں پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

سنتیں گھر ادا کر کے جانا چاہئے۔ خصوصاً جب کہ قیام صلوة کا وقت ہو چکا
 ہو۔ اگر گھر سے پڑھ کر نہیں آیا تو خارج مسجد میں جہاں ممکن ہو ادا کر لے۔ اگر
 خارج مسجد میں کوئی ایسا انتظام نہ ہو تو مسجد میں جماعت سے بعید کسی دیوار یا ستون وغیرہ کی آڑ میں
 ادا کر لے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جماعت سے جتنا قریب ہوگا اتنا کراہت میں بھی اضافہ ہوگا۔ جتنا بعید

ہوگا اتنی کراہت میں بھی تخفیف ہوگی۔ کذا فی الشامیہ۔ نقطہ والٹر اہم
 بنده محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
 نائیب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح
 بنده عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

والحاصل ان السنة في سنة الفجر ان يأت بها في بيته
 والا فان كان عند باب المسجد مكان صلاها فيه والاصلاها
 في الشتوى او الصيفي ان كان للمسجد موضعان والا فحلف
 الصفوف عند سارية اه وفي العناية فان لم يكن على
 باب المسجد موضع للصلاة يصليها في المسجد خلف
 سارية من سوارى المسجد واشدها كراهة ان يصليها
 مخالطاً للصف مخالفا للجماعة والذي يلي ذلك خلف
 الصف من غير حائل - اه ومثله في النهاية والمعراج - اه
 (شامی ج ۱ ص ۵۳۰)۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاویٰ

اذان مغرب کے دوران تحیۃ الوضو پڑھنا

بکرنے وضو کیا۔ مؤذن نے اذان دینا شروع کی۔ بکرنے دو رکعت نفل تحیۃ الوضو کے
 نیت باندھ لی۔ اور اذان کے ختم ہونے تک بکرنے نفل پورے کر لئے۔ تو بکرنے کا ثواب مل گیا یا
 نہیں؟ اور مذکورہ طریق پر نفل پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(قال في الهندية) ومنها (اي من الاوقات المكروهة

الجواب

للتوافل) ما بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب (ج ۱ ص ۲۴)

اگرچہ نفل تو ہو جائیگا لیکن اس وقت پڑھنے نہیں چاہئیں۔ بوقت اذان۔ اذان کا جواب
 دینا سنون و ضروری ہے۔ اس ضروری امر کو چھوڑ کر نوافل میں اشتغال نہ چاہیئے۔ خصوصاً

جب کہ مغرب سے قبل نوافل کو مکہ وہ لکھا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھے

- ۱ : فجر کی چھوٹی ہوتی سنتیں جماعت کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟
- ۲ : کیا یہ حدیث ترمذی وابن ماجہ میں موجود ہے کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔

۱۔ فجر کی چھوٹی ہوتی سنتیں سورج نکلنے سے پہلے نہیں پڑھ سکتا۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم منهم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحذر من الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس وعن الصلوة بعد العصر حتی تغرب الشمس۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۱۶۶)۔

۲ : یہ حدیث ترمذی شریف، ج ۱، ص ۸۲ پر مذکور ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلیہما بعد ما تطلع الشمس

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس

ملتان ۱/۲۲، ۴/۹۹، ۱۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

رئیس افتاء جامعہ خیر المدارس

ملتان

سبحان ربی الاعلیٰ - حکماً دعا ہے۔ نیز نوافل میں ادعیہ ماثورہ اس
تسبیح کے بعد پڑھنے کی اجازت ہے۔ ادعیہ غیر منقولہ کی بھی گنجائش ہے۔

بنده محمد عبد الشرف عفا الله عنه

الجباب صحیح

بندہ محمد ستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۰۴۰ھ نائب مفتی جامعہ نعیمیہ مدرسہ ملتان

عشاء سے پہلے چار رکعت سنت کا ثبوت

چار رکعت سنت قبل عشاء غیر مؤکدہ بیک سلام (جیسا کہ مولانا خبیب محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز حنفی میں لکھا ہے) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل یا کسی صحابہ رض کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ مدلل جواب سے تشفی فرمائیں تاکہ اپنے علاقہ کے غیر مقلدین کو مطمئن کر سکیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ بدعت مولوی خبیب محمد نے جاری کی ہے اسکی وضاحت فرمائیں۔

عشاء کے فرائض سے قبل جو چار رکعتیں ہیں ان کی حیثیت کتب حنفیہ کے مطابق مستحب و مستحسن ہونے کی ہے۔ کبیری میں ہے۔

برج

وما ذكر من السنة قبل العصر وقبل العشاء فذلك مستحب (ص ٣٤)

وذكر في المحيط أن تطوع قبل العصر باربع وقيل العشاء باربع فحسن إلـ

باقی رہا ان رکعتوں کے ثبوت۔ کاسئلہ تو اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ
سیت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین کل اذانین صلوۃ۔ (بخاری ص ۱۱)
 اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے۔ چنانچہ عشاء کی اذان و تکبیر کے
 درمیان بھی نماز ثابت ہوئی۔ باقی چار رکعت کے مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے۔
 بخاری شریف و مسلم شریف میں حدیث عاشہ ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي اربعاً فلا تسئل عن
 حسنهن وطولهن ثم يصلي اربعاً۔ الحديث۔

یہ حدیث اگرچہ تہجد سے متعلق ہے لیکن اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نوافل کے
 متعلق عام عادت و معمول چار رکعتیں پڑھنے کا تھا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہو وہ یقیناً افضل
 اور بہتر ہوگا۔ نیز چار رکعتیں ایک سلام سے ادا کرنے میں مشقت زیادہ ہے۔ مشقت والے فعل کا افضل ہونا
 قرآن پاک (ان ناشئة الليل هي اشد وطأ واقوم قبيلاً) ای اشد فی وطأ
 النفس واشق علیہا) اور حدیث شریف سئل ای الاعمال افضل فقال اجهدھا
 ای اشقھا علی البدن۔ مقاصد حسنة، ص ۳۳) سے معلوم ہوتا ہے۔
 اس مشقت کی بنا پر عشاء کی نماز کی فضیلت احادیث میں وارد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشاء
 سے پہلے بھی چار رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔ چنانچہ بعض کتب میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے عشاء
 سے قبل چار رکعتیں ادا کرنا منقول ہے۔ مراقی میں ہے۔

وندب اربع قبل العشاء لما روى عن عائشة رضي الله تعالى عنها
 انه عليه الصلوة والسلام كان يصلي قبل العشاء اربعاً ثم يصلي
 بعدها اربعاً ثم يضطجع۔ (ص ۲۱۳)۔
 مسلک احناف قرآن و سنت کا آئینہ ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد نور اللہ مرقدہ غیر مقلدین کے خود ساختہ مسائل (بدعت) کی قلعی کھولتے تھے اس
 لئے ان کو بدعتی کہا ہے۔ بدعتی کو دوسرا بھی بدعتی نظر آتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
 ۲۶
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
 ۲۷
 بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سنن مؤکدہ "اوابین" میں شمار ہونگی یا نہیں

صلوۃ اوابین جو کہ کم از کم چھ رکعت ہیں۔ ان میں سنت مؤکدہ کے بعد کی دو رکعت نفل بھی شامل ہیں یا وہ ان چھ رکعتوں سے الگ ہیں؟

دو رکعت سنت مؤکدہ کے سوا دوسرے نوافل صلوۃ اوابین میں شمار ہوں گے

الجواب

جب چھ رکعتیں پوری ہو جائیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفرۃ

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافام

۱۳ / ۱۱ / ۱۳۸۱ھ

وست بعد المغرب لیكتب من الاوابین بتسلیمة او ثنتين او ثلاث
والاول ادم و امشق وهل تحسب المؤکدة من المستحب ویؤدی
الکل بتسلیمة واحدة اختار الکمال نعم۔ اه (در مختار)۔
قوله (اختار الکمال نعم) ذکر الکمال فی فتح القدیر انه وقع
اختلاف بین اهل عصره فی ان الاربع المستحبة هل هي
اربع مستقلة غیر رکعتی الراضیة او اربع بهما وعلى الثاني
هل تؤدی معهما بتسلیمة واحدة اولا فقال جماعة لا واختار
هو انه اذا صلى اربعاً بتسلیمة او تسلیمتین وقع عن السنة
والمندوب اه (شامیة ج ۱ ص ۶۳۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاوی

فجر کی سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرنا

طلوع صبح صادق کے بعد نفل منع ہیں تو اگر تحیۃ الوضوء کی نیت فجر کی سنتوں میں کر لی جائے تو کیا
ثبۃ الوضوء کا ثواب مل جائے گا؟

فجر کی سنتوں میں تحیۃ الوضوء کی نیت کرنا درست ہے۔ انشاء اللہ اس سے
 تحیۃ الوضوء کا ثواب مل جائے گا۔

ولو نوى فرضين كمكتوبة وجنابة — الى قوله ولونا فلتين
 كنية فجر وتحية مسجد فعنهما۔ ۱ھ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۳۲۵)
 فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ندوۃ - ۱۴/۲/۱۴۰۸ھ

ظہر کی قبلہ سنتیں رہ جائیں تو بعد والی دو کے بعد پڑھے

ظہر کی قبلہ سنتیں رہ جائیں تو فرضوں کے بعد دو گانہ سے پہلے پڑھے یا بعد میں۔

راجح یہی ہے کہ پہلے دو رکعت پڑھے پھر چار قبلہ۔

لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين الأولى في فتاوى
 العتابة انه المختار وفي مبسوط شيخ الاسلام انه الاصح
 لحديث عائشة رضي الله عنها انه عليه الصلوة والسلام كان
 اذا فاتته الاربع قبل الظهر يصليهن بعد الركعتين وهو قول
 أبي حنيفة ج وكذا في جامع قاضي خان ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۶۴۳)

فقط واللہ اعلم

ابواب صحیح
 ۲۲
 احقر محمد نور عفا اللہ عنہ
 ۱۴۰۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

نوافل بلا عذر بھی پڑھ کر پڑھ سکتے ہیں
 نفل نماز پڑھنا بیٹھ کر جائز ہے ؛ جب کہ نماز کے تیرہ
 فرائض میں سے قیام کرنا بھی ایک فرض ہے ؛

اس فرض کا تعلق فرض نماز سے ہے۔

ويتنفل مع قدرته على القيام قاعدا لا مضطجعا۔ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۴۵۲)

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
 اجواب صحیح
 ۲۱/۵
 ۱۴۰۴ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

فرائض و سنن کے ضمن میں تحیۃ المسجد کا ثواب اسکی نیت پر موقوف ہے

بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر مسجد میں آتے ہی کوئی اور نماز فرض یا سنت پڑھ ہی جائے تو وہی نماز تحیۃ المسجد ہو جائے گی۔ یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی گئی ہو۔ (مراقی الفلاح)

اور ایک دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ دوسری نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام تو ہو جائے گی مگر ثواب اس وقت ملے گا جب کہ اس نماز میں تحیۃ المسجد کی نیت بھی کی گئی ہو۔ (در مختار)

چونکہ دونوں عبارتوں میں اختلاف ہے اس لئے صحیح اور راجح قول تحریر فرمایا جائے۔

اکرام الحق : راولپنڈی

اس مسئلہ میں روایتیں دونوں طرف موجود ہیں۔ لیکن اختلاف سے بچنے کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ دوسری نماز میں تحیۃ المسجد کی نیت بھی کی جائے۔

الاجاب صحیح

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ
 نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 اجواب صحیح
 خیر محمد عفا اللہ عنہ ہستم جامعہ ہذا

۱۱ / ۴ / ۱۳۸۶ھ

لہ الاولیٰ ان ینویہا بذلك الفرض لیحصل لہ ثوابہا ای ینوی
 بایتقاع ذلك الفرض فی المسجد تحیۃ اللہ تعالیٰ او تعظیم
 بیعتہ لان سقوطہا بہ وعدم طلبہا لا یستلزم الثواب
 بلا قصد ہاشم رأیت المحقق ابن حجر من الشافعیۃ

کتب عند قول المنهاج و تحصل بفروض او نفل اخر مانصه
وان لم ينوها معه لانه لم ينتهك حرمة المسجد المقصودة
اعى يسقط طلبها بذلك اما حصول ثوابها فالوجه توقفه
على النية لحديث انما الاعمال بالنيات اه (شامی ج ۱ ص ۶۳۶)۔
احقر محمد انور عفا الله عنه : ۱۱ / ۱۱ / ۱۴۱۰ هـ

طول قیام افضل ہے یا کثرت رکعت

زید کا معمول ہے کہ مغرب کے بعد ایک پارہ نوافل میں پڑھتا ہے تو کیا یہ بہتر ہے کہ ایک پارہ دو
نفل میں پڑھے یا تھوڑا تھوڑا پڑھ کر رکوع و سجدہ کرتا رہے یعنی کئی نوافل میں پارہ پورا کرے ۔
رکعت کو لمبا کرنا بہتر ہے بنسبت کثرت رکعات کے ۔

الجواب

رکثرة الركوع والسجود احب من طول القيام كما في المجتبى
ورجحه في البحر لكن نظريه في النهر من ثلاثة اوجه ونقل عن
المعراج ان هذا قول محمد وان مذهب الامام افضلية القيام و
صححه في البدائع اه (درمختار)۔ والحاصل ان المذهب المعتمد
ان طول القيام احب ومعناه كما في شرح النية انه اذا اراد شغل حصه
معينه من الزمان بصلوة فاطالة القيام مع تقليل عدد الركعات
افضل من عكسه فصلوة ركعتين مثلاً في تلك الحصه افضل من
صلوة اربع فيها وهكذا القياس اه۔ (شامی ج ۱ ص ۵۰۵)۔

فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قرآن مجید اچھی طرح یاد نہ ہو تو سامع کا انتظام ضروری ہے

زید تراویح میں قرآن پاک سنانا ہے۔ ایک رکعت میں کم از کم تین بار بھول جاتا ہے۔ اسے
کے پیچھے سامع بھی نہیں۔ بھولنے پر حافظ جی صاحب کہتے ہیں کہ یہ قرآن پاک کا اعجاز ہے ؟
سائل : امام الدین ، گلبرگ ، ملتان

معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کو قرآن مجید اچھی طرح یاد نہیں۔ ایسی
صورت میں اچھے سامع کا ہونا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں بیس تراویح کے
اندر ایک دو مرتبہ بھول جانا تو خیر کوئی بات نہیں لیکن کثرت سے بھولنا کہ ایک رکعت میں تین تین
مرتبہ بھولے ، پختہ یاد نہ ہونے کی علامت ہے۔ حافظ صاحب کو چاہئے کہ خوب محنت سے یاد
کیا کریں اور سامع کا انتظام بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

۶ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

داتا دربار جا کر نوافل کی نذر مانی تو وہاں پڑھنا ضروری نہیں

زید نے نذر مانی تھی کہ میرا یہ کام ہو گیا تو داتا دربار لاہور جا کر سو نوافل پڑھوں گا۔ تو کیا وہاں جا کر
پڑھنے ضروری ہیں یا جہاں رہتا ہے وہیں پڑھ لے۔

استفتی صوفی عبد المنان بیرون بوٹہ گیٹ ملتان

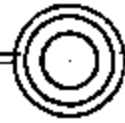
جہاں بھی پڑھ لے نذر پوری ہو جائے گی۔ اذانِ ذراں یصلی فی المسجد
الحرام اوفی مسجد بیت المقدس فصلاھا فی مکان

دونہ جاز ھ (عالمگیری قدیم ۱ ج ۱ ص ۶۰) فقط واللہ اعلم۔

اسحق محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳/۳/۱۴۱۰ھ

فصل فی الترتیب



وتروں میں قعدہ اولیٰ کا مفصل ثبوت یہاں اہل حدیث کی طرف سے اہل سنت سے صلوٰۃ الترتیب کے قعدہ

اولیٰ کا ثبوت حدیث سے طلب کیا جا رہا ہے اور اپنی تائید میں

وہ حدیث (عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل ثلاث عشرة رکعة یوتن من ذلك بمحس لا یجلس فی شیء الا فی آخرها (مسلم ج ۱ ص ۲۵۴) پیش کر رہے ہیں۔ براہ نوازش اس حدیث کی تاویل اور اہل سنت کی مآخذ والی حدیث مع ثبوت فقہی بالصرحت ارقام فرما کر ممنون فرمائیں۔ نیز تحریر فرمائیں کہ حدیث مذکور بخاری شریف میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ جواب بھی مفصل لکھیں تاکہ اہلسنت کی پوری پوری تسلی ہو سکے۔

پہلے اہل سنت کے دلائل سن لیں۔

الجواب

۱۔ عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة رضي الله عنها

كيف كانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان۔ قالت ما كان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثاً فقالت عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ اتمام قبل ان توتر

فقال یا عائشہ عیني تنامان ولا ينام قلبي۔ (رواه مسلم، ص ۱۲۵ ج ۱)

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی نماز تہجد رمضان وغیر رمضان میں

آٹھ رکعت تھیں اور وتر تین رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (۲) وتر سے پہلے استراحت بھی فرمایا کرتے تھے۔ (۳) نوم انبیاء غیر ناقض وضو ہے۔

۲ عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوتر ثلاث ركعات المغرب - رواه الطبرانی في الأوسط -

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز وتر مثل نماز مغرب کے ہے۔ (۱) مغرب کی تین رکعتیں ہیں، وتر کی بھی تین۔ (ب) مغرب میں دو قعدہ ہیں اولیٰ، ثانیہ، اسی طرح وتر میں بھی۔ (ج) مغرب میں بھی آخر میں سلام کیا جاتا ہے۔ وتر میں بھی آخری قعدہ پر سلام ہونا چاہیے۔

۳ : طحاوی میں ہے - عن حمید عن النس رضي الله عنه - قال الوتر ثلاث ركعات و كان يوتر بثلاث ركعات - (ج ۱ ص ۱۴۳)

۴ : طحاوی میں ہے - ان الوتر كان عند ابن عمر رضي ثلثا كصلوة المغرب - (ص ۱۶۵ ج ۱)

۵ : عن عامر هو الشعبي قال سألت ابن عباس وابن عمر رضي كيف كان صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل فقالا ثلاث عشرة ركعة ثمان - ويوتر بثلاث وركعتين بعد الفجر - رواه الطحاوي ج ۱ ص ۱۶۵ وابن ماجه والنسائي -

دلائل وجوب ہر دو رکعت واضح رہے کہ ہر دو گانہ پر التحیات مٹھنا ضروری ہے جس کے لئے احادیث ذیل کا مطالعہ فرمائیں۔ یہ روایات وتر وغیر

وتر تمام نمازوں کے لئے مسادی الدلائل ہیں۔

۱ عن عائشة رضي الله عنها قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

يستفتح الصلوة بالتكبير والقراءة بالحمد لله رب العالمين الى

قوله وكان يقول في كل ركعتين التحية رواه مسلم ج ۱ ص ۱۹۴ باب جامع الصلوة -

اس روایت میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے

اور التحیات پڑھنے کے لئے قعدہ لازم ہے اس بناء پر حدیث یوتر من ذلك بخمس لا يجلس الا خا اخرها۔ تمام علماء کے نزدیک مؤول ہے۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہو جو لوگ الحدیث ہونیکے مدعی ہیں انکی عادت ہے کہ خود رائی اور خود اجتہادی کی بنا پر صرف ایک ثابت کولے لیتے ہیں اور دوسری

حدیثوں کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے اس لئے متروک ہے یا یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس طرح بعض روایتیں متروک اور بعض معمول بہا ہو جانے کے علاوہ احادیث نبویہ متعارض ہوتی نظر آتی ہیں۔ اور لوگوں کو حدیثوں میں شبہات نظر آتے ہیں۔ مثلاً فاتحہ خلف الامام کی روایتوں کو لے کر روایات ترک فاتحہ کو ضعیف غیر قابل عمل بتلا دیتے ہیں۔ اس طرح ایک ذخیرۃ احادیث ان کے نزدیک ردی کی ٹوکری کے قابل ہو جاتا ہے۔ بخلاف مسکب احناف کثریم اللہ کے کہ ان کا مسلک احتیاط اور تحقیق پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ حضرات ایک مسئلہ کے متعلق تمام روایات وارد شدہ کو جمع کر کے مقدم و مؤخر، ناسخ و منسوخ، صحیح و ضعیف وغیرہ تمام گوشوں پر نظر کر کے فیصلہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مسئلہ وتر ہے۔ چونکہ اس استفتاء میں صرف قعدۃ اولیٰ کے متعلق سوال کیا گیا ہے اس لئے ہم اپنی بحث اسی پر مقصور کرتے ہیں اگر تحقیق درکار ہو تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ عربی کشف الستار عن صلوة الوتر مطالعہ فرمائیں۔

۲۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوة اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوة اللیل مثنیٰ مثنیٰ واذا نحتی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة توترلہ ما قد صلی۔ رواہ مسلم (ج ۱ ص ۲۵۷)۔

۳۔ عن الفضل بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوة مثنیٰ مثنیٰ تشهد فی کل رکعتین الخ۔ رواہ الترمذی قال ابن حجر المکی اسنادہ حسن۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی شریف ج ۱ ص ۷۷) یہ دو روایتیں ہیں۔ دوسری روایت پہلی روایت کے لئے بمنزکہ تفسیر کے ہے۔ مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ نماز کی وضع شرعی یہ ہے کہ ہر رکعت دو سری رکعت کے ساتھ مقرر دن ہو۔ چاہے نماز دن کی ہو یا رات کی۔ (چنانچہ بعض روایات ابن عمر رضی اللہ عنہما میں صلوة اللیل والنہار بھی وارد ہو رہی ہے) اور ایک رکعت کی نماز مشروع نہیں ہے حتیٰ کہ وتر میں بھی رکعت واحدہ کو علیحدہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ دو گانہ کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ جس سے وہ دو گانہ وتر بن جائے گا۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نے یہ وضاحت کر دی کہ ہر دو گانہ پر تشهد لازم ہے۔ شارح مسلم حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے فوائد کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

”وفی ہذا تنبیہ علی عدم مشروعیۃ التنفل بالوکعة الواحدة البتراء كما قال ابن دقیق العید وعلی عدم مشروعیۃ الوکعات

..... المتواليۃ الزائغۃ علی ثنتین من غیر تخلل التشہد بینہما وهو الظاہر
من حدیث عائشۃ عند مسلم قالت وكان يقول فی کل رکعتین التحیۃ
فہذا مدلول الحدیث والمثنویۃ بہذا المعنی لا یتلزم التسلیم علی
کل رکعتین انتہی۔ فتح الملم: ج ۱ ص ۱

بڑا ہی تعجب ہے کہ غیر منقلد حضرات ”یوترو من ذلك بخمس لا یجلس فی شیء الا فی
آخرها“ کو نہ سمجھنے کی بنا پر ان تمام احادیث سے غافل ہو گئے۔ بلکہ ان حدیثوں کے دانتہ یا نا دانتہ
ترک کے گناہ میں پڑ گئے۔ اگر اس حدیث کی شرح کسی طالب علم سے جس نے باقاعدہ کسی مدرسہ میں علم حدیث حاصل
کیا ہوا ہوتا پوچھ لیتے تو اس جہالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ (جیسا کہ عنقریب اس حدیث کی شرح بعد میں
بیان کر دی جائے گی۔

۴۱۔ وفي المصنف ابن ابی شیبۃ المكتوب بالقلم من ص ۵۵ والقول البدیع ۱۲۰۔

» جعفر بن برقان عن عقبۃ بن نافع قال سمعت ابن عمر رضی اللہ عنہما یقولان

صلوۃ الاوفیہا قراءۃ وجلوس فی الركعتین وتشہد وتسلیم فان

لم تفعل ذلك سجدت سجدتین وانت جالس۔ (فتح الملم: ص ۲۹)

اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ مذکور ہے جو کہ حکم مرفوع میں ہے۔ فرماتے
ہیں کہ کوئی نماز ایسی نہیں کہ اس میں قرأت نہ ہو، اور یہ کہ اس کے ہر دو گانہ پر قعدہ نہ کیا جائے اور تشہد و
تسلیم نہ ہو (تسلیم سے مراد السلام علیک ایہا النبی ہے۔ جس کے دلائل یہاں ذکر کرنے کا موقع
نہیں) اور اگر تو درمیان میں تشہد نہ کر سکے (یعنی بھول جائے) تو دو سجدہ سہو بحالت جلوس کر لے لازم
ہوں گے۔

ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ ہر دو گانہ پر قعدہ لازم ہے اور ترک پر سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ یہ وہ قعدہ ہے
جسے قعدہ ادلی کہتے ہیں۔ اب حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق توضیح اور تشریح سن لیجئے جس
سے یہ حدیث ان روایات مذکورہ بالا کے ساتھ منطبق ہو جائے گی اور جو تعارض بظاہر نظر آ رہا ہے رفع
ہو جائے گا۔ پوری حدیث ان الفاظ کے ساتھ مسلم شریف میں وارد ہوئی ہے۔

عن عبد اللہ بن نمیر قال حدثنا ابی قال ثنا ہشام عن ابیہ عن

عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی

من الليل ثلاث عشرة ركعة يوتر من ذلك بخمس لا يجلس
في شيء الا في آخرها۔ رواه مسلم۔ (ج ۱ ص ۲۵۴)۔

۱ : اول تو یہ حدیث مختلف فیہ ہے۔ بعض حضرات ائمہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ جن میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
ہیں۔ ان حضرات کا یہ کہنا ہے کہ ہشام نے یہی روایت حجاز میں اور سیاق سے ذکر کی۔ جب عراق میں پہنچا تو
اس نے دوسری طرح بیان کرنا شروع کیا جو کہ موجودہ سیاق ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے ”مواہب لدنیہ“
کی شرح۔ اس میں زر قانی دیکھتے ہیں۔

(قد صح عنه صلى الله عليه وسلم انه اوتر بخمس لم يجلس الا في
آخرهن) اى صلاه بتشهد واحد (لكن احاديث اثبت واكثر
طرقا) اذ هو الذى رواه الحفاظ عن هشام بن عروة عن ابيه
عن عائشة وتلك الرواية انفرد بها بعض اهل العراق عن هشام
وقد انكرها مالك وقال منذ صار هشام بالعراق انا ناعنه مالم
نعرف وقال ابن عباس البر ما حدث به هشام قبل خروجه الى العراق
اصح عند اهل الحديث۔

ب : لیکن ہمارے اکابر میں سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ ”بذل المجہود“
میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس حدیث کے توابع موجود ہیں اس لئے حدیث ثابت ہے لیکن ہمارے لئے مضر
نہیں اسلئے کہ اس میں جس جلوس کی نفی کی گئی ہے وہ جلوس تشہد نہیں۔ کیونکہ اس کے مراد لینے میں تمام احادیث بالا
کا خلاف لازم آئے گا۔ بلکہ اس سے مراد یا تو جلوس استراحت ہے جو کہ تہجد کی نماز کے دو گانوں، یا
چهار گانوں میں واقع ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ روایت کنز العمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
روایت ہے۔

قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ست ركعات
يسلم من كل ركعتين ثم يجلس فيسبح ويكبر ويقوم فيصل ركعتين

(ابن جرير)

پس یہ روایت قرینہ ہے کہ جلوس منفی سے مراد یہی جلوس ہے۔ اس صورت میں معنی حدیث یہ ہو
گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پانچ رکعتوں میں سے جن میں سے تین دُتر اور ایک اس سے پہلے کا دو گانہ مراد

ہے جلوس استراحت نہیں فرماتے تھے بلکہ آخر میں ہی جلوس کرتے تھے۔

۲۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ جلوس سے مراد وہ جلوس ہے جس کے بعد سلام کیا جائے۔ اور قرینہ اس پر روایت ابی داؤد ہے جس میں یہ الفاظ واقع ہیں: "حتی یجلس فی الآخرۃ فیسلم" جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ آخر میں بیٹھ کر سلام کرتے تھے۔ وہ جلوس جس میں سلام نہیں ہوتا تھا وہ تو پہلے بھی ہوتا تھا لیکن وہ جلوس جس کے بعد سلام فرماتے تھے آخر میں ہوتا تھا۔ اس طرح سے درمیان کے قعدہ کی نفی نہ ہوئی۔ لیکن اس توجیہ پر یہ اشکال لازم آتا ہے کہ پہلا دو گانہ نفل کا ہوا اس پر قعدہ کر کے پھر آپ نے وتر ادا کئے۔ وتر کی بنا پر نفل پر لازم آئے گی۔ اس کے متعلق جواب یہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک وتر سنت ہیں۔ لہذا ان کی بنا پر نفل پر بلا کراہت ہو سکتی ہیں۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ وتر واجب ہیں لیکن اس کی بنا پر نفل پر جائز ہے۔

۳۔ تیسری توجیہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ نوافل میں بعض اوقات بیٹھ جایا کرتے تھے اور بیٹھ کر پڑھتے رہتے تھے۔ جب رکوع کا وقت آتا تھا تو کھڑے ہو کر تیس چالیس آیات پڑھ کر رکوع کیا کرتے تھے۔ یہ عادت شریفہ بخاری شریف کی اس روایت سے ثابت ہے۔

عن هشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا لوتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ اللیل قاعداً قطعاً حتی اسر۔ فکان یقرأ قاعداً حتی اذا اراد ان یرکع قام فقرأ نحواً من ثلاثین آیتہ او اربعین آیتہ ثم یرکع۔ (رواہ البخاری فی باب اذا صلی قاعداً ثم صبح او وجد خفۃ تمم ما بقی) (ص: ۱۵۷، ج: ۱)۔

اب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ عادت شریفہ نوافل تہجد کے متعلق تھی۔ وتر کی تین رکعتیں اور ایک دو گانہ جو وتر سے پہلے ہوتا تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قعود نہیں فرماتے تھے۔ وتر میں تو اس لئے کہ وہ واجب ہیں اور اس میں قادر علی القیام کے لئے قعود جائز نہیں۔ اور دو گانہ جو وتر سے پہلے ہوتا تھا وہ بھی بوجہ اتصال وتر کے اس کے حکم میں داخل کر دیا گیا جیسا کہ فتح الملہم میں ہے۔

والشفع الذی کان یوتر بعدہ صار لاتصالہ بہ مستحباً بحکمہ

الوتر علیہ فلم یقعد فیہ ایضاً۔

واضح رہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول کے جو معانی ذکر کئے گئے ہیں یہ سب معانی

صحیح اور محتمل ہیں اور احادیث آخری کے ساتھ مؤید ہیں اور ان معانی کا ملال لینا لازم امر ہے تاکہ وہ روایات جو سابقہ بیان ہوئی ہیں ان میں اور اس حدیث میں تعارض واقع نہ ہو۔

الجواب صحیح
فیض محمد، مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان
۳ شوال المکرم ۱۳۷۰ھ

فقط واللہ اعلم بالصواب
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ، خادم الافکار
خیر المدارس ملتان، ۳ شوال ۱۳۷۰ھ۔



ایک حدیث سے عدم وجوب تربہ پر استدلال کا جواب
اخبرنا ابو یعلیٰ حدثنا ابو الربیع
الزاهری انی اخبر السند عن

عیسیٰ بن جاریہ عن عبد اللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی
بنارسل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمانی رکعات و
اوتر فلما کانت اللیلۃ القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان
یخرج لنا فیصلی بنا فاقفنا فیہ حتی اصبحنا فقلنا یا رسول اللہ
رجونا ان یتخرج فتصلی بنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ
کوہت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر او کما قال۔

(صحیح ابن حبان: ص ۲۳۰، مطبع مکتبہ سلفیہ مکہ مکرمہ)

زید اور بکر کا اس حدیث کے مفہوم میں اختلاف ہے۔

زید، کہتا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتروں کی باجماعت
فرضیت کو مکروہ سمجھا اور ڈر گئے۔ اس لئے دوسرے دن آپ نے نماز نہیں پڑھائی اور آٹھ رکعات تراویح کو
مکروہ سمجھا اور نہ ترک کیا۔

بکر، کہتا ہے کہ اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح
اور وتر دونوں کے بارے میں انی کوہت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر فرمایا ہے۔ پھر
ان آٹھ رکعت تراویح باجماعت کو مکروہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور پھر آپ نے نہیں پڑھائی۔ وتروں کے متعلق اس
لئے نہیں کہ وتر تو پہلے ہی سے واجب تھے۔ انی کوہت او خشیت کا تعلق تو اس نئی نماز کے ساتھ ہے
جو رمضان میں آتی ہے بات اس کی تھی اور اسی کو باجماعت ترک فرمایا۔

المستفتی: محمد سلیمان خطیب جامع مسجد مرکزی گوجرانہ: ضلع لائل پور

الجواب

بکر کا قول درست ہے اور مذکورہ روایت میں ان یکتب علیکم الوتر سے صرت وتر اصطلاحی کی ایک یا تین رکعت مراد نہیں بلکہ اس سے مراد وہی مجموعہ صلوٰۃ اللیل (ترویح) ہے جو پہلی رات پڑھی گئی تھی۔ ایک تو یہ امر خود سیاق ان یخرج فیصلی بنا سے ظاہر ہے۔ دوسرے اس کی تصریح صحیح مسلم میں بروایت صحیح موجود ہے۔ روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

”ولکنی خشیت ان تفرض علیکم صلوٰۃ اللیل فتعجزوا عنہا۔“

(باب الترغیب فی قیام رمضان ج ۱ ص ۲۷۹)

اور تقریباً اسی کے ہم مثل الفاظ شرح معانی الآثار میں موجود ہیں۔ ”ر خشیت ان یکتب علیکم قیام اللیل۔ اھ (باب القیام فی شہر رمضان)۔ روایت متوطر میں الفاظ دو قسم کے ہیں۔ ان تفرض اور ان یفرض، صاحب اوجز المسائل ان کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ ”ان تفرض ای صلوٰۃ اللیل وفی نسخة ان یفرض ای القیام“ پس جب لفظ ”الوتر“ کی تشریح خود دوسری صحیح روایت میں ”صلوٰۃ اللیل“ سے مصرح ہے تو بکر کے قول کی صحت اور زید کے قول کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ:

نائب مفتی خیر المدارس ملتان: ۲۱/۹/۸۸ھ

الجواب صحیح
خیر محمد عفی عنہ

وتر پڑھنے کا صحیح طریقہ نماز وتر ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ایک شخص وتر کی تیسری رکعت کو سنت بتلاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ اور مذکورہ رکعت میں ثنا پڑھنا بھی بتلاتا ہے۔ قنوت کے بعد درود شریف بھی پڑھتا ہے کیا یہ درست ہے؟

الجواب

وتر کی تینوں رکعات واجب ہیں اور ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبحان اللہ اور الحمد وسورة پڑھیں دوسری رکعت میں صرف الحمد اور سورت پڑھیں۔ پھر قعدہ میں بیٹھ کر تشهد پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھیں۔ تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہیں اور دعا بقنوت پڑھیں پھر رکوع میں جائیں اور نماز پوری کر لیں۔ رکوع سے قبل درود پڑھیں۔ تیسری رکعت میں ثنا بھی نہ پڑھیں۔ فقط واللہ اعلم

لہ ستب یہ ہے کہ پڑھیں کس فی حاشیۃ الطحاوی علی المواقی ص ۱۰۰ محمد رفیع خیر الفتاویٰ۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ، مفتی خیر المدارس ملتان ۲۰، ۹، ۸، ۱۳۷۸ھ



وتر کی نیت میں واجب کی تصریح ضروری نہیں ایک عالم سے وتر کی نیت پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ بہتر یہ ہے یوں کہو کہ ” وتر واجب اس رات کے“

مطلق واجب کہا جائے تب بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر وتر واجب عشاء کے کہنا بہتر ہے۔ اگر عالم کا جواب آپ کے نزدیک صحیح ہے تو حوالہ تحریر فرمائیں۔

والجواب فی الوترینوی صلوٰۃ الوتر کذا فی الزاہد بی اھ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۲) نماز وتر کے لئے اتنی نیت بھی کافی ہے کہ تین رکعات نماز وتر اللہ کے لئے پڑھتا ہوں واجب کا لفظ ساتھ کہ لے تو بھی جائز ہے۔ کافی الشامیہ ج ۱ ص ۳۸۹۔

» ای لا یلزمہ تفسیر الواجب ولیس المراد منہ من ان ینوی وجوبہ۔ «

آج رات یا عشاء کے کہنے کی حاجت نہیں۔ فقط۔ واللہ اعلم۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۳، ۶، ۱، ۸، ۱۳ھ

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ



فرض عشاء ادا کرنے سے پہلے وتر نہیں پڑھ سکتے زید حبیب مسجد میں پہنچا تو فرض اور تراویح ہو چکی تھیں اور وتروں کی جماعت تیار تھی تو کیا زید پہلے فرض ادا

کرے یا وتروں میں شریک ہو سکتا ہے؟

عشاء کے فرضوں اور وتر میں ترتیب واجب ہے۔ لہذا وتروں کی جماعت میں شریک نہ ہو بلکہ پہلے فرض ادا کرے۔ ” ووقت العشاء والوتر منہ الی الصبح ولكن لا یقدم علیہا الوتر لوجوب الترتیب اھ (تنویر الابصار علی الشامیہ ج ۱ ص ۲۵) فقط واللہ اعلم۔

محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۹ شوال ۱۴۰۲ھ



جس نے فرض و جملہ تراویح علیحدہ پڑھی ہوں وہ وتر بھی علیحدہ پڑھے جس نے عشاء کے فرض اور تراویح اکٹیلے ادا کئے ہوں وہ وتروں کی جماعت

میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ۶- ۱۲۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو فساد است کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سنت کا ابتداء کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ یہ حدیث، کہاں موجود ہے؟
مولانا محمد علی خطیب جامع مسجد سمندری، لاہور

جس نے فرض اور تراویح دونوں علیحدہ ادا کئے ہوں وہ وتر بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔
الجبابہ اگر کچھ حصہ تراویح باجماعت پڑھا ہو تو وتروں کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس سے عشاء کے فرض باجماعت فوت ہوتے ہوں وہ تراویح میں شریک ہو سکتا ہے۔ (دکبری ص ۳۹۱)
اور وتر کی جماعت تراویح کے تابع ہے لہذا فی الشامیتر۔

ان جماعۃ الوتر تبع لجماعۃ التراويح (شامی ج ۱ ص ۶۶۳)۔
۲۔ کتاب الاعتصام باب السجود وفضاء میں یہ حدیث موجود ہے۔ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شہید۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان : ۱۱۱ : ۱۳۸۲ھ

تہجد گزار بھی رمضان میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں تہجد پڑھنے والے رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں یا تہجد کے وقت پڑھیں؟

اور بغیر رمضان شریف کے وتر تہجد سے پہلے پڑھے جائیں یا بعد میں؟

رمضان شریف میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ شامی میں ہے۔
الجبابہ ذالوقتہ کا تراویح حکما ان الجماعۃ فیہا سنۃ فکذلک

الوتر بحر فی شرح المنیۃ والصحیح ان الجماعۃ فیہا افضل الا ان

سنیۃ ہا لیست کسنیۃ جماعۃ التراويح (شامی ج ۱ ص ۶۹) قال الخیر المولی

وہذا الذی علیہ عامۃ الناس الیوم (ج ۱ ص ۶۶۵)۔

غیر رمضان میں افضل یہی ہے کہ رات کو نماز میں سب سے آخر میں وتر پڑھے جائیں یہ اس شخص کے لئے ہے

جو صبح سویرے اٹھ سکتا ہے در نہ سونے سے پہلے پڑھے ۔

قوله وتأخير الوتر ای يستحب تأخيره لقوله صلى الله عليه وسلم من
خاف ان لا يوتر من آخر الليل فليوتر اوله ومن طمع ان يقوم آخره
فليوتر آخر الليل فان صلوة آخر الليل مشهودة وذلك افضل ۔ ۱ھ

(شامیہ : ج ۱ ص ۳۴۲)۔

الجواب صحیح

نیر محمد عفا اللہ عنہ

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

وتروں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو نماز کا حکم
امام صاحب نے وتروں میں قنوت سے پہلے
رکوع کر لیا پھر واپس پہرہ دعا قنوت پڑھی

اور آخر میں سجدہ سہو کر لیا کیا نماز ہو گئی ؟

نماز ہو گئی بشرطیکہ سجدہ سہو کر لیا ہو ۔ ولو قنت بعد رفع رأسه من الركوع لا يعيد

الركوع ويسجد للسهو ولزوال القنوت عن محله الا صلى وتأخير الواجب ۱ھ

الجواب

(مراقی الفلاح علی هامش الطحطاوی ص ۲۱۱) فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۔ محمد صدیق غفرلہ مدرس خیر المدارس ملتان ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی ۔ ۸-۹-۱۳۹۶ھ

دعا قنوت میں جو تکبیر پڑھی جاتی ہے اگر یہ سہوا نہ پڑھی گئی

ہو تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟

تکبیر قنوت واجب ہے یا نہیں

محمد شفیع بن حکیم الدین : حیدر آباد ۔

الجواب

تکبیر قنوت کے بارے میں اختلاف ہے بعض حضرات وجوب کے قائل ہیں ان کے مذہب

پر سجدہ سہو لازم آجائے گا ۔ صاحب بحر وجوب کے خلاف ہیں ان کے نزدیک سجدہ سہو نہیں آئے گا ۔ اگر

احتیاط پر عمل کرتے ہوئے سجدہ سہو کر لیا جائے تو بہتر ہے در نہ ترک کی بھی گنجائش ہے ۔ (شامی ج ۱ ص ۳۴۲)

فقط واللہ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۔

جس کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے اگر کسی کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو تو کوئی اور دعا سے جو وتروں میں پڑھی جاسکے ؟

الجواب اگر کسی شخص کو دعا بر قنوت یاد نہ ہو جو وتروں میں پڑھی جاتی ہے تو یہ آیت اس مقام پر پڑھے : رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ کما فی الشامیۃ ج ۱ ص ۶۲۲ :- وَمَنْ لَا يَحْسِنُ الْقُنُوتَ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا الْآيَةَ مَعَهُ ذَا دَعَاءٍ مَعْرُوفٍ كُوِيْدَ كَرْنُهُ كِي كُوشَشَ كَرَّعَ حَبَّ تَكَّ يَادُنُهُ هُوَ اس پر اکتفا کرے۔

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ
فقط واللہ اعلم
بند محمد اسحاق غفرلہ : ۵، ۶، ۷، ۱۳۷ھ

دعا بر قنوت سے پہلے تکبیر رفع یدین کا ثبوت نماز وتر میں دعا بر قنوت سے پہلے دونوں ہاتھ کالوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہنے کا ثبوت حدیث رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فراہم کریں۔
الجواب آنحضرت علیہ السلام اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے قنوت پڑھنے سے پہلے رفع یدین اور تکبیر ثابت ہے۔

۱ : عن عبد الله رضي الله عنه قال ارسلت احي ليلة لتبيت عند النبي صلى الله عليه وسلم فتتظر كيف يوتر الى ان قال ثم قرأ بقل هو الله احد حتى اذا فرغ كبر ثم قنت فدعا بما شاء الله ان يدعوه (الحديث)
(استيعاب لابن عبد البر)

۲ : عن الاسود عن عبد الله رضي الله عنه انه كان يقرأ في اخر ركعة من الوتر قل هو الله احد ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة ۱۰ھ
(رواه البخاري في جزء رفع اليدين وقال صحيح)

۳ : عن ابي عثمان كان عمر رضي الله تعالى عنه يرفع يديه في القنوت ۱۰ھ
(اخرجه البخاري في الجزء وصححه)

۴ : عن ابراهيم ان القنوت في الوتر واجب في رمضان وغيره قبل

الركوع وإذا اردت ان تقنت فكبره اه (كتاب الحج والاعشار)۔
وان اراد ان يقنت كبر و رفع يديه وقتت لقوله عليه السلام
لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن وذكر منها القنوت - اه (ہدایہ ص ۱۲۸)

فقط واللہ اعلم

محمد نور عفا اللہ عنہ ۱۰/۳/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بند عبد الستار عفا اللہ عنہ



قنوت وتر میں وضع یدین سنت سے ثابت ہے
قنوت وتر میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا سنت
یا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عمل سے کیا ثبوت

ہے ؛ بہت نواتو جسروا۔

الجواب
وضع الیدین سنت قیام ہے یہ مسئلہ تقریباً اجماعی ہے۔ فریق مخالف بھی وتروں کے
علاوہ باقی تمام نمازوں میں قیام فرض میں وضع یدین کا قائل ہے۔ بلکہ نماز وتر میں بھی
تکبیر قنوت تک اسی پر عامل ہے۔ تکبیر قنوت کے بعد سنت اجماعی کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اسے چاہئے
کہ اپنے عمل کا حدیث صحیح سے ثبوت مہیا کرے جنہوں نے سنت اجماعی کو عند القنوت بھی ترک نہیں کیا۔ ان
کے ذمہ ثبوت لگایا جائے۔ ایک حدیث سے ان حضرات کے طریق کار کا بدعت و مکروہ ہونا مفہوم ہوتا ہے۔
طبرانی باب القنوت میں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما رفع الیدین فی الصلوۃ واللہ انہ لبدعة ما زاد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی هذا قط فرفع یدیه حیال منکبیه۔ (الحدیث)
اس پر اعلا راسخین میں لکھا ہے۔

وأما قوله أرفع الیدین فبدعة ففیہ
دلیل علی کراہتہ اطالۃ رفع الیدین فی القنوت کما ترفعان فی الدعاء خارج
الصلوۃ۔ (ج ۶: ص ۵۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کا عمل خلاف سنت ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وضع الیدین تحت السرق
فرض قیام میں سنون کیوں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث اور اقوال شاہد ہیں۔

۱ عن علقمہ بن وائل بن حجر عن أبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في الصلوة
تحت السرة اخرج ابن ابى شيبه ورجاله ثقات وقال الشيخ
قاسم بن قطلوبغا الحنفى ان هذا اسند جيد - (اعلاء: ج ۲ - ص ۱۲۲)
۲ : ان عليا قال من السنة وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة -
(هكذا في بذل المجهود ج ۱ ص ۲۳)

۳ : عن ابى وائل قال قال ابو هريرة اخذ الكف على الكف في الصلوة تحت
السرة (هكذا في بذل المجهود: ج ۱ ص ۲۳)

حضرت امام طحاویؒ نے امام ابن سیرینؒ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے۔ کل حدیث ابی ہریرۃؓ
عن النبی علی اللہ علیہ وسلم - (اعلاء: ج ۲ ص ۱۲۱) ابن سیرینؒ کے فرمان کے مطابق حدیث
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکماً مرفوع ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وضع الیدین تحت السرة کو سنت
قرار دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیام فرض میں ترک وضع بدعت ہے۔

الحجاب صحیح
محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا
فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

وتروں کی جماعت صرف رمضان المبارک میں کر لینی جائے

رمضان المبارک کے علاوہ بھی وتروں کی جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟ بہت سوا تو جبروا۔
وتروں کی جماعت صرف رمضان المبارک کے ساتھ خاص ہے۔ رمضان کے علاوہ
باقی ایام میں وتر منفرد پڑھے جائیں۔

ویوتر بجماعة استحبابا فی رمضان فقط علیہ اجماع المسلمین
لأنه نفل من وجه الجماعة فی النفل فی غیر التراويح مکروہة
فلا احتیاط تنکبہا فی الوتر خارج رمضان - (مرآۃ الفلاح علی ہامش الطحاوی ص ۲۱۲)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا ۱۳/۴/۲۰۰۸ھ

مَسْبُوقِ اِمَامِ كے ساتھ ہی قنوت پڑھے

اگر کوئی شخص وتر دل کی دوسری یا تیسری رکعت میں شامل ہو رہے تو قنوت امام کے ساتھ پڑھے یا اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کے وقت پڑھے۔

امام کے ساتھ ہی تیسری رکعت میں پڑھ لے اور بقیہ نماز ادا کرتے وقت نہ

پڑھے۔ ولو ادرك الامام في ركوع الثالثة من الوتر

كان مدرکًا للقنوت حکما فلا یأتی به فیما سبق به کما

لوقنت المسبوق معه فی الثالثة اجمعوا انه لا یقنت مرة اخرى

فیما یقضیه لانه غیر مشروع۔ اھ (مراقب الفلاح علی هامش

الطحاوی : ص ۲۱۱) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۳/۱۴۱۱ھ

جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ

پڑھتے ہوں حنفی ان کی اقتداء نہ کریں

وتر کے بارے میں یہاں کے اماموں کا طرز عمل کئی طرح پر ہے۔ بعض ہماری طرح تین رکعات پڑھتے ہیں۔ بعض دو پر سلام پھیر کر پھر ایک رکعت بعد میں پڑھتے ہیں۔ پاکستانی اور انڈین امام تین وتر پڑھتے ہیں۔ مقامی اور مصری ائمہ ایک رکعت الگ پڑھتے ہیں۔ تو کیا ہم ان کی اقتداء کر سکتے ہیں؟ اور جب ان کی اقتداء کریں تو ہم سلام پھیریں یا نہ پھیریں؟

سید باقر حسین نقوی۔ دہلی۔

جو ائمہ دو رکعت پر سلام پھیر کر ایک رکعت الگ پڑھتے ہوں ان کی اقتداء میں وتر نہ پڑھا کریں۔ ایسی صورت میں اگر اپنے ساتھی موجود ہوں اور کسی طرح

بجواب

مناسب نہ ہو تو الگ جماعت کرا لیا کریں۔ ورنہ ایکلے ایکلے حسب معمول وتر پڑھ لیا کریں۔
 (وصح الاقتداء) نفی غیرہ اولیٰ ان لم يتحقق منه ما يفسدها
 فی اعتقاده علی الاصح حکما بسطہ فی البحر۔ (بشافعی) مثلاً
 (ان لم يفصله بسلام) لا ان فصله (علی الاصح) فیہما للاتحاد
 وان اختلف الاعتقاد۔ ۱ھ۔ (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۲۹۴)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۱۰ھ

امام مقتدی کے قنوت مکمل کرنے سے پہلے رکوع میں چلا جائے

اگر امام جلدی جلدی دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور مقتدی ابھی درمیان ہی میں
 ہو تو مقتدی پوری کر کے رکوع میں جائے یا اسی وقت چلا جائے ؟

جتنی پڑھ چکا ہے وہیں ختم کر کے امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔

الجواب صحیح

ولو ركع في الوتر قبل ان يتم المقتدي القنوت

يتابعه لان القنوت ليس بمقدر ولا معين اما ان كان
 لم يقرأ شيئاً من القنوت فصح ينظر ان خاف فوت
 الركوع بقراءة شئ منه يركع ويتركه والا يقرأ
 مقدار ما لا يفوت الركوع مع الامام ثم يركع۔ ۱ھ
 (كبیری ص ۲۸۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

۴، رمضان المبارک — ۱۰/۱۲/۱۴۱۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الاقار، جامعہ خیر المدارس ملتان

وتروں میں دعاء قنوت کی جگہ تین دفعہ قل هو اللہ پڑھنے کا حکم

ایک شخص کو دعائے قنوت یاد نہیں تو وہ اس کے قائم مقام کون سی دعاء پڑھے۔ علاوہ ازیں یہ جو عام طور پر مشہور ہے کہ تین بار سورۃ قل هو اللہ احد پڑھے۔ یہ کس حد تک صحیح ہے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سورۃ اخلاص بالکل نہیں پڑھ سکتا۔ صحیح صورت حال سے مطلع فرمائیں۔

فجر اکم اللہ خیرا۔ المستفتی بندہ محمد طیب طاہر

معروف دعاء قنوت یاد نہ ہو تو اس کی جگہ کوئی اور ماثورہ دعاء بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کوئی دعاء یاد نہ ہو تو قل هو اللہ برنیت ثار و دعاء پڑھ لیں تو بھی واجب ادا ہو جائے گا۔

ومن لا يحسن القنوت يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة و
في الآخرة حسنة وقنا عذاب النار - وقال ابو الليث يقول
اللهم اغفر لي يكررهما ثلاثا وقيل يقول يارب ثلاثا ذكره
في الذخيرة - ۱۰۰ (شامی ج ۱ ص ۶۲۲) - فقط واللہ اعلم۔

_____ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۵/۸/۲۰۱۴ھ _____

واختلف المشائخ في حقيقة القنوت الذي هو واجب عنده فنقل
في المجتبى أنه طول القيام دون الدعاء وفي الفتاوى الصغرى
العكس وينبغي لصحيحه - (باب الوتر، شامية) -

ایک قول یہ ہے کہ قنوت سے مراد طول صلوٰۃ ہے۔ اس کے مطابق سورۃ اخلاص کے تکرار سے واجب قنوت کا ادا ہو جانا ظاہر ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ قنوت سے مراد دعاء ہے۔ اور سورۃ اخلاص کو بظاہر دعاء نہیں۔ لیکن توحید و ثناء باری تعالیٰ شانہ پر مشتمل ہے۔ اور ثناء علی الکرم کا دعاء ہونا متعدد مواقع پر حضرات علماء کرام نے لکھا ہے۔ اس لئے سورۃ اخلاص اگر اسی نیت سے پڑھی جائے گی۔ تو یہ بھی قائم مقام دعاء کے ہو جائے گی۔ بالکل نہ پڑھ سکنے کی بات درست نہیں۔

واجب اس صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقواء جامعہ خیر المدارس ملتان ۴/۸/۲۰۱۴ھ

دعاء قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا

آج تک ہمارا معمول یہ رہا ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ مگر اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دعائے قنوت کے بعد درود پاک بھی پڑھیں۔ پھر رکوع میں جائیں۔

صوفی یار محمد مسجد پوچس لائن ساہیوال

خطاوی شرح مراقی الفلاح میں ہے کہ قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ لہذا پڑھ لینا بہتر ہے۔ معہذا نہ پڑھیں تو بھی کوئی کراہت

الجواب

نہیں ہے۔ ولما روی النسائی بإسناد حسن أن في حديث القنوت

(وصلی اللہ علی النبی) صلینا علیہ صلی اللہ علیہ (و) علی

(آلہ وسلم) کما اختارہ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ انہ

یصلی فی القنوت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱ھ

(مراقی الفلاح)

(قولہ کما اختارہ الفقیہ ابو اللیث) فی الحلبي عن ابن الهمام

لا ينبغي ان يعدل عن هذا القول وهو الحق كما في البحر و

ابن امير حاج - ۱ھ (طحطاوی ص ۲۰۹)۔ فقط واللہ اعلم۔

مفت محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ غیر المدائرس ملتان ۳/۳/۱۴۱۱ھ



فصل فی تراویح

ہر چار تراویح کے بعد معروف دعا مستحب ہے نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو عام رواج کے مطابق سبحان

ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ ایچ پڑھتے ہیں کیا اس دعا کے بارے میں کوئی ایسی حدیث حضور علیہ وسلم سے منقول ہے جس میں صریح الفاظ میں اس دعا کے پڑھنے کا حکم ہو۔ اگر ہو تو بحوالہ کتاب و صفحہ وغیرہ درج فرمائیں۔ نیز اس کا پڑھنا کیسا ہے سنت ہے یا مستحب ہے؟ اور دعا کی حد اور مقدار جس کا کتابوں میں ذکر ہے متعین کر دیں۔ بعض حضرات دعا کے اختتام پر اللہم اجونا من النار یا مجیر کے بعد درود شریف، خواجه صلوٰۃ بر محمد اور بعض "درود صلوٰۃ بر محمد" یا "از بلن پڑھتے ہیں جس سے تقریباً مسجد گونج اٹھتی ہے کیا ان الفاظ کا بھی کوئی ثبوت ہے، جو ہمارے لئے حجت بن سکے۔ اگر ہے تو کیا اس قدر زور و شور سے پڑھنا بھی جائز ہے؟

وف الشامیۃ (ج ۱ ص ۹۶)۔ قال القہستانی فیقال

ابو جریج

ثلاث مرات سبحان ذی الملک والملکوت سبحان

ذی العزۃ والعظمتۃ والقدرۃ و الکبریاء و الحبروت

سبحان الملک الحی الذی لا یموت سلویح قدوس

رب الملئکۃ و الروح لا الہ الا اللہ نستغفر اللہ

نسئلك الجنة ونعوذک من النار -

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ تین دفعہ یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور اس دعا کو باذان بلند پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ اور یہ لفظ "درود خواتمہ صلوٰۃ بر محمد" اس کا کہیں ثبوت نہیں۔

فقط واللہ اعلم : بندہ محمد اسحاق عفری نائب مفتی خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح : محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۳ / ۹ / ۱۳۹۲ھ

نابالغ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا حکم
 نابالغ کے پیچھے نماز تراویح ہو سکتی ہے یا نہیں؟

المختار قول کے مطابق نابالغ کی اقتدار میں نماز جائز نہیں، تراویح ہوں یا کوئی
 اور نماز۔ ہدایہ میں اس بحث کے دربان لکھتے ہیں۔ والہ تعالیٰ اعلم لایجوز
 فی الصلوات کلھا اھ (شامی - ج ۱ ص ۵۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

عورت کا اپنے بیٹے کے پیچھے تراویح پڑھنا
 عورت اپنے بیٹے کے پیچھے گھر میں
 نماز تراویح پڑھ سکتی ہے؟

حبیب اللہ : چاہ میرک والا ملتان
 عورت اپنے بیٹے کی اقتدار میں نماز تراویح پڑھ سکتی ہے۔ کما تکرہ
 امامۃ الرجل لھن فی بیت لیس معھن رجل غیرہ ولا
 محرم منہ او زوجتہ او امتہ اما اذا کان معھن واحد ممن ذکر
 او امھن فی المسجد لایکرہ۔ اھ۔ (درمختار علی الشامیہ - ج ۱ ص ۳۸)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ ہذا

۲۱ / ۱ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

تراویح کا جو شفعہ فاسد ہو جائے اس میں پڑھی گئی منزل کا اعادہ کیا جائے

امام صاحب نماز تراویح میں تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے جبکہ دوسری رکعت پر قعدہ

نہیں کیا۔ اس طرح چار رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لیا۔ چونکہ یہ آخری تراویح تھیں اس لئے انہیں چار سمجھ کر دعا مانگ لی گئی۔ اب دوسرے روز کیا حکم ہے؟

سید خلیق احمد ساجد مقیم دارالافتاء خیر المدارس لندن۔

صورۃ مسئلہ میں پہلی دو رکعتیں نہیں ہوئیں البتہ دوسری دو رکعتیں انیسویں اور بیسویں ہو گئیں۔ شامی میں ہے۔

الجواب

فلو فعلها بتسليمة فان قعد لكل شفع صحت بغير اهة و
الانابت عن شفع واحد به يفتي (در مختار)۔ قوله به يفتي لمدار من
صرح بهذا اللفظ هنا وانما صرح به في الزهر عن الزاهد
فيما لو صلى اربعا بتسليمة وقعدة واحدة۔

(شامی مبحث التراویح - ج ۱ - ص ۶۶-۶۷)

چونکہ تراویح کی قضاء نہیں ہوتی اس لئے دو رکعت نفل فرداً فرداً ادا کئے جائیں۔ البتہ امام صاحب سترہ، اٹھارہ تراویح کا پڑھا ہوا قرآن ٹوٹائیں۔ اگر انیسویں ہی نہیں والا پھر پڑھنا چاہیں تو بھی ٹھیک ہے ورنہ اسے چھوڑ کر آگے جاسکتے ہیں۔ چونکہ تراویح میں کم از کم ایک قرآن ضرور پڑھنا جاتے اسی لئے نہ ہونے والی تراویح کا قرآن بھی ٹوٹانا پڑے گا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس لندن : ۱۲ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

جس شفعہ میں سجدہ سہو نہیں کیا گیا وہ دوبارہ پڑھا جائے

امام صاحب نے تراویح پڑھاتے وقت آیت سجدہ سے پہلے سجدہ کر لیا۔ پھر اسی رکعت میں صحیح مقام پر سجدہ کیا لیکن بیس رکعت کی جگہ بائیس رکعت پڑھیں یعنی جن میں دو دفعہ سجدہ کما تھا ان کو شمار نہیں کیا۔ پہلی دو رکعت میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا گیا تھا؟

مفتی : ڈاکٹر بشیر احمد، سینا لہ خور، ضلع ساہیوال۔

الجواب

پہلا سجدہ واجب نہیں تھا بدون وجوب کے سہواً سجدہ کیا گیا۔ تو اس کے مثال ایسی ہے جیسا کہ رکوع دو دفعہ بھول کر کر لیا۔ گویا سہواً تکرار رکن ہو گیا۔

تکرار رکن کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ کافی الہندیہ ج ۱ ص ۶۵۔
ولا یجب السجود الا بترك واجب او تأخیرہ او تأخیر رکن

او تقدیمہ او تکرارہ - ۱۵

پس صورت مسئلہ میں جب کہ سجدہ سہو نہیں کیا گیا تو اس شفعہ کا اعادہ ضروری تھا اس لئے بائیس رکعت ہی پڑھنی چاہئے تھیں۔ البتہ اگر اس شفعہ میں سجدہ سہو کر لیا جاتا تو انادہ کی حاجت نہ رہتی۔ اور بیس رکعت ہی کافی ہو جاتیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی غیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۰/۱۲/۱۴۲۲ھ

درمیانی قعدہ کے لغبی چار رکعت پڑھنے کا حکم

ایک شخص دو رکعت تراویح میں قعدہ اخیرہ بھول گیا۔ اور اس نے مزید دو رکعت تلاکیر سجدہ سہو کر دیا۔ کیا ایسے شخص کی چار رکعات تراویح شمار ہوں گی یا دو۔ بصورت ثانی قرآن مجید اول شفعہ کی تراویح کا پڑھنے کا یا ثانی کا؟

الجواب

وقال النقیه ابو جعفر والشیخ الامام ابو بکر محمد

ابن الفضل فی التراویح تنوب الاربع عن تسلیمہ

واحدة وهو الصحيح لان القعدة على راس الثانية فرض

فی التطوع فاذا تركها كان ينبغي ان تفسد صلواته اصلا

كما هو وجه القياس. وانما جاز استحسانا فاخذنا بالقياس

وقلنا بفساد الشفع الاول واخذنا بالاستحسان في حق بقاء

التحریمہ واذا بقيت التحویمة صح شروعه فی الشفع

الثانی. وقد اتمها بالقعدة فجاز عن تسلیمہ واحدة

(فتاویٰ قاضی خان ص ۱۱۷ ج ۱)

صورتِ مسئلہ میں صرف آخری دو رکعت تراویح ہوں گی اس لیے پہلے شفعہ کی تلاوت لوٹائے
یہ حوالہ بالا سے ظاہر ہے۔ اور اگر درمیانی قعدہ کر لیا تھا تو چار تراویح ہد جائیں گی۔

قال فی الخافیۃ وعلی قول العامة یجوز عن تسلیمتین وهو

الصحیح : ص ۱۱۷ ج ۱۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۲۴، ۵، ۱۳۹۴ھ

خیر المدارس ملتان ۲۴، ۵، ۱۳۹۴ھ

تراویح میں پورے قرآن میں کسی ایک سورۃ کے تشریح میں بسم اللہ جہرا پڑھ لیں !

ایک حافظ صاحب تراویح کی نماز میں ہر سورت کے شروع میں تسمیہ بلند آواز سے پڑھتے
ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے ؟ اگر جائز ہے تو فاتحہ پر کیوں نہیں پڑھتے ؟۔ عبد الرحمن جمیلی۔

تراویح میں قرآن سناتے ہوئے پورے قرآن مجید میں کہیں ایک رزہ کسی سورت کے
شروع میں بسم اللہ جہرا پڑھ لی جائے باقی تمام جگہوں پر اخفا کیا جائے۔

الجواب

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

احقر محمد الوری عفا اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے میں تراویح کا ثبوت

زید کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے رمضان پاک میں کوئی تراویح
نہیں پڑھیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اگر مل گیا تو ہم سنی ہر بائیں گے۔
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیس رکعت تراویح منقول ہیں۔

الجواب

» عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذہ صلی اللہ علیہ

وسلم کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة والوتر اخر حبلہ عبد

بن حنیف فی مسندہ والبغوی فی منجمنہ والطبرانی فی المعجم

والبیہقی فی سننہ کذا فی اوجز المسالك : ج ۲ ص ۳۹۸)۔

اور خلفائے راشدین حضرت عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کے مبارک زمانوں میں بھی مسجد نبوی کے اندر بیس رکعت تراویح پڑھی گئیں۔

اخرجه البيهقي باسناد صحيح عن السائب بن يزيد قال

كانوا يقومون على عهد عمر وعشرين ركعة وعلى عهد

عثمان وعلى مثله - ۱۵ (اوجز المسالك : ج ۲ ص ۳۹۸)۔

اور خصوصیت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم فرمانا بھی ثابت ہے کہ بیس رکعت تراویح

پڑھو۔ عن ابی عبد الرحمن السلی عن علی رضی اللہ عنہ و دعا القراء فی

رمضان فامر منهم رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرين

ركعة قال ابن تیمیة فی المنہاج لو كانت بدعة قبیحة

كما زعم الروافض لكان علیؑ ابطله لما صار امیر المؤمنین

بل روى عنه قال فوز الله قبر عمر رضی اللہ عنہ كما نقو مساجدنا

وعن ابی الحسن ان علیا امر رجلا ان یصلی بالناس

خمس مترویات عشرين ركعة

علاوہ ازیں شیعوں کی معتبر کتاب ”استبصار“ اور ”کافی“ میں امام جعفر صادقؑ کے

بھی بیس رکعات منقول ہیں۔ مگر اور مدسینہ میں کبھی بیس سے کم تراویح نہیں پڑھی گئیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۵/۹/۱۳۹۶ھ



چار تراویح ایک سلام سے پڑھنے کا حکم
بجائے تراویح پانچ سلام کے ساتھ
ادا کیں یعنی چار چار رکعت کی نیت کی

ایسا اس صورت میں تراویح ادا ہو گئیں یا نہیں؟ - محمد شفیع، مکان نمبر ۱۴۹، حیدرآباد۔

اگر درمیانی فعدہ کرتا رہے تو تراویح ادا ہو گئیں۔ مگر ایسا کرنا خلاف متواتر
الحال ہے۔ دو، دو کر کے ادا کی جائیں۔ ایسی ہی صورت کے بارے میں لکھا ہے۔

وان فقد في الثانية قدر التشهد اختلفوا فيه فعل فتول
العامة يجوز عن تسليمين وهو الصحيح - هكذا في
فتاوى قاضی خان - ۱ھ - (ہندیہ : ج ۱ : ص ۶۱) -

فقط واللہ اعلم

الحجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس

نائب مفتی خیر المدارس ملتان -

ملتان - ۱۶ - ۱۰ - ۱۳۸۲ھ

تراویح پیش رکعت ہی سنت میں
تراویح میں رکعت پڑھنی چاہئے یا آٹھ رکعت ؟
ہمارے قصبہ خیر پور سادات میں غیر مقلدین حضرات
نے آٹھ رکعت کا بڑا شور و غل مچا رکھا ہے۔ اور مولانا امام مالکؒ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

» امر عمرو بن الخطاب ابی بن کعب و تميم الدارک ان

يقوم للناس باحدى عشر ركعة «

مرقاۃ کی یہ عبارت بھی پیش کرتے ہیں۔

» وفي صحيح ابن خزيمة وابن حبان انه صلى بهما ثمان

ركعات والوتر «

اس کے متعلق مفصل و مدلل لکھیں۔ حدیث کی عبارت اور اس کا صفحہ ضرور لکھیں تاکہ مخلوق

خدا ان کے دجل و فریب سے بچے ۔ واحد بخش خیر پور سادات ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

الحجواب

فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين

تسبکوا بها وعضوا علیها بالنواخذ ۱ھ الحدیث : رواہ

ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجہ ۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۷۱ المطابع)۔

» یعنی میرے طریقے کو لازم پکڑو اور میرے خلفاء راشدین رضوہ ہدایت یافتہ ہیں ان کے

طریقے کو لازم پکڑو «

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا رکعات تراویح میں کتنی رکعات پر عمل

نہا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ بالا کے مطابق ہم ان کے طریقہ کو مضبوطی سے تھام سکیں۔
پس امام بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ صرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہی سے نہیں، بلکہ ان کے علاوہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نقل کیا ہے۔ کہ ان سب حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ خلافت میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی رہیں۔ کما رواہ البيهقي باسناد صحيح انهم كانوا يقيمون على عهد

عمر بن الخطاب بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان رضي و على رضي

(فتح الملهم : ج ۲، ص ۳۲۰)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح کا پڑھا جانا مؤطا۔ امام مالکؒ میں بھی موجود ہے۔

» عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمن

عمر بن الخطاب بثلاث وعشرين ركعة «

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی اس سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ بالا کے پیش نظر جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہؒ اس پر متفق ہیں کہ بیس سے کم تراویح نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک روایت میں بیس تراویح پڑھنا وارد ہوا ہے۔ گو اس میں کلام کیا گیا ہے۔ لیکن خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل مسلسل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ پس صحیح اور راجح یہی ہے کہ کم از کم بیس تراویح پڑھی جائیں۔ جیسا کہ سطورِ بالا میں حدیثِ نبویؐ، سنتِ خلفاء راشدینؓ، جمہور امت اور ائمہ اربعہؒ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔

مؤطا کی جو روایت سوال میں پیش کی گئی ہے اس کا جواب مؤطا۔ اور بیہقی کی دو روایتوں سے ثابت ہو گیا جن میں یہ تصریح موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ پس دو کے مقابلہ میں ایک مرجوح قرار پائے گی۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ابن عبد البر نے اسے وہم قرار دیا ہے اور صحیح اکبر کو قرار دیا ہے

قال ابن عبد البر روى غير مالك في هذا الحديث احد

وعشرون وهو الصحيح ولا اعلم احدا قال فيه احدى

عشرة الا مالكا الى ان قال الا ان غلب عندى

ان قوله احدى عشرة وهم - (كذا في فتح الملهم ج ۲ : ص ۳۲) -

» وهم « نہ بھی مانا جاتے تو بھی اس کا یہ مطلب بن سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بنہ اور حضرت تمیم داری ہر ایک کو اتنی اتنی رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا (۱) وراہیک پڑھانے کا باقی تراویح بیس بن جاتی ہیں) -

بہر حال خلفائے ثلاثہ رضہ جمہور صحابہ رضہ و تابعین اور ائمہ اربعہ سے بیس یا اس سے زائد تراویح کا ثبوت ہے اور اس سے کم ثابت نہیں -

غیر مقلدین خواہ مخواہ جمہور صحابہ رضہ و تابعین و جمہور ائمتہ کا خلاف کر رہے ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت کو جاننے اور ماننے والا حضرت صحابہ رضہ کی جماعت سے زیادہ کون ہو سکتا ہے - یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین سنت ۲ ٹکھ تراویح ہوں اور حضرت صحابہ رضہ بیس رکعات کو علی الاعلان مسجد نبوی میں معمول بنالیں اور مسلسل بیس چپس سال تک زمانہ خلافت راشدہ میں یہ عمل باقی بھی رہے اور شرقاً و غرباً بلاد اسلامیہ میں یہ سنت پھیل بھی جائے -

كما قال البيهقي ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث
قال ملا علي الفارعي في شرح النقاية فصار اجماعا الخ قال
في البحر وعليه عمل الناس شرقا وغربا كذا في فتح الملهم
(ج ۲، ص ۳۲) - فقط والله اعلم -

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۴ - ۱ - ۱۳۸۸ھ

الکواب صحیح

بندہ خیر محمد عفا اللہ عنہ

تراویح میں سپیکر بلا ضرورت استعمال کرنا درست نہیں
موجودہ وقت میں نماز تراویح، یا
عیدین میں سپیکر استعمال کرنا جائز ہے یا

نہیں؟ اس سلسلہ میں ہمارے جھنگ میں اختلاف ہے برائے مہربانی صحیح تحقیق تحریر فرمائیں؟
مستفتی، حافظ محمد مستیم، جھنگ بازار، جھنگ صدر

الحاج

لاؤڈ سپیکر کا استعمال نماز میں تراویح ہوں یا جمعۃ المبارک خلاف اولیٰ ہے۔

جہر کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق عظمیٰ

خیر محمد عفا اللہ عنہ

۲۰ / رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ

تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بالجہر کے بارے میں ایک مسم فتویٰ

ایک قاری صاحب تراویح میں بسم اللہ کو بالجہر پڑھتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ قرآن سبع میں سے قائلون راوی امام نافعؒ، امام ابن کثیرؒ، امام عاصمؒ، اور امام کسائیؒ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ان کا یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ ”مالک لم یجدین“ میں ہے۔ کہ اس کو عاتم اور کسائی بالالف اور باقی بلا الف پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

جس طرح یہ اختلاف پڑھ کر ظاہر کیا جاتا ہے، اسی طرح بسم اللہ کے بارے میں سمجھیں۔ اور بسم اللہ کا مسئلہ اجتہادی بھی نہیں۔ کیوں کہ منقول چیزوں میں اجتہاد جائز نہیں۔ لہذا ہم اجتہادی مسائل میں تو امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ کیونکہ وہ امام اور مجتہد مطلق تھے۔ اور قرأت میں قرآن کے اماموں اور قرأت کے راویوں کے مقلد ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطے کو متواتر اور متصل سند کے ساتھ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اور قرأت میں امام ابو حنیفہؒ بھی انہی حضرات کے مقلد ہیں۔ اور اس مسئلہ میں اجتہاد کا احتمال قبول کرنے کے لائق نہیں۔

پھر وہ قاری مذکور الصدر فرماتے ہیں کہ قرآن سبع میں سے مسملین اور تارکین دونوں کی دلیل صحیح احادیث ہیں یہاں اجتہاد کا کیا دخل ہے۔ دونوں گروہ قرآن میں اجتہاد کو دخل نہیں دیتے اور ہر قاری نے وہی قرأت پڑھی ہے جو اس کے نزدیک متواتر ہے اور فقہاءؒ بھی اس بارے میں قرار کے تابع ہیں۔

امام مالکؒ نے امام نافعؒ سے بسم اللہ کے بارے میں پوچھا تو امام نافعؒ نے فرمایا بسم اللہ کا جہر سنت ہے۔ تو امام مالکؒ نے ان کو سلام کیا۔ اور فرمایا کہ ہر علم کا مسئلہ اس کے جاننے

دالے سے ہی پوچھنا چاہئے۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہ متعدد شہر دل کے ائمہ قرأت یعنی مکہ اور مدینہ اور شام والوں اور عاصم اور کسایی کا دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ کو پکار کر پڑھنے پر اجماع ہے۔ اس لئے تراویح میں بھی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھی جاوے۔ اور چونکہ سننا بھی مقصود ہوتا ہے اس لئے جہراً پڑھی جاوے تاکہ سامعین کی ایک سو تیرہ آیتیں نہ رہ جائیں۔

اس کے بعد ہم نے ان قاری صاحب سے پوچھا کہ جب تراویح میں بسم اللہ کا آواز سے پڑھنا ضروری ہوا تو چاہئے کہ فرض نمازوں میں بھی آواز سے پڑھا کریں۔ تو ان قاری صاحب نے یہ فرمایا کہ تراویح اور فرائض میں یہ فرق ہے کہ تراویح میں تو مقصود یہ ہوتا ہے کہ قرآن پورا پڑھا جائے اور وہ اس پر موقوف ہے کہ جس روایت میں پڑھ رہے ہوں ان کا کوئی اختلاف بھی چھوٹنے نہ پائے۔ پس اگر بسم اللہ کو آواز سے نہ پڑھا جائے تو بسم اللہ والوں کی روایت پر ختم کامل نہ ہو گا۔ اور فرائض میں مقصود یہ ہوتا ہے کہ اتنا قرآن پڑھ لیا جائے جس سے نماز درست ہو جائے نہ مان قرآن کا پورا کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے قاری صاحب فرماتے ہیں کہ ہم فرائض اور واجب نمازوں میں تو امام صاحب کے مقلد ہیں اور بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے ہیں اور تراویح میں بسم اللہ والے قاریوں کی تقلید کرتے ہیں اور بسم اللہ کو جہراً پڑھتے ہیں۔ اور چونکہ ہم اصول میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے مقلد ہیں اسی لئے اس معمولی سے اختلاف کے باوجود بھی ہم ان کے مقلد رہیں گے۔ کیونکہ امام صاحب نے کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا واجب ہے اور آواز سے پڑھنا ناجائز ہے۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ قرآن کا کوئی ختم ایسا نہ کیا جائے جو روایت کے بالکل موافق ہو۔

آخر صاحبین رحمہم بھی بہت سے مسائل میں امام صاحب سے اختلاف رکھتے ہیں لیکن اس پر بھی وہ معتدل ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اصول میں امام صاحب رحمہ اللہ کے موافق ہیں۔

اور حضرت مولانا قاری عبد الرحمن محدث پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ خاص حضرت شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے بھی تراویح میں بسم اللہ بالجہر پڑھنے کا فتوے اسی بنا پر دیا تھا اور وہ معتمد علیہ بھی ہیں۔ حضرت شیخ المنذر رحمہ اللہ نے ان سے اجازت حدیث

حاصل کی ہے۔

اور وہ قاری یہ فرماتے ہیں کہ ”فتاویٰ رشیدیہ“ میں مذکور ہے۔ لاریب احادیث سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ یعنی بسم اللہ کا نماز میں جہرا پڑھنا بھی آیا ہے سہرا بھی۔ ہاں اتنی بات ہے کہ بسم اللہ کا جہرا پڑھنا متروک ہو رہا ہے تو یہ احیاء کے سنتِ مردہ کے حکم میں ہے۔ پس اس کو رواج دینے میں سوشنمیدوں کا ثواب ہے۔ پس اولیٰ یہ ہے کہ اکثر بسم اللہ کو جہر کے ساتھ نماز میں پڑھا کریں۔ خواہ وہ فرض نمازیں ہوں جن میں قرأت جہرا کی جاتی ہے خواہ تراویح کی نماز ہو۔

مذکورہ بالا امور کی بناء پر اگر ہم تراویح میں بسم اللہ کو بالجہر پڑھیں تو ازراہ شریعت ناخوذ تو نہ ہوں گے۔ ۹

مستقی : مراد حسین پیراں والی گلی، ملتان شہر

الجواب

اگر تراویح میں ہر سورت سے قبل بسم اللہ کے ساتھ جہر کیا جائے تو اس میں ناخوذ نہ ہوگا۔ بلکہ ختم قرآن علی قرأت حفص کے لئے مناسب ہے کہ جہر کیا جائے تاکہ سامعین کو تمام قرآن کا سماع یسر آجائے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ امر بھی ضروری ہے کہ تارکین جہر پر نکیر نہ کی جائے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بسم اللہ صرف ایک دفعہ جہرا پڑھ لینا ختم قرآن کے لئے کافی ہے جہر کرنے والے اور سہرا پڑھنے والے دونوں فریق صواب پر ہیں۔ اور انھیں شریف سے پہلے بسم اللہ کے ساتھ جہر نہ کیا جائے اور نہ ہی فرائض میں بسم اللہ جہری کا عمل کریں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

خادم الافتاء خیر المدارس ملتان ۱۹/۵/۱۳۷۲ھ

”حنفی مذہب کی رو سے عدم جہر اولیٰ ہے۔ بعد نماز الترمیم

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ : مستم جامعہ خیر المدارس ملتان : ۲۴/۵/۱۳۷۲ھ

تراویح کے اولین دو گانہ سے پہلے تسبیح کا حکم نیز صلوٰۃ بر محمدؐ کا لغو بدعت ہے

نماز تراویح کا اولین یعنی پہلا دو گانہ شروع کرتے وقت وہ تسبیح معروف پڑھنا جو کہ ہر چار تراویح کے بعد عموماً پڑھی جاتی ہے۔ کہیں احادیث نبویہ یا آثار صحابہؓ یا فقہ حنفی سے ثابت ہے یا نہیں ؟

۱۲ ہر تراویح پر تسبیح معروف پڑھنے کے بعد مل کر ” الصلوٰۃ بر محمدؐ “ کا اونچا لغو لگانا مسجد میں جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب ۱۔ نماز تراویح کا اولین دو گانہ پڑھتے وقت تسبیح معروف پڑھنا ثابت نہیں۔ البتہ ہر چار گانہ کے بعد چار گانہ کی مقدار آرام کرنا۔ پھر اس وقت میں تسبیح اذکار یا خاموش بیٹھ رہنا یا انفرادی طور پر نوافل پڑھنا فقہاء کی عبارات سے ثابت ہے۔

ففي الدر المختار و يخيرون بين تسبيح وقراءة وسكوت و صلوٰۃ فرادی ۛ

تسبیح کے تحت شرح رد المحتار میں لکھا ہے۔

قال القهستاني فيقال ثلث مرات سبحان ذي الملك والملكوت الى قوله رب الملكوت والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسئلك الجنة و نعوذ بك من النار۔

۲۔ مل کر لغو بلند کرنا اور آواز کو مسجد میں اونچا کرنا بدعت ہے۔ فقط واللہ اعلم

بنده محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۴ / رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

خیر محمد عفا اللہ عنہ

حافظات کے لئے تراویح کی جماعت کرانے کا حکم

ہمارے ہاں تقریباً ہر رمضان شریف میں عورتوں کی تراویح کا مسئلہ چل نکلتا ہے عرض یہ ہے کہ ” فتاویٰ دارالعلوم : ج ۴، ص ۲۶۶ “ میں ہے کہ عورتوں کی جماعت اس طرح

کہ عورت ہی امام ہو مکروہ ہے خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی، سب میں عورتوں کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ اس پر جو حاشیہ ہے وہ یہ ہے۔

”ویکرہ تحریم اجتماع النساء ولو فی التراویح“ (در مختار) اسی طرح کتاب مذکور کے صفحہ نمبر ۳۰۰ پر ہے۔

”تراویح کی جماعت عورتیں نہ کریں۔ ویکرہ تحریم اجتماع النساء ولو فی

التراویح؟ (در مختار علی الشامی ج ۱: ص ۴۸)۔

حب فتاویٰ کی یہ عبارتیں دکھائی جاتی ہیں تو ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ چونکہ مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ کے ہاں تراویح اور وتروں کی جماعت عورتیں کراتی ہیں تو ہم کیوں نہ کرائیں کیوں کہ ہمارے لئے تو آپ حضرات حجت ہیں۔ اسی لئے اب صورت مسئلہ کی تحقیق و تفصیل کے لئے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ امید ہے کہ بار خاطر نہ ہوگا۔

شیخ مظفر طارق بوریدالا

پہلے زمانہ میں عورتیں مساجد میں آتی تھیں۔ اس کا شریعت نے السداد کیا۔ یعنی بند کر دیا۔ اسی طرح عورتوں کا جماعت کرنا مردوں کی طرح کہ امام اگے کھڑی ہو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ اور جب جماعت کرائیں تو امامہ کے وسط میں کھڑے ہونے کو تجویز کیا اور ساتھ ہی اسے مکروہ تنزیہی کہا۔

بعض مواضع میں مکروہ تنزیہی کا خلاف ادلی ہوتا ہے۔ رمضان المبارک کا مہینہ تلاوت کا مہینہ ہے۔ بالخصوص حافظوں کے لئے ضروری ہے۔ اس مصلحت کے لئے اس کو مستحب قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا امامت کرنا ثابت ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر خیر محمد عفا اللہ عنہ، مہتمم خیر المدارس ملتان

۲۲ / ۱۰ / ۱۳۸۸ھ

قال المرتب حفظه الله تعالى، اگر عورتوں کے اس اجتماع سے دینی مفاسد کا اندیشہ

ہو تو ترک جماعت ادلی ہونا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۵/۴/۲۰۰۷ھ

تراویح کے بعد دعا کا حکم ختم قرآن کے موقع پر لمبی دعا مانگنے کا حکم

- ۱ : تراویح کے ختم پر حافظ صاحب مختصر اجتماعی دعا مانگتے ہیں یہ ثابت ہے یا قابل ترک ؟
- ۲ : ستائیسویں کو ختم قرآن پر حافظ صاحب ایک لمبی دعا مانگتے ہیں۔ اسی طرح اس دنے ورتوں اور نفلوں کے بعد بھی اس نیت سے کہ قرآن پاک ختم ہوا ہے، قبولیت کی گھڑی سے دیر تک دعا کرتے ہیں۔

الجواب

- ۱ : تراویح کے بعد دعا کی اجازت ہے۔ (احسن الفتاویٰ : ج ۵ ص ۵۱۹)
- ۲ : اگر یہ دعا تراویح کے اختتام پر کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ عموماً نوافل کے بعد جو دعا ختم قرآن کے دن کی جاتی ہے وہ درحقیقت وعظ کے بعد ہوتی ہے کیونکہ اس موقع پر کچھ نہ کچھ فضائل قرآن بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ ویسے بھی کبھی کسی خاص داعیہ کی بناء پر اگر دعا ہو جائے تو اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی - ۳ - ۱۰ / ۱۴۰۷ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

رمضان المبارک میں حفاظ کو پیسے اور کپڑے دینا اجرت کے مشابہ ہے

- ۱ - ہمارے ہاں رمضان المبارک میں ختم تراویح پر حافظ صاحب کو پیسے کپڑے وغیرہ دیتے ہیں ایک مولوی صاحب کہتے ہیں المعروف کا لشرط کے تحت یہ مشابہ اجرت کے ہے اس لئے جائز نہیں۔ نیز بعض مسافر حافظ آتے ہیں ان کے کھلنے کا بندوبست کیا جاتا ہے کیا یہ بھی اجرت میں داخل ہے ؟
- ۲ : بیس تراویح کے بعد لوگ دعا اجتماعی طور پر ضروری سمجھتے ہیں نہ مانگنے والے پر اعتراض کرتے ہیں کیا یہ التزام بدعت بنے گا یا نہیں ؟
- ۳ : اجتماعاً دعا مانگ لے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

۴ : پھر اسی طرح نوافل کے بعد بھی دعا ضروری سمجھتے ہیں۔

۵ : داڑھی منڈے یا کتروانے والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھ لیں تو واجب الاعدہ ہیں یا نہیں؟

سائل عبدالحکیم

مدرس مدرسہ قاسمیہ ڈیرہ اسماعیل خان

الحمد لله

۱۱ : یہ پیسے کپڑے مشابہ اجرت کے ہیں۔ لہذا حضرات فقہانے اس سے منع کیا ہے

کسی دوسرے موقعہ پر خدمت کر لی جائے تو گنجائش ہے۔ مسافر حافظ کے

کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہیے۔

۲ : بیس تراویح کے بعد وقفہ استراحت تو مندوب ہے کذا فی الدر پہلے وقفوں

سے امتیاز کرنے کے لئے شاید دعا کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ تراویح ختم ہو چکی ہیں۔

۳ : جائز ہے۔

۴ : نوافل کے بعد اجتماعی دعا نہیں ہے نہ کی جائے۔

۵ : ایسے حافظ کی امامت مکروہ ہے لیکن تراویح کے اعداء میں حرج ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المذاکر س ملتان ۹۱ / ۹ / ۱۴۰۰ھ

تراویح میں امام صاحب قرآن مجید سے دیکھ کر ٹپھیں تو تراویح کا حکم

یہاں سعودی عرب میں امام حضرات قرآن پاک ہاتھ میں پکڑ کر کھول کر دیکھ کر تراویح پڑھتے ہیں۔

اور پھر ہاتھ میں رکھے ہوئے زمین پر رکھ کر سجدہ کرتے ہیں اور بعض جیب میں ڈال لیتے ہیں۔ پھر ٹپھنے کے وقت جیب سے نکال کر ٹپھنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان حضرات کا اس طرح تراویح پڑھنا اور ہمارا ان کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

احناف کے نزدیک قرآن مجید سے دیکھ کر ٹپھنا مفسد صلوٰۃ ہے لہذا آپ اپنی

تراویح کا الگ انتظام کر لیا کریں۔

الحمد لله

ويفسد هاترأته من مصحف عند أبي حنيفة ر وقال لا يفسد

له ان حمل المصحف وتقليب الاوراق والنظر فيه عمل كثير
والصلوة عنه بُدْءٌ وعلى هذا لو كان موضوعاً بين يديه على
رجل وهو لا يحمل ولا يقلب او قرأ المكتوب في المحراب
لا تفسد ، وان التلقن من المصحف تعلم ليس من اعمال
الصلوة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد
بكل حال وهو الصحيح اه (عالمگیری ج ۱ ص ۵۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۹ / ۳ / ۱۴۰۲ھ

تراویح میں قل هو الله کا تکرار

تراویح میں سورۃ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا سلف سے منقول ہے یا نہیں۔ تین مرتبہ
پڑھنا خلاف سنت ہونے کی وجہ سے بدعت تو نہیں ہوگا ؟
سائل مولوی حفیظ الرحمن

امام زینب سجدہ نقشبندہ کالونی ، ملتان

آج کل کچھ لوگ اس کا التزام کرنے لگے ہیں اور نہ کرنے والوں پر نیکی کرتے
ہیں اس لئے اگر قواعد کی رو سے درست بھی ہو، تو بھی اس عارض کی
وجہ سے اب اس کو ترک کر دینا چاہئے۔ ویسے کوئی پڑھے تو اس پر تشدید بھی نہ کریں کہ فی الجملہ
گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مؤرخہ : ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

تراویح میں سجدہ و رکوع کرنے کے لئے بسم اللہ جہری سے پڑھنا

ایک امام مسجد جو قاری و حافظ قرآن ہے روزانہ نماز پنجگانہ رمضان بشریف میں تراویح بخود اسی مسجد میں مع مقتدیوں کے ادا کرتا ہے۔ ظاہری حالات سے بالکل پابندِ شرع ہے۔ اور اہل محلہ بھی اس امام سے خوش ہیں۔ مگر قدرتی طور پر امام کو بوجہ بیماری کے ایسا عارضہ درپیش ہے نماز جہری خواہ وقتی فرض ہوں یا رمضان شریف میں تراویح ہوں قرأت جہری کے پڑھنے میں خاص کر اکھڑا کر کو افتتاح کرتے وقت تقریباً پانچ دس منٹ بندش آتی ہے جو کہ ظاہر طور پر امام و مقتدیوں کے لئے طبعاً گراں ہے۔ اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے کسی عالم مقتدر نے امام مذکور کو یہ رائے دی کہ فوائد رشیدیہ جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں مولانا مرحوم نے مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص کو جہری قرأت میں بندش ہو، خواہ وقتی فرض ہو یا تراویح، تو اکھڑا کر سے قبل ہر رکعت جہری میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہرا کہہ کر شروع کریں۔ کیونکہ قاری حفصؓ کا فرمان ہے کہ بسم اللہ شریف کو جہرا پڑھنا چاہئے۔ گو احناف جہری و سنی بسم اللہ پڑھنے کی اولویت میں کلام کرتے ہیں۔ اور ساتھ حضرت مرحوم یہ بھی فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”چونکہ بسم اللہ کو جہرا پڑھنا سنت ہے اور یہ سنت مردہ ہو چکی ہے۔ لہذا اس کی ادائیگی میں بڑا ثواب ہے“

چنانچہ امام مذکور نے بموجب ارشاد عالم مذکور جب بسم اللہ کو جہرا پڑھنا شروع کیا اکھڑا کر سے قبل تو سب بندش جو پہلے تھی ختم ہو گئی۔ مگر اب شہر کے مختلف علماء صاحبان اس عالم کے بتلائے ہوئے طریق کار و حافظ صاحب کی اس طرح ادائیگی نماز جہری کو خلاف شرع کی طرف نسبت کر رہے ہیں اور عوام میں عالم صاحب اور حافظ صاحب دونوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ جناب سے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جناب عالم صاحب کا یہ فرمان بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ درست ہے یا نہ؟ اور حافظ صاحب امام مذکور کا اس فتوے کے پیش نظر جہری نماز میں بسم اللہ کا جہر کرنا درست ہے یا نہ؟ اور دیگر علماء کا کہنا کہ یہ خلاف شرع امر ہے کیسا ہے اور ان کا عوام کو پروپیگنڈہ سے متاثر کرنا کیسا ہے؟

المستفتی اعظم الشہ سجاد ملتان

الجواب

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کو دیکھا گیا لیکن اس میں کوئی اس قسم کا فتویٰ نہیں ملا کہ جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا ہو کہ

”اگر کسی کو بندش ہو تو وہ سورۃ فاتحہ سے قبل ”بسم اللہ“ کو جہڑا پڑھ سکتا ہے“

البتہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد جب ابتداء سورۃ کے شروع سے کرتے ہیں اس کے متعلق اپنے تحریر فرمایا ہے جو کہ آپ کا امام کتاب ہے درست نہیں ہے کہ ہر سورت پر جہڑے بسم اللہ پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر کسی آدمی کو کوئی عذر ہو کہ وہ الحمد شریف کو زبان میں لکھتے کی وجہ سے جہڑا شروع نہیں کر سکتا، اور بسم اللہ کو جہڑا پڑھ کر الحمد شریف کو جہڑا پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے بسم اللہ جہڑے پڑھنے کا فتویٰ دے دیا جائے۔ لیکن اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہو گا کہ سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ کو زور سے پڑھنا مردہ سنت ہے اس کو زندہ کر دینا چاہیے۔ پس صورت مسئلہ میں بنا۔ بر عذر مذکور ”بسم اللہ“ پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا عالم غیر معذور قاری مل جائے تو اس کو امام بنا لیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفر اللہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۲۳ / ۱۲ / ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفر اللہ

مفتی خیر المدارس ملتان

تراویح میں نفل کی نیت سے شکر کرنے کا حکم

مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان شہر میں گزشتہ چند سالوں سے یہ دستور جاری ہے کہ ماہ رمضان کی سبائک راتوں میں اول شب رمضان سے بیس تک نصف شب تک بیس پچیس حفاظ نوافل میں قرآن مجید پڑھتے ہیں اور کچھ سننے والے حضرات نماز میں شریک ہوئے بغیر ان کا سن لیتے ہیں۔ اور آفری عشرہ میں چند حفاظ باری باری پڑھتے ہیں۔ اور تین راتوں میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں۔ اور یہ حفاظ اپنی دو، دو تراویح باقی رکھتے ہیں اور ہر ایک حافظ اپنی بقیہ دو رکعت تراویح میں اپنی اپنی منزل پڑھتا ہے اور سننے والے کچھ حضرات نیت باندھ کر مقتدی بن کر سنتے ہیں اور بعض بیٹھ کر بغیر اقتدار کئے سنتے ہیں۔ اگر کسی پرئسند کا غلبہ طاری ہو تو اسے گھر روانہ کیا جاتا ہے۔ اور باتیں کسی کو نہیں کرنے

دی جاتیں۔ تو کیا ہر دو صورت جائز ہیں؟

حضرت قاری رحمہ اللہ صاحب مسجد شراجاں ملتان

دونوں صورتیں بلا کراہت جائز ہیں۔ پہلی صورت میں تو خیر کوئی شبہ ہی نہیں البتہ دوسری صورت میں تھوڑا سا اشکال تھا کہ امام تراویح پڑھ رہا ہے اور مقتدی پیچھے نفل کی نیت باندھے ہوئے ہیں تو یہ اشکال بھی عالمگیری کی سندرجہ ذیل عبارت سے رفع ہو جاتا ہے

امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لا یجوز
ذلک کذا فی محیط السخی والفتوی علی ذلک کذا فی المضمورات والمقتدی اذا صلاھا
فی المسجدین لا بأس به (عالمگیری ج ۱ ص ۶۱)۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ

الحجاب صحیح

نائب مفتی - ۱۲ / ۹ / ۶۶ھ

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی نیر المذاہب ملتان

چار رکعت تراویح ایک سلام سے پڑھائیں اور درمیانی قعدہ

نہیں کیا تو پہلی دو رکعت تراویح ہوں گی یا آخری؟

امام نے چار رکعت تراویح بیک سلام پڑھائیں اور سہوا درمیانی قعدہ نہیں کیا تو دو رکعت تراویح ہوئیں۔ (بحاصلہ الخیر ص ۲۶ : بابت ماہ رمضان ۱۴۰۶ھ)۔
لیکن اخیر میں یہ تصریح نہیں کہ پہلی دو رکعت تراویح ہوئیں یا دوسری دو رکعت؟ ایک اردو فتاویٰ میں لکھا ہے کہ پہلی دو رکعت تراویح ہوئیں۔

صحیح مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ پہلے شفیع کی قرأت لوٹائی جائے یا دوسرے شفیع کی؟

سائل محمد اسماعیل دنجارا

کمہ ڈاکٹر پکا، ضلع ملتان

اذا صلی الامام اربع رکعات بتسلیمۃ واحدة لم یقع

فی الثانیۃ فی القیاس تفسد صلاتہ وهو قول محمد

الحجاب صحیح

وزفرہ و یلزمہ قضاء هذه التسلیمة وهو رواية عن
 ابی حنیفةؒ وفي الاستحسان وهو اظهر الروایتین عن
 ابی حنیفةؒ والی یوسفؒ لا تفسد واذا لم تفسد اختلفوا فی
 قول ابی حنیفةؒ والی یوسفؒ انها تنوب عن تسلیمة او
 تسلیمتین قال الفقیه ابواللیثؒ تنوب عن التسلیمتین اذ قال الفقیه
 ابو جعفرؒ والشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ فی
 التراویح تنوب الاربع عن تسلیمة واحدة وهو الصحیح
 لان القعدة علی رأس الثانیة فرض فی التطوع فاذا ترکها
 کان ینبغی ان تفسد صلاته اصلا کما هو وجه القیاس
 وانما جاز استحسانا فاختدنا بالقیاس وقتلنا بفساد الشفع
 الاول واخذنا بالاستحسان فی حق بقاء التحریمة و
 اذ بقیت التحریمة صح شروعه فی الشفع الثالث و
 فتداتها بالقعدة فجاز عن تسلیمة واحدة - (فتاویٰ
 قاضی خان، ص ۱۱۲، ۱۱۳ ج ۱)۔

قاضی خان کی اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری دو رکعت تراویح ہوئیں۔ پہلی دو رکعت
 نہیں۔ اس لئے پہلے شفع کی قرأت کو ٹالی جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی غیر المذاہب، بلقان : ۲۲ / ۱۰ / ۱۴۰۶ھ

ستائیس رمضان کی رات کو ختم کرنا زیادہ بہتر ہے

جب بیس رمضان ہو جاتی ہے تو قرآن مجید کے ختم شروع ہو جاتے ہیں کوئی اکیس کی رات کو کرتے ہیں
 کوئی پچیس کی رات کو کوئی جمعرات کو ترجیح دیتے ہیں۔ کئی ستائیس کی رات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان میں
 شریعت کا کیا حکم ہے کہ کس رات کو ختم کیا جائے ؟

الحجۃ

افضل یہ ہے کہ ستائیس رمضان کی رات کو ختم کیا جائے۔

وینبغی للامام اذا اراد الختم ان یختم فی لیلة

السابع والعشرين کذا فی السحیط ۱۷ (عالمگیری: ج ۱- ص ۶۱)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان: ۲۰/۳/۱۴۱۰ھ

امام کے رکوع کے انتظار میں بیٹھے رہنا

آج کل بہت سی مساجد میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ تراویح کی جماعت کے وقت بیٹھے رہتے ہیں۔ جب امام صاحب رکوع کے قریب ہوتے ہیں یا رکوع میں چلے جاتے ہیں تو اٹھ کر شریک ہر جاتے ہیں۔ ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

ایسا کرنا شرعاً مکروہ تحریمی ہے اور منافقوں سے مشابہت ہے۔ ہاں اگر بڑھاپے یا کسی مرض کی وجہ سے ایسا کیا جائے تو گنجائش ہے۔

الحجۃ

کما یکرہ تأخیر القیام لل رکوع الامام للتشبه بالمنافقین ۱۷

(در مختار)۔ (قوله کما یکرہ) ظاہرہ انہا تحریرۃ للعلة

المذکورة وفي البحر عن الخانیة یکرہ للمقتدی ان

یقعد فی التراويح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم لان فیہ

اظهار التکاسل فی الصلوة والتشبه بالمنافقین قتال اللہ تعالیٰ

واذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی ط قال فی الحلیمہ وفیہ اشعار

بانہ اذا لم یکن لکسل بل لکبر ونحوہ لا یکرہ وهو کذلک ۱۷

(شامیہ ج ۱: ص ۵۲۳۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔ فقط واللہ اعلم

محمد نور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

مفتی خیر المدارس ملتان ۲۲/۱۲/۱۴۱۰ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی

رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کا حکم

زید تراویح کی نماز پڑھا رہا تھا اس نے سورۃ الفال کا سجدہ تلاوت بھی اور دیگر کئی مقامات پر اس نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔ جب زید سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ سجدہ تلاوت کی نیت میں رکوع کے اندر کر لیتا ہوں۔ لہذا سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بحوالہ لکھیں۔

جہری نمازوں میں سجدہ تلاوت مستقل کرنا چاہیے۔ اور ستری نمازوں میں سجدہ تلاوت رکوع میں ادا کیا جائے۔

الحمد لله

ذكر في التتارخانية انه لو تلاها في السرية فلا ولي ان يركع
بها لشك يلتمس الامر على القوم ولو في الجهرية فالسجود
اولى . (شامية ، ج ۱ ، ص ۵۷۱)۔

جہری نماز میں امام اگر رکوع میں نیت کر لے تو مقتدی کے ذمہ سے سجدہ تلاوت تب ساقط ہوگا جب کہ مقتدی بھی رکوع میں ادائیگی سجدہ کی نیت کر لے یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ تلاوت ادا کر کے تشهد پڑھ کر سلام پھیر لے۔

ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه ويسجد به اذا
سلموا الامام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلوته كذا
في القنيله ، ج ۱ ، ص ۵۷۱)۔ (درنخا، مع الشاہ)

اس لئے مقتدیوں کی نماز کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ امام تلاوت کے لئے الگ سجدہ کرے یا پھر رکوع میں ادائیگی سجدہ کی نیت نہ کریں سجدہ صلوۃ میں خورد بخود ادا ہو جائے گا۔
فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۲ / ۴ / ۱۴۰۷ھ

انجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
صدر مفتی خیر المدارس ملتان

دو پر قعدہ کئے بغیر چار رکعت پڑھ لیں تو دو شمار ہوں گی یا چار

زید نے چار تراویح کی نیت کی اور چاروں کو ایک ہی قعدہ سے ادا کر لیا۔ یا صرف دو رکعت تراویح کی نیت کی اور پھر دوسری رکعت پر قعدہ کئے بغیر تیسری کی طرف کھڑا ہو گیا اور چار پڑھ کر لیں۔ ان دونوں صورتوں کا حکم مفصلاً بمع حوالہ مطلوب ہے۔

قاری محمد طاہر رحیمی

صدر شعبہ تجوید، قاسم العلوم ملتان

در مختار اور شامی میں تراویح کے بیان میں اس کی تصریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعات تراویح ہوتی ہیں۔

الحجۃ

فلو فعلها بتسلیۃ فان قعد لكل شفع صحت بکراہۃ و

الا نابت عن شفع واحد به یفتی ۱۵ (ج ۱ ص ۴۳)

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی - ۲ / ۱۲ / ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح

نیر محمد عفا اللہ عنہ بہتم جامعہ ہذا

اگر دو پر قعدہ کئے بغیر تین رکعت پڑھ لیں تو کوئی بھی شمار نہ ہوگی

اگر امام دو کی بجائے تین تراویح پڑھا دے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے تو کیا یہ درست ہے؟ اور دو تراویح ادا ہو جائیں گی؟

اگر دو رکعت پر قعدہ کے بغیر تیسری رکعت پڑھ لی خواہ سجدہ سہو بھی کر لے تب بھی نماز فاسد ہے۔ یہ تین رکعت تراویح اور جو اس میں قرأت کی گئی ہے اس کا اعادہ

الحجۃ

ہونا چاہیئے۔

قال فی الہندیۃ ولو صلی التطوع ثلاث رکعات ولم یقعد

علی رأس الرکعتین الا صح انہ تفسد صلوتہ (ج ۱ ص ۵۹)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی - ۱۱ - ۹ - ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

کوئی ازراہ اخلاص قرآن سنائے والے کی خدمت کمرے تو لینے کی گنجائش ہے

جو امام صاحب روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھاتے ہیں، وہی تراویح پڑھاتے ہیں۔ اور ان سے کسی بھی معاوضہ کی قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ حافظ صاحب علانیہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی معاوضہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ اب اگر کوئی شخص اپنے طور پر ان کو کچھ دینا چاہے رمضان المبارک میں تو یہ حافظ صاحب قبول کر لینا چاہتے ہیں جب کہ دینے والے کی نیت امداد کی ہے تراویح کے معاوضہ کی نہیں۔ وہ صرف فی سبیل اللہ خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اگر لینے اور دینے والے کی نیتوں میں معاوضہ تراویح کی بجائے رمضانے مولا موجود ہو تو کیا لینا اور دینا دونوں کے لئے جائز ہے؟ بنوا تو جروا۔

اگر واقعہ خدمت کے جذبہ کے تحت دینا چاہتے ہیں تو حرج نہیں۔ لیکن اس کیلئے ختم کی رات متعین نہ کریں تاکہ اجرت کے ساتھ مشابہ نہ ہو شروع میں یاد درمیان میں کسی بھی وقت

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم

دے سکتے ہیں۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ نعیمیہ دار کس ملتان - ۱۱ / ۹ / ۱۴۰۲ھ

اصل یہ ہے جو فرض پڑھائے وہی وتر پڑھائے

ایک قاری صاحب نے عشاء کے فرض پڑھائے۔ اور دوسرا قاری صاحب تراویح پڑھائے۔ تفسیراً

قاری صاحب وتر پڑھا سکتا ہے؟

۲ : تراویح کے درمیان قاری صاحب نے بغیر غلطی کے سجدہ سہو کر لیا۔ نماز میں کوئی خلل واقع

تو نہیں ہوا ؟

اصل یہ ہے کہ جو امام فرض پڑھائے وہی وتر پڑھائے۔ چنانچہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول تھا۔

الجواب

وقد كان عمر رضي الله تعالى عنه يؤقهم في الفريضة والوتر

وكان أجت يؤقهم في التراويح كذا في سراج الوهاج -

(عالمگیری : ج ۱ : ص ۶۱) -

معلوم ہوا کہ تراویح اور فرض میں امام الگ الگ ہو سکتا ہے۔ عند الضرورت وتر کے لئے دوسرا امام بن سکتا ہے۔

۲ : بھن شک کی وجہ سے سجدہ سہو نہیں کرنا چاہئے۔ اگر اتفاقاً غلطی ہو جائے تو نماز ہو جائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آئندہ احتیاط کی جائے۔

ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه فبان ان لا سهو

فلا شبه الفساد (در مختار) وفي الفيض وقيل لا تفسد وبه

يفتي "شامية" قبيل باب الاستخلاص : (ج ۱ ص ۵۶۰) وهكذا

في فتاوى دارالعلوم : ج ۲ : ص ۵۲ -

جب مسبوق کی نماز فاسد نہ ہوئی تو دوسروں کی بطریق اولیٰ نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی ۲۶ / ۱۱ / ۱۴۰۲ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

تراویح کی ابتدائی رکعت میں زیادہ منٹ نزل پڑھنے کا حکم

تراویح کی پہلی رکعت میں پاؤ پارہ تک پڑھ لے اور دوسری میں تھوڑا سا پڑھے۔ یا تراویح کی شروع رکعتوں میں بہت زیادہ پڑھ لے اور بعد کی رکعتوں میں تھوڑا سا پڑھے تو کیسا ہے؟ تراویح میں مقتدیوں کے نشاط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر ابتداء کی تراویح میں زیادہ پڑھنے سے خوش ہوتے ہوں تو اس کی اجازت ہے ورنہ قرأت

الجواب

سب رکعتوں میں یکساں طور پر کی جائے۔

وسن ختم القرآن فیہا مرة فی الشهر علی الصحیح و هو
قول الاکثر رواہ الحسن عن ابی حنیفہ یقرأ فی کل رکعة
عشر ایات او نحوہا الا فی المحيط الا فضل فی زماننا ان
یقرأ بمالا یؤدی الی تنفیر القوم عن الجماعۃ -
(مراقی: ص ۲۲۶) - فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
مؤرخہ ۲۱ / ۱۱ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
رئیس افتاء خیر المدارس ملتان

پہلی چار رکعتوں میں پورا پارہ اور باقی میں ایک پارہ پڑھنے کا حکم

نماز تراویح میں قرآن شریف کی منزل پہلی چار رکعتوں میں ایک پارہ اور سولہ رکعتوں میں
ایک پاؤ پڑھنا درست ہے یا کہ ہر رکعت میں تقریباً ایک رکوع پڑھے۔
اگر مقتدی مذکورہ طریق کو پسند نہ کرتے ہوں اور تقلیل جماعت کا سبب بنتا
ہو تو امام صاحب کو چاہئے کہ سب رکعتوں میں ایک جیسی قرأت کریں۔ بلکہ
بہتر یہی ہے۔ مراقی میں ہے۔

یقرأ فی کل رکعة عشر ایات او نحوہا -
چند سطروں کے بعد تحبیر فرماتے ہیں۔

قرأ بقدر مالا یؤدی الی تنفیرہم فی المختار (ص ۲۲۶)
نقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
نائب مفتی - ۱۲ / ۹ / ۱۴۰۴ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

عورتوں کا تراویح کے لئے مسجد میں آنا

فقہ حنفی میں عورتوں کے لئے مساجد میں تراویح ، نماز جمعہ ، اور عیدین کے لئے آنے کا کیا حکم ہے۔
سائل حافظ ممتاز قاسمی سیسی

عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے جانا درست نہیں۔
مراقی میں ہے۔

الجواب

ولا یجوز لهن الاجتماع لما فیہ من الفتنة والمخالفة۔
طحطاوی میں ہے۔

لقوله صلى الله عليه وسلم صلاة المرأة في بيتها افضل من
صلاتها في حجرة لها وصلاتها في مخدعها افضل من
صلاتها في بيتها فالافضل لهما ما كان استرلها لافرق
بين الفرائض وغيرها كالتراويح۔ (ص ۱۶۶)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی - ۷ - ۱۰ - ۷۱۴۰ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

تسبیح مسنونہ کے بعد الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ پڑھنا

نماز تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد تسبیح منقولہ سبحان ذی الملک والملكوت
پڑھی جاتی ہے اور بعض مساجد میں اس تسبیح کے علاوہ چند دفعہ الصلوة والسلام علیک
یا رسول اللہ اور دوسرے دوگانہ کیلئے اٹھتے وقت "صلوة بر محمد" پڑھا جاتا ہے۔ تراویح
کے بعد ذکر و اذکار مذکورہ اور درود سلام کے پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے اس وقفہ میں کوئی خاص
عمل مستعین نہیں۔ چاہے تسبیحات پڑھیں چاہے تلاوت کریں چاہے غامض

الجواب

ہیں۔ کتب فقہ میں۔ سبحان ذی الملك والملکوت اللہ دعا منقول ہے اور
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ یا صلوة بر محمد کہیں
منقول نہیں۔ بلکہ پڑھنا بھی درست نہیں کہ یہ شعار ہے اہل بدعت کا۔ نیز اس میں عقیدہ حاضر و
ناظر کی طرف ایہام ہے۔ در مختار میں ہے۔

يجلس ندبا بين كل اربعة بقدرها وكذا بين الخامسة
والوتر ويخبرون بين تسبيح وقراءة وسكوت وصلوة
فواحد (در مختار)۔

(قوله بين تسبيح) قال القهستاني فيقال ثلاث مرات
سبحان ذی الملك و الملکوت سبحان ذی العزّة و
العظمتہ والقدرۃ و الکبریاء و الجبروت سبحان الملك
الحی الذی لا یموت سبحوہ قدوس رب الملائکۃ
والروح لا الہ الا اللہ نستغفر اللہ نسألك الجنة ونعوذک
من النار اه کافی منہج العباد - (شامی ج ۱ ص ۶۶۱)۔
فقط واللہ اعلم

اتقر محمد النور عفا اللہ عنہ

مفتی غیب المدارس ملتان ۱۰/۲۱/۱۴۰۴ھ

تراویح میں ماکان محمدؐ کے بعد درود شریف پڑھنا

ایک شخص نے رمضان المبارک میں قرآن مجید سناتے ہوئے یہ آیت پڑھی ”ماکان محمد
ابا احد من رجالکم اللہ اس کو یوں پڑھا ”ماکان محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ابا احد من رجالکم“ اللہ اور پھر ”ان اللہ و ملائکتہ یصلون
علی النبی اللہ پڑھنے کے بعد مکمل طور پر درود شریف پڑھتا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ یہ سب
کچھ جان بوجھ کر کرتا ہے بلکہ ایسا کر دایا گیا ہے۔ حافظ کے استاد صاحب نے اسے کہا ہے کہ

اس طرح کر۔ آیا نماز تراویح ہو گئی یا نہیں ؟
 قرآن مجید کی تلاوت اسی ترتیب کے مطابق جاری رکھنی چاہیے۔ چاہے نماز
 میں پڑھ رہے ہوں یا غیر نماز میں۔ نماز میں آخری قعدہ کے علاوہ کسی
 اور جگہ درود شریف پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

ومکروہۃ فی صلوۃ غیر قشرد اخیر۔ اھ (درمختار
 علی الشامیۃ : ج ۱۱ ص ۳۲۸)۔ فقط واللہ اعلم۔
 اسحق رحمہ اللہ اور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان : ۲۸ / ۱۱ / ۱۴۰۷ھ

تراویح میں بدول قعدے تیسری کی طرف کھڑے

ہو گئے تو سجدہ پہلے پہلے ہو سکتے ہیں

ایک شخص نے دو رکعت نماز تراویح کی نیت باندھی پھر بھول کر چار رکعت پڑھ لیں اور
 دو رکعت پر قعدہ نہ کیا آخری قعدہ کے ساتھ سجدہ سہو کیا اور سلام پھیر دیا۔ اس صورت میں نماز
 صحیح ہو گئی یا نہ۔ اگر صحیح ہو گئی تو یہ دو رکعت ہو جائے گی یا چار رکعت ہوں گی اور اس صورت میں
 درمیانی قعدہ فرض سمجھا جائے گا یا واجب ؟ اور تراویح کے مسائل نوافل پر قیاس کر سکتے ہیں
 یا نہیں ؟

وعن ابی بکر الاسکاف انہ سئل عن رجل قام
 الی الثالثة فی التراويح ولم یقعد فی الثانية

قال ان تذکر فی القیام ینبغی ان یعود ویقعد ویسلم وان
 تذکر بعد ما سجد للثالثة فان اضاء الیہ اربعة رکعات آخری
 كانت هذه الاربعة عن تسلیمة واحدة الخ (عائزی ج ۱ ص ۱۷۱)
 جزئیہ ہذا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں دو رکعت نماز تراویح کی

درست ہو گئی۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ محمد عبد اللہ عقیل، مفتی جامعہ ہذا

نائب مفتی ۲۰/۹/۱۳۸۰ھ

ایک اہل حدیث علم کا علماءِ حقہ کی عبارت سے

آٹھ تراویح پر استدلال کا مفصل جواب

اخئی فی اللہ مولانا بشیر احمد حسینی صاحب شور کوٹی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بخیریت طرفین مستدعی۔

حقیقت مسئلہ معلوم کرنے کے لئے عرفیہ ارسال کر رہا ہوں واللہ اس کے سوار اور کوئی غرض نہیں۔
 احقر الانام آپ کی علمی و عملی حیثیت کے کاغذ سے قدر کرتا ہے۔ میں نے دورانِ خطبہ (۱۰) قیام لیلہ تطوینا
 (احدیث) کے تحت یہ الفاظ کہے تھے کہ تراویح کی تعداد رکعت میں مسلمانوں کے اندر اختلاف ہے جو
 بھائی بیس پڑھتے ہیں ہمیں ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ہماری جماعت جمع وتر گیارہ رکعت
 پڑھتی ہے۔ تو ہمارے بھائی ہمیں سب دشتم اور خدا جانے کیسے غلیظ القابوں سے نوازتے ہیں۔ خدا ان
 کا بھلا کرے مگر ہاں کوئی صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت پڑھنا پڑھانا یا پڑھنے کا ارشاد
 فرمانا روایت مرفوعہ صحیحہ غیر مجروحہ سے ثابت کر دے تو میں اس کے علم کا اعتراف کر دوں گا۔ اور معاً
 بیس رکعت علی الاعلان ادا کر دوں گا۔ (از خطبہ جمعہ)۔

اخئی المکرم! مگر آپ نے عبد العزیز صاحب کو بدعت کے چکر میں اور وتر کی تعداد کے الجھاؤ
 میں پھنسا کر دماغ کو منتشر کرنے کی کوشش کی جو کہ آپ کے مزاج مناظرہ کے عین مطابق مگر آپ کی
 شان ارفع کے بالکل بعید تھی۔

نفسِ سندیہ۔ ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی دینی دلیل بیس رکعت کی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کا تقابل کر سکے تو برائے کرم پیش فرمائیے مگر آپ اپنے بزرگوں کے
 ارشادات بھی سن لیجئے۔

- ۱ : حضرت مولانا کشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ - رسالہ "الحق الصریح : ص ۲۲" پر ارشاد فرماتے ہیں کہ "گیارہ رکعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت و موکر ہیں"۔
- ۲ : حضرت مولانا عبدالحق صاحب محدث اپنے رسالہ "سوال المہمان : ص ۹۲" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت نہیں جیسا کہ آج کل عمل ہے۔ بل صرف ایک حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آئی ہے۔ جس میں بیس رکعت ثابت ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔"

- ۳ : علامہ ابوسعود صاحب "شرح کنز" میں لکھتے ہیں۔
- "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت تراویح نہیں پڑھی بلکہ آٹھ رکعت ادا کی ہے"۔
- ابوسعود، شرح کنز : ج ۱، ص ۶۵، طبع مصر۔
- ۴ : علامہ طحطاوی "حاشیہ در مختار" میں فرماتے ہیں کہ۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح آٹھ رکعت ہی پڑھی ہیں۔ بیس رکعت کا ثبوت نہیں"۔

۵ : حضرت مولانا نور شاہ صدیق العلوم دیوبند عرف الشذی، ص ۳۲ میں لکھتے ہیں۔

"واما النسبی صلی اللہ علیہ وسلم فصح عنہ ثمان رکعات و اما عشرون رکعة فهو عنہ علیہ السلام بسند ضعیف و علی ضعفہ اتفاق"

- ۶ : مولانا عبدالحق صاحب رح کے پاس ایک سائل سوال کرتا ہے کہ یا حضرت جو حدیث ابن حبان نے روایت کی ہے کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف میں تین رات گیارہ رکعت جمع و تہ تراویح پڑھائی تو اتنی پڑھنے والا ہل یكون تارکاً للسنة - یعنی کیا گیارہ رکعت پڑھنے والا تارک السنۃ ہے؟"

جواب : جمہور سنت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"جس فعل پر مواظبت رسول ہو اس کو سنت کہتے ہیں لہذا اس تعریف سے سنت گیارہ رکعت ہی ہوتیں۔ اور جو زیادہ ادا کی جاتی ہیں وہ مستحب ہیں"

۱ : قال الجوزی عن اصحابنا عن مالک انه قال ما جمع علیه
الناس احب الخ وهو احدى عشرة رکعة وهی صلوة
رسول الله علیه وسلم قيل احدى عشرة رکعة بالوتر
قال نعم وثلاث قریب قال لا ادری من این احدث
هذا الركوع الكثير

احقر الانام عبد السلام عابر
یکم رمضان المبارک — ۱۴۰۰ ھ



حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اٹھ تراویح کے لئے استدلال کرنا کئی
دہوہ سے مخدوش ہے۔

۱ : یہ ایسی نماز کے بارے میں ہے جو رمضان وغیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے وہ تہجد ہے رمضان
وغیر رمضان کی تصریح حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں موجود ہے۔

۲ : تراویح باجماعت پڑھی جاتی ہیں اور اس میں انفرادی نماز کا ذکر ہے۔

۳ : تراویح دو۔ دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا میں چار چار رکعت ہیں۔

۴ : یہ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی دیگر احادیث صحیحہ سے متعارض ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها انه صلى الله عليه وسلم كان

يصلي بالليل ثلاث عشرة ركعة ثم يصلي اذا سمع النداء

بالصبح ركعتين خفيفتين - اخرجه مالك في الموطا

اور ابو داؤد مشرف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

كان يصلي رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث عشرة ركعة

من الليل ثم صلى احدى عشرة وترك ركعتين ثم قبض

وهو يصلي تسع ركعات

اسی بناء پر بہت سے اہل علم نے صلوٰۃ لیل کے بارے میں حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کو مضطرب کہا ہے۔ قالہ الحافظ فی الفتح - تین رکعات وتر نکال کر باقی دستل یا اٹھ

یا چھڑکتی ہیں۔ پس اس سے آٹھ رکعات کے لئے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے؟ محققین نے اس اختلاف کو مختلف حالات پر محمول کیا ہے کہ کبھی آٹھ رکعت تہجد ہوتی تھی کبھی کم، کبھی زیادہ۔

مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ حاشیہ مؤطا میں فرماتے ہیں۔

ماکان یزید اللہ ہذا بحسب الغالب والہ فقد ثبت عنہا النہی
قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی ثلاث عشرة رکعة
ثم صلی احدی عشرة رکعة ثم قبض حین قبض وهو یصلی
تسع رکعات وثبت عنہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یصلی ثلاث عشر رکعة اخرجه فی المؤطا وثبت من
زید وابن عباس رضی اللہ عنہما ثلاث عشرة فمن ظن اخذا من
حدیث عائشة رضی اللہ عنہا ان الزیادة علی لحدی
عشرة بدعة فقد ابتدع امرالیس من الدین۔ اھ

بہر حال اس سے آٹھ تراویح کے لئے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

۱ : بیس رکعت تراویح کا ثبوت حدیث پاک، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم، اور اتفاق ائمہ کرام رحمہم اللہ سے ہے۔
حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے۔

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عشرون رکعة
والوتر فی رمضان اخرجه ابن الجب شیبہ وعبد بن حمید
والبغوی۔ والبیہقی والطبرانی“

اس میں ایک راوی معتبر درج ہے لیکن بیس رکعت پر اتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کا ضعف
منجبر ہے۔ اور ایسی عملی تائید شاید ہی کسی حدیث کو حاصل ہوگی جو اس حدیث کو حاصل ہے پس اس
تعاہل صحابہ کی موجودگی میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صرف نظر ممکن نہیں۔ مگر ایسے شخص
کے لئے جس کی بصیرت ماؤف ہو چکی ہو۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو معارض قرار دینا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ
تب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ان دونوں حدیثوں میں جمع نہ ہو سکتی ہو۔ پہلے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوامی نہیں بلکہ بعض احوال پر محمول ہے وہ بھی نماز تہجد پر۔ پس بیس رکعت تراویح اس سے کیونکر معارض ہوگی۔
مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لكن الاخذ بالراجح وترك المرحوح انما يتعين اذا تعارضا
ولا يمكن الجمع وههنا الجمع ممكن بان يحمل حديث
عائشة على انه اخبار عن حاله الغالب كما صرح به
الباجي في شرح المؤطا ويحمل حديث ابن عباس رضي
الله عنه كذلك احيانا - ۳ (التعليق الممجد حاشية مؤطا امام محمد)
دوسری حدیث یہ ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة
الخلفاء الراشدين المهديين تسكوا بها وعضوا عليها
بالنواجذ الحديث -

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کے علاوہ خلفاء راشدین کی سنت اور طریقے کو
بھی لازم و واجب العمل قرار دیا ہے۔ اور تین خلفاء راشدین کے زمانے میں جو طریقہ رائج تھا وہ
بیس رکعات تراویح ہے۔ پس بموجب فرمان نبوی اس طریقے کے واجب الاتباع ہونے میں
کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ فعل نبوی سے قول نبوی زیادہ حجت ہے۔ اس میں تین الفاظ لزوم
کے لئے ہیں۔ علیکم۔ تسکوا بها اور عضوا علیہا بالنواجذ۔ پس
اس کا ترک ایک مسلمان کے لئے کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

۳ تیسری حدیث : أخرجه البيهقي باسناد صحيح عن الشائب
بن يزيد قال كانوا يقيمون على عهد عمر لعشرين ركعة
وعلى عهد عثمان وعلى مثله -

۴ : چوتھی حدیث : عن يزيد بن رومان قال كان الناس
يقيمون في عهد عمر في رمضان بعشرين ركعة (مؤطا)۔

۵ : پانچویں حدیث :- وفي المغني عن علي انه امر رجلا ان يصلي

بہم فی رمضان بعشرین رکعة وهذا کالاجماع

(اوجز المسالك: ج ۱ ص ۳۹۷)۔

خلفاء ثلاثہؓ اور اتفاق صحابہ رضہ کے بعد ائمہ اربعہؓ حتیٰ کہ داؤد ظاہری کا مذہب بھی سنئے ان میں سے کوئی بھی بیس سے کم کا قائل نہیں ہے۔

وقال ابن رشد فاختار مالك في أحد قوليه وأبو حنيفة و

الشافعي وأحمد و داؤد القيام بعشرين ركعة سوغ الوتر

(اوجز المسالك: ص ۳۹۶ ج ۱)۔

آثار اس بارہ میں بے شمار ہیں بوجہ اختصار نقل نہیں کئے گئے۔ عمد فاروقی سے لے کر آج تک حرمین شریفین اور عالم اسلام کی تمام بڑی اور مشہور مساجد میں بیس سے کم تراویح نہیں پڑھی گئی۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

”فیما ثبت بالسنة“ میں ہے۔

الذی استقر علیہ الامر و اشتہر من الصحابة والتابعین

ومن بعدهم هو المشروئ - (اوجز: ص ۳۹۷ ج ۱)۔

بزرگوں کے اقوال کا

جواب یہ ہے کہ اول تو ان کے ثبوت میں کلام ہے جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب رح کی ادھوری عبارت نقل کر کے خیانت کی گئی ہے۔ مندرجہ فی السؤال عبارت سے آگے ذیل کی عبارت بھی حاشیہ ہدایہ میں مذکور ہے جس میں تصریح ہے کہ: ”آٹھ تراویح پڑھنے والا سنتِ مؤکدہ کا تارک ہوگا۔“

و محققوہم یعرضونہا (اعی السنة) بما واطب علیہ الرسول

او خلفاءہ والیہ یشیر عبارات الفقہاء فی مواضع شتی و هو

المستفاد من حدیث علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین

الحدیث أخرجه ابو داؤد و ابن ماجہ فان کلمة علیکم

متدل علی اللزوم و کذا عطف سنتہ الخلفاء علی سنتی (الح)

ان قال فعلى هذا التعريف يكون السبغة المؤكدة هو عشرون

ركعة لشبوت مواظبة الخلفاء الثلاثة عليها وان لم
يثبت مواظبة الرسول عليها فمؤدع ثمان ركعات يكون
تاركاً للسنة المؤكدة - اهـ (حاشية هداية : ج ۱ : فصل في
قيام رمضان) -

۲ : حضرت گنگوہی ؒ نے بھی اکٹھے رکعت پڑھنے والے کو تارکِ سنت لکھا ہے۔ (قناوی رشیدیہ
جلد ۲ - ص ۴۴)۔ عقل کی بات بھی یہی ہے کہ بیس پڑھی جائیں۔ کیونکہ قیامت میں اگر بیس
کا سوال ہوا تو موجود ہوں گی اور اگر اکٹھے پڑھی تھیں تو باقی کہاں سے پوری کی جائیں گی ؟
۳ : اس مسئلہ میں ابن الہمام ؒ کا تفسر بھی قابل قبول نہیں۔ ابن الہمام ؒ کے عظیم شاگرد علامہ
قاسم بن قطلوبغا ؒ فرماتے ہیں -

لا عبرة بابحث شيخنا يعني ابن الهمام الذي خالفنا
المنقول يعني في المذهب ۱۲ (شامی ج ۱ ص ۲۲۵) -

بر تقدیر ثبوت " اقوال بزرگان " کا ایک جواب یہ ہے کہ ان سے بھی بڑے بزرگ ائمہ اربعہ
وغیرہم بیس رکعت تراویح کے " سنت متوکدہ " ہونے کی تصریح فرما چکے ہیں۔ پس بڑوں کے اقوال
فرمان نبویؐ ، اتفاق صحابہؓ کی روشنی میں زیادہ قابل ترجیح ہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مؤرخہ ۱۴ / ۹ / ۱۴۰۰ھ



تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر تفریق آیات پڑھنا بدعت ہے

ایک حافظ قرآن نے قرآن کریم ختم کیا اور دوسری رکعت تراویح میں اولئک ہم المفلحون
کے بعد متفرق آیات مندرجہ ذیل

ان رحمت اللہ قریب من المحسنین : دعوتہم فیہا سبحانک

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتِهِمْ فِيْهَا سَلَامٌ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ اِنَّ الْحَمْدَ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَمَا ارْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۝
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ
خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ
وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ سُبْحَانَكَ رَبُّكَ رَبِّ
الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلٰى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

تمک پڑھ کر رکوع کیا۔

۲ : ساتھ ہی اس حافظ صاحب سے کہا بھی گیا کہ اس طرح متفرق آیات پڑھنے سے نماز
مکروہ ہو جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ کیا متفرق آیات پڑھنے سے نماز تراویح ہو جائے
گی یا نہیں ؟

صورۃ سنوٰلہ میں جو طریقہ ختم قرآن کریم کا ذکر کیا گیا ہے جس میں مختلف آیات
کو ایک رکعت میں جمع کر کے حافظ پڑھتا ہے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی
ہے اور اس فعل کو اچھا سمجھنا اور اس پر اصرار کرنا بدعت سیئہ ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔
۲ : لیکن اگر کوئی شخص اسی طرح ختم کرے تو باوجود کراہت کے نماز تراویح ادا ہو جائے
گی۔ کما یفہم من ابواب زلۃ القاری۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح : خیر محمد عفا اللہ عنہ ہستم جامعہ خیر المدارس ملتان

ہر چار تراویح کے بعد پڑھے گئے قرآن شریف کا خلاصہ بیان کرنا

آج کل لوگوں نے قرآن مجید کی تعلیمات مسلمانوں میں عام کرنے کی غرض سے یہ طریقہ اختیار کیا ہے

کہ رمضان المبارک میں قیام اللیل کی نیت سے تراویح اس طرح ادا کی جاتی ہیں کہ ہر چار رکعت کے بعد تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کریم کی اولاً ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی جاتی ہے اور پھر حافظ صاحب چار رکعت تراویح سناتے ہیں اس طرح ترجمہ اور تشریح میں پتالیس منٹ اور نماز میں پندرہ منٹ صرف ہوتے ہیں۔ بارہ رکعت کے بعد پندرہ منٹ تقریباً چائے وغیرہ کا وقفہ ہوتا ہے۔ اس طرح تقریباً پانچ گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ طریقہ عبادت بدعت حسنہ کی تصریح میں آتا ہے ؟

۲۔ کیا ہمارے اسلاف میں اس طرح کی کوئی مثال ملتی ہے ؟

۳۔ کیا اس سے تردید کی روح ختم ہو جاتی ہے ؟

۴۔ کیا اس طرح سنون تراویح ادا ہو جاتی ہیں ؟

۵۔ کیا اس طرح قیام اللیل کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے ؟

ہر چار رکعت تراویح کے بعد ایک تردید کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے۔ اس وقفہ میں کیا کیا جائے یہ نمازیوں کے اختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مرقی میں ہے

و یستحب الجلوس بعد صلوٰۃ کل اربع رکعات بقدرہا.....

وہم مخیرون فی الجلوس بین التسبیح والقراءة والصلوٰۃ

شراذخ والسکوت۔ (ص ۲۲۶)

اور علامہ شامیؒ نے ”نہر“ سے نقل کیا ہے۔ و اهل مكة يطوفون و اهل

المدینة یصلون اربعاً۔ (ج ۱، ص ۴۴)۔

بہر حال مقدار تردید میں مفروضہ آیات کا خلاصہ بیان کرنا جائز ہے بشرطیکہ تعلیل جماعت کا

باعث نہ ہو۔ اور مقدار تردید کے بیان کو شرکاء استراحت تصور کرتے ہوں۔ اس سے زائد چونکہ سلف

سے اور کتب فقہ میں منقول نہیں اس لئے ترک کر دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

استفسارات کے جوابات یہ ہیں۔

۱۔ یہ طریقہ بدعت حسنہ ہونا محل کلام ہے۔

۲۔ ہمارے علم میں نہیں۔

۳ :- ہاں ختم ہو جاتی ہے۔

۴ :- تراویح تو ادا ہو جائیں گی۔

۵ :- یہ بظاہر قیام اللیل کے موضوع کے خلاف ہے۔ قیام اللیل میں اصل، تلاوت و نماز ہے۔ جس میں صرف گھنٹہ سوا گھنٹہ خرچ ہوگا اور درمیانی وقفہ تردیکھ حصول راحت اور تجدید نشاط کے لئے ہوتا ہے۔ خود وقفہ مقصود نہیں کہ جس میں تقریباً چار گھنٹے صرف ہوں۔ نیز اتنی دیر کا بیان سننا مزید تکلف کا باعث ہوگا۔ تو گویا اصل قیام اللیل نہ رہا۔ بلکہ اصل بیان ہو گیا اور تردیکھ راحت نہ رہا۔ یہ اجتماعی عمل کی بات ہے انفرادی فعل کی حیثیت اور ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الانصار جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۹/۹/۲۰۰۹ھ

تراویح کی نیت میں ”سنت رسول اللہ“ کہنے کا حکم

۱ :- ہمارے شہر میں ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ چار رکعت نماز سنت رسول پاکؐ کی فرص اللہ کے ”سنت رسولؐ کی“ نیت میں رسولؐ کا نام لینا چاہئے یا نہیں؟ سنت تراویح ہو یا کوئی سنت ہو، نیت اللہ کی ہو یا رسولؐ کی۔

۲ :- ہمارے استاذ صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ نماز میں کتا یا بلی کا خیال آجائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ یا اچانک خیال آجائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال لے آنا۔ میرے استاذ صاحب نے فرمایا تھا کہ۔

نماز میں کتا یا بلی کا اچانک خیال آجائے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال لے آنا، میرے استاذ نے فرمایا تھا، تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ لیکن لوگوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ آپ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

تراویح کی نیت یہ ہے ”دو رکعت نماز سنت تراویح پڑھتا ہوں واسطے

اللہ تعالیٰ کے ”سنت رسول اللہ“ کہنا کوئی ضروری نہیں۔ لیکن یہ نفل ہے کہ

الحمد للہ

لینے سے بھی نماز ہو جائے گی۔ کیوں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ادا کرتا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ یہ اللہ کے لئے نہیں۔ فرائض و سنن نوافل سب کے سب اللہ کے لئے ہیں۔ غیر اللہ کے لئے ایک سجدہ بھی حرام ہے۔

والاحتیاط فی التواذیح ان ینوی التواذیح او سنۃ الوقت
او قیام اللیل کذا فی منیۃ المصلی والاحتیاط فی السنن ان
ینوی الصلوۃ متابعاً لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
(ہندیہ ۱ ج ۱ ص ۶۵)۔

۲۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال درود شریف اور شہد میں السلام علیک ایہا
النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے وقت شرعاً مطلوب ہے۔ چنانچہ مراقب میں ہے
» فیقصد المصلی انشاء ہذا اللفاظ مرادۃ لہ قاصداً معناہا
الموضوۃ لہ من عندہ کانہ یحی اللہ سبحانہ وتعالی
ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلى نفسه واولیاء
اللہ۔ الخ (ص ۵۵)۔

جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ آئے گا اور انشاء کے سلام کا قصد کرے گا تو
حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا ایک لازمی امر ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے مبارک خیال سے نساہ صلوٰۃ کا حکم محل کلام ہے، نماز نہیں ٹوٹتی۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اجواب صحیح

بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان



باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

خیر المصانح فہ عدد التَّراویح

بیش رکعات تراویح

احادیث، عمل صحابہ اور اجماع اُمت
کی روشنی میں

از

استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول عارف باللہ
حضرت مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ
بانی جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

○

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على

خاتم الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

اما بعد

پاکستان کے اہل حدیث بہت زور سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آٹھ ہی کا حکم دیا تھا۔ جمہور مسلمان جو بیس تراویح پڑھتے ہیں اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ حالانکہ نہیں سمجھتے کہ عمل سے ہر چیز کا پتہ چلتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ تراویح پڑھی ہوتیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم بھی آٹھ ہی کا ہوتا تو حضرات صحابہ کرامؓ تابعینؓ، تبع تابعینؓ، ائمہ مجتہدینؒ، سلف صالحینؒ، علماء راہنہ کا عمل بیس یا بیس سے زائد کا نہ ہوتا۔ حالانکہ مشترکہ ہندوستان میں دو صدی قبل پورے بارہ سو سال تک تمام مساجد شرق و غرب اور جنوب و شمال میں بیس یا بیس سے زیادہ رکعت تراویح ہوتی تھیں۔ حرمین شریفین میں اب تک بیس رکعت یا بیس سے زائد تراویح پڑھتے چلے آئے ہیں۔ کیا اہل حدیث کے سوا جمہور امت گمراہی میں رہی یا بغیر ثبوت کے ہی بیس یا بیس سے زائد پڑھتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بارہویں صدی تک کسی مسجد میں اگر آٹھ رکعت تراویح پڑھی گئی ہوں تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حتیٰ طور پر آٹھ رکعت نہیں پڑھی۔ بلکہ بیس رکعت پڑھی گئی ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں بھی بیس ہی تراویح پڑھی گئی ہیں۔ ورنہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جیسا محقق حسب عادت کسی ایک کا مذہب تو آٹھ رکعت کا نقل کرتا۔ مگر تمام صحاح ستہ میں کسی ایک کا مذہب آٹھ کا نہیں ہے اور نہ آٹھ رکعت تراویح کسی کا عمل نقل کیا گیا ہے۔

بارہ سو سال تک مسلمانوں کا عمل

امام بیہقیؒ نے سن ۴۹۲ھ میں سائب بن یزیدؒ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تو قیام کی شدت کی وجہ سے لاکھٹیوں پر سہارا لگاتے تھے۔

اور پانچ سطر بعد لکھتے ہیں کہ سشتیر بن شکل جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے اصحاب میں سے تھے۔ رمضان میں امامت کرتے تھے اور بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

اس کے دو سطر بعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو مامور کیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم کا حال تھا۔

نافع رحمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے تو لوگوں کو چھتیس تراویح اور تین وتر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (قیام اللیل، ص ۹۲، تحفۃ الاحوذی: ج ۲، ص ۱۴۳)۔ نافع رحمہ کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی ہے۔

داؤد بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے عمر بن عبد العزیز رحمہ متوفی ۱۰۱ھ اور ابان بن عثمان رحمہ متوفی ۱۵۵ھ کے زمانہ میں مدینہ کے لوگوں کو چھتیس رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ نیز عمر بن عبد العزیز نے قاریوں کو چھتیس رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (قیام اللیل، ص ۹۱، ۹۲)۔

امام مالک رحمہ متوفی ۱۷۹ھ کے زمانہ تک مدینہ طیبہ میں چھتیس رکعتوں کا معمول تھا۔ کبھی دسویں کے اختلاف عدد کی وجہ سے اکتالیس رکعتیں ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ امام ترمذی رحمہ نے اکتالیس کا معمول مدینہ میں ذکر کیا ہے۔ اہل مدینہ پر کیا موقوف ہے۔ بلکہ امام مالک رحمہ کے متبعین جہاں بھی ہوئے وہاں چھتیس پر عمل ہوتا تھا۔ جیسا کہ نہ ہرب مالیک کی فقہ شاہد ہے کہ مکہ معظمہ میں عطاء بن ابی رباح رحمہ کے زمانہ تک بیس تراویح پر عمل تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) عطاء رحمہ کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی ہے اور نافع بن عمر کا بیان ہے کہ ابن ابی ملیک ہم کو رمضان میں بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے۔ ابن ابی ملیک کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی۔

اور امام شافعی رحمہ متوفی ۲۰۴ھ کا بیس پر عمل تھا۔ اور چونکہ امام شافعی رحمہ خود بیس کے قائل تھے اس لئے ان کے بعد مکہ میں اور مکہ کے علاوہ ہر جگہ جہاں ان کے متبعین تھے سب بیس پر عمل کرتے تھے۔ چنانچہ فقہ شافعی اس کی شہادت دیتی ہے۔

— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۹ تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۲ ص ۷۵)۔

— کوفہ میں سوید بن یزید (متوفی ۷۵ھ) چالیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (قیام اللیل ص ۹، تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۲ ص ۷۳)۔

— اور سوید بن غفلہ متوفی ۸۱ھ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ ہیں۔ بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (بہقی ج ۲ ص ۱۹۶)۔

— نیز علی بن ربیعہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں وہ بھی بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

— اور سعید بن جبیر جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں اور بہت بڑے امام ہیں وہ اٹھائیس اور چوبیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۱۲ ص ۷۳)۔

— امام کوفہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ متوفی ۱۶۱ھ بیس رکعت کے قائل تھے۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۷۵)۔
— امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ متوفی ۱۵۰ھ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے اور ان کے مقلدین جس جگہ بھی ہیں تمام بیس رکعت ہی پڑھتے ہیں۔

— بغداد میں امام احمد م ۲۴۱ھ بیس رکعتوں کے قائل تھے۔ حنبلی مذہب کی کتب فقہ شہادت دے رہی ہیں۔ "مفتی ج ۱ ص ۱۸۳" میں ہے۔

«ثم التراويح وهي عشرون ركعة يقوم بها في رمضان في جماعة»

یعنی تراویح اور وہ بیس رکعت ہیں اس کو جماعت کے ساتھ رمضان میں ادا کرے۔

— اسی طرح داؤد ظاہری رضی اللہ عنہ متوفی ۲۸۰ھ بیس رکعت کے قائل تھے۔ (بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۱۹) اور ان کے متبعین کا بھی بغداد اور غیر بغداد میں بیس پر عمل تھا۔

— ائمہ خراسان میں عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ متوفی ۱۸۱ھ بیس تراویح کے قائل تھے۔ (ترمذی)۔

عہد فاروقی سے لے کر تیسری صدی کے قریباً وسط تک مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ، بغداد، خراسان وغیرہ کے علماء اور ائمہ کا عمل رکعات تراویح کے باب میں یہی تھا۔ کوئی بھی آٹھ رکعت تراویح پڑھتا تھا اور نہ ہی اس پر کفایت کرتا تھا اور نہ اس پر کہیں عمل تھا۔ اس کے بعد تیسری صدی سے پہلے ہی ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، امام مالک رضی اللہ عنہ، امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنی فقہ کی تعلیم اپنے شاگردوں

کو دے کر دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور ان کے فقہی مسائل پر عمل ہو چکا تھا اور جو آج تک جاری ہے آج چاروں اماموں کی کتب فقہیہ لاکھوں کمر و ڈول کی تعداد میں موجود ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی آٹھ رکعت پر اکتفا کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بے شک ان ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے علاوہ دیگر مجتہد اور امام بھی تھے اور ان کا کچھ عرصہ تک اتباع بھی جاری رہا۔ جیسے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ اور داؤد ظاہری رحمہم اللہ وغیرہ بھی آٹھ کے قائل نہ تھے بلکہ بیس کے قائل تھے۔

قول و فعل نبوی سے کوئی عدد تراویح کا حتمی طور پر صحیح روایت سے ثابت نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً عدد تراویح کا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اس پر علماء کی شہادتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

پہلی شہادت شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں۔

ومن ظن ان قیام رمضان فیه عدد موقت عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزاد ولا ینقص منه فقد

اخطأ الخ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۲۶)۔

یعنی جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کے باب میں کوئی معین عدد ثابت ہے جو کم و بیش نہیں ہو سکتا وہ غلطی پر ہے۔

دوسری شہادت علامہ سبکیؒ لکھتے ہیں۔

اعلم انه لم ینقل کم صلی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم فی تلك الليالی هل هو عشرون او اقل الخ

(شرح منهاج منقول از تحفة الاخیار ص ۱۱۶ - و مصابیح ص ۱۱۷)۔

یعنی یہ منقول نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھیں بیس یا کم۔

تیسری شہادت علامہ شوکانیؒ فی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں۔

والحاصل الذی دلت علیہ احادیث الباب

وما یشاہیها هو مشروعیة القیام فی رمضان والصلوة فیہ

جماعة وفرادی فقصروا الصلوة المسلمات بالتراویح علی

عدد معين وتخصيصها بقراءه مخصوصه لم ترد به سنة ائم (نیل الاوطار ج ۳)
یعنی اس باب کی حدیثوں اور ان کے مشابہ حدیثوں کا حاصل اتنا ہے کہ رمضان میں قیام اور اکیلے
اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا شروع ہے پس تراویح کو کسی خاص عدد میں منحصر کر دینا اور اس میں
خاص سنت اور قرأت کا مقرر کرنا ایسی بات ہے جو سنت میں وارد نہیں ہوئی۔

مولوی وحید الزمانؒ اہل حدیث لکھتے ہیں۔

چوتھی شہادت

ولا يتعين لصلاة ليلالي رمضان يعني التراويح

عدد معين النہ (نزل الامرار، ج ۱: ص ۱۲۶)۔

یعنی رمضان کی راتوں کو تراویح کے لئے کوئی عدد معین نہیں ہے۔

ابوالخیر میر نور الحسن خانؒ اہل حدیث لکھتے ہیں۔

پانچویں شہادت

”وبالحكمة عددے معین در مرفوع نیامده“ (عرف الجادی ص ۸۴)۔

یعنی تراویح کا کسی حدیث مرفوع میں کوئی عدد معین نہیں آیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم اہل حدیث لکھتے ہیں۔

چھٹی شہادت

ان صلاة التراويح سنة باصلها لما ثبت انه

صلى الله عليه وسلم صلّاها في ليالي شرم تركه شفقة على الامة

ان لا تجب على العامة او يحسبوها واجبة ولم يأت تعيين العدد

في الروايات الصحيحة المرفوعة لكن يعلم من حديث كان

رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في رمضان مالا يجتهد

في غيره رواه مسلم وان عددها كثير۔ (الانتقاد الرجيع، ص ۶۱)

یعنی اصل نماز تراویح سنت ہے اس لئے کہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتوں

میں اس کو پڑھا ہے۔ پھر امت پر شفقت کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا کہ کہیں عام لوگوں پر واجب نہ ہو

جلئے یا اس کو واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔ اور عدد معین مرفوع روایتوں میں نہیں ہے۔ لیکن صحیح مسلم کی حدیث

میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں جتنی محنت و کوشش کرتے اتنی غیر رمضان میں نہیں

کرتے تھے۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی تراویح کا عدد زیادہ تھا۔ (صرف گیارہ یا تیرہ نہیں تھا بلکہ

بیس یا زیادہ تھا)۔

ساتویں شہادت علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں۔ ان العلماء اختلفوا فی عددها ولو ثبت ذلك من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلف فیہ۔ النخ. (مصباح، ص ۳۷۰)۔

ترجمہ ! یعنی علماء کا تراویح کے عدد میں اختلاف ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے کوئی عدد ثابت ہوتا تو اختلاف نہیں ہو سکتا تھا۔

اہل حدیث کے دُعاؤں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہیں۔ دوسرا یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ تراویح کا حکم دیا تھا۔

پہلا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کے ثبوت پر حدیث ذیل پیش کرتے ہیں۔

”انہ سأل عائشة رضی اللہ عنہا کیف كانت صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعاً فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثاً قالت عائشة رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما قبل ان توتر فقال یا عائشة رضی اللہ عنہا ان عینئ تنامان ولا ینام قلبی۔ (بخاری ج ۱، ص ۱۵۴)

ترجمہ :- یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد رمضان میں کیسی تھی ؟ فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں زیادہ گیارہ رکعتوں سے نہیں کرتے تھے۔ چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور طول سے مت پرچھو۔ پھر چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کے حسن اور طول سے مت پرچھو۔ پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ سوتے ہیں قبل وتر کے ؟ فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تراویح گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ اس طرح کہ آٹھ رکعت تراویح اور تین وتر۔

پہلا جواب اسی حدیث میں لفظ ولا فی غیرہ یعنی غیر رمضان میں گیارہ رکعت

تراویح پڑھتے تھے جو دلیل اس بات کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سوال اس نماز تہجد کا تھا کہ جو بارہ مہینے میں پڑھی جاتی ہے۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

سے روایت ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت كانت النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر مشد ميوزره واحى ليله وايقظ اهله الخ (بخاری شریف: ج ۱، ص ۲۷۱)۔

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب اخیر عشرہ رمضان کا داخل ہوتا تو تہ بند مضبوط باندھتے اور ساری رات جاگتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے تو سائل کو خیال آیا کہ شاید تہجد کی رکعتیں بھی زیادہ کر دیتے ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ اکثر آپ تہجد کی گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔

جب یہ حدیث نماز تہجد کے بارے میں ہے تو تراویح کا اس سے کیا تعلق؟
دوسرا جواب اگر بضرع محال اس کا تعلق بھی تراویح سے ہو تو اس سے بھی یہ گزشتہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔
 اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۱۱)۔
 حافظ ابن حجر رحمہ وغیرہ شرح حدیث نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان دونوں مختلف بیانات میں یوں تطبیق دی ہے کہ یہ بیانات مختلف حالات اور اوقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی یہ کہ عام حالات و اوقات میں گیارہ سے زائد نہیں پڑھتے تھے اور کبھی کبھی تیرہ بھی پڑھتے تھے۔ لہذا آٹھ تراویح میں انحصار باطل ہو گیا۔
 چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ لکھتے ہیں۔

و الصواب ان كل شئ ذكرته من ذلك محمول على اوقات متعددة واحوال مختلفة الخ (فتح الباری ج ۲، ص ۱۴)۔
 اور مولانا عبد الرحمن مبارک پوری ج نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔

انه قد ثبت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان قد يصلي ثلاث عشرة ركعة سوى ركعتي الفجر

(تحفة المودى: ج ۲، ص ۳)۔

یعنی یہ ثابت اور محقق ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی تیرہ رکعت فجر کی سنتوں کے سوار پڑھتے تھے۔ جب گیارہ سے زیادہ کا ثبوت ہو چکا تو اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ گیارہ سے زیادہ تراویح نہیں ہوتی تھیں یہ دعویٰ باطل ہو گیا۔ اور گیارہ سے زیادہ والی روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مخالف کہنا سخت بھول اور غفلت پر مبنی ہے اسلئے کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ کبھی یہ ہوا اور کبھی اس سے زائد ہوا۔

تقسیم جواب بقول اہلحدیث جب یہ حدیث تراویح کے بارے میں ہے۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار چار رکعت پڑھتے تھے اور بہت لمبی پڑھتے تھے۔ اور دترتین رکعت پڑھتے تھے۔ اور بہت لمبی پڑھتے تھے تو اس حدیث پر عمل تب ہو گا جب کہ چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھی جائیں اور تین و تر ایک سلام سے پڑھے جائیں۔ حالانکہ اہلحدیث کا اس پر عمل نہیں کہ دو دو رکعت تراویح پڑھتے ہیں اور تین و تر دو سلام سے پڑھتے ہیں یا ایک ہی و تر پڑھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث کل کی کل اہل حدیث کے نزدیک تراویح میں معمول بہا نہیں ہے۔ لہذا اس سے حنفیہ پر حجت قائم کرنا صحیح ہوا۔

چوتھا جواب امام محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب "قیام لللیل" میں ایک باب کا عنوان یہ قرار دیا ہے "باب عدد الركعات التي يقوم بها الامام للناس في رمضان" یعنی باب ان رکعتوں کی تعداد کے بیان میں جنہیں امام لوگوں کے ساتھ رمضان میں پڑھے گا۔ اس باب میں وہ رکعات تراویح بتانے کے لئے بہت سی روایتیں لائے ہیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کو جو سب سے زیادہ صحیح اور اعلیٰ درجہ کی ہے ذکر کرنا تو درکنار اشارہ تک نہیں کیا ہے جس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے نہیں ہے بلکہ تہجد کے تراویح سے ہے۔

پانچواں جواب اس حدیث کے آخر میں ہے۔
 قالت عائشة رضي الله تعالى عنها فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عيتي تنامان ولا ينام قلبي الخ

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا آپ سوتے ہیں پہلے وتر پڑھنے کے؟ سو فرمایا اے عائشہؓ: بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

ظاہر ہے کہ کسی روایت میں نہیں آتا کہ آپ آٹھ تراویح پڑھ کے سو گئے ہوں۔ اور صحابہؓ انتظار میں بیٹھے رہے ہوں۔ البتہ گھر میں تہجد پڑھتے تھے اور اس میں کبھی کبھی وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ یعنی اتنام الخ۔ علاوہ ازیں تراویح میں تو حضرت عائشہؓ عمر رسول کی صف میں پیچھے مردوں کے کھڑی ہوں گی اگر آپ سوتے تو پہلے مردوں کو خبر ہوتی۔ جب مردوں کو خبر نہیں تو تراویح کا معاملہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ تہجد کا واقعہ ہے۔

علاوہ ازیں قرطبیؒ نے حدیث عائشہؓ کو مضطرب نقل کیا ہے۔ چنانچہ

چھٹا جواب

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں۔

قال القرطبي اشكلت روايات عائشة رضي عنى كثير من اهل العلم حتى نسب بعضهم حديثها الى الاضطراب الخ (فتح الباری ج ۳: ص ۱۶)۔

یعنی اکثر اہل علم پر حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشکل ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ بعض محدثین نے ان کی حدیث کو اضطراب کی طرف منسوب کیا ہے پس اس حدیث سے استدلال کرنا محکم ہے۔

اس حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مراد تہجد کے نوافل ہیں تراویح مراد نہیں، اس لئے محدثینؒ نے اس پر تعداد تراویح کا باب منعقد نہیں کیا

ساتواں جواب

صحیح بخاری میں یہ حدیث کئی جگہ وارد ہے۔ مثلاً ص ۱۵۵ میں ”باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ“

اس جگہ قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل قرینہ ہے تہجد کا قیام رمضان تراویح کو کہتے ہیں اور قیام اللیل تہجد کو کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں سوال کیفیت سے ہے نہ کہ عدد سے جو کہ مقولہ کم سے ہے۔ اور مثلاً ص ۲۶۹ پر

باب فضل من قام رمضان اس میں فضیلت بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ عدد۔ اور مثلاً ص ۲۵۰، باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام عینہ ولا ینام قلبہ اس میں بھی سونے

کی کیفیت بیان کرنا ہے نہ کہ عدد تراویح اور مثلاً ص ۱۳۵ ج ۱۔ میں ”باب صاحب فی الوتر“

اس میں بیان ہے کہ وتر تین رکعت ہیں عدد تراویح کا بیان مقصود نہیں۔

كان يصلي احدى عشرة ركعة كانت تلك صلوة تعنى بالليل
فيسجد السجدة من ذلك قدر ما يقرأ احدكم خمسين آية الخ
کس صراحت کے ساتھ نماز تہجد کو بیان کیا ہے۔ حدیث میں اس قسم کے اشارات بے شمار ہیں۔
حکمت وظہری ان الحکمة في عدم الزيادة على احدى

عشرة ان التہجد والوتر مختص بصلوة الليل وفرائض
النهار الظہر وہی اربع والعصر وہی اربع والمغرب وہی ثلاث
وتر النهار فتناسب ان تكون صلوة الليل كصلوة النهار في

العدد جملة وتفصيلاً الخ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۶)۔

اور میرے لئے ظاہر ہوا کہ گیارہ رکعت پر زیادتی نہ ہونے میں حکمت یہ ہے کہ تہجد اور وتر رات کی نماز
کے ساتھ خاص ہیں اور فرائض دن کے ظہر ہے اور وہ چار رکعت ہیں اور عصر ہے اور وہ چار رکعت ہیں۔
اور مغرب ہے اور وہ تین رکعت ہیں وتر دن کے۔

پس مناسب ہوا یہ کہ ہجرات کی نماز مثل دن کی نماز کے عدد میں یعنی گیارہ رکعت تہجد۔

اما مناسبة ثلاثة عشرة فيضم صلوة الصبح لكونها نهارية

الى ما بعدها الخ (فتح الباری: ج ۳ ص ۱۷)

یعنی مناسبت تیرہ رکعت کی صبح کی نماز کو ملائے کے ساتھ بوجہ نہاری ہونے اس کے بعد کے ساتھ۔
حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ کے اس نکتہ اور حکمت سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہ اور تیرہ رکعتیں نماز تہجد میں تھیں نہ
کہ تراویح میں۔

تہجد اور تراویح کی نماز الگ الگ ہیں ایک نہیں

تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ ہیں ایک نہیں۔ دونوں میں فرق کئی وجوہ سے ہے۔

پہلی دلیل تہجد کی مشروعیت مکہ مکرمہ میں ہوتی ہے اور تراویح کی مدینہ طیبہ میں ہوتی۔

دوسری دلیل تہجد کی مشروعیت منہج قرآنی ہوئی ہے۔ فتہمجد بہ ناخلة للک۔

قسم اللیل الاقلیلا۔ اور تراویح کی مشروعیت حدیث سے۔ سنت
لکم قیامہ (نسائی)۔ میں نے تمہارے لئے قیام رمضان کو سنون کیا

تفسیری دلیل تہجد کی رکعات بالاتفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور ہیں۔
اور وہ زیادہ سے زیادہ مع الوتر تیرہ اور کم از کم سات مع الوتر ہیں۔ بخلاف
تراویح کے اس کا کوئی معین عدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ جیسا کہ پہلے گزرا ہے
اس لئے ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہے۔ کوئی بیس کہتا ہے کوئی چھتیس یا زائد کہتا ہے۔

چوتھی دلیل حنبلی مذہب کی معتبر کتب فقہ میں مذکور ہے۔ چنانچہ "مقنع" میں ہے۔

ثم التراويح وھي عشرون رکعة یقوم بہا فی

رمضان فی جماعة ویرتبعہا فی الجماعة فان کان

لہ تمجد یوتر بعدہ۔ (مقنع ص ۱۸۴)۔

یعنی پھر تراویح ہے اور وہ بیس رکعت ہیں کہ اس کو باجماعت پڑھے۔ اور اگر وہ تہجد بھی پڑھتا ہو
تو وتر تراویح کے بعد نہ پڑھے بلکہ تہجد کے بعد پڑھے۔ مقنع کے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔

هذا کتاب فی الفقہ علی مذهب ابی عبد اللہ محمد بن

احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

یعنی یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق فقہ کی کتاب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد رحمہ اللہ بھی تراویح اور تہجد کو الگ الگ سمجھتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی
یہی عمل تھا۔ کیونکہ رات کے اوّل حصہ میں اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر باجماعت نماز پڑھتے
تھے اور اس میں ایک ختم کرتے تھے اور سحری کے وقت اکیلے پڑھتے تھے۔

پانچویں دلیل تہجد کا وقت سونے کے بعد ہوتا ہے اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد ہوتا
ہے اس سے معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح الگ الگ ہیں ایک نہیں ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

دوسری حدیث

حدثنا محمد بن حمید الرازی ثنا یعقوب بن

عبد اللہ ثنا عیسیٰ بن جاریہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان لیلة ثمان رکعات
والوتر فلما کان من القابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان
یخرج الینا فلم نزل فیہ حتی اصبحنا قال الخ کوهت او خشیت
ان یتب علیکم الوتر الخ (قیام اللیل : ص ۱۵۵)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی ایک رات
میں آٹھ رکعت اور وتر پڑھے۔ پس جب کہ آئندہ رات ہوئی اور ہم جمع ہوئے مسجد میں اور امید کی ہم نے
کہ آپ ہماری طرف نکلیں گے۔ پس ہم وہیں رہے یہاں تک کہ صبح کی ہم نے۔ فرمایا کہ میں نے مکروہ سمجھا اور
تم پر خوف کیا کہ فرض کیا جائے وتر۔

جواب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والا ایک شخص ہے اور وہ عیسیٰ
بن جاریہ ہے۔

عیسیٰ بن جاریہ اس راوی کا حافظ ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں اور حافظ ابن حجر نے
"تہذیب التہذیب" وغیرہ میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے۔ امام ابن حجر و تعذیل
یحییٰ بن معین نے اس کی نسبت لکھا ہے۔ لیس بذاک وہ قوی نہیں ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اس کے
پاس متعدد روایتیں منکر ہیں۔ اور امام نسائی و امام ابو داؤد نے کہا ہے وہ منکر الحدیث ہے۔ امام نسائی
نے اس کو متروک بھی کہا ہے۔ اور ساجی عقیلی نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن عدی نے کہا ہے
کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں۔

یہ چند حضرات ہیں جنہوں نے عیسیٰ بن جاریہ پر سبوح کی ہے اور ان کے مقابل صرف ایک ابو زر
ہیں جنہوں نے عیسیٰ کو لا بائس کہا ہے۔ (اس میں کوئی مضائقہ نہیں) اور دوسرے ابن حبان و ہیں
جنہوں نے اس کو ثقافت میں ذکر کیا ہے۔ اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جرح مفسر تعذیل پر مقدم ہوتا
ہے۔ لہذا عیسیٰ مجروح قرار پائے گا۔ بالخصوص جب کہ عیسیٰ پر جو جرحیں کی گئی ہیں وہ بہت سخت ہیں۔ چنانچہ
امام نسائی و ابو داؤد نے اس کو منکر الحدیث لکھا ہے۔ اور مولانا عبد الرحمن صاحب مبارک پوری نے الحدیث
نے "ابکار المنہن" میں سخاوی کے حوالہ سے بغیر رد کے یہ لکھا ہے۔

منکر الحدیث وصف فی الرجل یشق بہ التروک لحدیثہ - (ابکار المنہن ص ۱۹)
یعنی منکر الحدیث ہونا آدمی کا ایسا وصف ہے کہ وہ اس کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہو جاتا ہے کہ

اس کی حدیث ترک کر دی جائے اس سے حجت نہ پکڑی جائے اور قبول نہ کی جائے۔ اس لئے عیسیٰ کی یہ روایت قابل قبول نہیں۔ بالخصوص جب کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرنے میں عیسیٰ متفرد ہے۔ دوسرا کوئی اس کا مؤید و متابع موجود نہیں ہے۔ اور نہ کسی دوسرے صحابیؓ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔ جابر سے متفرد ہونے کی یہ دلیل ہے کہ امام طبرانیؒ نے عیسیٰ کی روایت نقل کر نیکیے بعد لکھا ہے لا یروی عن جابر بن عبد اللہ الا بهذا الاسناد۔

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بجز اس سند کے کسی دوسری سند سے یہ حدیث مروی نہیں ہے۔

اس سند کا دوسرا راوی محمد بن حمید الرازی ہے "تقریب" میں ہے کہ حافظ نے اسکی تفسیف کی ہے (تقریب) غرضیکہ یہ حدیث ضعیف ہے دو وجہ سے۔ ایک عیسیٰ بن جابر کی وجہ سے کہ اس پر جرح قوی ہے۔ دوسرے محمد بن حمید الرازی کی وجہ سے۔ اس لئے کہ یہ ضعیف راوی ہے۔

حضرت جابرؓ کی دوسری روایت

وبہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء
الجب بن کعب فی رمضان فقال یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
کان منی لیلۃ شیء قال وما ذلک یا جب قال نسوة دارعی قلن انا
لا نقرأ العتران فنصلى خلفک بصلواتک فصلیت بہن ثمان
رکعات و الوتر فسکت عنہ وکان بشبه الرضاء النہ۔

(قیام اللیل: ص ۹۰)

اسی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رمضان میں حاضر ہو کر کہا کہ مجھ سے رات میں ایک بات ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا کہا۔ گھر کی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نے قرآن نہیں پڑھا ہے تو ہم بھی تمہارے پیچھے نماز پڑھ لیں۔ میں نے ان کو آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور وتر بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا اور یہ بات رضامندی کے مشابہ تھی۔

اس کا جواب اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی سند بعینہ پہلی ہے۔ جس میں عیسیٰ بن جابر واقع ہے اور اس کلام گزر چکا ہے۔ یعنی یہ راوی مجروح ہے۔ لہذا یہ روایت

جواب

ضعیف ہے۔

یہاں تک یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف باجماعت تراویح تین رات ثابت ہوئی ہیں۔ اور ان میں کوئی عدد متعین تراویح کا منقول نہیں ہے۔ لہذا عدد میں صحابہ رضی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک گیارہ تراویح کا تھا جو سائب بن یزید سے منقول ہے۔

اہل حدیث کا دوسرا دعویٰ

اس کے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل حدیث پیش کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ رکعت کا حکم کیا تھا۔

تفسیری حدیث مالک عن محمد بن یوسف عن سائب بن

یزید انه قال امر عمر بن الخطاب بالی بن

کعب وتمیم الدار ان یقوموا للناس باحدى عشرة رکعة الخ

(قیام اللیل، ص ۹۱ - مؤطا امام مالک، ص ۹۸ مطبع اصح المطابع)

یعنی امام مالک روایت کرتے ہیں سائب بن یزید رضی سے اور وہ کہتے ہیں۔ امر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہ تراویح پڑھاویں لوگوں کو گیارہ رکعت۔ انتہی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

سائب بن یزید رضی سے نقل کرتے ہیں محمد بن یوسف رضی۔ اور ان کے شاگرد

پانچ ہیں۔ ۱ : امام مالک رضی۔ ۲ : یحییٰ بن قطان رضی۔ ۳ : عبد العزیز

ابن محمد رضی۔ ۴ : ابن اسحاق رضی۔ ۵ : عبد الرزاق رضی۔ اور پانچوں میں اختلاف ہے۔

۱ : امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں۔ کیا عمل ہوا اس کا کوئی ذکر نہیں اور اس میں رمضان کا بھی ذکر نہیں۔

۲ : یحییٰ بن قطان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی و تمیم رضی پر لوگوں کو جمع کیا پس وہ دونوں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے اس میں حضرت عمر رضی کے حکم کا ذکر نہیں ہے اور رمضان کا بھی

ذکر نہیں۔

۳ : عبد العزیز بن محمد رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے (اس میں حکم کا ذکر ہے، نہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نہ رمضان کا)۔

۴ : ابن اسحاق رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بہارِ رمضان تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ (اس میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ گیارہ کی بجائے تیرہ کا ذکر ہے)۔

۵ : عبد الرزاق رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکیس رکعت کا حکم دیا۔ (اس میں گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے)۔

سائب بن یزید محمد بن یوسف				
امام مالک	یحییٰ بن قطان	عبد العزیز بن محمد	ابن اسحاق	عبد الرزاق
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور	ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں	ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں
تیمم داری پڑھ کر	لوگوں کو جمع کیا	گیارہ رکعتیں	بہارِ رمضان	رکعت کا
دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ	پس وہ دونوں	پڑھتے تھے	تیرہ رکعتیں	حکم دیا تھا
رکعتیں پڑھائیں	گیارہ رکعتیں	پڑھتے تھے	پڑھتے تھے	
	پڑھتے تھے			

جب اس اختلاف میں مولانا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے گیارہ کا اثبات نہیں ہوتا کیونکہ یحییٰ بن قطان رضی اللہ عنہ کی روایت میں گیارہ کا امر نہیں اور عبد العزیز بن محمد رضی اللہ عنہ کی روایت میں گیارہ کا امر ہے اور نہ رمضان کا ذکر ہے اور ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کی روایت میں گیارہ کے تیرہ رکعت ذکر کرتے ہیں۔ اور عبد الرزاق رضی اللہ عنہ کی روایت میں اکیس رکعت ہیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے خود راوی حدیث ابن اسحاق رضی اللہ عنہ تیرہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ ابن عبد البر مالکی رضی اللہ عنہ نے اکیس کو ترجیح دی ہے۔ لہذا عدد کے بارے میں یہ مضطرب ہے اور

قابل حجت نہیں۔

یہ محمد بن یوسفؒ راوی سائب بن یزیدؒ کے طریق میں گفتگو تھی۔ اب
دوسرا جواب محمد بن یوسفؒ کے ساتھی یزید بن خصیفہؒ کی روایت سائب بن یزیدؒ
 سے سن کر ہی بہیقی ج ۲، ص ۲۹۶ میں یہ ہے۔

عن الج ذئب عن یزید بن خصیفہ عن سائب بن یزید قال
 کان یقومون علی عهد عمر بن الخطابؓ فی شہر رمضان
 بعشرین رکعة الخ

یعنی ابی ذئب روایت کرتے ہیں یزید بن خصیفہ سے کہ سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی
 میں ان کے زمانہ کے لوگ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اس اثر کی سند کو امام نوویؒ، امام عراقیؒ، امام سیوطیؒ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھو
 (تحفۃ الاخیار، ص ۱۹۲۔ اور ارشاد الساری تحفۃ الاحوذی، ص ۷۵)۔

اس روایت میں یزید کے شاگرد ابی ذئب ہیں اور یہی بات یزید سے ان کے دوسرے شاگرد محمد بن
 جعفر نے نقل کی ہے اور وہ روایت ہم بہیقی کی دوسری کتاب ”معرفة السنن والاشار“
 میں ہے۔ اس کی سند کو علامہ سبکیؒ نے ”شرح منہاج“ میں اور ملا علی قاریؒ نے شرح مطا
 میں صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھو تحفۃ الاحوذی، ج ۲، ص ۷۵۔

دیکھئے یزید کے دونوں شاگرد متفق اللفظ ہو کر یزید سے اور یزید حضرت سائبؒ سے روایت
 کرتے ہیں کہ لوگ عہد فاروقیؓ میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ برخلاف محمد بن یوسفؒ کے کہ ان کے
 پانچ شاگرد سائبؒ کا بیان پانچ طرح نقل کرتے ہیں۔

ایسی حالت میں اصول و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یزید بن خصیفہؒ کی روایت پر اعتماد کیا
 جائے۔ مگر اہل حدیث نے محمد بن یوسفؒ کی مختلف فیہ اور مشکوک روایت پر اعتماد کر کے انصاف
 کا جنازہ نکال دیا ہے۔

بیس تراویح کا ثبوت

پہلی حدیث عن العرباض بن ساریۃ قال فعلیکم بسنتی
وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین تمسکوا بها

وعضوا علیہا بالنواجذ الخ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی
وابن ماجہ)۔

یعنی تم میری سنت کو اور سنت خلفاء راشدین و مہدیین کو لازم پکڑو اور اس پر عمل کرو۔ اور
واڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

اس حدیث میں سنتِ خلفاء کا عطف سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے جو مقتضی اس امر کو
ہے کہ خلفاء خواہ سنتِ نبوی کو بیان کریں خواہ مسائل اجتہادیہ میں اجتہاد کریں۔ بہر صورت خلفاء کی
اتباع لازم ہے۔ اس لئے کہ علیکم کلمہ لزوم کا ہے۔ تمسکوا بها وعضوا علیہا بالنواجذ
سنتِ نبوی اور سنتِ خلفاء۔۔۔۔۔ دونوں کے ساتھ لگتا ہے۔

اور بقول بعض علماء کے خلفاء سے مراد عام ہے۔ شیخ مولانا عبد الغنی صاحب ”محدث دہلوی
بہا سبکی لکھتے ہیں۔

ومن العلماء من عمم کل من کان علی سیرۃ علیہ السلام
من العلماء و الخلفاء کالأئمة الاربعة المتبوعین المجتہدین
والأئمة العادلین کعمر بن عبد العزیز کلہم موارِد لهذا
الحديث۔ (انجاء الحاجة : ص ۵)۔

یعنی جو علماء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہیں جیسے چاروں امام (امام ابو حنیفہؒ
امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور عادل حکام جیسے عمر بن عبد العزیزؒ سب
اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے ایسے ہی
سنتِ خلفاء راشدین کی اتباع ضروری ہے بلکہ بعض علماء کے ہاں جمہور مجتہدین کی اتباع لازم ہے۔ اب
جمہور صحابہ کرامؓ و تابعینؓ و تبع تابعینؓ و جمہور مجتہدینؓ و تقلیدین ائمہ اربعہؓ و عمر بن عبد العزیزؒ

بیس تراویح سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ تو بیس تراویح سے کم پڑھنا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنتِ خلفاء راشدین کے بھی خلاف ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور قول ہے۔ کہ تم میری سنت اور خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو۔ اس سے ثابت ہوا کہ خلفاء راشدین کے قول اور فعل کی پیروی بھی ضروری ہے کیونکہ یہ بھی سنت ہے۔

خلفاء راشدین کا عمل سنت ہے

ہرالدین عینی حنفیؒ بنایہ شوح ہدایہ " میں لکھتے ہیں۔

سيرة العمرين لا شك في ان في فعلها ثواب وفي تركها عقاب لانا امرنا بالاعتداء بهما لقوله عليه الصلوة والسلام اقتدوا بالذين بعدي ابي بكر وعمر فاذا كان الاقتداء مامور به يكون واجبا و تارك الواجب يستحق العقاب و العتاب الخ (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۱۵)۔

یعنی اس میں شک نہیں کہ افعالِ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع کرنا ثواب ہے اور اس کے ترک میں عذاب ہے کیوں کہ ہمیں ان دونوں حضرات کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

” اقتداء کر دو ان دو آدمیوں کی جو میرے بعد ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔“
پس ان کی اقتداء مامور بہ اور واجب ہے۔ اور واجب کے ترک کرنے والا عقاب اور عتاب کا مستحق ہے۔“

۲ : اور کمال الدین بن ہمامؒ ”تحریر الاصول“ میں لکھتے ہیں۔

قسم الحنفية العزيمة الى فرض ما قطع بلزومه و واجب ما ظن
وسنة الطريق الدينية منه عليه الصلوة والسلام و الخلفاء

الراشدين او بعضهم الخ

یعنی حنفیہ نے عزیمت کی تقسیم فرض کی جانب کی ہے جس کے لزوم کا ذکر ہو۔ اور واجب کی جانب جس میں غلبہ ظن ہو۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کی دینی سنت کی جانب۔

۳ : اور مولانا عبد العلیؒ "بجاء العلوم" شرح تحریر "میں لکھتے ہیں۔

ينبغي ان يبراد اعم من ان يكون طريقة دينية مستمرة
في الدين عنه صلى الله عليه وسلم بان باشره اولاد بان استمر
الناس عليها باذنه او باذن الخلفاء -

(مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲۱۵)

یعنی لائق ہے کہ عام مراد لی جائے۔ خواہ دینی طریقہ ہو جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا علم آد
رہا ہو۔ آپ نے خود اس پر عمل فرمایا ہو یا نہیں بلکہ لوگ آپ کے یا خلفاء کے حکم سے اس کے پابند
رہے ہوں۔

۴ : تبیین شرح حسامی میں ہے۔

وفي عرف الشروع يبراد بها طريقة الدين اما للرسول او
للصحابة و حتى يقال سنة الرسول او سنة الخلفاء الراشدين

(مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۱۷)

اور عرفِ مشروع میں سنتِ طریقہ دین کو کہتے ہیں خواہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یا صحابہ کرام
علیہم السلام کا ہو یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور یہ
خلفاء راشدینؓ کی سنت ہے۔

غرضیکہ سنت کا اطلاق عام ہے۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سنتِ خلفاء راشدین
پر۔ تو بیس تراویح سنتِ خلفاء راشدین ہے اور بیس رکعت سے کم سنتِ خلفاء نہیں۔

عن يزيد بن خصيفة عن سائب بن يزيد **دوسری حدیث**

قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب

في شهر رمضان بعشرين ركعة وقال كانوا يقرؤون بالمئين

وكانوا يتوكلون على عصيهم في عهد عثمان بن عفان من

شدة القيام - (رواه البيهقي : ج ۲ ص ۲۹۶)۔

یعنی یزید بن خصیفہ کہتے ہیں کہ حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ سب لوگ رمضان
کے مہینہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور کہا کہ لوگ پڑھتے تھے۔

(سننے تھے) مدینہ کوشہ عثمان بن عفان ؓ کے عہد میں اپنی لاکھٹیوں پر سہارا لگاتے تھے۔ بوجہ سخت ہونے قیام کے۔

اس حدیث میں ایک راوی ابو عبد اللہ بن فنجویہ دینوری ہے اور اس کا حال معلوم نہیں کہ ثقہ ہے یا نہیں؟

ابو عبد اللہ بن فنجویہ ؓ کے بارے میں ذہبی ؒ نے مرنے والے مشاہیر المسلمین میں یوں ذکر کیا ہے۔

والمحدث ابو عبد الله الحسين بن محمد بن الحسين

بن عبد الله بن فنجويه الثقفي الدينوري النيشافوري - الخ -

(تذكرة الحفاظ، ج ۳، ص ۲۴۴)

یعنی ابن فنجویہ کو لفظ محدث سے یاد کیا ہے۔ اور ابن اثیر جزری نے لکھا ہے۔

” عوف بہا ابو عبد الله الحسين بن محمد بن الحسين فنجويه

الْفنجوي الدينوري الحافظ روى عن الجافقہ محمد بن

الحسين الازري الموصلي والج بکر بن مالک القطعی وغیرہما

روی عنہ ابواسحاق الثعلبی نا کثرت تفسیرہ و یذکر کثیراً

فیقول اخبرنا الفنجوي الخ

یعنی اس نسبت فنجوی کے ساتھ حافظ ابو عبد اللہ حسین مشہور و معروف ہے۔

وہ ابو الفتح ازری اور ابو بکر قطعی وغیرہ حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ان سے ابواسحاق ثعلبی نے اپنی

تفسیر میں بکثرت روایات نقل کی ہیں اور وہ ان کا ذکر بہت کرتا ہے۔ اور یوں کہتا ہے کہ ہم کو فنجوی ؓ

نے خبر دی۔

اور سمعانی نے برہان دینوری ؓ کے شاگردوں میں اس کا نام لیا ہے۔ اور امام بیہقی ؒ نے اپنی سنن

میں ان سے بکثرت روایت کی ہے۔

جب ذہبی ؒ ابن فنجویہ ؓ کو محدث لکھ رہے ہیں اور ابن اثیر جزری ؒ اس کو مشہور و معروف

اور حافظ لکھ رہے ہیں۔ اور ابو الفتح ؓ اور ابو بکر بن مالک قطعی ؓ وغیرہما سے یہ روایت کر رہے

ہیں اور اس سے روایت ابواسحاق ثعلبی ؓ کر رہے ہیں۔ تو اب ثقہ اور عادل ہونے میں کیا

شک و شبہ رہا۔

مقدمہ ابن الصلاح اصول حدیث کی مشہور کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں۔

عدالة الراوى تارة تثبت بتنصيص العدلين على عدالة
وتارة تثبت بالاستفاضة فمن اشتهرت عدالته بين اهل
النقل وانحوتهم من اهل العلم وشاع الثناء عليه بالثقة و
الامانة استغنى فيه بذلك عن بيئته شاهدة بعدالة تنصيصا
هذا هو الصحيح في مذهب الشافعي و عليه الاعتماد في فن
اصول الفقه - (ص ۴۰)

یعنی راوی کی عدالت کبھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ عادل اس کی عدالت پر تصریح کر دیں اور کبھی ثابت
ہوتی ہے ساتھ شہرت اور استفاضة کے۔ پس جس کی عدالت اہل علم کے درمیان مشہور ہو اور اس
پر ثقہ ہونے کی اور امین ہونے کی تعریف شائع ہو تو وہ مستغنی ہوتا ہے ایسے بیئہ سے جو اس کی عدالت پر صریحہ
شاہد ہو یہی صحیح ہے مذہب شافعی میں اور اسی پر اعتماد ہے۔ فن اصول فقہ میں۔ بلکہ حافظ ابو عمر
عبدالبرہ نے تو اور توسیع کر کے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

كل حامل علم معروف العناية به فهو عدل محمول في امره
ابدا على العدالة حتى يتبين الجرحه الخ (مقدمہ ص ۴۰)۔

یعنی ہر صاحب علم جس کا اشتغال علم کے ساتھ معروف ہو عادل ہے اور ہمیشہ عادل قرار پایا جائے گا
جب تک اس پر جرح ثابت نہ ہو۔

اس روایت پر جرح محض تعصب ہے لہذا یہ حدیث صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر
اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ حتیٰ کہ عہد عثمان غنی رضی
میں بوجہ طویل قیام کے لاکھوں پر سہارا لگاتے تھے۔

اس حدیث کو بیہقی نے معرفت میں بالاسناد اصح روایت کیا ہے۔ نووی نے خلاصہ میں اور
ابن الصلاح نے شرح تقریب میں۔ اور سیوطی نے مصابیح میں کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہیں۔

عن يزيد بن رومان انه قال كان الناس

تیسری حدیث

يقومون في زمان عمر بن الخطاب في

رمضان بثلاث وعشرين ركعة - (رواه مالك اسنادہ قوی) بیہقی

ج ۱۲ ص ۴۹۶ -

یعنی یزید بن رومان رح کہتے ہیں کہ سب لوگ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تیس رکعت پڑھتے تھے۔

شبر :- یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل حجت نہیں ہے۔

پہلا جواب یہ حدیث امام مالک رح کے مؤطا میں منقول ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے مؤطا کے متعلق "حجۃ اللہ البالغہ" ص ۱۰۶ ج ۱ - میں فرمایا ہے۔

قال الشافعي رح اصح الكتب بعد كتاب الله مؤطا امام مالك رح
واتفق اهل الحديث على ان جميع ما فيه صحيح على رأي مالك
ومن وافقه واما على رأي غيره فليس فيه مرسل ولا منقطع
الا قد اتصل السند به من طرق اخرى وقد صنف في زمان
مالك مؤطات كثيرة في تخريج احاديثه ووصل منقطعه

مثل كتاب ابن الجذب و ابن عيينه والثوري ومعه الخ
یعنی امام شافعی رح نے فرمایا کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب مؤطا امام مالک رح ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک رح اور اس کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں (اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح اور مقبول مانتے ہیں۔ دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسی نہیں ہے کہ دوسرے طریقوں سے اس کی سند متصل نہ ہو اور امام مالک رح کے زمانہ میں مؤطا کی حدیثوں کی تخریج کے لئے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لئے بہت سے مؤطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی زئب ابن عیینہ رح ثوری رح اور معمر رح کی کتابیں۔

دوسرا جواب مرسل کے قبول و عدم قبول میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالک رح اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک وہ مطلقاً مقبول ہے۔ لہذا ان حضرات کے مسلک کی بناء پر تو اس

اثر کا مرسل ہونا کچھ مضر نہیں ہے۔ اور امام شافعی رح کے نزدیک اگرچہ مرسل مقبول نہیں ہے مگر وہ بھی تصریح فرماتے ہیں کہ جب کسی مرسل کی تائید کسی دوسری سند یا مرسل سے ہوتی ہو اور وہ سند یا مرسل دوسرے طریق اسناد سے مروی ہو تو مقبول ہے۔ چنانچہ ابن حجر رح شرح منہجہ الفکر ص ۵ - میں فرماتے ہیں۔

وقال الشافعي ۛ يقبل اذا اعتضد بهيئته من وجه اخر يباليين

الطريق الاولى مسندا كان او مرسلًا الخ -

اور شیخ الاسلام زکریا انصاری ۛ نے یہ تعلیم بھی کی ہے کہ مرسل کا موبہ گو ضعیف ہو تب بھی مرسل مقبول ہو جائے گی۔ (حاشیہ شرح نخبہ)۔

خطیب بغدادی ۛ ”کفایہ“ ص ۳۸۲ میں لکھتے ہیں۔

فقال بعضهم انه مقبول ويجب العمل به اذا كان المرسل ثقة

عدلا وهذا قول مالك وأهل المدينة وأبي حنيفة وأهل

العراق وغيرهم -

جب یہ ذہن نشین ہو چکا تو سنئے کہ یزید بن رومان ۛ کا یہ اثر اگرچہ مرسل ہے مگر اس کی تائید دوسرے کئی مسلوں سے ہوتی ہے۔ جو عنقریب مذکور ہوں گے۔ لہذا بالاتفاق مقبول اور محبت ہے۔ علاوہ اس کے ہمارا اصل استدلال سائب ۛ کی حدیث سے ہے۔ اور یزید بن رومان ۛ کا اثر تائید کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

عن يحيى بن سعيد أن عمر بن الخطاب ۛ

پوچھتی حدیث

امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة رواه ابو بكر

ابن الج شيبه ۛ في مصنفه أسناده مرسل قوي -

یعنی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا ایک آدمی کو کہ لوگوں کو بیس رکعتیں تراویح پڑھائیں۔

عن عبد العزيز بن رفيع قال كان أبي بن كعب ۛ

پانچویں حدیث

يصلي بالناس في رمضان بالمدينة عشرين

ركعة ويوتر بثلاث رواه ابو بكر بن الج شيبه ۛ في مصنفه أسناده

مرسل قوي -

یعنی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں لوگوں کو مدینہ طیبہ میں بیس رکعت پڑھاتے

تھے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

چھٹی حدیث عن عطاء قال ادرکت الناس وهم يصلون ثلاثا وعشرين ركعة بالوتر۔ (رواہ ابن ابی شیبہ)

اسنادہ حسن۔

یعنی عطا کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سب لوگ تراویح کی نماز تیس رکعت مع وتر کے پڑھتے تھے۔

ساتویں حدیث عن ابی الخصب قال کان یؤمننا سوید بن غفلۃ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرين

ركعة۔ (رواہ البیہقی ج ۱ ص ۲۹۶۔ اسنادہ حسن۔)

یعنی ابو الخصب کہتے ہیں کہ ہمیں سوید بن غفلہ ۷ ماہ رمضان میں پانچ ترویجے یعنی بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

آٹھویں حدیث عن نافع بن عمر قال کان ابن ابی ملیکہ یصلی ہنافی رمضان عشرين ركعة (رواہ ابوبکر بن

الجبشیہ اسنادہ صحیح)۔

یعنی نافع بن عمر کہتے ہیں کہ رمضان میں ابن ابی ملیکہ ہم کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

نویں حدیث عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعۃ کان یصلی بہم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر

بثلاث (اخرجہ ابوبکر بن الجشیبہ فی مصنفہ واسنادہ

صحیح)۔

یعنی سعید بن عبید ۷ سے مروی ہے کہ علی بن ربیعہ انہیں پانچ ترویجے یعنی بیس رکعت پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

دسویں حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان

عشرين ركعة والوتر الخ (ابن الجشیبہ والبیہقی ج ۲ ص ۴۹۷)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

شہد
اس حدیث کا ایک راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمانؓ ہے اور وہ مجروح راوی ہے اس لئے اس کی یہ روایت ضعیف قرار دی گئی ہے۔

جواب
ابراہیمؓ کو مجروح ثابت کرنے میں کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ دیکھو اپنے عدیؓ ابراہیمؓ کے متعلق کتنا ہے۔

لہ احادیث صالحہ وهو خیر من ابراہیم بن الحیہ (تہذیب ج ۱ ص ۱۲۵)
اس (ابراہیمؓ) کی حدیثیں درست بھی ہیں اور ابراہیم بن ابی حنیہؓ سے بہتر ہے۔ اور یزید بن ہارونؓ جو امام بخاریؒ کے استاذ الاساتذہ اور نہایت ثقہ ہیں اور زبردست حافظ حدیث تھے۔ ابراہیمؓ کے بڑے مراح تھے فرماتے تھے۔

ما قضی علی الناس یعنی فی زمانہ عادل فی قضاء منہ الخ (تہذیب)
یعنی ہمارے زمانہ میں ان سے زیادہ عادل کوئی قاضی نہیں ہوا۔

تنبیہ
یزیدؓ سے بڑھ کر ابراہیمؓ کا پرکھنے والا اور ان کے حالات سے باخبر ان جارجین میں کوئی بھی نہیں ہے اس لئے کہ یزیدؓ ان کے محکمہ میں کاتب یعنی ان کے ملشی تھے۔ اس لئے یزیدؓ کی شہادت ابراہیمؓ کے علم اور دیانت داری دونوں پر زبردست شہادت ہے۔

راوی کی عدالت
اور کسی راوی کی روایت کو قبول کرنے کے لئے دو باتیں لازمی طور پر دیکھی جاتی ہیں۔ ایک تدین اور دوسرے اس کی قوت حافظہ۔ پس اس شہادت کے بعد ابراہیمؓ کے تدین میں تو کوئی شک نہیں رہتا۔ اب رہی قوت حافظہ۔ تو ابن عدیؓ کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیمؓ کا حافظہ بھی بہت زیادہ خراب نہ تھا۔ اس لئے کہ ابن عدیؓ نے اقرار کیا ہے کہ ابراہیمؓ کی مرویات میں درست اور ٹھیک حدیثیں بھی ہیں۔

بہر حال ہم کو اتنا تسلیم ہے کہ ابراہیمؓ ضعیف راوی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ حدیث بھی ضعیف ہے۔ اور ابراہیمؓ کی حدیث چاہے اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہو مگر اس کا لحاظ سے وہ بے حد قوی اور ٹھوس ہے کہ محمد فاروقیؒ کے مسلمانوں کا علانیہ عمل بھی اسی کے موافق ثابت ہوتا ہے۔ اور ہر چار ائمہ مجتہدینؒ کے اقوال بھی اسی کے مطابق ہیں اور محمد فاروقیؒ کے بعد سے ہمیشہ امت کا عمل بھی بلا اضافہ یا اضافہ کے ساتھ اسی کے موافق رہا ہے۔

مولانا شاہ اللہ صاحب امرتسری مرحوم نے ایک موقع پر اعتراف کیا ہے کہ بعض ضعیف ایسے ہیں

جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں۔ (اخبار المدیث، مؤرخہ ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

وروینا عن شتیر بن شکل وکان من
گیارہویں حدیث اصحاب علی رضی اللہ عنہ انہ کان یؤمهم

ف رمضان بعشرین رکعۃ والوتر بثلاث و فی ذلک قوۃ الخ

(بہیقی ج ۲: ص ۲۹۶)۔

یعنی شتیر بن شکل سے روایت ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے وہ رمضان میں بیس رکعت کے ساتھ امامت کرتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور اس میں قوت ہے۔ بہیقی نے غیر عبارت میں تصریح کر دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر قوی ہے۔

عن ابی عبد الرحمن السلی عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا البتواء

ف رمضان فامرهم رجلاً یصلی بالناس عشورین رکعۃ قال

وکان علی رضی اللہ عنہ یوتر بهم وروینا ذلک عن وجہ اخر

عن علی رض (بہیقی ج ۲: ص ۲۹۶)۔

یعنی ابو عبد الرحمن سلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے قرار کو رمضان میں بل کر ان کے ایک آدمی کو امر کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھانے میں رکعت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھاتے اور یہ روایت حضرت علی سے دوسرے طریق سے بھی آئی ہے۔ پہلے اثر علی رضی اللہ عنہ کو قوی بتلایا۔ اور دوبارہ کہا دوسرے طریق سے بھی مروی ہے۔ تو مجموعہ اتنا قوی تر ہو گیا کہ اس میں کلام کی گنجائش ہی نہیں دوسرے طریق اگرچہ ضعیف ہو تب بھی اس کے لئے مؤید ہونا کوئی مضر نہیں۔ دوسرے طریق یہ ہے۔

عن عمرو بن قیس عن ابی الحسن ان علیاً امر رجلاً یصلی

بہم عشورین رکعۃ الخ

(مصنف ابی شیبہ کذا فی الجواب النقی بہیقی ج ۲: ص ۲۹۶)۔

یعنی ابی الحسن سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو امر کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھانے

میں رکعت۔

ابی الحسن اگرچہ ضعیف راوی ہے مگر اس کا ضعیف حدیث کے مؤید ہونے کو مضر نہیں ہے۔

هذا الحدیث وان کان ضعیفا لکن محبب بتعدد طرقہ الخ (الجارلین ص ۱۰۸)

یعنی یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ لیکن وہ تعدد طرق کے ساتھ مجرب ہے۔

ولو سلم ان كلها ضعيفة فهي مجموعها تبلغ درجة الحسن الخ

ابکار السنن : ص ۱۳۱۔

یعنی اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حدیث کے سارے طرق ضعیف ہیں تو وہ مجموعی حیثیت سے درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔

شعبہ ابوالحسنہ رحمہ کے متعلق تقریب التہذیب میں لکھا ہے کہ ابوالحسنہ رحمہ مجہول راوی ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

جواب اصول حدیث کا مسئلہ ہے کہ جس شخص سے دو راوی روایت کریں تو وہ شخص مجہول الذات نہیں ہوتا۔ لہذا جب ابوالحسنہ رحمہ سے ابوسعیدہ رحمہ اور عمرو بن قیس رحمہ دو شخص روایت کرتے ہیں تو وہ مجہول کیسے ہوا۔ اس کو تو مستور کہتے ہیں۔ اور مستور کی روایت ایک جماعت کے نزدیک مقبول ہے اور جمہور کے نزدیک اگر اس کا کوئی مؤید ہو تو مقبول ہے اور اس کا مؤید ابو عبد الرحمن سلمیٰ رحمہ موجود ہے۔

شعبہ ابوالحسنہ رحمہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لقائ ثابت نہیں لہذا یہ حدیث منقطع ہے۔

جواب ابوالحسنہ رحمہ دو ہیں۔ ایک وہ ہے جو حکم بن عتبہ رحمہ سے روایت کرتے ہیں۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ اور اس سے شریک نخعی روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ تہذیب التہذیب میں اس کی تصریح ہے۔ دوسرا ابوالحسنہ رحمہ ہے جس سے ابوسعید لقالہ رحمہ اور عمرو بن قیس رحمہ روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے لہذا جب دونوں کے شاگرد اور استاد الگ الگ ہیں تو دونوں ایک کیسے ہوتے؟

بارہویں حدیث وقال محمد بن كعب القرظي كان الناس يصلون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان

عشرين ركعة يطيلون فيها القراءة ويوترون بثلاث الخ

(قيام الليل : ص ۹۱)

یعنی محمد بن کعب القرظی رحمہ سے مروی ہے۔ کہ سب لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں تراویح بیس رکعت پڑھتے تھے۔ لمبا کرتے تھے ان میں قرأت کو اور وتر تین رکعت

پڑھتے تھے۔

قال الامام شكان عبد الله بن مسعود يصلي عشرين

تیرہویں حدیث

ركعة ويوتر بثلاث - الخ (قيام الليل، ص ۹۱)

یعنی اعمش کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

چاروں امام بیس تراویح سے کم کے قائل نہ تھے

۱: فالمسنون عند ابی حنیفہؒ والشافعیؒ واحمدؒ عشرون ركعة

وحكى عن مالكؒ ان التراويح ست وثلاثون (لمذا في حجة الامم)

یعنی مسنون تراویح بیس رکعت ہیں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اور حکایت کیا گیا ہے امام مالکؒ سے کہ تراویح چھتیس رکعت ہیں۔

۲: فاختار مالكؒ في احد قوليه وابو حنيفةؒ والشافعيؒ واحمدؒ

وداؤد القيام بعشرين ركعة سوى الوتر وذكر ابن القاسمؒ

عن مالكؒ انه كان يستحسن ستا وثلاثين ركعة والوتر

ثلاث ركعات (بدایۃ المجتہد)۔ (ج ۱: ص ۲۱۰)۔

یعنی امام مالکؒ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ امام احمدؒ اور امام داؤد ظاہریؒ نے بیس رکعت تراویح کا قیام پسند کیا ہے اور تین رکعت وتر اس کے علاوہ۔ اور ابن القاسمؒ نے امام مالکؒ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ چھتیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کے قیام کو مستحسن سمجھتے تھے۔

وذكر ابن القاسمؒ عن مالكؒ انه الامر القديم يعني القيام

بست وثلاثين ركعة الخ

یعنی ابن القاسمؒ (شاگرد امام مالکؒ) نے امام مالکؒ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھتیس رکعت کا قیام قدیم معمول ہے۔ ابن رشد مالکیؒ کے اس کلام سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک یہ کہ امام مالکؒ نے بھی بیس تراویح کو پسند کیا ہے۔ اس کی مزید تائید قسطلانیؒ کی اس نقل سے ہوتی ہے۔

وقد قال المالکۃ انها كانت ثلاثۃ وعشرين ثم جعلت تسعا وثلاثین۔

یعنی مالکیہ نے کہا ہے کہ تراویح کی رکعتیں مع وتر تیس تھیں پھر وہ مع ورائتائیس کر دی گئیں۔
دوسرا انمول نے صرف امام مالکؒ کے دو قول بتائے ہیں۔ ایک بیس رکعت کا دوسرا تھتیس کا۔ اور
گیارہ رکعت کے قول کو اپنے مذہب کی روایات میں اتنا کمزور سمجھا کہ اس کو قابل شمار قرار نہیں دیا۔ نتیجہ یہ نکلا
کہ یہ چاروں امام ۲۷ بیس رکعت تراویح پر متفق ہیں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

فقہائے کلام سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت

والمختلف اهل العلم في قيام رمضان فرأى بعضهم ان يصلي احدى واربعين ركعة مع الوتر وهو قول اهل المدينة والعمل على هذا عندهم بالمدينة واكثر اهل العلم على ما روى عن علي بن عمر وغيرهما من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة وهو قول سفيان الثوري وابن المبارك والشافعي وقال الشافعي وهكذا ادرکت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة وقال احمد روى في هذا الوقت لم ينص فيه بشئ وقال اسحاق بل نختار احدى واربعين ركعة على ما روى عن ابی بن كعب ر الخ

(ترمذی شریف، ج ۱، ص ۱۱۲)

یعنی قیام رمضان میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض قائل ہیں اکتالیس رکعت مع وتر کے یہی قول ہے
اہل مدینہ کا ہے اور عمل بھی اسی پر ہے مدینہ میں۔ اور اکثر اہل علم بیس رکعت کے قائل ہیں۔ موافق اس کے حضرت علیؓ
و حضرت عمرؓ وغیرہما اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور یہی سفيان ثوري و ابن المبارك
و شافعي کا قول ہے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔
اور امام احمدؒ نے کہا تراویح میں مختلف روایات (بیس سے لے کر اکتالیس تک) ہیں اس پر کوئی حکم نہیں
لگایا۔ اور امام اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ ہم اکتالیس رکعت کو اختیار کرتے ہیں۔ موافق اسکے جو حضرت ابی بن کعبؓ
سے مروی ہے۔ (انتہی)۔

دیکھو زمانہ نبویؐ میں یا صحابہ کرامؓ یا تابعینؓ یا تبع تابعینؓ کے زمانہ میں کہیں جماعت اکٹھی ہوئی یا اکیلا آدمی مشہور و معروف کوئی فقہ یا امام اکٹھے رکعت پڑھتا تو امام ترمذیؒ ضرور اسکا تذکرہ کرتے۔ امام سیوطیؒ شافعیؒ لکھتے ہیں۔

ومذہبات التراويح عشرون ركعة . الخ

یعنی ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

شیخ منصور بن ادریس حنبلیؒ ”کشاف القناع عن متن القناع“ ص ۲۶۶ میں لکھتے ہیں

”وہی عشرون ركعة فی رمضان الخ“

یعنی تراویح بیس رکعت ہیں رمضان میں۔ ”شرح غنی الارادات“ ص ۲۵۶ ج ۱۔ میں فرماتے ہیں

”وہی عشرون ركعة فی رمضان جماعة الخ“

یعنی تراویح بیس رکعت ہیں رمضان میں جماعت سے۔ ”توشیح (شافعیہ) میں ہے۔

”والثالث منها صلوة التراويح وہی عشرون ركعات ولو فرادی

وتسن الجماعة الخ“

یعنی اور ان میں سے تیسری نماز تراویح ہے اور وہ بیس رکعات ہیں اگرچہ اکیلا ہی پڑھ لے اور جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے۔ ”اور روضہ میں ہے۔

ومنہ صلوة التراويح عشرون ركعة كل ركعتین بتسلیمة . الخ

یعنی صلوة تراویح کی بیس رکعت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے ہونی چاہئے۔

(کتب مالکیہ) وتتأكد صلوة التراويح فی رمضان عشرون ركعة

بعد صلوة العشاء یسلم من كل ركعتین . الخ (انوار ساطعہ)

یعنی رمضان میں نماز عشاء کے بعد بیس رکعت نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے اور ہر

دو رکعت پر سلام پھیرے۔

(کتب الحنبلیہ) التراويح سنة مؤكدة عشرون ركعة بر رمضان

والاصل فی مسنونیتها الاجماع۔ (نیل المآرب)۔

یعنی رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اور ان کا سنت ہونا اجماع سے

ثابت ہے۔ الغرض جمہور صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہؒ اور جمہور مسلمین کا مذہب یہی ہے کہ تراویح بیس ہیں

آٹھ کسی کا مذہب نہیں۔

تعال و توارث وھکذا جری التوارث من زمان امیر المؤمنین

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی هذا الآن و هذا

الاحکام مما اتفق علیہ فقہاء المذاهب الاربع من غیر خلاف
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے لے کر اب تک یہی توارث اور تعال رہا ہے اور یہ اسے
احکام میں سے ہے جن پر مذاہب اربعہ کے فقہاء بغیر کسی اختلاف کے متفق ہیں۔

عن علی رضی اللہ عنہ انه امر رجلا یصلی بہم فی رمضان عشرين

رکعة و هذا کالاجماع (مغنی لابن قدامة ج ۲ : ص ۱۶۷)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حکم کیا کہ وہ رمضان میں نوگول
کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور یہ مثل اجماع کے ہے۔

امام نووی شافعی کہتے ہیں۔

ثم استقر الامر علی عشرين فانه المتوارث - الخ

یعنی پھر بیس رکعت پر امر مستقر ہو گیا پس یہی متوارث اور سلسل عمل ہے۔

ابن حجر مکی شافعی نے لکھا ہے۔

ولکن اجمعت الصحابة رض علی ان التراويح عشرون رکعة الخ (مراۃ)

لیکن صحابہ رض نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ وهو الذی یعمل بہ اکثر المسلمین - الخ۔

یعنی اور اکثر اہل اسلام اس پر عامل ہیں۔



اہل حث علماء سے بیس تراویح کا ثبوت

پس منع از لبست و زیاده چیز سے نیست الخ (عرف الجادی: ص ۸۴)
پس منع کرنا بیس تراویح یا زیادہ سے کوئی چیز نہیں ہے۔
نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

”پس آتی بزیادت عامل لبست ہم باشد الخ“ (ہدایت السائل: ص ۱۱۸)
گیارہ سے زیادہ تراویح پڑھنے والا بھی سنت پر عامل ہے۔
نیز فرماتے ہیں۔

”اما آنکہ جمع از اہل علم اس نماز لبست رکعت قرار دادہ اند و در ہر رکعت قرأتے معین راستہ
اس عدد بخصوصہ ثابت شدہ لیکن مجمل چیز سے است کہ برآن اس معنی صادق است کہ
انہ صلوۃ انہ جماعة وانہ فی رمضان

پس حکم بتبذیر آں چیز معنی۔ (بدورالابلہ: ص ۸۳)

ترجمہ :- لیکن جن اہل علم کی ایک جماعت نے اس نماز کو بیس رکعت قرار دیا ہے اور ہر رکعت میں معین
قرأت کو مستحسن رکھا ہے یہ عدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں لیکن ایک مجمل چیز ہے جس پر یہ صادق
ہے کہ یہ نماز ہے یہ جماعت ہے یہ رمضان میں ہے پس اس کے بدعت ہونے کا حکم لگانے کا کیا معنی؟
نیز فرماتے ہیں۔

ان صلوۃ التراویح سنۃ با صلھا لما ثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلھا فی لیلالی ثم توککہ شفقتہ علی الامۃ ان لا تجب علی
العامۃ او یحسبوا واجبۃ ولم یات تعین العدد فی الروایات
الصحیحۃ المرفوعۃ و لکن یعلم من حدیث کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد فی رمضان ما لا یجتہد فی غیرہ
رواہ مسلم ان عددھا کان کثیراً۔

(الانتقاد الوجیع: ص ۶۱)

ترجمہ :- نماز تراویح اپنی اصل کے لحاظ سے سنت ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے چند راتوں میں تراویح پڑھی ہیں پھر اس اندیشہ سے کہ لوگوں پر واجب نہ ہو جائیں اور عوام انہیں واجب نہ سمجھ لیں، پڑھنا ترک فرما دیا۔ اور روایات صحیحہ مرفوعہ میں کسی (حتمی) عدد کا تعین نہیں آیا۔ لیکن اس حدیث سے کہ

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في رمضان ما لا يجتهد في غيره - رواه مسلم -

معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کا عدد کثیر ہے۔

تطبیق اب اگر بالفرض گیارہ کا ثبوت ہو تو یوں تطبیق ہو سکتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے گیارہ کا حکم دیا اور قرأت لمبی کی۔ پھر جب اس کو مشقت سمجھا تو قرأت میں تخفیف کر دی اور تعداد بڑھا کر بیس رکعت کر دیں اور دترین رکعت اسکے علاوہ ہیں۔ مجموعہ تینس رکعت ہوئیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ ابن عبد البر سے اسی طرح تطبیق نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

قال السبكي عن عبد البر اختار في وقت تطويل القيام فجعلوها

احدى عشرة ركعة وفي وقت عدد الركعات فجعلوها عشرين

وقد استقر العمل على هذا - (هدایت السائل : ص ۱۳۸)

یعنی ابن عبد البر سے سبکی نے نقل کیا ہے کہ ایک وقت میں تطویل قرأت کو انہوں نے پسند کیا تو گیارہ رکعت کو مقرر کر دیا۔ دوسرے وقت عدد رکعات بڑھا دیا تو بیس رکعت کو مقرر کر دیا۔ بے شک عمل سب امت کا اسی بیس رکعت، تراویح پر مستقر ہوا۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

قال القسطلاني في شرح البخاري جمع البيهقي بانهم كانوا يقومون

باحدى عشرة ثم قاموا بعشرين و اوتروا بثلاث وقد عدوا

ما وقع في زمان عمر رضي الله عنه كالاجماع - (ادجز المسالك : ص ۳۹۵ ج ۲)

یعنی قسطلانی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ بیہقی رحمہ اللہ نے اس طرح جمع کیا ہے کہ لوگ پہلے گیارہ رکعت سے قیام کرتے تھے۔ پھر بیس رکعت تراویح اور تین دتر پڑھنے لگے۔ اور تحقیق شمار کیا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں واقع ہوا اجماع کی طرح۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے۔

» من رأى منكم منكرا فليغيره بيده الخ «

یعنی جو تم سے خلاف شرع بات ہوتے ہوئے دیکھے تو چاہیئے کہ اس کو ہاتھ سے اور زبان سے اور دل سے بدل ڈالے۔

اگر بیسٹیں خلاف شرع ہوتیں تو ہزاروں صحابہ کرام علیہم الرضوانی حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے زمانہ میں اور مابعد میں لاکھوں علماء ہوئے ہیں کوئی تو اس پر انکار کرتا۔ اور جب کسی نے انکار نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ﴿

و روی اسد بن عمرو عن ابی یوسف قال سالت ابا حنیفہ عن
التراویح وما فعله عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال التراویح سنۃ
مؤکدة ولم يتخصره عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من تلقاء نفسه
ولم یکن فیہ مبتدعا ولم یأمر به الا عن اصل لہ و عهد
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی مراقی الفلاح نقلا من
الاختبار (ص ۲۲۴)۔

وفیہ اشعار بكون التراویح سنۃ مؤکدة علی الحال التي امر بها
عمر رضی اللہ عنہ وھی عشرون رکعة - الخ - (اعلاء السنن: ج ۲)

ترجمہ

اسد بن عمرو امام ابو یوسفؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے تراویح اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کے متعلق سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی طرف سے نہیں گھڑا اور نہ ہی بدون اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل شرعی موجود ہو اس کا حکم دیا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ کے پاس کوئی دلیل ضرور موجود ہوگی۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بیس رکعت تراویح اسی حال پر سنت مؤکدہ ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم دیا تھا۔

۲ ایک تطبیق کی صورت یہ ہے کہ آپ نے اکیس، تیس کا حکم باعتبار مجموع کے دیا تھا۔ یعنی ہر واحد کو دس دس رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا اور وتر ایک رکعت یا تین رکعت کبھی یہ پڑھائے اور کبھی وہ پڑھائے۔ (اوجز المسالك: ص ۳۹۴ - ج ۲)۔

بیس رکعت کے متعلق دو کے علماء امت کے اقوال

ہر چند کہ تابعین اور اتباع تابعین کے خیر القرون میں بعض اکابر بیس سے زائد رکعت بھی پڑھتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مذکورہ رسول میں جو مضبوطی اور انوار رسالت کا مطلع ہے و طریحہ دو سو سال تک برابر چھتیس رکعتیں معمول بہا بنی رہیں۔ تاہم انجام کار بیس پر ہی ساری امت کا اتفاق ہو گیا اور حالت بدستور سابقہ خود کرائی۔ اور اصل یہ ہے کہ گویا بعض بزرگ چاروں درمیانی وقفوں میں جن کو ترویجہ کہتے ہیں چار چار رکعتیں بلاجماعت ادا کر کے تعداد رکعت چھتیس تک پہنچا دیتے تھے لیکن جماعت بیس ہی رکعتوں کی ہوا کرتی تھی۔ اور گویا صریحت کے ساتھ نام بنام سب علماء حق کا مسلک کتابوں میں مذکور نہ ہو۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ خیر القرون کے بعد بھی تمام علماء اہل سنت و جماعت بیس ہی کا حکم دیتے تھے اور ترویجوں کے زائد نفلوں سے دستبردار ہو کر عموماً بیس پر ہی عمل پیرا رہے۔ ذیل میں ان علماء و صلحا متاخرین کے اسما و گرامی درج کئے جاتے ہیں جن کی نسبت صراحتہً مذکور ہے کہ وہ بیس رکعت کے قائل تھے۔

إِمَامُ ابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ :-

حافظ امام ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تیس (بیس تراویح اور تین وتر) کی روایت معتبر ہے۔ اور امام مالکؒ کی روایت جس میں گیارہ رکعت (آٹھ تراویح اور تین وتر) مذکور ہیں وہم ہے۔ امام مالکؒ کے سوا دوسرے محدثین نے اکیس رکعتیں بتائی ہیں اور میں امام مالکؒ کے سوا کسی ایسے محدث کو نہیں جانتا جس نے گیارہ رکعت کی حدیث کا ذکر کیا ہو۔

(المصابیح مترجم مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ۱۵)

حافظ مغرب شیخ الاسلام امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البرؒ قرطبیؒ ۳۶۸ھ میں ہسپانیہ کے شہر قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ حفظ اور اتقان میں اہل زمانہ کے استاد تھے۔ باجی کا قول ہے کہ اندلس (اسپین) کے اندر کوئی عالم علم حدیث میں ان سے ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔

ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں کہ کتاب تمیید ہمارے دوست ابو عمرؒ (ابن عبد البرؒ) کی تصنیف ہے فقہ، حدیث میں کوئی کتاب اس تصنیف کی ہم پایہ نہیں چھ جائیکہ اس سے بڑھ کر ہو۔ علامہ ابن عبد البرؒ تمام علوم میں بیش بہا تالیفات رکھتے ہیں۔ ان کی ایک شہرہ آفاق کتاب "کافی" جو امام مالکؒ کے مذہب پر ہے پندرہ جلدوں میں ہے۔ کتاب "استیعاب" میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حالات

قلمبند کئے ہیں۔ یہ ایسی بلند پایہ تصنیف ہے کہ جس کی مثل کسی مصنف کی کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی۔ ان کی بہت سی دوسری بلند پایہ تصنیفات بھی ہیں جن کے نام ”تذکرۃ الحفاظ“ میں درج ہیں۔

حدیث، فقہ اور معانی میں بصیرت تام رکھنے کے علاوہ علم نسب و اخبار کے بھی بڑے ماہر تھے۔ ثقہ حجت اور صاحب سنت و اتباع تھے۔ پہلے ظاہری تھے۔ پھر مالکی و مذہب اختیار کر لیا تھا۔

حمیدی کا بیان ہے کہ ابو عمر فقیہ، حافظ اور قرأت و خلاف اور علوم حدیث و رجال کے بڑے فاضل اور قدیم السماع بزرگ تھے۔ عمر کی پچانوے منزلیں طے کر کے ۶۲ھ میں واصل بحق ہوئے بیہقی کے ہمعصر اور عمر میں ان سے سولہ سال بڑے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد اول صفحہ ۳۲۸)

امام محمد غزالیؒ۔

حکیم الامت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

التراویح وہی عشرون رکعة و کیفیتہا مشہورۃ وہی سنۃ مؤکدۃ۔

(احیاء العلوم : جلد اول : ص ۱۳۹)

تراویح بیس رکعت ہیں اور اس کے پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

قطب دہلی سید عبدالقادر جیلانیؒ۔

حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز رقم فرمایا ہیں۔

”صلاة التراویح سنة النبى صلى الله عليه وسلم وهى عشرون ركعة“

(غنیۃ الطالبین : ص ۲۶۲ - ۵۶۴)

نماز تراویح حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے بیس رکعت ہے۔

امام ابن قدامہ حنبلیؒ۔

امام ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ المتوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں۔

والمختار عندی عبد اللہ فیہا عشرون رکعة وبہذا قال الثوریؒ و

ابو حنیفۃؒ والشافعیؒ وقال مالکؒ ستۃ وثلاثون وزعم انہ الامر

القديم وتعلق بفعل اهل المدينة ولنا ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لما جمیع الناس علی الج بن کعب کان یصلی بہم عشرين رکعة۔

(مصنفی ابن قدامہ مطبوعہ مصر، ۱۱ ج، ص ۸۰۲)۔

امام احمدؒ کے نزدیک بیس رکعت مختار ہیں۔ سفیان ثوریؒ ابو حنیفہؒ اور شافعی رحمہم اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے اور امام مالکؒ چھتیس رکعت کے قائل ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ ایک امر قدیم ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدار پر جمع کیا تو وہ بیس رکعت ہی پڑھایا کرتے تھے۔

امام نوویؒ :- امام محی الدین نوویؒ شارح مسلم فرماتے ہیں۔

اعلم ان صلاة التراويح سنة باتفاق المسلمين وهي عشرون ركعة - (كتاب الاذکار، ص ۸۳)۔

یاد رکھو کہ نماز تراویح سنت ہے تمام مسلمان اس مسئلہ پر باہم متفق ہیں اور یہ بیس رکعت ہیں۔ شیخ ابن تیمیہؒ :- شیخ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

وقد ثبت ان ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کان يقوم بالناس عشرين ركعة في رمضان ويوتر بثلاث فرأى كثير من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بين المهاجرين والانصار ولم ينكره منكر - (فتاویٰ ابن تیمیہؒ ۱ ج، ص ۱۸۶)۔

یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو رمضان میں تراویح کے بیس رکعت اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اسی بنا پر اکثر علماء بیس رکعت کو ہی سنت قرار دیتے ہیں کیونکہ ابیؒ حضرات مہاجرین و انصارؓ کی جماعت میں بیس رکعت کا قیام فرماتے تھے اور ان حضرات میں سے کسی نے کبھی ان پر انکار نہ کیا۔

علامہ عسبکیؒ :- علامہ عسبکی رحمہ اللہ ”منہاج“ میں لکھتے ہیں کہ۔

”اس بات کا یقین کر لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں کہ آپ نے ان راتوں میں کتنی کتنی رکعات پڑھائیں اور ہمارا مذہب بیس رکعت پڑھنے کا ہے۔“ (المصابیح مترجم، ص ۱۴ مطبوعہ المشرق)۔

علامہ عینیؒ :- علامہ بدر الدین عینیؒ شارح بخاریؒ بھی بیس رکعت کے قائل تھے چنانچہ

انہوں نے شرح بخاری میں اس کے بڑے بڑے دلائل قلمبند کیے ہیں اور اس سلسلے میں وہ لکھتے ہیں۔

وقال ابن عبد البرؒ وهو قول جمهور العلماء وبه قال الكوفيون

والشافعی » وأکثر الفقهاء وهو الصحيح عن الحسن بن کعب رض من

غیر خلاف من الصحابة رض - (عینی شرح بخاری)

حافظ ابن عبد البر نے فرمایا ہے کہ جمہور علماء کا قول بیس رکعت کا ہے اور مجتہدین کو فرامام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور سفیان ثوریؒ اور شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح طور پر یہی ثابت ہوا ہے۔ اور کوئی صحابی اس مسلک کے خلاف نہیں گیا۔

علامہ شیخ ابن حجر عسقلانیؒ :- شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ولعلمهم فی وقت اجازوا تطویل القيام علی عدد الركعات فجعلوها

عشرين وقد استقر العمل علی هذا - (المصابیح: ص ۱۶)۔

اور شاید صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کسی وقت قیام کی طوالت کو مختصر کر کے اور رکعتیں بڑھا کر بیس کر دیں اور پھر بیس پر ہی عمل مستحکم و استوار ہو گیا۔

امام عبد الوہاب شعرائیؒ :- امام عبد الوہاب شعرائی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔

ومن ذلك قول الجحيفة، والشافعی، وأحمد رحمهم الله ان

صلاة التراويح فی شهر رمضان عشرون ركعة وانها فی الجماعة

افضل - (میزان شعرائیؒ: ص ۱۵۳)۔

اور اسی قبیل سے امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہم اللہ کے اقوال ہیں کہ نماز تراویح ماہ رمضان المبارک میں بیس رکعت ہے اور اس کا باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔

علامہ منہاجیؒ :- علامہ ابن عابدین شامی الدر المختار کی شرح میں لکھتے ہیں۔

التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين اجماعاً بعد

صلاة العشاء وهي عشرون ركعة وهو قول الجمهور وعليه عمل

الناس شرقاً وغرباً - (رد المحتار: ج ۱، ص ۵۱۱)۔

تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس پر خلفاء راشدین رض نے مواظبت فرمائی۔ اس کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے اور اس کی رکعتیں بیس ہیں۔ یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر شرق و غرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔



خاتم

۱ : اہل حدیث گیارہ رکعتیں تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں اپنے سلف کے مخالف ہیں کیا نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم اور میر ابوالحسن صاحب، مولوی وحید الزمان صاحب علامہ شوکانیؒ علامہ سبکیؒ علامہ ابن تیمیہؒ نے بخاری شریف نہیں پڑھی تھی؟ اس لئے آج کل کے اہل حدیث اصح المکتب سے گیارہ کا ثبوت دیتے ہیں۔ گو وَلَا نَحْفِ عِبْرَہ کہہ کر بارہ ماہ کی نماز تہجد کیوں نہ ہو۔ بہر حال یہ بتلائیں کہ آپ کو زیادہ علم ہے یا مذکورہ حضرات کو۔

۲ : پہلی رات جب کہ ثلث رات تک تراویح پڑھی تھیں۔ اس میں آٹھ رکعت تھیں اس کے بعد آخر رات تک کچھ نہیں پڑھا۔ صراحتہ کسی دلیل سے ثابت کیا جائے کہ سو گئے تھے یا کچھ اور پڑھتے رہے یا خاموش بیٹھے رہے تھے ایسے خاموش بیٹھے رہنا حدیث (احی لیلہ یعنی ساری رات جاگتے رہے) کے خلاف ہے۔
۳ : محمد فاروقی سے لے کر اب تک یعنی بارہ صدی کے اوائل تک بیس رکعت یا بیس رکعت سے زائد کے سب لوگ قائل تھے۔ کہیں اور کسی مسجد میں جماعت آٹھ کی نہیں ہوتی تھی۔ اگر کہیں یا کسی مسجد میں آٹھ رکعت کی ہوتی تھی تو اس کو صاف واضح کیا جائے۔

۴ : نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم کی تحقیق میں بیس رکعت تراویح پڑھنے والا بھی سنت پر عامل ہے اور مکروہ نہیں ہے۔

۵ : اہل حدیث کی جرح بیس رکعت تراویح پر اصول حدیث کی رو سے بھی صحیح نہیں ہے۔

۶ : حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی مسجد کے اندر جماعت آٹھ رکعت تراویح کی ہوئی ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو۔

۷ : حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں کبھی مسجد کے اندر آٹھ رکعت تراویح کی جماعت ہوئی ہو یا کسی نے بیس رکعت تراویح سے انکار کیا ہو تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔

۸ : سلف میں سے کس نے مسجد میں آٹھ تراویح باجماعت پڑھی اور اس پر انکار نہیں کیا؟ کس میں؟ اور کس شہر میں؟

۹ : بخاری شریف میں قاعدہ لکھا ہے۔

”انما یؤخذ من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا خوف الاخر۔“

اس قاعدہ کی رو سے آخری فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اول کئے لئے ناسخ ہو گا۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری رات عشاء سے سحری تک تراویح پڑھائی تھیں تو اہل حدیث کو چاہئے کہ سنت کی اتباع میں ساری رات قیام کیا کریں یہاں تک کہ سحری ہو جائے۔

۱۰ اور اس میں عدد کی تصریح ضروری ہے کہ آٹھ رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھیں یا بیس رکعت یا زیادہ ہیں۔

۱۱ محمد بن یوسف رح کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔ اس لئے آٹھ رکعت متعین نہ ہوئیں۔ نہ کسی نے آٹھ نقل کی ہیں، کسی نے کسلس اور کسی نے بیس رکعت روایت کی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ پہلے فعل کو دیکھتے ہیں اور آخری فعل کو نہیں دیکھتے جس پر کہ اہل اسلام کا عمل مستقر ہوا جو بیس رکعت ہے۔ جیسا کہ امام نوویؒ وغیرہم نے نقل کیا ہے۔

ثم استقر الامر على عشرين ركعة فانه المتوارث۔

یعنی پھر تراویح کا معاملہ بیس رکعت پر مستقر ہو گیا۔ اور یہی اہل اسلام کا مسلسل عمل ہے۔



کتابت

سیف اللہ خالد قادری غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ
شاہ جمال ٹاؤن لاہور

مايتعلق بقضاء الفرائض

بجز تین اوقات کے ہر وقت فوت شدہ نمازیں ادا کر سکتے ہیں

زید کے ذمہ کافی نمازیں قضا ہیں جن کا اندازہ تین چار سال کے برابر ہے۔ اب وہ ان کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ کیا وہ نمازیں صبح کی اذان کے بعد اور نماز یعنی فرائض کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد بھی ادا کر سکتا ہے کیونکہ وقت محفوظ ہے ؟

جواب : قضا نمازیں تین اوقات کے علاوہ جس وقت ادا کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ جن تین اوقات میں نماز قضا کرنا درست نہیں وہ یہ ہیں۔

- ۱ : طلوع شمس کے وقت یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔
 - ۲ : استواء شمس کے وقت یہاں تک کہ زوال ہو جائے۔
 - ۳ : سورج کے زرد ہونے کے وقت سے غروب ہونے تک۔
- ان تینوں اوقات میں کوئی فرض نماز قضا نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ نوافل پڑھنا درست ہے۔
”نور الایضاح“ میں ہے۔

ثلاث اوقات لا یصح فیہا شئ من الفرائض الخ عند طلوع الشمس
الی ان ترتفع و عند استوائہا الی ان تزول و عند اصرارہا الی
ان تغرب۔ (ظہادی، ص ۱۰۱) ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع
اوقات العمر وقت له الا ثلاثہ وقت طلوع الشمس و وقت الزوال

ووقت الغروب فإنه لا تجوز الصلوة في هذه الاوقات كذا
في البحر الرائق - (عالمگیری، ج ۱، ص ۶۳) - فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۲۶
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۴ھ ناٹب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمازوں کا اضافی ثواب اصل نمازوں میں محسوب نہیں ہوگا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار اور بیت اللہ شریف میں پڑھی ہوئی ایک رکعت کا ثواب ایک لاکھ ملتا ہے۔ اگر کسی شخص کے ذمہ فرض نمازیں رہ گئی ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بروز قیامت بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی میں پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب، فرض نمازوں کے بدلے قبول فرمائیں گے؟

ضابطہ کے لحاظ سے یہ اضافی ثواب فرض وقت کی جگہ محسوب نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ ارحم الراحمین محسوب کر لے یا ویسے ہی مطالبہ نہ کرے تو وہ اس کی شانِ کبریٰ ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح ۳
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قضا نماز پڑھنے والا وقتیہ پڑھنے والے کی اقتدار نہیں کر سکتا

ظہر کی نماز پڑھ لینے کے بعد ایک مسجد میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ابھی جماعت تیار ہو رہی تھی میرے ذمہ ایک اور دن کی ظہر باقی تھی تو سوچا کہ اس کی قضا کی نیت سے جماعت میں شریک ہو جاؤں پھر خیال آیا کہ شاید اس طرح جائز بھی ہے یا نہیں۔ یہ سوچ کر رک گیا۔ تو کیا اس طرح جماعت کے ساتھ کوئی پہلے کی رہی ہوئی نماز قضا پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

محمد لطف اللہ خالد ۲۵۳/ بی شاہ جمال ٹاؤن، لاہور

صحیح اقتدار کے لئے اتحادِ صلوٰۃ ضروری ہے۔ ظہرِ فائتہ وقتی ظہر پڑھنے والے کے پیچھے ادا نہیں کر سکتے۔

الحق

وكذا لا يصح الاقتداء بمن جنون مطبق الى قوله ولا مفترض
بمتنفل وبمفترض فرضاً آخر اذ ان اتحاد الصلاتين شرط عندنا
(در مختار) (قوله وبمفترض فرضاً آخر) سواء تغاير
الفرضان اسماً او صفة كمصلي ظهر أمس بمصلي ظهر اليوم - اهـ
(شامیہ، ج ۱: ص ۲۹۶) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

نمازوں کے فدیہ میں قیمت ادا کرنا بہتر ہے

اگر کسی میت کی طرف سے اس کی نمازوں کا فدیہ دیا جائے تو فدیہ میں گندم دینا بہتر ہے یا قیمت؟
قیمت دینا بہتر ہے تاکہ وہ حسب ضرورت استعمال کر سکے۔

الحق

أنه لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر أو
دقيقه أو سويقه أو صاع تمر أو زبيب أو شعير أو قيمته وهي
افضل لتنوع حاجات الفقير اهـ (مراق الفلاح)۔ (تنوع حاجات
الفقير) فانه قد يكون مستغنيا عن هذه الاعيان ويحتاج الى الدراهم
ليصرفها في حاجاته - اهـ (طحطاري: ص ۲۳۸) - فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

صاحب ترتیب پہلے قضا پڑھے پھر وقتیہ ادا کرے

زید صاحب ترتیب ہے ایک دفعہ اس کی سفر کی حالت میں چار نمازیں قضا ہو گئی تھیں اور جب وہ گھر پر پہنچا تو عشاء کی جماعت ہو رہی تھی۔ کیا وہ اب وقتی نماز ادا کرے یا پہلے قضا کرے چاروں نمازوں کی۔ بے بنوا تو جہدہ۔ احمدیہ فاروقی بہاولپور

اگر زید اصطلاحاً صاحب ترتیب ہے تو اسے پہلے قضا نمازیں ادا کرنی چاہئیں
خوف فوت جماعت عذر نہیں۔

الجواب

الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر اداء وقضاء لازم۔

(القولہ) الا اذا ضاق الوقت المستحب او نسيت الفائتة ۱۵۔

(در مختار علی الشامیہ ۱ ج ۱ ص ۵۳۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح ۱۸
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء ۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

فدیہ کی رقم اپنے بھائیوں کو دینے کا حکم
بہندہ فوت ہوتی اس نے کوئی جائیداد نہیں
چھوڑی۔ اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے

ذمے ایک ماہ کے روزے اور نمازیں باقی ہیں ان کا فدیہ ادا کر دینا۔ اس کا بیٹا بھی زیادہ مالیت نہیں رکھتا۔ وہ کہتا ہے کہ میرے بھائی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میں فدیہ سے ان بھائیوں پر خرچ کر دوں۔ کیا وہ بھائیوں پر خرچ کر سکتا ہے ؟

زید اگر اپنے مال سے یہ فدیہ دے رہا ہو تو فدیہ کی یہ رقم اپنے بھائیوں کو دے

الجواب

سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۵ / ۱۴۰۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافشاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مسترد نمازوں کا فدیہ ایک کین کو دینا جائز ہے کیا مسترد نمازوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو دے

سکتے ہیں یا نہیں ؟ مدلل دبا حوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ مبنیاً تو جس روا۔

دے سکتے ہیں۔ اذا مات وعلیه فوائت فدفع الوارث
عن الیت لکل صلوۃ نصف صاع من بر او قیمتہ

لکل مسکین او مسکین واحد عن کل الفوائت یجوز ولا یجوز
ان یودی عن صلوۃ للفقیرین اھد فتاویٰ سراجیہ : ص ۱۷۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳۰/۳/۱۴۱۰ھ

قضاء نمازوں کی ادائیگی میں تاخیر کرنا عوام میں مشہور ہے کہ جو نماز قضاء ہو جائے اس کو کسی اور نماز کے وقت میں قضاء نہ کرے بلکہ اگلے

دن اسی نماز کے وقت میں قضاء کرے۔ مثلاً آج کی عشاء قضاء ہو جائے تو اس کو آئندہ دن کی عشاء کے ساتھ قضاء کرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے ؟

یہ غلط ہے۔ بحرہ وقت کے علاوہ ہر وقت قضاء پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا قضاء نماز اولین فرصت میں ادا کر لی جائے۔ خواہ کسی نماز کا وقت ہو۔ بلا عذر نماز

کی قضاء کو آئندہ دن تک مؤخر کرنا جائز نہیں۔

وجنیع اوقات العمر وقت للقضاء الا الثلاثۃ المنہیۃ کما مر۔ اھ

(در مختار) (قولہ وقت للقضاء) ای لصحتہ فیہا وان کان القضاء

علی الفور الا لعذر۔ اھ (در شامیہ : ج ۱ : ص ۵۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۷/۴/۱۴۰۸ھ

قضاء نمازوں کا فدیہ اصول و فروع کو دینا جائز نہیں

ہمارے والد صاحب انتقال کر گئے ہیں۔ انتقال سے پہلے شدید بیماری کی حالت میں تین ماہ کی نمازیں قضاء ہو گئی تھیں۔ قضاء نمازوں کی رقم سگی بیوہ بہن خالدہ کو دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ واضح ہو کہ ہماری بیوہ بہن کا کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ نیز ہماری بہن میت کی سگی بیٹی ہے میت نے مرنے سے پہلے اس سلسلہ میں کوئی وصیت وغیرہ نہیں کی؟

سمات خالدہ کو سہمی ناصر کے ترکہ سے اس کی نمازوں کا فدیہ نہ دیا جائے۔ کیوں کہ صدقات واجبہ اصول و فروع کو دینے کی اجازت نہیں۔ نمازوں کا فدیہ بھی سہمی ناصر مرحوم کے ذمہ واجب تھا اور اس کی ادائیگی بھی ترکہ سے کی جا رہی ہے۔ دل اگرچہ تبرعاً دے رہا ہے لیکن کفایت تو میت کی جانب سے ہوگی۔

لان محمدا قال فی تبرع الوارث بالاطعام فی الصوم میجوزہ انشاء

اللہ تعالیٰ (مراقب: ص ۲۳۸)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۶/۱۲/۱۴۰۸ھ

طویل بہوشی میں رہی ہوئی نمازیں معاف ہیں

ایک بیمار کی حالت یہ ہے کہ بے ہوشی کی وجہ سے حواس درست نہیں۔ نماز ادا کرنے پر بوجہ بیماری قادر نہیں کیا وہ فدیہ کی وصیت کرے یا اور کوئی حکم ہے؟

ایسی بے ہوشی کی حالت میں اگر دن رات سے زیادہ کی نمازیں قضاء ہو جائیں تو وہ ساقط ہیں ان کا ادا کرنا یا فدیہ کی وصیت کرنا واجب نہیں۔

کما فی الدر المختار وان تعذر الایماء برأسه وکثرت الفوائت

بأن زادت علی یوم ولیلة سقط القضاء عنه (ج ۱: ص ۷۱۳)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا۔

مروجہ قضاء عمری کسی نیت سے بھی جائز نہیں

جمعة الوداع میں بنوں کی ایک بڑی مسجد میں علماء کرام کے مابین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ اگر کسی سے عمر بھر کی نمازیں قضاء ہوں تو ہر جمعۃ الوداع میں صرف پانچ نماز پر نیت قضاء عمری باجماعت مع الاذان و الاقامة لکل واحد منها پڑھنے سے ذمہ بری ہو جاتا ہے۔

بعض نے کہا کہ یہ غلط ہے بلکہ جو نماز قضاء ہو جائے اس کا قضاء پڑھنا ضروری ہے ورنہ ذمہ فارغ نہیں ہوتا اور قضاء عمری سروجہ مذکورہ بالا بدعت ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ آخر نماز تو ہے اس سے تو بہتر ہے کہ لوگ بازاروں میں پھرتے رہیں۔ آیا اس قضاء عمری کا کوئی ثبوت ہے ؟

ڈاکٹر پیر گل اکبر شاہ بنوں

احادیث صحیحہ اور کتب معتبرہ میں قضاء عمری کا مسئلہ نہیں ملتا۔ اور مسئلہ حکم خداوندی کو کہتے ہیں۔ تو جب تک باسناد معتبرہ اس مسئلہ کی نسبت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مجتہدین کی طرف ثابت نہ ہو تو یہ شریعت اور خداوند قدوس پر افتراء ہوگا کہ یہ بھی حق سبحانہ کا حکم ہے۔ اور واقعہ میں حکم ہونا ثابت نہیں۔ کفار نے چند من گھڑت مسئلے بنائے تھے حق تعالیٰ ان کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

سید جزیرہم بما كانوا یفترون۔ (پ ۸، سورۃ النعام : رکوع ۲)۔

آگے چل کر اسی سلسلہ میں مزید ارشاد فرماتے ہیں۔

فمن اظلم ممن اخترى على الله كذبا ليضل الناس بغير علم

ان الله لا يهدي القوم الظالمين۔ (پ ۸، رکوع ۴)۔

اس سے معلوم ہوا کہ کہ بلا سند مسئلہ بنانا افتراء علی اللہ اور نہایت ظلم ہے۔ پس اس سے فرق اول کی غلطی واضح ہو گئی۔ غلط مسئلہ بہ نیت خیر ایجاد کرنا بھی درست نہیں۔ کیونکہ افتراء علی اللہ کی معصیت شدید ترین ہے۔ بعض صوفی مزاج بزرگوں نے لوگوں کی ترغیب کے پیش نظر ثواب کی احادیث و صنع

کرنے کی گنجائش نکالی تھی۔ لیکن ائمہ حدیث اور اکابر امت نے اسے رد کیا اور ایسے داعیوں کو بھی حدیث

”من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار“

کی وعید کا مستحق بتلایا ہے۔ گو نوعیت اور درجہ کا تفاوت ہو۔ اس سے تیسرے گروہ کی غلطی بھی واضح ہو گئی کہ اس قسم کی ایک نماز جب بھی پڑھی جاتی تھی باوجودیکہ وہ نماز تھی اور بہت سے لوگ اس میں شرکت کرتے تھے۔ لیکن محققین نے اس سے منع فرمایا۔ اور نہایت شدت سے تردید کی۔

قال ابن الحاج فی المدخل وقد حدثت (ای صلوۃ الرغبات)

بعد اربع مائۃ وثمانین من المهاجرة وقد صنف العلماء کتباً

فی انکارها و ذمها و تسفیہ فاعلمها ولا یفترب کثرة الفاعلین

لہا فی کثیر من الامصار۔ (شامی، ج ۱، ص ۵۲۴)۔

قضاء نمازوں کو اس طرح تداعی و تشہیر و جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا فی نفسہ بھی ناجائز ہے

کما فی الدر و الشامح، ج ۱، ص ۵۲۵۔

وینبغی ان لا یطالع غیرہ علی قضائہ لان التأخیر معصیۃ فلا یمظہرہا

وعلاہ تقدم فی باب الاذان انه یکرہ قضاء الفائتۃ فی المسجد

و علیہ الشارح بما ہنا من ان التأخیر معصیۃ فلا یمظہرہا

قلت و ظاہرہ ان ینبغی ہنا للوجوب وان الکواہلہ تحریمیۃ۔ ۱ھ

الحاصل قول ثانی صحیح اور قابل عمل ہے۔ قضاء عمری کے طریق مذکور سے منع کیا جائے۔ اگر کوئی قول جواز

کلمے تو وہ ساقط الاعتبار ہے۔ و بہر اس کی یہ ہے کہ فرض خمسہ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے۔

اور فراغ ذمہ کی اصل صورت ادا ہے اور عدم ادا کی صورت میں قضاء ہے۔ اور عمل مذکور سے سقوط قضاء

خلاف اجماع ہے۔ تاوقتیکہ نہایت ہی قوی سند سے اس کا ثبوت نہ پہنچ جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح : بندہ محمد بشیر غفرلہ رئیس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۴، ۱۱، ۱۳۸۲ھ



احتیاط کی بنا پر نمازیں قضاء کر رہے ہوں تو

مغرب اور وتر چار چار رکعت پڑھیں

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ نماز مغرب کی قضائے عمری کے بارے میں سوال ہے۔

۱ : قعدہ اولیٰ میں التحیات کہاں تک پڑھی جائے۔ یعنی تشهد کے ساتھ درود شریف اور دعاء ضم کی جائے یا نہ ؟

۲ : دوسرے قعدہ میں " التحیات " کہاں تک پڑھی جائے۔ یعنی تشهد کے ساتھ درود شریف اور دعاء ضم کی جائے یا نہ ؟

۳ : قعدہ اولیٰ سے کھڑے ہو کر تیسری رکعت ثنار سے شروع کی جائے یا الحمد سے۔ اور الحمد کے بعد ضم سورت کی جائے یا نہ ؟

۴ : دوسرے قعدہ سے کھڑے ہو کر پچھٹی رکعت ثنار سے شروع کی جائے یا الحمد سے۔ اور الحمد کے بعد ضم سورت کی جائے یا نہ ؟ نعمت علی رنگیلپور، ضلع ملتان

ایسی نمازیں جو احتیاطاً قضا کی جارہی ہوں یہ من وجہ نوافل ہیں۔ لہذا مغرب اور وتر چار چار رکعت پڑھیں۔ اور ایسی نمازوں کے ہر قعدہ میں دعاء تک پڑھنا مناسب ہے۔ ایسے ہی تیسری رکعت میں ثنار بھی پڑھیں۔ اور سورت بھی ملائیں۔ پچھٹی رکعت میں ثنار نہ پڑھیں سورت ملائیں۔ واضح رہے کہ یہ قضا عمری اوقات مکروہ میں نہ پڑھیں۔

ومن قضی صلوۃ عمرہ مع انه لم یفتہ شیئ منها احتیاطاً

قیل بکفره وقیل لا لان کثیرا من السلف قد فعل ذلك لکن

لا یقضی فی وقت تکبرہ فیہ النافلۃ والانضال ان یقرأ فی

الاحیرتین السورۃ مع الفاتحة لانہا نوافل من وجہ فلان یقرأ

الفاتحة والسورۃ فی اربع الفرض علی احتمالہ اولیٰ من ان یدع

الواجب فی النفل ویقنت فی الوتر ویقعد قدر التشهد فی ثالثه
ثم یصلی رکعہ رابعہ فان کان وترا فقد اداہ وان لم یکن
فقد صلی التطوع اربعاً ولا یضرہ القعود وکذا یصلی المغرب
اربعا بثلاث تعذات - ۱۰ (طحاوی: ص ۲۳۳) - فقط واللہ اعلم
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲/۱۰/۱۴۱۱ھ

ایک دن رات کی نمازوں کا فدیہ بارہ سیر گندم ہے

ایک عورت جو کہ ساری عمر پانچ وقت باقاعدگی سے نماز ادا کرتی تھی جب مرض الموت میں مبتلا ہوئی تو چالیس روز کی نمازیں قضاء ہو گئیں۔ اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی اور وہ فوت ہو گئی جب کہ اس کی ایک لڑکی ہے جو کہ اپنی والدہ کی چالیس روز کی قضاء نمازوں کا فدیہ دینا چاہتی ہے۔ اگر وہ فدیہ دے تو فی نماز کتنا ادا کرے؟ ہر سو روپے کے نام جو زمین تھی وہ اپنی لڑکی کے نام لگوا دی ہے۔

ایک نماز کا فدیہ نصف صاع (دوسیر) گندم یا اس کی قیمت ہے۔ و ترویل کا فدیہ مستقل ہے۔ گویا بارہ سیر گندم ایک دن کا فدیہ ہے۔ سرائی میں ہے۔

و کذا ینخرج لصلاة کل وقت حتی الوتر نصف صاع من بر أو
قیمتہ وان لم یوص ویتبرع عنہ ولیہ او اجنبی حجاز انشاء اللہ
تعالی - الخ - (ص ۲۳۸) فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۸/۷/۱۴۰۹ھ

قضاء فوائت کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے

زید کے ذمہ زندگی کی بہت سی نمازیں باقی ہیں وہ چاہتا ہے کہ ان کی قضاء کرتا رہے مگر اس طرح

کہ فرائض کے ساتھ جو سنن مؤکدہ و غیر مؤکدہ ہیں ان کی جگہ وہ قضاء نمازیں پڑھ لیا کرے۔ تو کیا یہ درست ہے؟ بنیوا تو جسروا۔

قضاء نمازوں کی وجہ سے سنن مؤکدہ ترک نہ کرے البتہ سنن غیر مؤکدہ اور عام نوافل کی بجائے قضاء نمازیں پڑھ لینا بہتر ہے۔

والاشتغال بالفوائت اولیٰ و اہم من النوافل الا السنن المعروفة
وصلوة الضحیٰ وصلوة التسبیح والصلوات التي رویت فی الاخبار
فیہا سور معدودہ و اذکار معدودہ فتلك بنیة النفل وغیرہا
بنیة القضاء۔ اھ (عالمگیری ج ۱، ص ۶۵) فقط باللہ اعلم۔
احقر محمد عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس صلیتان ۲۳/۱۲/۹۴-۱۴۱۲ھ

قضاء نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ توبہ بھی ضروری ہے

فضائل نماز میں مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث لکھی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں۔
” روى انه عليه الصلوة والسلام قال من ترك الصلوة حتى مضى
وقتها ثم قضى عذب في النار حقبا والحقب ثمانون سنة الخ “
اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز چھوڑنے کے بعد اگر پھر وہ قضاء بھی پڑھے تو بھی ایک
حقب جہنم میں رہے گا۔ سوال یہ ہے کہ جب اس نے قضاء بھی پڑھ لی تو پھر کیوں معذب ہوگا؟ تشریح
فرما کر مشکور فرمائیں۔
المستفتی قاری محمد رمضان، ۵/۵/۱۴۲۵ھ ساہیوال

وقت پر تعمیل حکم نہ کرنا جرم اور گناہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کے منادی کی ندا
(اذان) کو سُن کر اپنے کام میں مشغول رہنا اور دربارِ ایزدی میں حاضر نہ ہونا بے اہلی
اور شدید گستاخی ہے۔ اگر قضاء کے ساتھ توبہ کے ذریعہ اس گناہ کو معاف نہیں کرایا گیا تو اس کی سزا
اصولی طور پر ملنی چاہئے۔ اپنے فضل و کرم سے حق تعالیٰ شانہ معاف فرمادیں تو الگ بات ہے۔
طمعاً و می میں ہے۔ والتاخیرو بلا عذر کبیرۃ لا تنزل بالقضاء بل بالتوبۃ

أر الحج فإل قضاء مزيل لأثم التارك لا لأثم التأخير - (ص ۲۳۹)۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد رشید عفا اللہ عنہ رئیس الافشاء
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
۱۳۹۱ھ

قدیم فوائت بھی مسقط ترتیب میں

۱۔ ایک آدمی کو یقین ہے کہ زمانہ ماضی میں کافی نمازیں (پانچ سے زائد) اس سے قضاء ہوئی ہیں جن کو ابھی تک ادا نہیں کیا۔ اب اگر اس کی مثلاً صبح کی نماز فوت ہوگئی اور ظہر کی نماز اس نے بغیر صبح کی نماز ادا کئے پہلے پڑھادی۔ یا درمیان نماز میں قعدہ اخیرہ سے پہلے اس کو صبح کی فوت شدہ نماز یاد آگئی۔ یاد آنے کے باوجود اس نے ظہر کی نماز پڑھادی۔ آیا اس کی اور باقی مقتدیوں کی نماز نہ ہوئی یا نہ؟ اور ترتیب اس کے ذمہ ہے یا نہ؟

۲۔ ایک آدمی امام کے ساتھ نماز میں شریک تھا۔ قعدہ اخیرہ میں امام کے ساتھ سلام پھیرنے سے قبل اس مقتدی نے سلام پھیر کر سنتوں کی نیت کھڑے ہو کر باندھ لی۔ پھر معلوم ہوا کہ امام نے تو ابھی سلام نہیں پھیرا۔ پھر وہ بیٹھ گیا اور امام کے ساتھ سلام پھیرا۔ آیا اس کی نماز ہوئی یا نہ؟

قدیم فوت شدہ نمازیں مفتی بر قول کے مطابق مسقط ترتیب میں۔ لہذا صورت مسئلہ میں امام اور مقتدی کی نماز درست ہے لیکن امام صاحب پر لازم ہے کہ سالفقر فوت شدہ نمازیں بہت جلد قضاء کریں اور آئندہ نماز قضاء کرنے اور پھر دوسری نماز تک مؤخر کرنے سے احتراز کریں۔ ہند میں ہے۔

فالحديث تسقط الترتيب اتفاقا وفي التقديم اختلاف للشائخ.

وذلك كمن ترك صلاة شهر ثم صلى مدة ولم يقض تلك الصلوات

حتى لو ترك صلاة ثم صلى أخرى ذاك للفائتة الحديث أنه لم يحجز

عند البعض وقيل يجوز وعليه الفتوى - (ج ۱ ص ۶۴)۔

۲۔ مقتدی کی نماز صحیح ہے۔ امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ۹/۲ بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۸ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

قضاء فوائت کے سلسلہ میں صاحب ہدایت کی ایک عبارت کی توضیح

صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ کی اس عبارت کا حل بندہ کی سمجھ میں نہیں آیا ۔ ولو قضی بعض الفوائت حتی قل ما بقی الخ۔ اس کے تحت صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

روی عن محمد رحمہ اللہ فی من ترک صلوۃ یوم ولیلۃ وجعل یقضی من الخد مع کل وقتیۃ فائتۃ فالفوائت جائزۃ علی کل حال والوقتیات فاسدۃ ان قد مہا الخ وان اخرها فکذا لک۔

خلاصہ یہ ہے کہ ”ولو قضی بعض الخ“ متن کے تحت صاحب ہدایہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا حل تحریر فرمائیں بمع صورت۔ نیز اس صورت میں بندہ کو یہ خیال ہے کہ مقدم و مؤخر ہر دو صورتوں میں جب وقتیہ فاسد ہے تو پھر قضاء فائتہ کی کیا صورت ہونی چاہئے۔

(باب قضاء الفوائت ص ۱۵۶)۔

فائتہ حبس قلیل ہو جائیں تو ترتیب لوٹ آئے گی (ہدایہ) امام محمدؒ کی عبارت سے اس پر استدلال کیا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ جب زید نے دوسرے دن کی وقتیہ پڑھی تو یہ فاسد ہو گئی۔ کیونکہ اس کے ذمہ پانچ کل کی قضا ہیں ان کی ادائیگی سے قبل یہ صحیح نہ ہوئی۔ اب اس کے ذمہ چھ نمازیں ہو گئیں۔ پھر اسکے بعد قضاء پڑھی تو باقی پانچ رہ گئیں۔ یہ پانچ ایسی ہیں جو چھ میں سے باقی رہ گئیں ہیں۔ یعنی کثیر ہونے کے بعد قلیل ہوئی ہیں۔ آئندہ وقتیہ کو بھی امام محمدؒ نے فاسد کہا۔ تو معلوم ہوا کہ جو فائتہ قلیل رہ گئی ہوں وہ بھی صحت وقتیہ کے لئے مانع بنتی ہیں۔ تو امام محمدؒ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ فوائت کثیرہ عموماً الی القلۃ کے بعد بھی مقتضی ترتیب ہیں۔ ترتیب ان میں لوٹ آئے گی وہو المطلوب۔ دوسری وقتیہ کو اگر پہلے پڑھا تو وہ نہ ہوئی۔ فائتہ پھر چھ ہو گئیں۔ پھر جب فائتہ پڑھ لی پھر پانچ رہ گئیں۔ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اگر قضاء پہلے پڑھتا ہے تو فائتہ قلیل ہی ہیں ان سب کو پڑھ کر پھر

وقتہ کو پڑھنا چاہئے تھا۔ تب وقتہ صحیح ہو تیں۔

صحبت وقتہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ادائیگی کے وقت فائتہ یاد نہ ہو۔ اور قضا فائتہ کی صحیح صورت یہ ہے کہ پہلے سب قضا پڑھ لے پھر ادا پڑھے۔ کیونکہ فائتہ قلیل کا یہی حکم ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱/۳/۲۰۲۱ھ

فوت شدہ نمازیں بہت ہوں تو نیت کیسے کرے ؟

بالغ ہونے پر نماز کا کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ کبھی پڑھ ل کبھی نہ پڑھی۔ جب سے تبلیغی جماعت سے تعلق ہوا ہے اس وقت سے قضا نمازوں کی ادائیگی کا سلسلہ شروع کیا ہے اس سلسلہ میں پہلے کچھ مسائل آپ سے زبانی پوچھے تھے اب یہ پوچھنا مطلوب ہے کہ آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اپنے غالب گمان سے متعین کر لیا کہ میرے ذمہ مثلاً ساٹھ نمازیں باقی ہیں تو اب ان کو ادا کرتے وقت ان کی نیت کیسے کر دوں ؟ وضاحت سے لکھیں۔

صوفی محمد اقبال مست از آباد ملتان

اگر تو کسی خاص دن کے بارے میں بالیقین یاد ہو کہ اس دن فلاں نماز نہیں پڑھی تھی کھنٹی پھر تو اسی دن کی تعیین سے نیت کریں۔ مثلاً ”میں آوار ۳۲، ربیع الاول سال ۱۴۴۱ھ کی ظہر کی نماز قضا پڑھتا ہوں“ اور اگر فرائض زیادہ ہوں تو مجموعہ کا حساب لگا کر بوقت قضا یوں نیت کریں کہ ”میرے ذمہ جو اول ظہر کی نماز باقی ہے وہ ادا کرتا ہوں“ اس کی ادائیگی کے بعد جو اسکے بعد ہوگی وہ اول ہو جائے گی۔ اسی طرح آخر تک نیت کرتے جائیں۔

اور چاہیں تو یوں بھی نیت کر سکتے ہیں کہ ”میں اس آخری ظہر کو قضا کرتا ہوں جو میرے ذمہ ہے“ ہر نماز میں اسی طرح کرتے جائیں یہاں تک کہ تمام ادا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق و استقامت عطا فرمائیں۔

واذا كثرت الفواشيت يحتاج لتعيين كل صلاة يقضيها التزاماً

الفروض والاوقات كقوله صلى ظهر الاثنين ثامن عشر

جمادى الثانية سنة اربع وخمسين و الف و هذا فيه كلفة
 فاذا اراد تسهيل الامر عليه نوعاً اول ظهر عليه ادرك وقته ولم
 يصله فاذا نواه كذلك فيما يصلبه يصير اولاً فيصح بمثل
 ذلك وهكذا وان شاء نوى آخره فيقول صلى اخر ظهر
 ادركته ولم اصله بعد فاذا فعل كذلك فيما يليه يصير اخر
 بالنظر لما قبله فيحصل التعيين ويخالف هذا ما قاله في
 الكنز في مسائل شتى انه لا يحتاج للتعيين وهو الاصح على
 ما قاله في القنية من يقضى ليس عليه ان ينوى اول صلاة كذا او
 اخر فينوى ظهراً على او عصراً او نحوهما على الاصح انتهى وان
 خالفه تصحيح الزيلعي فقد اتسع الامر باختلاف التصحيح فليرجع
 للكنز فانه واسع والله رؤوف رحيم - (مراقى على الطحطاوى، ص ٢٢٢)
 وقيل لا يلزمه التعيين ايضاً كما في صوم ايام من رمضان واحد و
 مشى عليه المصنف في مسائل شتى اخر الكتاب تبعاً للكنز و
 صححه القهستاني عن المنية لكن استشكله في الاشباه
 وقال انه مخالف لما ذكره اصحابنا كقاضى خان وغيره
 والاصح الاشتراط - اهـ - قلت وكذا صححه في الملتقى
 هناك وهو الاحوط وبه جزم في الفتح كما قدمناه في بحث
 النية وجزم به هنا صاحب الدرر ايضاً شامى ج ١ ص ٥٢٥ ،
 مطبوعة كوئته - • فقط والله تعالى اعلم

كتبه أحقر محمد انور عفا الله عنه

يوم الاحد ثالث وعشرين من ربيع الاول سنة ١٢٨٥

تم ما يتعلق بقضاء الفوائت

و الحمد لله - اولاً - ثانياً - آخراً



ما يتعلق

بِسُجُودِ السَّهْوِ



وتروں میں قعدہ اولیٰ میں در ذیباک پڑھ لیا تو سجسہ ہو کا حکم

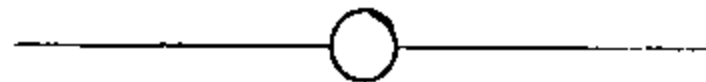
وتروں کی نماز میں قعدہ اول میں در ذی شریف بھی پڑھ لیا۔ پھر حسب قاعدہ تیسری رکعت بھی پڑھ لی۔ کیا نماز صحیح ہو گئی؟
عبد الجبار لیکچرار اسلام آباد کراچی خانہ وال
صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہے۔

الحاج الجبار

ولا یزید فی الفرض علی التّشہد فی القعدۃ الاولیٰ

اجماعاً فان زاد عامداً مکروہ فتجب الاعادة او ساهياً وجب
علیه سجود السہود اذا قال اللہم صل علی محمد فقط علی المذہب
المفتی بہ۔ (در مختار) وفي الشامیۃ قولہ (ولا یزید
فی الفرض) ای وما الحق بہ کالوتر والسنن الرواتب (ج ۱ ص ۴۷)
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم خیر المدارس ملتان ۱۳۸۶ھ



فاتحہ سے پہلے سورۃ شروع کر دی تو سجدہ ہو گا حکم

زید نماز پڑھ رہا تھا جب دوسری رکعت شروع کی تو بسم اللہ کے بعد سورۃ شروع کر دی۔ جب تین چار آیتیں پڑھ چکا تو خیال آیا۔ پھر سورۃ چھوڑ کر فاتحہ شروع کر دی۔ پھر فاتحہ کے بعد دوبارہ سورۃ پڑھی تو نماز ہو گئی یا نہیں؟ قاری سعید احمد خطیب مسجد بانیہ نقشبندیہ کالونی ملتان صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا لہذا اگر کر لیا تھا تو نماز ہو گئی ورنہ وہ نماز واجب الاعداء ہے۔ درمختار میں واجبات صلوٰۃ میں ہے۔

”وتقديم الفاتحة على كل السورة“۔ اھ

اس کے تحت علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

حتى قالوا لو قرأ حرفاً من السورة ساهياً ثم تذكر يقرأ

الفاتحة ثم السورة و يلزمه سجود السهو۔ (بحر) وهل المراد

بالحرف حقيقة او الكلمة يراجع ثم رأيت في سهو البحر

قال بعد ما مر وقيد في فتح التدوير بان يكون مقدار ما

يتأدى به ركن۔ اھ۔ شامی ج ۱ ص ۳۴۰ فقط واللہ اعلم

اھقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۳/۷/۱۴۱۰ھ

منفرد ستری نماز میں جہراً قرأت کرے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہ ہو گا

کوئی آدمی سنت ہو کہ وہ یا فرض پڑھ رہا تھا ستری۔ لیکن اس نے قرأت یا تسبیحات کچھ آواز سے پڑھیں کہ پاس والا آدمی سن لیتا ہے۔ یہ جہر شمار ہو گا یا نہیں؟ نیز سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟ نماز درست ہے سجدہ سہو نہیں ہو گا۔

فقد ظهر بهذا ان ادنى المخافة اسماع نفسه او من

يقربه من رجل او رجلين اھ (شامی ج ۱ ص ۱۹۹) فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

قال المرتب عفا الله عنه ۱ اگر نمازی منفرد ہو اور سری فالق میں بہر متحقق ہو جائے تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

والحاصل ان الجہر فی الجہریۃ لا یجب علی المنفرد اتفاقاً و انما الخلاف فی وجوب الاخفاء علیہ فی السریۃ و ظاہر الروایۃ عدم الوجوب کما صرح بذلك فی التتارخانیۃ عن المحيط و کذا فی الذخیرۃ و شروح الہدایۃ کالمنہایۃ و الکفایۃ و العنایۃ و معراج الدرایۃ و صرحوا بان وجوب السہو علیہ اذا جہر فیما یخافت رواۃ النوادر۔ اھ۔ فعلى ظاهر الروایۃ لا سہو علی المنفرد اذا جہر فیما یخافت فیہ و انما هو علی الامام۔ فقط (شامی ص ۵۲۷)

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاوی

قیام چھوڑ کر درمیانی قعدہ کی طرف آئیں تو سجدہ سہو کا حکم

امام مغرب کی نماز پڑھا رہا تھا کہ قعدہ اولی بھول کر کھڑا ہو گیا۔ مقتدی نے لقمہ دیا تو فوراً واپس بیٹھ گیا۔ قعدہ آخری میں سجدہ سہو کیا آیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں ؟

صورت مسئلہ میں نماز درست ہو گئی۔ امام کو واپس نہیں لٹنا چاہیے تھا یہ اس نے غلط کیا۔ بعض فقہاء نے اس صورت میں فساد نماز کا حکم کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔

وفي الدرر وان استقام قائماً لا يعود لاشتغاله بفرض القيام و سجد للسہو لترك الواجب فلو عاد الى القعود بعد ذلك تفسد صلوته لرفض الفرض لما ليس بفرض و صححه الزيلعي وقيل لا تفسد لكنه يكون مسيئاً و يسجد لتاخير الواجب وهو الاشبه كما حققه الكمال وهو الحق بحر۔

در مختار علی الشامیۃ (ج ۱، ص ۵۷) فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۴/۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح ۱ ہندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان۔

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا

زید نے کسی فرض یا سنت یا نفل نماز میں ایک ہی سورۃ کئی بار پڑھی یا ایک ہی رکعت میں دو سے زیادہ سورتیں پڑھیں۔ الحمد شریف کے سائیکس ملتے وقت ہر سورۃ شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ بھی پوری پڑھ لیتا ہے۔ کیا اس طرح بسم اللہ شریف پڑھ لینا بہتر ہے۔ اور ایسی صورت میں سجدہ سہو تو لازم نہیں آتا؟

فاتحہ اور سورت کے درمیان اور ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا بہتر ہے اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔

لا تسن بین الفاتحة و السورة مطلقا ولو سرية ولا تكوه اتفاقا
(درمختار)۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے تحت لکھتے ہیں۔

و ذکونی المحيط المختار قول محمد و هو ان یسئ قبل الفاتحة
وقبل كل سورة في كل ركعة۔ اھ و لهذا صرح فی الذخيرة
والمجتبیٰ بانہ ان یسئ بین الفاتحة و السورة المقرؤة سرا
او جہرا كان حسنا عند ابی حنیفۃ و رجحہ المحقق ابن الہمام
و تلمیذہ الحلبي لشبهة الاختلاف فی كونها آية من كل سورة
بحر۔ اھ (رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۹ و ۳۳۰)۔ فقط واللہ اعلم

افتخار محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴۱۰/۷/۲ھ

شمار تعویذ اور تسمیہ کے چھوٹنے سے سجدہ سہو کا حکم

ہماری مسجد میں یہ واقعہ پیش آیا کہ امام صاحب موجود نہ تھے ان کے بیٹے نے نماز پڑھائی اس نے نماز

شروع کرتے ہی تکبیر تیسرے کے بعد سورۃ فاتحہ شروع کر دی اور شروع میں سبحانک اللہم وغیرہ کچھ نہیں پڑھا اور بدون سجدہ سہو نماز پوری کر دی۔ کیا اس صورت میں نماز صحیح ہو گئی ؟

طالب حسین ضیاء ملتان

الجواب ثناء اور تعوذ و تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے ان کے ترک سے نماز نہ فاسد ہوتی ہے اور نہ سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ البتہ اگر دانستہ ترک کرے تو غلطی ہے اور اس نماز کا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

(وسنہا) ترک السنۃ لا یوجب فسادا ولا سہوا بل اساعۃ لو عامدا غیر مستخف وقالوا الاساعۃ ادون من الکراہۃ ثم ہی علی ما ذکرہ ثلاثۃ وعشرون رفع الیدین للتحریمۃ (الی قولہ) والثناء والتعوذ والتسمیۃ والتأمین۔ اھ (در مختار)۔ (قولہ لو عامدا غیر مستخف) فلو غیر عامدا فلا اساعۃ ایضا بل تندب اعادۃ الصلوۃ کما قدمناہ فی اول بحث الواجبات۔ اھ (شامی ۱ ج ۱ ص ۲۲۲)۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۶/۱۳/۱۴۰۲ھ

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے

سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد کیا جائے یا دونوں طرف سلام پھیر کر کیا جائے ؟ ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔ در مختار میں ہے۔

الجواب یجب لہ بعد سلام واحد عن یسینہ۔ فقط

شامی میں اس کی شرح میں لکھا ہے۔

(قولہ واحد) ہذا قول الجمهور منهم شیخ الاسلام وفخر

الاسلام وقال فی الحکافی انہ الصواب وعلیہ الجمهور اھ (ج ۱ ص ۱۹۹)

ومحله بعد السلام سواء كان من زيادة او نقصان ولو سجد
قبل السلام اجزاه عندنا وياقبت بتسليمتين هو الصحيح والصواب
ان يسلم تسليمة واحدة وعليه الجمهور اه (عالمگیری ج ۱ ص ۵۸)
فقط والله اعلم

الجواب صحیح ۱۳
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

پہلے بائیں طرف سلام پھیرنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا

زید نے بھول کر بائیں طرف پہلے سلام پھیر دیا اور پھر دائیں طرف سلام پھیرا۔ اب زید کے لئے
سجدہ سہو ضروری ہے یا بغیر سجدہ سہو کے نماز ہو جائے گی ؟ بینوا تو جروا۔
نماز ہو گئی سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔ لیکن سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب
سلام پھیر جائے۔ عالمگیری باب سجدہ السہو میں ہے۔

ولا يجب بترك رفع اليدين في العيدين وغيرهما ومن ذلك
ما لو سلم عن الشمال أولا ساهيا۔ ۱ھ (ج ۱ ص ۶۵)۔
در مختار کے قول ”وتحويل الوجه يمينه ويسرة للسلام“ کے تحت علامہ شامیؒ
لکھتے ہیں ”ويسن البداء باليمين“۔ ۱ھ (شامی ج ۱ ص ۲۲۵)۔

اذا سلم المصلي عن يساره قبل السلام عن يمينه لا سہو عليه و
يسلم عن يمينه۔ (قاضی خان ج ۱ ص ۵۹)۔ فقط والله اعلم

الجواب صحیح ۲۵
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۱۴۱۰ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

رکوع میں فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم
اگر کوئی شخص رکوع میں یا سجدے میں التحیات
پڑھ لے یا الحمد پڑھ لے تو اس صورت میں

سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟ حافظ محمد عرفان ہاشمی گڑھا ٹہل سنگھ

بجالت رکوع وسجود فاتحہ یا تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔
ولو قرأ الفاتحة أو آية من القرآن في القعدة أو في

الرکوع أو في السجود أو قرأ التشهد في الركوع أو في السجود كان عليه السهو۔ اھ (قاضی خان، ج ۱، ص ۵۸)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۲، ۱۱، ۹۹، ۱۳ھ

فاتحہ کی جبکہ تشہد پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

۱۔ نماز میں بجالت قیام آدمی التحیات پڑھ لے۔

۲۔ یا بجالت التحیات الحمد پڑھ لیتا ہے تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟
۱۔ اگر تشہد فاتحہ سے پہلے پڑھا ہے تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ اور اگر فاتحہ کے بعد پڑھا ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

ولو تشهد في قيامه قبل قراءة الفاتحة فلا سهو عليه وبعدها

يلزمه سجود السهو وهو الاصح لان بعد الفاتحة محل قراءة

السورة فاذا تشهد فيه فقد انجز الواجب وقبلها محل الشاء

كذا في التبيين۔ اھ (عالمگیری، ج ۱، ص ۶۶)۔

۲۔ اگر فاتحہ تشہد سے پہلے پڑھی ہے تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اور اگر تشہد کے بعد پڑھی ہے تو واجب نہیں ہوگا۔

ولو قرأ (أي الفاتحة) في ركوعه أو سجوده أو في تشهده

يلزمه وهذا اذا بدأ بالقراءة ثم بالتشهد وان بدأ

بالتشهد ثم بالقراءة فلا سهو عليه۔ اھ

(عالمگیری، ج ۱، ص ۶۵)

فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۲۲/۱۱/۹۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد الوری عفا اللہ عنہ

چار رکعت پوری کر کے پانچویں کیلئے کھڑا ہو گیا تو کیا کرے

کیا چار رکعت نماز عصر کی پڑھ کر اگر پانچویں رکعت کے لئے بھول کر کھڑا ہو جائے تو پھر پانچویں رکعت میں یاد آئے کہ یہ پانچویں رکعت ہے۔ تو پھر واپس بیٹھ کر سجدہ سہو کرے یا کہ چھ پوری کرے؟ اگر چوتھی رکعت کے بعد قعدہ کر کے پانچویں کی طرف اٹھتا ہے تو پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر لے۔ اور اگر پانچویں کے سجدے کے بعد یاد آئے تو اب ایک رکعت اور ساتھ ملا لے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ چار فرض ہو جائیں گے اور دو نفل۔

رجل صلی الظهر خمساً وقعد فی الرابعة قدر التشهد ان تذكر قبل ان یقید الخامسة بالسجدة انها الخامسة عاد الى القعدة وسلم كذا فی المحيط ویسجد للسهو كذا فی السراج الوهاج وان تذكر بعد ما قید الخامسة بالسجدة انها الخامسة لا یعود الى القعدة ولا یسلم بل یضیف اليها ركعة اخرى حتى یصیر شفعاً ویتشهد ویسلم هكذا فی المحيط ویسجد للسهو استحساناً كذا فی الهدایة وهو المختار كذا فی الكفاية ثم یتشهد ویسلم كذا فی المحيط والركعتان نافلة ولا تنوبان عن سنة الظهر علی الصحيح كذا فی الجوهر النيرة قالوا فی العصر لا یضم اليها سادسة وقيل یضم وهو الاصح كذا فی التبیین وعلیه الاعتماد لان التطوع انما یكره بعد العصر اذا كان عن اختیار واما اذا لم یكن عن اختیار فلا یكره كذا

فی فتاویٰ قاضی خان - (عالمگیری ج ۱، ص ۶۶ و ۶۷)۔

فقط واللہ اعلم

اتحر محمد انور رضا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۴۰۷ھ

فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا جائے تو ترکِ باقی کی وجہ سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا

اگر کوئی امام پہلی رکعت میں تلاوتِ سورۃ فاتحہ کے وقت مالکِ یوم الدین سہو ترک کر دے تو اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں ؟ آفتاب احمد راولپنڈی

وفی العالمگیریۃ ج ۱، ص ۶۵ - وان قرأ اکثر

الفاتحة ونسى الباقي لاسهو عليه وان بقى الاكثر

الحاج محمد

كان عليه السهو اما ما كان او منفردا كذا في فتاویٰ قاضی خان

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئلہ میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ بھول جائے تو سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفرلہ

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۱/۲/۱۳۸۵ھ

عشاء کی چوتھی رکعت میں جب کہ رکعت سے سجدہ ہو گا حکم

امام عشاء کی نماز پڑھا رہا ہے جب تین رکعت پڑھ چکا، دو پہلی رکعت میں قرأت پکار کر پڑھی اور بعد التحیات کے تیسری رکعت میں خاموشی قرأت کی اور چوتھی رکعت میں زور سے قرأت فاتحہ کی کیا اس سے سجدہ سہو آئے گا یا نہیں ؟

صورتِ مسئلہ میں امام مذکور پر سجدہ سہو واجب تھا۔ کیونکہ عشاء کی آخری دو

الحاج محمد

رکعتوں میں ستر پڑھنا واجب ہے اس وجہ کے خلاف کرنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر امام نے سجدہ سہو کئے بغیر نماز ختم کرادی تو اس نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے

كما في الشامية : ج ۱ ص ۳۲۹ - والاسوار يجب على الامام
والمنفرد فيما يسرفيه وهو صلوة الظهر والعصر والثالثة
من المغرب والاخريات من العشاء - وكذا في العالمگیری
ج ۱ ص ۶۶ - فقط والله اعلم -

بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۷۸ھ
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی جامعہ ہذا -
الجواب صحیح

سجدہ سے تھوڑا سا سر اٹھا کر پھر سجدہ میں چلے جانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں

نماز میں جیسے کہ دونوں سجدے فرض ہیں کوئی امام یا منفرد کسی ایک سجدہ میں نسیاناً بالکل تھوڑا
سا سر اٹھا کر پھر واپس اسی سجدہ میں رکھ دیتا ہے کہ اس نے پورا سجدہ نہیں کیا یا تھوڑی دیر کیا ہے۔
جس سے تسبیح سجدہ پوری نہیں ہوئی۔ لیکن سجدہ سے سر کا اٹھانا سوائے اس نمازی کے اور کسی دیکھنے
والے کو معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ دوسرا سجدہ بھی کرتا ہے اس وجہ سے کہ جس میں تھوڑا سا سر
اٹھا کر پھر اسی سجدہ میں رکھ دیتا تھا اس کو دوسرا نہیں سمجھتا۔ تو اس کا کیا حکم ہے ؟

صاحب ہدایہ اور صاحب نہر نے لکھا ہے کہ اگر بیٹھنے کے قریب ہو جائے
تو سجدہ ثانیہ شمار ہوگا ورنہ نہیں۔ نہر اور مشرب لایہ میں اسے ہی رائج قرار دیا
ہے۔ لہذا معمولی سر اٹھانے سے چونکہ زائد سجدہ نہیں بنا اس لئے سجدہ سہو کی امام و منفرد کو ضرورت نہیں
مقتدی کی وہ غلطی جو حالت اقتدار میں پیش آئے وہ قابل مواخذہ نہیں۔

وصح في الهداية انه ان كان الى القعود اقرب صح والا لا و
رجحه في النهر والشرنبلایہ - (درمختار مع ردالمحتار ص ۲۳)

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۶ھ
بندہ محمد استار غفرلہ رئیس الافکار
الجواب صحیح

دو کی بجائے تین سجدے کر لئے تو سجدہ سہو کا حکم

اگر امام بھول کر دو سجدے کے بجائے تین سجدے کر دے تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں۔ نماز میں اگر سجدہ سہو نہ کیا گیا ہو تو کیا نماز درست ہوگئی یا نہیں؟ محمد لطف اللہ خالد لاہور

مراقبہ

صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہے اور اگر سجدہ سہو واجب ہو، اور نہ کیا جائے تو نماز کا اعادہ واجب ہوتا ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

ولا يجب السجود الا بترك واجب او تاخير او تاخير ركن

او تقدیمہ او تکرار ۵۔ (ج ۱ ص ۱۲۶)۔

مراقبہ میں ہے۔

ويجب سجدتان لترك واجب بتقدیم او تاخير او زيادة

او نقص لا بسنة۔ (ص ۲۵۰) فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی غیر النصارى ملتان ۱۴۰۸ھ



مسافر امام کا مقیم مقتدی بقیم میں سہو اقرأت کرے تو سجدہ سہو کا حکم

اگر امام مسافر سلام پھیرے، اور مقتدیوں میں سے مقیم مقتدی بقیہ نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کر دیں، جب کہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ تو کیا پڑھنے کے بعد نماز کا اعادہ ہے یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں اگر مقتدی نے بھول کر قرأت کر لی تو مقتدی پر سجدہ سہو اور

اعادہ واجب نہیں کیونکہ مقیم مقتدی حکما لاحق ہے اور لاحق کے بھول جانے

سے سجدہ سہو واجب نہیں۔ مراقبہ میں ہے۔ "لا يسجد الا حق" (ص ۲۵۳)۔

ہندیہ میں ہے۔

اللاحق وهو الذك ادرك اولها وفاته الباقي لنوم او حدث او بقى

قائما للزحام او الطائفة الاولى في صلاة الخوف مكانه خلف

الامام لا یقرأ ولا یسجد للسهو۔ (ج ۱ ص ۳۸)
ایک حدیث پاک میں آیا ہے۔

”قال صلی اللہ علیہ وسلم الامام لکفر ضامن یرفع عنکم سہوکم
وقرأتکم“

اس حدیث کو صاحب مراقی نے ذکر کیا ہے اس پر علامہ طحاویؒ لکھتے ہیں۔

قرن رفع السہو یرفع القراءة لیفید انه کمالا اثم علی المؤمن بترك
القراءة فکذا لا اثم علیہ بترك السہو بل هو الواجب علیہ وقال
فی النہر مقتضى کلا مهم انه یعیدها لثبوت الکراهة مع

تغذر العجائب وقد علمت مفاد الحدیث۔ (ص ۲۵۲)

علامہ طحاویؒ کا رجحان اسی طرف ہے کہ حالت اقامت میں سہو موجب اعادہ نہیں لہذا صورت مسئلہ
میں اعادہ واجب نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
ناصب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

دو تیسری اور تیسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے

ثناء پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

اگر ایک شخص نماز میں دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں فاتحہ سے قبل ثناء پڑھ لے تو
کیا اس پر سجدہ سہو آئے گا۔ ؟ محمد لطف اللہ خالد لاہور

فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ سے پہلے ثناء پڑھنا موجب سہو نہیں۔
ولو تشہد فی الاخیرین لا یلزمہ السہو۔ (ہندیہ ج ۱ ص ۶۱)

دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے ثناء پڑھنے سے سجدہ سہو کا وجوب مختلف فیہ ہے۔ ارجح عدم وجوب ہے۔
سورت فاتحہ کے بعد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

ولو قرأ التشهد في القيام ان كان في الركعة الاولى لا يلزمه
شئ وان كان في الركعة الثانية اختلف المشائخ فيه والصحيح
انه لا يجب كذا في الظهيرية ولو تشهد في قيامه قبل قراءة
الفاتحة فلا سهو عليه وبعدها يلزمه سجود السهو وهو
الاصح - (ج ۱ : ص ۶۶) -

کبیری میں ہے۔

عن محمد بن لو تشهد في قيامه قبل قراءة الفاتحة فلا سهو
عليه وبعدها يلزمه قال السروجي وهو الاصح لانه محل قراءة
السورة فقد اُخِرَ الواجب انتهى وقد يقال انه بقراءته قبل الفاتحة
اُخِرَ الفاتحة فقد اُخِرَ الواجب ايضا - (ص ۴۳۱) - ثمار تشہد کی طرح ہے۔
فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۱۸
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۸ھ

فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ ملائے سے سجدہ ہو کا حکم

اگر فرضوں کی تیسری چوتھی یا دونوں رکعتوں میں سورۃ ملائے سے تو اس سے سجدہ سهو وغیرہ تو نہیں آتا ؟
حافظ محمد فاروق نائب امام مسجد بانہ نقشبند کالونی ملتان
مہندیہ میں ہے۔ ولو قرأ في الاخيرين الفاتحة والسورة
لا يلزمه السهو وهو الاصح - (ج ۱ : ص ۶۵) - لہذا سجدہ سهو نہیں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ۶
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۸ھ

دُعائے قنوت کے بعد کوئی سُورۃ پڑھ لینے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

وتروں میں دعائے قنوت پڑھ کر سہو سورت پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب

صورتِ مسئلہ میں سجدہ سہو واجب نہیں۔ لما قال فی الدر المختار مع الشامیة وقراءة قنوت الوتر وهو مطلق الدعاء۔ (ج ۱ ص ۴۲۷)۔ ولما فی المرقا اذا شرع الامام فی الدعاء وهو اللهم اهدنا اھ بعد ما تقدم من قوله اللهم انا نستعینک الخ (ھن) معلوم ہوا کہ قنوت پر زیادتی بطور دعاء کے جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد اللہ عفا اللہ عنہ
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۴۰۹ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سری نماز میں ایک دو آیت جہراً پڑھ لیں تو سجدہ سہو کا حکم

اگر امام نماز سری میں پہلی رکعت میں بھولے سے سورۃ فاتحہ کی ایک آیت یا دو آیتیں باوازا بلند پڑھ لے تو سجدہ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب

صورتِ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن قاضی ابویوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دو آیت جہراً پڑھنے سے سجدہ سہو نہیں آتا۔ البتہ اگر تین آیتیں پڑھ جائے تو پھر ان کے نزدیک بھی سجدہ سہو لازم آئے گا۔ پس صورتِ مسئلہ میں اگر نماز سجدہ سہو ادا کئے بغیر ادا کی گئی ہے تو اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ آئندہ کے لئے ایسی صورت میں سجدہ سہو کر لینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق عفری

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

والمجہو فیما یخافت فیہ للامام وعكسہ لكل مصل فی الاصح والاصح تقديرہ بقدر ماتجوز بہ الصلوة فی الفصلین اھ (در مختار)۔

(قوله والاصح) صححه في الهداية والفتح والتبيين والمنية
 لان اليسير من الجهر والاخفاء لا يمكن الاحتراز عنه و
 عن الكثير يمكن وما تصح به الصلوة كثير غير ان ذلك
 عنده آية واحدة وعندهما ثلاث آيات - اهـ (رشای ج ۱۱ ص ۶۹۲)
 احقر محمد نور عفا الله عنه مرتب خیر الفتاوی

وجوب سجده سهو میں شک ہو تو غلبہ ظن کا اعتبار کرے

اگر قعدہ اخیرہ میں گمان ہو کہ شاید سجده سهو واجب ہو چکا تھا لیکن ابھی تک کیا نہیں
 تو کیا کرے؟ بیّنوا توجہ روا۔ قاری غلام قادر لاہوری

بحر الرائق ج ۱ ص ۱۰۰ میں ہے۔ ولو شك في سجود السهو
 فإنه يتحرى ولا يسجد لهذا السهو۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئلہ میں غلبہ ظن کے مطابق عمل کرے۔ اگر کسی جانب کو
 غلبہ ظن نہ ہو تو پھر سجده سهو نہ کرنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
 بندہ محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ رئیس الافکار ۸۱/۳۵
 بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس بنان

مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہونے والا بقی نماز

میں صرف ایک قعدہ کرے تو سجده سهو واجب ہو گا یا نہیں

ایک شخص مغرب کی جماعت میں تیسری رکعت میں شریک ہوا۔ اب سبوت نے امام کے سلام
 پھرنے کے بعد دو رکعات میں دو قعدے کرتے تھے۔ لیکن اس نے صرف ایک آخری قعدہ کیا۔ کیا اس
 کی نماز ہو گئی اور سجده سهو اس پر لازم ہے یا نہیں؟

صورت مسئلہ میں شخص مذکور کی نماز ادا ہو گئی۔ اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں تھا۔ شامی ج ۱ ص ۱۴۴ م۔ میں ہے۔

ویقضى اول صلوته في حق قراءة واخرها في حق تشهد فمندرک
رکعة من غیر فجر یا تکبیر کعتین بفاتحة وسورة وتشهد
بینہما۔ (در مختار)۔

وفي الرد قوله وتشهد بینہما قال في شرح المنية ولولم یقصد
جاء استحسانا لا قیاسا ولم یلزمه سجود السهو لكون الركعة اولی
من وجہ۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
نائب مفتی غیر المدارس ملتان
۲۱/۴
۱۳۹۶ھ بندہ محمد عبداللہ غفر اللہ لہ رئیس الاقمار
اجواب صحیح

آخری قعدہ کے بعد سہوا کھڑا ہو گیا تو واپس لوٹنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنے

ایک شخص قعدہ اخیرہ میں تشهد ختم کر کے غلطی سے کھڑا ہو گیا۔ پھر یاد آنے پر فوراً بیٹھ گیا۔ تو کیا
وہ دوبارہ تشهد پڑھے اور سجدہ سہو کرنے کے بعد دوبارہ تشهد پڑھے ؟
بیٹھ کر سلام پھیر دے پھر سجدہ سہو کرے پھر تشهد پڑھے۔

وفي الدر وان تعد في الرابعة مثلاً بقدر التشهد
ثم قام عاد وسلم وسجد للسهو۔ (شامی ج ۱ ص ۷۰۸)۔
فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقمار غیر المدارس ملتان

تراویح میں بھی سجدہ سہو کیا جائے

آیا "تراویح" میں سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں ؟

الجواب

فرائض و نوافل سجدہ سہو کے حکم میں یکساں ہیں۔ ہندو میں ہے۔

د حکم السہو فی الفروض و النفل سواء۔ (ج ۱ - ص ۶۵)۔

وفی الیتیمۃ اذا ترک الجہر فی الوتر و فی التواویح یلزمہ السہو۔ (۱۶)

۱۔ ہندو کے مذکورہ بالا جزئیات کی روٹی میں عیدین اور تراویح میں بھی سجدہ سہو کیا جائے گا لایہ کہ مجمع کثیر ہو۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ابو اسبیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الفقار ۱۴۰۴ھ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۔ السہو فی الجمعة والعیدین والمکتوبۃ والتطوع واحد

الا ان مشائخنا قالوا لا یسجد للسہو فی العیدین والجمعة

لشلا یقع الناس فی فتنۃ کذا فی المصنعات۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۶۶)

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب نیز الفقار



قعدہ میں دعاء مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم

اگر باجماعت فرض نماز میں امام درود شریف کے بعد سلام سے پہلے کوئی ایک دعاء دو دفعہ پڑھ لے تو تاخیر سلام کی وجہ سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہ؟ مثلاً رَبَّنَا آتِنَا دو دفعہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ (مولانا محمد رفیع صاحب، عید گاہ کبیر والا)

اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔ عالمگیری ج ۱ ص ۶۶ میں ہے۔

الجواب

ولو کور التشمہد فی القعدة الاولى فعليه السهو الى ان

قال ولو کور فی القعدة الثانية فلا سهو عليه کذا فی التبیین۔ ۱ھ

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ

ابو اسبیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ ۱۳۸۸ھ نائب مفتی خیر المدارس ملتان



دعائے قنوت مکرر پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا

فتروں میں دعائے قنوت دو دفعہ پڑھ گئے تو سجدہ سہو واجب نہ ہوگا یا نہیں ؟
الجواب صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ کما فی مجمع الاہم
 ج ۱۱ ص ۱۲۸ (اوکرہ) ای الرکن و فیہ اشعار بانہ
 لوکرر واجباً لم یجب السہو۔ ۱ھ فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
 بندہ محمد اسحاق غفرلہ
 خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ ہذا ۱۳۸۴ھ نائب معنستی جامعہ غیر المدارس ملتان

سجدہ سہو کرنے کے بعد شک ہو تو کیا کرے

سجدہ سہو کرنے کے بعد شک ہو گیا کہ سجدہ سہو کیا ہے یا نہیں تو اب کیا کرے ؟
الجواب اگر سجدہ کرنا یاد ہے تو محض شک و وہم کا اعتبار نہ کرے اس وہم کو دفع
 کرے۔ لان الیقین لا یزول بالشک۔ فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۳/۲/۱۳۸۱ھ

ترک واجب کی وجہ سے اعادہ کی جتنی نوازاں

میں نئے فرض پڑھنے والے شامل نہ ہوں!

امام قعدہ اولی بھول گیا سجدہ سہو بھی نہیں کیا پھر دوبارہ جماعت کرائی گئی۔ کیا اس جماعت
 میں وہ آدمی شامل ہو سکتا ہے جس نے پہلے فرض نہیں پڑھے ؟

الجواب ترک واجب کی وجہ سے جو نماز دوبارہ پڑھی جائے اس کے بارے میں فقہاء
 کا اختلاف ہے۔ مختار یہ ہے کہ یہ نفل جابر ہیں اور قواعد کا مقتضی بھی یہی ہے

قال الطحاوی فی حاشیئته علی المواقف والمختاران المعادة

لترك واجب نفل جابر۔ (ص ۱۳۲)۔

پس نئے مقتدی اس اعادہ والی نماز میں شمولیت نہ کریں اس سے ان کا فرض ادا نہ ہوگا

للمزوم اقتداء المفترض خلف المتنفل۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

عیدین میں مجمع "کثیر" نہ ہو تو سجدہ سہو کیا جائے

بروز عید امام سے سہو ہو یعنی اول رکعت میں بعد از شارت تکبیرات زائد کہنا بھول جاتا ہے اور قرائت شروع کر دیتا ہے لیکن درمیان قرائت اس کو سہو یاد آجاتا ہے۔ چنانچہ بعد قرائت تینوں تکبیر کد کر رکوع کر لیا۔ آیا تکبیروں کو مؤخر کرنے سے سجدہ سہو لازم ہو گیا اور یہ نماز بلا سجدہ سہو جائز ہوگی یا نہیں؟ صورت مسئلہ میں سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا لیکن اگر عید کی نماز میں بہت زیادہ لوگوں کا اجتماع ہو تو بغیر سجدہ سہو ادا کئے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر مجمع زیادہ نہ ہو تو سجدہ سہو ادا کرنا واجب ہوگا۔

كما في الدر على الشامية : ج ۱، ص ۵۰، والسهو في العيد والجمعة
والمكتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرين عدمه
في الأوليين لدفع الفتنة وفي الشامية ر قوله وبه حيزم في
الدرر) لكنه قيده محشيها الوافي بما اذا حضر جمع كثير
والا فلا داعي الى الترك۔ اه فقط واللہ اعلم۔

الجواب صحیح
بندہ محمد اسحاق غفرلہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

مقدارِ رکنِ خاموش کھڑے سوچتے رہنے کی صورت میں سجدہ سہو کا حکم

امام کو نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ فاطر کے دوسرے رکوع کی پانچویں آیت سالم اور چھٹی آیت
 کل یجری لاجل مسیٰ پڑھ کر تشابہ لگا اور سورۃ رعد رکوع نمبر ایک آیت نمبر دو۔۔ کل یجری
 لاجل مسیٰ یدبر الامر یفصل الاشیات لعلکم بلقاء ربکم توقنوب
 یہاں تک پڑھنے کے بعد انہیں خیال آیا۔ پھر مقدارِ رکن سے زائد وقت تک خاموش کھڑے رہنے کے
 بعد دوبارہ سورۃ فاطر کی ذہی آیات پڑھیں اور صحیح پڑھتے ہوئے رکوع کیا۔ تو امام پر سجدہ سہو لازم ہو گیا
 نہیں۔ اس صورت میں واجب ترک ہوا اور پھر نماز نہیں ٹوٹائی تو کیا حکم ہے۔ نیز اس قسم کے امام کے
 پیچھے نماز درست ہے یا نہیں ؟

غلام مصطفیٰ رائونڈ ضلع لاہور

اگر امام صاحب تین دفعہ سبحان رب العظیم کہنے کی مقدارِ خاموش
 کھڑے سوچتے رہے ہیں تو اس کی وجہ سے ان پر سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا اب
 اس نماز کا اعادہ ضروری ہے تاکہ ادائیگی علی وجہ الکمال ہو جائے۔ امام صاحب کو مسئلہ سے آگاہ
 کر دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سہو سے اعادہ نہ کیا ہو کہ ان کے خیال میں نماز درست
 ہو گئی ہے۔ ہاں اگر مسئلہ معلوم ہونے کے بعد بھی اپنی ضد پر قائم رہیں تو حکم معلوم کر لیا جائے۔

إذا شغله التفکر عن أداء واجب بقدر رکن او شغله عن
 الوضوء بعد سبق الحدث لشکھ انه صلی ثلاثا او اربعاً
 یجب السہو و الا فلا کذا فی الشرح ولم یبینوا قدر الرکن
 و علی قیاس ما تقدم ان یعتبر الرکن مع سنته و هو مقدر
 بثلاث تسبیحات۔ اھ (الطحاوی علی مراقب الفلاح ص ۲۵)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۲۰/۱۰/۱۳۹۸ھ

رکوع و سجود میں تشہد پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا

ایک آدمی رکوع یا سجدہ میں بجائے تسبیحات پڑھنے کے تشہد پڑھنے لگا یا دُائے تسبیحات پڑھ کے کھڑا ہو گیا۔ کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا ؟

رکوع یا سجدے میں التحیات پورا یا اس کا اکثر حصہ پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ حکما فی الخانیۃ والخلاصۃ او قرأ التشہد فی

الركوع او فی السجود حکان علیہ السہو۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۵۸)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۱۶ / ۲ / ۱۳۸۶ھ

پہلی یا تیسری رکعت پر معمولی دیر قعدہ کرنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا

رکعت اولیٰ پر معمولی قعدہ کر دیا یا تیسری رکعت پر تھوڑی دیر بیٹھ گیا اور پھر اٹھ گیا تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں ؟ کتنی دیر معاف ہے ؟

ایک دو تسبیح کی مقدار بیٹھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳۹۲/۶/۲۹ھ

اجواب صحیح : محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

لہ والتأخیر الیسیر وهو ما دون رکن معفو عنہ ۱۷ (شامی ج ۱ ص ۳۲۰)۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مرتب خیر الفتاویٰ۔

وجوب کے بعد سجدہ ہونہ کیا جائے تو اس نماز کا اعادہ واجب ہے

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ صبح کی نماز میں امام نے پوری سورۃ فاتحہ سرائے تلاوت کر لی۔ خاتمہ پر امام کو یاد آیا کہ نماز جہری ہے۔ تو امام صاحب نے سورۃ فاتحہ ابتداء سے

شروع کر دی۔ اور بلا سجدہ سہو نماز پوری کر لی۔ اندر میں صورت نماز مذکورہ کی اس حالت میں سجدہ سہو واجب تھا لیکن امام نے ادا نہیں کیا۔ عمدًا یا سہو ترک کر دینے میں اعادہ نماز واجب ہے یا نہیں ؟

بِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى جَلَّ مَجْدُهُ

الحجۃ الخیر

نماز میں جہر کے موقع پر امام کے لئے بھر اور انخفا کے موقع پر اخفا واجب ہے۔ جس کے ترک کرنے پر سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے مگر سجدہ سہو بھول جانے سے نماز کے اعادہ کا حکم کسی نے نہیں دیا ہے۔ اگر امام نے بھول کر سلام پھیرنے کے بعد جب تک نماز کے سنائی کوئی کام نہیں کیا ہے اور سجدہ ہی میں قبلہ کی طرف اس کا رخ ہے تو وہ سجدہ صلیبہ اور سجدہ تلاوتیہ کی طرح سجدہ کر سکتا ہے نہ یہ کہ سجدہ سہو بھول جائے تو اس کو پوری نماز کا لوٹانا ضروری ہے۔ چنانچہ ”تنویر الابصار“ باب سجود السہو میں ہے۔

ولو نسي السهو او سجدة صلبية او تلاوية يلزمه ذلك ما دام في المسجد قال في رد المحتار حاشية الدر المختار رجحوا لما في البدائع من ان السجود لا يسقط بالسلام ولو عمدا الا اذا فعل فعلا يمنعه من البناء بان تكلم او قهقه او احدث عمدا او خرج من المسجد او صرف وجهه عن القبلة - نيز در مختار میں ہے۔
وبيانہ انہ لا يمكن العود الى سجوده لان سجوده ما يكون جابرا والجابر بالنص هو الواقع في اخر الصلوة ولا اخر لها بعد التمام فقلنا بانه تمت صلوته وخرج منها (شامی ج ۱ ص ۵۵۵)
والله اعلم وعلمه اتوا واحكم

احقر محمد لطافت الرحمن لقلم خود

مہر۔ محمد لطافت الرحمن : مفتی جامعہ اسلامیہ بہاولپور : ۹/۴/۱۹۸۰ء

بخدمت جناب مفتی صاحب خیر المدارس ملتان : السلام علیکم۔
ایک استفتاء مع جواب پیش خدمت ہے اس کے بارے میں اپنی رائے سے مطلع کریں۔
حکیم محمد شریف : ماڈل ٹاؤن بہاولپور



صورتِ مسئلہ میں اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

قال في الدر المختار لها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجوبا في العمدة والسهو انت لم يسجد له وانت لم يعد لها يكون فاسقا اثما - (رد المحتار على الدر المختار: ج ۱، ص ۳۰۶ - بحث واجبات) - اور شامیہ میں ہے۔

وقد علمت ايضا ترجيح القول بالوجوب فيكون المرجح وجوب الاعادة في الوقت وبعدہ - (ج ۱، ص ۱۵۳۶ - بحث قضاء الفوائت) -

تصریحات بالا کی موجودگی میں مسئلہ فتویٰ کی یہ عبارت قابلِ تعجب ہے ”سجدہ سہو بھول جانے سے نماز کے اعادہ کا حکم کسی نے نہیں دیا“۔ درمختار کی عبارت بالا میں یہ مصرح ہے کہ بصورتِ سہو اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو اعادہ واجب ہے اور تارک اس کا فاسق ہوگا۔ جو مسئلہ مسئلہ فتویٰ میں تحریر کیا گیا ہے کہ بعدِ سلام بھی اگر سجدہ سہو یاد آجائے تو سجدہ کرے۔ تا وقتیکہ سہو سے نہیں نکلا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں یہ مسئلہ درست ہے۔ لیکن صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر سلام کے بعد بھی سجدہ سہو نہیں کیا۔ تو اب کیا حکم ہے جب کہ بعدِ سلام غروج عن المسجد بھی پایا گیا ہے۔ اس غروج کا مفتی صاحب نے جواب نہیں لکھا۔

بیانہ انہ لا یسکن العود الی السجود اھ سے بحوالہ درمختار جو عبارت نقل کی ہے یہ درختاً کی نہیں بلکہ علامہ شامی رحمہ کی عبارت ہے وہ اس کے ناقل ہیں۔
ثانیاً یہ عبارت غلط نقل کی گئی ہے۔ صحیح یوں ہے۔

والجابر بالنص هو الواقع في اخوال الصلاة ولا اخولها قبل التمام

فقلنا بانه تمت صلاته وخرج منها قطعاً للدور - (اھ شامی ج ۱ ص ۳۰۶)

ثالثاً - یہ کہ یہ عبارت ایک خاص صورت سے متعلق ہے وہ یہ کہ اگر کسی مسافر شخص پر سجدہ سہو تھا اس نے سلام پھیر دیا اب اسے سجدہ سہو یاد آیا اور اس نے اسی وقت اقامت کی نیت بھی کر لی تو اس کی نیت معتبر ہوگی یا نہیں۔ تو صحیح یہ ہے کہ اس کی نیت اقامت معتبر نہیں۔ بعد میں سجدہ سہو کر لیا ہے یا نہیں کیونکہ بصورتِ سجدہ سہو اگر اس کی نیت اقامت معتبر نہیں تو یہ وسطِ صلوٰۃ میں واقع ہوگا حالانکہ نص سے

ثابت ہے کہ جابر آخر صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔ ولا اخولہا قبل التمام تو اس مجبوری سجدہ سہو کی بنا پر کہنا پڑے گا کہ سلام سے خروج موقوف نہیں ہوا۔ بلکہ قطعی خروج ہو گیا ہے جس کی بنا پر نیت اقامت معتبر نہیں ہوگی۔ تمت صلوٰۃ سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ تمامیت درجہ ارکان و شروط میں ہے وہ سب پائے گئے ہیں پس یہ منافی وجوب اعادہ نہیں۔ کیونکہ یہ ترک واجب کی وجہ سے ہے نہ کہ ترک فرض کی وجہ سے۔ علامہ شامی نقل فرماتے ہیں۔

قال في شرح التحرير وهل تكون الاعادة واجبة فصرح غير واحد من مشراح اصول فخر الاسلام بانها ليست بواجبة وانه بالاول يخرج عن العمدۃ وان كان على وجه الكراهة على الاصح وان الشافى بمنزلة الجبر والا وجه الوجوب۔ (شامیہ ج ۱ ص ۶۷۸)۔
دیکھئے خروج عن العمدۃ کے باوجود وجوب اعادہ کا حکم دیا گیا ہے۔ الحاصل صورت مسئلہ میں اعادہ صلوٰۃ واجب ہے اور منسلکہ فتویٰ صحیح نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار جامعہ خیر المدارس ملتان ۳۰/۱۰/۲۰۰۰ء



خیر المدارس ملتان کے جواب ”نماز کے وجوب اعادہ پر“ مولانا لطافت الرحمن صاحب نے دوبارہ مفصل جواب لکھا۔ جس میں ثابت کیا کہ صورت مسئلہ میں اعادہ لازم نہیں۔ یہ سوال و جواب جب دوبارہ آیا تو سوال کی عبارت

”عمداً یا سہواً ترک کر دینے سے سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟“

کے لفظ ”عمداً“ پر یہ حاشیہ تحریر تھا۔

لہٰذا یہ لفظ غلط ہے اصل صورت سیاق کی ہے جس پر میری تحریر میں تین بار تصریح موجود ہے۔

لطافت الرحمن

نحمدہ و نصلى على رسولہ الكريم ، اعاہد

سجدہ سہو کی اس منسلکہ صورت مسئلہ میں میں نے جو کچھ لکھا ہے اور پھر اس پر حکیم محمد شریف صاحب کے غیر منفع استفادہ پر مفتی عبد الستار صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس بارہ میں ایک مختصر تمہید ضروری ہے

جس کے بعد یہ واضح ہو جائے گا کہ صورتِ مسئلہ میں نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

تہیید وہ یہ کہ عمدہ سہو، نسیان، تینوں کے احکام شرعاً مختلف ہیں۔ جس کے وضاحت اس حکم شرعی سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ اگر روزہ دار نے عمدہ و قصداً بلا کسی شرعی عند کے نیت روزہ کے بعد نہار رمضان میں روزہ توڑا تو اس پر کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نے سہو و غلطی اس طرح کیا تو اس کا روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے اس پر قضاء لازم ہو جاتی ہے مگر کفارہ نہیں۔ اور اگر بھول کر اس نے کھایا یا پیا تو کچھ نہیں ہوا۔ روزہ اپنی جگہ قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکو کھلایا اور پلایا بھی۔ حدیث کا لفظ کتنا پیارا ہے۔

من نسی وهو صائم فاكل وشرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه۔ (فتح الملہم، ج ۳، ص ۱۷۱)۔

اب اس تہیید کے بعد میرا یہ کہنا کہ سجدہ سہو بھول جانے سے نماز کا اعادہ لازم نہیں، اپنی جگہ صحیح ہے جب کہ مجھ سے انہیں الفاظ میں پوچھا گیا تھا کہ امام صاحب سجدہ کرنا بھی بھول گئے۔ تو کیا اب یہ تمام لوگ نماز کا اعادہ کریں گے یا نہیں۔ بہر کیف استفتی اور مفتی دونوں سہو اور نسیان کے درمیان شرعی فقہی فرق جاننے کی زحمت نہیں اٹھاتے۔ اور نسیان کو سہو قرار دے کر صورتِ مسئلہ میں اعادہ نماز کا حکم دیتے ہیں اور میرے فتوے کی تغلیط اور مسکت جواب کا سامان فرما رہے ہیں۔ میری یہ بات کوئی مولویہ تخریج نہیں ہے۔ بلکہ عبد الستار صاحب کی تحریر کے آغاز ہی میں درمختار کی عبارت

ولہا واجبات لا تفسد بتركها و تقاد وجوباً فی العمد والسہو

ان لم یسجد له وان لم یعدھا یكون فاسقاً اثماً۔

نقل کرنے سے صاف واضح ہے کہ وہ نسیان اور سہو کے درمیان فرق بھول گئے ہیں اور سہو کے اس حکم کو جو قطعی اتفاقی اور یقینی بھی نہیں ہے اس کو نسیان کی صورت پر لاگو کر رہے ہیں۔ عرض یہ کہ میرا عدم اعادہ کا لکھنا تو بھول جانے کی صورت میں ہے اور صاحب شامی کا یہ فرمانا کہ فیكون المرجح وجوب الاعادة في الوقت وبعده سہو کی صورت میں ایک رائے ہے۔ پھر عبد الستار صاحب نے میرے الفاظ میں تین بار آیا ہوا ”بھول جانے“ کا لفظ نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ موجودہ بالا تصریحات کی موجودگی میں مسئلہ فتوے کی یہ عبارت قابلِ تعجب ہے کہ سجدہ سہو بھول جانے سے اعادہ کا حکم کسی نے نہیں دیا ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ ”در مختار“ کی عبارت بالا میں مصرح ہے کہ بصورت سہو اگر سجدہ نہ کیا تو اعادہ واجب ہے اور تارک اس کا فاسق ہے۔ نیز اس میں کوئی ابہام نہیں کہ مفتی صاحب پر اپنے مستفتی کی طرح نسیان اور سہو کے درمیان ابہام مسلط رہا ہے۔ اور مفتی صاحب نے تو قلم بازی کر کے میری تحریر میں بھول جانے کا لفظ نظر انداز کر دیا اور اپنی ہی طرف سے نہایت غیر محتاط عامیانہ، ناواقفانہ انداز میں عمداً یا سہواً لکھ مارا۔ گویا اس بے چارے کو پتہ ہی نہیں کہ ان تین امور میں فرق ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ صورت مسئلہ ان تینوں صورتوں میں سے کون سی صورت ہے۔ اس طرح کے مواقع کے لئے ایک عربی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے

اقول له زيدا فسمع خالداً

واكتبه بشراً و يقرؤه عمراً

پھر ایک عامی آدمی سے تو گلہ نہیں بے غوری اور قلتِ تامل کا گلہ تو مفتی صاحب سے ہے۔ وما احسن ما قاله سعد الدين التفتازاني - ومفاسد قلة التأمل مما يضيق عنه نطاق البيان - (مطول بحث تصريف علم المعانی)۔

مفتی صاحب نے میری نقل کردہ عبارت میں قبل و بعد کی فروگزاشت در مختار اور رد المحتار کے چکر پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اس طرح تست ضلوتہ پر استدلال کو غلط قرار دیا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں بے مقصد ہیں۔ اسی طرح انہوں نے فتاویٰ شامیہ کے قضاہ فوائت کی طویل غیر متعلقہ بحث کی عبارت سے وجوب اعادہ یا ترجیح اعادہ کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر ایک تو وہ بحث مانحن فیہ سے بعزل ہے۔ اور دوسری عبارت اور فقیہ صاحب کا فیصلہ عدم اعادہ کلیہ۔ مثلاً اس کلیہ۔

كل صلاة اديت مع الكراهة تعد - اى وجوباً في الوقت وامتاً بعده فندبا -

پر جولیا چوڑا بیان ہے اس میں یہ بھی ہے۔

وقال في البحر فلي القولين لا وجوب بعد الوقت -

بہر کیف اصل مسئلہ میں میری طرف سے عدم اعادہ کے لئے ذیل کے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۵۔ میں ہے۔

واذا سلم الرجل وعليه سجدة السهو فطلعت الشمس بعد

السلام قبل ان يسجد للسهو او استوت الشمس او احمرت
سقطت عنه سجدة السهو -

۲ :- ”كتاب الفقه على المذاهب الاربعة“ ، ص ۳۴۳ ، میں ہے -

حكم سجود السهو عند الحنفية قالوا سجود السهو واجب على الصحيح
ياشم بتركه ولا تبطل صلاته وانما يجب اذا كان الوقت صالحا للصلوة
فلو طلعت الشمس عقب الفراغ من صلاة الصبح وكان عليه
سجود سهو تسقط عنه لعدم صلاحية الوقت للصلوة الى ان قال
وكذا اذا خرج من المسجد بعد السلام ونحو ذلك مما يقطع
البناء كما تقدم ففي كل هذه الصور تسقط عنه سجود السهو
ولا يجب عليه اعادة الصلوة -

۳ : فتاویٰ عالمگیری : ج ۱ : ص ۱۲۹ - میں ہے -

وان سلم بنية القطع من وجب عليه سجود سهو فهو في الصلوة
ان سجد للسهو والا لا عندهما وهو الاصح وعند محمد زفر
هو فيها وان لم يسجد فبعد السلام ان اقتدى به رجل صح
عند محمد مطلقا و عندهما صح ان سجد للسهو ان قهقهه
انتقض الوضوء عنده خلافا لهما وصلوته تامة اجماعا وسقط
عنه سجود السهو -

۴ :- مفتی ابن قدامہ : ج ۱ : ص ۲۸۲ - میں ہے -

الكلام في هذه المسئلة في فصول الفصل الاول اذا نسي سجود
السهو ثم ذكره قبل طول الفصل في المسجد فانه يسجد سواء
تكلم او لم يتكلم وبهذا قال مالك والاوزاعي - وقال ابو حنيفة
ان تكلم بعد الصلوة سقط عنه سجود السهو لانه انما يباينها
فاشبهه ما لو احدث -

میں حیران ہوں کہ مفتی صاحب کی نگاہ تو فتاویٰ شامیہ کی متراحم، متعارض اور ردہ

مانحن خید سے الگ تھلکت ہی مرکوز ہے۔ اور باقی کسی واضح چیز پر نگاہ ڈالنے کی زحمت یا ہمت نہیں ہے۔ ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء

باقی اس مقصد پر تو کتب فقہ میں اتنے حوالے موجود ہیں کہ کتاب کھولتا ہوں تو یہی کچھ ہے جو ان چار حوالہ جات کا ماہہ الاشتراک ہے۔ یعنی یہ کہ سجدہ سہو بھول جانے اور پھر نہ کرنے پر نہ تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور نہ ہی اس نماز کا اعادہ جس میں سجدہ سہو اپنے مقررہ امور کے سبب ہوا تھا۔

۲۔ غریب مفتی صاحب سے اپنے بعض الفاظ کی تیزی پر معذرت خواہ ہوں۔ ع

و العذر کرام الناس مقبول

العبد الخاطی المذنب الحیران محمد لطافت الرحمن کان اللہ لہ ولوالدیہ

واحسن الیہما والیہ۔ استاذ العلوم الشرعیہ والادب العربی اسلامیہ یونیورسٹی

بہاولپور، تاریخ ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ : ۳۰/۹/۱۹۸۰ء

نوٹ :- ہر صاحب عقل اس چیز کو جانتا ہے کہ مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ منسلک فتویٰ غلط ہے یہ صرف لطافت الرحمن کی تغلیط نہیں بلکہ سیری نقل کردہ چار کتابوں کے علاوہ پوری فقہ کو غلط بتانا ہے جس کی جرأت بلکہ جسارت تو کچھ عبد الستار صاحب کی طرح کا بہادر شخص ہی کر سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من مثل هذه الجسارۃ والخسارۃ۔ اللہم آمین۔

لطافت الرحمن غفرلہ ۳۰/۹/۱۹۸۰ء



الجواب تہید غیر متعلق ہے کیونکہ یہ روزے کے بارے میں ہے۔ نماز سے متعلق کوئی جزئیہ نقل کرنا چاہئے تھا۔ صوم میں تو اکل ناسیا اور مخطا کا فرق مسلم ہے لیکن مفسدات نماز میں ایسا نہیں۔ مثلاً دیکھئے۔ اکل عمدہ ہو یا نسیاناً دونوں صورتوں میں مفسد صلوٰۃ ہے بلکہ اصل تو یہ تھا کہ زیر بحث مسئلہ سجدہ سہو میں نسیان و سہو کا فرق باحوالہ لکھا جاتا۔ مگر مسائل سجدہ سہو کے بارے میں صرف دعوائے فرق پر اکتفا کیا گیا ہے جو بلا دلیل مقبول نہیں۔

جب فرق مذکور ان مسائل میں ثابت نہیں بلکہ التماس و نسیان کا تو حد دلائل سے ثابت ہے تو

۳۔ واضح رہے کہ یہ فرق صوم میں بھی نسیان و خطا کے درمیان ہے سہو و نسیان میں نہیں۔ منہ۔ بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فاضل مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ

” عبدالستار صاحب نسیان و سہو کے درمیان فرق کو بھول گئے۔ (والی ان قال) غرضیکہ میرا عدم اعادہ کا لکھنا تو بھول جانے کی صورت میں اور صاحب شامی کا یہ فرمانا کہ فیکون المرجع وجوب الاعادة فی الوقت و بعدہ سہو کی صورت میں ایک رائے ہے۔ اھ“

سب بنار الفاسد علی الفاسد ہے۔ نیز فاضل موصوف کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ اگر نسیان کو سہو کے درمیان فرق نہ ہو تو فتویٰ خیر المذاکر اس میں تحریر کردہ درمختار کی عبارت کے تحت موصوف بھی اعادے کے قائل ہو جائیں گے۔ کیونکہ عبارت ”در میں بصورت سہو سجدہ نہ ہو سکنے کی شکل میں وجوب اعادہ مہرح ہے۔ وان لم یسجد ہا یكون فاسقا اشما اھ“

فاضل موصوف کی کلام سے مزید معلوم ہوتا ہے کہ بھول جانا نسیان کا ہی ترجمہ ہو سکتا ہے سہو کا نہیں۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ۔

” مجھ سے انہیں الفاظ میں پوچھا گیا تھا کہ امام صاحب سجدہ سہو کرنا بھی بھول گئے تو کیا اب یہ تمام لوگ اس نماز کا اعادہ کریں“

ذیل میں ہم ان دونوں لفظوں (سہو و نسیان) کا تقریباً مترادف ہونا ثابت کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ سہو کا ترجمہ بھی بھول جانا ہو سکتا ہے۔

۱۔ قاموس میں ہے ”سہا ف الامر کدعا سہوا او سہوا نسیہ وغفل عنہ“

۲۔ مصباح اللغات میں ہے ”سہا یسہو۔۔۔۔۔ فی الامر وعن الامر۔ غافل ہونا

بھولنا۔ اھ (ص ۴۴)۔

۳۔ ابن ماجہ شریف میں ہے ”باب السہو فی الصلوۃ“ اور اس کے اثبات کے لئے جو حدیث لائے ہیں۔ اس میں ہے۔

قال انما انا بشر انسى كما تنسون فاذا نسي احدكم فليسجد سجدة تین (کث)۔

نیز باب فیمن سلم من ثنتین او ثلاث ساہیا“ میں ہے۔

عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہا فسلم فی الرکتین

فقال له رجل..... یا رسول اللہ اقتصرت الصلوۃ او نسیت الحدیث (۲۵)۔

۴۔ سب سے فیصلہ کن تصریح علامہ حصکفیؒ کی ہے باب سجود السہو کے شروع میں لکھتے ہیں۔

وهو ای السہو (ناقل) والنسیان والشك واحد عند الفقهاء۔

۵۔ و ذکر فی التحریر انہ لا فرق فی اللغة بین النسیان و السہو وهو

عدم الاستحضار فی وقت الحاجة۔ (ج ۱۲ ص ۹۸۔ بحر)۔

واضح رہے کہ مسائل سجدہ سہو میں ان دونوں کے مابین فرق ثابت نہیں۔ جو اس وقت مقصود ہے اس کے علاوہ کسی نے فرق رکھا ہو تو وہ مانحن فیہ خارج ہے۔ بلکہ تفلسف فی الفہ ہے۔

۱۶۔ حضرت تھانوی قدس سرہ نے ہشتی زیور میں سجدہ سہو کے جو مسائل ذکر کئے ہیں سب میں سہو

کا ترجمہ بھول جانا کیا ہے۔ نیز حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نور اللہ مرشدہ نے بھی لکھا ہے۔

”سہو کہتے ہیں بھول جانے کو“ اھ

تصریحات بالا سے یہ واضح ہے کہ سہو و نسیان میں تو جڑ ہے اور بھول جانا سہو کا ترجمہ ہو سکتا ہے

(پس فاضل مفتی صاحب کا فرمان درست نہیں)۔

علاوہ انہیں فاضل موصوف در مختار کی اس عبارت ”ولہا واجبات لا تفسد بترکھا و

تعاد وجوباً فی العمد و السہو ان لم یسجد لہ الخ“ کو بھی صحیح نہیں سمجھ سکے

مسئلہ تو یہ ہے کہ ترک واجب اگر سہوا ہو اور سجدہ سہو نہیں کیا تو اعادہ واجب ہے اور موصوف یہ سمجھے

ہیں کہ سجدہ سہو اگر سہوا نہیں کیا تو یہ حکم ہے اور اگر نسیاناً سجدہ سہو ترک ہو گیا تو یہ حکم نہیں۔ حالانکہ عبارت

دُر میں جو سہو مذکور ہے۔ وہ موجب سجدہ سہو مطلقاً ہے۔ خواہ عمدًا ہو یا سہواً یا نسیاناً و سہواً ہو دونوں

صورتوں میں نماز واجب الاعادہ ہوگی جب کہ وقت صالح للسجدۃ تھا۔ حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحب

المفتی دارالعلوم دیوبند نور اللہ مرقدہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

سوال ۱۔ ترک سجدہ سہو بھول میں اور عمدہ میں فرق ہے کہ نہیں۔ اعادۃ نماز کرے یا نہ کرے ؟

الجواب : قضا اس نماز کی واجب ہے۔ اور ترک سجدہ سہو عمدہ و سہواً برابر ہے۔

(تقاویٰ دارالعلوم دیوبند جدید : ج ۱ ص ۲۸۴)

ایک ایسے ہی دوسرے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”اور باوجود وجوب سجدہ سہو کے اگر سجدہ سہو نہ کیا۔ نماز میں نقصان آیا۔ اعادہ واجب ہے“

(ج ۱ ص ۴۰۸)

اب موصوف خود ہی غور فرمائیں کہ تفتازانی کا قول و مفاسد قلۃ التأمل کس پر صادق آتا ہے۔ بہر حال درمختار اور شامیہ کے جزئیات، نیز فتاویٰ بالاکہ رد سے صورت مسئلہ میں نماز کا اعادہ واجب ہے۔ راجح یہی ہے۔ کما صرح بہ فی الشامیۃ اور ابن نجیم کا یہ قول فعلی القولین لا وجوب بعد الوقت قابل اعتماد نہیں۔

قال فی المنحة نقل خیر الرمی عن العلامة المقدسی انه یجب ان لا یعتمد علی هذا لما ذکرہ قریباً من قولہم کل صلوۃ ادیت مع الکواہتہ سبیلہا الاعادۃ۔ اھ

بعد ازاں فاضل موصوف نے اصل مسئلہ کے لئے چار عبارات نقل فرمائی ہیں۔ پہلی، تیسری، چوتھی میں بعض صورتوں کے اندر سقوطِ سجدہ کا ذکر ہے۔ ہم بھی اس کے قائل ہیں کہ ان لوگوں سے سجدہ سہو کا مطالبہ نہیں۔ سلام پھیرنے کے بعد جب کوئی منافی نماز مثلاً کلام یا نثر ج عن المسجد وغیرہ پایا گیا تو سجدہ سہو کا وقت جاتا رہا سجدہ سہو کے بقا و ثبوت میں بحث ہی نہیں۔ بات تو یہ ہے کہ ترک واجب کی وجہ سے جو نماز میں نقص آگیا تھا اس کی تلافی بذریعہ سجدہ سہو ناممکن ہو گئی ہے۔ اور یہ اقلنا بھی عذر سماوی طلوع شمس وغیرہ سے نہیں۔ بلکہ فعل اختیاری کلام وغیرہ سے ہے۔ تو ایسی صورت میں اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟ درمختار وغیرہ میں تصریح موجود ہے کہ۔ » اندر صورت اعادہ واجب ہے۔ اعادہ نہ کیا تو گناہ گار و فاسق قرار پائے گا کم از کم پس یہ تینوں عبارتیں محل نزاع میں غیر مفید ہیں۔ صلاتہ تامۃ الخ کا جواب پہلے فتویٰ میں ہم لکھ چکے ہیں۔ البتہ عبارت ۲ میں یہ ہے۔

یسقط عنہ سجود السہو ولا تجب علیہ اعادۃ الصلوۃ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فاضل مفتی صاحب نے اس عبارت کے بعد دل سے استثناء کو حذف کر دیا ہے جس کی وجہ سے غلط فہمی ہو رہی ہے۔ پوری عبارت یہ ہے۔ ولا تجب علیہ اعادۃ الصلوۃ الا اذا (کان۔ ناقل) سقوط السجود بعمل مناف لہا عمدا۔ (دیکھئے کتاب مذکور)۔ یعنی جب سقوطِ سجدہ سہو کسی محل منافی للصلوۃ کی وجہ سے ہوا تو عدم وجوب اعادہ کا حکم نہیں بلکہ اعادہ کا حکم ہوگا۔ (محصلہ)۔ یہی تفصیل علامہ شامی نے ایک مقام پر کی ہے۔ طلوع شمس نماز فجر میں ہونے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے اگر سجدہ سہو ساقط ہو گیا ہو تو اعادہ واجب ہوگا یا نہیں؟ لکھتے ہیں۔

بقی اذا سقط السجود فهل یلزمہ الاعادۃ لكون ما اداه اولاً ناقصاً

بلا حجاب والذی یشبہی انہ ان سقط بصلعہ کحدث عمد مثلاً

یلزم والا فلا تأمل - (ج ۱: ص ۶۹۲)۔

حاصل یہ ہے کہ فاضل مفتی صاحب نے پہلے اور بعد والے فتوے میں جو عبارتیں نقل کی ہیں سب بے محل ہیں بحث سقوط سجدہ کی نہیں بلکہ وجوب اعادہ نماز کی ہے۔ ان عبارات میں اعادے کا نفیاً یا اثباتاً کوئی ذکر نہیں۔ صرف ”کتاب الفقہ“ کی عبارت میں نفی اعادہ ہے۔ جب کہ اسی کے استثناء سے اعادہ مفہوم ہوتا ہے۔ اور یہ ہمارے فتوے کی تائید میں ہے۔ پس ان عبارات سے فاضل مفتی صاحب کا دعویٰ ثابت نہ ہو سکا۔ یہ کسی کتاب یا پوری فقہ کی تقلید نہیں ہے۔ اور اس کے برعکس ہم نے درمختار ردالمحتار۔ کتاب الفقہ۔ فتاویٰ دارالعلوم وغیرہ کی تصریحات سے یہ ثابت کیا ہے کہ بصورت سہو اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو اعادہ نماز واجب ہے۔ اور بقول علامہ حصکفیؒ۔ وان لم يعد ما یكون اثماً فاسقاً۔

جہاں تک مسئلے کی وضاحت اور جواب کا تعلق تھا وہ لکھ دیا گیا ہے۔ باقی فاضل مفتی صاحب کے بقول ان کے تیز الفاظ سے صرف نظر کیا گیا ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۴۰۱ھ

بدول سلام سجدہ سہو کرنے کا حکم

زید پر نماز میں سجدہ سہو واجب ہوا۔ مگر بے خیالی میں بدول سلام پھیرے سجدہ سہو کر لیا۔ تو کیا سجدہ سہو ادا ہو جائے گا یا نہیں ؟

سجدہ سہو کا وقت تو سلام کے بعد ہی ہے لیکن کسی نے بدول سلام بھی کر لیا تو سجدہ سہو ادا ہو جائے گا۔

ومحلہ بعد السلام سواء كان من زيادة او نقصان

ولو سجد قبل السلام اجزأه عندنا هكذا رواية الاصول ۴
(عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵) فقط والله تعالى اعلم -

احقر محمد نور عفا الله عنه

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



سجدة سہو میں سہو کا حکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص پر سجدة سہو واجب تھا جب وہ آخری تشهد میں

بیٹھا تو سجدة سہو بھول گیا، سلام پھیرنے والا تھا کہ یاد آیا کہ مجھ پر سجدة سہو ہے۔ آیا سجدة سہو سے بھول کی وجہ سے دوسرا سجدة سہو واجب ہوگا یا ایک ہی کافی ہے ؟

اگر سجدة سہو میں بھول واقع ہو جائے تو اس سے سجدة سہو واجب نہیں ہوتا
ہندیہ میں ہے۔ التہذیب فی سجود السہو لا یوجب السہو لانه

لا یناہی کذا فی التہذیب - (ص ۶۷ - ج ۱) - ایک نماز میں کئی مرتبہ بھولنے سے ایک ہی سجدة سہو کافی ہے۔ ولو سہا فی صلوٰتہ مرارا یکفیه سجدتان کذا فی الخلاصۃ - (عالمگیری ج ۱ ص ۶۷) فقط والله اعلم -

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان
بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



ما يتعلق بِسَجْدِ التَّلَاوَةِ

ایک ہی جگہ بیٹھ کر پورا قرآن مجید پڑھا تو کتنے سجدے واجب ہونگے

اگر کوئی شخص ایک ہی جگہ پر نماز میں یا غیر نماز میں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قرآن پاک کے اختتام پر وہ سجدہ تلاوت ایک کرے تو کیا ایک سجدہ کرنے سے باقی تیرہ سجدوں کی ادائیگی ہو جائے گی یا نہیں ؟

سجدوں میں تداخل کے لئے آیت اور مجلس کا ایک ہونا شرط ہے۔ آیات یا مجالس کے متعدد ہونے کی صورت میں ان مجالس و آیات کے مطابق سجدوں

کا وجوب ہوگا۔ ہندیہ میں ہے۔

وشرط التداخل اتحاد الآية و اتحاد المجلس حتى لو اختلف

المجلس و اتحدت الآية او اتحاد المجلس و اختلفت الآية

لاقتداخل كذا في المحيط، (ج ۱ ص ۶۹)۔

لہذا شخص مذکور پر چودہ سجدے پورے کرنا ضروری ہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۶/۹

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۴۰۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سجدہ تلاوت قہوب سے پہلے ادا کر نیکاحم تراویح میں آیت سجدہ سے پہلے امام نے سجدہ کر لیا تو وہ سجدہ تلاوت کے لئے کافی ہوگا یا نہیں ؟

الجواب

آیت سجدہ تلاوت کرنے سے پہلے یا پنج میں سجدہ کر لینے سے سجدہ تلاوت کا وجوب ادا نہیں ہوا۔ فقط واللہ اعلم

خیر محمد عفی عنہ مستم خیر المدارس ملتان : ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ



سجدہ تلاوت نماز کے سجدہ میں بلا نیت بھی ادا ہو جاتا ہے ایک حافظ صاحب تراویح میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے

سجدہ والی آیت پر رکوع میں چلے جاتے ہیں کہ نیت کر لینے سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جاتا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ اگر نہیں تو کیا کرنا چاہئے ؟

الجواب

سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر فوراً رکوع کر لیا جاتے تو رکوع میں سجدہ کی نیت کر لینے سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مقتدیوں نے نیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا۔ لہذا امام صاحب کو چاہئے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے تاکہ سجدہ نماز میں جا کر سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے۔ کیوں کہ سجدہ تلاوت جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ سجدہ کی آیت پڑھ کر فوراً یا چھوٹی دو تین آیتیں پڑھنے کے بعد رکوع کر دے اور رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت بھی کرے تو ادا ہو جائے گا۔ اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو نماز کے سجدہ میں بغیر نیت کے بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ اور اگر رکوع میں نیت نہ کرے تو نمازیوں کو علیحدہ نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر امام نے رکوع میں نیت کر لی اور مقتدیوں نے نہ کی تو امام کا سجدہ تلاوت، تو ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کا پھر آگے سجدہ میں جا کر بھی ادا نہیں ہوگا۔ اس لئے آسان صورت یہی ہے کہ امام رکوع میں نیت نہ کرے تو ”سجدة صلوة“ میں سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

فقط واللہ اعلم
بندہ صغیر علی غفرلہ

الجواب صحیح : محمد عبد اللہ غفر اللہ لہ



آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جائے گا سجدہ کی آیت کا ترجمہ پڑھنے سے یا سننے سے سجدہ واجب

ہوتا ہے یا نہیں ؟

محمد شفیع کالی موری حیدر آباد۔

الجواب

سجدہ تلاوت کی آیت کا ترجمہ کرتے اور سنے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ قاضی خان میں ہے۔

ولو تلا بالفارسیۃ تجب علیہ وعلى من سمعها السجدة. فہم

السامع اولم یفہم اذا خبر السامع ان قرا آیتہ السجدة اھ (ج ۱ ص ۵۷)

فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان



سجدہ تلاوت کے احکام وہ مکان جس میں امام کی اہل آواز سن کر یا اس کو دیکھ کر ایک

طرف نماز پڑھنے والے کی اقتدار دوسری طرف نماز پڑھنے والے کے

پیچھے درست ہو سکتی ہے ایک مجلس کے حکم میں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اتنا بڑا کمرہ (ہال) جو مذکورہ بالا معیار

سے بڑا ہو۔ اس میں مجلس بدلنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ ایک یا تین قدم چلنے سے مجلس بدل جائے گی۔ ایک کونے

میں پڑھ کر دوسرے کونے میں جا کر (وہی آیت دہرانے سے) مجلس بدلے گی اور دوسرا سجدہ واجب ہوگا ؟

۲ : کیا کمرہ کی کوئی بڑی وسعت ایسی بھی ہے جس پر اس کمرہ کو میدان کا حکم دیا جائے یہاں تین قدم

چلنے سے مجلس بدل جائے ؟

۳ : کتنا بڑا مکان ہو جس کے ایک کمرے سے چل کر دوسرے کمرے میں آجائے۔ یا برآمدہ یا صحن میں آجائے

تو مجلس بدل جائے گی ؟

الجواب

وفی الشامیۃ ثم الاصل علی ما فی الخانیۃ والخلاصۃ ان کل

موضع یصح الاقتداء فیہ بمن یصلی فی طرف فیہ یجعل

حکم کان واحد۔ (ج ۱ ص ۵۷)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ جس مکان میں ایک طرف پڑھنے والے کی اقتدار دوسری طرف پڑھنے والے

کے پیچھے درست ہو وہ مکان واحد کے حکم میں ہے۔ اس کے اندر چلنے پھرنے سے تبدیل مجلس نہیں ہوگا۔

شامی میں ہے۔ ولایت کورد الوجوب فیہ۔ لہذا بڑا کمرہ یعنی ہال بحوالہ بالا مسجد کے حکم میں ہے اس

میں ایک طرف پڑھنے والے کی اقتدار دوسری طرف پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ پس اس میں تبدیل مجلس

کا طریقہ یہ ہوگا۔ کہ جب ایک کام کر رہا ہو تو دوسرا کام شروع کرنے سے مجلس بدل جائے گی۔ تین یا زیادہ

قدم چلنے سے ایسے شخص کی مجلس نہیں بندے گی۔

والحاصل ان ماله حكم المكان الواحد المسجد والبيت لا يضر
الانتقال فيه باكثر من ثلاث خطوات مالا يقترن بعمل اجنبی۔ (شامی ج ۱ ص ۵۴)
(۱) نہیں۔ (۲) نہیں۔ (۳) بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ چالیس ذراع کا مکان کبیر ہے۔ اور اس سے
کم صغیر ہے۔ وبعضہم قال ان كانت اربعین ذراعاً فهي كبيرة والانصيرة هذا
هو المختار۔ (شامی ج ۱ ص ۵۴)۔ فقط واللہ اعلم

اجواب صحیح : عبد الستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد اسحاق عفا اللہ عنہ

آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا علم ہو یا نہ ہو !

زید نے سجدہ تلاوت کی آیت بلند آواز سے پڑھی تو کیا سامعین پر سجدہ تلاوت واجب ہو گیا؟ جبکہ
ان کو معلوم بھی نہیں اور نہ ہی ان کو بت لایا گیا۔ زید مطلع نہ کرنے پر گناہ گار ہو گا یا نہیں؟
المستفتی : حاجی عبدالسلام ماوے والے، حیدرآباد۔

سامعین پر سجدہ تلاوت تو واجب ہو گیا لیکن اگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ زید نے آیت
سجدہ تلاوت کی ہے اور زید نے بھی ان کو اطلاع نہیں دی تو وہ سجدہ نہ کرنے میں عند اللہ

الجواب

معدور ہیں۔ واذا قرأ آية السجدة بالفارسية فعليه وعلى من سمعها
السجدة فهم السامع اولاً اذا اخبر السامع انه قرأ آية السجدة
وعندهما ان كان السامع يعلم انه يقرأ القرآن يلزمه والا فلا
كذا في الخلاصة وقيل تجب بالاجماع هو الصحيح كذا في
محيط السرخسي ولو قرأ بالعربية يلزمه مطلقاً لكن يعذر
بالتأخير ما لم يعلم اهـ (عالمگیریہ : ج ۱ ص ۶۸)۔

تلاوت کنندہ پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو اطلاع کر دے کہ میں نے آیت سجدہ تلاوت کی ہے سجدہ کر لیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۶/۳/۱۴۱۵ھ

اجواب صحیح

نخیر محمد عفا اللہ عنہ

سجدۂ تلاوت رکوع میں ادا کرنے کے لئے نیت ضروری ہے !

فرض یا تراویح میں آیاتِ سجدہ پر رکوع کرنے سے کیا سجدہ ادا ہو جائے گا یا نہیں ؟
الجواب آیتِ سجدہ مکمل کر کے رکوع کریں اور رکوع کرتے وقت سجدۂ تلاوت ادا کرنے کی بھی نیت کر لی تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ **وفی الہندیۃ ولولم یسجد**

ورکع وذوی السجدة یجزیہ قیاسا وبہ نأخذ (ج ۱ : ۶۹)۔

فقط واللہ اعلم
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کا حکم
 ٹیپ ریکارڈ ، لائو سپیکر یا ٹی وی پر سجدہ
 تلاوت پڑھنے سننے والے پر سجدہ واجب ہو

ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے پر سجدہ واجب نہیں۔ ٹی وی سے ٹیپ شدہ پروگرام
 نشر ہو رہا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر براہِ راست پروگرام نشر ہو رہا ہو تو سجدہ
 کیا جاوے اور سپیکر سے آیتِ سجدہ سننے پر بھی سجدہ واجب ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ ٹیپ اور
 ٹی وی سے آیتِ سجدہ سننے پر بھی سجدہ تلاوت کیا جائے فقط اللہ اعلم۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

اکبر اصبح ، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفتا۔ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۵۱/۳، ۱۴۰ھ

دورانِ نماز غیر نمازی سے آیتِ سجدہ سننے تو سجدہ کہے
 ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے دوسرا آدمی
 اس کے قریب آیتِ سجدہ پڑھتا ہے

آیا وہ اس حالت میں سجدہ کر سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب نماز کے بعد سجدہ کرے نماز کے اندر نہیں۔ ولو سمع المصلی السجدة من غیرہ لم یسجد
 فیہا لانہا غیر صلاتیۃ بل یسجد بعدھا۔ (در مختار علی الشامیۃ : ج ۱ ص ۵۴۲)۔

فقط واللہ اعلم ، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۶۱/۳، ۱۴۰ھ

اساتذہ حفظ کیلئے سجدہ تلاوت کا ایک حکم درجہ حفظ کے اساتذہ کو دن میں بہت سی آیات سجدہ سننے کا اتفاق ہوتا ہے۔ تو کیا

ہر آیت پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا؟ نیز گزشتہ سجدوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟
الجواب مختلف بچوں سے ایک ہی آیت ایک ہی مجلس میں سننے تو سننے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں مختلف آیات سنیں تو جتنی آیات ہوں اتنے سجدے واجب ہوں گے۔ اور اگر مجلس بدل جائے تو جتنی مجلسیں ہوں اتنے سجدے واجب ہوں گے۔

وشرط التداخل اتحاد الآية واتحاد المجلس حتى لو اختلف المجلس
 واتحدت الآية او اتحد المجلس واختلفت الآية لا تداخل كذا
 في المحيط۔ ۱ھ (عالمگیری ج ۱ ص ۶۹)۔

گزشتہ سجدوں کو بھی ادا کیا جائے صحیح تعداد یاد نہ ہو تو ظن غالب کا اعتبار کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم
 محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/۵/۱۴۰۰ھ



سجدہ تلاوت کیلئے قبلہ رہنا ضروری ہے
 الاستفتاء۔ سجدہ تلاوت کیلئے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر غیر قبلہ

کی طرف منہ کر کے سجدہ کیا تو سجدہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟
الجواب سجدہ تلاوت کے لئے قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔ (وشرط لصحتها)
 ان تكون (شرائط الصلوة) موجودة في الساجد الطهارة من
 الحدث والنخب وسبر العورة واستقبال القبلة الخ (مراقی الفلاح ص ۲۷)۔

فقط واللہ اعلم

محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲۸/۱۱/۱۴۰۰ھ



سجدہ تلاوت رکوع یا سجدہ میں ادا کرنے کا معمول بنایا جائے

سجدہ تلاوت رکوع میں ادا ہوتا ہے یا نہیں۔ بیسوا تو جبروا۔

الحجۃ

رکوع میں سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ فوراً یا آیت سجدہ کے ایک

دو آیت بعد رکوع میں چلا جائے اور سجدہ تلاوت کی نیت بھی کرے۔ ایسے

ہی سجدہ نماز میں بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے بشرطیکہ سجدہ فوراً ہو۔ لیکن تراویح میں حافظ صاحب

کو چاہئے کہ وہ سجدہ تلاوت مستقل ادا کریں۔ کیونکہ صرف امام کی نیت کافی نہیں۔ اگر وہ رکوع میں

نیت کرے گا تو صرف اسی کا ادا ہوگا مقتدیوں کا رہ جائے گا۔ واجب ان کے ذمہ بھی ہے۔ لہذا مستقل

ادا کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

انقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الحجاب صحیح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

تراویح میں آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہ کیا تو

اگر تراویح میں امام نے آیت سجدہ تلاوت کر کے سجدہ نہ کیا تو کیا حکم ہے ؟

اگر امام صاحب نے آیت سجدہ تلاوت کرتے ہی رکوع کر لیا اور رکوع میں نیت

نہیں کی تو نماز کے سجدہ کے ضمن میں سجدہ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ لہذا کسی پر گناہ

نہیں۔ اور اگر یہ صورت نہیں پائی گئی تو سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوا۔ اب قضا بھی نہیں ہو سکتی

توبہ لازم ہے۔

ولم تقض الصلوة خارجاً ركناً۔ اى خارج الصلوة لان

السجدة المتلوة فى الصلوة افضل من غيرها لان قراءة القرآن

فى الصلوة افضل منها فى غيرها فلم يجوز ادائها خارج الصلوة

لان الكامل لا يتأدى بالناقص۔۔۔۔۔ الى قوله ثم مقتضى قواعدهم

انه اذا لم يسجد فى الصلوة حتى فرغ فانه يأتى به لانه لم يؤد

الواجب ولم يمكن قضاءها لما ذكرنا وهذا من الواجبات

الذى اذا فات وقتها تقرر الاثم على المكلف والمخرج له

عنه التوبة كسائر الذنوب اهـ ربح الرائق ج ۲ ص ۱۲۲

فقط واللہ اعلم

بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء ۱۳۹۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مکروہ وقت میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کسے؟

سجدہ تلاوت زوال، طلوع اور غروب کے وقت بھی ادا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟
ویصح اداء ما وجب فیہا مع الکراہۃ کجنازۃ حضرت
وسجدۃ آیت تلوت فیہا - (نور الایضاح)۔

عبارت ہذا سے معلوم ہوا کہ اگر ان اوقات میں آیت سجدہ پڑھی ہے اور اسی وقت سجدہ بھی کر لیا
تو سجدہ ہو گیا۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ دوسرے وقت میں کرے۔ اور اگر کسی دوسرے وقت میں آیت سجدہ
پڑھی تو طلوع، غروب اور زوال کے وقت میں سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۵/۱۰/۱۳۹۵ھ

سجدہ تلاوت کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

سجدہ تلاوت واجب ہونے کے فوری بعد ادا کرنا ضروری ہے یا کچھ تاخیر بھی کر سکتے ہیں تاخیر
کرنے سے قضاء تو ہوگا؟ حکم لطف اللہ خاں لاہور

اگر آیت سجدہ نماز میں تلاوت کی ہے تو فوری ادا کرنا ضروری ہے۔ تاخیر سے گناہ
ہوگا۔ وصفتہا الوجوب علی الفور فی الصلوۃ وعلی التراخی

ان كانت غیر صلاتیۃ - اھ (مراقب)۔

(قوله علی الفور) ای فور التلاوة وظاهره أنه لو أخرها إلى ركعة

ثانية أشم قال في الشرح وإذا أخرها حتى طالت التلاوة تصير

قضاء ویأثم ثم قال وكذا كره تحريماً تأخير الصلاة عن وقت القراءة - ۱ھ (طحاوی ص ۲۶۰)۔

اور اگر خارج نماز آیت سجدہ تلاوت کی ہے تو اگر وقت مکروہ نہ ہو تو تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے

وغیرہا تجب موسعاً ولكن كره تأخير السجود عن وقت التلاوة

في الاصح اذا لم يكن مكروهاً لانه بطول الزمان قد ينساها

فيكره تأخيرها تنزيهاً - ۱ھ (مراق الفلاح)۔

(قوله اذا لم يكن مكروهاً) ای اذا لم يكن وقت التلاوة وقام مكروهاً

بان كان احد الاوقات الثلاثة فلا يكره تأخيرها عنه

ليؤديها في كامل - ۱ھ (طحاوی ص ۲۶۱)۔

لیکن صورت ثانیہ میں جب بھی ادا کریں گے ادا ہوگا قضا نہیں ہوگا۔

ولا تجب على الفور حتى لو سجد لها بعد سنة او اكثر تقع اداء

لا قضاء لعدم التقيد بالوقت - ۱ھ (کبری ص ۲۶۵)۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

سجدہ تلاوت کے لئے بھی وضو ضروری ہے

زید کا استنجاء ہے وضو نہیں اور تلاوت قرآن کی کر رہا ہے اگر آیت سجدہ آجائے تو کیا سجدہ

اسی وقت ادا کرے یا کہ وضو کرنا ضروری ہے؟

وضو ضروری ہے بدول اس کے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا۔ وشرائط هذه

السجدة مشروط بالصلاة التحريمية - ۱ھ (عالمگیری سجد التلاوة ص ۱)۔

الجواب صحیح

فقط واللہ اعلم؛ احقر محمد النور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا ۲۹، ۳۰، ۳۱ھ

الجواب صحیح :- بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار جامعہ ہذا۔

محفل قرأت میں آیت سجدہ پڑھنا اگر کہیں محفل قرأت منعقد ہو تو اس میں ایسی سورۃ بھی پڑھ سکتے ہیں جس میں سجدہ ہو۔ یا نہ پڑھنا

بہتر ہے؟

اگر تو محفل خواص کی ہو اور معلوم ہو کہ یہ حضرات با وضو رہیں اور اہتمام سے سجدہ تلاوت ادا کر لیں گے پھر تو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایسی سورت نہ پڑھی جائے۔

الجواب

ولو قرأ آية السجدة و عنده ناس فان كانوا متوضئين متأهبين للسجدة قرأها جهرًا وان كانوا غير متأهبين ينبغي ان يخفض قراءتها لانه لو جهر بها لصار موجباً عليهم شيئاً ربما يتكاسلون عن ادائه فيقعون في المعصية - اهـ (بحوالائق : ج ۲ : ص ۱۳۸) - فقط والله اعلم -

الجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار ۲۰۲ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



سجدہ تلاوت کا طریقہ سجدہ تلاوت ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے۔ یعنی تو جبراً؟ سائل ارشد احمد رد کا نثار لاہور

الجواب

اگر خارج صلوۃ سجدہ تلاوت ادا کرنا ہو تو اس کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیں اور پھر سجدہ میں تسبیحات اور دعائیں جو چاہیں پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائیں۔ راتیں باتیں سلام پھیرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔

ومما يستحب لادائها ان يقوم فيسجد لادب الخرو سقوط من القيام والقراة و رديه وهو مروي عن عائشة رضي الله عنها وان لم يفعل لم يضره - اهـ (بحوالائق : ج ۲ : ص ۱۰۷) فقط اللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

سجده تلاوت فوراً ممکن نہ ہو تو یہ کلمات پڑھ لیں

اگر کسی وجہ سے سجده تلاوت فوراً ادا کرنا مقصد نہ ہو تو کیا کیا جائے۔ بیٹھنا تو حبر و اب
 یہ کلمات پڑھ لیں "سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک
 المصیر" پھر جب اتفاق ہو سجده کر لیں۔

وفي التارخانية عن الحجة ويستحب للتالي او السامع اذا
 لم يمكنه السجود ان يقول سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا
 والیک المصیر انتهى یعنی شتم یقضیہا۔ اھ (مراقی علی الطحطاوی)
 فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱/۲۶، ۲/۱۰، ۱۴۱۰ھ

سوئے ہوئے سے آیت سجده سنی تو سجدہ کرنا لازم ہے

ہمارے مدرسہ رائے ونڈ میں ایک طالب ہے جو نیند میں سلسل کئی پارے متواتر پڑھ جاتا ہے
 تو ایسی حالت میں اگر وہ سجده تلاوت کی آیت پڑھے تو سجده واجب ہوگا یا نہیں ؟
 اس حالت میں اگر وہ آیت سجده تلاوت کرے تو سامعین پر سجده واجب
 تلا ایة سجدة وهو نائم فسمعه رجل تلزمه

السجدة اھ (بحر الرائق : ج ۱ : ص ۱۶۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

اجواب صحیح

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

سجده سبب پھنکے لئے آیت سجده کو چھوڑنا

میرا معمول ہے کہ دوران سیر تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ چونکہ زبانی پڑھنا ہوتا ہے تو بسا اوقات

وضو نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آیت سجدہ کو چھوڑ دیا کر دوں تاکہ سجدہ واجب نہ ہو۔؟ پسینوا توجسروا۔

ایسا کرنا مکروہ ہے۔ سجدہ فوراً تو واجب ہی نہیں۔ بعد میں جب با وضو رہوں تو ادا کر لیا کر لیں۔

الحق الجواب

ويكره ان يقرأ سورة في صلاة او غيرها ويترك آية السجدة لانه يشبه الفرار عن السجدة والاستنكاف عنها وذاليس من اخلاق المؤمنين۔ ۱ھ (كبيرى: ص ۴۰)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء
۱۲/۳/۲۰۰۸ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

آیت سجدہ کی کتابت سے سجدہ کا حکم

بندہ کا ذریعہ معاش کتابت ہے۔ تو اگر قرآن حکیم کی کتابت کے دوران آیت سجدہ آجائے تو اس کی کتابت سے سجدہ واجب ہو گا یا نہیں؟
العبد سیف اللہ خالد قادری لاہور
کتابت کے دوران زبان سے نہ پڑھیں تو محض کتابت سے سجدہ واجب نہیں ہو گا۔

الحق الجواب

وكذا لا تجب بالكتابة او النظر من غير تلفظ لانه لم يقرأ ولم يسمع ۱ھ (كبيرى: ص ۴۶۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
۲۲/۱۲/۲۰۰۹ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان
۲۲/۱۲/۲۰۰۹ھ

ما يتعلق

بصالة المسافر

مسافت بقصر کتبہ

کتب فقہ میں باب المسافر میں دیکھنے سے واضح والاح ہوتا ہے کہ صحیح مذہب میں تعداد امیال مسافت میں کوئی ہجرتی نہیں۔ چنانچہ درختار باب المسافر میں ہے۔ دلا اعتبار با الفواستخ علی المذہب۔ تو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ جن جن چھوٹی موٹی کتب میں تعداد امیال لکھی ہیں۔ ہر صاحب نے تخمیناً لکھی ہے۔ اور صحیح تو شتر بالزل سے دریافت کر کے عمل کرنا چاہئے کہ (مسیرة ثلاثة ايام ولياليها) من اقصر ايام السنة ولا يشترط سفر كل يوم الى الليل بل الى الزوال او بالسير الوسط مع الاستراحة المقادة (ص ۵۹) سے خوب بتیں ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں صبح صادق ہونے کے وقت اونٹ چلے سیر متوسط اور استراحت معتادہ (یعنی راستہ میں پشیاں وغیرہ کرتا چلے) اور دوپہر تک جس قدر سفر کر سکے۔ اسی طرح تین روز کی مسافت ہو۔ تو جس قدر ان تین دنوں میں مسافت ہوگی وہ سفر شرعی ہے۔ مختلف شتر بالزل سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بعض اندازہ فی یوم چھ کوکس، بعض سات کوکس، آخری اٹھ کوکس بتاتے ہیں۔ احتیاطاً ہر روز نو کوکس کا حساب کر کے مسمی زید لوگوں کو حکم سفر شرعی بتاتا ہے۔ اس حساب سے کل ستائیس کوکس بنتے ہیں۔ انگریزی میل کے حساب سے فی کوکس ڈیڑھ میل یا اس سے زائد ہے۔ زید خود بھی اس پر عمل کرتا ہے اور مستفتی شخص کو بھی کم از کم ستائیس کوکس کا حکم دیتا ہے۔

الجواب

یہ صحیح ہے کہ ظاہر الروایۃ میں فرسخ یا میلوں کے ساتھ تقدیر نہیں کی گئی ہے بلکہ تین دن کا سفر معتاد مذکور ہے اس لئے یا تو آپ تقدیر نہ کریں اور اگر آپ میلوں یا فرسخ کے ساتھ تقدیر کرتے ہیں تو پھر آپ اور ہماری تقدیر اور تحقیق کے بجائے متاخرین کی تحقیق اور تقدیر زیادہ صحیح ہے۔ جو کہ ۲۱، ۱۸، ۱۵ فرسخ کے تین قول شامی میں مذکور ہیں۔ بعد میں ترجیح اٹھارہ کو دی ہے اس لئے آپ کا فتویٰ صحیح نہیں ہے آئندہ احتیاط فرمائیں بہشتی زیور میں جو اڑتالیس میل کو مسافت قصر قرار دیا ہے یہ صحیح ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ خادم الافکار
غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم جامعہ خیر المدارس کس ملتان
۱۳۷۳ھ

مسافت قصر کے بارے میں تحتیستیق انیق

گرامی قدر حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کتب احناف میں مسافت قصر کے بارے میں تین قول منقول ہیں۔ پندرہ فرسخ، اٹھارہ فرسخ، اکیس فرسخ۔ ان میں سے مفتی بہ قول کون سلسلے؟ نیز حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ کے رسالہ ”ارجح الاقادیل“ میں ہے کہ ”الغرض مذہب مختار کے مطابق مسافت قصر تین منزل یا اڑتالیس میل انگریزی ہیں“ (جواہر الفقہ: ج ۱، ص ۴۳۸)۔

کیا اڑتالیس میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینا صحیح ہے؟ اڑتالیس میل انگریزی ان تینوں اقوال میں سے کس کے مطابق ہے؟

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ۔

الجواب

مسافت قصر ظاہر مذہب کے مطابق مقدر بالایام ہے کہ تین دن کی مسافت پر قصر وغیرہ احکام سفر ثابت ہو جائیں گے۔ ہادیہ میں ہے۔ السفر الذی یتغیو بہ الاحکام ان یقصد مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولایا لہا اھ

اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی ایک روایت تقدیر بالراحل کی بھی ہے۔ وعن ابی حنیفۃ رحمہ التقدیر بالمرآحل وهو قریب من الاول (ہدایہ: ج ۱، ص ۱۲۴)۔

تقدیر ایام و مراحل کے باوجود عامہ مشابیح حنفیہ نے تقدیر فرسخ کو اختیار کیا ہے اور اس زمانہ کے کاغذ سہولت بظاہر اسی میں ہے۔ اس لئے علماء ہند و پاکستان اکابر و اصاغر سب میلوں سے ہی اس کی تعیین فرماتے ہیں۔ مشابیح حنفیہ کا پھر فرسخ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ قول اول اکیس فرسخ۔ قول ثانی اٹھارہ فرسخ۔ اور قول ثالث پندرہ فرسخ کا ہے۔ اور ان میں سے ائمہ خوارزم کا فتوے قول ثالث پر ہے۔ اور صاحب کفایہ وغیرہ نے محیط سے قول ثانی پر فتوے نقل کیا ہے۔ اور اول کا مفتی بہ ہونا نظر سے نہیں گزرا۔

ثم اختلفوا فقیل احد وعشرون (فرسخاً) وقیل ثمانية عشر

وقیل خمسة عشر والفتویٰ علی الثانی لانہ الاوسط والی المجتبیٰ

فتویٰ ائمة خوارزم علی الثالث اه (شامیہ ج ۱ ص ۷۳۵)۔

اس سے دونوں مفتی بہ قول منقح ہوئے۔ پندرہ فرسخ اور اٹھارہ فرسخ۔ اور فرسخ بالا اتفاق تین میل

شرعی کا ہوتا ہے۔ قال فی الشامیة والمولد (من السیل) هنا ثلث الفرسخ۔ (ج ۱ ص ۷۳۵)

پس مسافت قصر سفیائیس میل شرعی یا چون میل شرعی ہوئی۔ یہ مسافت انگریزی میلوں کے حساب سے علی الترتیب کیا دن میل ایک فرلانگ بلز گز۔ یا آکسٹھ میل تقریباً تین فرلانگ بنتی ہے۔ اس حساب میں انگریزی میل ۱۶۰ گز۔ اور ہر گز انگریزی ۳۶ اینچ کا لیا گیا ہے۔ جب کہ شرعی میل چار ہزار ذراع کا۔ اور ہر ذراع چوبیس انگل مساوی اٹھارہ اینچ کا ہوتا ہے۔

ففی الہندیة اقرب الاقوال ان السیل وهو ثلث الفرسخ اربعة

آلاف ذراع طول کل ذراع اربع وعشرون اصبعاً اه (باب التیم۔ عالمگیری ص ۱۱)

وفی منحة الخائق قال صاحبنا ابو العباس احمد شہاب الدین ابن الہائم

والیہ یرجع فی هذا الباب البرید اربعة فراسخ والفرسخ

ثلاثة أمیال والسیل الف باع والباع اربعة اذرع والذراع اربعة

وعشرون اصبعاً والا صبع ست شعیرات مرموصة بالعرض

والشعیر ست شعرات بشعر البرذون انتہی کلامہ وهو موافق

لما فی الزیلعی (الی ان قال) اقول فتحصل من هذا کلامہ ان ما

نقلہ الزیلعی هو المعول اه ملخصاً۔ (حاشیہ بحر ج ۱ ص ۱۳۷)۔

وفی ارجح الاقوال " الغرض ثابت ہوا کہ قول راجح اور مختار و معتد ہی ہے کہ میل چار ہزار گز

کا ہے جس میں گزرتاثرین کا اعتبار کر کے چوبیس انگشت کا قرار دیا گیا ہے جو انگریزی گز سے نصف یعنی اٹھارہ اینچ ہے۔ انتہی۔ (ج ۲۔ ص ۴۲۳)۔

حساب بالا کے مطابق میل شرعی مروہ میل سے دو سو چالیس انگریزی گز بڑا ہوا۔ کیونکہ ذراع شرعی معروف گز کا نصف ہے۔ تو میل شرعی دو ہزار انگریزی گز کا ہوا۔ پس میل شرعی کا میل انگریزی سے دو صد چالیس گز بڑا ہونا ثابت ہو گیا۔ جس کی بناء پر مسافت قصر اکیاون میل تقریباً ایک فرلانگ، یا اکسٹھ میل تقریباً تین فرلانگ (انگریزی) بنتی ہے۔ پس مسافت قصر اٹتالیس میل انگریزی قرار دینا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

”ارج الاقاول“ میں غالباً میل شرعی کو صرف دو سو چالیس گز شرعی بڑا خیال کر لیا گیا ہے جس کی بناء پر پنتالیس میل شرعی کو اٹتالیس میل انگریزی کے مساوی قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ میل شرعی ۴۴۰ انگریزی گز بڑا ہوتا ہے۔ پس ۴۵ میل شرعی ۲۰ گز، ایک فرلانگ اکیاون میل انگریزی ہوگا۔ نہ کہ اٹتالیس میل انگریزی کے مساوی۔

اب قابل تحقیق یہ امر ہے کہ ان میں سے کس قول پر فتویٰ دیا جائے۔ اکیاون میل پر یا اکسٹھ میل دائے پر۔ بندہ کی رائے یہ ہے کہ ان دونوں کی بجائے ایک تیسرے قول پر عمل ہونا چاہئے۔ یعنی اٹتالیس میل شرعی مساوی تقریباً چوں (۵۴) میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دیا جائے۔ وجوہ ترجیح یہ ہیں۔

۱۔ یہ قول ظاہر حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق ہے باقی اقوال تخریجات مشائخ ہیں حدیث نبویؐ قول صحابہؓ یا قول امام اعظمؒ نہیں ہے۔ اور ثلث ایام ولایہما کے الفاظنی کجملہ سب اقوال پر منطبق ہو سکتے ہیں۔ محولہ بالا حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا اهل مكة لا تقصروا الصلوة

فنادى من اربعة برد من مكة الى عسفان۔ (عمدة القاری ج ۳ ص ۵۳۱)۔

گو اس حدیث میں ایک راوی ضعیف ہے۔ اور احناف نے خلاف مذہب سمجھتے ہوئے اس حدیث کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ مگر یہ مخالفت اسی وقت تک ہے۔ جب تک ہم ظاہر مذہب احناف پر عمل کرنا چاہیں۔ لیکن جب ظاہر مذہب کے بجائے مشائخ احناف کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور ان میں سے کوئی قول لیا جائے گا تو یہ مخالفت مضر نہیں۔ کیونکہ ایسی مخالفت تو اقوال مشائخ کیسا تھ بھی موجود ہے۔

۲۔ موافقت ائمہ۔ قال ابن رشد فی البدایة والعلماء اختلفوا فی ذلك اختلافا کثیرا فذهب مالک و الشافعی و احمد و جماعة کثیرة الى ان الصلوة تقصر فی اربعة برد (کذا فی الاوجز) وفي العمدة وعن مالک لا یقصر فی اقل من ثمانية واربعین میلا بالهاشمی وذلك ستة عشر فرسخا وهو قول احمد - (کذا فی الاوجز، ج ۲، ص ۷۰)۔

کفایہ میں ہے۔

والشافعی بیوم و لیلۃ وفي قول یومان و سلیتان وفي قول اثنا عشر بریدا کل برید اربعة امیال و کل ثلاثة امیال فرسخ فیکون ثمانية واربعین میلا و یكون بالفرسخ ستة عشر میلا۔

(فتح القدیر، ج ۲، ص ۷۲)۔

۳۔ موافقت علماء ثقافت ہندوستان کے بعض قدیم اکابر علماء کا فتویٰ بھی اڑتالیس میل شرعی یا اڑتالیس ملکس ہے۔ خصوصاً حضرت گنگوہی قدس سرہ جیسا کہ ذیل کے فتوے سے ظاہر ہے۔ سوال ہے:۔ کتنی مسافت سفر میں نماز قصر کرنا چاہئے۔ حسب احادیث صحیحہ۔

اجواب:۔ چار برید جس کی سولہ سولہ میل کی تین منزلیں ہوتی ہیں۔ حدیث مؤطا مالک سے ثابت ہوتی ہے مگر مقدار میل کی مختلف ہے۔ لہذا تین منزلیں جامع سب اقوال کو ہو جاتی ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ (جواہر الفقہ، ج ۱، ص ۳۷۷)۔

مخفی نہیں کہ چار برید اڑتالیس میل شرعی ہیں نہ کہ انگریزی جیسا کہ منحنی الخالق کی عبارت گزشتہ سے ظاہر ہے مگر "مقدار میل مختلف ہے" کے الفاظ سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کیونکہ میل شرعی کی مقدار میں اختلاف ہے۔ میل انگریزی تو متعین ہے۔ ۱۷۶۰ گز مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس سرہ کے بعض فتاویٰ سے ۴۵ میل شرعی۔ بعض سے ۵۲ میل شرعی۔ اور بعض سے ۴۸ میل شرعی مسافت قصر معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ دیکھئے (ج ۲، ص ۴۴۵)۔ (ج ۲، ص ۴۶۵)۔ فتاویٰ دارالعلوم جدیدہ۔ "مالا بدمنہ" میں ہے۔

مسئلہ شخصے کہ از خانہ خود برآید بہ نیت سفر سہ مرحلہ ہر مرحلہ شت نزدہ کروہ..... آن شخص

فرض چارگانہ را دوگانہ گزارد ۱۷ (ص ۶۴)۔

ظاہر ہے کہ یہ اڑتالیں میل انگریزی نہیں ہیں بلکہ اڑتالیں کروہ ہیں۔ اور کروہ کس کو کہتے ہیں جو انگریزی میل سے کافی بڑا ہوتا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم جدید میں ہے۔

” در حاشیہ مالا بدمنہ لیکن آنست کہ در مذہب حنفیہ اعتبار امیال و فراخ نیست و در عالمگیری از ہایر مے آرد و لامعتبر بالفراخ اما چہل و ہشت چنانکہ مصنف اختیار کردہ مذہب شافعی است۔ جب کہ حنفیہ کے نزدیک میل و فراخ کا اعتبار نہیں تو بھاز کے سفر میں کس طور نماز قصر پڑھیں گے ؟

الجواب :- اصل مذہب بے شک یہ ہے کہ منازل کا اعتبار ہے یعنی تین دن کی مسافت معتبر ہے۔ لیکن اڑتالیں میل بھی تین منزل ہوتے ہیں۔ اس لئے معمول یہ بھی ہے اور مالا بدمنہ میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے۔ (د ج ۴ ص ۴۶۶)

سوال و جواب سے ظاہر ہے کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس سرہ بھی اڑتالیں انگریزی نہیں لے رہے ہیں بلکہ اڑتالیں میل شرعی کو معمول بہ قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ جسے مالا بدمنہ میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ اسی کو معمول بہ قرار دے رہے ہیں۔ اور وہ اڑتالیں کروہ ہے جو اڑتالیں میل شرعی کے قریب ہوتا ہے۔

الحاصل اڑتالیں میل انگریزی کو مسافت قصر قرار دینا سمجھ میں نہیں آیا یہ مسافت ۴۵، ۴۸ یا ۵۴ میل شرعی ہونی چاہئے درمیانی قول کو راجح اور معمول بہ بنایا جائے بوجہ بالا تو اولیٰ ہوگا۔

نقطۃ اللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۳/۱۴، ۱۴۰۰ھ

عورت شادی کے بعد میکے میں قصر کرے یا تمام

شادی کے بعد عورت جب اپنے والدین سے ملنے کے لئے آئے اور وہاں پندرہ دن

سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو وہاں قصر کرے یا پوری نماز پڑھے ؟
الجواب شخص کے بعد اقامت و سفر میں عورت خاوند کے تابع ہے۔ والدین کا
 گھر اس کا وطن نہیں رہا۔ لہذا اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنا ہو تو قصر کرے۔

ثم المعتبر في السفر والاقامة نية الاصل دون التبع كالخليفة
 والامير مع الجند و الزوج مع زوجته - اهـ (کبیری ص ۹۸) فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا الله عنه
 مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

اجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا الله عنه رئیس الافتاء

مسافر آخری قعدہ میں شرکت کرے تو بھی اتمام کرے

اگر سبق مسافر، مقیم امام کے پیچھے صرف تشہد میں شرکت کرے اور کوئی رکعت اس کو نہ
 ملے تو کیا وہ ظہر، عصر اور عشاء میں پوری رکعتیں پڑھے ؟

وان اقتدی مسافر بمقیم یصلی رباعیة ولو

فی التشہد الاخیر - اهـ (نور الایضاح مع مراقی الفلاح ص ۲۳۲)

جزئیہ بالا سے معلوم ہوا کہ سبق مسافر اگرچہ تعدہ اخیرہ میں شریک جماعت ہو تب بھی اتمام

اجواب صحیح

واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد عبد الستار عفا الله عنه

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۳۸۱ھ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

سفر کے ارادے سے این پریپنج جائیں تو اسٹیشن پر اتمام کریں یا قصر

سفر کے ارادہ سے جب آدمی اپنے شہر کے اسٹیشن پر پہنچ جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو

نماز قصر کرے گا یا پوری ؟

الجواب

اگر اسٹیشن شہر کی آبادی ہی کا حصہ ہو تو وہاں نماز پوری پڑھیں۔

من فارق بيوت موضع هوفيه من مصر او قرية ناريًا
الذهاب الى موضع بينه وبين ذلك الموضع المسافة المذكورة
صار مسافرًا فلا يصير مسافرًا قبل ان يفارق عمران ما خرج
منه من الجانب الذي خرج منه حتى لو كان ثمة محلة منفصلة
عن مصر وقد كانت متصلة به لا يصير مسافرًا ما لم يجاوزها
ولو جاوز العمران من جهة خروجه يصير مسافرًا اذا لمعتبر
جانب خروجه وان كانت هناك قرية متصلة بريف
المصر فلا بد من مجاوزتها على الصحيح وان كانت متصلة
بفنائله دون ريفه لا تعتبر مجاوزتها على الصحيح

(كبيرى، ص ۲۹۵) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه

مفتی نیر الدار کس ملتان ۱ / ۲ / ۱۲ / ۱۴۱۰ھ



سفر میں سنن متوکدہ ادا کرنے نہ کرنے کے بارے میں تفصیل

زید کہتا ہے کہ حالت سفر میں سنن و نوافل معاف ہیں کیا اس میں کوئی اختلاف ہے یا نہیں۔ اگر
اختلاف ہے تو دلائل برہان سے واضح کیجئے۔ زید کہتا ہے ابوداؤد میں روایت آتی ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سفر میں سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔ کیا کوئی روایت ابوداؤد میں ہے۔ اگر ہے تو اس کا کیا
جواب ہے؟

الجواب

وفي البحر وقيد بالفرض لانه لا قصر في الوتر و

السنن واختلفوا في ترك السنن في السفر فقيل الافضل

هو الترك ترخيصا وقيل الفعل تقربا وقال الهند والحق الفعل

حال النزول والترك حال السير وقيل يصلي سنة الفجر خاصة

وقيل سنة المغرب ايضا وفي التجليس والمختار انه ان كان حال
امن وقرار يأتى بها لانها شرعت مكملات والمسافر اليه
محتاج وان كان حال خوف لا يأتى بها لانه ترك بعد رجوعه على
هامشه (قوله وقال الهند والى الخ) قال الرملى قال فى شرح
النية المصلى والاعدل ما قاله الهند والى اه (حاشيه بجرح ۲ ص ۱۳۸)
عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ سفر کی حالت میں سنن متکدرہ کے بارے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں
لیکن افضلیت اس میں ہے کہ سفر کے دوران چلتے ہوئے ترک سنن افضل ہے اور ٹھہرے ہوئے ہونے کی حالت
میں اولے سنن افضل ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

اجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

بندہ محمد سحاق مغفرلہ

۱۳ / ۱۱ / ۱۳۸۲ھ

جو نماز سفر میں ادا نہیں کر سکے حالت اقامت میں اسکی قضا کیسے کریں

اگر کسی آدمی کی حالت سفر میں نماز قضا ہو جائے تو کیا وہ اپنے مقام پر پہنچ کر نماز قصر ادا کرے یا
پوری ادا کرے ؟

اگر سفر ہی میں اس نماز کا وقت ختم ہو گیا اور ادا نہیں کی تو گھر پہنچ کر قصر قضا کرے

الاجواب

والقضاء يحكى اى يشابه الاداء سفراً وحضراً لانه بعد

ما تقرر لا يتغير اه (در مختار) (قوله سفراً وحضراً) اى فلو خاتمه

صلوة السفر وقضاها فى الحضر يقضيها مقصورة كما لو اداها

وكذا فائدتا الحضر تقضى فى السفر تامه اه (شامى ج ۱ ص ۵۸۸)۔

۲۔ والمعتبر فى تغيير الفرض آخر الوقت وهو قدر ما يسع التحريمة

فان كان المكلف فى آخره مسافراً وجب ركعتان والافاربع

لانه المعتبر فى السببية عند عدم الاداء قبله اه۔ (در مختار على

الشامية ج ۱ ص ۵۸۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۲ / ۱۰ / ۱۴۰۹ھ

مسافر امام کا مقیم مدرک مقتدی بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کرے

جب امام مسافر ہو تو وہ دو رکعت پر سلام پھیر دے گا۔ جب مقیم مقتدی کھڑے ہو کر باقی دو رکعت پڑھیں گے تو وہ اس میں قرأت کریں یا نہ کریں؟

حافظ حبیب اللہ

جامع مسجد - اڈہ چیمپہر وطنی - ضلع ساہیوال

مقیم مقتدی بقیہ رکعتوں میں قرأت نہ کریں بلکہ فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑے رہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ فاذا صلى المسافر ركعتين يسلم ويقوم المقيم

فیتتم صلوٰتہ بغير قراءة خالصہ وقيل یتم بقراءة لانه منفرد ولذا یجب علیہ سجود السهو لوسمها وجهه الاصح انه بالنظر الى كونه مقتدیا تحریمة حیث ادرك اول صلوٰة الامام تکره له القراءة تحریما وبالنظر الى كونه غیر مقتد فعلا وقد سقط عنه فرض القراءة تستحب له القراءة واذا دار فعل بین كونه مستحبا وحراما رجعت الحرمة - اه (غنیة المستملی : ص ۵۰۰)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۱۳ / ۹ / ۱۴۰۲ھ

فوجی کا قیام ایک گھر پر نہ ہو تو اتم کرے یا قصر؟

فوجی اپنے گھر سے نکلا اور فوج میں جہاں قیام بہاد ہاں فوجی کو علم نہیں ہوتا کہ میں یہاں کتنے دن

قیام کروں گا افسر کی نیت پر اطلاع بعض دفعہ مشکل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اچانک دس دن کے اندر دوسری جگہ منتقل ہونے کا حکم ہو جاتا ہے اور ہمیشہ ایک جگہ قیام نہیں ہوتا۔ تو ایسی صورت میں نماز قصر ہوگی یا پوری؟

الحق الجواب
صورت مسئلہ میں سیاہی اور فوجی قصر کریں گے تا وقتیکہ افسر کی نیت اقامت کا علم نہ ہو جائے۔

ولا بد من علم التابع بنیۃ المتبوع فلو نوى المتبوع الإقامة ولم يعلم التابع فهو مسافر حتى يعلم على الاصح ونحو الفيض وبه يفتى كما في المحيط وغيره - (در مختار، ج ۱، ص ۴۵ - شامی) - فقط والله أعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۲۵ / ۱۰ / ۱۳۹۱ھ

اجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
مفتی جامعہ ہذا

مسافر کو خلیفہ بننے کا حکم
اگر امام کا دستور ٹوٹ جائے تو مسافر مقتدی کو خلیفہ بنا سکتا ہے یا نہیں؟

استفتی: مولانا، غلام مرتضیٰ، جامعہ اشرفیہ، شاہ کوٹ شیخوپورہ
امام مسافر مقتدی کو بھی خلیفہ بنا سکتا ہے۔

الحق الجواب
وكل من يصلح اماماً للامام الذي سبقه الحدث في ابتداء يصلح خليفة له ومن لا يصلح اماماً له في ابتداء لا يصلح خليفة له كذا في المحيط - (عالمگیری، ج ۱، ص ۵۰)۔

اور رباعی میں اقتدار کی وجہ سے مسافر مقتدی کے فرض بھی چار ہی ہوں گے۔

فقط والله أعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ ہذا - ۱۴ / ۲ / ۱۳۹۶ھ

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

سفر میں تکلیف نہ ہو تو بھی قصر کرے

اگر وہ ان سفر کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو بھی محض سفر کو سبب بنا کر قصر کرے یا نہ کرے۔ آج کل سفر میں بہت سہولتیں ہیں؟

سفر میں بہر حال قصر کرے پوری نماز پڑھنے سے گناہ گار ہو گا۔

الحاج

فیكره الاتمام عندنا حتى روى عن ابى حنيفة

انه قال من اتم الصلوة فقد اساء وخالف السنة - اهـ - (شامی ج ۱ ص ۴۳۵)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۲۹ / ۱۲ / ۱۳۹۹ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسافت قصر اٹالیس میل شرعی ہے نہ کہ انگریزی

مسافر کی نماز قصر کے سلسلہ میں نماز حنفی میں "اٹالیس کوہ" کا لفظ ہے بعض لوگ موجودہ میل کے بارے میں بھی اٹالیس میل کا فتویٰ دیتے ہیں حالانکہ کوہ میل سے بڑا ہوتا ہے۔ لہذا اس کی وضاحت فرمائیں کہ کوہ سے مراد کون سا میل ہے۔ اور میل کے اعتبار سے کتنے میل مسافت ضروری ہے اور کلومیٹر کے اعتبار سے کتنی مسافت بنتی ہے؟

مسافت قصر میں ۴۸ میل سے مراد میل شرعی ہے جس کے انگریزی میل تقریباً ۵۴ - اور کلومیٹر کے حساب سے ستائسی کلومیٹر بنتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم

الحاج

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۹ / ۲ / ۱۴۰۶ھ

سفر شرعی تک جانے کا ظن غالب ہو تو قصر واجب ہے

رگ و عطف کرتے کرتے دور دراز تک چلے جاتے ہیں مثلاً تبلیغی جماعت والے تو قصر کریں یا نہ؟

جس شہر کا قصد ہے اگر وہ مسافت شرعی پر واقع ہے تو قیام امام کا مقتدی نہ ہونے کی صورت میں قصر کرے گا۔ ورنہ اتمام کرے گا۔ اگر شہر کی تعیین نہیں تو غلبہ ظن پر مدار ہے۔ اگر اس کا غلبہ ظن مسافت شرعیہ کو سفر کے پہنچنے کا ہے۔ تو قصر کرے۔ یقین ضروری نہیں۔

کشاف الہندیۃ ویکفی فی ذلک القصد غلبۃ الظن یعنی اذا غلب علی ظنہ انہ یسافر قصر ولا یشترط فیہ التیقن ۱۵ (ج ۱ ص ۷۲)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی - ۱۰ / ۸ / ۱۴۰۸ھ

اجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

ملازمت والا وطن اقامت وطن اصلی کے حکم میں ہے

زید پشاور کا رہنے والا ہے اور لاہور بسلسلہ ملازمت رہائش اختیار کی ہوئی ہے۔ اب وہ کسی کام کے لئے ملتان جاتا ہے اور ارادہ یہ ہے کہ واپسی پر چھ دن لاہور رہ کر بڑے دن کی چھٹیوں پر جو کہ یقینی ہیں پشاور چلا جاؤں گا تو اب وہ ان چھ دن میں لاہور قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

صورت مسئلہ میں لاہور اور پشاور دونوں اس کے وطن اصلی ہیں پشاور بوجہ جائے پیدائش ہونے کے اور لاہور اس لئے کہ وہاں ملازمت کی وجہ سے قرار کیا ہوا ہے گویا بال بچے یہاں نہیں ہیں۔ اور بیوی بچے بھی لاہور ہوں تو بطریق اولیٰ وطن اصلی ہوگا۔ وطن اصلی کی تعریف یہ ہے۔

هو موطن ولادته او تأھله او توطنه ۱۵ (درمختار)۔ قال فی

الشرح او توطنه ای عزم علی القتراریہ وعدم الارتحال وان

لم یتأھل ۱۰ ۱۵ (شامی ج ۱ ص ۷۲)۔

لہذا لاہور سے باہر قصر کرے گا اور لاہور میں خواہ چھ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو نماز پوری پڑھے

فقط واللہ اعلم

جائے گی۔

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا - ۴ / ۲ / ۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح
خیر محمد عفا اللہ عنہ، مستم جامع خیر المدارس ملتان

فوجی جنگل میں ٹھہرے ہوئے ہول تو نیت اقامت کے باوجود قصر کریں

اسلامی لشکر جنگی مشقوں کے لئے جاتا ہے۔ اتنا سفر اپنی چھاؤنی سے طے کر جاتا ہے جس میں قصر کی اجازت ہوتی ہے جہاں پڑاؤ ڈالتا ہے۔ کبھی کرنل صاحب مدت قیام متعین کر دیتے ہیں کبھی لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ فوجی حکموں کے اعتبار سے مستقل اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں ہوتے بلکہ ہر کمانڈر بالا کمانڈر کے اختیار میں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کس کمانڈر کی نیت قیام پر عمل کرے یا قصر کرے یا پوری پڑھے۔ اگر پوری پڑھے تو قابل اجر ہے یا گناہ ہوگا ؟

غلام زین العابدین

اد کاٹھ کینٹ، ساہیوال

موجودہ کرنل کی نیت کا اعتبار ہوگا اگر وہ بتلا دے کہ پندرہ دن قیام کرنا ہے تو پوری نماز پڑھی جائے جب کہ پڑاؤ کسی شہر، قصبہ یا بستی کے متصل ہو۔ اور اگر پڑاؤ جنگل میں ہے تو پندرہ روز قیام کی نیت ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں قصر واجب ہے۔

الحلال لا یجوز

قال شمس الاثمۃ الحلوانی عسکرا المسلمین اذا قصدوا موضعا
ومعهم اخبیتهم وخیامهم وفساطیطهم فنزلوا مفازة فی
الطریق و نصبوا الاخبیة والفساطیط وعزموا فیہا علی اقامة
خمسة عشر یوما لم یسیروا مقیمین لانہا حمولة و لیست
بمساکن کذا فی المحيط - (ہندیہ ۱۳۱ ص ۷۲) -

فقط واللہ اعلم

اتمام کرنا جائز نہیں۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان - ۲۸ / ۱۱ / ۱۳۹۹ھ

جنگی قیدی دارالحرب میں قصر کریں یا اتم

ہم پاکستانی جنگی قیدی اس وقت انڈیا میں مقیم ہیں کیا ہم قصر کریں یا پوری نماز ادا کریں ؟
استفتی حافظ عطاء اللہ خان و مولوی محمد صادق

جنگی قیدی پاکستانی - انڈیا

آپ سب پوری نماز ادا کریں قصر نہ پڑھیں۔ کیونکہ آپ لوگ اس وقت بھارتی
افسروں کی تبعیت میں مقیم ہیں مسافر نہیں ہیں نیز اگر آپ کے کیمپ کسی شہر یا قصبہ

الجواب

کے فناء میں واقع ہیں تو جمعہ و عیدین بھی ادا کریں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی - ۲۱ / ۱۱ / ۱۳۹۲ھ

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

کم از کم مسافت جس پر احکام سفر شروع ہو جاتے ہیں

کتنی مسافت طے کرنے سے آدمی مسافر ہوتا ہے کہ اس پر مسافر والے احکام مثلاً قصر صلوٰۃ وغیرہ
لاگو ہو جائیں۔ حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مرحوم کی کتاب ”علم الفقہ“ میں مسبقہ ثلاثہ ایام
کی مسافت چھتیس میل تحریر کی ہے کہ یومیہ بارہ میل بنتی ہے اور یومیہ مسافت صبح سے دوپہر تک تحریر
کی ہے۔ نہ کہ صبح سے شام تک چلنا۔ کیا یہ درست ہے یا نہیں ؟ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو نماز کا
اعادہ ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب

مسافت قصر کے بارے میں مشائخ حنفیہ کے تین قول ہیں۔ کم از کم پندرہ فرسخ
لکھا ہے جس کے پتالیس میل شرعی اور ۱۵ میل انگریزی ایک فرلانگ اور بیس گز

ہوتے ہیں۔ پس ۳۶ میل پر قصر کرنا درست نہیں۔ نہ معلوم ”علم الفقہ“ میں یہ مقدار کیسے لکھی گئی ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ - ۷ / ۱۰ / ۱۳۹۶ھ

مسافر چار رکعت کی نیت کر کے نماز شروع کر دے تو کیا کرے

میں مسافر تھا جب میں مصلیٰ پر امامت کے لئے کھڑا ہوا تو چار رکعت نماز ظہر کی نیت باندھ لی۔
دفعۃً خیال آیا کہ میں مسافر ہوں مجھے تو دو رکعت نماز پڑھنی ہے۔ اس شش و پنج میں تھوڑی دیر کھڑا رہا
اور پھر میں نے نماز توڑ دی۔ میں نے یہ سمجھا کہ نیت فرض ہے۔ اگر نیت درست نہیں تو نماز نہیں ہوگی۔

۱ : کیا نماز کی نیت کے فوراً بعد میرا یہ عمل درست تھا ؟

۲ : شش و پنج میں مبتلا رہنے کے بعد میرا یہ عمل درست تھا ؟

۳ : کیا اس کا کوئی مستبادل نماز کی حالت میں ممکن ہے ؟

۴ : نماز میں سے ایسے وقت میں نکلنے کا کوئی خاص طریقہ اپنانا چاہئے تھا۔ مثلاً دونوں طرف
کھڑے ہو کر سلام پھیرنا وغیرہ ہے یا نہیں ؟

۵ : دوستوں نے کہا کہ مجھے اس وقت قیام کی نیت کر لینی چاہئے تھی یا مکمل پڑھ لینی چاہئے تھی۔
تعداد رکعات کا تذکرہ نیت کے وقت شرعاً ضروری نہیں بلکہ خلاف واقعہ ذکر
ہو جانے سے بھی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہندیر میں ہے۔

الجواب

ولا يشترط نية عدد الركعات هكذا في شرح الوقاية حنی لو

نواها خمس ركعات وقعد على رأس الرابعة اجزاء وتلفونية

الخمس (ج ۱ ص ۳۲)۔

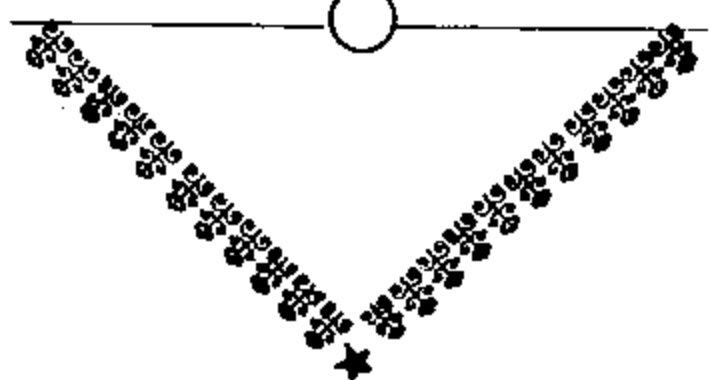
اس لئے آپ کو نماز توڑنی نہیں چاہئے تھی مسافر دالی نماز پڑھا کر سلام پھیر دیتے اور یہ اعلان
کر دیتے کہ میں مسافر ہوں تم اپنی نماز پوری کرو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۱۴۰۸ / ۹ / ۲۳ ھ



اسلامی فوج نے دارالحرب کے کسی علاقہ پر قبضہ

کیا ہوا ہو تو وہاں قصر کریں یا اتم؟

ہم راجستان میں دارالحرب کی مقبوضہ زمین میں رہتے ہیں چونکہ رمضان شریف کا مہینہ آرہا ہے ہمارے لئے روزوں کا حکم ہے۔ کیونکہ سحری کھانا مشکل ہے رات کو آگ جلانا یا حرکت کرنا دشوار ہے اب تک ہم یہاں قصر ٹپھتے ہیں لیکن اب بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ اب ہم کو زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اس لئے ہم کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ اور نماز جمعہ وعید کا کیا حکم ہے۔

وفي البحر عن التجنيس اذا غلبوا على مدينة الحرب
ان اتخذوها دارا اتموا والا بل ارادوا الاقامة بها

الحجرات

شہرًا او اکثر قصرًا بقائھا دار حرب وہم محاربون فیہا
بخلاف الاول۔ اھ۔ (شامیہ ۱ ج ۱ ص ۷۳۸)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ حکومت پاکستان جب تک مقبوضہ علاقوں کو اپنا علاقہ تصور نہ کرے اس وقت تک یہ علاقے دار حرب رہیں گے جیسا کہ حکومت کے اعلانات سے ظاہر ہے۔ لہذا آپ حضرات ان علاقوں میں اب تک مسافروں کے حکم میں ہیں۔

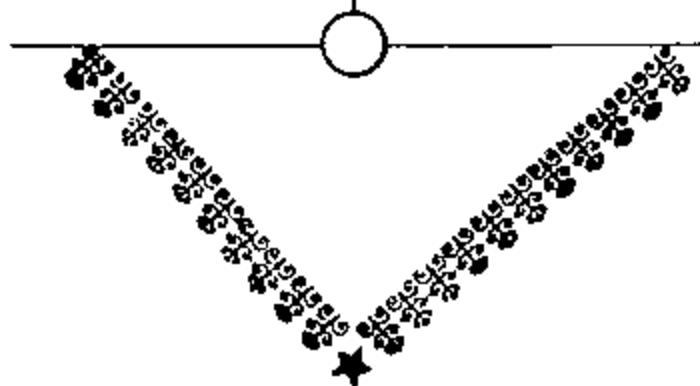
روزہ کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر رکھ سکتے ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور قضا۔
لازم ہے۔ تراویح اگر پڑھ سکتے ہوں تو بہتر ہے چھوڑنے کی بھی اجازت ہے۔ فرائض میں قصر لازم ہے جمعہ اور عید کی نماز آپ لوگوں کے ذمہ فرض نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی

الجواب صحیح

۸ / ۸ / ۸۵ھ

شیخ محمد عفا اللہ عنہ مستم جامعہ ہذا۔



وطن اقامت مشابہ بہ وطن اصلی میں ایک دفعہ

بہ نیت اقامت پندرہ دن ٹھہرنا ضروری ہے

زید اپنے وطن اصلی سے تقریباً ساٹھ میل دور کسی جگہ بسلسلہ ملازمت قیام پذیر ہے اور وہ ہر ہفتہ گھر چلا جاتا ہے ایک یوم کے لئے تو گویا کہ وطن اقامت میں چھ دن رہتا ہے۔ کیا ایسی صورت میں وطن اقامت میں قصر کرے گا؟ پہلے ہمارا اسی پر عمل تھا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے سنا ہے کہ مفتیان خیر المدارس نے اپنا فتوے تبدیل کر دیا ہے۔ کہ وطن اقامت اس وقت تک باطل نہ ہوگا جب تک کہ وہاں سے ترک سکونت نہ کرے کیا یہ صحیح ہے؟

مفتی سلمان احمد۔ ٹوبہ

وطن اقامت بننے کے لئے اس جگہ میں ایک دفعہ پندرہ دن اقامت کی نیت سے قیام کرنا ضروری ہے۔ بعد ازاں وطن اقامت میں اتمام کیا جائے۔ خواہ مدت اقامت سے کم قیام کیا جائے۔ اور اگر کسی دفعہ بھی پندرہ دن کی نیت سے قیام نہیں کیا تو اس وطن اقامت میں قصر کی جائے۔ یہ درست ہے کہ جب تک ترک سکونت نہ کی جائے، ایسا وطن اقامت سفر سے یا وطن اصلی کی طرف جانے سے باطل نہیں ہوتا۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۸، رجب المرجب ۱۴۰۹ھ

اجواب صحیح

بندہ محمد عبید اللہ عفا اللہ عنہ

رئیس الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

مسافر امام نے اتمام کیا تو مقتدیوں پر بہر حال اعادہ واجب ہے

زید سفر پر گیا وہاں امامت کرائی اور نماز پوری پڑھائی۔ بعد میں خیال آیا۔ بعض علماء سے پوچھا گیا تو انہوں نے گنجائش نکالی کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قصر نہیں ہے۔ لہذا انتشار کے خطرہ

کی وجہ سے نماز درست ہو گئی۔ نیز قنونی دارالعلوم دیوبند وغیرہ میں ہے۔

وذلك بما ورد في رد المحتار ان الاعتبار لا اعتقاد المفسد ولا

اعتبار لا اعتقاد الامام الخ - وضاحت فرمادیں۔

المستفتی حافظ یعقوب حسن

بگوریہ جامع مسجد مہیرہ ضلع سرگودھا

الحاج محمد باقر
صورت مسئلہ میں مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ انہیں اطلاع دینا ضروری ہے تاکہ وہ فرض سے سبکدوش ہو سکیں۔ انتشار کوئی عند نہیں جو مانع ہو۔ سوال میں مذکور عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کے لئے جب امام کی آخری دو رکعت نفل ہیں تو اس کی نماز اقتدار کی وجہ سے فاسد ہو جائے گی۔ امام خواہ نہیں نفل کی حیثیت سے پڑھ رہا ہو یا شافعی ہونے کی بنا پر فرض کی حیثیت سے پڑھ رہا ہو مگر چونکہ مقتدی حنفی ہے اور اس کے لحاظ سے آخری دو رکعتیں نفل ہیں۔ لہذا اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ وہاں جانا بھی ضروری نہیں اطلاع ضروری ہے۔ جہاں تک ممکن ہو کوشش کر کے اطلاع دی جائے

فلواتم المقيمون صلوٰتہم معہ فسدت اھ۔ (شامی، ج ۱، ص ۷۱۷)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ملتان ۱۴/۱/۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مسافر اتمام کرے تو اس کی نماز کا حکم
ایک آدمی سفر میں جاتا ہے۔ مقدار سفر اتنی ہے کہ اس میں قصر نماز پڑھی جاتی ہے۔ لیکن بوجہ

غلبہ نسیان کے وہ بھول گیا اور بالکل یاد نہیں رہا اور بجائے قصر کے پوری نماز پڑھتا رہا۔ اسی حالت میں امامت بھی کی اور کیلئے نماز بھی ادا کی گھر آنے پر یاد آیا۔ اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

۱۔ فان صلی اربعاً وقعد في الثانية قدر التشهد

اجزأته والاخریان نافلة ویصیر مسیئاً تاخیر السلام

۲ ، لو اقتدی مقيمون بمساخر و اتم بهم بلانیه اقامه و قابعه

فدت صلوتهم الخ (شامی ج ۱ ص ۵۲۲)۔

عبارت اول سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئلہ میں مسافر کی نماز صحیح ہے خواہ امام ہو یا منفرد۔ بشرطیکہ قعدہ اولیٰ کیا ہو۔ اور کراہت بھی نہیں۔ کیونکہ سیاناً ہوا ہے۔ (کذا فی الدر ج ۱ ص ۴۳۶)۔
عبارت ثانی کی بناء پر ان مقتدیوں کی نماز البتہ فاسد ہے۔ جو مسافر امام کے پیچھے پوری نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اس لئے امام مذکور پر لازم ہے کہ وہ حتی الامکان ان مقتدیوں کو اطلاع کرے کہ وہ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی مدرسہ ہذا
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
معین مفتی خیر المدارس ملتان
۲۳
۲
۱۳۴۹ھ

صرف زمین یا مکان کا باقی رہنا وطن اصلی کے ختم ہونے کے لئے مانع نہیں ہے

میری زرعی اور سکائی جائیداد ضلع لاہور میں ہے۔ لیکن تقریباً عرصہ تیس سال سے وہاں کی سکونت بالکل ترک کر دی ہے اور ضلع بہاول پور میں زرعی اور سکائی جائیداد بنا رکھی ہے اور رہائش بھی اسی جگہ اختیار کر لی ہے۔ اور ضلع لاہور میں جہاں جائیداد ہے وہاں دوبارہ سکونت پذیر ہونے کا کوئی خیال نہیں ہے لیکن اقرباء کی ملاقات کے لئے یا اپنی جائیداد کی آمدنی وصول کرنے کے لئے سال بھر میں ایک دو دفعہ جانا ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر میں وہاں جاؤں اور تین روز اقامت کا ارادہ بھی ہو تو نماز قصر ادا کروں یا نہ۔ اگر ایک شخص کی جائیداد دو زمین یا اس سے زائد جگہ میں ہے اور سکونت اس کی ایک جگہ ہے مستقل۔ تو جب وہ اپنی جائیداد کی دیکھ بھال کرنے جائے اور تین روز رہائش کا ارادہ ہو تو کیا وہ قصر کر سکتا ہے یا صرف جائیداد کا ملکیت میں ہونا وطن اصلی کے لئے کافی ہے ؟

(الوطن الاصلی یبطل بمثلہ) اذا لم یبق له بالاول اهل

الجواب

ای ذات بقى له فيه عتار۔ قال في النهر ولو نقل

اهله ومتاعه وله دور في البلد لا تبقى وطناله وقيل تبقى

كذا في المحيط وغيره (درمختار مع الشامی ج ۱ ص ۵۸۶)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ وطن اصلی کے بطلان کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہاں سے بالکل ترک سکونت کر کے مستقل طور پر رہائش دوسری جگہ پر کر لی جائے۔ پہلے وطن میں اپنے مکان یا جائیداد کا باقی رہنا وطن اصلی کے بطلان کے لئے مانع نہیں۔ پس صورت مسئلہ میں جب لاکھپور جائیں اور وہاں پندرہ روز قیام کا ارادہ نہ ہو تو قصر کرنا پڑے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
بندہ محمد عبداللہ غفرلہ مفتی مدظلہ ہذا
معین مفتی خیر المدارس ملتان



ملازمت کی جگہ کبھی مفت سے زائد نہ ٹھہرے ہوں تو قصر کریں یا تمام

۱۔ ہم اپنے گاؤں سے ایک سو میل دور پشاور میں ملازم ہیں۔ ہم ہر ہفتے باقاعدگی سے اپنے گاؤں جاتے ہیں اور ہر ہفتے کے دن واپس پشاور آجاتے ہیں۔ یہ معمول گزشتہ پانچ سال سے جاری ہے اور آئندہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔ تو نماز قصر ہے یا پوری؟

۲۔ اگر قصر ہے تو گزشتہ پانچ سال جو ہم نے پوری نماز پڑھی ہے کافی ہے یا قصر کی قضا کریں۔

۱۔ اگر جائے ملازمت میں کسی ایک مرتبہ پندرہ روز برنیت آفاست مقیم نہیں ہے۔
تو آپ اس جگہ مسافر ہی متصور ہوں گے۔ نماز قصر کریں۔ بصورت دیگر آپ مقیم ہوں گے۔ آئندہ کے لئے خواہ تھوڑے دن ہی قیام رہے تب بھی پوری نماز پڑھی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز جماعت سے ادا کریں۔ درمختار میں ہے۔

فیقصر ان نوى الإقامة في اقل منه اى في نصف شهر الخ (شامی ج ۱ ص ۵۵۲)۔

۲۔ اگر مسافر قصد پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز مع الکراہت درست ہے۔ بشرطیکہ درمیانی قعدہ کر لیا ہو۔ فلو انتم مسافران قعد فی القعدة الاولى تم فرضہ و ولکنہ اساء لوجامدا۔ (رد المحتار مع الدر المختار، ج ۱ ص ۵۵۳)۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ عنہ
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

زیدی زمین کی دیکھ بھال کے لئے جائیں تو وہاں قصر کریں یا اتمام

زید کا آبائی وطن ملتان ہے یعنی اس کا مولد، اس کا خاندان، اس کا مکان، بیوی بچے اور آبائی قبرستان یہیں ہے لیکن اس شہر میں اس کا ذریعہ معاش کوئی نہیں۔ اس کا ذریعہ معاش زمین کا ایک قطعہ ہے جو کہ مصناف شہر بہاول نگر میں ملتان سے تقریباً ڈیڑھ صد میل پر واقع ہے۔ زید کا جہاں زمیندارہ ہے۔ وہیں اس کا اپنا ملکیہ مکان بھی ہے۔ بلکہ پوری ایک بستی ہے جو زید کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے دیگر خاندان کی زمینیں اور مکانات بھی عرصہ قدیم سے وہاں ہیں۔ زید کا وہاں جانا تقریباً مہینہ میں دو مرتبہ ہو جاتا ہے۔ لیکن قیام شاذ ہی چودہ دن تک متد ہوتا ہے۔ سال میں ایک دو مرتبہ زید اپنے بیوی بچے بھی وہاں لے جاتا ہے۔ زید کے آرام کا سامان بستر، ملازمین وغیرہ بھی مکان میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ نیز زید کے والد کی بھی جائیداد ملحقہ موضع میں تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے اور وہاں والد صاحب کی دوسری اہلیہ اور بچے بھی ہیں اور وہاں زید کے والد کا قیام بھی مستقل ہے۔ اندر میں صورت مسئلہ درپیش یہ ہے کہ کیا جب زید اپنی بستی میں جائے اور اس کی نیت وہاں پندرہ دن سے کم قیام کی ہو تو کیا وہ شرعاً اپنے آپ کو مسافر سمجھ کر قصر کرے یا مقیم دو وطن سمجھ کر نماز پوری پڑھے۔ نیز یہ بھی بیان فرمائیں کہ اگر زید اپنے والد کے گھر میں جائے تو کیا وہ قصر کرے یا پوری نماز پڑھے ؟

اگر زید قبل ازیں مسئلہ وطن میں پندرہ دن کے قیام کی نیت کے ساتھ ٹھہر چکا ہے تو یہ وطن اقامت مشابہ بوطن اصلی ہے لہذا یہاں اتمام کیا جائے۔ البتہ اگر سیدھا والد کے گھر جائے تو وہاں قصر کرے۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

ابجواب صحیح
۱۴۰۶ھ ہند محمد ستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار

ایک ہی شہر میں رہ کر مختلف مساجد میں تبلیغی کام کرنا

ہو تو بصورت نیت اقامت اتمام کریں

ہماری تبلیغی جماعت کی تشکیل ہوتی ہے۔

① بسا اوقات ایک بڑے شہر میں ہم جاتے ہیں وہاں چھوٹی چھوٹی مسجدیں ہوتی ہیں اور پندرہ دن سے زیادہ اس شہر کے اندر رہنے کے ارادہ سے جاتے ہیں تو اس شہر میں ایک مسجد سے دوسری مسجد میں جب جائیں گے تو قصر کریں یا نہیں ؟

قریب قریب کے مختلف دیہاتوں میں پندرہ دن

سے زیادہ ہم سفر نہ ہو تو "قصر" کریں

② بسا اوقات ایک ایسے علاقے کی طرف تشکیل ہوتی ہے کہ اس میں چھوٹے چھوٹے دیہات ہوتے ہیں۔ اس پورے علاقے میں تو پندرہ دن سے زیادہ قیام کرتے ہیں لیکن کسی ایک دیہات میں پندرہ دن سے کم ٹھہرتے ہیں اور یہ دیہات کبھی تو ایک دوسرے سے آدھے میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں اور کبھی ایک میل اور کبھی اس سے بھی زیادہ۔ تو اس علاقے میں ہم قصر کریں گے یا پوری نماز پڑھیں گے۔ بینوا تو جبراً اسقفی محمد صدیق۔ نائب امیر مرکز مسیحی شاہ

الجواب

① اس صورت میں پندرہ دن قیام کی نیت کرنے پر اتمام کریں گے۔

② قصر کریں گے۔ ولو نوی الاقامة خمسة عشر يوما في موضعين فان كان كل منهما

اصلا بنفسه نحو مكة ومنى والكوفة والحيرة لا يصير مقيما وان كان احدهما تبعا

للاخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيما اه (عالمگیری : ج ۱، ص ۱۴۰)

الجواب صحيح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافکار
۲۳
۱۴۱۰ھ
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

بحری جہاز میں نیت اقامت درست نہیں

ہمارے ایک بزرگ حاجی صاحب نے حج کے لئے بحری سفر ایسا اختیار کیا کہ جس میں سے پندرہ دن سے زائد جہاز میں رہتا تھا تو انہوں نے اس دوران خود بھی نماز پوری پڑھی اور دو ٹرل

کو بھی یہی کہتے رہے۔ اور دلیل یہ دی کہ چونکہ جہاز میں ایک طرح کی بستی آباد ہے اور تمام ضروریات زندگی یہاں مل جاتی ہیں اور ہم نے پندرہ دن سے زائد یہاں رہنا ہے۔ لہذا ہم مقیم ہیں اور ہمیں نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ کیا ان کا یہ عمل اور قول درست ہے یا نہیں ؟

حاجی صاحب موصوف نے پوری نماز پڑھ کر غلطی کی ہے قصر ضروری تھی **الجواب** نیران کی دلیل بھی درست نہیں۔ کیوں کہ نیت اقامت اس جگہ صحیح ہوتی ہے جو جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو۔ کشتی یا بحری جہاز میں مستقل رہائش کوئی نہیں رکھتا۔ لہذا کشتی یا جہاز کے سفر میں قصر ہی ضروری ہے خواہ کتنے دن اس میں سفر کرنا ہو۔

ولا تصح نية الإقامة في مفازة لغير أهل الأمانة لعدم
صلاحية المكان في حقه - ۱ھ (مرآۃ المفلاح) (قوله ولا
تصح نية الإقامة في مفازة) مثلها الجزيرة والبحر و
السفينة والملاح مسافر وسفينته ليست بوطن - ۱ھ
(طحاوی، ص ۲۳۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ ہذا



مقیم بننے کے لئے پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت ضروری ہے

محترم جناب مہتمم صاحب جامعہ خیر المدارس ملتان۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند مسائل پیش خدمت اقدس ہیں اگر ان کے شرعی حل سے مشرت فرمائیں تو مشکور ہوں گا۔
مسائل درج ذیل ہیں۔

۱۔ حج کے دنوں میں چند حاجی صاحبان مکہ مکرمہ ایسے وقت پہنچتے ہیں کہ اگر پہنچنے والے دن سے شمار کیا جائے تو سات ذی الحجہ تک پندرہ دن پورے نہیں ہوتے۔

۲۔ اگر آٹھ ذی الحجہ تک دن گئے جائیں تو بھی پندرہ دن پورے نہیں ہوتے۔

۳۔ چند حاجی صاحبان سات یا آٹھ ذی الحجہ کے دن سے پچیس دن قبل مکہ مکرمہ پہنچے مگر صرف

پانچ دن رہ کر بدینہ منورہ چلے گئے وہاں ۲ ٹھک دن گزار کر پھر مکہ مکرمہ آگئے۔ مگر اب سات یا ۸ ٹھک ذی الحجہ تک صرف بارہ دن رہتے ہیں۔

ادھر بیان شدہ صورتوں سے میں سے کن کن صورتوں میں حاجی صاحبان مسافر رہیں گے۔ اور کن کن صورتوں میں مقیم رہیں گے؟

تینوں صورتوں میں مذکورہ حجاج مسافر ہیں۔ پندرہ روز قیام کی نیت سے مقیم بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس دوران کوئی سفر درپیش نہ ہو۔ درمختار

الحاج

میں ہے۔

فلو دخل الحاج مكة ايام العشر لم تصح نيته لانه يخرج الى منى وعرفة تصار كنيته الاقامة في غير موضعها و بعد عودها من منى تصح - (شامية ۱ ج ۱ ص ۵۲۸) -

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

نائب مفتی ۱۲۰۹/۹/۲ھ

ابوالسبح صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء

مستقل وطن اقامت سفر باطل نہیں ہوتا

اس بارے میں منڈی بہاؤ الدین سے ایک استفتاء آیا تھا جس کا جواب حضرت ایشخ العلامة مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے یہ دیا کہ ایسا وطن اقامت سفر سے باطل نہیں ہوتا۔ یہ جواب حضرت علامہ مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں بغرض تصدیق بھیجا گیا تو انہوں نے بھی اس کی تصویب فرمائی۔

یہ پوری خط و کتابت دارالافتاء جامعہ خیر المدارس کے رجسٹروں میں موجود ہے اور مرتب طور پر ”احسن الفتاویٰ“ جلد چہارم میں بنام ”وطن الارتحال یبقی ببقاء الاثقال“ شائع ہو چکی ہے۔ چونکہ ”احسن الفتاویٰ“ میں جامعہ خیر المدارس کے جواب سے متعلق ایک زائد سوال و جواب بھی ہے اس لئے یہ خط و کتابت تمہارا یہیں سے نقل کی جاتی ہے۔



وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

وَمِنْ الْأَرْحَامِ

يَبْقَى

بِقَارِ الْأَنْفَالِ



سفر مع ترک اقبال سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا

مخدوم محترم جناب حضرت مفتی صاحب مدظلہم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرا
ایک مسئلہ برائے تحقیق و تصدیق ارسال خدمت ہے امید ہے کہ مدلل جواب سے نوازیں گے۔ مدر
میں بھدا اللہ خیریت ہے۔ حضرت ہتھم صاحب مدظلہم العالی بھی بخیریت ہیں۔ فقط والسلام
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس مٹان ۱/۹/۸۶ء

سوال : میں منڈی بہار الدین میں خطیب ہوں اور مستقل طور پر ملازمت کر رہا ہوں۔ مجھے
محکمہ اوقات کی طرف سے ایک رہائشی مکان بھی ملا ہوا ہے۔ میرے بال بچے مع گھریلو سامان
کے بھی میرے ہمراہ ہی مکان میں رہائش رکھتے ہیں۔ البتہ میرا وطن اصلی سلاوالی ضلع سرگودھا ہے،
وہیں کارہنے والا ہوں اور وطن اقامت یہ منڈی بہار الدین ہے۔ ایک عالم فاضل فرماتے ہیں
کہ سفر شرعی کے لئے منڈی بہار الدین سے باہر جب بھی میں جاؤں اور پھر واپس منڈی میں
آؤں تو نماز قصر کروں تا وقتیکہ واپسی کے بعد منڈی میں پندرہ یوم ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو۔
مثلاً اگر کسی سفر شرعی سے واپسی کے بعد ہفتہ عشرہ تک کہیں دوبارہ سفر پر جانا ہو تو قصر لازم
ہوگی اور پوری نماز مقتدیوں کو نہیں پڑھا سکتے۔ قابل دریافت امر یہ ہے کہ منڈی بہار الدین میں
باقاعدہ رہائش رکھنے اور بال بچے موجود ہونیکے باوجود پھر بھی کیا سفر شرعی سے واپسی کے بعد
اقامت شرعی کے لئے پندرہ روز کی نیت کرنا شرط ہے یا نہیں۔ اور منڈی سے باہر اکثر جانا ہی
پڑتا ہے۔ اور گاہ گاہ یہ اسفار مختصر وقفات کے بعد مسلسل ہوتے ہیں تو میں اقامت کیسے کرا سکتا
ہوں؟ مدلل ارقام فرمایا جائے۔

الجواب : فاضل موصوف کا مذکورہ بالا فتویٰ غالباً متون کے اطلاق سفر پر مبنی ہے۔
متون کی عبارت یہ ہے ویبطل الوطن الاصل بمثلہ والسفر وطی الاقامة بمثلہ و
السفر والاصلی (کنز وغیرہ) اس عبارت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے
محض خروج بنیت سفر اسکے لئے مبطل ہے۔ لیکن اس کے ظاہر کو کافی سمجھنے کی بجائے مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسکی صحیح مراد تک پہنچنے کے لئے دیگر عبارات فقہیہ پر بھی نظر کر لی جائے۔
عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وطن اقامت سے محض سفر کرنا ہی مبطل نہیں بلکہ
در اصل سفر بصورت ارتحال مبطل ہے۔ یعنی یہ بطلان اسوقت ہوگا جبکہ وطن اقامت سے

بنیت سفر جاتے وقت اپنا سامان وغیرہ بھی ہمراہ لیجائے جس سے یہ سمجھا جائے کہ شخص من کو
 کا ارادہ فی الحال یہاں واپس آنیکا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وطن اصلی سفر سے باطل نہیں ہوتا کیونکہ
 وطن اصلی سے سفر کرنا ترک توطن بالوطن الاصلی یا اعراض عن التوطن پر دلالت نہیں کرتا بلکہ
 اہل و عیال وغیرہ کی موجودگی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جانیوالا اس مقام پر واپس لوٹے آنے
 کے قصد و ارادہ سے جا رہا ہے حتیٰ کہ اگر وطن اصلی سے جانے والا اہل و عیال سمیت چلا جائے
 اور دوسری جگہ وطن اصلی بنالے تو پہلے وطن اصلی کی وطنیت بھی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ تمام
 کتب فقہ میں مصرح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دراصل بطلان وطن کا مدار سفر وغیرہ
 مع ترک توطن یا اعراض عن التوطن پر ہے محض خروج بنیت سفر پر نہیں۔ پس جس وطن
 سے بھی ترک توطن کا عزم کر لیا اور وہاں سے نکل پڑا یا دوسری جگہ وطن بنالیا وہ وطن باطل
 ہو جائے گا خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت، البتہ ان دونوں وطنوں سے سفر کر نہیں
 عام طور پر ایک فرق ہوا کرتا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں اوطان کے متعلق سفر کا حکم
 مختلف بتلایا گیا کہ سفر وطن اصلی کے لئے مبطل نہیں اور وطن اقامت کے لئے مبطل ہے وہ
 فرق یہ ہے کہ وطن اصلی سے سفر عام حالات میں بدون ارادہ ترک توطن ہوتا ہے۔ کسی
 حاجت کے لئے سفر ہوا واپس پھر وہیں آنا ہوتا ہے اور یہ سفر بصورت ارتحال نہیں ہوتا
 اور وطن اقامت سے سفر عموماً با ارادہ ترک توطن ہوتا ہے۔ کیونکہ اصلی رہائش تو کسی
 دوسری جگہ ہے یہاں قیام برائے حاجت تھا ضرورت پوری ہونے پر یہاں سے جانا ہی ہوگا
 جیسے اسفار تجارت و ملاقات و حج وغیرہ۔ پس یہ سفر عموماً بصورت ارتحال ہی ہوتا ہے۔
 اس فرق کے پیش نظر یہ کہا گیا ہے کہ سفر وطن اقامت کے لئے مبطل ہے کیونکہ وطن اقامت
 کے بارے میں سفر کا عام معروف و معتاد فرد ایسا سفر ہی ہوتا ہے والمطلق اذا اطلق يراد به الفرد
 الكامل، پس متون کی تعبیر سفر کے اسی فرد مطلق کے بار میں ہوگی تمام سفروں کے بار میں نہیں، چنانچہ
 بدائع کی تعلیل سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جو سفر وطن اقامت کے لئے
 مبطل ہے وہ کونسا سفر ہے؟ اور متون میں اس مقام پر جو لفظ سفر مذکور ہے اس سے
 کیا مراد ہے؟ ملک العنار امام ابو یکر الکا سانی تحریر فرماتے ہیں۔ وینقض بالسفر
 ایضاً لان توطنه في هذا المقام ليس للقرار ولكن الحاجة فاذا سافر منه يستدل به
 على القضاء بالحاجة فصل ما عرضا عن التوطن به فصار ناقضاً له دلالة (محتاج ۱)

بلکہ علامہ مظلوم نے لکھا ہے کہ دو سے زائد بھی وطن صلی ہو سکتے ہیں اور متون میں دوسرے نمبر پر مبطل وطن اقامت کو شمار کیا گیا ہے کہ دوسرا وطن اقامت پہلے کے لئے مبطل ہے، اور الفاظ میں یہاں بھی اطلاق ہے اور بظاہر کوئی قید موجود نہیں حالانکہ جیسے صورت اولیٰ میں بطلان مقید ہے ایسے ہی یہاں بھی مقید ہے۔ یعنی دوسرا وطن اقامت پہلے کے لئے تب ہی مبطل ہوگا جبکہ پہلے کی وطنیت کو ختم کر کے وطن اقامت بنایا گیا ہو۔ اور اگر پہلے کی وطنیت کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ اسکی رہائش بدستور باقی ہے۔ بیوی بچے اور سامان دہیں ہے اور دوسرے مقام میں شرعی اقامت کے ساتھ مقیم ہو گیا تو اس سے پہلا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا جیسا کہ جزئیہ محیط میں مصرح ہے کوطن الاقامة یبقی ببقاء الثقل وان اقام بموضع اخر اھ پس جیسے ان دونوں مبطلوں میں الفاظ مطلق ہیں لیکن مراد خاص ہے اسی طرح مبطل ثالث (سفر) کے بارے میں کہا جائیگا کہ گولفظوں میں عموم ہے مگر مراد خاص سفر ہے جو بصورت ارتحال ہوتا ہے جیسا کہ تعلیل بدائع سے مفہوم ہوتا ہے۔ بقار اہل و ثقل سے بقار اقامت و توطن رہتا ہے عرف سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے چنانچہ جو شخص بال بچوں سمیت ایک شہر میں ہو گو یہ اسکا وطن اصلی نہ ہو محض اسکے ایک دو دن کے لئے سفر پر چلے جانے سے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ یہاں سے ترک سکونت کر گیا ہے نہ اس سفر کو کوئی ترک سکونت کہتا ہے اور نہ ہی سفر سے واپسی کو کوئی تجدید توطن یا استینا سکونت قرار دیتا ہے۔ البتہ اگر بیوی بچے وغیرہ بھی ہمراہ لیجائے اور ارادہ یہاں واپسی کا نہ ہو تو اب یقیناً کہا جاتا ہے کہ وہ یہاں سے رہائش ترک کر گیا ہے۔

تفصیل بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی شہر میں باقاعدہ بیوی بچوں سمیت رہائش رکھتا ہے اور اسکا ذریعہ معاش بھی اسی شہر سے متعلق ہو تو اسکا یہ توطن تب باطل ہوگا جبکہ اس شہر سے رہائش ختم کر کے چلا جائے، محض عارضی اور وقتی اسفار سے اسکا یہ وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور متون کے جزئیہ کا یہی مطلب ہے کہ وطن اقامت سے جب سفر بصورت ارتحال ہوگا تو یہ اسکے لئے مبطل ہوگا۔ پس صورت مسئلہ میں سائل سفر کے بعد جب بھی منڈی بہار الدین پہنچے گا مقیم تصور کیا جائیگا اور نماز پوری پڑھیگا۔ بلکہ بعض عبارت نے تو ایسے مقام کے وطن صلی ہونیکا شبہ ہوتا ہے کتاب الفقہ للعلاء عبد الرحمن الجزری مطبوعہ مصر میں وطن صلی کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ وهو الذی ولد فیہ اولہ فیہ زوج فی عصمتہ او قصد ان یرتق فیہ وان لم یولد بہ ولم یرکب لہ بہ نواح اھ (باب البیاض) حفظہ واللہ اعلم۔ غیبہ الاستاذ نائب مفتی خیر المذہب اہل بیتان علیہ

الجواب باسم ملہم الصواب

مسئلہ صحیح ہے کہ بقاء ثقل سے وطن اقامت باطل نہیں ہوتا، البتہ تحریر میں امور ذیل قابل

اصلاح ہیں۔

① کتاب الفقہ کی عبارت ”اوقصل ان یترقی فیہ“ سے اس پر استدلال یا اسکی تائید صحیح نہیں۔ کیونکہ قصد ارتزاق سے مقصد یہ ہے کہ قصد ارتزاق علی سبیل الدوام ہو، جیسا کہ مطلقاً تولد یا زوج سے وطن اصلی نہیں بن جاتا جب تک کہ اس میں اقامت علی سبیل الدوام کا قصد نہ ہو۔ قال فی الخانیۃ المسافر اذا جاوز عمران مصرہ (الی قولہ) ان کان ذلک وطنًا اصلیا بان کان مولدہ وسکن فیہ اولہ لیکن مولدہ ولکنہ تأهلہ بہ وجعلہ دارًا الخ

(خانیۃ علی ہاشم العاطلگیریہ ص ۲۵)

اس سے ثابت ہوا کہ موضع تولد و تأهل وطن اصلی جب ہوگا جبکہ اس میں سکونت و جعل دار کا قصد بھی ہو، اثبات مسئلہ کے لئے جو دوسرے دلائل تحریر کئے گئے ہیں وہ کافی و دافی ہیں۔

② اس امر کی توضیح ضروری ہے کہ بقاء وطن اقامت کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہاں اہل و عیال چھوڑ کر گیا ہو یا سامان اپنے مقبوض مکان میں رکھ کر گیا ہو۔ اگر سامان کسی کے پاس ودیعت رکھ کر گیا تو وطن اقامت باطل ہو جائے گا اس لئے کہ اسے عرف میں سکونت نہیں کہا جاتا۔ وقال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ (قولہ حلف لا یساکن فلائاً) فان کان ساکنًا معہ فان اخذ فی النقلة و معہ ممکنۃ والا حنثی قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فان کان و ہب لہ المتاع و قبضہ منہ و خرج من ساعۃ و لیس منہ رأیہ العود فلیس بمساکن و کذا لک ان اودعہ المتاع و اعادہ ثم خرج لا یزید العود، بخ (رد المحتار ص ۲۵)

③ تحریر میں عبارت ”در اصل بطلان وطن کا مدار (الی) خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت“ کی ترمیم ضروری ہے۔ کیونکہ وطن اصلی صرف اعراض عن التوطن سے باطل نہیں ہوتا بلکہ اعراض کے ساتھ توطن بوطن آخر بھی شرعاً ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۶ ہجری

مسئلہ مذکورہ بالا سے متعلق متضاد جوابات میں فیصلہ

مخدوم العلماء جناب حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی، گرامی نامہ بواسطت حضرت مولانا
خیر محمد صاحب دامت برکاتہم موصول ہوا۔ مسئلہ وطن اقامت کے بارے میں بعینہ فتویٰ
قاسم العلوم مع تحریر خیر المدارس ارسال خدمت ہے۔ اُمید ہے کہ رائے عالی سے جلد مطلع فرمایا جائیگا،
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ
از دارالافتاء خیر المدارس، ملتان

فتویٰ قاسم العلوم

ہوالمصوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ عبارات فقہیہ متون و شروح و حواشی پر غور کرنے سے بظاہر
جو معلوم ہوتا ہے وہ فی الواقع تدبر و تامل کے بعد بھی اس کی صحیح مراد ہے وہ یہ کہ وطن اقامت
مطلق خروج بنیت سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ خروج مذکور کے وقت یہاں واپس آئیگا
کوئی ارادہ نہو یا خروج کے وقت چند روز کے بعد کسی وقت اس وطن اقامت میں واپس آنے
کے ارادے سے سفر پر گیا ہو۔ نیز ساز و سامان، متاع و ثقل ساتھ لیجا چکا ہو یا اسی وطن میں
سامان و ثقل چھوڑ چکا ہو بہر صورت سفر شرعی سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے۔ متون و
شروح کی عبارتوں پر بار بار غور فرمائیں یہی مطلب صاف طور پر سمجھ میں آئے گا۔ اور یہی چیز
ہی وطن اصلی اور وطن اقامت کے درمیان ما بہ الاستیاز ہے۔ وطن اقامت کے لئے سفر شرعی
کا ہر فرد مبطل ہے اور وطن اصلی کے لئے سفر شرعی کا کوئی فرد مبطل نہیں۔ چنانچہ وطن اصلی
سے نکلنے والا بقصد اعراض عن توطنہ اگرچہ ساز و سامان اہل و عیال وغیرہ یہاں سے
اٹھائے، کوئی گھر مکان وغیرہ بھی اس کا یہاں نہ رہ جائے۔ دُور دراز سفر کرتا پھرے کئی
مقامات کو یکے بعد دیگرے محض وطن سکھنی یا وطن اقامت بنائے تب بھی اس کا وہ وطن اصلی
باطل نہیں ہوتا ہے اور یہ اسفار کے افراد کاملہ نیز یہ اوطان اقامت وطن اصلی کے لئے ہرگز
مبطل نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ کسی مقام کو وطن اصلی (دائمی رہائش گاہ) نہ بنائے۔ کما قال

الشائی تحت قول التنویر الوطن الاصلی ببطائے بمثلہ (مثلاً ج ۱) (قولہ یبطل بمثلہ)
 سواء كان بينهما مسيرة سفر اولاً - ولا خلاف في ذلك كما في المحيط قهستان
 وقيد بقوله بمثلہ لانہ لو انتقل منه قاصداً غیرہ ثم بدلت ان یتوطن فی مکان
 آخر فمّر بالاولی الامر لانہ لم یتوطن غیرہ - نھر - وفي الدر المختار ایضاً (مثلاً ج ۵)
 ویبطل (وطن الإقامة بمثلہ د) بالوطن (الاصلی) وبانشاء (السفر) وقائله لشائی
 تحتہ مطلقاً (قولہ وبانشاء السفر) ای منہ وکذا من غیرہ اذا لم یمر فیہ علیہ
 قبل سیر مدۃ السفر الخ

باقی بحر کی عبارت بحوالہ محیط "کوطن الإقامة یبقی ببقاء الثقل وان اقام
 بموضع آخر" سے بمثلہ کی تفسیر معلوم ہوتی ہے نہ کہ والسفر کی تفسیر۔ اور اس عبارت
 کا مطلب یہ ہوگا کہ بدون انشاء سفر اگر ایک شخص وطن اقامت سے نکل کر کسی دوسری
 قریب جگہ کو وطن اقامت بنائے تو بنا بر اطلاق اس عبارت متون کے کہ "ووطن الإقامة
 بمثلہ" بہر صورت وہ پہلا وطن اقامت باطل ہو جائے گا لیکن محیط نے یہ قید لگا دی ہے
 کہ یہ بطلان تب ہوگا کہ ساز و سامان ثقل وغیرہ منتقل کر کے قریب کی دوسری جگہ میں
 نیت اقامت کر چکا ہو۔ اور اگر ثقل منتقل نہ کیا ہو تو پہلا وطن اقامت بھی بدستور باقی ہے
 اور وہ دوسرا بھی وطن اقامت اس کا بن گیا ہے۔ ہذا هو الظاہر۔ فہذا انفہم
 باقی بدائع کی عبارت مذکورہ میں دعوی عام ہے اور تعلیل خاص ہے اور ایسا استدلال فقہاء
 کے کلام میں متعدد مقامات میں موجود ہے۔ نیز رسم المفتی کا اصول ہے کہ تعلیلات
 فقہاء سے احکام فقہیہ ثابت نہیں ہوا کرتے۔ اس کے لئے نقل یا اصل درکار ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبد اللطیف محین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ رمضان سنہ ۱۴۰۶ھ

جواب از خیر المدارس

مدرسہ قاسم العلوم کے نائب مفتی صاحب اپنا جواب تحریر کر کے مدرسہ خیر المدارس
 میں خود تشریف لائے تھے۔ زبانی بات چیت ہوتی رہی۔ جواباً ہم نے ان کی خدمت میں یہ

عرض کر دیا تھا کہ :

① آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ ”ہر سفر شرعی وطن اقامت کے لئے مبطل ہے۔“ اور اس کی دلیل میں جو عبارات آپ نے پیش کی ہیں یہ وہی عام عبارات ہیں جن میں سے ایک عبارت ہم اپنی تحریر کے شروع میں لکھ چکے ہیں اور یہ عبارات اثبات استغراق کے لئے ناکافی ہیں۔ کیونکہ کوئی لفظ دال علی الاستغراق موجود نہیں۔ ورنہ ہر وطن اصلی پہلے وطن اصلی کے لئے مبطل ہو جائے گا اور ہر وطن اقامت پہلے وطن اقامت کے لئے مبطل بن جائیگا (حالانکہ آپ ان میں جواز تعدد کے قائل ہیں) کیونکہ متون میں تینوں مبطلوں کی تعبیر تقریباً یکساں ہے۔

② عبارت محیط کو صاحب بحر نے کسی مبطل کی تقیید کے لئے نقل نہیں کیا بلکہ دوسرے وطن اصلی کی بحث میں اس کا تذکرہ آگیا ہے اور نیز یہ کہ اس عبارت میں جو ان اقامہ بموضع آخر موجود ہے اس ”موضع آخر“ کو مادون السفر کی قید کے ساتھ مقید کرنا بلا دلیل ہے اور جیسا کہ اس کے مشبہ وطن اصلی میں ایسی کوئی قید موجود نہیں بظاہر اس مشبہ میں بھی ایسی کوئی قید موجود نہیں۔

③ تعلیل بدائع کے متعلق یہ عرض کیا گیا تھا کہ تعلیل ہذا سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ کم از کم صاحب بدائع یقیناً اس لفظ سفر کو ہر سفر کے لئے عام نہیں لے رہے ہیں بلکہ سفر کا وہ مخصوص فرد سمجھ رہے ہیں جس میں دلالت علی نقص الوطن پائی جائے۔ پس اس لفظ سفر سے یہی مراد لینا چاہئے اور اگر کسی فقیہ کے کلام سے اس لفظ کا عموم اور تمام افراد سفر کو شامل ہونا تحقیق ہو جائے گا تو تسلیم کر لیا جائے گا۔

باقی یہ کہنا کہ فقہاء کے کلام میں ایسا استدلال متعدد مقامات پر موجود ہے اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ فقہاء ایسے دعویٰ اور دلیل کے عدم انطباق کو نہیں سمجھتے اور صاحب بدائع بھی اس موٹی سی بات سے بے خبر ہیں۔ یہ بات کم از کم ہم تو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔

تعلیل مسئلہ سے صورت مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ تتبع کرنے سے اس کی بے شمار نظائر مل سکتی ہیں۔ فقط

خادم بندگان :

عبد الستار عفا اللہ عنہ

۱۳۸۶ / ۱۰ / ۲۸ھ

الجواب باسم ملہم الصواب

قاسم العلوم کے فتویٰ میں جزیئہ محیط کا جو مطلب بیان کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اسمیں بدول
انشار سفر کسی دوسری قریب جگہ کو وطن اقامت بنائے کی قید بلا دلیل ہے اگر صورت زیر بحث
میں دوسری جگہ وطن اقامت بنا لینا سابق وطن اقامت کے لئے مبطل نہیں تو انشار سفر کیوں
مبطل ہے؟ دونوں میں ماہ الفرق کیا ہے؟

جب وطن اقامت مبطل نہیں تو سفر بطریق اولیٰ مبطل نہوگا۔ کیونکہ سفر کی نسبت وطن قوی ہے
یہ امر معقول ہونے کے علاوہ عبارات فقہار رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ جملہ کتب
میں یہ مصرح ہے کہ وطن اصلی کے لئے سفر مبطل نہیں اور دوسرا وطن اصلی مع الاعراض عن الاول مبطل ہے
اس سے معلوم ہوا کہ سفر کی نسبت وطن میں قوت ابطال زیادہ ہے۔ وہو ظاہر جہلاً و طہی اقامت
کا مبطل نہونا اور سفر کا مبطل ہونا بالکل غیر معقول ہے۔ تعلیل بدائع سے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ
بھی قرین قیاس نہیں۔ اگرچہ حکم عقلیہ پر احکام شرعیہ کے وجود و عدم کا مدار نہیں ہوتا مگر علت
پر معلول کا مدار لازم ہے۔ وہ علت کیا ہوئی جس پر معلول کا مدار نہو؟

ہاں ایسے مواقع کہ جہاں وجود علت ایسا مخفی ہو کہ اسکا علم حاصل کرنا مستعسر ہو وہاں
شریعت مقدسہ نے سبب کو علت کے قائم مقام قرار دیکر حکم نافذ کر دیا ہے جیسے کہ نوم کو خرچ
ریح اور سفر کو مشقت کا قائم مقام قرار دیکر نقص و ضرر اور قصر و انقطاع کے احکام جاری کئے
گئے ہیں۔ مسئلہ زیر بحث اس نوعیت کا نہیں کہ اسمیں سبب یعنی سفر کو علت یعنی اعراض عن الوطن کے
قائم مقام کر کے نفس سفر پر ہی ابطال وطن کا حکم لگایا جاسکے بلکہ ایجاد علت خود مسافر کے
اختیار میں ہے اور اس کی نیت پر موقوف ہے۔

خلاصہ یہ کہ بندہ کی نظر میں خیر المدارس کا جواب صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشید احمد عفا اللہ عنہ

۱۳ ذی قعدہ سنہ ۸۶ ہجری

سوال مثل بالا

بخدمت اقدس حضرت مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب سے درج ذیل مسئلہ کی تحقیق مطلوب ہے۔ ملتان کے ایک عالم اور مفتی صاحب کی
تحقیق بھی پیش خدمت ہے۔ بغور مطالعہ فرمانے کے بعد اس کی تائید یا تردید بالذلل تحریر فرمائیں

تاکہ تشفی ہو، اُمید ہے کہ جناب والا اپنی تحقیق سے ضرور مطلع فرمائیں گے۔

سوال : زید ملتان میں ملازمت کرتا ہے، یہیں اسکی رہائش ہے، یعنی ملتان اسکا وطن اقامت ہے۔ اس کا گھریلو سامان، بیوی بچے اسکے ساتھ ملتان میں رہائش پذیر ہیں، جبکہ اس کا وطن اصلی لائل پور ہے۔ اب وہ سفر شرعی کے لئے ملتان سے باہر جاتا ہے اور واپسی پر ملتان میں پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کرتا، کیونکہ ہفتہ عشرہ تک اس کو دوبارہ کہیں سفر پر جانا ہے تو اس حالت میں وہ قصر کریگا یا اتمام؟ سفر شرعی سے وطن اقامت میں واپسی کے بعد اتمام صلوٰۃ کے لئے پندرہ روز اقامت کی نیت شرط ہے یا نہیں؟

جواب :

یہ جواب بھی مفتی عبدالستار صاحب ہی کا نوشتہ ہے۔ اسمیں بھی مضمون اور دلائل کا اکثر حصہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس لئے اس جواب میں سے صرف وہ امور نقل کئے جاتے ہیں جو سابق جواب سے زائد ہیں۔ مرتب

جو شخص کسی شہر میں باقاعدہ بیوی بچوں سمیت رہائش رکھتا ہو تو اس کا یہ توطن تب باطل ہوگا جبکہ وہ اس شہر سے رہائش ختم کر کے چلا جائے، محض عارضی اور وقتی اسفار سے اس کا یہ وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور متون کے جزئیہ کا یہی مطلب ہے کہ وطن اقامت سے جب ارتحال ہوگا تو یہ اس کے لئے مبطل ہوگا محض سفر مبطل نہیں ہوگا۔

جس وطن سے ترک وطن کر لیا وہ وطن باطل ہو گیا خواہ یہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت۔ البتہ وطن اقامت سے سفر عام طور پر چونکہ ایسا ہی ہوتا تھا یعنی ارتحال ہوتا تھا کیونکہ یہاں پر قیام برائے حاجت تھا ضرورت پوری ہونے پر ارتحال ہی ہوگا۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ آمد و رفت کے موجودہ ذرائع مفقود تھے لہذا نفس سفر کو اس سفر کے لئے مبطل قرار دیا ہے اور کسی قید کی حاجت نہیں سمجھی گئی جیسا کہ دوسرے وطن اصلی کو پہلے کے لئے بلا کسی قید کے مبطل ٹھہرایا ہے حالانکہ یہ بطلان پہلے کے ترک کے ساتھ مقید ہے (اسکی قدرے تفصیل آگے آرہی ہے) مگر چونکہ عام طور پر جب دوسرے مقام کو مستقل وطن بنایا جاتا ہے تو پہلے کو چھوڑ کر ہی بنایا جاتا ہے لہذا اس قید کی تصریح کی "متون" میں ضرورت نہیں سمجھی گئی تو گویا کہ متون کی تعبیر وطن اقامت سے ایک خاص سفر کے بارے میں ہے تمام سفروں کے بارے میں نہیں۔ وطن اقامت سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔ کتاب الفقہ لعبد الرحمن الجزیری میں اس کی

تعبیر ان الفاظ سے کی گئی ہے۔ ثانیہا یبطل بمشاورۃ افسر فرسافۃ فصر الی مکات
در الخ لا قیامۃ واقام بد خمسۃ عشر یوماً و یاً ثمر ارتحل عنہ الی مکات آخر واقام بہ
کذا الخ

یہ شہر نہ کیا جائے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ شرعی سفر نہ ہو بلکہ وطن اقامت
میں اپنا سامان وغیرہ چھوڑ کر کسی قریبی مقام میں چلا جائے کیونکہ یہ تفسیر بلا دلیل ہے اور
موضع آخر مطلق ہے جو کہ دونوں مسافتوں سفر اور مادون السفر کو شامل ہے اور اگر مستون کے
اطلاق سفر کو دینے تفسیر قرار دیا جائے اور یوں کہا جائے کہ چونکہ مستون میں شرعی سفر کو وطن
اقامت کے لئے مطلقاً مبطل قرار دیا گیا ہے خواہ یہ ارتحال ہو یا محض سفر شرعی، لہذا پیش نظر
جزئیہ مذکور مادون السفر کے ساتھ مقید کیا جائیگا، تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے برعکس کیوں
نہیں کر دیا جاتا (یعنی جزئیہ محیط کو مطلق رکھا جائے اور مستون کے اطلاق کو مقید کیا جائے)۔
وجہ ترجیح کیا ہے؟ خصوصاً جبکہ مستون کے اطلاق کی دلیل تفسیر صاحب بدائع کی تعلیل
سے واضح ہو جاتی ہے۔ پس جب دونوں امر متکل ہوئے تو تفسیر کا ثبوت نہ ہو سکے گا اور
اگر بالفرض تسلیم بھی کر لیا جائے کہ محیط کا جزئیہ مادون السفر پر منہول ہے تو بھی نفس مسئلہ کے
ثبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ جزئیہ ہذا میں یہ بھی مصرح ہے کہ دوسرے موضع میں مقیم ہو جانے
سے پہلا وطن اقامت باطل نہ ہوگا بلکہ موجودگی سامان کی وجہ سے باقی رہے گا (جیسا کہ دوسرا
وطن اصلی بنا لینے سے پہلا وطن اصلی باطل نہیں ہوگا تا وقتیکہ پہلے کو قصداً باطل نہ کرے اور وہاں
سے رہائش وغیرہ ختم نہ کر دے) حالانکہ مستون میں دوسرے وطن اقامت کو پہلے کیلئے مبطل لکھا،
پس جزئیہ ہذا سے بقار ثقل کا وطن اقامت کے لئے مانع بطلان ہونا ثابت ہو گیا اور یہی
مطلوب تھا۔ پس جیسے دوسرے وطن اقامت سے اندر میں صورت پہلا وطن اقامت باطل
نہیں ہوتا ایسے ہی سفر سے بھی باطل نہیں ہوگا کیونکہ وجہ مقتضی اور وجود مانع میں دونوں برابر
(مستون کے اطلاق کے اعتبار سے) ہیں (دوسرا وطن اقامت بنا لینا مقتضی بطلان ہے
(اور جزئیہ محیط کے اعتبار سے) بقار ثقل مانع بطلان ہوا، اسی طرح اے میں سفر شرعی کرنا مقتضی
اور بقار ثقل مانع بطلان۔

یہاں کے بارے میں بھی فقہاء نے اسی امر کو مبہنی قرار دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شہر
میں نہ رہنے کی قسم کھائے تو شہر سے محض چلے جانا بریمین کے لئے کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کے

سابقہ عام عود کا عزم ہونا بھی ضروری ہے اور اگر واپس آنے کے ارادہ سے گیا ہے تو اس سفر کے باوجود شہر مذکور کے اعتبار سے اسکی سکونت کو باقی تصور کیا جائیگا گو وہ وہاں موجود نہ ہو بلکہ صاحب نہر نے اس پر یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ بال بچوں سمیت چلا جائے تو حنت سے بچیکا در نہ نہیں۔ گورٹلی وغیرہ نے اسکی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ضروری نہیں البتہ عزم عود لازمی ہے۔

فقہ الكنز والبحر: لا یسکن هذه الدار والبیت او المحلة فخرج وبقي متاعه واهله حنت لانت یعد ساکنًا ببقاء اهله ومتاعه فیها عرفًا (الحی ان قالے) قید بالثلاثة والسكة كالمحلة لانت لو كان الیومین علی المصر او المبلدة لا یتوقف البر علی نقل المتاع والاهل كما روی عن ابی یوسف لانت لا یعد ساکنًا فی الذی انتقل عنه عرفًا بخلاف الاول وقال ابن عابد فی منحة الخاق وفي النهر وفي مصرنا یعد ساکنًا بترك اهله ومتاعه فیها ولو خرج وحده فینبغی ان یحنت قال الرملى كونه یعد ساکنًا مطلقًا غیر مسلم بل انما یعد ساکنًا اذا كان قصد العود اما اذا خرج منها لا بقصد العود لا یعد ساکنًا ولعله مقید بذلك كما یفهم مما یأتی من قوله وكذا الوابت المرأة الم (محرط ۳ ج ۲) وكذا فی الشامیة (ض ج ۳) ومسئلة بوابت المرأة ان تنفقل وعلیقة وخرج هو ولدی والعود الیه (الحی قوله) لو یحنت (محرط ۳ ج ۲) وكذا فی الشامیة (ض ج ۳)

”ولو یرد العود الیه“ کی قید سے معلوم ہوا کہ بیوی اسی شہر میں چھوڑ کر بنیت واپسی اگر شہر سے چلا گیا تو خانت ہو جائیگا۔ اور لا یسکن فی هذا المصر میں اسے صادق نہیں تصور کیا جائیگا بلکہ اسکی سابقہ سکونت و اقامت کو باقی سمجھا جائیگا۔ سکونت اور اقامت شرعی دونوں کا مصداق تقریباً ایک ہی ہے جیسا کہ جزئیہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ وفي الوقعات لا یساكن فلاًناً فنزل منزله فمكث فیہ یوماً او یومین لا یحنت لانت لا یكون ساکنًا متعہ حتی یقیم متعہ فی منزله خمسة عشر یوماً وهذا بمنزلة ما لو حلف لا یسكن الكوفة فمترها مسافراً فنوی اربعة عشر یوماً لا یحنت فان نوى خمسة عشر یوماً یحنت (محرط ۳ ج ۲)

اور صاحب نہر اور رملى کے کلام سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ایک باشندہ جب کسی شہر سے سفر پر جائے اور اسکے بیوی بچے وہیں ہوں اور واپسی کا ارادہ بھی ہو تو شہر میں اسکی سکونت باقی تصور کی جاتی ہے، تو جیسے اس صورت میں سکونت کو باقی قرار دیا جاتا ہے اسی طرح ایسی صورتیں اقامت کو بھی باقی سمجھا جائیگا تاکہ اقامت و سکونت میں جیسے حدو ثا مساوات ہے ایسے ہی زوالا بھی مساوات باقی رہ سکے۔

ماتعلق

یا حاکم الامم والملت جل

مساجد میں جہر معتدل کیساتھ اجتماعاً یا افراداً ذکر کرنا

حضرات مشائخ کا ذکر کے بارے میں مختلف معمول ہے۔ کچھ حضرات صرف ذکر قلبی کرتے ہیں کچھ معمولی جہر کے ساتھ اور بعض حضرات جہر سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ ذکر کی جملہ اقسام مشروعہ تفصیل سے تحریر فرمادیں نیز بالغین جہرجن دلائل سے استنباط کرتے ہیں ان کا جواب بھی تحریر فرمادیں اور یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ جہر کے ساتھ اجتماعاً یا افراداً مسجد میں بھی جائز ہے یا صرف خارج مسجد جائز ہے پوری تفصیل سے بیان فرمادیں

استفتیٰ : احقر کچھ صفر الحق

خطیب مرکزی جامع مسجد محلہ اندر کوٹ دہوار تحصیل تھانہ شریف

قرآن حکیم اور احادیث مرفوعہ صحیحہ سے مجاہس ذکر کا جواز بلکہ استحباب ثابت ہوتا ہے۔ ارشاد باری ہے۔

”انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق والطیر

محشورة کل له ابواب الیة (پ ۲۳ : سورة ص)۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت مسائل السلوک میں لکھتے ہیں۔

” یؤخذ منه امران الاجتماع على الذكر وتنشيطاً للنفس وتقوية
للهمة و تعاكس بركات الجماعة من بعض على بعض “

(بیان القرآن)

اور احادیث شریفہ سے محض استنباطی طور پر نہیں بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات
سے مجلس ذکر کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حضرات محدثین نے بھی ان احادیث پر مجالس ذکر یا حلق ذکر
کے ابواب منعقد کئے ہیں۔ دیکھئے سلم شریف، ریاض الصالحین اور حیاة الصحابة رض و غیرہ۔
۱۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان لله (تبارک وتعالیٰ) ملئکة سیارة فضلا یبتغون مجالس
الذكر فاذا وجدوا مجلسا فيه ذکر تعدوا لهم الخ

ترجمہ ۱۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ملائکہ صرف اسی کام کے لئے مخصوص ہیں کہ وہ زمین میں چلتے
پھرتے ہیں اور ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے ہیں۔ جہاں کوئی ذکر کی مجلس ملتی ہے اس میں
بٹھ جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے ”مجالس ذکر“ میں حاضری کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کہ ملائکہ کی طرح
اہل اسلام کو بھی ایسی مجالس کی تلاش و جستجو کرنی چاہئے۔ تاکہ انہیں بھی اس رحمت سے حصہ ملے
جو ان مجالس پر نازل ہوتی ہے۔ شبہ نہ کیا جائے کہ ان مجالس سے مراد وعظ و تقریر کی مجالس ہیں
کیونکہ یہ تخصیص خلاف دلیل ہے۔ اسی حدیث پاک میں آگے صراحت مذکور ہے۔

” یسبحونک و یکبرونک و یهللونک و یحمدونک
و یسئلونک “

اس سے اجتماعی ذکر تسبیح، تکبیر اور تہلیل وغیرہ کا ثبوت ظاہر ہے۔ ہاں ثانوی درجہ میں
مجلس وعظ بھی مجالس ذکر کے حکم میں ہوں تو اس کا مضائقہ نہیں۔ نیز یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ یہ حدیث
ایسی مجالس ذکر کے بارے میں ہے جن میں اجتماع کا قصد نہ ہو۔ بس ایسے ہی بیٹھے بیٹھے ذکر کرنے
لگ گئے ہوں۔ کیونکہ یہ دعوائے تخصیص بھی بلا دلیل ہے۔

بظاہر حدیث پاک اپنے اطلاق و عموم کی وجہ سے دونوں قسم کی مجالس ذکر کو شامل ہے۔ بلکہ
آخر حدیث سے یہ عموم صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل تو اس مجلس ذکر میں وہی لوگ تھے جو قصداً

اس مجلس میں شریک ہوئے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بلا قصد اس مجلس میں شامل ہو گئے تھے۔ جب فرشتوں نے بارگاہِ خداوندی میں ایسے لوگوں کا غیر قصدی طور پر شامل ہونا عرض کیا تو ارشادِ خداوندی ہوا کہ رحمت سب کو پہنچے گی ایسے لوگ بھی محروم نہیں رہیں گے۔

”ہم القوم لا یشقی بہم جلیسہم“ (مسلم شریف، ص ۳۲۲)۔
علامہ نوویؒ اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں۔

وفی هذا الحديث فضیلة الذكر وفضیلة مجالسہ والجلوس
مع اہلہ ذات لم یشاركہم۔ (نووی، مسلم شریف، ص ۳۲۲)۔

۲۔ ارشادِ نبویؐ ہے

”لا یقعد قوم یذکرون اللہ عزوجل الا حفتہم الملائکۃ و
غیبتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ و ذکرہم اللہ
فیمن عنده“ (مسلم شریف، ص ۳۲۵)۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو لوگ بھی اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصود
صرف اللہ کی رضا ہو، تو ایک فرشتہ نازل کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے۔ اور تمہاری برائی
نیکوں سے بدل دی گئیں۔ (احمد بزار، ابوالعلی وغیرہ)۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ نور کے ممبروں پر ہوں گے۔
لوگ ان پر رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو مختلف جگہوں اور مختلف قبیلوں سے آکر
ذکر کئے جمع ہو گئے ہوں اور اللہ کا ذکر کر رہے ہوں۔ (طبرانی باسناد حسن)

۵۔ ایک صحابیؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجالس ذکر کا مال غنیمت کیا ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے جنت ہے۔“

(اخرجه الطبرانی و احمد)

۶۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی جماعت میں تھے جو ذکر اللہ میں مشغول تھی۔ اتنے
میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو یہ حضرات چپ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ذکر کئے جاؤ
میں نے رحمت کو دیکھا ہے کہ تم پر اتر رہی ہے تو میں نے اچھا سمجھا کہ تمہاری اس رحمت میں شرکت
کروں۔ (ابوالنعمان فی الحلیہ)۔

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ یہ اپنے اصحاب کو ذکر کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شک تم ایسی جماعت ہو کہ اللہ پاک نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے آپ کو تمہارے ساتھ رکھوں۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ الْاَیْمَةَ (اُخْرِجِ الْطَبْرَانِ)**

۸۔ **عَنْ ابِی سَعِیدٍ الْخَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اَکْثَرُوا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔**
 رواہ احمد و ابو یعلیٰ و ابن حبان و الحاکم ف صحیحہ و قال صحیحہ الاسناد۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔
 ۹۔ **عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا مَرْفُوْعًا اِذْ کَرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا یَقُوْلُ السَّافِقُوْنَ اَنْکُمْ مَرَاوْنٌ۔ (اُخْرِجِہ الطبرانی)**
 آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر خوب کرو حتیٰ کہ منافق کہیں کہ یہ ریاکار ہیں مجنون و ریاکار جب ہی کہا جائے گا جب کہ زور سے ذکر کیا جائے آہستہ ذکر کرنے میں یہ بات نہیں ہو سکتی۔

۱۰۔ حضرت عبد اللہ زہد البجادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی ہیں جو بچپن میں یتیم ہو گئے تھے چچا کے پاس رہتے تھے اور وہ بہت اچھی طرح رکھتا تھا۔ گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے چچا کو خبر ہو گئی تو اس نے غصہ میں کپڑے چھین کر گھر سے نکال دیا۔ ماں بھی بیزار تھی۔ لیکن پھر مالے تھی۔ ایک مولیٰ ٹہی چادر نکا دیکھ کر دے دی۔ جس کو انہوں نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھکا اور دوسرا اوپر ڈال لیا۔

مدینہ طیبہ حاضر ہو گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پڑے رہتے تھے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص بے یار و مددگار ہے کہ اس طرح سے ذکر کرتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ اداہین

میں سجھے۔ غزوہ تبوک میں انتقال ہوا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے۔ قریب جا کر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اترے ہوئے ہیں، حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو۔ دونوں حضرات نے لغش کو پکڑا دیا۔ دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم لے فرمایا "لے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ یہ لغش میری ہوتی۔ (فضائل ذکر: ص ۳۹)

۱۱۔ یقول اللہ عزوجل لیعلم اهل الجمع اليوم من اهل الکرم

قیل من اهل الکرم یا رسول اللہ قال اهل مجالس الذکر

من المساجد۔ (ابن حبان طبرانی حکیمر ابو یعلی بحوالہ مصححین)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے کہ اہل محشر کو آج معلوم ہو جائے گا کہ اہل کرم کون ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل کرم کون ہیں؟ فرمایا "مساجد میں ذکر اللہ کی مجلسوں والے۔"

۱۲۔ حدیث قدسی میں ہے۔ جس نے میرا لیلے ذکر کیا میں اسے اکیلا یاد کرتا ہوں۔ اور جس نے کسی مجلس میں میرا ذکر کیا میں اس کی مجلس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ)

۱۳۔ ابن ابی بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سبحان الملك القدوس پڑھتے اور تیسری مرتبہ بلند آواز سے کہتے۔

قال المظهر هذا يدل على جواز الذكر برفع الصوت بل على

۱۴۔ حاشیہ صفحہ گزشتہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان کو ریا کار کہنے سے یہ استفادہ ہوا کہ حضرت عمرؓ کو نفس ذکر جہر پر اعتراض نہ تھا بلکہ اندیشہ ریا کی وجہ سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندیشہ ریا کاری کی تردید فرماتے ہوئے انہیں "افاہین" میں سے قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اہلین کی علامت ہے جب کہ ریا کاری سے خالی ہو۔

الاستحباب - ۱۴ وقال الشيخ المحدث الدهلوی فی الحدیث
دلیل علی شرعیۃ الجہر وهو ثابت فی الشرع بلا شبهہ لکن
الخفی منہ افضل فی غیر المأثور استہی (حاشیۃ مشکوٰۃ)

۱۴۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گزرتو خوب
چرو۔ کسی نے عرض کیا جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا ”ذکر کے حلقے“ (اخرجہ
احمد والترمذی وحسنہ)۔

۱۵۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں صبح سے طلوع شمس تک ذکر اللہ کرنے والی جماعت
کے ساتھ بیٹھوں، یہ مجھے اولادِ اسماعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔
اور عصر سے غروب شمس تک اللہ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھوں یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے
سے زیادہ محبوب ہے۔ (اخرجہ ابوداؤد قال العراقی اسنادہ حسن)۔

چار عمل ہیں جن پر یہ فضیلت دارد ہے۔ ذکر اللہ؛ اس کے لئے بیٹھنا؛ ذکر اللہ
کے لئے جمع ہونا؛ اور صبح سے طلوع تک اسے لمبا کرنا۔ قالہ البیضاوی (کذا فی
تحفۃ الذاکرین للشوکانی)۔

بعض دلائل ممانعت کے جوابات

باقی رہا اثر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما اراکم
الامبتدعین جس سے بظاہر اجتماعی ذکر

کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔ تو حضرات علماء و مشائخ نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں۔
۱۔ بعض نے اس کے ثبوت میں کلام کیا ہے جیسا کہ ”راہ سنت“ میں بحوالہ علامہ سیوطیؒ
اور تفسیر روح البیان، ذکر باجماع کی بحث میں نقل کیا گیا، لیکن حضرات فقہاء نے اس اثر کو صحیح کہا
ہے۔ اور اس کی سند داری۔ ص ۸۳۔ پر موجود ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرنا کسی مہیت خاصہ کی بناء پر تھا نفس
اجتماعی ذکر پر نہ تھا۔ اجتماعی ذکر کی ایک شکل یہ ہے کہ سب ذاکرین قصداً آواز ملا کر ذکر کرنے
کا التزام کریں۔ یا ایک کھلائے اور باقی مجمع اس کے پیچھے اسی کلمہ کو دہرائے جیسے بچوں کو گنتی یا
پہاڑے یاد کرائے جاتے ہیں۔ اجتماعی ذکر کی یہ دونوں صورتیں محل کلام ہیں۔ اور تیسری شکل
یہ ہے کہ ذاکرین ایک جگہ مجتمع ہوں اور سب اپنا اپنا ذکر کریں، کسی دوسرے کے ذکر کی طرف

قطعاً متوجہ نہ ہوں۔ وقت و محل کی وحدت کے اعتبار سے یہ اجتماعی ذکر ہے لیکن نفس ذکر کے لحاظ سے انفرادی ہے یہ درست ہے پس ممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار پہلی دوسری قسم کے بارے میں ہو جس کا آپ نے وہاں مشاہدہ کیا۔

۳۔ حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ اپنے مکتوبات میں اجتماعی ذکر کی احادیث مرفوعہ صحیحہ نقل کر کے اس اثر کی سند درج بالا تو جہہ کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ۔

» ان مرفوعات صحیحہ کے مقابلہ میں دارمی کی یہ روایت کیا حیثیت رکھتی ہے جب کہ یہ موقوف ہے اور اگر معارضہ کیا جائے گا تو احادیث مرفوعہ ہی کو ترجیح ہوگی خصوصاً جب کہ آیات ذکر

ان کی مؤید ہیں فاذا كروا لله قياماً وقعوداً وعلى جنوبكم وغيره جن سے اجتماع اور انفراد سب کا ثبوت ہوتا ہے“ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۱۲)

علامہ سیوطی نے بھی یہی جواب دیا ہے۔

» قلت هذا الاثر عن ابن مسعود رضي على تقدير ثبوته

معارض بالاحاديث الكثيرة الثابتة وهي مقدمة عليه

عند التعارض“ (الحادی : ج ۲ : ص ۱۳۴)

خصوصاً جب کہ اجتماعی ذکر کی کسی خاص صورت کو ضروری اور واجب بھی نہ قرار دیا جائے اور تارک پر بکھر بھی نہ کی جاوے۔

داصح رہے کہ جن بعض روایات سے ذکر جہر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے وہ روایات جہر مفطرہ یا جہر موزی پر محمول ہیں۔ بلکہ قسادت قلبی کے علاج کی غرض سے اگر شیخ جہر مفطرہ تجویز کر دے تو علاج اس کی بھی اجازت ہے۔ لیکن ایسی جگہ کیا جائے جہاں پر کسی کی نماز، تلاوت یا نیند وغیرہ میں خلل نہ آئے آیت شریفہ واذكروا ربك في نفسك تضرعاً وخيفة ودون الجهر من القول الآية کے فائدہ میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

» حاصل ادب کا یہ ہے کہ دل میں ہیئت میں تذلل اور خوف ہو اور آواز کے اعتبار سے جہر مفطر نہ ہو یا تو بالکل آہستہ فکر ہو یعنی مع حرکت لسانی کے۔ یا جہر معتدل ہو۔ اور جہر فی نفسہ ممنوع نہیں جن حدیثوں میں اس کی ممانعت آئی ہے مراد اس سے جہر مفطر ہے۔ البتہ اگر کسی عارض کی وجہ سے مثل درج خطرات یا دفع قسادت و تحصيل رقت وغیرہ کسی شیخ محقق نے تجویز کیا ہو، کسی کو ایذا نہ ہو اس جہر

کو قربت نہ جانتا ہو بلکہ علاج سمجھتا ہو تو اجازت ہے۔ کیونکہ جو مفاسد علل نہی کے تھے وہ اس میں نہیں ہیں۔ (بیان القرآن)

ویسے عقل طور پر بھی یہ امر بالکل ناقابل فہم ہے کہ ہر بات حیت کرنے، شعر پڑھنے، سبق یاد کرنے وغیرہ کے لئے جہر معتدل کی اجازت ہو اور حق جل شانہ کا نام لینے پر یہ پابندی ہو کہ کوئی نہ سنے اہل بدعت کی مساجد اور جلسے جلوسوں میں اجتماعی طور پر سپیکر پر ہیک زبان درود شریف پڑھنے کا طریقہ رائج ہے اور اس میں شمولیت نہ کرنے والے کو بے دین سمجھا جاتا ہے۔ اور صیغۂ درود و سلام بھی ایسا ہے جس سے عوام کے عقیدہ فاسد کی تائید ہوتی ہے۔ سپیکر پر ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ طریقہ بدعت و ناجائز ہے۔ ویسے تو ہر عبادت سے تزکیہ قلب میں مدد ملتی ہے لیکن کلمہ طیبہ اور اسم ذات وغیرہ اس مقصد کے لئے بالاجماع خاص تاثیر رکھتے ہیں۔ اسی لئے تمام سلاسل حقہ میں نفی و اثبات و اسم ذات کا ذکر بڑی بڑی تعداد میں تجویز کیا جاتا ہے۔

۲۔ آیت شریفہ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً انہ لا یحب

المعتدین

سے بھی علی الاطلاق ذکر باجور کی ممانعت کے لئے استدلال کرنا محل نظر ہے۔ کیونکہ دعاء میں اعتدال (حد سے گزرنا) چلا چلا کر دعاء کرنا ہے یا مثلاً یوں کہنا ہے ”یا اللہ مجھے جنت الفردوس کے دائیں جانب سفید محل عنایت فرما“ جیسا کہ بعض احادیث میں وارد ہے۔

(معارف القرآن کا ندھلوی ج)

اور عرف عام بھی یہی ہے کہ معمولی آواز سے پڑھنے یا بات حیت کرنے والے کو معتدی نہیں سمجھتے۔ ہاں بلا ضرورت شور مچا دے یا چیخے چلائے تو اسے حد سے تجاوز تصور کیا جاتا ہے۔ اس جہت سے اعتدال کی تفسیر ”رفع صوت اور چلائے کے ساتھ منقول ہے“

(حاشیہ جلالین شریف)

اور اس کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اکثر دعائیں قرآن پاک میں لفظ نداء کے ساتھ مذکور ہیں۔ لغوی لحاظ سے نداء کا ادنیٰ مصداق جہر معتدل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاء فرمائی، حضرت ہارون علیہ السلام نے سن کر اس پر آمین کہا۔ قال قد اجیبت دعوتكما فاستقیما الذیۃ (یونس)۔

سننے کے لئے ظاہر ہے کہ کم از کم جہر معتدل ضروری ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغرض تعلیم اور ویسے بھی معمولی جہر سے دعائیں کرنا بے شمار مواقع پر ثابت ہے جنہیں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر نقل فرمایا۔

الحاصل ذکر کی چار اقسام ہیں۔ قلبی، ذکر لسانی خفی (مسموع النفس)، جہر معتدل، اور جہر مفطر۔ ان میں سے صرف ”جہر مفطر“ لا یحب المعتدین کے تحت داخل ہو کر ممنوع ہے۔ جہر معتدل اعتدال میں داخل نہیں ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرضی خداوندی کے خلاف کرنا کیسے متصور ہو سکتا ہے اور آیت کریمہ وَلَا تَجْهَر بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا سے بھی معمولی جہر ثابت ہوتا ہے۔

۳ :- حدیث پاک میں ہے۔

ایہا الناس اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا قریبا وهو یعلم الخ وفي رواية انکم لا تنادون اصم ولا غائبا۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۲۸)

اس سے بھی ”جہر مفطر“ کی مخالفت معلوم ہوتی ہے، معمولی جہر کی نہیں۔ کیونکہ بہرے شخص کو دور سے بلانے کے لئے جہر مفطر اور چیخ چیخ کر بلانے کی حاجت ہوتی ہے۔ اس کی ممانعت فرماتے ہوئے معمولی جہر سے ذکر کی اجازت دی گئی ہے۔ جیسے پاس بیٹھے سننے والے سے باتیں کی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے کان میں بات تو نہیں کی جاتی بلکہ عام عادت کے مطابق معمولی جہر کے ساتھ اس سے گفتگو کی جاتی ہے جسے وہ سن سکے۔ حدیث شریف میں ذکر کردہ تعلیل کا یہی حاصل اور مفاد ہے کہ جہر مفطر نہ چاہئے۔ یہ الگ بات ہے کہ حق جل شانہ کے جاسنے کے لئے بالکل آہستہ آواز سے ہونا بھی کافی ہے۔ بلکہ ان کے لئے تو سرے سے آواز کی حاجت ہی نہیں۔ کیونکہ ان کی ذات عالی تو خطرات قلبیہ پر بھی مطلع ہے۔ لیکن اس وجہ سے کسی نے ذکر خفی کی ممانعت کے مسئلہ کا استنباط نہیں کیا۔

اس حدیث پاک کے خط کشیدہ الفاظ سے بھی اس تو جہد کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ مشقت جہر مفطر میں ہوتی ہے معمولی جہر میں نہیں۔ اور نداء کا لفظ بھی اس طرف مشعر ہے۔ یہ سب

اسی صورت میں ہے کہ بلا ضرورت مشقت میں پڑے بوقت ضرورت اس کی گنجائش ہے۔ اس حدیث کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وفيه خفض الصوت بالذكر اذا لم تدع حاجة الى رفعه
فان دعت حاجة الى الرفع رفعه - (ج ۲ - ص ۳۲۶)۔
اس حدیث کے جواب میں ”لمعات“ کے اندر لکھا ہے۔

”المنع من الجهر للتيسر والارفاق لا ان يكون الجهر غير مشروع“

سوال ۱۔ رفع صوت کے ساتھ ذکر کرنے کو بعض فقہار نے منع لکھا ہے؟

جواب ۱۔ یہ ہے کہ معتدل جہر اور ”رفع صوت“ میں فرق ہے۔ ”رفع صوت“ بہرہ فرط کے قبیل سے ہے جو ممنوع ہے اور ”جہر معتدل“ منع نہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔

قال ابو بكره امر الاقصر وقال عمره امر القعقاع فقال

ابو بكره ما اردت الا خلا في فقال عمره كذلك فتساريا

ورفعت اصواتهما -

روایت بالا سے ظاہر ہے کہ جو گفتگو عام لہجے میں ہوئی تو اسے دونوں جگہ ”قال“ سے تعبیر کیا گیا۔ اور جب یہی گفتگو نزاع کی صورت اختیار کر گئی اور بلند آوازی پیدا ہو گئی تو اسے ”رفع صوت“ سے تعبیر کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ عام گفتگو اور ”رفع صوت“ میں فرق ہے۔
نیز آگے علامہ شامی رحمہ کے حوالہ سے اس کی تصریح بھی آرہی ہے کہ ”مطلق جہر“ اور ”جہر مضمر“ دونوں الگ الگ ہیں۔

سوال ۲۔ مذاہب اربعہ کے علماء نے نماز کے بعد ذکر بالجہر کو منع کیا ہے؟

(شرح مسلم شریف ج ۱ ص ۱۱۷)

جواب ۱۔ یہ ہے کہ علماء کا یہ فیصلہ نماز کے متصل بعد ذکر بالجہر کے سنون نہ ہونے کے

بارے میں ہے۔ علی الاطلاق ذکر بالجہر کی ممانعت کے متعلق نہیں۔ چنانچہ علامہ نووی شافعی رحمہ، علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ، امام شعرانی شافعی رحمہ، علامہ شامی حنفی رحمہ وغیرہ حضرات نے احادیث ذکر میں تطبیق دیتے ہوئے ذکر بالجہر کو جائز لکھا ہے۔

علامہ سیوطی رحمہ متعدد احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

— اذا تأملت ما اوردنا من الاحاديث عرفت من مجموعها —

انه لا كراهة البتة في الجهر بالذكر بل فيه ما يدل على استحبابه اما صريحا او التزاما كما اشرنا اليه و اما معارضة بحديث خير الذكر الخفي فهو نظير معارضة احاديث الجهر بالقرآن بحديث السر بالقرآن كالسر بالصدقة وقد جمع النووي بينهما بان الاخفاء افضل حيث خاف الرياء او تأذى به مصلون او نيام والجهر افضل في غير ذلك لان العمل فيه اكثر ولان فائدته تتعدى الى السامعين ولانه يوقظ قلب القارى ويجمع همه الى الفكر ويصرف سمعه اليه و يطرد النوم و يزيد في النشاط - اه - (الحارثي للمفتاوى، ج ۲، ص ۱۳۳) علامہ شامیؒ لکھتے ہیں۔

و اما رفع الصوت بالذكر فجائز كما في الاذان و الخطبة و الجمعة و الحج اه وقد حرر المسئلة في الخيرية وحمل ما في فتاوى القاضى على الجهر المضر وقال ان هناك احاديث اقتضت طلب الجهر واحاديث طلب الاسرار و الجمع بينهما بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص و الاحوال فالاسرار افضل حيث خيف الرياء او تأذى المصلين او النيام و الجهر افضل حيث خلك مما ذكر لانه اكثر عملا و لتعدى فائدته الى السامعين و يوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الى الفكر و يصرف سمعه اليه و يطرد النوم و يزيد النشاط - اه

(شامی، ج ۵، ص ۲۶۳)

— امام شغرائیؒ سے منقول ہے۔

وفي حاشية الحموى عن الامام الشافعي رحمه الله اجمع العلماء
سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد
وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم او مصل او
قارئ النخ - (شافعي ج ۱، ص ۳۸۸ مطبوعه كويٹہ)۔
امام شافعي رحمہ فرماتے ہیں -

واحب اظهار التكبير جماعة وفرادى في ليلة الفطر و
ليلة النحر مقيمين و سفرا في منازلهم ومساجدهم
واسواقهم الى قوله واحتج بقول الله تعالى في شهر
رمضان "ولتكمّلوا القدة ولتكبّروا الله على ما هداكم"
وعن ابن المسيب وعروہ و ابن سلمة و ابن بكري يكرهون
ليلة الفطر يجهرّون بالتكبير -

(مختصر المنزلى باب صلاة العيدين ص ۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو اسے بھی معمولی جہر کے ساتھ دعا کرنا منقول ہے۔ آپ کی مسجد کے مؤذن
کا بیان ہے کہ

”جب سب لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر نکل گئے تو امام صاحب رحمہ نے نماز شروع کی پھر واپس
آیا تو فجر طلوع ہونے کے قریب تھی میں آیا تو آپ کھڑے ہوئے اپنی دائرہ کو پکڑ کر کہہ رہے تھے۔

يا من يجزى بمشقال ذرة خير خيرا و يا من يجزى
بمشقال ذرة شر شرا احبوا النعمان عبدك من النار
وما يقرب منها و ادخله سعة رحمتك - اه

(عقود الجمان : ص ۲۲۵)۔

قاضی صمیری رحمہ نے بکری سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک رات ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ نماز
پڑھتے ہوئے رو رو کر دعا کر رہے تھے

رب ارحمني يوم تبعث عبادك وقني عذابك واغفر لي
ذنوبي يوم يقوم الاشهاد - اه (عقود الجمان : ص ۲۲۵)۔

حضرت قحانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فریقین کے دلائل پر مفصل بحث کرنے کے بعد آخر میں تحریر فرماتے فرماتے ہیں کہ۔

”بعد از ثبوت مشروعیت جہر کسی طور و ہیئت کے ساتھ مقید نہیں بلکہ بوجہ اطلاق اذنیہ مطلق ہے خواہ منفرد ہو یا مجتمع حلقہ باندھ کر ہو یا صفت باندھ کر یا کسی اور صورت سے۔۔۔۔۔ ہر طور سے جائز ہے۔“ (امداد الفقادی ج ۵، ص ۱۵۴)

ہاں حالات و اشخاص کے اعتبار سے اس کی افضلیت میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ البتہ ذکرہ باہر میں یہ شرط ہے کہ بطور ریا نہ ہو۔ کسی نائم یا مصلیٰ کو اذیت نہ ہو۔ بلا تجویز شیخ جہر مفطر نہ ہو۔ پھر اس جہر مفطر اور اس کی ہیئتاں خاصہ کو قربت مقصودہ نہ سمجھے، تارک پر نیکر نہ ہو۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا

الجواب صحیح

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

للہ در المجیب

فقیر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان



مسجد کا پیسہ ذاتی ضروریات میں استعمال کرنا حکم

ہمارے محلہ میں ہمارے مسک کی کوئی مسجد نہ تھی۔ ہم نے چندہ کر کے مسجد کے لئے پلاٹ خرید لیا۔ اہل محلہ نے مجھے ہی متولی بنا دیا مجھے جو چندہ ملتا میں اسے لکھ لیتا اور یہ سمجھتا کہ مسجد کے اتنے پیسے میرے ذمہ ہو گئے اور پیسے اپنی ضرورت میں خرچ کر لیتا۔ اب مسئلہ معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنا درست نہ تھا۔ اب اہل محلہ کو یہ بتا بھی نہیں سکتا۔ دل پر لیشان رہتا ہے کہ کسی طرح اس غلطی کا تدارک ہو جائے؟

الحجۃ

مسجد کا پیسہ اپنی ضروریات میں استعمال کرنا جائز نہ تھا یہ سخت غلطی کی ہے۔ اب
اہل حکم تو یہ ہے کہ جن جن افراد نے چندہ دیا تھا ان کو ان کا پیسہ واپس کریں یا
ان سے دوبارہ اجازت حاصل کر کے اپنے پاس سے مسجد میں جمع کرا دیں۔ ان میں سے کوئی صورت ممکن نہ
ہو تو پھر اتنے پیسے بہر حال مسجد کو واپس کر دیں نیز تو بہ واستغفار کرتے رہیں امید ہے اللہ تعالیٰ آخرت
میں مواخذہ نہ فرمائیں گے واللہ یعلم المفسد من المصلح۔

رجل جمع مالا من الناس لينفقہ فی بناء المسجد وانفق من تلك
الدراهم فی حاجة نفسه ثم رد بدلها فی نفقة المسجد لا یسعه
ان یفعل ذلك واذ فعل ذلك ان كان یعرف صاحب المال رد الضمان
عليه او یسأله لیاذن له بانفاق الضمان فی المسجد وان لم یعرف ضما
المال یرفع الامر الی القاضی حتی یأمره بانفاق ذلك فی المسجد فان لم یقدر
على ان یرفع الامر الی القاضی قالوا نرجوا له الاستحسان ان ینفق
مثل ذلك فی المسجد فیجوز و ینخرج عن الویال فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ۔
(قاضیخان : ج ۲ ص ۷۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ غیر المذاکر سملتان



مسجد اگر معروف مربع شکل پر نہ ہو تو اسے گرانے کا حکم

مشہور کے ایصالِ ثواب کیلئے ہو ہی چندہ کیا گیا پھر اس چندہ سے ایک مسجد تعمیر کی گئی جو مربع شکل
پر ہونے کے بجائے سات ضلعی شکل پر بنائی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ راکٹ جیسا سینار بنایا
گیلے ہے۔

۱ : مسجد نبوی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مربع تعمیر کیا۔ شیخ محمد بن سعود مدنی متوفی ۱۲۶۴ھ
نے اپنی کتاب ”الدرة المشیة فی تاریخ مدینہ“ میں تصریح کی ہے۔

بنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجده مربعاً وجعل قبلته

الی بیت المقدس۔

۲۔ تمام دنیا میں مساجد مزین شکل میں تعمیر ہوتی ہیں۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر فتوے سے عنایت فرمائیں کہ ایسی مسجد کا شرعاً کیا حکم ہے۔ کیا اس کو شہید کر کے مزین شکل پر تعمیر کر دیا جائے یا پینے دیا جائے؟

الجواب

مسجد نبویؐ اور عالم اسلام کی اکثر مساجد فی الجملہ مزین شکل میں ہیں، اس لئے تعمیر مسجد میں ابتداءً اس کا لحاظ رکھنا مطلوب ہے اور سوال میں ذکر کردہ عبارات سے بھی تریح کی مطلوبیت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے آگے کسی دوسری شکل کا ممنوع ہونا، یا مسجد بن جانے کے بعد بغرض تریح کسی مسجد کا واجب العدم ہونا یہ امر عبارت مذکورہ سے معلوم نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی دوسری کتاب میں اس کی تصریح ملی ہے۔ اور بدون سخت شرعی مجبوری کے مسجد کا گرانا درست نہیں۔ کیونکہ اس میں اضاعت مال اور تہذیب ہے۔ نیز یہ امر احترام مساجد کے بھی خلاف ہے۔

علاوہ ازیں اہل اسلام میں تشویش اور نزاع و جدال کا بھی موجب ہے۔ کعبہ مکرمہ کے عمارت عہد رسالت میں اگرچہ بنائے ابراہیم سے بہت مختلف تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تشویش سے بچانے کے لئے اسے باقی رکھا۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی خلیفہ وقت کو بڑی سختی سے ایسے ارادے سے منع کیا۔ حبیب کہ خلیفہ وقت اس کا عزم کر چکا تھا۔

بغرض تریح کی مطلوبیت تو فی الجملہ ثابت ہے۔ لیکن غیر تریح کا ممنوع یا حرام ہونا کہ جس کی وجہ سے ایسی مساجد کو شہید کرنا واجب قرار دے دیا جائے، ثابت نہیں۔ پس مسجد شہید اور مذکورہ کو بغرض تریح شہید کرنا درست نہ ہوگا۔

ایک حدیث پاک کی تشریح سے تریح کے علاوہ مسجد کے لئے دوسری شکلوں کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد بنی حنیفہ کو ان کے گرجا گھر کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔

فاحسروا بیعتکم وانضحوا مکافئہا بهذا الماء واتخذوها

مسجداً۔ (مشکوۃ: ۱/۳۹۹ بحوالہ نسائی شریف)۔

اس کی تشریح میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔

”فاحسروا ای غیروا محرابہا وحولہا الى الکعبۃ وقیل خربوہا“

(مرقاۃ)۔

احتمال اول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گر جاگھر کو تحویل کے بعد مسجد قرار دیا معلوم ہوا کہ مسجد کی کوئی خاص شکل واجب نہیں۔ جس کی مخالفت ہو جانے پر مسجد کو واجب الہدم کہا جاسکے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ گر جاگھر کی شکل مساجد معروفہ سے قطعاً مختلف ہوتی ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ نعیمیہ دارالعلوم ملتان ۸/۹ ۱۳۹۸ھ

کنوؤں پر بنی ہوئی پرانی مساجد کا حکم یہ جو دیہات میں رواج ہے کہ ہر کنوئیں پر ایک تھلہ نما مسجد بہرتی ہے جس کو نماز کے لئے استعمال

کیا جاتا ہے اور چار کنوؤں پر چھوٹے مینار کی شکل میں علامتیں بھی بنادی جاتی ہیں اور احترام وغیرہ میں وہ مسجد کے برابر تصور ہوتی ہے۔ جانوروں کے دخول سے حفاظت اور بوسیدگی کی وجہ سے لپینا و ازیں قسم کے لوازمات کا التزام کیا جاتا ہے جو کہ مساجد سے مخصوص ہیں اور ہر آدمی کو دہاں منہ نہ پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے۔

۲ : اس قسم کی مساجد غیر مسلم لوگوں کے کنوؤں پر بنادی جاتی تھیں جن کے مزارع مسلمان ہوتے تھے اور اس میں بھی ہر مسلم نماز پڑھنے کے لئے آجاتا تھا۔ اس طرح کی مساجد کا شرعاً کیا حکم ہے کیا یہ حقیقتہً مساجد ہیں جو کہ ہر طرح سے حفاظت اور احترام کے لائق ہیں۔ یا کہ وقتی طور پر جائے نماز کا حکم رکھتی ہیں جن کو توڑا جاسکتا ہے۔ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ اکثر مقامات پر ایسی مساجد کے بنانیوالے راہنی ملک عدم ہو چکے ہیں۔ ان کی نیت پر اطلاع پانا بھی مشکل ہے۔ جواب با صواب سے فوازیں ؟

الجواب مسجد شرعی بننے کے لئے اصل اعتبار تو مالک زمین کی نیت کا ہے۔ اگر مالکِ شرعی نے مسجد شرعی کی نیت نہیں کی مگر مالکِ ثانی نے نیت کر لی تھی تو بھی وہ مسجد شرعی بن جائے گی۔ وہم جبراً۔

غیر مسلم مالکِ اراضی نے اگر وہ زمین کسی مسلمان کو تملیکاً دے دی، کہ اس میں مسجد بنالو۔ تو بھی ان کے بنانے اور نیت کرنے سے وہ مسجد بن جائے گی۔ جن مساجد کی تعمیر متعذر ہو جائے ان سے احتیاط پر عمل کرتے ہوئے انہیں مسجد ہی سمجھا جائے۔ ظاہر یہی ہے کہ پہلے سادہ لوگ مسجد میں

نعمی و شرعی کا فرق کم کرتے تھے۔ فقط واللہ اعلم
 اجناس صحیح
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
 ۱۱ / ۳ - ۳ - ۱۴۰۷ھ

مسجد میں رومال وغیرہ رکھ دینے سے جگہ مخصوص ہوتی ہے یا نہیں

زید کہتا ہے کہ اگر ایک آدمی مسجد میں جگہ مقرر کر کے نماز پڑھتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ یا وضو کر نیکی غرض سے اپنی جگہ پر کپڑا رکھ دیتا ہے اور ابھی جماعت کھڑی ہونے میں دیر ہے تو اس کا کپڑا اٹھا کر پیچھے رکھ دیا جائے تو ایسا کرنا منع نہیں۔

عمل کرتا ہے کہ جگہ مقرر کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور درست ہے۔ اور اگر ابھی جماعت کھڑی ہونے میں دیر ہے تو اس کپڑے کو اٹھا کر پیچھے رکھنا بھی منع ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مقررہ مقصورہ میں نماز پڑھتے تھے۔ مقصورہ وہ جگہ جہاں مسجد یا سلطان وقت کھڑے ہو کر نماز ادا کریں۔ اگر جگہ مقرر کر کے نماز پڑھنا ناجائز ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس فعل کا کیا حکم ہے؟

الجواب
 اگر کوئی شخص کسی جگہ پر پہلے سے بیٹھا ہو، پھر بہ ضرورت وضو وغیرہ رومال وغیرہ رکھ کر چلا گیا تو اس جگہ کا وہی زیادہ مستحق ہے۔ اگر کوئی اور بیٹھ گیا تو یہ اس کو اٹھا بھی سکتا ہے۔ بدون اس حالت مذکورہ کے درست نہیں ہے۔

(عزیز الفتاویٰ، ج ۱، ص ۳۳۷)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل حفاظتی انتظام کے طور پر تھا۔ عام حالات کے لئے اسے دلیل نہیں بنا سکتے۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۸/۵/۱۴۰۷ھ

سینما کے مالک کو مسجد کمیٹی کا صدر بنانا
 ایسا شخص جو سینما کا مالک ہے اور خود بھی سینما چلا رہا ہے۔ اس کا ذریعہ معاش بھی سینما کی

کمانی ہے۔ کیا وہ کسی مسجد اور اس کیساتھ ملحقہ دینی درس کا صدر بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
یہ ذریعہ معاش شرعاً جائز نہیں۔ اور ایسا شخص دینی صدارت کا اہل نہیں۔

الجواب

فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۶/۲/۱۴۰۶ھ

زیر تعمیر مسجد میں سگریٹ پینا
زیر تعمیر مسجد میں سگریٹ پینا کیسا ہے؟

۲ : کوئی آدمی نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد میں آکر پنکھا چلا کر سو جائے تو کیسا ہے؟ اور مسافر کے لئے کیسا ہے؟

مسجد حبیب ایک دفعہ مسجد بن جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہوتی ہے۔ لہذا
وہ زیر تعمیر بھی ہو تو بھی اسمیں سگریٹ پینا منع ہے اور جائز نہیں ہے۔

۲ : جو شخص اس مقصد کے لئے یعنی صرف آرام کے لئے مسجد میں آئے، اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور جو عبادت کے لئے مسجد میں آئے۔ اور اسی مقصد کے لئے درمیانی وقفہ میں ٹھہرا رہے تو اس کے لئے بعد از اجازت گوعرفا ہو۔ پنکھے وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ اور مسافر کے لئے مسجد میں سونا بھی جائز ہے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس

۸/۸/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

محراب والی دیوار کوشیشے کے ٹکڑوں سے آراستہ کرنا

مسجد کے محراب میں چندہ کے پیسوں سے شیشے کی ٹکڑیاں اور پھول وغیرہ بنوانے جائز ہیں یا نہ؟
جو چندہ تعمیر مسجد کے لئے دیا گیا ہو اس سے اس قسم کے تکلفات کرنے درست نہیں۔ کوئی شخص اپنے ذاتی حلال پیسے اس قسم کے نقش و نگار کرنا چاہتا

الجواب

ہے تو گنجائش ہے۔ مگر قبلہ والی دیوار اور محراب میں پھر بھی کراہت ہے۔ کیوں کہ اس سے بار بار نمازیوں کی توجہ ہٹتی رہے گی۔ اور مسجد کی اصل غرض ”خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر الہی“ ختم ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ یہ حکم زائد از ضرورت تکلیفات کا ہے۔ مناسب صفائی اور خوب صورتی مطلوب شریعت ہے۔

ولا بأس بنقشه خلا محرابہ فانہ یکرہ لانہ یلھی المصلی ویکرہ التحکف بدقائق النقوش ونحوھا خصوصاً فی جدار القبلة - ۱ھ - (درمختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۶۶ مطبعة الکبری الامیریہ) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۱۹ - ۱۱ - ۱۳۹۴ ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کی الماری مستقل طور پر ذاتی استعمال میں رکھنا
امام مسجد صاحب مسجد کی ایک الماری کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں۔ اور اس میں اپنے

کتب وغیرہ رکھتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

مستقل طور پر مسجد کی الماری کو ذاتی کتب کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔

الجواب

للملة التي حكر بها احضار مبيع فيه وفي الشامیة لان

المسجد محوز عن حقوق العباد وفيه شغلہ بها - ۱ھ (شامی ج ۲ ص ۶۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۶/۲۵/۱۴۰۰ ھ

مسجد میں پڑھانے کا حکم
مسجد میں دینی مدرسہ کھولا جاسکتا ہے یا نہیں؟

مسجد کے ساتھ مکاتب کا قدیم سے دستور چلا آ رہا ہے۔ اور اگر ضرورت شدید ہو تو مسجد میں بیٹھ کر پڑھانا بھی جائز ہے۔

الجواب

ولو جلس المعلم في المسجد والوراق يكتب فان كان المعلم
يعلم للحسبة والوراق يكتب لنفسه فلا بأس به لانه قربة
وان كان بالاجرة يكره الا ان يقع لهما الضرورة
(عالمگیری: ج ۴، ص ۹۳) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
۲۲ / ۳ / ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کی دیوار کو مسجد کی دوکان کے لئے استعمال کرنا ۱۔ مسجد کی بنیاد اٹھارہ انچ
چوڑی رکھی گئی۔ پھر اس پر
مسجد کی دیوار ساڑھے تیرہ انچ تیار کی گئی اب مغرب کی طرف مسجد کے مفاد کے لئے دوکانیں
بنائی ہیں۔ کیا مسجد کی بنیاد جو ساڑھے چار انچ مغرب کی طرف ہے اس پر مسجد کی دوکانوں کی دیوار
بنائی جاسکتی ہے؟

۱۲۔ نیز محراب جو کہ مسجد کی دوکانوں میں آتا ہے اسے الگ خالی چھوڑا جائے یا اس پر دوکان
کی چھت بنائی جاسکتی ہے؟

۲۱۔ مسجد کی دیوار اور محراب کو کسی صورت دوکانوں کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔
ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من
اوقافہ۔ (مشافح: ج ۳، ص ۳۸۲) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد النور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
۲۶ / ۲ / ۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فضاء مسجد میں گھر اور بیت الخلاء بننے کا حکم

محلہ کمنگران میں احاطہ مسجد میں ایک مکان برائے امام صاحب تعمیر کیا جا رہا ہے جس
کی صورت یہ ہے کہ چھت پر لینٹر ڈال کر کچھ حصہ لینٹر کا فضاء میں بڑھایا جا رہا ہے جو کہ دیوار

سے زائد ہے۔ اور لینیٹر کا یہ حصہ فضا پر مسجد کے اس حصہ میں آتا ہے جہاں کہ نماز پڑھی جاتی ہے تو کیا مکان کا حصہ جو فضا پر مسجد میں آتا ہے، درست ہے یا نہیں؟ اور اس حصہ میں بیت الخلا بنانے کا بھی ارادہ ہے۔

الجواب مسجد تاعثمان سمار مسجد ہوتی ہے۔ لہذا مذکورہ تعمیر کا جو حصہ فضا پر مسجد میں آتا ہے وہ درست نہیں۔ وہاں رہائش یا بیت الخلا بنانا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔

وكره تحريما الوطء فوقه والبول والتفوط لانه مسجد الى عنان السماء وفيه واحل ونوم الا لمعت كف او غريب اه (شامخ ج ۱ ص ۶۱۴)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۲ / ۸ / ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

گوبر ملی ہوئی مٹی سے مسجد کی لپائی کرنا
مسجد کی لپائی گوبر والی مٹی سے کی گئی ہے اور اوپر سے قلعی کر دی گئی ہے

کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ یا اس کو اتار دیا جائے؟

مٹی میں گوبر ملا کہ مسجد کی دیواروں وغیرہ کو لپینا جائز ہے۔

الجواب

کافی الشامی ج ۱ ص ۷۱۷ : ولا تطینہ بنجس فی

القادی الہندیۃ یکرہ ان یطین المسجد بطین قدبل

بماء نجس بخلاف السرقین اذا جعل فیہ الطین لان

فی ذلک ضرورۃ وهو تحصیل غرض لا یحصل الا به

کذا فی السراجیہ۔ بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی

گوبر ملی مٹی سے لپینا جائز ہے جیسا کہ شامی کی عبارت میں مذکور ہے۔ مگر یہ مشروط معلوم ہوتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ دیوار کی مضبوطی اور صفائی کی غرض اس کے سوا دوسری چیز سے

پوری نہ ہو سکتی ہو۔ چونکہ بھوسہ وغیرہ ملانے سے یہ غرض پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا میرے خیال میں مساجد کے لیسنے میں گوبر ملانے سے احتراز اولیٰ و احوط ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت امر رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ببناء المسجد فالدور وان ينظف ويطيب رواہ ابو داؤد۔

(مشکوٰۃ : ج ۱ ص ۶۹) فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۲۹/۳/۱۳۷۵ھ

مساجد میں ملکی حالات پر تبصرہ کرنے کا حکم

مساجد میں عوام کو ملکی حالات سے باخبر رکھنے کے لئے ملک کے واقعات اور

خبریں پیش کرنا اور ان پر اسلامی نقطہ نظر کے مطابق تبصرہ کرنا کیسا ہے ؟

اگر وعظ و نصیحت کے ضمن میں کچھ ملکی حالات عبرت و موعظت کی غرض سے بیان کئے جائیں تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس میں کسی کی غیبت نہ ہو، کسی کے

توہین نہ ہو، اور کسی پر استہزاء نہ ہو۔ اور مستقل طور پر ملکی حالات سننے کے لئے مسجد میں مجلس منعقد کرنا ٹھیک نہیں۔ کیوں کہ مساجد کی تعمیر ذکر الہی اور قرآن مجید پڑھنے اور عبادت کے لئے ہے نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ۔ ۳ صفر ۱۳۷۵ھ

ہندوؤں کی متروکہ زمین کو بلا اجازت مسجد بنانا درست نہیں

۱ : ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے مکان کو معمولی تبدیلی کے بعد بلا اجازت حکومت مسجد قرار دیا جائے جب کہ اس میں چوری کی کڑیاں اور اینٹیں بھی استعمال کی گئی ہوں۔ تو کیا یہ حقیقت مسجد بن گئی اور اس میں نماز صحیح ہے ؟

۲ : مسجد تو پہلے سے ہو لیکن اس میں توسیع کرنے کے لئے ہندوؤں کے متروکہ مکان کو بلا اجازت حکومت ملا لیا گیا ہو۔ نیز حیدری کا سینٹ ٹھیکہ داروں سے خرید کر اور بعض مہاجرین

سے ہندوؤں کے مکانات کی اینٹیں وغیرہ سستے داموں خفیہ خرید کر مسجد میں لگائی گئیں ہوں تو کیا یہ ٹھیک ہے اور نماز درست ہے ؟

۳ : اب حکومت قابضین سے ہندوؤں کی متروکہ جائیداد کی قیمتیں وصول کر رہی ہے۔ اگر حکومت ان مکانوں، جنہیں بلا اجازت مسجد بنالیا گیا ہے، کی قیمت طلب کرے تو کیا قیمت ادا کرنے سے انکار کرنا شرعاً جائز ہے ؟ اور کیا ایسی مساجد شرعاً مساجد کا حکم رکھیں گی ؟ اور ان میں نماز بلا کراہت درست ہے ؟

۱ : نماز تو ایسی مساجد میں ہو ہی جاتی ہے لیکن ان کو مسجد کی حیثیت اس وقت حاصل ہوگی جب حکومت سے باقاعدہ منظوری حاصل کر لی جائے گی۔ اور جب تک حکومت سے اجازت حاصل کر کے اس کو مسجد نہ بنالیا جائے اس وقت تک اس میں نماز مکروہ ہوگی۔

۲ : جتنی مسجد پہلے تھی اس کے تو مسجد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور نماز بھی اس میں بلا کراہت جائز ہے۔ اور جو حصہ حکومت کی اجازت کے بغیر اضافہ کیا گیا ہے اس کا وہی حکم ہے جو کہ اوپر ہم حجاب نمبر میں لکھ چکے ہیں۔ اور جو چوری کا سیمنٹ اس میں لگایا گیا ہے۔ تو فرش پر جس جگہ وہ لگایا گیا ہے اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ خواہ پہلی مسجد کے حصہ میں یا اضافہ میں۔ اس کا حل یہ ہے کہ سیمنٹ وغیرہ کو اکھاڑ کر دوسرے پاک مال سے دوبارہ فرش بنالیا جائے۔ یا ان ٹھیکہ داروں سے کہا جائے کہ اس سیمنٹ کی قیمت حکومت کے خزانے میں داخل کر دو۔ پھر بھی پاک ہو جائے گا اور جو ایسا سامان مسجد کی چھت یا دیواروں میں لگا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے نماز تو مکروہ نہیں ہوتی لیکن سخت گناہ ہے۔ جس کا ازالہ بھی وہی ہے جو اوپر تحریر کر دیا گیا ہے۔ کذا فی املاہ الفقاویٰ ص ۶۰۵ و ۶۰۶ ج ۲۔

۳ : ایسے مکانات جو کہ بلا اجازت حکومت کے مسجد بنا دیئے گئے ہیں اگر اہل حکومت انصاف مکانات کی قیمت طلب کرے تو بلا تامل قیمت ادا کر دی جائے تاکہ وہ مکانات صحیح معنی میں مسجد بن جائیں ورنہ ان کے اندر نماز مکروہ ہوتی رہے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ

الجواب صحیح

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ : مفتی خیر الدین ملتان - پاکستان

مسجد تنگ ہو تو جبراً کسی کی زمین مسجد میں شامل کرنے کا حکم

قصبہ مخدوم عالی میں لوگ ایک مسجد کی توسیع کر رہے ہیں۔ رمضان شریف میں جمعہ کے دن لوگ نہیں سما سکتے۔ قریب ہی لوگوں کے مکان ہیں وہ نہیں دیتے باوجودیکہ ان کو معاوضہ بھی دیا جا رہا ہے۔ کیا اذروئے شریعت ان لوگوں سے جبراً زمین لے سکتے ہیں؟

اگر صرف رمضان المبارک کے جمعہ میں لوگوں کو تنگی ہوتی ہو تو اس کے رفع کرنے کا کوئی دوسرا انتظام کرنا چاہئے پڑوسیوں کے مکانات جبراً لے کر مسجد میں شامل کرنا درست نہیں ہوگا۔ البتہ انہیں رضا مند کر لیا جائے تو جواز ظاہر ہے۔ مسجد کے لئے جبراً اراضی حاصل کرنے کا حکم اس صورت میں ہے، جب کہ شہر میں دوسری مسجد نہ ہو۔

قال في نور العين ولعل الاخذ كرها ليس في كل مسجد ضايق بل الظاهر ان يختص بما لم يكن في البلد مسجد اخر اذ لو كان فيه مسجد اخر يمكن دفع الضرورة بالذهاب اليه نعم فيه حرج لكن الاخذ كرها اشد حرجا منه (شامی: مطبوعہ الکبریٰ الامیریہ: ج ۳، ص ۳۹۶)۔

”نعم فیہ حرج“ سے اس طرف اشارہ نکلتا ہے کہ یہ جزئیہ اس مسجد کے بارے میں ہے جس کے اندر پنج وقتہ نماز کے لئے تنگی ہوتی ہو۔ کیونکہ جمعہ یا عیدین کے لئے جامع مسجد یا عید گاہ میں جانا باعث حرج نہیں مطلوب و نامور شرعی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۲/۱۲/۱۳۷۷ھ

ایک صاحب مسجد کے اندر وضو کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا کہتے ہیں جبکہ

مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کا حکم

مسجد کے متصل وضو کے لئے الگ جگہ بنی ہوئی ہے۔ ان کا یہ فعل کیسا ہے؟

مسجد میں اس طرح وضو کرنا کہ وضو کا پانی مسجد میں گرے جائز نہیں۔ ان صاحب
الجواب کو اس عمل سے بہر صورت منع کر دیا جائے۔ وتكره المضمضة و
الوضوء في المسجد الا ان يكون ثمة موضع اعد لذلك ولا يصلي فيه وله
ان يتوضا في اناء كذا في فتاوى قاضی خان۔ اھ (عالمگیری ج ۱ ص ۵۷)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد میں بیٹھ کر انگریزی کتب پڑھنا پڑھانا جائز نہیں

ایک شخص مسجد میں انگریزی پڑھ رہا تھا، دوسرے نے اعتراض کیا کہ انگریزی پڑھنا
گناہ ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تورات پڑھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے غصہ کا اظہار فرمایا۔ پہلے نے جواب دیا کہ آج کل قرآن مجید بھی انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔
۲۔ بعض دینی مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ انگریزی، ریاضی، اور سائنس کی تعلیم دی جاتی
ہے۔ کیا مسجد میں دوسرے علوم کی تعلیم جائز ہے؟

الجواب
انگریزی زبان سیکھنے میں اگر کسی معصیت کا ارتکاب ہو، اور دین میں اس
سے نقصان نہ آئے تو سیکھنا درست ہے۔ (کذا فی فتاویٰ رشیدیہ: ج ۱ ص ۹۱)

اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اچھی نیت سے پڑھنا موجب ثواب ہے۔ اور غلط نیت
سے پڑھنے میں گناہ ہے۔ لیکن مسجد میں اس کا پڑھنا پڑھانا بہر حال درست نہیں۔ کیونکہ بعض
عام مباح امور جو فی ذاتہ جائز ہیں۔ مسجد میں ان کو بھی کرنا جائز نہیں۔ نیز انگریزی کتب میں
عام طور پر تصاویر ہوتی ہیں اور تصاویر مسجد میں لانا جائز نہیں۔

۲۔ تنخواہ دار ملازم کا بلا ضرورت مسجد میں بیٹھ کر قرآن و حدیث پڑھنا بھی درست نہیں۔ چہ جائیکہ
یہ علوم پڑھائے جائیں۔ واضح رہے کہ درس و تقریر اور چیز ہے اور تعلیم اور چیز ہے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد بن جانے کے بعد اس پر ہاشمی مکان بنانے کا حکم

مسجد کی چھت پر جس کے اندر نماز ادا کی جاتی ہے۔ ہاشمی مکان بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟
الجواب مسجد کا جو حصہ نماز ادا کرنے کے لئے ہوتا ہے اس کی چھت پر مکان تعمیر کرنا کسی صولت میں جائز نہیں۔ مسجد تحت الثری سے آسمان تک مسجد ہوتی ہے۔

”لو بنی فوقہ بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح امالو
 تمت المسجدية ثم اراد البناء مع الی قوله فیجب
 هدمه۔ ام (شامی: ج ۳، ص ۳۸۲ مطبعة الکبری الامیریہ)

فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
 ۱۴ / ۱ / ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 مفتی خیر المدارس ملتان

تعمیر مسجد میں اہل تشیع سے چندہ لینے کا حکم
 بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو کہ
 اہل تشیع سے محبت رکھتے ہیں۔

اور غور و نظر سے اندرونی عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ مکمل رافضی نہ ہیں اور نہ ہی تابوت اپنا نکالتے ہیں۔ اور
 نمازیں سب ہمارے پیچھے پڑھتے ہیں۔ جمعہ اور عیدین بھی ہمارے پیچھے پڑھتے ہیں۔ یعنی ہاتھ باندھ
 کر، ہم جیسی پڑھتے ہیں۔ اور بعض اہل تشیع جو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں وہ بھی کسی کے گھنے
 اور ترغیب دینے پر۔

دونوں قسم کے مسجد کی تعمیر میں امداد دینا چاہتے ہیں۔ کیا ان سے امدادی رقم لے کر مسجد
 کی تعمیر میں لگائی جاسکتی ہے یا نہ۔ انکار کی صورت میں بوجہ قریبی ہمسائیگی دل شکنی ہوتی ہے
 نیز کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ کی امداد کعبہ کی تعمیر میں لگائی گئی تھی؟

غیر مسلک کے لوگ بعض اوقات چندہ دینے کے بعد اپنے حقوق جتانے لگتے
الجواب ہیں۔ اور مستقل درد سر بنے رہتے ہیں۔ اگر یہ احتمال نہ ہو۔ نیز یہ خدشہ بھی نہ
 ہو کہ کل کو وہ سنیوں پر احسان جتائیں گے تو شرعاً ان کا چندہ لے سکتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۶۰۴) - فقط واللہ اعلم
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۹ / ۲ / ۱۴۰۷ھ

مسجد کا پیسہ بنک میں رکھنے کا حکم مسجد کی رقم بنک میں جمع ہے اس پر سود لگتا ہے کسی آدمی نے مشورہ دیا ہے کہ یہ رقم بنک

کی بجائے کسی کاروبار میں لگائیں۔ نفع اور نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے۔ آیا مسجد کے فنڈ سے کاروبار کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یا ویسے ہی بنک میں پڑی رہے، وہ درست ہے؟ مسجد کا پیسہ کاروبار میں نہ لگایا جائے۔ بنک کے کرنٹ اکاؤنٹ میرے رکھ دیں یا کسی ایسے امین کے پاس رکھ دیں جو حفاظت پر قادر ہو۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۱۱ / ۲ / ۱۴۰۷ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

رئیس الافکار غیر المندارس ملتان

محراب مسجد کے لئے راستے کا کچھ حصہ لینے کا حکم

حیدر آباد کی اکثر مساجد کی محرابیں باہر روڈ پر نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اس روڈ پر نکلی ہوئی محراب پر نہ تو حکومت کو اور نہ ہی اہل محلہ کو کسی قسم کا کوئی اعتراض ہوتا ہے۔ بصورت دیگر اگر محراب روڈ پر نہ نکالی جائے تو ایک صف کی جگہ کا نقصان تصور کیا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد کی محراب کا حصہ باہر روڈ پر نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

بر تقدیر صحت سوال صورت مسئلہ کی مذکورہ جزئیہ سے گنجائش معلوم ہوتی

ہے۔ قوم بنوا مسجد و احتاجوا الى مکان لیتبع

المسجد و اخذوا من الطریق و ادخلوه فی المسجد ان

کان یضر باصحاب الطریق لا یجوز وان کان لا یضر

رجوت ان لا يكون به بأس كذا في المصنوعات وهو
المختار كذا في خزانة المفتين - ۱ھ (عالمگیری ج ۲ ص ۳۲۸)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۷ / ۱ / ۱۴۰۸ھ

ملحق برآمدے کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم
بانی اول نے مسجد کے ایک طرف برآمدہ
بنایا۔ لیکن نیت یہ کی کہ حبیب کبھی دنیاوی

باتوں کی ضرورت ہوگی تو اس جگہ بیٹھ کر کریں گے۔ یعنی مسجد سے خارج رکھا۔ اب متولی مسجد بوجہ
ضرورت تو صبح مسجد اس کو مسجد میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ کیا داخل کر سکتا ہے؟

متولی مسجد جعل منزلاً موقوفاً علی المسجد مسجد

الجواب

وصلی الناس فیہ سنین ثم ترک الناس الصلوة

فیہ فاعید منزلاً مستقلاً جازلاً نہ لم یصح جعل المتولی

ایاہ مسجد - ۱ھ (ج ۲ ص ۳۲۷، عالمگیری)۔

جزئیہ بالاس معلوم ہوا کہ اس ملحقہ جگہ کو مسجد میں شامل کرنے کے بعد بھی یہ تمام احکام

میں پہلی کے مماثل نہیں بنے گی۔ البتہ ضرورت کے تحت ملائے میں کوئی حرج نہیں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۳/۴/۱۴۰۱ھ

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے لئے وقف قرآن مجید کو مدرسہ میں لے جانے کا حکم

مسجد کا قرآن شریف مدرسہ میں لے جا کر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے ہی صف بھی؟

اگر قرآن مجید اور صفیں مسجد کے لئے وقف ہیں۔ تو حبیب تک وہ قابل انتفاع

ہیں۔ انہیں کسی اور جگہ لے جا کر استعمال کرنا جائز نہیں۔

الجواب

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۲ / ۱۱ / ۱۴۰۱ھ

مسجد کی جگہ کو راستہ کیلئے لینا جائز نہیں
ایک مسجد کے شرعی کونہ کی طرف
مشرک ہے اس میں ٹرک وغیرہ گزارنے

میں تکلیف ہوتی ہے کیا مسجد کی زمین سے ایک فٹ جگہ رفاہ عامہ کیلئے لی جاسکتی ہے؟
مسجد کی جگہ اس مقصد کے لئے لینی درست نہیں۔

الجواب

” ان ابادوا ان يجعلوا شیاً من المسجد طريقاً

للمسلمین فقد قیل لیس لهم ذالک وانه صحیح کذا فی
المحیط۔ ۱ھ (عالمگیری: ج ۲، ص ۳۷۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۳ / ۴ / ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے قریب خالی جگہ میں ہسپتال بنانے کو ترجیح دیکھائے یا مدرسہ کو

تعمیر شدہ مسجد کو آباد کرنا مقدم ہے یا اس کے بالمقابل رفاہ عامہ کے لئے ہسپتال بنانا۔
جب کہ ہسپتال بنانے کا مقصد مسجد کی تخریب ہو۔ اور تبلیغی اور تعلیمی مشن کو روکنا پیش نظر ہو
حالانکہ متبادل رقبہ بھی موجود ہے۔ نیز مسجد کی تخریب کرنے والے کے بارے میں کیا وعیدیں
آتی ہیں؟

اگر ہسپتال کے لئے کوئی متبادل جگہ موجود ہو تو بہتر یہی ہے کہ مسجد کے ساتھ
ملحقہ زمین میں مدرسہ یا کوئی دینی مرکز تعمیر کر لیا جائے۔ کیوں کہ ہسپتال وغیرہ
کے لئے تو اور جگہیں بھی مل سکتی ہیں۔ اور مدرسہ کے لئے ملنا بہت مشکل ہے۔ مساجد کو بے آباد،

اور ویران کرنے والے کو قرآن حکیم میں بڑا ظالم کہا گیا ہے : فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۴ / ۵ / ۱۳۹۸ھ

مسجد کا سپیکر شادی بیاہ کس لئے دینے کا حکم مسجد کا سپیکر مسجد سے باہر کسی شادی بیاہ کے لئے جہاں گانے

بجانے اور ہر قسم کے خرافات ہوتے ہیں ، دینا جائز ہے یا نہ ؟ اگر نہ دیا جائے تو وہ ناراض ہوئے ہیں ۔ اسی طرح مسجد کی دوسری اشیاء مثلاً ٹاٹ وغیرہ کو مسجد سے باہر لے جانا ۔ اور ذاتی استعمال میں لانا کیسا ہے ۔ نیز مسجد کے پانی سے ایسے لوگ اگر غسل کرتے ہیں جو نماز ہرگز نہیں پڑھتے ۔ ان کے لئے یہ جائز ہے یا نہ ؟ ان کو روکنا جائز ہے یا نہ ؟

مسجد کا سپیکر شادی بیاہ میں گانے بجانے کے لئے ہرگز نہ دیا جائے ۔

الجواب

دینے والے سخت گناہ گار ہوں گے ۔ اس سلسلہ میں لینے والوں کو مسئلہ بتا دیا جائے ۔ اس کے بعد بھی وہ ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی کی مطلقاً پرواہ نہ کی جائے ۔ مسجد میں استعمال کرنے کے لئے مسجد کی وقف اشیاء کو مسجد سے باہر لے جا کر ذاتی ضرورت میں استعمال کرنا گناہ ہے ۔ اس لئے خود بھی بچا جائے اور دوسروں کو بھی بچایا جائے ۔ اور غیر نمازی کا مسجد میں آکر نمازیوں کی ضرورت کے پانی کو استعمال کرنا درست نہیں ۔ جو آدمی ناجائز امور سے روکتا ہے وہ درست کرتا ہے اس کی تائید کئی چلے ہے ۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد الوری عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کبھی بھی فروخت نہیں ہو سکتی اہل بستی نے ایک قطعہ اراضی واقع موضع بالیالہ اوتاڑ ، بنام مسجد خریدی ۔ جسٹری مسجد کے نام

کی گئی ۔ پھر مسجد تعمیر کر دی گئی ۔ ایک عرصہ تک وہاں نماز پڑھی جاتی رہی ۔ وہاں سرکاری سڑک تعمیر ہو رہی تھی ۔ چند افراد نے مسجد محکمہ کے ہاتھ بیچ دی ۔ وہاں دفتر بنایا گیا ۔ مسجد کے اندر کرسیاں ڈال کر رہائش رکھی گئی ۔ ریڈیو بچتا رہا ۔ بعد ازاں اسے مسمار کر کے سڑک میں شامل کر دیا گیا ۔ اب اس کا کھڑا کیا حکم ہے ۔ اور ایسا کرنے والے آدمیوں کا کیا حکم ہے ؟

مذکورہ قطعہ عیب اہل بستی نے خرید کر اس میں مسجد تعمیر کر دی تو یہ وقف ہو گیا ۔

الجواب

اب تا قیامت یہ جگہ مسجد رہے گی ۔ اس کی خرید و فروخت باطل اور کالعدم

ہے۔ دیدہ و دانستہ بیچنے اور خریدنے والوں کو انتہائی مذمت کے ساتھ تو بہ و استغفار کرنا چاہئے۔ اور اس جگہ کی بازیابی اور دوبارہ تعمیر مسجد کے لئے تعاون کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

فقط واللہ اعلم ، احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
 انجواب صحیح ، محمد صدیق غفرلہ ، مدرس خیر المدارس ملتان ۱۲۹۸/۲/۲۳ھ

روافض کو اہل سنت کی مساجد میں ہرگز نہ داخل ہونے دیا جائے

ہمارے چک نمبر ۱۰۴/۱۱-بی۔ میں اکثریت سنیوں کی ہے۔ اور تھوڑے سے گھر شیعوں کے ہیں۔ شروع سے اس میں اہل سنت و الجماعت اذان و اقامت کے ساتھ نمازیں ادا کرتے آئے ہیں۔ اور پیش امام بھی ہمیشہ سے جب سے مسجد بنی ہے آج تک اہل سنت کا ہوتا ہے چند دن قبل شیعوں نے اسی مسجد میں اپنی اذان و اقامت شروع کر دی، اور اپنی جماعت بھی کرانی شروع کر دی۔ یعنی دو اذانیں اور دو جماعتیں ہونے لگیں۔ اہل سنت کی بھی اور اہل تشیع کی بھی۔ کچھ فساد ہوا تو عدالت نے مسجد سیل کر دی۔

بعدہ عدالت پورے والا سے ”اے اسی“ صاحب نے فیصلہ فرمایا کہ مسجد اہل سنت کی ہے اس میں نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

مگر شیعوں نے پھر اپیل کر رکھی ہے کہ ہمیں بھی جماعت کرانے کی اجازت دی جائے۔ اب آپ فرمائیے کہ اہل سنت کی مسجد میں شیعہ اپنی اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟ حضرات شیعہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد میں چندہ دیا ہے اس لئے ہمارا حق ہے۔ مینو اتوجروا۔

امداد المفتین ج ۱ ص ۴۱- میں ہے کہ روافض کو مساجد اہل سنت میں آنے سے روکنا جائز ہے۔ نیز ان کو اجازت دینے میں فسادات کا دروازہ

الاجوبہ

کھولنا ہے۔ کیوں کہ اہل سنت کے پیشواؤں کو برا کہنا ان کے مذہب کا جزو ہے۔ بناءً علیہ شرعیت و انتظام کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ان کو سنیوں کی مسجد میں آنے سے روکا جائے۔ چندہ دینے سے استحقاق ثابت نہیں ہوتا۔

قال في الاشباه ويكره دخوله يعني المسجد عن اكل ذابيح

كربيتها ويمنع منه وكذا اكل موزة ولو بلسانه اه -

(الاشباه والنظائر احكام المسجد) - فقط والله اعلم -

احقر محمد النور عفا الله عنه نائب مفتي خير المدارس سلطان

کسی مسجد میں دوسرے سے فرقے کو دوسری اذان و جماعت کی اجازت دینا فساد و خونیازی کو دعوت دینا ہے۔ چہ جائیکہ شیعوں کو اہلسنت و الجماعت کی مسجد میں اس کی اجازت دیکائے یہ ہرگز جائز نہیں۔

والجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه مفتی خیر المدارس سلطان

۱۵ / ۷ / ۱۳۹۸ھ

طائفہ جو مسجد اپنے مہر کی رقم سے تعمیر کرائی ہو اس میں نماز کا حکم

مسماة ہندہ طائفہ نے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔ مسماة مذکورہ حلفیہ بیان دیتی ہے کہ اس مسجد کی تعمیر میں اس نے اپنے نکاح شرعی کی مہر والی رقم صرف کی ہے۔ نیز اس بیان پر تشریح پابند صوم و صلوة شخص، جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی ہے، کی تصدیق موجود ہے۔

تو سوال طلب امر یہ ہے کہ کیا مسماة مذکورہ کا حلفیہ بیان اور اس شخص کی تصدیق شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اور اس کی تعمیر کردہ مسجد کا کیا حکم ہے؟ اس میں نماز پڑھنا جماعت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی قاری عبد الرحمن مدرسہ عربیہ حفظ القرآن کمر وڈ پکا۔

الجواب

مذکورہ مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا درست ہے۔ کذا فی امداد المفتین۔

ج ۲ : ص ۵۶۶ - فقط والله اعلم

احقر محمد النور عفا الله عنه

۱۵ / ۱۲ / ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

مسجد کے کلاک کو سپیکر سے اس طرح جوڑنا کہ گھنٹے کی آواز سپیکر سے نشر ہو

آج کل ایسا گھڑیاں ایجاد ہو رہی ہیں جو مساجد میں لگایا جاتا ہے اور اس کو مسجد کے سپیکر کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے۔ جس سے ہر گھنٹے کی آواز ٹن ٹن اور نور سے لاؤڈ سپیکر سے نکلتی ہے۔ بظاہر اس کا فائدہ مسجد کو کوئی نہیں ہے۔ اور بات کو اس کی آواز زیادہ آتی ہے جس سے سونے والوں اور خاص کر مریضوں اور بچوں کے آرام اور سکون میں خلل آتا ہے۔ کیا اس کے مشابہت عیسائیوں کے گرجا گھر کی گھنٹی، اور ہندوؤں کے مندر کی گھنٹی سے نہیں ملتی؟ کیا اس گھنٹی کی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے لئے اس وقت رد نہیں فرما دیا تھا جب اذان کا معاملہ زیر غور آیا تھا؟ ایسا گھڑیاں مسجد میں لگانا شرعاً جائز ہے یا نہ؟

علاوہ مذکورہ مفاسد کے اتنی بلند آواز آداب مسجد کے بھی خلاف ہے۔ لہذا ایسی گھڑی مسجد میں نصب کرنا درست نہیں۔ آداب مسجد میں لکھا ہے۔

الجواب

والسادس ان لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالى

(عالمگیری: ج ۴: ص ۹۰)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد نور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفنا خیر المدارس

۴ / ۱ / ۱۴۰۹ھ

میوزیکل کلاک مسجد میں لگانے کا حکم

ہمارے محلہ کی مسجد میں نماز پنجگانہ جماعت سے ادا کرنے کی سہولت کے لئے ایک الارم نما کلاک آویزاں ہے۔ ہر پندرہ منٹ بعد نماز آواز دیتا ہے۔ جس کی نوعیت پندرہ منٹ، آدھ گھنٹہ، پون گھنٹہ، اور گھنٹہ پر مختلف ہوتی ہے۔ نوعیت یوں ہے پندرہ منٹ پر ٹوں۔ ٹاں۔ ٹاں۔ ٹوں۔ ٹوں۔ ٹوں۔

آدھ گھنٹہ پر۔ ٹوں۔ ٹاں۔ ٹاں۔ ٹاں۔ ٹوں۔ ٹوں۔

پون گھنٹہ پر۔ ٹوں۔ ٹوں۔ ٹوں۔ ٹاں۔ ٹوں۔ ٹوں۔

مندرجہ بالا صورت میں یہ کلاک مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں ؟
 ایسا کلاک مسجد میں آویزاں نہ کریں ۔ حج پھول کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی ۔
 فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۸/۶/۷ھ

الجواب

شیعہ کی دی ہوئی گھڑی مسجد میں نصب کرنا

ایک شیعہ نے مسجد کو گھڑی خرید کر دی ہے ۔ آیا اس کو لگانا جائز ہے یا نہیں ؟
 اگر اس گھڑی دینے میں کوئی غرض فاسد نہ ہو ، نیز آئندہ چل کر احسان بقلانے
 یا کسی اور ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو بے یمن کی گنجائش ہے فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۸/۵/۱۶ھ

الجواب

پانچ سال کے بچوں کو مسجد میں لانے کا حکم ایک مسجد کے خطیب صاحب میں وہ مسجد
 کے اندر نماز کے بارے میں بہت تشدد ہیں
 خاص کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بارے میں ۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں پانچ سال سے
 کم عمر کے بچے نہ آئیں ۔ اگر آ بھی جائیں تو سختی کے ساتھ منع فرما دیتے ہیں ۔
 دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے کتنی عمر تک کا بچہ داخل ہو سکتا ہے
 اس سلسلہ میں قرآن و حدیث یا دیگر ناخذہ شریعت میں کیا ہدایت ہے ۔ اور بچے کی نماز کے
 بارے میں کیا حکم ہے ؟

پانچ سال یا اس سے کم عمر کا بچہ عموماً بے سمجھ ہی ہوتا ہے ۔ حدیث پاک میں
 ایسے بچوں کو مسجد میں لانے سے منع کیا گیا ہے ۔

الجواب

لما اخرجہ السنذری مرفوعاً جنبوا مساجدکم و صبیانکم
 و مجانینکم ۔ (شامی ج ۱ : ص ۱۶۷) ۔ فقط واللہ اعلم ۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴۰۸/۱/۱۳ھ

محض کپڑے کے ذریعہ جگہ پر قبضہ کرنیوالوں کو اس سے منع کرنا چاہیے
 اکثر لوگ جب مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو اپنی جگہ

کو محفوظ رکھنے کے لئے کپڑا رکھ دیتے ہیں۔ اور اگر اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیں تو الٹا ناراض ہو جاتے ہیں۔ شرعی طور پر فیصلہ صادر فرمائیں ؟

الجواب جو شخص پہلے اگر مسجد میں نہ بیٹھا ہو۔ تو وہ اپنا کپڑا کسی جگہ مسجد میں قبضہ کرنے کی غرض سے رکھ دے، یہ شرعاً جائز نہیں۔ اور اس سے اس کا حق بھی قائم نہیں ہوتا۔ خواہ وضو رکے لئے جائے یا کسی اور غرض سے۔ پس جو محض جگہ قبضہ کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کو اس سے منع کرنا چاہیے۔ کذا فی امداد المفتین : ج ۲، ص ۵۶۲۔ نقلاً عن الشامیہ۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲۸ / ۱۱ / ۱۴۰۳ھ

مسجد کی کوئی چیز ضائع کر دی تو اس کی تلافی کی صورت

۱ : مسجد کی تعمیر کے لئے بانس اور پھٹے بنوائے گئے۔ فارغ ہونے پر وہ بیچ کر رقم مسجد پر لگ سکتی ہے ؟

۲ : پھٹے مسجد سے مانگ کر لے گیا۔ پھر واپس نہیں کئے۔ مسجد والوں کو بھی بھول گئے اب خاموشی سے اس کی قیمت دے سکتا ہوں یا بتا کر ادا کر دوں ؟

۳ : قیمت موجودہ وقت کے حساب سے دوں یا اس وقت کے حساب سے جب مسجد سے لئے تھے ؟

۴ : ایسے ہی کسی کی چیز اٹھالی یا اس سے لے کر ضبط کر لی۔ اب اس کی واپسی کا خیال آتا ہے چیز موجود نہیں۔ اس کی قیمت بتا کر واپس کرے۔ یا اگر واپس کرنے میں عار ہو تو اس کی قیمت صدقہ کر کے ثواب اس کو پہنچا دے۔ جائز ہے یا نہیں ؟

۱ : اب اگر مسجد کو ضرورت نہ ہو، تو بیچ کر قیمت مسجد میں جمع کرادی جائے۔

۲ : موجودہ وقت کے حساب سے قیمت دے دے۔ بتانے میں شرم

محسوس ہو تو وضاحت کئے بغیر مسجد کے فتنہ میں وہ پیسے دے دے۔ فان لم یقدر

علی مثله فعلیه قیمتہ یوم یختصموت ۱ھ۔ (ہدایہ، ج ۳ ص ۲۷۲)۔

۴ : جب تک مالک یا اس کا وارث شرعی موجود ہو اس کو قیمت دے وضاحت نہ کر سکتا ہو تو
اشاکہ دے کہ میں کسی وجہ سے یہ آپکو دینا چاہتا ہوں۔ جب اصل مالک یا اس کے وارث کا
ملنا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے بہ نیت ثواب صدقہ کر دے۔ فقط واللہ اعلم

الحق محمد النور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۸ - ۶ - ۲۰۲۰ھ

مسجد میں ذی روح کی تصویر آویزاں کرنا ناجائز ہے
ایک مسجد میں خانہ کعبہ کی تصویر جس میں
لوگ بھی نظر آتے ہیں۔ اور ساتھ دو عدد

تصویر مرغ کی بھی بنی ہوئی ہے، سامنے دیوار پر لگی ہوئی ہے۔ اور مسجد میں جماعت بھی ہوتی ہے کیا
نماز میں تو کوئی نقصان واقع نہیں ہوگا۔ ؟

الجواب
اگر مسجد میں کسی جاندار کی تصویر معلق ہو اور وہ بلا تکلف نظر آتی ہو۔ اس کا سر اور منہ کا
حصہ مٹایا بھی نہ گیا ہو تو ایسے مکان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

قال في الهندية ويكره ان يصلي وبين يديه او فوق رأسه

او على يمينه او على يساره او في ثوبه تصاویر۔ (ج ۱ ص ۵۷)۔

لہذا مرغ اور انسان کی تصاویر جو بلا تکلف نظر آتی ہیں تو نماز مکروہ ہے۔ فقہاء نے یہ حکم
عام مکانات کا بیان فرمایا ہے، مسجد میں تصویر ذی روح کی رکھنا قطعاً حرام ہے۔

فقط واللہ اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد میں سے یہ تصویر الگ کر دی جائے۔

والجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۳/۶/۲۰۲۰ھ

مسجد میں چٹائی کی ٹوپیاں رکھنے کا حکم
اکثر لوگ ثواب کی نیت سے مساجد میں چٹائی
کی ٹوپیاں نازیروں کے استعمال کے لئے

رکھ دیتے ہیں جس سے برہنہ سر لوگ اپنے سر کو نماز کے وقت ڈھانپ لیتے ہیں۔ کیا یہ فعل شرعاً

جائز ہے ؟ اگر ناجائز ہے تو عدم جواز کی دلیل دیں ۔

عند البعض ایسی ٹوپوں کو مسجد میں رکھنا ناجائز اور ان سے سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی کہتے ہیں ۔ اور وجوہ ذیل بتلاتے ہیں ۔

۱۱ یہ ٹوپیاں رکھنا احترامِ مسجد کے خلاف ہے ۔ بالخصوص جب ان کے تنکے نکل کر مسجد میں بکھرتے ہیں ۔ اور ان پر میل کی تہہ نظر آتی ہے ۔ پسینہ کی بو آتی ہے ۔ ان ٹوپوں کو پہن کر آدمی دوسروں کے سامنے نہیں نکلتا بلکہ شرماتا ہے ۔

مذکورہ ٹوپوں کی جو کیفیت سوال میں تحریر ہے ۔ اس لحاظ سے تو کراہت میں شبہ نہیں ۔ لیکن ہر ٹوپی اس طرح نہیں ہوتی ، ہر جگہ ذہن بھی یہ نہیں ہوتا ۔ پہننے والے بہر حال بہ نیتِ ادب پہنتے ہیں ۔ لہذا علی الاطلاق کراہت تحریمی کا حکم لگانا صحیح نہیں ۔ جہاں اہتمام کے ساتھ صاف ستھری ٹوپیاں رکھی ہوں ، پہننے والے بہ نیتِ ادب پہنتے ہوں ، اور وہاں کے عرف میں انہیں پہننا معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ، تو وہاں منع صحیح نہیں ۔ معہذا اگر انہیں ترک ہی کر دیا جائے اور گھر سے اہتمام کے ساتھ سر ڈھانپنے کے لئے کپڑا لے کر چلیں تو احسن ہے ۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان

یکم ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

مسجد میں سائیکل کھڑی کرنا
امام مسجد صاحب یا کسی دوسرے شخص کے لئے مسجد میں سائیکل رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا تو جروا ۔

مسجد میں سائیکل رکھنا بے ادبی ہے ۔ اس سے بچا جائے ۔ اور اگر ٹائروں پر سجاست لگی ہوئی ہو تو ناجائز ہے ۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

۱۰ / ۹ / ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی خیر المدارس ، ملتان

مساجد کے لئے چندے کا معروف طریقہ جائز نہیں عرض خدمت ہے کہ ہماری مسجد میں جمعہ کے دن صبح فجر کی نماز

کے بعد بچے لاد ڈسپیکر پر قرآن مجید پڑھتے ہیں اور مسجد کے لئے چندہ اکٹھا کرتے ہیں۔ کسی کا نام وغیرہ نہیں لیتے۔ یعنی فلاں شخص نے اتنے دیئے ہیں۔ صرف قرآن پاک کی آواز سن کر لوگ اپنے گھروں سے مسجد میں پیسے بھیج دیتے ہیں۔ تو کیا اس طرح سپیکر پر قرآن مجید پڑھ کر چندہ اکٹھا کرنا جائز ہے یا نہ؟
الجواب چندہ جمع کرنے کا مذکورہ طریقہ درست نہیں۔ گویا قرآن پاک کو حصول چندہ کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ یہ قرآن مجید کی شان اور عظمت کے خلاف ہے۔ ہندیہ میں ہے۔

من جاء الى تاجر يشترى منه ثوبا فلما فتىح التاجر الثوب
 سبح لله تعالى او صلى على النبي صلى الله عليه وسلم اراد به
 اعلام المشتري جودة ثوبه فذالك مكروه - (ج ۲، ص ۹)
 مسجد کی ضروریات کے لئے ایک آدھ مرتبہ اپیل کرنے کی گنجائش ہے۔ فقط واللہ اعلم
 بحجاب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 ۲۷ / ۵ / ۱۴۰۶ھ

مسجد کے پرانے ملبے کا حکم ایک مسجد نئی تعمیر کر رہے ہیں تو اس کے پرانے ملبے کا کیا حکم ہے۔ کیا کوئی شخص ذاتی استعمال کے لئے اپنے گھر اٹھا کر لے جاسکتا ہے یا اسے فروخت کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ نیز اگر امام مسجد از خود بغیر اجازت مقتدیوں کے اٹھا کر لے جائے اور اپنے تصرف میں لائے تو کیا اس کی امامت اور نمازوں میں اقتدار صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب اگر وہ ملبہ آئندہ مسجد کے کسی کام نہ آسکتا ہو تو منتظمین مسجد اسے فروخت کر سکتے ہیں اور اگر کچھ قیمت نہ رکھتا ہو تو ویسے بھی پھینکنا درست ہے۔ بہر دو صورت لینے والا اسے استعمال کر سکتا ہے۔ امام صاحب اس ملبے کی قیمت مسجد کو دے دیں۔

حشیش المسجد اذا اخرج من المسجد امام الربيع ان لم
 يكن له قيمة لا بأس بطرحه خارج المسجد ولا بأس بدفعه

والانتفاع به - ۱ھ (خلاصۃ الفتاویٰ : ج ۲ ، ص ۲۲۵) -

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ المحرم ۱۴۲۲ھ

جاء نماز زائد از ضرورت ہوں تو فروخت کرنے کا حکم

ایک مسجد میں مصلے بہت زیادہ جمع ہو گئے ہیں کیا ان کو فروخت کر کے مسجد کے لئے صف خریدنا درست ہے ؟ المستفتی : محمد شفیع کالی موری ، حیدر آباد سندھ۔

اگر اتنے زیادہ ہوں کہ آئندہ ضرورت پڑنے کا امکان نہ ہو تو فروخت کرنا درست ہے یا صفوں کی بجائے مصلے ہی استعمال میں لائے جائیں۔ فقط واللہ اعلم

الحجاب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
۲۳ / ۱۲ / ۱۳۹۸ھ

مسجد میں ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا
کسی صاحب نے مسجد کی محراب کے لئے رنگین بلب و مرچیں وغیرہ دی ہیں۔ کیا کبھی کبھی

روشن کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ استفتی : عبد الحمید رشید آباد کالونی ملتان
اسراف ہے بچا جائے۔

الحجاب صحیح
فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
الحجاب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۶ / ۳ / ۱۳۹۶ھ

جوار یوں سے چھپینی ہوئی رستم مسجد میں لگانے کا حکم

جوا کھیلنے کے پیسے پولیس سے لے کر مسجد کو دے دیتے کیا وہ مسجد کی کسی جگہ پر لگائے جا

سکتے ہیں یا نہیں ؟

مذکورہ رقم مسجد پر خرچ نہ کی جائے مالکوں کو واپس کرنی چاہئے۔ گو کچھ مدت کے بعد واپس کر دی جائے۔ فقط واللہ اعلم

الجواب

بندہ محمد عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ صدر مفتی

۱۶ / ۶ / ۱۴۰۷ھ

بیت اللہ کی تصویر والا قالین مسجد میں آویزاں کرنے کا حکم

ایک قالین جس میں خانہ کعبہ کا فولٹو ہے اور اس میں ذی روح کی تصویریں ہیں، لیکن نظر نہیں آتیں۔ اور اسی طرح دوسرے کی تصویریں بھی ہیں۔ لیکن ان کو ٹیپ وغیرہ کے ذریعہ سے پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔ وہ قالین مسجد کے سامنے والی دیوار پر بہت اونچا کر کے لٹکایا گیا ہے۔ خارجِ صلوٰۃ کی نظر پڑتی ہے۔ اور نمازی کی نظر نہیں پڑتی کیا ایسے قالین کو لٹکانے سے نمازیوں کی نماز میں تو کچھ حرج نہیں پڑے گا ؟

۲ : ایک آدمی دوسرے لوگوں کو دوسرے میں مبتلا کر کے اس مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے سے نفرت دلا کر خود بھی باجماعت نماز ادا نہیں کرتا۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی روکتا ہے کیا اس کا یہ کام درست ہے ؟

اس قالین کو دیکھا۔ اس میں کسی انسان کا فولٹو بلکہ کوئی عضو نظر نہیں آتا۔ البتہ مرغ

الجواب

نظر آتے ہیں ان کو مٹا کر یا رنگ لگا کر مسجد میں اس قالین کو لٹکا کر اس مسجد میں

نماز پڑھنا درست ہے۔ جب کہ نمازی کی نظر دورانِ نماز اس قالین پر نہ ٹھہرتی ہو۔ اس قالین کو لٹکانے کے متعلق جو فتوے پہلے خیر المدارس سے لیا گیا، اس کے سوال میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

۲ : درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ : ۲۱ / ۷ / ۱۴۰۳ھ

مال حرام سے بنی ہوئی مسجد کو منہدم کرانے کا حکم

۱۔ اگر مال حرام مثلاً سود، مفسد، رشوت، شراب کی آمدن وغیرہ سے کوئی مسجد تعمیر کر دی گئی ہو تو اس تعمیر کو برقرار رکھا جاسکتا ہے یا گرا دی جائے۔ اگر رائے کے ساتھ دلیل بھی بیان فرمادیں تو کرم ہوگا۔

رسولانا مفتی، عبدالرحیم (صاحب) دارالافتاء والارشاد، ٹیم آباد کراچی۔

الجواب

گرا نئے کے لئے تو دلیل کی حاجت ہوگی۔ برقرار رکھنے کے لئے تو دلیل کی ضرورت نہیں۔ خصوصاً جب کہ حسب سوال جمیع علماء و مستائخ کا عمل بھی اسی پر ہے۔ نیز فتاویٰ میں عموماً یہ لکھا ہے کہ ایسی مسجد شرعی مسجد نہیں اور اس کی بیع بھی جائز ہے تو گرا نئے کے بجائے کوئی ایسا شرعی حل تجویز ہونا چاہئے جس کے ذریعہ ایسی مسجد شرعی مسجد بن جائے۔

”مجموعۃ الفتاویٰ“ میں ہے کہ اگر کوئی شخص حلال مال سے عقد صحیح کر کے خرید کر کے وقف کر دے تو مسجد مقبول بن جائے گی۔ (بالمعنی) ج ۱ ص ۱۸۴۔ اس پر غور کیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ : ۸ / ۴ / ۲۰۰۸ھ

”یا محمدؐ لکھی ہوئی اینٹیں مسجد میں نصب کرنا ایک مسجد کو شہید کر کے پکی خشت کی نئی مسجد تیار کرانی ہے جس کے لئے

مینار و خشت خریدے ہیں۔ کچھ اینٹوں پر ”یا اللہ“ یا محمدؐ لکھا ہوا ہے۔ جو رقم مسجد مذکور کے لئے وقف کی تھی اس رقم سے یہ اینٹیں خریدی ہیں۔ اب سوال یہ ہے مسجد مذکور پر ایسی اینٹیں لگانا جس پر ”یا اللہ یا محمدؐ“ لکھا ہوا ہے۔ جائز ہے یا نہ؟

”یا محمدؐ“ کے لفظ سے اہل بدعت کے غلط عقیدہ کی طرف ایہام ہوتا ہے۔ لہذا

الجواب

مذکورہ اینٹیں نہ لگائیں۔ فقط واللہ اعلم

اسحق محمد النور عفا اللہ عنہ ۶ / ۸ / ۲۰۰۶ھ

مسجد میں مٹی کے تیل کا چراغ جلانا جائز نہیں

مٹی کے تیل والا لیمپ مسجد میں جلا سکتے ہیں یا نہیں ؟
الجواب مسجد میں کوئی بھی بدبو دار چیز لانی جائز نہیں۔ اس لئے مٹی کے تیل کا چراغ بھی درست نہیں۔ اگر کوئی اور صورت نہ ہو سکتی ہو تو مٹی کے تیل کا لیمپ مسجد سے باہر رکھا جائے، اتنی دور کہ روشنی مسجد میں پڑتی رہے۔

للحديث الصحيح في النهي عن قربان اكل الشوم و البصل
 المسجد قال الامام العيني في شرحه على صحيح البخاري
 قلت علة النهي اذى الملائكة و اذى المسلمين ولا يختص
 بمسجده عليه السلام بل الكل سواء ويلحق بما نص
 عليه في الحديث كل ماله رائحة كريهة مأكولاً او غير
 (شامخ ج ۱ ص ۶۱۹) - فقط والله اعلم -

احقر محمد انور عفا الله عنه نائب مفتی

۲۹ / ۱۲ / ۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا الله عنه

راستہ کی صرف اتنی مقدار مسجد میں شامل کر سکتے ہیں جس سے لوگوں کو ضرر نہ ہو

گورنمنٹ کے منظور شدہ احاطہ سے دس فٹ زائد جگہ سرکاری گلی کی، مسجد میں لے لی گئی
 اور اب اس مسجد کی نئی تعمیر کرنے لگے تو چار فٹ مزید جگہ لے لی گئی۔ گاؤں کا ۳ حصہ اس مزید
 جگہ لینے پر رضامند ہے۔ مگر ۱ حصہ جن کا راستہ متاثر ہوتا ہے، وہ رضامند نہیں ہیں آپ
 شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

تفتیح : جو لوگ رضامند نہیں اس تجاوز سے، ان کو کیا نقصان ہو رہا ہے ؟
جواب تفتیح : اب اس گلی سے ٹرائی اور لدا ہوا گڈا نہیں گزر سکتے۔ اور وہ لوگ
 زراعت پلشیہ ہیں۔ ان کو ہر وقت ان چیزوں سے کام رہتا ہے۔

الجواب

جواب: تنقیح میں مذکور ہے کہ اب اس رہتہ سے ٹرالی اور گڈا نہیں گزر سکتے اور زمینداروں کے لئے یہ چیزیں ضروریات سے ہیں۔ لہذا مسجد کا اس حد تک بڑھانا ان کے لئے ضروری ہے۔ مگر اسے جس قدر وہ سب بخوشی دیں، لے لیا جائے۔ اس سے آگے تجاوز نہ کیا جائے۔

فالدرا المختار جعل شئ من الطريق مسجد الضيقه ولم
يضر بالمارين جاز وفي رد المحتار افاد ان الجواز
مقيد بهذين الشططين: اه (امداد الفتاوى ج ۲ ص ۶۷۷)۔

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
۱۶ / ۵ / ۱۴۰۱ھ

اجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی غیر المدارس ملتان

اعلان گم شدگی کے ممنوع ہونے میں کچھ اور سامان برابر ہے

۱۔ جب کل پورے ملک میں یہ رواج پھیلا ہوا ہے کہ تمام مساجد میں ہر وقت گم شدہ اشیاء اور بچوں کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث اور فقہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گم شدہ کا اعلان مساجد میں نہیں ہونا چاہئے۔ جیسا کہ آیت قرآنی "وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً" اور احادیث مبارکہ جو صحاح ستہ میں موجود ہیں مثلاً شریف میں یہ الفاظ ہیں۔
انه سمع ابا هريرة رضي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
من سمع رجلاً ينشد ضالته في المسجد فليقل لا ردّها الله عليك فان
المساجد لم تبين لهذا۔ (مسلم شریف، ج ۱ ص ۲۱۱)۔

ایسی عبارات ابوداؤد شریف، ج ۱ ص ۶۸۔ ابن ماجہ شریف، ص ۵۶۔ میں بھی موجود ہیں۔ اور شامی، ج ۱ ص ۲۸۸ میں بھی اس طرح موجود ہے۔ حجة اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۹۳ سے بھی یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے۔ اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے انہی علتوں کو ذکر کیا ہے مگر ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ بچوں کی گم شدگی کا اعلان اس میں داخل

نہیں۔ اور اس پر وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ ضالہ ممنوعہ سے مراد متاع ہے اور بچے متاع نہیں ہیں اس لئے بچوں کی گم شدگی کا اعلان جائز ہے۔ لہذا آپ براہ کرم قرآن و حدیث و فقہ کی رو سے جواب صادر فرمائیں۔

الجواب صحیح یہی ہے کہ مساجد میں گم شدگی کا اعلان منع ہے۔ گم شدہ خواہ کسی جنس سے ہو۔ جائز کھنے والے صاحب کا قول قرین صواب نہیں۔ ضالہ کو متاع کے ساتھ خاص کرنا اور بچوں کو اس سے مستثنیٰ کرنا بلا دلیل ہے۔ نیز یہ تخصیص علت منع کے بھی منافی ہے مجمع بحار الانوار کی عبارت سے بھی عموم معلوم ہوتا ہے۔

ویدخل فیہ کل مال من بین لہ المسجد۔ ۱۱ (ج ۲ - ص ۱۰۰)۔

وفیہ ضالۃ المؤمن حرق النار وہی الضائعة من کل ما یقتنی

من حیوان وغیرہ۔ (ج ۲ - ص ۱۲۷)۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

۱۴۰۶ / ۶ / ۲۳ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

متولی مسجد کسی کو مسجد میں آنے سے روک سکتا ہے یا نہیں

کسی مسجد کے متولی نے اہل محلہ کے کسی فرد کو یا کسی نماز پڑھنے والے کو روک دیا ہے کہ میری مسجد میں نماز نہ پڑھا کریں۔ کیا ایسی مسجد میں ممنوع آدمی وغیرہ اگر نماز جمعہ یا کوئی اور نماز ادا کرے تو نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بنابر جواب ممنوعیت ممنوع کو نماز ادا کرنا کسی دوسری مسجد میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اگر روکنا کسی شرعی وجہ سے نہیں تو درست نہیں۔ ممنوع کی نماز بہر صورت مسجد میں ادا ہو جائے گی۔ متولی کے روکنے سے اس کی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۱۴۰۶ / ۲ / ۱۲ھ

مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کو سلام کرنے کا حکم جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو اس وقت ان میں سے بعض لوگ نماز و تلاوت

قرآن پاک میں مشغول ہوں تو اس صورت میں اگر آنے والا شخص سلام نہ کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ شخص گنہگار ہوگا؟ یعنی کیا اس پر لازم ہے کہ سلام کرے یا خاموشی سے اُکڑ بیٹھ جائے۔ بحوالہ وضاحت فرمائیں۔

الجواب اگر کچھ لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو اس طرح سلام کرے کہ جو عبادت میں مشغول ہوں ان کی عبادت میں خلل نہ آئے۔ السلام تحية الزائرين والذين جلسوا في المسجد للقراءة او التسبيح او لانتظار الصلوة ما جلسوا فيه لدخول الزائرين فليس عذرا ان السلام فلا يسلّم عليهم ولهذا قالوا و سلّم عليهم رجعهم ان لا يجيبوه اهـ (عالمگیری ج ۵ ص ۳۲۵)

فقط واللہ اعلم	اجواب صحیح
احقر محمد نور عفا اللہ عنہ	بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس بلقان ۱۶/۵/۱۴۰۴ھ	رئیس الافغانیہ المدارس بلقان

غیر مسلم مسجد میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں غیر مسلم چار عیسائی وغیرہ کے بچے مسجد میں امام صاحب کے پاس قرآن پاک پڑھ سکتے ہیں اور ہاتھ لگا سکتے ہیں؟ جب کہ دیگر مسلم بچوں کے ساتھ مل کر کلمات و نماز وغیرہ سننے سنانے میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

الجواب غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ باقی قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا، نماز کا سیکھنا وغیرہ اسلام لانے کے بعد ہونا چاہئے۔ صبی میز کا اسلام معتبر ہے اس لئے اس کو اسلام کی دعوت دی جائے۔

لابأس بدخول اهل الذمة المسجد الحرام وسائر المساجد و هو الصحيح - (ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۱) - فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ	بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

نمائندہ کارکنان جس صحنے کو نماز پڑھنے کے لئے متغین

کر دیں وہ ہمیشہ اسی کے لئے وقف رہے گا

بستی ارائیں واہن کی مسجد کو گرا کر اس کی جگہ نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے اس کا صحن پہلے کی نسبت وسیع کیا گیا ہے۔ احاطہ مسجد کی چار دیواری بھی تیار ہو چکی ہے۔ مسجد کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ مشرق میں وسط سے قدرے جنوب کی طرف اور دوسرا دروازہ شمالی طرف ہے۔ وضو کی جگہ بھی تیار ہو چکی ہے۔ مسجد کے صحن میں پختہ فرش سابق مسجد کی حدود سے کچھ زائد جگہ تک لگایا گیا ہے۔ باقی صحن میں پختہ فرش نہیں ہے البتہ ۱۹۷۳ء میں تعمیر مسجد کا اہتمام کر نیوالے چھ اشخاص نے بذریعہ بند صحن مسجد کا تعین اور حد بندی کر دی۔

حال ہی میں بستی کے چند نوجوانوں نے مل کر دروازہ کلال کی جنوبی جانب کنارہ میں طہارت خانے تعمیر کر دیئے۔ اس پر بعض صاحبان نے اعتراض کیا کہ یہ طہارت خانے اس حد کے اندر تعمیر ہوئے ہیں جو بذریعہ بند صحن مسجد میں شامل ہو چکی تھی۔ یہ اعتراض چار پانچ آدمیوں کی طرف سے اٹھایا گیا ہے۔ اس کے برخلاف طہارت خانے تعمیر کرنے والے نوجوانوں کا موقف یہ تھا کہ یہ جگہ صحن مسجد میں شامل ہی نہیں۔ کیوں کہ یہاں کوئی بند وغیرہ نہیں تھا۔ نیز اگر بند ہو بھی تو بذریعہ بند ان پانچ چھ اشخاص کو اس ٹکڑے کو مسجد کے صحن میں شامل کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ پھر اب تک اس ٹکڑے اور اس پر پڑے کچے صحن کو بطور مسجد استعمال نہیں کیا جاتا رہا۔ اس حد میں جوتوں کے ساتھ آمد و رفت اور اس جگہ وضو اور غسل کرنے کا عمل مسلسل چلا آ رہا ہے۔ بند لگانے والے اشخاص بھی یہی عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے اس ٹکڑے کو خارج از مسجد شمار کرتے ہوئے ہم نے مسجد کی سخت ضرورت کے لئے طہارت خانے تعمیر کر دیئے۔

جب بند لگانے والے اصحاب سے دریافت کیا گیا کہ آپ صاحبان نے اس کچے صحن میں جس کو آپ بذریعہ بند مسجد کا صحن تصور کرتے ہیں، کیوں اب تک احترام مسجد کو ملحوظ نہیں رکھا؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ ہماری غلطی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ جدید طہارت خلع اور ان کے محاذی ٹکڑا اراضی جو اصل میں آبادی
 دہ ہے جس کے مالکان بروئے کاغذات سرکاری آبادی دہ کے لوگ ہیں۔ صحن مسجد سے
 اس کو شامل کر لے دلے کل چھ اشخاص ہیں۔ باقی لوگوں سے اس معاملہ میں مشورہ نہیں کیا گیا۔
 ان حالات میں شرعاً ان چھ اشخاص کا اس کو بذریعہ بند صحن مسجد میں شامل کرنا درست ہوگا یا
 کہ مسجد میں شامل کرنے کے لئے اہل دیہہ کی رضا حاصل کرنا ضروری ہوگی۔ ان طہارت خانوں کے
 گرانے کا اہل دیہہ میں سے چھ اشخاص تقاضا کرتے ہیں باقی سب لوگ ان کے باقی رکھنے کے حق
 میں ہیں۔ بینوا تو جروا۔

الجواب

نقشہ مسجد دیکھنے سے یہ امر محقق ہے کہ جدید طہارت خانے (صحن) فرش مسجد
 کی اس حد بندی کے اندر ہیں جو صحن مسجد کی تعیین و حد بندی ۱۹۷۳ء میں تعمیر
 مسجد کا اتمام و انتظام کرنے والے اصحاب نے پختہ بند لگا کر کر دی تھی اور تین سال کا عرصہ اس پر
 گزر چکا ہے۔ اب قابل تحقیق امر یہ ہے کہ ان کی یہ حد بندی شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ ظاہر یہی ہے
 کہ شرعاً یہ معتبر ہے اور یہ لپڑا صحن مسجد بن چکا ہے بوجہ ذیل۔

۱ : منتظمین مسجد کا یہ فعل انفرادی و شخصی نہیں بلکہ بحیثیت نمائندہ و کارکنان اہل دیہہ
 ہے۔ عادیہ معروفہ نہیں ہے کہ اہل دیہہ یا اہل محلہ چند افراد کو منتخب کر کے ایسے کام ان کے
 سپرد کر دیتے ہیں اور کام ہوتا رہتا ہے۔ پانیہ تکمیل تک پہنچنے پر یہ کام سب کا سمجھا جاتا ہے
 نہ کہ خاص ان افراد کا۔

دوران کار مشورہ سے بھی ہوتے رہتے ہیں اور افہام و تفہیم بھی ہوتی رہتی ہے لیکن بستی یا
 اہل محلہ کے ہر فرد صغیر و کبیر، مرد و زن سے صراحتہ مشورہ یا رضا مندی حاصل کرنا جیسے معتذر
 ہے ایسے ہی خلاف عرف و عادت بھی ہے۔ الغرض ان کا یہ فعل سب کی جانب سے ہے۔ اور
 عرصہ تین سال میں کسی نے واقعی خصوصیت کر کے اس کے نقص کا مرافعہ نہیں کیا۔

۲ : اہل دیہہ کی یہ حقیقی ملک ہو یا حکمی کہ نہیں خصوصیت کے ساتھ ایسے قطعات سے انتفاع
 کا حق حاصل ہے۔ دونوں صورتوں میں اس کا حکم زیادہ سے زیادہ طریق عامہ کا ہوگا۔ اور
 طریق عامہ میں اگر ایک شخص بھی مسجد بنا دے اور اس میں اضرار نہ ہو تو مسجد بن جاتی ہے
 اور اس کے نقص کی اجازت نہیں۔

ذكر في المنتقى عن محمد في الطريق الواسع بني فيه اهل
المحلة مسجداً وذلك لا يضر بالطريق فمنعهم رجل
فلا بأس ان يبنيوا كذا في الحاوي - (هندية، ج ۲، ص ۳۴۳)
وفي موضع آخر رجل اخرج الى الطريق كنيفاً وميزاباً
فلكل واحد من عرض الناس ان يقلع ذلك ويهدمه
اذا فعل ذلك بغير اذن الامام (الى ابن قال) هذا
اذا بني على طريقة العامة بناءً لنفسه وان بني شيئاً
للعمامة كالمسجد وغيره لا ينقض ولا يضر كذا روى
عن محمد كذا في النهاية - (هندية، ج ۴، ص ۱۹۵) -

وفي الدر المختار وهذا كله اذا بني لنفسه بغير اذن
الامام وان بني للمسلمين كمسجد ونحوه او بني باذن
الامام لا ينقض - اه - (شاميه، ج ۵، ص ۳۹۲) -

حیث طریق عامہ کا یہ حکم ہے تو احاطہ برائے مسجد میں حدود مسجد بطریق اولیٰ ناقابل نقض
ہوں گی -

۳۔ اگر مسجد ہونے کے لئے ہر فرد کی رضا کو ضروری قرار دیا جائے تو مسقف حصہ بھی
مسجد نہ بنے گا۔ کیونکہ صراحتاً رضا ہر فرد کی تو حاصل نہیں اور یہ اسی مسجد تک محدود
نہیں رہے گا۔ بلکہ ایسی آبادیوں میں تعمیر شدہ تمام مساجد مسجد شرعی بننے سے خارج ہو
جائیں گی۔

بہر حال امور بالا سے یہی واضح ہے کہ بند کے اندر کا حصہ مسجد بن چکا ہے پس اس کے اندر
طہارت خانے بنانے درست نہیں۔ انہیں فوراً بند کر دیا جائے۔ باقی اس حصہ کے ساتھ معاملہ مسجد
جیسا نہ کرنا یہ ایک غلطی اور گناہ ہے۔ عوام کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ پختہ فرش لگنے ہی سے
احکام مسجد ثابت ہوں گے اور چھت مکمل ہو جانے کے بعد ہی ادب و احترام لازم ہوتا ہے
حالانکہ یہ غلط ہے۔ اس لئے خام صحن مسجد کے ساتھ لوگ مسجد جیسا برتاؤ نہیں
کرتے رہے۔ ہذا ما عندنا واللہ اعلم بالصواب

فقط ، بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۵/۱۰/۱۳۹۶ھ

غضب شدہ زمین پر بنائی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے

ہماری ملوکہ زمین قدیم سے مسجد کے ساتھ متصل چلی آرہی ہے۔ اب مسجد کی تعمیر جدید کے وقت کچھ لوگوں نے جبراً ہماری زمین مسجد میں شامل کر لی ہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے اور اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب اگر واقعہ یہ مسجد کسی کی ملوکہ زمین میں اس کی رضا مندی کے بغیر تعمیر ہو رہی ہے تو اس حصہ میں نماز مکروہ ہے اور تعمیر درست نہیں۔

وَكَيْدًا تَكْرَهُ فِي مَا كُنْتَ كَفُوقَ كَعْبَةِ وَفِي طَوَلِيقٍ اِلَى
قَوْلِهِ وَارِضْ مَخْصُوبَةً اَوْ لِلْفَيْرِ - اِه (در مختار علی الشامیہ ج ۱ ص ۲۵۲)۔

الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی
خیر المدارس ملتان ۱۵/۸/۱۳۹۹ھ

مسجد کی بجلی ذاتی استعمال میں لانے کا حکم
مسجد کی بجلی اگر کوئی استعمال کرے اور سارا خرچہ خود دے، تو کیا یہ جائز ہے؟

۲۔ نیز اگر مسجد کا لاؤڈ سپیکر کرایہ پر دیا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
دونوں صورتوں میں مسجد کا نفع ہے لہذا جائز ہے لیکن لاؤڈ سپیکر کے بارے میں مسجد کے اوقات ضروریہ کا ضرور خیال رکھیں۔ نیز مسجد سے کنکشن دینے میں اگر کسی

قانونی نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسا نہ کریں۔ فقط واللہ اعلم
الجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ
۱۹/۶/۱۳۹۸ھ

سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مسجد کا حکم

سرکاری اراضی میں بلا اجازت حکومت مسجد تعمیر کی جائے تو وہ مسجد شرعی مسجد کہلائے گی یا غیر شرعی کہلائے گی۔ حکومت پاکستان نے اسے غیر شرعی مسجد قرار دے دیا ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنے والے کو مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب بھی نہیں ملے گا۔ اس کے بارے میں آپ ہماری تشفی فرمائیں۔

حکومت سے اجازت حاصل کئے بغیر بنائی گئی ہر مسجد کو غیر شرعی مسجد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور نہ اسے توڑا جاسکتا ہے۔

ففي الخانية طريق العامة وهي واسع فبنى فيه اهل محلة مسجدًا للعامة ولا يضر ذلك بالطريق قالوا لا بأس به وهكذا روى عن أبي حنيفة ومحمد لأن الطريق للمسلمين والمسجد لهم ايضا بحر الرائق : ج ۵ : ص ۲۶۶ : فتاوى عالمگیری ج ۱۲ ص ۲۷۷ - میں بھی ایسے ہی ہے۔

وان مبنى المسلمين كمسجد ونحوه لا ينقض درمختار ج ۵ : ص ۳۸۰ -

یہ عام جگہ راستے وغیرہ میں بنائی گئی مسجد کے متعلق کہا ہے۔ اہل اسلام کو ہر محلہ میں مسجد بنانے کا حکم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببناء المسجد في الدورى في المحلات والقبائل - ابوداؤد شريف - بذل المجتهد - فقط والله اعلم

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ ۲۲/۵/۱۴۰۳ھ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد کی بوسیدہ صفوف کا حکم مسجد کی بوسیدہ صفیں ہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے آیا ان کو جلا دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جلا دیا جائے

تو کیا اس کی راکھ کو کسی محفوظ جگہ پر ڈالا جائے یا عام گندگی کی جگہ پر ڈال دیا جائے ۔
الجواب اگر وہ صفیں ناکارہ ہیں اور مسجد والوں نے بے کار کیے فارغ کر دی ہیں تو انہیں جلا سکتے ہیں ۔ کوئی بے جانا چاہے تو بے جا بھی سکتا ہے ۔

حشیش المسجد اذا اخرج من المسجد امام الربيع ان لم
 یکن له قیمة لا بأس بطرحه خارج المسجد ولا بأس
 برفعه والانتفاع به ۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۵)۔
 راکھ کو محفوظ جگہ ڈالا جائے ۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

۴ / ۱۱ / ۲۰۰۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مساجد میں پرائمری سکول کھولنا جائز ہے

مساجد میں اردو تسلیم دینا صحیح ہے یا نہیں ؟ گورنمنٹ نے پرائمری سکول مساجد میں
 کھولے ہیں ۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

چند وجوہ سے مساجد میں اردو تسلیم دینا درست نہیں ۔
 ۱۔ بالکل پھوٹے بچوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے ۔ درختار میں ہے ۔

” و میحرم ادخال الصبیان و المجانین حیث غلب تنجیہہم

والا فیکره ۔“ (شامی ج ۱ ص ۱۱۱)۔

بچے پاکی اور پیری کا خیال نہیں کر سکتے ۔

” اخرج المنذری مرفوعا۔ جنبوا مساجدکم و صبیانکم و مجانینکم
 و بیعکم و شراؤکم و رفع اصواتکم و سل سیوفکم و اقامة حدودکم
 و جبروہا فی الجمع و جعلوا علی ابوابہا المطاہرہ۔“ (شامی ج ۱ ص ۱۱۱)۔

۲۔ مسجد نماز ، تلاوت اور ذکر اللہ کے لئے ہے دنیوی تعلیم کے لئے نہیں ۔

” ان المسجد ما بنی لامود الدنیا “ (ہندیہ ج ۲ قدیم - ص ۹۴)۔

۳۔ دنیاوی باتیں کرنا مسجد میں منع ہے۔

كما قال عليه الصلوة والسلام يأتي على الناس زمان
يكون حديثهم في مساجدهم في امر دنياهم فلا
تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة رواه البيهقي في شعب
الايمان (مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۷۷)۔

ترجمہ :- لوگوں پر عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ اپنی دنیا کی باتیں اپنی مسجد
میں کیا کریں گے۔ لہذا تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی حاجت
نہیں ہے۔

۴۔ پہاڑے کھلوانے میں شور ہوتا ہے۔ اور مسجد میں ذکر اللہ کے علاوہ آواز بلند کرنا منع ہے۔
ان لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله تعالى - (عالمگیری، ج ۲، ص ۹۲)
۵۔ ایسے مدرس کا مسجد میں پڑھانا جوا حرجت لیتا ہو مکروہ ہے۔

كما في الهندية ولو جلس المعلم في المسجد والوراق يكتب
فان كان المعلم يعلم للحسب والوراق يكتب لنفسه فلا بأس
به لانه قربة وان كان بالاجرة يكره - (ہندیہ قدیم ج ۴ ص ۹۳)۔
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱/۳/۱۴۰۷ھ

غیر معتكف کے لئے مسجد میں سونا کیسا ہے ؟
المستفتی : قاری محمد رمضان : ساہیوال۔

مسجد میں سونا

مکروہ ہے۔ بیکرہ النوم و الاكل في المسجد لغیر
المعتكف - ۱ھ (شائع : ج ۲ ص ۱۸۴ مطبعة الکبریٰ)

الجواب

الجواب صحیح

محمد شریف جالندھری مہتمم خیر المدارس ملتان

الامیریہ)۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس

۱۳۹۸/۶/۲۳ھ

مسجد کیلئے زمین وقف کر دینے کے بعد وقف اس میں اپنی قبر نہیں بنوا سکتا

ایک مسجد کی حدود اربعہ تیس فٹ لمبی اور بارہ فٹ چوڑی ہے۔ صحن تقریباً پینتیس چھتیس فٹ لمبا اور چوبیس بجیس فٹ چوڑا ہے۔ اب مالک زمین کا ارادہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو دونوں طرف سے مزید رقبہ ملا دیا جائے۔ جو کہ اس مالک زمین کا پختہ ارادہ ہے اب اگر مالک زمین وہاں قبر بنانا چاہے تو کیا بنا سکتا ہے ؟

مذکورہ مسجد کے رقبہ میں مالک اپنی خوشی سے اضافہ کر سکتا ہے۔ نیز مسجد کے لئے وقف کر دینے کے بعد تو قبر نہیں بنائی جاسکتی ہے۔ اور وقف کرنے سے پہلے مالک کی ملکیت ہے جو چاہے بنائے۔ لیکن اس طرح علیحدہ قبر بنانا درست نہیں۔ عام قبرستان میں دفن زیادہ پسندیدہ ہے۔

بل ینقل الی مقابر المسلمین و مقتضاه انه لا یدفن فی مدفن
خاص کما یفعله بعض من یبنی مدرستہ و نحوہا و یبنی
لہ بقربہا مدفن۔ (شامی : ج ۱ ص ۸۳)۔ فقط واللہ اعلم۔
احقر محمد النور عفا اللہ عنہ

جو جگہ ایک دفعہ مسجد بن جائے تو پھر وہاں دوکانیں نہیں بن سکتیں

ایک مسجد بربط سڑک واقع ہے اور اس کا محراب بھی سڑک کی طرف ہے۔ مسجد بوجہ بوسیدہ ہونے کے شہید کر دی گئی ہے۔ اس وقت نئی تعمیر شروع ہے اہل محلہ کے کچھ لوگ اس حق میں ہیں کہ آگے سڑک کی طرف دوکانیں بنا دی جائیں۔ محراب اور مسجد کو نو یا دس فٹ پیچھے کر دیا جائے دوکانیں بن جائے مسجد کو نو کفیل بنا دیا جائے گا۔ کیوں کہ مسجد کے امام صاحب کی تنخواہ اور دوسرا خرچہ یعنی بل بھی یا چھوٹی موٹی مرمت کی صورت میں اہل محلہ اور باہر سڑک کے دوکانداروں سے چندہ مانگنا پڑتا ہے کوئی چندہ دیتا ہے اور کوئی نہیں دیتا۔ صرف اس خرچہ کو مد نظر رکھتے ہوئے دوکانیں بنانے کے حق میں ہیں۔ اور کچھ لوگ اس حق میں ہیں کہ مسجد کے محراب کے

دونوں طرف چھوٹی چھوٹی الماریاں بنادی جائیں اور وہ دوکانوں کی صورت میں استعمال ہوں۔
اور اندر سے مسجد کی زمین نہ لی جائے۔ صرف مسجد کی دیوار میں سے کھنڈی سی دیوار مصرف میں لائی
جائے۔

نوٹ : دونوں صورتوں میں مسجد طویل سٹوری ہوگی۔ لہذا التماس ہے کہ علما نے دین شریعت
کی رو سے رہبری فرمائیں۔

دوکانیں تعمیر کرنے کی دونوں صورتیں صحیح نہیں۔ کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد
شرعی بن جاتی ہے پھر وہ تاقیامت مسجد ہی رہتی ہے۔ دوسری صورت میں
بھی مسجد کی جگہ اور فضاء کو ذاتی سامان رکھنے کے لئے استعمال کرنا ہے جو کہ جائز نہیں۔

ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من اوقافہ۔
(شامی - ج ۳ - ص ۳۸۲) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۱۲/۲/۱۴۰۷ھ

مسجد میں نماز جنازہ کا اعلان کرنے کا حکم
نماز جنازہ، بچہ کی گم شدگی یا کسی جانور
کی گم شدگی کا اعلان مسجد میں کرنا جائز ہے
یا نہیں؟ یا گم شدہ اشیاء کے ملنے پر اعلان کیسا ہے علیحدہ علیحدہ حکم بتائیں۔

اگر سپیکر مسجد کے اندر ہو تو بجز جنازہ کے باقی اعلانات مسجد میں کرنا درست نہیں
اگر مشینری اور مارن وغیرہ ہیں تو مذکورہ اعلانات درست ہیں۔

حرمة المسجد خمسة عشر الى ان قال والخاص ان لا یطلب
الضالة فیہ - ۱ھ عالمگیری ج ۱ - ص ۹۴) - وف باب اللقطة
یا فی علی ابواب المساجد وینادی - ۱ھ (شامیہ ج ۳ - ص ۳۲۹)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

خیر المدارس ملتان ۱۰/۱۰/۱۳۹۸ھ

بندہ عبد الشار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

مسجد کو چندہ دینے کے بعد واپس نہیں لے سکتے۔ صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک مسجد کے فرش کے لئے پانچزار روپیہ متولی مسجد کو دیا لیکن کئی سال گزر گئے فرش وغیرہ نہیں بنایا گیا رقم ویسے ہی پڑی ہے۔ کیا شخص مذکور متولی مسجد سے رقم واپس لے کر کسی دوسری مسجد میں صرف کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینواتو جروا؛

الجواب

رجل اعطی دراهم فی عمارة المسجد او مصالح المسجد

قیل بانه یصح ویتم بالقبض اه (قاضی خان ج ۲ ص ۱۲۷)۔
فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲ / ۱۲ / ۱۴۰۶ھ

مسجد میں روزانہ نعرے لگوانے کا حکم ایک شخص مسجد کے اندر ہر روز نعرۃ تکبیر وغیرہ زور زور سے آواز میں ملا کر لگواتا ہے کیا مسجد میں نعرہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں۔

روزانہ ایسے نعرے لگانا ہستقل عادت بنالینا۔ اور لوگوں کو اس کا عادی بنانا درست نہیں۔ خیر القریب وثلاثہ میں ایسا عمل ثابت نہیں۔

فقط واللہ اعلم : عبد الستار عفا اللہ عنہ

مملوکہ وکانوں کے اوپر بنائی گئی مسجد کا حکم زید ایک مارکیٹ بنانا چاہتا ہے جس کے اوپر رہائشی مکان ہوں گے۔ اور ایک مسجد بھی ہوگی۔ کیا اس مسجد کی حیثیت شرعی مسجد جیسی ہوگی؟

مسجد ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا زیریں اور بالائی حصہ مسجد کے لئے وقف ہو

لہذا صورتِ مسئلہ میں اگر دوکانیں زید ہی کی مملوکہ میں تو ان پر تعمیر نہ ہونے والی

مسجد، مسجد شرعی نہیں ہوگی۔ اس کی حیثیت نماز کے لئے متعین کردہ ایک جگہ کی ہوگی۔ جس میں زید حسب منشاء تصرف کر سکتا ہے۔

قال في البحر وحاصله ان شرط كونه مسجدا ان يكون
سفله وعلوه مسجدا لينقطع حق العبد عنه لقوله تعالى وان
المساجد لله بخلاف ما اذا كان السرداب والعر موقوفنا
لمصالح المسجد فهو كسرداب بيت المقدس هذا هو ظاهر
الرواية الخ - (شامية ۱ ج ۲ ص ۳۸۲) فقط والله اعلم -

احقر محمد الوديع عفا الله عنه مفتي خير المدارس

الجواب صحیح

۴ / ۳ / ۱۴۰۸ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ - رئیس الافکار

مسجد کی ناقابل استعمال اشیاء منتظمہ کمیٹی کی اجازت سے فروخت کر سکتے ہیں

مسجد کی وہ اشیاء جو ناقابل استعمال ہو چکی ہوں مثلاً صوف وغیرہ ان کے مصرف کے بارے
میں شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے۔ کیا ان کو ضائع کرنے کی بجائے کسی جائز مصرف میں لگا دیا جائے؟
نا قابل استعمال اشیاء مسجد کی انتظامیہ کے فیصلہ پر فروخت کر دی جائیں کمیٹی
کی اجازت قاضی کی اجازت کے قائم مقام ہے۔

الجواب

اهل المسجد لو باعوا غلة المسجد او نقض المسجد بغیر اذن
القاضی الاصح انه لا يجوز كذا في السراجیه - ج ۲ - ص ۲۴۹ عالمگیری -

فقط والله اعلم

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

الجواب صحیح

۶ / ۴ / ۱۴۰۶ھ

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کے ہال کے نیچے مسجد کی ضروریات کیلئے تہ خانہ بنانا

ایک مسجد جس میں مسجد کے مین ہال کے نیچے ضروریات مسجد کے لئے تہ خانہ بھی بنایا جانا سٹے
پایا ہے اور یہ کہ نماز باجماعت مین ہال میں ہوگی۔ تہ خانہ کی موجودگی میں اوپر مین ہال میں باجماعت

نماز کی شرعی حیثیت کیا ہوگی ؟ یا تہ خانہ میں باجماعت نماز کا مستقل بند و لبست کرنا ہوگا ؟
الجواب اگر ابتداً مسجد ہی سے بیٹھے ہو گیا تھا کہ ضروریاتاً مسجد کے نیچے تہ خانہ بنایا جائے گا تو درست ہے۔ اوپر والی جگہ مسجد شرعی ہی کہلائے گی۔ تہ خانہ میں جماعت کا اہتمام ضروری نہیں۔

و اذا جعل تحتہ سردابا لمصالحہ اے المسجد جاز المسجد
 القدس (در مختار)۔ وفي الشامية واذا كان السرداب او
 العلو لمصالح المسجد او كانا وقفا عليه صار مسجدا۔ (پج ص ۳۷۰)۔

فقط واللہ اعلم
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس
 ملتان۔ ۱۵ / ۱۱ / ۲۰۰۸ھ

الجواب صحیح
 بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
 رئیس الافکار خیر المدارس ملتان۔

جو جگہ نماز کیلئے وقف تھی اس پر متولی رہائشی کمرہ بنادے تو اسے گرانا ضروری ہے

جس مسجد میں ایک مدت سے نماز ادا کی جا رہی تھی اس کو شہید کر کے اس جگہ پر رہائشی کمرہ، نمائشی ملینار اور وضو کی ٹوٹیاں بنادی گئیں اور کچھ حصہ باہر سڑک پر پھوڑ دیا گیا اور اوپر کی منزل پر بیت الخلاء وغیرہ بنایا گیا اور محراب کو ختم کر دیا گیا۔ یہ سب کچھ جان بوجھ کر کیا گیا اور مسجد کو ہٹا کر تعمیر کیا گیا ہے ایسی مسجد کے اندر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟ یہ مسجد حاجی غلام رسول صاحب نے تعمیر کر کے وقف کی تھی اور وہ فوت ہو چکے ہیں۔

الجواب قدیم مسجد کی جگہ اپنے طول و عرض سمیت تا قیامت مسجد رہے گی۔ متولیان کا کچھ جگہ کو مسجد سے خارج کرنا درست نہیں۔ نمازیوں پر اس کا احترام بھی مسجد کی طرح ضروری ہے۔ سابقہ مسجد کی زمین پر جو کمرہ تعمیر کیا گیا ہے اسے گرانا واجب ہے اور اسی طرح اس جگہ پر بنی ہوئی ٹوٹبول سے وضو درست نہیں۔

اما لو تمت المسجدية ثم اراد البناء منع ولو قال عنيت ذلك
 لم يصدق تثارخانية فاذا كان هذا فواقف فكيف بغيره

فیجب هدمه ولو علی حیدار المسجد - ۱ھ (شامی ج ۳ ص ۳۸۳)
الطبع الحکبری الامیریہ - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱/۳/۹۸ھ



قادیانی کی بنائی ہوئی مسجد کے بارے میں ایک قادیانی نے مسجد بنائی ہے کیا یہ مسجد کے حکم میں ہے ؟ اور اس کا گرانا جائز اور ،

ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر مسجد کا اطلاق درست نہیں ہے ۔ ایسے ہی غیر مسلم کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ اپنے عبادت گاہوں کی تعمیر مسجد کی طرز پر کریں یا ان کا نام مسجد رکھیں ۔ ولو جعل ذمی دارہ مسجد المسلمین و بناہ کما بنی المسلمون و اذن لهم بالصلوة فیہ فصلوا فیہ ثم مات یصیر میراثا للورثۃ و هذا قول الکلاہ (علگری ج ۲ ص ۲۵۳)
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۶/۲/۹۶ھ



میونسپل کمیٹی کی اجازت سے کوچے کے کچھ حصے کو مسجد کے بالائی حصے میں شامل کرنا

مسجد دھبی روڈ جھنگ صدر بوقت ” چھاپے جانے صحن مسجد ہذا سال ۱۹۶۳ء میں اس نیت سے اور اس ضرورت سے تعمیر کی گئی کہ بالائی صحن کے ناکافی ہونے کی بنا پر تین اطراف پر باجا میونسپل کمیٹی گلی پر تجاوز قائم ہوا ۔ تاکہ نمازیوں کی زیادہ سے زیادہ گنجائش ہو سکے ۔ اب اسی ضرورت کی بنا پر بالائی صحن مسجد (جس کی مندر یہ تین فٹ تک کوچہ میں آتی ہے) کا بڑھانا مقصود ہے سابق خطیب مسجد نے منسلک فتویٰ جاری کر کے گلی پر چھپت ڈالنا با اجازت کمیٹی یا بغیر منظوری کمیٹی ناجائز قرار دیا ہے ۔ وہ نقل یہ ہے ۔

احکام المسجد ○ وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ
فقہائے اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں متعدد احکام

بابت مسجد وضع فرماتے ہیں۔ ان احکامات کی رو سے مسجد دیگر مکانات کے اشتراک سے میز اور جدا ہونی ضروری ہے۔ علمائے امت نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ مندر پر یعنی فصیل مسجد مسجد کے اندر داخل نہیں بلکہ یہ خارج مسجد ہے۔ کما ہوا لفظ ہر من امداد الفتاویٰ۔ تاکہ اس کے نچلے حصہ کو مسجد نہ سمجھا جائے۔ بنا علیہ پڑوسی اپنے مکان کا شہتیر یا بالا وغیرہ مسجد پر نہیں رکھ سکتا اور ایسا کرنا اس کو شرعاً ممنوع ہے۔

بمیں مسجد سے ملحقہ گلی پر ارباب میونسپل کمیٹی کی اجازت سے یا بلا اجازت چھت ڈالنا بھی بدین شکل شرعاً ممنوع ہے کہ گلی پر چھت ڈالنے کے لئے کوئی شخص مسجد کی دیوار میں چٹائی کرے۔ اگر کرے تو مسجد کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے ہر مسلمان کو اس کے روکنے کا حق شرعاً حاصل ہے۔ اگرچہ جس حصہ پر چھت ڈالی جا رہی ہے اس کا نام دار القرآن یا دارالحديث ہی کیوں نہ رکھ لیا جائے جس طرح کمیٹی کی گلی کا نچلا حصہ دار القرآن یا دارالحديث نہیں کہلا سکتا اسی طرح اس کے اوپر والا مسقف حصہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ نیز جس طرح مسجد کی دیوار کے اشتراک سے چھت ڈالنا شرعاً ممنوع ہے اسی طرح اس چھت کی تعمیر کے لئے مسجد کے نام پر یا دار القرآن اور دارالحديث کے نام پر چھت کرنا بھی شرعاً ناجائز بلکہ فریب اور دھوکہ ہے۔ البتہ ایسا اہتمام کرنے والے شخص کی اس میں دنیوی منفعت ضرور ہے۔ جب مسجد کی مندر پر مسجد سے خارج ہے تو یہ گلی کیسے مسجد میں شامل ہوگی۔ یہ گلی اور اس کی چھت سب خارج از مسجد ہیں۔ اگرچہ میونسپل کمیٹی کی اجازت ہی کیوں نہ حاصل کر لی گئی ہو۔

شرعی پوزیشن واضح کر دی گئی ہے اس کے باوجود اگر چھت ڈالتے وقت مسجد کی دیوار میں کوئی اینٹ، آہنی سلاخیں یا شہتیر اور بالے وغیرہ رکھے گئے تو مسجد کے حقوق پر کھلا ڈاکہ ہوگا اور مسجد کی اصل صورت کو بگاڑنا ہوگا۔ لہذا ہر مسلمان کو ناشن کرنے کا حق ہوگا۔ یہ شرعی فتوے تمام حجت کے طور پر لکھا جا رہا ہے۔ کہ خود غرض افراد مسجد دھبی روڈ کے حقوق سلبی سے باز رہیں۔ اور فقہاء کرام کی کلام پڑھ کر خدا تعالیٰ سے ڈرائیں۔

غلام حسین سابق خطیب دھبی روڈ جنگ صدر عفی عنہ بقلم خود

و توسیع کنندہ مسجد ہذا ۸۰ / ۱۱ / ۱۷



اب علماء حضرات سے سوال طلب ذیل امور ہیں۔

۱ : تنگی بالائی صحن مسجد کی وجہ سے با منظوری میونسپل کمیٹی موجودہ چھت مسجد جس کی جنوبی مندریہ تین فٹ کوچہ کمیٹی پر واقع ہے کی سلاخوں میں سلاخیں ڈال کر مزید کوچہ چھتا جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ جب کہ مسجد کا فوق اور تحت مسجد ہونا چاہئے۔ اور یہاں ایسا نہیں ہے، نماز جائز ہوگی یا نہ ؟

۲ : اگر ایسی مسجد جس کا فوق کوچہ کمیٹی پر واقع ہے اور نماز جائز ہو، نیز اتصال صفوف نماز ہونے میں تامل کچھ نہ ہو، ثواب کامل جماعت کا ملتا ہو، گو مسجد سمجھنے میں تامل ہوگا یا نہ ؟

۳ : تعمیر شدہ مسجد کے متصل، ماسواہ صحن، باقی گلی کو چھت کر کرے ڈالنا اور انہیں بطور حجرہ مسجد و برائے تعلیم القرآن و حدیث ان کا استعمال جائز ہوگا یا نہ ؟

۴ : مجوزہ تعمیر کے لئے چندہ کرنا جائز ہوگا یا نہ ؟

۲۰۱۔ صورت مسئلہ میں با جازت کمیٹی کوچہ مذکورہ کو چھت کر، بالائی مسجد

کے ساتھ ملحق کرنا درست ہے اور نماز اس میں جائز ہے۔ نیز یہ حکم مسجد میں

الجواب

ہوگا۔ فوق و تحت کا حقیقہ مسجد ہونا ضروری نہیں۔ درمختار میں ہے۔

واذا جعل تحته سردابا لمصالحه اع المسجد جاز مسجد

القدس اه وفي الشامية واذا كان السرداب او العلول لمصالح

المسجد او كانا وقفا عليه صار مسجدا اه شربنہ لیدہ (ص ۳۸۲)

انہی عبارات کی بنا پر حضرات علماء نے ابتداءً یہ جائز رکھا ہے کہ نیچے موقوفہ دکانیں

بنائی جائیں اور اوپر مسجد ہو۔ علامہ رافعی رحمہ نے تحریر مختار میں مصالح کو عام رکھا ہے۔ لکھتے ہیں۔

وقول المصنف لمصالحه ليس بقيد بل الحكم كذلك اذا كان

ينتفع به عامة المسلمين على ما افاده في غاية البيان حيث قال

اورد الفقيه ابو الليث سؤال و جوابا فقال فان قيل اليس

مسجد بيت المقدس تحته مجتبع الماء والناس ينتفعون

به قيل انا كان تحته شئ ينتفع به عامة المسلمين يجوز

لانه اذا انتفع به عامتهم صار ذلك لله تعالى ايضا اه

علاوہ ازیں فقہاء رحمہ نے بوقت ضرورت کچھ راستے کو مسجد میں شامل کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو تو راستے کی فضا بطریق اولیٰ مسجد میں شامل کی جاسکتی ہے کیوں کہ چلنے والوں کو اس میں کوئی تنگی نہیں۔

جعل شیء ای جعل البانی من الطريق مسجدا لضيقه ولم يضر بالممارين
جواز لا نهما للمسلمين۔ (درمختار) وفي الشامية ظاهرة انه

يصير له حكم المسجد۔ ۱ھ۔ (ج ۳۔ ص ۳۹۴ و ۳۹۵)۔

جب یہ زیادتی مسجد ہی ہوگی تو مسجد کی سلاخوں میں سلاخیں ڈال کر اسے تعمیر کرنے میں حرج نہیں۔
۳۔ یہ جائز نہیں۔ جب کہ اسے تعمیر کرنے کے لئے مسجد کی دیوار یا سابقہ تعمیر کو استعمال کرنا پڑتا ہو۔
وفي الشامية ولا يوضع الجذع على جدار المسجد وان كان من اوقافه باه
۴۔ نمبر ایک کے لئے بنام مسجد چنیدہ کرنا جائز ہوگا۔ فقط والله اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ ۲۰/۲/۱۴۰۱ھ



مساجد و مدارس میں اپنا کتب خانہ کا حکم
مندرجہ ذیل مضمون پتھر پر لکھو اگر مسجد کی دیوار
پر چسپاں کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

اللہ جل جلالہ ————— محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا

ابوبکر رض۔ ————— عمر رض۔ ————— عثمان رض۔ ————— حیدر رض۔

۱۔ یہ کہ اسی قسم کا مضمون مدرسہ پر لکھنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز مدرسہ کا نام و مسک کا نام و مہتمم کا نام
لکھ کر دیوار پر چسپاں کرنا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا تو جردا۔

ہر دو سوالوں کا جواب یہ ہے کہ اپنے نام کے کتبے مساجد و اوقاف پر لگانا خلاف
سنت ہے۔ کوئی ایسا کتبہ جس میں صرف اظہار مسک کیا گیا ہو، کسی

مصلحت کے تحت ہو تو جائز ہے۔ البتہ خلاف مسک لوگوں کے قبضہ و غلبہ کا اندیشہ ہو
تو نام کے کتبہ کی بھی گنجائش ہے۔ فقط والله اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۰/۲/۱۴۰۲ھ

جو مسجد قبلہ سے معمولی منحرف ہو اس کو گرانے کا حکم

ایک مسجد کا رخ قبلہ سے معمولی ٹیڑھا ہو گیا ہے آیا اس مسجد کو منہدم کریں یا نہ ؟ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اسے گرا کر دوبارہ صحیح رخ پر تعمیر کیا جائے ؟
محمد شفیع کالی موری حیدرآباد

نماز کے وقت صفوں کو سیدھا کر لیا کریں مسجد کو شہید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

الحمد لله

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۲ / ۱۳۹۲ھ

مسجد کی دیواروں پر السیازنگ کرنا کہ جس سے بدبو آئے

مسجد کی دیواروں پر آئل پینٹ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ جب کہ دو چار دن اس کی بدبو بھی آتی رہتی ہے ؟

اگر اس میں بدبو ہوتی ہو تو جائز نہیں۔ مسجد میں پینٹ کرنے سے احتیاط کیجائے اگر بدوں بدبو والا پینٹ کریں تو مضائقہ نہیں۔ جس میں بدبو نہ ہو اس پینٹ

الحمد لله

کا نام پلاسٹک پینٹ ہے مگر واضح ہو کہ برش جو استعمال ہو اس میں خنصریر کے بال نہ ہوں۔ کیوں کہ جتنے اچھے برش ہوتے ہیں اسمیں خنصریر کے بال ہوتے ہیں۔ نیز یہ بھی کیا ضروری ہے کہ پینٹ ہی کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء جامعہ ہذا

فرش کی گرمی سے بچنے کے لئے پاک جوتے پہن کر مسجد میں چلنا

جمعہ کے دن گرمیوں میں مسجد کے صحن میں شامیانہ لگاتے وقت چپل پاک کر کے پہننا کہ پاؤں نہ

جلس۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں ؟

جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب

مسجد کے لئے مال کی وصیت کرنے کے بعد اس میں کمی کرنا

سائل کی دادی ہندو کے نام ایک دوکان ذاتی ملکیت تھی۔ سنول لہا کے ایک لڑکے نے اپنی والدہ صاحبہ کو کچھ رقبہ خدا کی راہ میں دینے کی تلقین کی۔ عرصہ پانچ چھ سال قبل وصیت نامہ تحریر کر دیا۔ کہ ملکیت کا چوتھا حصہ مسجد کو میری جائیداد میں سے دیا جائے۔ اور تحریری وصیت نامہ موجود ہے اور اس وصیت نامہ میں سے مبلغ دس ہزار روپے مسجد کو دے دیئے اور بقایا بطلان وصیت نامہ دینے میں۔ مگر گزارش یہ ہے کہ وصیت نامہ کرنے والی زندہ ہے اور یہ دریافت کرنا چاہتی ہے کہ میں نے جو وصیت نامہ تحریر کیا تھا اس میں کمی بیشی کر سکتی ہوں یا نہیں ؟ کمی کردہ رقم کو اپنے اہل و عیال، اقرباء و غرباء پر تقسیم کر سکتی ہے یا نہ ؟

موصی وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔ ہندیہ میں ہے کہ۔

الجواب

ویصح للموصی الرجوع عن الوصیۃ ثم الرجوع قد

ثبت صریحاً وقد ثبت دلالة۔ (ج ۴ ص ۲۲۲)۔

جب کل وصیت سے رجوع کر سکتا ہے تو اس میں کمی بیشی بطریق اولیٰ درست ہے۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۸ / ۳ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مستولی مشورہ سے امام و مؤذن مقرر کرے

مسجد کا مستولی (بانی) امام مقرر کرنے میں، مؤذن مقرر کرنے میں اختیار رکھتا ہے یا نہیں یعنی

متولی کے کیا حقوق ہیں اور کیا اختیارات ہیں آگاہ فرمائیں۔

حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے مسجد کا بانی امام و مؤذن کے تقرر میں مختار ہے لیکن پھر بھی دیندار ساتھیوں سے مشورہ کر لینا بہتر ہے۔ ہندیر میں ہے۔

الجواب

وللمتولی ان یستأجر من یشیخه المسجد یمکنه ونحو ذلك

باجرمثلہ اوزیادۃ یتغابن فیہا۔ (ج ۲، ص ۳۴۹)۔

متولی کی موجودگی میں مسجد اور اس کے متعلق دیگر اشیاء موقوفہ میں دوسرے لوگ تصرف کرنے کے شرعاً مجاز نہیں۔ ہندیر میں ہے۔

سئل الفاضل الامام شمس الاسلام محمود الازہدی عن

اہل المسجد تصرفوا فی اوقات المسجد یعنی احیاء المستغل ولہ

متولی قال لا یصح تصرفهم الاخر (ج ۲، ص ۳۵۰)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۳۰ / ۳ / ۱۴۰۸ھ

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مسجد کی صفائی سے جمع ہونی والا کوڑا کرکٹ کہاں پھینکا جائے

مسجد کی صفائی کرنے سے جو کوڑا کرکٹ اور صفوں کے تنکے وغیرہ جمع ہو جائیں تو ان کو کہاں پھینکا جائے؟ کیا عام کوڑہ کرکٹ پھینکنے کی جگہ جہاں ہر طرح کی اشیاء پھینک دی جاتی ہیں، پھینکنا درست ہے؟

محمد عرفان عمرانی : اورنگ زیب روڈ : ملتان

مسجد کا کوڑا کرکٹ کسی موزوں جگہ پر پھینکا جائے۔ گندگی اور بے حرمتی کی جگہ نہ پھینکیں۔

الجواب

یحوز رحمی برایۃ القلم الجدید ولا ترحی برایۃ القلم المستعمل

لاحترامہ بحشیش المسجد وحکاستہ لا یلقی فی موضع یخل

بالتعظیم اھ (درمختار) بقولہ لا یلقی، اے ما ذکر من

الحشیش والکناسۃ ۱۵ - (شامی، ج ۱، ص ۱۳۱) -

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۴/۹/۱۳۹۹ھ

مسجد میں مجلس نکاح منعقد کرنے کا حکم

مساجد میں نکاح پڑھانا صحیح ہے جب کہ نکاح کے بعد چھوڑے پھینکتے ہیں تو اس کی وجہ سے مسجد میں شور و غل ہوتا ہے ایک دوسرے کے اوپر گرتے ہیں تو شرعاً یہ جائز ہے یا نہیں ؟

سائل عبد الکرم ندیم

خطیب جامع مسجد رحمانیہ شاہ ستار آن بلیسی

عقد نکاح مسجد میں کرنا مستحب ہے البتہ حاضرین کو تاکید کی جائے کہ آداب مسجد کے خلاف کوئی حرکت نہ کریں۔ اگر یقین ہو کہ شرکار آداب مسجد کی رعایت

الجواب

نہیں رکھیں گے تو پھر خارج مسجد بہتر ہے۔

مباشرة عقد النکاح فی المساجد مستحب واختار ظہیر الدین

خلات هذا ۱۵ (عالمگیری، ج ۵، ص ۳۲۱) - وکذا فی الشامیۃ ج ۲

ص ۲۶۲ و ج ۱ : ص ۲۸۹ - وامداد الفتاوی ج ۱ : ص ۲۵۲ - و خلاصۃ

الفتاوی ج ۱۲ ص ۵۱) - فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی نعیم الدین سر ملتان

۱۵/۱۱/۱۴۱۰ھ

مسجد سے چڑھائیوں کے گھونسلے اتارنے کا حکم

مساجد میں چڑھائیاں روشنہ انوں میں یا کسی اور جگہ پر اپنے گھونسلے بنا لیتی ہیں جس کی وجہ سے مسجد میں تنگی گرتے رہتے ہیں تو شرعاً ان گھونسلوں کو ختم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جبردار۔

سائل۔ ممتاز احمد قاسمی غفرلہ

مستعلم جامعہ ہذا۔۔۔ ۱۰ ف مئی

اگر ان گھونسلوں کی وجہ سے صفائی نہ رہتی ہو تو انہیں ختم کرنا جائز ہے۔
ولا بأس برمي عشب خفاش و حمام لتنقيته اه (در مختار)۔

الجواب

(قوله لتنقيته) جواب سوال حاصلہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اقروا الطير على مكانتها فزاله العشب مخالفة للامر فاجاب بانہ
للتنقية وهي مطلوبة فالحدیث مخصوص بغير المساجد
(شامی ج ۱ ص ۴۹۰)

ولو كان في المسجد عشب خطاف او خفاش يقدّر المسجد لا
باس برميہ بما فيه من الفحاش كذا في الملتقط اه (عالمگیری
ج ۵ ص ۳۳۱)۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

۱۵ / ۱۱ / ۱۴۱۰ ھ

مسجد میں افطار کرنے کا حکم
سنا ہے کہ مسجد میں کھانا نہیں چاہئے لیکن رمضان المبارک
میں افطار وغیرہ نہیں کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کے متصل کوئی جگہ بنالیں جس میں افطار وغیرہ کر لیا کریں اور
مسجد میں نہ کریں۔ لیکن اگر کوئی ایسی مناسب جگہ نہ ملے تو مسجد میں بھی گنجائش
ہے۔ مگر دو باتوں کا ضرور خیال رکھیں۔ ایک یہ کہ مسجد میں کھانے کے ریزے وغیرہ نہ کریں اور مسجد
ملوث نہ ہو۔ اور دوسری یہ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔

الجواب

واعلم انه كما لا يحكره الاكل ونحوه في الاعتكاف الواجب
فكذلك في التطوع كما في كراهية جامع الفتاوى ونصه
يحكره النوم والاكل في المسجد لغير المعتكف واذا اراد
ذلك ينبغي ان ينوي الاعتكاف فيدخل فيذكر الله تعالى

بقدر مانوی اویصلی ثم یفعل ما شاء - (شامی ج ۲، ص ۱۲۶)

مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوٹہ ۱ - فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی

جامعہ نعیم الدار کس ملتان

۱۶ / ۱۲ / ۱۴۰۱ھ

اجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

مفتی نعیم الدار کس ملتان

مسجد کا ایک مینار بہت بلند وبالا تعمیر کرنا

آج کل عام رواج چلا ہوا ہے کہ بعض مساجد میں ایک مینار بہت اونچا بناتے ہیں جو کہ بہت فاصلہ سے نظر آتا ہے اور اس کی تعمیر پر بہت خرچ آتا ہے کیا یہ درست ہے ؟
اگر اتنے بلند مینار کی کوئی ضرورت نہ ہو اور محض زیبائش کے لئے بنایا جائے
تو جائز نہیں۔ مسجد کے پیسہ کو ضائع کرنا ہے۔

واما بناء منارة المسجد من غلة الوقف ان كان بناءها
مصلحة للمسجد بان يكون اسمع للقوم فلا بأس به وان
لم يكن مصلحة لا يجوز اه (عالمگیری ج ۵، ص ۳۲۲ - باب
آداب المسجد) - فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی نعیم الدار کس ملتان

۲۰ / ۱۰ / ۱۴۰۱ھ

رمضان المبارک میں ختم قرآن کے قریب مسجد میں رنگ و روغن کرنا

ہمارے ہاں معمول ہے کہ رمضان شریف میں ختم قرآن کی تقریب سے پہلے خوب اہتمام ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں مسجد میں رنگ و روغن بھی کیا جاتا ہے کیا یہ درست ہے ؟
عبد الخالق ایسٹ گارڈن کراچی

نختم قرآن کے موقع پر رنگ و روغن کو ضروری سمجھنا محض بے اصل ہے۔ مسجد میں جب ضرورت ہو رنگ کرالیں رمضان میں ہو یا غیر رمضان میں۔ بلا ضرورت

الجلال

اسراف ہے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۶ / ۱۴۰۵ھ

کسی عالم کی تقریر پر یکاڑ کرنے کے لئے مسجد کی بجلی صرف کرنا

مسجد کے اندر کسی عالم کی تقریر ٹیپ ریکارڈ کریں اور مسجد کی بجلی صرف کریں تو کیا یہ جائز ہے

یا نہیں ؟

مسجد کو اس بجلی کا معاوضہ دے دیا جائے۔ فقط واللہ اعلم۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

الجلال

۱۶ / ۱۰ / ۱۴۰۳ھ

سحری کے وقت مسجد کے سپیکر سے وقت کا اعلان کرنا

مسجد کے سپیکر سے روزہ داروں کو سحری کے وقت ٹائم بتلانا یا اعلان کرنا کہ اب ٹائم ہو گیا ہے بیدار ہو جاؤ سحری کھا لو۔ یا ٹائم ختم ہو گیا ہے سحری بند کر دو، جائز ہے یا نہیں ؟

محمد شفیع کالی سوری حیدرآباد

نفس وقت کا اعلان تو جائز ہے مگر بعض لوگ اس اعلان کے ساتھ ایسے الفاظ

شامل کر لیتے ہیں جو ان کے غلط عقیدہ کے مظہر ہوتے ہیں اور بعض اشعار وغیرہ پڑھنا

شروع کر دیتے ہیں جس سے گھروں میں تہجد و عبادت میں مشغول لوگوں کی عبادت میں خلل ہوتا ہے۔ یہ

درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ : ۲ / ۹ / ۱۴۰۴ھ

بیت الخلاء نماز کی جگہ سے کتنے دُور ہوں

بیت الخلاء مسجد سے کتنے فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ شرعاً کوئی تحدید ہے یا نہیں؟
 بینوا التوجہ بردا۔ سائل عبد الحکیم، موضع شاہ ستار، میلسی

بیت الخلاء کا نماز کی جگہ سے اتنا دُور ہونا ضروری ہے کہ وہاں کی بدبو وغیرہ نماز کی جگہ پر بالکل نہ آئے۔ کبیری میں احکام مسجد میں لکھا ہے۔

يجب ان تصان عن ادخال الرائحة الكريهة لقوله عليه السلام
 من اكل الثوم والبصل والكراث فلا يقربن مسجدنا فان الملائكة
 تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم متفق عليه ۱۵ (ص ۵۶۲)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۶ / ۱۴۰۹ھ

مسجد کو کسی نام سے موسوم کرنا
 آج کل معروف ہے کہ جو لوگ مساجد بناتے ہیں کوئی
 نہ کوئی نام مسجد کا تجویز کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے محلہ میں مسجد

بنائی ہے اور اس کا نام ”مسجد صحابہ رض“ تجویز کیا ہے۔ اس پر ایک صاحب معترض ہیں کہ
 مساجد سب اللہ کی ہیں مسجد کا کوئی خاص نام نہیں رکھنا چاہئے۔ اس بارے میں شرعی حکم بتلاویں۔
 چوہدری طالب حسین ضیاء

متولی مسجد صحابہ رض: پیلپز کالونی نزد ریلوے پھاٹک

مستاز آباد، ملتان

اگر نام رکھنا تعارف اور امتیاز کی غرض سے ہو تو درست ہے۔ قدیم سے
 مساجد مختلف ناموں سے موسوم چلی آرہی ہیں مگر سلف سے اس پر کوئی تحکیم

منقول نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۰ / ۸ / ۱۴۱۰ھ

منتظم مسجد ضرورت کے وقت اُجرت معروفہ لے سکتا ہے

ایک شخص عرصہ سے مسجد کا منتظم چلا آ رہا ہے۔ پہلے وہ راج گیری کا کام کرتا تھا اب کچھ معمر ہو کر کمزور ہو گیا ہے لیکن مسجد کا انتظام بدستور کرتا ہے۔ کیا اس کو مسجد کے فنڈ سے تنخواہ دے سکتے ہیں؟

مستری محمد حنیف مسجد کھجور والی

محکمہ نظم ام پورہ : بہاول نگر شہر

منتظم مذکور کو اس کے عمل کے مطابق مسجد فنڈ سے تنخواہ دے سکتے ہیں۔

الجواب

”سئل الفقیہ ابو القاسم عن قیم مسجد جعله
القاضي قیما علی غلاتها وجعل له شیئا معلوما یاخذ كل سنة
حل له الاخذ ان كان مقدار اجر مثله اه (عالمگیری ج ۲ ص ۳۴۰)

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۱۴ / ۲ / ۱۴۰۴ھ

دھلے ہوئے کپڑے مسجد میں خشک کرنا
کپڑے دھونے کے بعد انہیں خشک کرنے کے
لئے مسجد کے صحن میں یا مسجد کی صفوں پر پھینا

درست ہے یا نہیں؟

مسجد کے صحن کو کپڑے خشک کرنے کے لئے استعمال کرنا درست نہیں۔

الجواب

لان فیہ شغل موضع اعد للصلوة۔ (شامی ج ۱ ص ۴۸۹)

فقط واللہ اعلم۔ احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

۲۳ / ۱۲ / ۱۴۰۹ھ

مسجد میں انگلیاں چٹھانے کا حکم مسجد میں جب نماز پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے بیٹھے

اپنی انگلیاں چٹھانے لگ جاتے ہیں تو کی اس طرح مسجد میں انگلیاں چٹھانا درست ہے ؟
یہ عمل ویسے ہی مکروہ و ناپسندیدہ ہے ظاہر ہے کہ مسجد میں ایسا عمل کرنے سے اس کی کرامیت اور بڑھ جائے گی۔

ويكره ان يشبك اصابعه وان يفرق والفرقة ان يغزها
او يمدها حتى تصوت كذا في النهاية والفرقة خارج
الصلوة كرهها كثير من الناس (عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۶)
عالمگیری میں آداب مسجد میں لکھا ہے۔

وان لا يفرق اصابعه فيه (ج ۵ ص ۳۲۱)۔

فقط واللہ اعلم

مفت محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

۲۳ / ۴ / ۱۴۰۸ھ

مسجد میں سرور دار بھی میں کنگھا کرنا مسجد میں بیٹھ کر سرور دار بھی میں کنگھا کرنا درست ہے یا نہیں ؟

اگر بال اور پانی کے قطرات مسجد میں نہ گریں تو گنجائش ہے۔ معذرت بہتر یہ ہے کہ مسجد میں نہ کریں کہ آداب مسجد کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

مفت محمد انور عفا اللہ عنہ ۱۸ / ۲ / ۱۴۰۲ھ

مسجد کی رستم متولی سے چوری ہو جائے تو ضمان کا حکم

اگر مسجد کی رقم متولی سے چوری ہو جائے یا گم ہو جائے تو متولی پر قاتلات آئے گا یا نہیں۔ بلینوا تو جردا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ
اگر ستولی نے اس رقم کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کی اور اپنی رقم کی طرح اس کے حفاظت کی ہے تو اتفاقاً چوری یا گم ہو جانے سے اس پر ضمان نہیں آئے گی۔
بصورت دیگر اس پر ضمان لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم
احقر محمد انور عفا اللہ عنہ ۲۶/۴/۱۴۰۱ھ

فرضوں کے بعد دعاء سے پہلے چندہ کرنے کا حکم

مسجد کا چندہ فرض نمازوں میں سلام کے بعد دعاء سے پہلے کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
اس صورت میں لوگوں کی نمازیں اگر خلل پیدا ہوتا ہو تو اس سے اجتناب لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم۔
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

تحفظ کے لئے مساجد و مدارس کو رجسٹرڈ کر دانا

آج کل جو مدارس دینیہ اور مکاتب قرآنیہ و مساجد کو جو کہ وقف اللہ ہوتے ہیں رجسٹرڈ کر دیا جاتا ہے۔ اور اس رجسٹریشن سے کیا وہ ادارہ اپنی وقف اللہ کی حیثیت پر باقی رہتا ہے اور اس کی حیثیت پر کوئی اثر تو نہیں ہوتا؟ مزید یہ کہ ہماری معلومات کے مطابق رجسٹریشن کے فوائد بھی ہیں۔
۱ : اوقاف کا تحفظ مزید یقیناً جاتا ہے۔
۲ : مسلک کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

۳ : اندرونی و بیرونی شرور سے وہ ادارہ اور اس کے متعلقات محفوظ ہو جاتے ہیں۔

۴ : شوری کو اخلاص و یکسوئی سے کام کرنے میں سہولت ہو جاتی ہے۔

کیا اندریں احوال مدارس کی رجسٹریشن جائز ہے یا نہیں؟

مولا نا، محمد عابد (صاحب)

مدرس مدرسہ خیر المدارس : ملتان

دینی مدارس اور مذہبی اداروں کی سرپرش جس سے ان کے اغراض و مقاصد
مسلک و مشرب اور اوقات کا تحفظ ہو جائز ہے۔ بلکہ اگر اس کے بغیر حفاظت
و شواہد ہو تو سرپرش کو ضروری بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

۲۳ / ۲ / ۱۴۰۶ ھ

مساجد کیلئے فساد و فحشاء سے چند لینے کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى
أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ
فَإِنَّهُ مِنْهُمْ - الْآيَةُ - (پ ۱ ع ۱۱) -

اس کے علاوہ ”الحزب الاعظم“ جیسی مستند کتاب میں پچھلے
منزل میں مسلمان فساد کے زیر احسان نہ ہونے کی دعا ہے تاکہ دنیا و آخرت
میں اس کے احسانات کی مکافات سے امن رہے۔

ان حوالہ جات کے بعد حضرات علماء کرام سے استفسار ہے کہ مساجد
مدارس، یتیم خانے، شفا خانے، اور دیگر نجی راتی اداروں کی ضروریات
کے لئے رقوم فراہم کرنے میں یہ احتیاط بہت مشکل ہوتی ہے کہ کون
فاسق ہے اور کون صالح؟ کس سے چندہ لیں اور کس سے نہ لیں؟
اور بہت زیادہ احتیاط کریں تو ادارے کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں
حکم شرع سے آگاہی بخشی جائے۔

استفتی: حاجی وجیہ الدین، الوجیہ سٹریٹ کراچی

الاجوبہ

مساجد، مدارس، یتیم خانے اور دیگر اداروں کے لئے مسلمان کا چنندہ قبول کیا جاسکتا ہے۔ صالح ہو یا فاسق۔ جیسا کہ ہر مسلمان کی وفات پر جنازہ پڑھا جاتا ہے نیک ہو یا بد۔ مسلمان کی خیرات قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہے یا بد۔ ہر دینی ادارہ پر خرچ ہو سکتی ہے۔ السببہ ایک احتیاط ضروری ہے کہ مسجد میں حرام مال نہ لگایا جائے۔ اسی طرح مدارس وغیرہ میں بھی ان لوگوں سے عطیات نہ لئے جائیں جن کی غالب آمدنی حرام کی ہو۔ اگرچہ دینے والے کی غالب آمدنی حلال کی ہو تو وہ قبول ہو سکتی ہے۔ گو چنندہ دینے والا گناہگار ہو۔ آیت مندرجہ فی السؤال کو فاسق مسلمانوں کی خیرات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں تو مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی سوالات سے منع کیا گیا ہے۔

اور الحزب الاعظم میں جو دعا بار بار ہوتی ہے غالباً اس کے الفاظ یہ ہیں۔
اللهم لا تجعل لفاجر عندي نعمة اكافيه بها في الدنيا والاخرة۔

اس میں فاسق آدمی کے زہر بار احسان ہونے سے پناہ مانگی گئی ہے کہ کسی فاسق کا میری ذات و شخصیت پر کوئی احسان نہ ہو جس کا بدلہ دنیا و آخرت میں لینا پڑے اس سے مساجد و مدارس میں ان کا چنندہ قبول کرنے سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ کیوں کہ یہ چنندہ کسی خاص فرد یا شخص پر احسان کو نامقصود نہیں ہوتا۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۰/۴/۱۳۸۲ھ



وضو کے بعد اعضاء مغسولہ سے گرنے والے قطرات سے مسجد ناپاک ہوگی یا نہیں ؟

وضو کے بعد اعضاء مغسولہ سے مثلاً داڑھی وغیرہ سے پانی ٹپک کر مسجد میں گر جائے تو کیا جائز ہے یا نہ۔ ایک صاحب نے اسے حرام کہا ہے۔

عقیق الرحمن : ۷۷۵ راز ساہیوال

ماہر مستعمل اصح روایت میں پاک ہے۔

الجواب

کما نص علیہ المحققون وفي الدر المختار مع الشاخی۔

(وهو ظاهر) رواه محمد عن الامام وهذه الرواية هي المشهورة

عنه اختارها المحققون قالوا عليها الفتوى (ج ۱: ص ۱۸۵ شاخی)

وضوء کرنے کے بعد جو چھینٹیں داڑھی سے گریں وہ پاک ہیں ان کا مسجد میں گرنا ناجائز اور حرام نہیں۔ البتہ قصداً نہ گرائی جائیں اس سے احتیاط لازم ہے خود بخود گری جائیں تو کوئی حرج نہیں۔
فقط واللہ اعلم

عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی خیر المدارس ملتان
۲۳ / ۳ / ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
مفتی خیر المدارس ملتان

جو مسجد فخر و ریاء کاری کے لئے بنائی جائے وہ مشابہ مسجد ضرار ہے

ہمارے گاؤں کی آبادی تین سو گھر پر مشتمل ہے اس گاؤں میں تین مسجدیں تھیں ان میں امام بالکل جاہل تھے۔ ساری عبارت قرآن مجید کی نہایت معمولی طور پر پڑھا سکتے تھے باقی نماز روزہ کے مسائل سے بالکل مطلقاً ناواقف تھے۔ بدعات مثلاً اسقاطِ طور و ران، توالی، گیارہویں، تیجا، چالیسواں سالانہ، نختہ اور شادی کے بعض رسومات پورے زور سے جاری تھیں اور امام ان کی پوری حمایت کر رہے تھے اور اس پر عامل تھے۔ میں نے ہر چیز کو کشش کی کہ ان بدعات کا خاتمہ ہو اور صحیح سنت پر عمل درآمد ہو مگر ان امام صاحبان نے ایک نہ چلنے دی۔ اخیر گالی گلوچ تک گئے۔ ہر طرح صلح کی کشش کی مگر مجھے وہابی کا خطاب دے کر علیحدہ ہو گئے۔ واللہ مجھے ولایت سے کوئی واسطہ نہیں پس امام ابو حنیفہؒ کا مقلد ہوں اور ان کی تقلید کو فخر سمجھتا ہوں۔

اس کے علاوہ وہ امام صاحبان غیر اللہ کی نذر و نیاز کے پابند ہیں۔ خود دیتے ہیں لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کھاتے ہیں۔ اندریں حالات تنگ آکر دوسرے محلہ میں، اہل محلہ کے مشورہ سے تین سو گز دور سابقہ مسجدوں سے، ایک نئی مسجد بنالی ہے جو کہ محض توحید و

۱۔ اشاعت کے لئے تعمیر کی ہے۔ سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔
۲۔ اب وہ اس مسجد کی خلاف گاؤں میں پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ یہ مسجد ضرار ہے یہ ضد سے بنوائی گئی ہے
واللہ کوئی ضد نہ تھی مگر دین کی بربادی کو دیکھ کر برداشت نہیں ہو سکا اور یہ اقدام کیا ہے اب خدا
کے فضل سے مسجد آباد ہو گئی ہے۔ مگر لوگوں کے شبہات دور کرنے کے لئے جو وہ ایہام ڈال رہے
ہیں آپ کی تحریر کی ضرورت ہے۔

۱۔ جو مسجد ان حالات کے اندر اشاعت تو حید و سنت کے لئے بنائی گئی ہے وہ مسجد صحیح ہے
یا ضرار ہے۔

۲۔ اور اس مسجد کو ضرار کہنے والے کا کیا حکم ہے؟ اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟
جب اس مسجد سے دوسری مسجد کی دیرانی مقصود نہیں ہے تو یہ مسجد ضرار نہیں ہو
سکتی۔ مسجد ضرار وہ مسجد ہے جو فخر و ریا کاری، نفسانیت کے لئے یا رضا الہی
کے علاوہ اور کسی غرض کے لئے تیار کی جائے۔

تفسیر کشاف اور مدارک میں زیر آیت ضرار لکھا ہے۔

”پقیل کل مسجد بنی مباہاة او رباء او سمعة او لغرض سوع“

ابتغاء وجه الله او بمال غیر طیب فهو لاحق بمسجد الضرار۔

منقول از مجموعه الفتاویٰ، ج ۱۱، ص ۱۶۹؛ مولانا عبدالحیؒ

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفی عنہ

مخادم الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان ۱۲ اشوال ۱۳۸۰ھ

دنگل سے حاصل شدہ رقم مسجد پر لگانے کا حکم

ہم نے یعنی تمام اہل محلہ نے ایک دنگل کروایا تھا جس میں پہلوانوں اور تمام آدمیوں نے اللہ کے
واسطے کام کیا کہ ان کی تمام آمدنی مسجد پر لگائی جائے گی۔ اس دنگل میں ڈھول بھی بجوایا گیا
کیا یہ آمدنی مسجد پر لگ سکتی ہے یا نہیں؟

الحمد لله

یہ ڈنگل جیب کہ ایسے امور پر مشتمل ہوتا ہے جو بے
دغیرہ بجانا، کشفِ ستر کا ہونا، اس

ہے اسے مسجد پر خرچ کرنا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

بندہ محمد

۱۳ / ۵ / ۱۳۹۵ھ

عید گاہ کے درختوں کو مسجد کے لئے استعمال کرنے کا حکم

کوٹلہ عیس میں ایک ہی جامع مسجد ہے بوجہ ضرورت جماعت مسجد کے لئے ایک برآمدہ تیار
کیا جا رہا ہے تاکہ موسم گرما میں تکلیف رفع ہو جائے۔ برآمدہ کے لئے شہتیروں اور کڑیوں کی ضرورت
ہے۔ عمدہ شہتیر وغیرہ حسب منشاء دستیاب نہیں ہو رہے۔ عید گاہ کوٹلہ عیس میں شیشم کے
درخت ہیں۔

- ۱ : کیا عید گاہ سے حسب ضرورت درخت کاٹ کر مسجد پر لگایا جاسکتا ہے ؟
- ۲ : یا عید گاہ کو رقم مسجد کی طرف سے دے کر درخت کاٹا جائے جب کہ عرف میں عید گاہ جامع مسجد
کے برابر نہیں سمجھی جاتی۔
- ۳ : کیا عید گاہ پر چرم قربانی کی رقم صرف کی جاسکتی ہے جب کہ وہ رفاہ عام مثل ڈول درسی وغیرہ کے
ہو۔ عید گاہ کی تعمیر کے بعد جو رقم باقی بچ جائے وہ مسجد میں صرف کی جاسکتی ہے براہ راست
یا کسی حیلے سے اور خیلہ کونسا ہو ؟

اختلاف بین العلماء سے تعمیر کے کام میں رکاوٹ واقع ہو رہی ہے۔

اگر عید گاہ کی مصلحت ان درختوں کے باقی رکھنے میں ہے تو ان کا کاٹنا بالمعاوضہ
یا بلا معاوضہ جائز نہیں ہوگا۔ اگر ایسا نہیں تو مجلس منتظمہ و متولی کی صوابدید کے

الحمد لله

مطابق ان کا خریدنا جائز ہے۔ قیمت عید گاہ پر صرف کی جائے اور لکڑی جامع مسجد میں استعمال کی جائے۔

کما یظهر من العالمگیریہ ۱ ج ۲ ص ۳۵۱۔ وفی القسم الثانی الحکم

فی ذلک الی القاضی اب رأی بیعها وصرف ثمنها الی عمارة المقبرة

فله ذلك انه

۳ : حرم قربانی کی قیمت واجب التصدق ہے ۔

كما في الهداية ولو باع الجلد او اللحم بالدرهم تصدق بشمسه

وصرح في الحکابی بوجوب التصدق كما في الحواشي ۔

پس اس رقم کو عید گاہ ، مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں ۔ کیونکہ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں صرف کرنا جائز نہیں ۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی نیر المذاکر س ملتان

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

ائمہ اوقاف کیلئے محکمہ سے تنخواہ لینے کا حکم

مزارات اور مساجد پر حکومت کا قبضہ ہے جو آمدنی ہوتی ہے یکجا جمع کر دی جاتی ہے اور پھر بنک میں دے دی جاتی ہے جس پر سود لیا جاتا ہے تو اس سے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں ؟
محمد خلیل الرحمن پانی پتی سکھر

محکمہ ، مسجد کی آمدنی وصول کر کے مسجد کا مقروض بن جاتا ہے ۔ بعدہ جو رقم مسجد پر یا امام پر صرف کی جاتی ہے یہ محکمہ کی طرف سے ادائیگی قرض یا ضمان ہے اور وصولی قرض کے بارے میں شرعیہ تصور کیا جاتا ہے کہ قرض خواہ گویا بعدینہ اپنی رقم ہی وصول کر رہا ہے ۔ پس ائمہ اوقاف کے لئے تنخواہ وصول کرنے کی گنجائش ہے ۔ حصول تنخواہ کے سبب اگر دینی فتنہ اور ملامت فی الدین کے پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو تو علیحدگی مناسب ہے ۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی جامعہ خیر المدارس س ملتان

۳ / ۶ / ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح
مفتی محمد عفا اللہ عنہ
مہتمم جامعہ خیر المدارس س ملتان

واجب التصدق مال مسجد میں لگانے کا حکم

ایک شخص نے اپنی جوانی اور نمبر داری کے دور میں لوگوں پر ظلم و ستم کئے اور ان کا مال زبردستی چھینا جب یہ شخص حج پر جانے لگا تو عام اعلان کیا کہ جس کسی نے مجھ سے کوئی مال لینا ہو آکر لے جائے چنانچہ کچھ لے بھی گئے لیکن اس شخص کو خیال آیا کہ کچھ ایسے بھی لوگوں سے مال لیا ہے جو مسافر تھے اور جن کا پتہ معلوم نہیں کہ کون تھے، کہاں کے تھے۔ ان کا حق کیسے واپس کیا جائے۔ تو کیا ان کے حق کی رقم مسجد کو دے سکتا ہے؟

اللہ وسایا بنظم دارالمبلغین اکوٹ اردو منظر گرگڑھ

جن جن افراد کا حق باقی ہے اگر جہدِ بسیار کے باوجود ان کا پتہ نہ چل سکے تو ان کی طرف سے اتنا مال صدقہ کر دیا جائے۔ اور چونکہ یہ صدقہ کرنا واجب ہے اس لئے اس کا مصرف بھی وہی ہے جو دیگر صدقات واجبہ کا ہے۔ براہِ راست مسجد اس صدقہ کا مصرف نہیں بن سکتی۔

علیہ دیون و مظالم وجہل اربابہا و ائیس من علیہ ذلک من معرفتہم فعلیہ التصدق بقدرہا من مالہ وان استفرقت جمیع مالہ ام (درمختار علی الشامیۃ، ج ۳، ص ۳۳۳)۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی نعیر المدارس ملتان

الجواب صحیح

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الفتا

مسجد میں دینی کتب کے مطالعہ کا حکم مسجد شریف میں طلباء تکرار کرتے ہیں، مسجد میں شور مارتا ہے۔ بالخصوص منطق، معقولات، فلسفہ کیا یہ جائز ہے؟ تکرار آہستہ اور مطالعہ میں نیز دینیات و فلسفیات میں کوئی فرق ہے۔ یا دونوں جائز ہیں؟

حافظ عبد الرحمن، فیصل آباد

والسادس ان لا يرفع فيه الصوت من غير ذكر الله
والسابع ان لا يتكلم فيه من احاديث الدنيا۔

الحجۃ

(عالمگیری ج ۱ ص ۹۲)۔

اس عبارت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کتب فلسفہ کا تکرار و شور آداب مسجد کجالات ہے۔ دنیاوی باتوں سے فلسفیات کو کسی طرح کم نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور احادیث دنیا بچد میں ممنوع ہیں۔ اور دینیات کا تکرار بھی اصل تو یہ ہے کہ خارج مسجد ہو کہ شور نہ ہو جیسا کہ عام طور پر، دورانِ تکرار طلبہ میں ہو جاتا ہے۔ البتہ بوقت ضرورت احترام مسجد کا خیال رکھتے ہوئے آہستہ آواز سے اجازت ہے۔ مطالعہ بھی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ
نائب مفتی۔ ۶/۱۱/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ رئیس القمار

اہم متعین کرنے کا اختیار بانی مسجد کو ہے یا اہل محلہ کو

ایک شخص نے اپنی زمین میں اپنے ذاتی روپیہ سے مسجد تعمیر کرائی ہے اس مسجد پر دوسرے لوگ قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ قبضہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنا امام رکھنا چاہتے ہیں۔

سائل بنیاد علی شاہ، ممتاز آباد ملتان

البانی للمسجد اولى من القوم بنصب الامام والمؤذن
في المختار اذا عين القوم اصله ممن عينه البانی

الحجۃ

(در مختار : ج ۳ ص ۲۲۷)۔

بانی مسجد اگر دیندار یا بندہ صوم و صلوٰۃ آدمی ہے اور کسی متقی اور اہل کو امام و مؤذن مقرر کرتا ہے تو شرعاً یہ تقرر درست ہے اور بانی مسجد ہی اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ البتہ بانی مسجد اگر کسی نااہل کو امام رکھنا چاہے اور اہل محلہ نمازی اہل کو امام بنائیں تو اہل محلہ کا یہ فیصلہ قابل تریج ہوگا۔ بدون اس وجہ شرعی کے دوسرے لوگوں کو بانی مذکور کے ساتھ اس معاملہ میں مزاحمت درست نہیں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی

۲۵ / ۱۱ / ۸۵ ھ ۱۳

الجواب صحیح

غیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم خیر المدارس ملتان

متولی مسجد کے فنڈ میں کیا کیا تصرف کر سکتا ہے

- ۱۔ زید کے پاس برائے مدرسہ کچھ فنڈ جمع ہے اس میں وہ کسی قسم کا تصرف کر سکتا ہے یا نہیں ؟
کسی کو قرض دینا یا نوٹ کے بدلے میں بھان دینا یا مسجد کی یا اپنی رقم ملا کر رکھ دینا جائز ہے یا نہیں۔ عدم جواز کی صورت میں خائن تو نہیں ہوگا ؟
- ۲۔ مسجد کی چٹائی مدرسہ میں استعمال ہو سکتی ہے یا نہیں بصورت اجازت متولی۔
- ۳۔ مسجد کا ٹوٹا اور برتن اسی قسم کا سامان امام کے لئے اپنے حجرے میں لا کر استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں جب کہ نمازی رضا مند ہوں اور حجرہ بھی متصل مسجد ہو۔
- ۴۔ زید کو لوگوں نے مسجد کا خزانچہ اس قسم کا بنایا ہے کہ جب مرضی ہو خزانہ سے روپیہ لے کر اپنے کام میں استعمال کرے پھر لوہا کر کے واپس جمع کر دے۔ اس طرح روپیہ چلتا رہا۔ جب پاکستان بننے کا وقت آیا تو خزانچہ نے یہ کہا کہ یہ جو کچھ رقم باقی ہے اسے بھی تم ہی سلجھا لو۔ لیکن کسی نے بھی ہاں نہیں کی۔ تو اس میں پوچھنا یہ ہے کہ ایسے روپیہ کا کیا حکم ہے۔ اس میں سے اکثر تو وہ لوگ وہاں ہی رہے کہ اپنے ذاتی ضرورت میں خرچ کر چکے تھے اور جو کچھ بچا تھا تو وہ خزانچہ وغیرہ نے پاکستان آکر اپنی ضروریات میں خرچ کر لیا۔ کیا خزانچہ پر تمام کا تمام واجب الادا ہے یا نہیں یا ان لوگوں پر بھی ماحضروا کا دینا واجب ہے یا کسی پر بھی نہیں ؟

نوٹ لے کر بھان ریزگاری تو دے سکتا ہے لیکن قرض نہیں دے سکتا۔ اور اگر مدرسہ کی رقم اپنی رقم میں ملائے گا تو ضائع ہونے کی صورت میں ضمان آئے گی۔ قرض نہ دینا

کے لئے ملاحظہ ہو عالمگیری ج ۲ ص ۳۳۴۔

ولیس للقیم ان یاخذ ما فضل عن وجه عمارة المدرسة دینا لیصرفها الی الفقهاء وان احتاجوا الیه کذا فی القنیة۔

۲ : سئل ابو الفضل عن الوقف اذا كان ربيع غلته الى العمارة وثلاثة ارباعها الى الفقراء فلم تحتج المدرسة في تلك السنة هل يجوز للقيم ان يصرف من ذلك الى الفقهاء على وجه الدين و يأخذ ذلك من غلتهم من السنة الثانية اذا احتاج اليها فقال لا -

سئل ابو حامد فاجاب بمثله كذا في التا قار خانية (عالمگیری ج ۲ ص ۲۳۵)
اگر چٹائی مسجد کے لئے وقف ہے تو مدرسے کے لئے استعمال جائز نہیں۔

۳ : مسجد کا لوٹا یا برتن مدرس یا امام یا کوئی اور شخص خارج مسجد لے جا کر اپنی ذاتی ضروریات میں استعمال نہیں کر سکتا۔ ہاں مسجد کے اندر استعمال کر سکتا ہے۔ کما فی فتاویٰ دارالعلوم

دیوبند، ج ۲، ص ۱۷۹ -

البتہ مسجد کے چراغ سے مسجد کے اندر بٹھی کر تہائی رات تک مطالعہ کر سکتا ہے۔

۴ : اول تو مسجد کا روپیہ قرض لے کر اپنے ضروریات میں صرف کرنا جائز بھی نہ تھا۔ جیسا کہ حوالہ ط میں بیان کیا گیا۔ خزانچی نے اور دوسرے لوگوں نے غلطی کی ہے۔ اب خزانچی اور دوسرے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ مسجد کا روپیہ واپس کریں۔

فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ

الجواب صحیح

خادم الاقمار بخیر المدارس ملتان

غیر محمد عفی عنہ ۱۱/۱۰/۱۳۷۰ھ

مسجد کی دوکان بینک کو کرایہ پر دینا

کسی مسجد کی وقف زمین یا دوکان کسی بینک کو کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ مینو تو جروا۔
محمد یونس راولپنڈی

صاحبین کے نزدیک مسلمان کا کافر کو بیع خمر کے لئے دوکان کرایہ پر دینا جائز

نہیں (کما فی الہندیہ کتاب الاحیاء) حالانکہ بیع خمر کافر کے

لئے ایک جائز فعل ہے تو ایک مسلم کا دوسرے مسلمان کو سودی کاروبار کے لئے دوکان کرایہ پر دینا

الجواب صحیح

کیسے جائز ہو گا جب کہ سودی کاروبار دونوں کے لئے ناجائز و حرام ہے بلکہ ذمیوں کو بھی ایسے کاروبار کی شرعاً اجازت نہیں۔

لقولہ علیہ السلام الامن ارجی فلیس بیننا و بینہ عہد۔
(ہدایہ : ج ۲، ص ۳۱۸)۔

نیز اس زمانہ میں حبیب کہ عوام کے ایمان میں ضعف آچکا ہے اور بد عملی ہو رہی ہے ایسے سودی اداروں کا قیام مسجد میں آجانا ان کے دل سے اس لعنتی کاروبار کی نفرت ختم کر دینے کا باعث ہو گا۔
بنام بریں مسجد کی دوکان وغیرہ بینک کو کرایہ پر دینی درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم
بجواب صحیح
بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ

نائب مفتی . ۲۷ / ۱۱ / ۱۳۸۵ھ

خیر محمد عفا اللہ عنہ مہتمم خیر المدارس

سرکاری زمین میں بلا اجازت بنائی گئی مساجد کو وکالے کا حکم

بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جو مساجد سرکاری اراضی میں حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہیں وہ شرعاً مساجد نہیں ہیں اور حکومت نے ان کو مسامحہ کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے۔ اس حکم کی زد میں بہت سی ایسی مساجد بھی آئیں گی جو مسلمانوں نے ضرورت کی بنا پر بنائی تھیں اور ایک طویل عرصہ سے مسلمان ان میں نماز پڑھتے ہیں کیا ایسی مساجد کا شہید کرنا جائز ہے ؟

سائل : نور حسین

مکان نمبر ۱۴۹، گلی نمبر ۳، لیاقت اشرف کالونی

محمود آباد، کراچی

باسمہ تعالیٰ !

الحمد للہ

مساجد شعاثر اسلام میں سے ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے شرف و فضل اور احکام کو مختلف جہات سے بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے قرآن کریم کی آیات پر نظر ڈالئے۔ ارشاد باری ہے۔

» وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسُغِيَ

فِي خَرَابِهَا -

ترجمہ ! اور اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے سے اور ان کے اجاڑنے کی کوشش کی ؟

آیت کریمہ جہاں مساجد کے شرف و فضل کو بیان کر رہی ہے وہاں مساجد کے منہدم کرنے والے اور اس کی تخریب کی کوشش کرنے والے کی شدید مذمت کر رہی ہے اور ایسے شخص کو سب سے بڑا ظالم کہا جا رہا ہے۔ آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو مساجد کی تعمیر اور ان کی کثرت سے روکا نہیں جائے گا بلکہ اس سلسلہ میں ان کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ چنانچہ مفسر ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی اپنی تفسیر ”الجامع لاحکام القرآن“ میں اس آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں -

ولا يمنع من بناء المساجد الا ان يقصد الشقاق والخلاف

بان يبنوا مسجدا الى جنب مسجد او قرية يريدون بذلك

تفريق اهل المسجد الاول وخرابه - (ج ۲، ص ۷۸) -

ترجمہ ! مساجد کی تعمیر سے کسی کو روکا نہیں جائے گا۔ سوائے اس کے کہ تعمیر کرنے والوں کا ارادہ اختلاف اور پھوٹ ڈالنا ہو۔ اس طرح کہ وہ کسی دوسری مسجد کے پہلو میں یہ مسجد تعمیر کریں اور ان کا مقصد پہلی مسجد کے نازیلوں میں تفریق ڈالنا ہو۔
_____ امام راندیؒ اپنی تفسیر میں یہ رقم فرماتے ہیں -

”السعي في تخریب المسجد قد يكون بوجهين احدهما منع

المصلين والمتعبدین من دخوله فيكون ذالك والثاني بالهدم

والتخریب“ (ص ۶۸۲، ج ۱) -

ترجمہ ! مسجد کی تخریب کی کوشش دو صورتوں سے ہوتی ہے (۱) ایک نماز پڑھنے والوں سے اور عبادت کرنے والوں کو مسجد میں داخل ہونے سے روکنا۔ (۲) مسجد کو دیرالسنے اور منہدم کرنا۔

_____ اور سورۃ ”توبہ“ میں ہے -

انما يعمر مساجد الله من امن بالله واليوم الآخر و اقام

الصلوة وأتق الزكوة ولم يخش إلا الله فعسى أولئك أن

يكونوا من المهتدين۔ (سورہ توبہ : پ ۱ : ع ۳)۔

ترجمہ ! اہل اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں ۛ

آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی مساجد حقیقتاً ایسے ہی اولوالعزم مسلمانوں کے دم سے آباد رہ سکتی ہیں جو دل سے خدائے واحد اور آخری دن پر ایمان لایچکے ہیں۔ جو ارح سے نمازوں کی اقامت میں مشغول رہتے ہیں۔ اموال میں بجا قاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اسی لئے مساجد کی صیانت و تطہیر کی خاطر جہاد کے لئے تیار رہتے ہیں۔

آیت کریمہ سے بصرحت یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مساجد کی تعمیر کرنا کسی کے ایمان کی بڑی شہادت ہے۔ علامہ قرطبی اس آیت کے ذیل میں رقم طراز ہیں۔

» دلیل علی ان الشہادۃ لعمار المساجد بالایمان صحیحۃ وقد

قال بعض السلف اذا رأیتم الرجل یعمرمساجد فحسنوا بہ

الظن ۛ (تفسیر جامع الاحکام القرآن ، ص ۹ - ج ۸)۔

ترجمہ ! آیت کریمہ اس امر پر دلیل ہے کہ مساجد کی تعمیر کرنے والوں کے ایمان کی شہادت صحیح اور درست ہے۔ اسی لئے بعض سلف کا قول ہے کہ جب تم دیکھو کوئی شخص مسجد کی آباد کاری میں کوشاں ہو تو اس کے ساتھ حسن ظن رکھو ۛ سورہ نور میں ارشاد ہے۔

» فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ

فیہا بالغدو والأصال ۛ (سورہ نور پ ۱ : ع ۵)۔

ترجمہ ! ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ہے ان کو بلند کرنے کا اور وہاں اس کا نام پڑھنے کا۔ یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور شام ۛ

اس سے پہلے کی آیتوں میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔ پھر مومنین مہتدین کو اس نور النبی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے اس کو ایک بلیغ مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا جا رہا ہے کہ یہ روشنی اللہ کے ان گھروں (مساجد) میں ملتی ہے۔

جن کو بلند رکھنے اور ان کی تعظیم و تطہیر کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کو ہمیشہ ذکر، تسبیح اور عبادت الہی سے آباد رکھا جائے۔ آیت کریمہ سے بصراحت مساجد کی تعظیم اور ان کو آباد کرنے کرنے کا حکم معلوم ہو رہا ہے۔

آیت کے بعد جب احادیث کی طرف آتے ہیں تو اس بارے میں کثرت سے احادیث ملتی ہیں۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب البلاد الخ اللہ مساجدہا و ابغض البلاد الخ اللہ أسواقہا۔ (رواد مسلم)

ترجمہ ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب جگہوں میں پسندیدہ جگہ اللہ کے نزدیک مساجد ہیں۔ اور مبغوض ترین جگہیں اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔



عن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ من بنی مسجدًا یستغی بہ وجہ اللہ بنی اللہ لہ بیتا مثلہ فی الجنۃ۔ (بخاری)

ترجمہ ! حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لئے مسجد بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں اس کے مثل گھر بنا دے گا ؟



عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبشر المشائین فی الظلم بالنور التام يوم القيامہ۔ (ترمذی)

ترجمہ ! حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن نور تام

کی بشارت دو :

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ روایت ہے جس میں ان سات قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا ان میں سے ایک قسم یہ بھی ہے ۔

”و رجل قلبه معلق بالمسجد“ وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوا ہے ۔
 قرطبی نے اپنی تفسیر میں آیت کریمہ ”ف بیوت اذن اللہ ان ترفع“ کے ذیل میں یہ حدیث درج کی ہے ۔

رواہ النس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب اللہ عزوجل فلیحبنی ومن احبنی فلیحب اصحابی ومن احب اصحابی فلیحب القرآن ومن احب القرآن فلیحب المساجد فانها افنیۃ اللہ وابنیۃ اذن اللہ فی رفعها وبارک فیہا میمونۃ مہموت اہلہا محفوظۃ محفوظۃ اہلہا ہم فی صلواتہم واللہ عزوجل فی حوائجہم ہم فی مساجدہم واللہ من ورائہم ۔

(ص ۲۶۶ - ج ۱۲)

ترجمہ ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کو چاہئے کہ مجھ سے محبت کرے اور جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے اصحاب سے محبت کرے اور جو میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے وہ قرآن سے محبت کرے اور جو قرآن سے محبت کرے اس کو چاہئے کہ مساجد سے محبت کرے کیونکہ یہ مساجد اللہ کے گھر ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور برکت رکھی ہے ان میں سجدہ والے بھی برکت والے ہیں ۔ یہ مسجدیں بھی اللہ کے حفظ و امان میں ہیں اور یہاں آنیوالے بھی ۔ یہ لوگ اپنی نماز میں لگے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی کارسازی میں ۔

دین میں مساجد کی اسی اہمیت کے پیش نظر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ نے اسلامی حکومت

کا فرض رکھا کہ وہ اسلامی حکومت کے زیر اثر شہروں اور آبادیوں میں مساجد تعمیر کرے اور بیت المال کی خاص مدد سے اس کے مصارف برداشت کرے چنانچہ فقہا بیت المال کے مصارف کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔

ورابعها فمصرفه جهات من انه يصرف الى المرضى والزهني واللقيط وعمارة القناطر والرباطات والثغور والمساجد وما اشبه ذلك - (رد المحتار باب الزكوة، ص ۷۹، ج ۲)۔

ترجمہ !

”اور چوتھے حصے کے مصارف چند جہات ہیں کہ ان کو بیماروں، اپاہجوں اور لاوارث بچوں، پلوں، سرائوں، سرحدوں اور مساجد پر صرف کیا جائے“
اور علامہ قرطبیؒ اپنی تفسیر میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

”قال ابو حنيفة ويبدا من الخمس باصلاح القناطر وبناء المسجد وارزاق القضاة والجند وروى نحو ذلك عن الشافعي ايضا۔

ترجمہ !

(ج ۱، ص ۱۱)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پانچویں حصے کی تقسیم پلوں کی مرمت مساجد کی تعمیر قاضیوں اور فوج کی تنخواہوں سے شروع کی جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔“

لہذا اسلامی حکومت کے جہاں بہت سے فرائض ہیں وہاں یہ بھی اہم فرض ہے کہ لوگوں کی ضرورت و حاجت کے پیش نظر مساجد تعمیر کریں۔ البتہ اگر بدقسمتی سے کوئی حکومت اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو عوام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت و حاجت کے پیش نظر مساجد کی تعمیر کریں، اور امام و خطیب اور مؤذن کی تقرری و تولیت کے انتظامات اپنے ذمہ لیں۔

دیکھئے جمعہ اور عیدین کے انتظامات امام اور حکومت اسلامی کے فرائض میں سے ہے بلکہ امامت کبریٰ کے مقاصد میں اس کو داخل کیا گیا ہے۔ فقہاء اسلام نے جہاں امامت کبریٰ (خلافت) کی ضرورت کو بیان کیا ہے وہاں تصریح کی ہے۔

”والمسلمون لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة

حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقتهم
وقهر المتغلبة والمتلصصه وقطاع الطريق واقامة الجمع و
الاعياد - (رد المحتار ص ۵۱۲ ج ۲) - ترجمہ !

مسلمانوں کے لئے ایک امام ہونا ضروری ہے جو احکام جاری کرے ، سرحدوں کی حفاظت
کرے ، فوج کو تیار رکھے زکوٰۃ وصول کرے ۔ باغیوں ، چھوڑوں ، ڈاکوؤں کو مقہور کرے
جمعہ اور عیدین کی اقامت کرے ۔

اب اگر کوئی اسلامی حکومت اس فریضے سے غافل رہتی ہے تو یہ اس کی بہت بڑی کوتاہی ہے
اور اپنے منصب سے غفلت ہے اور جب حکومت غفلت کرے تو عوام اور پبلک پر یہ فرض عائد ہوتا
ہے کہ وہ اس کے انتظامات کریں چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے ۔

ولهذا لومات الوالی اولم یحضر لفتنة ولم یوجد احد ممن
له حق اقامة الجمعة نصب العامة لهم خطيباً - (رد المحتار ص ۴۸ ج ۱)
ترجمہ !

اسی لئے اگر کوئی حاکم مرجع ہے یا وہ فتنے کی بناء پر موجود نہ ہو جس کو جمعہ کی اقامت کا حق ہے
تو عوام اور پبلک اپنے لئے خطیب کے انتظامات کر لیں ۔
اسی طرح اس قسم کے بہت سے امور میں شریعت نے عوام اور پبلک کو اختیارات دیئے
ہیں ۔ مندرجہ ذیل جزئیات پر غور کیجئے ۔ رد المحتار میں ہے ۔

ولهم نصب متول وجعل المسجدين واحد او عكسه لصلوة -
(رد المحتار علی الشامیۃ ج ۱ ص ۴۹) -

ترجمہ ! اور عوام کو متولی مقرر کرنے اور دو مسجدوں کو ایک کرنے یا ایک مسجد کو دو مسجدیں
کرنے کا حق حاصل ہے ۔
”بجر الرأى“ میں ہے ۔

”وفى الخانية طريق للعامة وهى واسع فبنى فيه اهل المحلة
مسجدا للعامة ولا يضر ذلك بالطريق قالوا لا بأس به و
هكذا روى ابو حنيفة ومحمد ان الطريق للمسلمين والمسجد

لہم ایضا جہ ص ۲۷۶)

ترجمہ! غانیہ میں ہے کہ عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے۔ محلہ والے اگر اس میں مسجد تعمیر کریں اور اس تعمیر سے راستے کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہی کی ہے؟

فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے۔

” ذکر فی المنتقی عن محمدؒ فی الطريق الواسع بنی ذیہ اهل المحلة مسجدًا و ذلك لا یضر بالطریق فمنعہم رجل فلا بأس ان یبنوا “ (ص ۲۳۷، ج ۲)۔

ترجمہ! منتقیٰ میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلہ والوں نے اس میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمد و رفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں؟

فتاویٰ حمادیہ میں ہے۔

” من الغیاشیة نہر لاهل قریۃ فاراد جماعۃ ان یبنوا علیہ مسجدًا فلا بأس بہ “ (ص ۳۴۸، ج ۱)۔

ترجمہ! فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد تعمیر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے؟

پاکستان بن جانے کے بعد حکومت کے جہاں اور اہم فرائض تھے وہاں یہ بھی فریضہ تھا کہ آبادی کے تناسب سے جگہ جگہ مساجد تعمیر کرتی۔ یہ عجیب سی صورت حال ہے کہ یہاں کالونیاں اور بستیوں تعمیر کی جاتی ہیں جن میں ہسپتالوں، اسکول، کھیل کے گراؤنڈ اور سینماؤں کے لئے پہلے سے جگہیں مقرر کر لی جاتی ہیں۔ لیکن مساجد کے لئے آبادی کے تناسب سے جتنی ضرورت ہے اتنا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود اس امر کے کہ آج کل مسلمانوں میں روز بروز دینی انحطاط ہوتا جا رہا ہے اور اس لئے نمازیوں کی تعداد میں برابر کمی ہوتی جا رہی ہے۔ تاہم مساجد کی قلت میں فرق نہیں پڑتا۔ اور نمازی اپنی ضرورت کے لحاظ سے اس بات پر مجبور ہوتے ہیں کہ وہ مناسب جگہ

مسجد تعمیر کریں۔ لیکن اس صورت میں ہمت افزائی کرنے کی بجائے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ یہ عجیب سی صورت حال ہے۔ حکومت اس بارے میں جس قدر جلد نظر ثانی کرے بہتر ہے۔
اس تمہید کے بعد ان مساجد کے متعلق حکم شرعی تحریر کیا جاتا ہے جن کے متعلق استفسار کیا جا رہا ہے۔

یہ مساجد شرعاً مساجد ہیں ان کو اب نہ منہدم کیا جاسکتا ہے اور نہ دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے قیامت تک یہ مساجد ہیں۔ اخبارات میں جس جج صاحب سے منسوب کر کے اس قسم کی مساجد کا جو فتویٰ شائع کیا گیا ہے وہ جج عالم نہیں ہیں، مفتی نہیں ہیں۔ بلکہ غالباً انہی جج صاحب نے جرم جیسے متفقہ اور تواتر سے ثابت شدہ مسئلہ کا انکار کیا تھا۔ اس انکار کے بعد یہ صاحب تو اس قابل ہی نہیں تھے کہ ان کو اسلامی عدالت کا چیف جج بنایا جاتا۔ یا یہ کہ ان سے مساجد جیسے نازک مسئلہ کے متعلق استفسار کیا جاتا۔ ان مساجد کے شرعی مسجد ہونے کے متعلق مندرجہ ذیل حقائق قابلِ لحاظ ہیں۔

الف : عام طور پر جب یہ مساجد بنائی جاتی ہیں تو ان کے بارے میں کاغذات متعلقہ محکمات میں داخل کئے جاتے ہیں اور ان سے اجازت طلب کی جاتی ہے اور حکومت کی طرف سے جواب نہیں آتا۔ حکومت کی طرف سے یہ سکوت اذن شرعی کے مترادف ہے۔ یا بعض مساجد وہ ہیں جن کے حکومت کے محکمہ جیٹری میں منظور شدہ ٹرسٹ موجود ہیں۔ ٹرسٹ اذن شرعی ہے۔

اشار باطلاق قوله وياذن للناس في الصلوة انه لا يشترط ان يقول اذنت فيه بالصلوة جماعة بل الاطلاق كاف۔ (بحر الرائق ص ۲۶۹، جلد ۵)۔

ترجمہ ! یہ جو کہا کہ لوگوں کو نماز کی اجازت دے اس میں صریح اذن کی ضرورت نہیں بلکہ اطلاق کافی ہے۔

”بني في فناءه في الرستاق دكانا لاجل الصلوة يصلون فيه بجماعة كل وقت فله حكم للمسجد۔“ (بحر الرائق ج ۵، ص ۲۷۰)۔

ترجمہ ! گاؤں میں اپنے گھر کے سامنے ایک عمارت بنائی نماز کے لئے جس میں لوگ جماعت سے

نماز پڑھتے ہیں تو اس کا حکم مسجد کا ہے۔“

”وقد رأينا ببخارى وغيرها دور وسكك في ازقة غير نافذة من غير شك الاثمة والعوام في كونها مساجد فعلی هذا مساجد التي في المدارس بجرجانہ خوارزم مساجد لانهم لا يمنعون الناس من الصلوة فيه واذا اغلقت يكون فيه من اهلها“ (بحر الرائق، ج ۵، ص ۲۶۹)۔

ترجمہ !

ہم نے بخارا اور دوسرے شہروں کے محلوں اور گلیوں میں جو آگے جا کر بند ہو جاتی ہیں مساجد دیکھیں ان کے مسجد ہونے میں ائمہ اور عوام کو کوئی شک نہیں ہے۔ اسی طرح جرجانہ، خوارزم کی مساجد جو مدارس میں بنی ہوئی ہیں ان کے مسجد ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اس میں نماز پڑھنے سے کسی کو روکا نہیں جاتا۔ اور جب ان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں تو وہاں کے لوگ اس کے نمازی ہوتے ہیں۔“
جعل وسط دارہ مسجد و اذن للناس في الدخول والصلوة صار مسجدًا في قولهم“ (بحر الرائق، ج ۵، ص ۲۷۰)۔

ترجمہ !

اپنے محلہ کے وسط میں مسجد تعمیر کی اور لوگوں کو داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تو سب کے نزدیک یہ مسجد ہو گئی۔“
ب : جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ عوام کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے لئے اگر مناسب سمجھیں تو شارع عام پر مسجد تعمیر کر سکتے ہیں بشرطیکہ آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ ایسی صورت میں حکومت کو بھی اجازت دینا ضروری ہے۔
ج : ٹرسٹ کی اجازت دینا اور بعض جگہ نقشہ جات منظور ہونا سب اذن میں داخل ہے۔
د : بعض مساجد ایسی ہیں جو سالہا سال سے قائم ہیں۔ ان میں نمازیں پڑھی جا رہی ہیں۔ اور ممانعت نہیں کی جا رہی ہے۔

نوٹ : ۱۳ رجب ۱۳۸۲ھ کو ایک فتویٰ اسی قسم کا " دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ " سے جاری کیا گیا تھا۔ جس پر اس زمانہ کے اکابر علماء کے دستخط فرمائے گئے۔ مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع رح، مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رح، مولانا عبدالحق صاحب کاخیل رح، مولانا محمد صادق صاحب مدنی رح، ان کے علاوہ ملک کے جمید اور نامور علماء کے دستخط ثبت ہیں یہ فتویٰ " مسجد کے متعلق علماء اسلام کا متفقہ فتویٰ " کے نام سے شائع ہوا تھا۔

مہر و دستخط مہر مدرسہ

ولی حسن ٹولکی غفر اللہ لہ : دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۳ ربيع الثاني ۱۴۰۳ھ

قد اصحاب المجيب المحترم محمد انور عفا الله عنه : دارالافتاء جامعۃ خير المدارس سملتان

۱۵ / ۴ / ۱۴۰۳ھ

چرم قربانی کی قیمت مسجد پر لگانا ناجائز نہیں

صورت مسئلہ یہ ہے کہ جلد اضحیہ کے متعلق ہدایہ شریف میں یہ عبارت مرقوم ہے۔
" ویتصدق بجلدها لانه جزء منها او يعمل منه آلة تستعمل في البيت كالنطع والجراب والفربال ونحوها لان الانتفاع به غير محرم ولا بأس بان يشتري به ما ينتفع به في البيت بعينه مع بقاءه استحساناً " (ہدایہ اخیرین کتاب الاضحیہ)۔

اس جزئیہ سے بالکل عیاں ہے کہ جلد اضحیہ کا مصرف فقط سکین ہی نہیں بلکہ کھم اضحیہ کی طرح مالک بھی اس کو باقی رکھ کر فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ نیز جلد قربانی کے عوض کوئی باقی رہنے والی شے حاصل کر کے اس سے بھی نفع حاصل کر سکتا ہے۔ اگر زکوٰۃ یا دیگر صدقات واجبہ کی طرح اسے کا مصرف فقط سکین ہی ہوتا اور تملیک ضروری ہوتی تو مالک اضحیہ کو استعمال کی اجازت نہ ہوتی۔ یہی صورت مولانا عبدالحق صاحب لکھنوی رح اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ۔

» حرم قربانی کا صدقہ چونکہ نفلی ہے کسی کا حق اس سے متعلق نہیں بظاہر حرم قربانی کا صدقہ قبیل تطوعات سے ہے حرم قربانی کا صدقہ بھی نفلی ہے ۔

(فتاویٰ عبدالحی، ص ۳۸۹ و ۳۹۰)۔

مولانا صاحب کی اس عبارت سے واضح طور پر مفہوم ہوتا ہے کہ حرم قربانی کا تصدق جب از قبیل تطوعات ہے تو اس کا مصرف بھی دیگر صدقات نفلیہ کی طرح اسیر و غریب، مساجد و دینی مدارس وغیرہ سب ہو سکتے ہیں۔ یعنی ہر ثواب کی جگہ پر خرچ ہو سکتا ہے۔ جبکہ ابو داؤد شریف کی روایت میں ”کُلُوا وَاذْكُرُوا! وَاَتَجَرُوا“ کھاد و خیرہ کرو، اجر حاصل کرو۔“ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر اجر و ثواب کی جگہ اس کو صرف کیا جاسکتا ہے۔ خواہ مسجد ہو یا دینی مدرسہ کسی ایک جائے اجر کے ساتھ مختص کرنا تخصیص بلا تخصیص جو کہ غیر مناسب ہے۔ نیز عینی شرح کنز الدقائق میں ہے۔

» وَلَوْ بَاعَهَا بِالْدِرَاهِم لِيَتَصَدَّقَ بِهَا جَازٌ لِأَنَّهُ قُرْبَةٌ كَالْتَصَدَّقِ

بِاللَّحْمِ وَالْجِلْدِ « (عینی کتاب الاضحیۃ) ۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد اضحیہ کی بیع بالذرا ہم جب اس نیت سے کی جائے کہ رقم کا تصدق کیا جائے گا تو یہ بیع جائز ہے۔ کیونکہ یہ بیع بقصد تمول نہیں بلکہ بقصد تصدق ہے۔ اب آپ سے صرف اتنا دریافت کرنا ہے کہ اگر کوئی منتظمہ کمیٹی تعمیر مسجد کیلئے حرم ہائے قربانی جمع کرے اور ان کی قیمت تعمیر مسجد پر صرف کرے یا خود مالک اضحیہ بہ نیت تصدق فروخت کرے اس کی رقم تعمیر مسجد پر صرف کرے تو یہ درست ہے یا نہیں ؟

حرم قربانی خود واجب التصدق نہیں البتہ اس کی قیمت واجب التصدق

الجب

ہے ۔ ہدایہ میں ہے ۔

» وَلَوْ بَاعَ الْجِلْدُ أَوِ اللَّحْمُ بِالْدِرَاهِمِ تَصَدَّقَ بِثَمَنِهِ لِأَنَّ الْقُرْبَةَ

انْتَقَلَتْ إِلَيْهِ ۝

حواشی ہدایہ میں کافی اور عینی کے حوالہ سے ہے ۔

» قَوْلُهُ تَصَدَّقَ بِثَمَنِهِ لِأَنَّ مَعْنَى التَّمَوُّلِ سَقَطَ عَنْ الْأُضْحِيَّةِ وَانْتَقَلَتْ

الْقُرْبَةُ إِلَى بَدَلِهِ فَوَجِبَ التَّصَدُّقُ فَإِذَا تَمَوَّلَتْهُ بِالْبَيْعِ وَجِبَ

التَّصَدُّقُ «

بدائع میں گوشت (وغیرہ) کی فروخت کے متعلق لکھا ہے۔

» ولو باعه نفذ سواء كان من النوع الاول او الثاني فعليه ان يتصدق

بشمنه (۵: ص ۸۰)

ہذا اور بدائع کی عبارت میں بیع مطلق ہے جس کا حکم وجوب تصدق بتلایا گیا ہے۔ دلائل وجوب میں سے یہ بھی ہے کہ حرم قربانی کے بارے میں فقہاء نے تین اختیار لکھے ہیں لیکن بیع کے بعد صرف تصدق ثمن کو متعین فرمایا ہے۔ یہی معنی وجوب کا ہے۔ اگر ثمن کا تصدق واجب نہ ہو تو اسے ذاتی استعمال میں لانا بھی جائز ہونا چاہئے۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

جب ثمن حرم اٹھنے کا تصدق واجب ہوا تو اس کے وہی مصارف ہوں گے جو زکوٰۃ و صدقہ وغیرہ کے ہیں۔ کتاب الزکوٰۃ کے باب المصروف میں علامہ شامیؒ نقل کرتے ہیں۔

وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك

من الصدقات الواجبة كما في القمستانی - (شامی ج ۲: ص ۷۹)

اور معلوم ہے کہ زکوٰۃ و صدقات واجبہ کو تعمیر مساجد، کفن میت وغیرہ کسی ایسی چیز میں صرف کرنا درست نہیں جس میں تملیک متحقق نہ ہو۔

در مختار میں ہے۔

لا يصرف الى بناء نحو مسجد كبناء القنطرة والسقايات....

وكل ما لا تملك فيه زيلعي - (شامیہ ج ۲: ص ۸۵)۔

پس حرم قربانی کی قیمت کا تعمیر مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں۔ خواہ مسجد کی منتظرہ کھال فروخت کرے یا قربانی کنندہ فروخت کرے۔ اور یہ بیع بقصد قبول ہو یا بغرض تصدق۔

واضح رہے کہ تعمیر مساجد یا مفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کرنا شرعاً "تصدق" نہیں۔

تصدق میں تملیک فقیر وغیرہ ضروری ہے۔ اکثر لوگ غلط فہمی میں ان کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ دینے

مدرس میں جب تک ان قوم کی تملیک نہیں ہوگی کسی دوسری جگہ صرف کرنا درست نہ ہوگا فقط واللہ اعلم

نوٹ! کلواد اخروا و اتجروا گوشت و پوست کے بارے میں ہے نہ کہ ان کی قیمت کے بارے میں۔ فقط

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱/۲۹/۱۴۰۱ھ

غیر مسلم متروکہ اراضی پر مسلمان مسجد بنالیں تو وہ شرعاً مسجد

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈیرہ اسماعیل خان کمشنری بازار میں ایک پلاٹ سکھوں کی ملکیت تھا جو انہوں نے گرد و ارہ اور شادی گھر رفاہ عامہ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ تقسیم کے بعد بطور مسجد کے سماجر مسلمانوں نے اس پر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اسی دور میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزار دی رحمتہ اللہ علیہ کی وہاں تقریر بھی ہوئی۔ پھر ۱۹۵۲ء میں انتظامیہ نے مرزا یثول کو یہ پلاٹ بطور مسجد کے ناجائز قبضہ کے طور پر دے دیا۔ جب کہ محکمہ متروکہ وقف املاک بھی نہیں بنا تھا۔ مگر ۱۹۸۲ء میں انتظامیہ نے مرزا یثول کو نکال دیا۔ جس کے بعد مسلمانوں نے اس میں نمازیں ادا کیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر مولانا بخش نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد جو درخواست دی اس میں تصریح ہے کہ ہم نے ناجائز قبضہ کیا تھا دراصل یہ مسلمانوں کی مسجد تھی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک حکم کے ذریعہ غیر مسلم سستروکہ اوقاف پر تعمیر شدہ مساجد، مدارس، امام بارگاہے اور دینی ادارے منتظمین کو دینے کا حکم دیا۔ جس پر چیف سیکرٹری متروکہ اوقاف لاہور پاکستان نے عمل درآمد کرایا۔

اب انتظامیہ (غیر مسلم اوقاف) مسلمانوں کو مسجد کا قبضہ نہیں دے رہی اور بجائے مسجد کے (۱۲/۴/۸۱) میں دفتر بنانا چاہتی ہیں۔ جب کہ موقع پر ”مسجد ختم نبوت“ محراب و منبر، مینار اور حجرہ سب چیزیں موجود ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ کہ مذکورہ جگہ اور تعمیر شدہ مسجد شرعاً مسجد ہے یا نہیں؟ نیز محکمہ متروکہ وقف املاک کو کیا مداخلت کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

استفتی: محمد ریاض الحسن گنگوہی

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

واللہ هو الملہم للحق والصواب۔ اما بعد!

مسئلہ مسجد، شرعاً مسجد ہے اس لئے کہ شہر ڈیرہ اسماعیل خان کی ابتدائی

بنیاد مسلمانوں کی ہی رکھی ہوئی ہے اور اس کی قدیم سے نسبت اسماعیل خان نامی شخص کی طرف اس کے

الجواب

بانی اڈل پر دلیل ہے اور اس نوع کے مسائل میں اتنی کچھ ترجیح شرعاً مکمل شہادت ہے۔ کمالاً بیخفی
 علی من بہ ممارستہ فی ضوابط الشرع.....

اور مسلمانوں کے تعمیر کردہ شہروں میں غیر مسلم عبادت گاہوں کی کوئی وجودی حیثیت نہیں نہ ابتداءً
 نہ بقااً۔

امصار المسلمین ثلاثہ احدها ما مصرہ المسلمون کالکوفۃ
 والبصرۃ وبغداد والواسطۃ فلا يجوز فیہا احداث بیلۃ
 ولا کنیسۃ ولا مجتمع صلواتہم ولا صومعۃ باجماع اهل
 العلم الخ (فتح القدیر ج ۱ ص ۱۵۰ وغیر ذلک من کتب
 المذہب)۔

تو اس قطعہ کی شرعی حیثیت گوردوارہ کی نہ تھی بلکہ اطلاقِ برسرہ میں سے ایک سفید قطعہ
 غیر ملوکہ کی تھی جو کہ مسلم آبادی دیہہ کے وسط میں واقع تھی اور ایسے قطعات پر سربراہی مسلم حقوق شہریت
 کے اندر رہتے ہوئے مسلم سرکار حاصل ہے۔ کما فی کتب احیاء الموات۔

تو ابتداءً اس قطعہ کو مسلمانوں کے جائے نماز مقرر کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہ تھی۔ پھر
 مسلم سرکار کی اس قطعہ کی تقریری برائے مسجد صحیح ہے کہ اسے یہ اختیار حاصل ہے اور اس مسجد پر تولیت
 (سربراہی) جو گورنمنٹ نے غیر مسلموں کو سوچنی صحیح نہیں کالعدم ہے کہ یہ معاملہ گورنمنٹ کے
 اختیار سے باہر ہے۔ پھر ۱۹۸۲ء میں جو غیر مسلموں کی مسجد پر تولیت ختم کر دی گئی، صحیح ہے رجوع الی
 الاصل ہے کہ غیر مسلم مسجد کی تولیت کا اہل ہی نہیں ہے۔ (انجزرنا، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۱۷۱)
 وبکذا فی التفاسیر۔

اور اس مسجد پر جو قادیانیوں نے خرچ کیا ہے اس کی وجہ سے اس خطہ کے مسجد ہونے کی حیثیت
 میں کوئی فرق نہیں آیا کیوں کہ قادیانی ایک ایسا غیر مسلم فرقہ ہے کہ جس کے بنیادی، مذہبی دستور میں
 مسجد بنانا کارِ ثواب ہے (قربت ہے) بعینہ ایسے جیسا کہ یہودی و عیسائی بیت المقدس
 پر خرچ کرنا قربتہ سمجھتے ہیں یا کفار مکہ بیت اللہ شریف پر خرچ کرنا قربتہ سمجھتے تھے۔ یہ الگ
 بات ہے کہ یہ کفار کے حق میں باعثِ اجر نہیں۔ لیکن جو شے مسلم اور غیر مسلم دونوں کے نزدیک
 کارِ ثواب ہے اس پر غیر مسلم کے خرچ کر لینے سے اس شے کی حیثیت میں فرق نہیں آتا۔ یہی وجہ

سے کہ بیت اللہ شریف کی کافروں والی تعمیر کو باقی رکھا گیا۔ اور یہی شرعی قانون ہے۔

بخلاف الذی لما خف البحر وغیره ان شرط وقف الذی
ان یکون قربۃ عندنا و عندہم کالوقوف علی الفقراء
او علی مسجد القدس الخ۔ (مشامی ۱ ج ۲، ص ۳۲۱۔ طبع جدید
قاہرہ و فتاویٰ عالمگیری ۲)۔

اگر قادیانی غیر مسلم فرقہ کے بنیادی عقائد میں اسلامی طرز کی مساجد بنانا قربۃ نہ ہوتی تو پھر اس
مسجد کے تعمیری سامان میں قادیانیوں کی خرچ کرنے والوں کی ملکیت ہوتی اور وہ اپنی تعمیر کو اٹھا لیتے۔

کما فی العالمگیریۃ ولو جعل الذم دار مسجدۃ الخ (صفحہ ۲۵۱)
تاہم اس خطہ زمین کا حق مسجد ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیوں کہ جعلتہ مسجداً کہہ
دینے سے مسجد ہو جاتی ہے اور یہی معتبر للحکم ہے۔ بشرطیکہ قائل اس کا اہل ہو کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ نیز
یہ مسجد ظاہری سبب طور پر مذہب اسلام کے خلاف قلعہ کفر و کین گاہ کے طور پر بھی نہ ہو۔
لہذا مسجد سؤلہ مسجد ہی ہے کیونکہ اس وقت کی مسلم گورنمنٹ نے مسجد بنوائی تھی نہ کہ کفریہ قلعہ، یہ
باعتبار ظاہر کہ ہے اور شرعی احکام کا عمل درود بھی ظاہری حالات ہی ہوتے ہیں۔ و اما خف
الحقیقۃ فهو اللہ تعالیٰ اعلم۔

ابجواسب صحیح

عبدالرحمن غفرلہ

کافی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند و کفایت المفتی د

۱۴

صدر تخصص فی الفقہ

عزیز الفتاویٰ و فتاویٰ محمودیہ وغیرہ فقط

۱۲

جامعہ قاسم العلوم ملتان

۱۹۸۹ء منظور احمد نائب مفتی جامعہ قاسم العلوم بہ جاری السنۃ ۱۴۱۰ھ

ابجواسب صحیح

واقعاتی بحاظ سے جب کہ مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت اور انہوں نے اس غیر مملوکہ
پلاٹ کو اپنی انتہائی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مخصوص کر لیا اور اس پر باقاعدہ نماز باجماعت
ہوتی رہی اور اس سے رفاہ عامہ کے مفادات پر کوئی زد نہیں پڑتی تو شرعی اصول و قواعد کے مطابق
مذکورہ جگہ مسجد شرعی بن گئی۔ لہذا اب اسے بدستور مسلمانوں کے لئے مسجد ہی باقی رکھنا ضروری ہے۔

بحر الرائق ۱ ج ۵ ص ۲۷۶۔ میں ہے۔

وَحْفِ الْخَانِيَةِ طَرِيقَ لِلْعَامَةِ وَهِيَ وَاسِعٌ فَسَبِي فِيهِ أَهْلُ الْمَحَلَّةِ
مَسْجِدًا لِلْعَامَةِ وَلَا يَضُرُّ ذَلِكَ بِالطَّرِيقِ قَالُوا لَا بَأْسَ بِهَا وَهَكَذَا
رَوَى عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ ۛ وَ مُحَمَّدٌ ۛ أَنَّ الطَّرِيقَ لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمَسْجِدَ
لَهُمْ أَيْضًا

ترجمہ ۱۔ اور خانہ میں ہے کہ عوام کا ایک راستہ ہے اور وہ وسیع ہے محلہ والے اگر اس میں
مسجد تعمیر کر لیں اور اس تعمیر سے راستہ کی آمد و رفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو فقہاء اس کو
جائز سمجھتے ہیں امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی یہی مروی ہے کہ راستہ بھی
مسلمانوں کا ہے اور مسجد بھی انہیں کی ہے ۛ

فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۸۶ میں مرقوم ہے۔

ذَكَوْنِي الْمَسْتَقَى عَنْ مُحَمَّدٍ خَفِ الطَّرِيقِ الْوَاسِعِ بَنِي فِيهِ أَهْلُ الْمَحَلَّةِ
مَسْجِدًا ۛ ذَلِكَ لَا يَضُرُّ بِالطَّرِيقِ فَمَنْعُهُمْ رَجُلٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَبْنُوا۔
ترجمہ ۱۔ مستقی میں امام محمد ۛ سے روایت ہے کہ ایک وسیع راستہ ہے محلہ والوں نے اس
میں مسجد تعمیر کر لی اور راستہ کی آمد و رفت میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو اگر کوئی شخص
منع بھی کرے تب بھی مسجد بنانے میں کوئی حرج نہیں ۛ

فتاویٰ جمادیہ ج ۱ ص ۳۴۸ میں ہے۔

مَنْ الْغِيَاثِيَّةِ نَهْرًا لَأَهْلِ قَرْيَةٍ فَأَرَادَ جَمَاعَةٌ أَنْ يَبْنُوا عَلَيْهِ مَسْجِدًا
فَلَا بَأْسَ بِهِ ۔

ترجمہ ۱۔ فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ کسی گاؤں کی نہر ہے ایک جماعت اس کے اوپر ایک مسجد
تعمیر کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ۛ

جزئیات بالا کے تحت جب یہ جگہ مسلمانوں کی مسجد بن چکی تو اب احمدی فرقہ کا نا جائز طور پر اپنے
حق میں الاٹ کرانا یا اپنا معبد بنانا جائز نہ تھا۔ اور پھر خصوصاً جب کہ انتظامیہ نے ۱۹۸۲ء میں
انہیں نا جائز قابض سمجھتے ہوئے بے دخل کر دیا اور قبضہ کسی اور کو دلادیا۔ پھر اس کے بعد ۱۹۸۹ء کے
آخر تک اس پر مسجد ختم نبوت کا بورڈ آؤریژال رہا ہے تو اب حق یہی ہے کہ مسلمانوں کے حق میں اس کی
دہی آدھیں پوزیشن یعنی مسجد والی بحال رہنی چاہئے۔ تفصیل بالا سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی

قانونی موشگافی سے اس کی مسجدیت کو ختم نہیں کیا جاسکتا اور اسے دفتری مقاصد کے لئے استعمال کرنا درست نہ ہوگا۔ مرد جبہ قانون کے مطابق اس کی الاٹمنٹ وغیرہ میں اگر کوئی قانونی کمی ہو تو اس کا ازالہ کر دیا جائے نہ یہ کہ اس کی مسجدیت کو ہی ختم کر دیا جائے۔

فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

- اجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الاقواء جامعہ خیر المدارس ملتان۔
 اجواب صحیح : محمد صدیق غفرلہ مدرس و ناظم اعلیٰ جامعہ خیر المدارس ملتان۔
 اجواب صحیح : بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان۔
 اجواب صحیح : محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان۔

مسجد کے اوپر دوکانیں بننے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ ایک مسجد زیر زمین تعمیر کی جائے اور اس کے اوپر مارکیٹ بازار اور دوکانیں وغیرہ بنائی جائیں کیا اس طرح زیر زمین مسجد کی تعمیر جائز ہے ؟ دوکانیں کنٹونمنٹ بورڈ کی ملکیت ہوں گی۔

المفتی : ملک عبد الحمید ڈوگر، ممتاز آباد ملتان

مسجد تحت الشری سے لے کر عنان سمارت تک مسجد ہوتی ہے لہذا صورتِ مسئلہ کے مطابق تعمیر درست نہیں، مسجد کے اوپر مارکیٹ وغیرہ نہیں بناسکتے۔

الحمد للہ

قال فی البحر وحاصلہ ان شرط كونہ مسجد ان یكون سفلی
 وعلوہ مسجداً ینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وان المساجد
 لله بخلاف ما اذا كانت السرداب علو موقوفاً لمصالح
 المسجد فهو كسرداب بیت المقدس هذا هو ظاهر الروایة؟

فقط واللہ اعلم : احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح : بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الانصار ۱۶ / ۳ / ۱۴۱۱ھ

ایک مسجد کا سامان دوسری مسجد پر لگانا

ہماری بستی لب دریا آباد تھی، دریا میں بار بار طغیانی کی وجہ سے تمام بستی نے وہاں سے منتقل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ اب اس سابقہ جگہ پر ایک گھر بھی باقی نہیں رہا۔ نئی جگہ مسجد کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ بعض ساتھیوں کا مشورہ ہے کہ سابقہ مسجد کا اچھا اچھا سامان اس نئی مسجد پر لگادیا جائے۔ تو کیا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

اگر سابقہ جگہ اور مسجد کے دوبارہ آباد ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے تو اس مسجد کا سامان نئی مسجد کو منتقل کر سکتے ہیں۔ سابقہ مسجد کی زمین پر اونچے چار دیواری بنادی جائے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ کیوں کہ جو جگہ ایک دفعہ مسجد شرعی بن جائے وہ تاقیامت مسجد ہی رہتی ہے۔

سئل شمس الاثمة الحلواني عن مسجد او حوض خرب
 ولا يحتاج اليه لتفرق الناس هل القاضي ان يصرف
 اوقافه الى مسجد آخر او حوض آخر قال نعم - اه
 (عالمگیری ج ۲، ص ۵۲۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
 احقر محمد انور عفا اللہ عنہ

تقریباً اللہ الجزء الثاني من خير الفتاوى ويتلوه
 الجزء الثالث و اوله كتاب الجمعة انشاء الله تعالى
 والحمد لله اولاً وآخراً۔ وقد فوجئت من تبليغه وترتيبه
 يوم الجمعة السابع عشر من جمادى الاخرى سالماً
 العبد الفقير ابو شراب **محمد انور** عفا الله تعالى عنه
 مفتي وخادم الحديث بجامعة خير المدارس ملتان باكستان